TO

THE HONORABLE

JOHN ELLIOT DRINKWATER BETHUNE.

President of the Council of Education.

&c. &c. &c.

IN THE HOPE

THAT THIS TRIBUTE OF

PROFOUND RESPECT AND ADMIRATION

FOR HIS

PUBLIC AND PRIVATE WORTH AND VIRTUES,

WILL BE ACCEPTABLE,

THE FOLLOWING PAGES

ARE,

WITH THE WARMEST SENTIMENTS OF ESTEEM

DEDICATED BY

HIS MOST SINCERE FRIEND,

GHOOLAM MOHAMMED,

SON OF THE LATE TIPPOO SULTAN

RUSSAPUGLAH,

21st April, 1849.

سے تعلق رکھتا ہی یعنے ہر کس و ناکس اِس نعمت جلیل و دولت نبیل کا
شایستہ نہین خدا کے خاصے و مقبول ہی بندے اُسّے بہرہ ور ہوتے ہین ؛ اور
اب از جہت تیسیر طرق تفہیم و تکثیر کتب تعلیم کے کہ یہی دونون باتین اِس
دولت ابد مدّت کے اعیان و اعاظم کی توجہّ و التفات سے بخوبی وقوع مین آئی
ہین) علم و ادب اِسقدر دست بدست و متداول ہی کہ جمہور خلائق تا اسافل
و اراذل اِس دولت روحانی و ثروت جانی سے تونگر و غنی ہو گئے ہین اِس
درجے مین کہ کہہ سکتے ہین اگرچہ ظاہرا گستاخی ہی کہ اِن بزرگوار اِن نامدار و
سرکردگان عالیمقدار نے علم سے گرامی و عزیز متاع کو مبتذل و خوار اور
اراذل ذلیل کو اُسکی جہت سے جلیل القدر و سرمایہ دار بنایا ہی ؛
السحق مراتب شکر و سپاس کو اس احسان عظیم و امتنان جسیم کے جسکے حقوق
ہندوستانیون پر اِن حاکمانِ جلیل الشان و صاحبانِ منیع العنوان نے ثابت
کئے ہین اُنھون کو کہان طاقت ہی کہ اندکے از بسیار و یکے از ہزاران ہزار ادا
کرسکین ؛ کیونکہ اِن اکابر روزگار نے نہ صرف بدولت تلقین و تعلیم گوناگون ہنر و
کمال و بتفیض تشریک و تقسیم مناصب ملک و مال باقتضاے وفور شفقت و مزید
رافت جیسے اُنھون کو از جہت علم و ادب ؛ دولت و ثروت باطنی سے محظوظ
و غنی بنایا ہی ویساہی نعمت و مکنت ظاہری سے اُنھین بہرہ ور و تونگر
فرمایا ہی ؛ بلکہ بسبب استیصال کرنے دزدان حیلہ گر و طرّاران خدیعت فن
و قلع قمع فرمانے بدمعاشان خیرہ سر و حرامیان راہ زن کے اور کاٹ ڈالنے جنگل
و جھاڑ و ہموار کرنے سنگستان و پہاڑ کے و بکثرت نکالنے شوارع عام و پاک
و صاف کرنے طرق آمد و شد جمہور انام کے سرتاسر ممالک وسیع ہندوستان مین
اور جابجا قایم کرنے راہ دارون و پاسبانون کے اور بٹھانے چوکی و پہرے

ـ کے ہراک مقام و تھکانے مین اور معاف کردینے محصول و پرمٹ کے
وال سے اِسقدر آسایش و آرامش و امن و امان کو اِن والامنشان
ن نے تمام مرز و بوم مین ہندوستان کے پیدا و نمایان اور تحصیل معاش کے
ب کو اُسمین ایسا فراخ و آسان کیا ہی کہ اکثر غربا و مساکین اہل فراغت
لذران ہو گئے ہین اور جو کچھ وے تمام روز محنت و مزدوری سے
ہین رات کو خوشی دل سے بے کھٹکے کھاتے اور اُسے تمتّع اُٹھاتے ہین
و اگر بیوپاری بنجارے نوکری پیشے مسافر بے خوف و خطر ممالک محروسے
تے جاتے ہین جن راہون دن دہاڑے قافلے لُٹتے تھے اور بے بدرقہ
ن سیّاح و مسافر کم چلتے تھے اب بروز روشن اکیلے سونا اُچھالتے
ہین

شعـــــر

عدل اُنکا جو آفتاب محشر ہی
شور جسکا جہان مین گھر گھر ہی

جناب احدیت سے اُنھونکی سعادت و بہبود دینادی کی نکمیاں کے لیے
سوال ہی کہ اُنھین اِسکی توفیق عطا فرمائے کہ جسطرح اُنھون نے اپنے
ان والا مقام کی تعلیم و تلقین کے بدولت فنون علم و دانش و طریقے
باب مال و نعمت کو اخذ کیے اور سیکھے ہین اُسیطرح راستی و دیانت
نفاق و وفاق کو بھی کہ جان تمدّن و حسن معاشرت و اصل مردمی و انسانیت
ہ مایہ آسایش ہی اُنسے سیکھین اور خلاف و نفاق سے بحد اجتناب
ہیز کرین

الغرض اب اس اقلّ عباد اللہ المنّان محمد سلطان ابن ٹیپو سلطان جنّت مکان کی
جسنے کمال اعتنا و اہتمام سے اِس کتاب کی تالیف وطبع مین (جو اگرچہ بزبان مقال
اخبار و آثار سے اُسکے آبائے کرام کے حاکی ہی پر بلسان حال شکر و سپاس
اِس دولت علیّہ کا عیان و بیان کرتی ہی جسکے عہد ہمایون و روزگار میمون
مین اُسنے توفیق تالیف کی پائی و پیرایہ تمامی کا پہنا) سعی و کوشش کی ہی اور یہہ
آرزو و التماس ہی کہ یہہ ہدیہ محقّر و پیشکش مختصر مقبول نظر صاحبان کونسلِ
تعلیم جمہوری خاصہ صاحب والا مناقب مستجمع فضائل معنوی و صوری گنجور
خزائن ہنر و کمال انسانی دستور دیوان نکتہ پردازی و سخندانی جان مردمی
و مروّت نور دیدۂ جوانمردی و فتوت علّامہ ہمہ دان السنۂ شرقی دیارۂ پاک گہر
خجستہ سیر نغز کار شیرین گفتار اعلم اہل زمانہ و اکمل میجر جارج طربال مارشال کے ہو
اور اُسکی جلدین تعلیم مین صاحبان تازہ وارد اُردو آموز کے کام آوین اور کلکتّے
آگرے مدراس بنبئی کے کالجون مین تقسیم کی جاوین

فهرست حملات حیدری

صفحه

صفحه

صفحہ

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

تمـــــــــــام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ایزد پاک

سر نامہ حمد خدا ے کریم — کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

جواہر آبدار حمد و ثنا نثار بارگاہ اُس بادشاہ حقیقی کے جسکے ایک حکم کن سے
زمین و آسمان اور کل مخلوقات ممکن نے جو پیدا ہو چکی یا پیدا ہوگی وجود پایا اور
اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ نے ہر موجود کو نئے رنگ ڈھنگ کا خلعت
حیات عطا کیا چارون عنصر کو کہ ہر ایک اپنی اپنی تاثیر مین مخالف دوسرے کا
ہی باہم امتزاج دیگر انسان کو پیدا کیا اور اوہر منصب خلافت کے منصوب
فرمایا فضائل اربعہ جو حکمت و شجاعت اور عفّت و عدالت ہین نشان و
تمغا اُسکے مقبولون و مقرّبون کا ہی جس کسی مین یہہ چار صفتین پائی جاتی ہین وہ مرتبے
سعادت کو پہنچتا ہی اور بادشاہ وقت یا وزیر یا رئیس بالضرور ہوتا ہی وہ
ایسا حکیم ہی کہ جب کسی قرن و زمانے مین کسی طرح کے فتور و خلل حادث
ہونے سے اُسکے بندے تکلیف و اذیّت اُٹھاتے ہین تب اُسکی خواہش
کے موافق ایک ایسا شخص ایسے اطوار کا پیدا ہو کر خلق اللہ کی رفاہ و آرام کا
باعث ہوتا ہی کہ پچھلے لوگ اُسکا حال سنکر عبرت پکڑتے و پند لیتے ہین

سلیم مولوی عبد الرحیم صانہ اللہ تعالی عن آفات العصر و مصائب الدهر
کو معتبر روایتون سے انگریزی کتابون کے فضایل اور ستودہ صفتین نواب گردون
وقار سکندر طالع ارسطو فطرت سلیمان حشمت رستم زمان نوشیروان
دوران نواب حیدر علی خان بہادر مغفور کی مفصّل معلوم ہوئین کہ اُس نواب
بہادر مغفور نے صرف اپنی بلند ہمت و حسن سلیقے کے سبب سلطنت اسلامیہ
کی میسور مین بنیاد قایم کی ایسا خلعت خداداد عقل سلیم کا دربار حضرت کریم
سے اُسنے پایا تھا کہ اگرچہ علم ظاہری کی چندان تحصیل نہ کی تھی پر ایسے آئین
اور دستور رعایا کی رفاہیت و ملک کی معموری کے باب مین ایجاد کیئے کہ تمام خلایق
اُسکے خیر خواہ ہوگئے اور جان و دل سے مطیع و فرمان بردار ہر ایک نے اُسکی محبّت
و مہر کا تخم مزرعۂ دل مین بویا و بغض و عداوت کے درخت کو جڑ سے اُکھاڑا *
سلوک اُس فریدون فر کا سپاہیون کے ساتھ نہایت جوانمردی و مروّت سے
مقرون تھا کافہ سپاہ کی بہت دلجوئی کرنا اور اُنھون کے ساتھ خوش معاشرت رہنا
جب کوئی جان فشانی کرنا عوض مین اُسکے صلہ و انعام دینا حق تلفی کسی طور
جایز نرکھنا بڑی بڑی لڑائیون اور سخت سخت معرکون مین سپاہیون کے ساتھ
آپ محنت و سختیان اُٹھانا بہادرون اور جان بازون کی قدردانی اُس
مرتبے مزاج مین تھی کہ لکھا ہی کہ ایک بار انگریزی فوج نے نواب بہادر کے کسی
قلعے پر حملہ کیا تھا اگرچہ قلعے کی فوج محافظ گولے کے اولے برساتی تھی پر انگریزی
سپاہ داد تہوّر اور بہادری کی دیتی وہرگز منہہ نہ موڑتی تھی نواب بہادر نے دوربین
سے ایک ٹیلے پر چڑھکر یہ حال دیکھا اور فرمایا کہ کاش ایسی فوج دلاور جانباز
میری ہوتی مین ایک سپاہی کو بھی اُسکے کوچ مین پیادہ نہ چلنے دیتا بلکہ شکاری
چیتون کے مانند گاڑیون پر سوار کرکے لیجاتا اور بروقت حملہ دشمنون کے اوپر



HYDER SHAH,

ALIAS

HYDER ALI KHAN BAHADUR.

ماں لکھا اور فضایاں و پسندیدہ صفات کو نواب بہادر کے من وعن بیان کیا *
ر اُسنے سمجھا کہ ایسے وقایع عجیبہ و سوانح غریبہ کے معلوم ہونے سے
ت فائدہ سب لوگ حاصل کرینگے اور بڑا حیف ہی کہ ان واقعات اور
دادون سے اہل فرنگ تو عبرت و فائدے اُٹھائین اور خاص ہندوستانی واہل
ام اس نعمت سے محروم رہین اِسیواسطے موافق حکم شاہزادے عالیشان
ہمت والا خاندان رفیع المرتبت منیع المکان جناب محمد سلطان عرف غلام محمد
ٹیپو سلطان ابن نواب حیدر علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ وحشمتہ کے جسکے
ق حسنہ و عادات مستحسنہ حاجت مدّاحی کی نہین رکھتے اور ضرب المثل ہو گئے ہین
لہ بہت کام اُس جناب سے ایسے ظہور مین آئے ہین جنکے سبب دنیا مین نیکنامی
ں ہوئی اور اُسکی ذات آفتاب کی مانند مشہور ہو گئی چنانچہ اُنمین سے
ے یہہ کہ دار الامارہ کلکتے مین دھرم تلے کے چوراہے پر ایک مسجد سنگین
شان خوش قطع موسوم بہ مسجد اقصیٰ جسکی تاریخ شان خدا یا سنہ ۱۲۵٦ ہجری
اُسنے بنا کی اُسکے جانب مغرب تھوڑے فاصلہ پر کوٹھی گورنر صاحب بہادر
ی کہ ویسا مکان سارے کلکتے بلکہ تمام بنگالہ مین نہین اور مشرق کی طرف
نی چوک جو تمام بازارونمین شہر کے وسیع و پر رونق ہی اور دکھن کی
ف میدان چورنگی کا جسکی سڑکین نہایت وسیع و خوشنما کنارے پر جنکے
ں پختہ دریا کے پانی سے دن رات جاری جنسے تمام سڑکین چھڑکی جاتی ہین اور
کا قلعہ اُسکے متّصل ہی الغرض حق تو یہہ ہی کہ ایسا فرح بخش و فضا کا مکان
کم ہوگا سب عمائد شہر ہر قوم کے امیر و خوش مزاج تفریح طبع کے لئے
ن وقت وہان سیر کرنے آتے ہین عجب لطف ہوتا ہی کہ دیکھنے سے تعلّق
ہی اور وہ مسجد نہایت بلند و وسیع و مستحکم ہی اندر و باہر اُسکے سنگ

مرمر و سنگ موسی کا فرش اکثر اہل اسلام مسافر و شہری و تجّار و علما وغیرہ صبح و شام زیارت کرنے و نماز پڑھنے وہان آتے اور مسجد کی عظمت و شان کو دیکھہ کہتے و مقر ہوتے کہ ایسی مسجد ملک بنگالے مین نہ بنی ہی نہ بنے گی فی الحقیقت یہہ مسجد ایسی دل چسپ اور ایسے مقام نشاط بخش پر واقع ہی کہ اہل اسلام کیا بلکہ غیرون کا بھی اُس مسجد کو دیکھہ کر یہی جی چاہتا ہی کہ وہان سجدہ کیجئے *

اور اُس جنات فیض مآب نے ایک اور بھی ویسی ہی مسجد بنام مسجد اعلا رسا پگلے مین جو اقامتگاہ اُس شاہزادۂ والا تبار و سایر خاندان سلطان مغفور و مبرور کا ہی بنا می ہی اور دونون مسجدون مین حافظ و موذّن واسطے امامت و اقامت پنجگانہ کے مقرر ہین کہ ہر روز وعظ و نصایح خلق کو کیا کرتے اور ماہ مبارک رمضان مین کلام مجید سناتے ہین ہر مسجد کے اخراجات ضروری کے واسطے جایداد معقول وقف ہی اور ایک باغ وسیع معہ تالاب و گھاٹ سنگین واسطے پہنام کرتے تعزیے جناب سیّد الشہدا علیہ السلام کے و گور غریبان کے لیئے وقف کیا ہی اور قاری بھی تلاوت قران مجید کے لیئے مقرّر ہین

مولوی موصوف نے وقایع نواب حیدر علیخان بہادر مغفور اور ٹیپو سلطان مبرور کو انگریزی اور فارسی تواریخون سے جنکی تفصیل آتی ہی بسبب کمال دل جوئی و شفقت و حمایت و رعایت شاہزادہ عالیشان کے تین برس کے عرصے مین نہایت مشقّت و زحمت سے معلوم کرکے زبان فارسی مین لکھا اور نام اُسکا کارنامۂ حیدری رکھا اور واقع مین کمال کیا ہی

ہر کہ سخن را بسخن ضم کند   قطرۂ از خون جگر کم کند

حامی شیخ احمد علی گوپاموئی نے اُس کتاب کے مضمون کا فائدہ عام پاکے اور

یہہ سمجھکر کہ زبان فارسی سے اُسکے جولوگ فارسی مین کامل لیاقت رکھے ہین وہی اُس چشمہٗ فیض سے بہرہ یاب ہوسکتے ہین اور جولوگ صرف حرف شناس اورکم مایہ ہین اِسکے فائدہ سے محروم رہینگے تعمیم فائدہ کی نیّت سے ساتھہ صلاح اور مشورہ مظہر فضیلت مصدر حذاقت مفتح غوامض منطقی و ریاضی گنجینہٗ معانی سرآمد حکماے زمانی حکیم مولوی احمد حسین شاہ جہان آبادی کے فارسی سے زبان اُردو مین جو بول چال لکھنو اور دلی والون کی ہی دارالامارہ کلکتے مین سنہ ۱۲۶۳ ہجری یا سنہ ۱۸۴۷ ع مین ترجمہ کیا اور حملات حیدری اُسکا نام رکھا اور تاریخی نام تواریخ گزیدہ پایا ٭

۱۲۶۳

تفصیل اُن انگریزی کتابون کی جنسے مولوی موصوف نے ترجمہ کیا اور فارسی تواریخون کی جنسے ضروری چیزین چن لی گئین

۱ ہسٹوری آف حیدرعلیخان دو جلد مین تالیف کی ہوئی موشیر م د ل ط کی جو سردار دس ہزار سپاہ مغلیہ کا تھا اور اکثر توپ خانے مین نواب حیدر علیخان بہادر کے افسر حکم دینے والا اور جماعت فرنگستانی پر جو اُس نواب کی خدمت مین تھی سردار رہا اور اُسنے اس کتاب کو دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۷۸۴ ع چھپوایا

۲ بریٹش ملیٹری بیاگریفی یعنے تذکرہ بہادران انگریزی جو وابستہ لشکری اخبار اس بادشاہت کے سابق سے حال تک دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۸۴۱ ع پہلی دفعہ چھاپا گیا

۳ آتھنٹنک ممائرس آف ٹیپو سلطان جو حیدرعلیخان بہادر کی سیر و شمائل پر

محتوی ہی تصنیف کی ہوئی بعضے منصب داران کنپنی کی جسکو فلیپ پریرا نے دارلامارت کلکتے مین دوسری بار درسنہ ۱۸۲۰ ع چھپوایا

۴ مارکوئیس ویلزلیس ڈسپاچیز پانچ جلد جو درسنہ ۱۸۲۶ ع دارالملک لندن مین چھپی

۵ ھسطوری اف نادر شاہ تالیف کی ہوئی جیمس فریزر کی جو درسنہ ۱۷۴۲ ع لندن مین چھپی

۶ ایسٹ انڈیہ گزیطیر تالیف کی ہوئی والطر ہملطن کی دو جلد درسنہ ۱۸۲۸ ع دارالسلطنت لندن مین چھپی

۷ اسکرس کپطیویطی یعنے اسیری اسکر کی عہد مین نواب حیدر علی خان بہادر اور طیپو سلطان کے

۸ بطسنس دار یعنے طیپو سلطان کی لڑائی جس مین کرنیل بطسن خود حاضر تھا اور اُسنے اسکا حال لکھا

۹ جرنل نیول انڈ ملطری مگزین یعنے روزنامچہ اور جہازی اور فوجی ذخیرہ

۱۰ ہسطوریکل اسکیچ اف سوتھ انڈیہ یعنے تواریخی نقشہ دکھن کا

۱۱ کتاب فتوحات حیدری تصنیف کی ہوئی لالہ لکھیم نراین کی

۱۲ کتاب نشان حیدری تالیف کی ہوئی میر حسین علی کرمانی کی

۱۳ جارجنامہ نظم کیا ہوا ملا فیروز کا

۱۴ تواریخ حمید خانی تالیف کی ہوئی منشی حمید خان کی جو دکھن کی مہم مین گورنر جنرل مارکوئیس کارنوالس بہادر کے ہمرکاب تھا

List of Authorities from which the following work is either wholly or partly translated.

1.—Memoirs of Hyder Aly Khan, and his son Tippoo Sultan, By Charles Stewart, Esq. M. A. S.

2.—The History of Hyder Aly Khan, Nabob Bahader, By M. M. D. L. T.

3.—British Military Biography, from Alfred to Wellington.

4.—Authentic Memoirs of Tippoo Sultan, By an Officer in the East India Service.

5.—The History of Nader Shah, to which is prefixed a Short History of the Mogol Emperors, By James Fraser.

6.—The Despatches, Minutes, and Correspondence, of the Marquess Wellesley, K. G.

7.—The East India Gazetteer, By Walter Hamilton.

8.—A view of the origin and conduct of the war with Tippoo Sultan, by Lt. Col. A. Beatson.

9.—The United Service Journal, and Naval and Military Magazine for 1841, part 2.

10.—Historical Sketches of the South of India, in an attempt to trace the History of Mysoor, By Lieut. Colonel Mark Wilks.

اجمالی بیان ہندوستان کی سرحدون کا و توصیف بعض گرانمایہ طبیعی چیزون کی جنھونے اسکے رہنے والون کو غیر ملک سے بے نیاز اور غیر ونکو اُسکا محتاج کیا ہی

یہہ ولایت وسیع جنوبی حصے مین براعظم آشیا یا بالا د سران کے واقع ہی (اور بالا د سران بڑا تیسرا حصہ ہی ربع مسکون قدیم کا جسکے اور دو حصے کو یورپ یا بالا د بیضان اور افریکہ یا بالا د سودان کہتے ہیین) اُتر دکھن یہہ ولایت درمیان آٹھہ و پینتیس درجہ عرض* شمالی کے واقع ہی یعنے آٹھہ درجے کے فاصلے سے شروع اور پینتیس درجے تک منتہی ہوتا ہی ؛ اور پورب پچھم درمیان اتھستھہ و بانوے درجہ طول شرقی مین ہی ؛ یعنے اٹھستھہ درجے کے فاصلے سے شروع ہو کر بانوے درجے پر منتہی ہوتا ہی ؛ ایک درجہ ۳۶۰ درجون سے کسی منطقہ زمین کے اُنھتّر میل انگریزی سے کچھ زیادہ ہوتا ہی میل انگریزی ۵۲۸۰ فٹ ہی جو آدھہ کوس ہندوستانی سے کچھ کم ہی ؛

پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ طول ہندوستان کا دکھن سے اُتر کو ہی اور نہایت بڑا طول اُسکا قریب ایک ہزار نوسی میل انگریزی کے ہی

---

* عرض کسی مکان کا خط استواسے درجون پر خط نصف النہار کے جوایک منطقہ ہی کہ سمت الراس پر اُس مکان کے ہوکر قطب شمالی وجنوبی پرگذرتا ہی اُتریا دکھن گنا جاتا ہی ؛ اور خط استوا ایک دوسرا منطقہ یا خط زناری زمین کا ہی جس سے زمین دو نصف شمالی وجنوبی مین منقسم ہوتی ہی اسلیئے عرض مکان کا کبھی شمالی بولا جاتا ہی اگر وہ مکان خط استواسے شمال کی طرف ہی اور کبھی جنوبی اگر وہ مکان خط استواسے جنوب کی طرف کو ہی اور طول مکان کا انگریزی نقشون مین نصف النہار سے گرینو یچ کے جو رصدگاہ ولایت انگلستان کی ہی پورب پچھم خط استوا کے درجون پر گنا جاتا ہی ؛

یا قریب آٹھ سی اکتیس کوس ہندوستانی اور عرض اُسکا پورب سے پچھم
کو اور نہایت بڑا عرض قریب ایک ہزار پان سی میل انگریزی کے ہی یا
قریب چھ سی چھپن کوس ہندوستانی چونکہ اس ملک کا طول وعرض سب جگہہ
برابر نہین ہی یعنے نہ تو ہر جگہہ طول مین انیس سی میل ہی اور نہ عرض مین پندرہ
سی میل اِسی سبب سے تمام روی زمین ہندوستان کی از روے پیمایش
کے بارہ لاکھ اسّی ہزار مربّع میل انگریزی سے زیادہ حساب نہین کیجاتی ؛
موافق روایت اگلے ہندوون کے بڑا طول و عرض ہندوستان کا چالیس
چالیس درجے تھا اور جسقدر زمین پر فرنگستان ہی اِتنی ہی زمین پر محیط پچھم
کی سرحد اُسکی جسنے اوسے ایران کے ممالک سے جدا کیا تھا سیستان کے
پہاڑ تھے اور پورب کی حد چین کی زمین کے حصے تھے اُس سرزمین سے جو پورب
کی طرف گنگا کے باہر ایک قطعہ جزیزہ نما ہی اور اُتر کی طرف دشت ترکستان
اور خفچاق اور دکھن کی طرف سندا کے جزیرے اِن حدون مین بڑے بڑے پہاڑ
تبّت کے اور کشمیر جنّت نظیر کا جنگل اور تمام قدیم ملک اندوسیتھیہ یعنے ہندو
تورانی کا اور خطے نیپال کے اور بھوٹان وکامرو وآشام معہ سیام وآوا وارا کان
یارخنگ اور وے ریاستین جو اِن سے ملی ہوئی ہین جہان تک کہ چین ہندؤن
کا اور صین جغرافیا جاننے والون کا عربستان کے ہی اور تمام پچھم کے ممالک
زمین جزیرہ نماے ہند اور جزیرے سیلان کے واقع ہین ؛ براہمہ قدیم جنکا
مذہب اور عقیدہ تمام اِس ہندوستان مین پھیلا ہوا اور جاری تھا کبھو
اِس ملک کا نام اِس ترکیب توصیفی سے مدھیاما یعنے مرکزی حصہ لیتے تھے
اِسلئے کہ اُن کے گمان مین ہندوستان کی زمین مرگزی حصّے پر اُس کچھوے کی
پشت کے واقع ہی جو تمام زمین کو اپنی پشت پر رکھتا ہی اور کبھو اُسکو اِس ترکیب

ی سے پُنیا بھوم یعنے زمین خیر پہنچانے کی کہتے تھے اور بیان کرتے کہ یہ
مین کا بھارتھ کے حصّے مین تھا جو نو بیٹون مین سے ایک بیٹا ایسے شخص کا
سکے ہاتھ مین سلطنت تمام روے زمین کی تھی اسلئے اُسکا نام بھارتھ کھنڈ ہی
نو د بھارتھ کے ملک کو مرکزی حصہ جنبو دیپ کا سمجھتے ہین

ھو براہمہ اپنی ولایت اس قدر زمین کو جانتے تھے جو کوہستان ہمالہ اور
شرام کے درمیان واقع ہی اور یہہ رامیشرام (یعنے ستون رام)
چھوٹا سا جزیرہ ہی درمیان جزیرہ سراندیپ و زمین جزیرہ نما ہندوستان کے ؛
ستان کر نیا نام اس ملک کا ہی فارسی ترکیب ہی یعنے کالے آدمیون
ن اور مدتون سے تمام خلقت اور سب ہندوستانیون مین یہی نام مشہور
اہل اسلام کے مورّخون کے نزدیک ہندوستان وہ ملک ہی جو تصرف
کے بادشاہون کے تھا اور یہہ ملک درسنہ ۱۶۸۲ ع جلال الدین اکبر
ساہ کے حکم سے پہلے گیارہ حصون مین تقسیم کر ہر ایک حصّے کا نام صوبہ
اجسکی تفصیل یہہ ہی ؛ صوبہ لاہور ؛ صوبہ ملتان ؛ صوبہ اجمیر ؛ صوبہ دہلی ؛
گرہ ؛ صوبہ الہآباد ؛ صوبہ اودھ ؛ صوبہ بہار ؛ صوبہ بنگالہ ؛ صوبہ مالوہ ؛ صوبہ
ت ؛ اور اُسکے بعد جسقدر سلطنت اسلام مین زور آتا گیا یے صوبے
گئے ؛ صوبہ کابل ؛ صوبہ کشمیر ؛ صوبہ سندھ ؛ صوبہ برار ؛ صوبہ خاندیس ؛ صوبہ
ر ؛ یا اورنگ آباد ؛ صوبہ بیدر ؛ صوبہ حیدرآباد ؛ صوبہ بیجاپور ؛ صوبہ اُڑیسہ ؛
ب اکیس صوبے آخر عہد عالمگیر تک دہلی کے متعلق اور زیرحکم تھے
ب حدبندیان قدیم ہندوون کی اور اہل اسلام کی تھی اور اب عہد مین
ونکے حدین ہندوستان کی اُسی طول اور عرض کے ساتھ جیسی کہ اگلے
، مین ہندو جانتے تھے یے بھی جانتے ہین اس نقشے کو اور سب نقشون پر

ترجیح اِسی سبب سے ہی کہ اِس نقشے کو ایسی حدون جو سد سکندری کے مانند مستحکم ہین گھیرتی ہین اور نئے سرے سے حد باندھنے کی احتیاج نہین رہتی اِس قرار داد پر ہندوستان کا نقشہ اُتّر کی طرف تبّت کی زمین سے کوہستان ہمالہ یا نیپال کر جو ملک سندھ سے پینتیس درجے عرض شمالی سے شروع ہو کر اِسی عرض پر سرزمین کشمیر پر پہنچ وہان سے دکھن کو پورب کی طرف مسافت نامعلوم پر جاکر بھوتان کے اُسطرف تک پہنچتا ہی جدا کیا گیا ہی اور دکھن کی طرف حد ہندوستان کی بحر محیط ہی اور پچھم کی طرف رود سند ولیکن پورب کی طرف حدبندی ہندوستان کی بہت مشکل ہی مگر ایسی سرحد جس سے امتیاز حاصل ہو وہ کوہستان اور جنگلستان ہی جو چاٹگانو وتپرا کی زمین کے متّصل ہی اور وہان سے اُترکو برمپتّر تک پہنچتا ہی برمپتّر نام ایک ندی کا ہی جو وہان سے دور تک سیدھی پچھم کی طرف کو جاری ہو کر ناگاہ دکھن کی طرف کو بہتی ہی درمیان اِن حدونکے جو لکھی گئین ہندوستان اِن بڑے بڑے چار حصّون مین منقسم ہوتا ہی

پہلا حصہ شمالی ہندوستان

یہ حصہ وسیع اور ناہموار ہی پچھم کی طرف ستلج سے شروع ہوتا ہی اور وہان سے دکھن کی طرف جھکتا ہوا پورب کو تپستا ندی تک جسکا طول شرقی انٹھاسی درجہ اور تیس دقیقہ ہی جاتا ہی اور اُتّر کی حد اُسکی نیپال کے پہاڑ ہین جو جدا کرتے ہین اِس حصے کو ممالک تاتار اور تبّت سے اور دکھن کی طرف قدیم حکومت اسلامی سے اُس سرحد کر ممتاز ہوتا ہی جہان پر سلسلہ پہاڑونکا وسیع جنگل سے جو گنگا کے پورب کو ہی ملتا ہی اور زمین کے ٹکڑے جو اِس حصے مین

ہین اس تفصیل کے ساتھ ہین ٭

وہ قطعہ زمین جو درمیان ستلج اور جمنا کے واقع ہی ٭

گراول جسکا نام سری نگر مشہور ہی ٭

وہ خطہ جسکو سرچشمہ یا منبع گنگا کا کہتے ہین ٭

کماؤن جو گنگا اور کالی ندی کے درمیان ہی ٭

بینکا ندی

بھوتان

نیپال کا ملک چونکہ اس پہاڑی ملک کے آدمی اب تک ہندوستانیون سے کم اختلاط رکھتے ہین اس سبب سے بہ نسبت ہندوستانیون کے تہذیب اور عقل مین بہت ناقص ہین ٭

دوسرا حصہ ہندوستان خاص

ہندوستان کا بہ نسبت اور تینون حصّون کے بہت وسیع و فراخ ہی کہ دکھن نے نربدہ تک پہنچتا ہی جو دکھن کے ملک کی شمالی حد ہی اور شامل ہی بارہ بڑے صوبون پر کہ ہر ایک اُن مین سے ایک ریاست یا بادشاہی ریے دو صوبے کشمیر اور سندھ کے بھی اسی مین داخل ہین

له ۲ بہار ۳ الہاباد ۴ اودھ ۵ آگرہ ٦ دہلی ۷ لاہور ۸ کشمیر ۱۰ ملتان ۱۱ سندھ یا کچھ ۱۲ گجرات ۱۳ مالوہ یے صوبے سے سیر حاصلی اور دولت مین اور سب صوبون سے ممتاز ہین اور انہین مین دارالامارت سلاطین ہند کا تھا اُن اقوام سخت کوش زبردست نے ستان کے شمال مغرب کو رہتے ہین اکثر اس ملک کو فتح کیا تھا اور

اپنے قبضے مین لائے تھے رہنے والے اس حصّہ کے اکثر دوسرے صوبون کے رہنے والون پر طاقت جسمانی اور ظرافت اور قوت نفسانی مین بالائی اور ترجیح رکھتے ہین قدیم برہمون نے بسبب ترجیح اِس حصے کے شرقی و جنوبی حصّون پر ہندوستان کے اِس حصے کا نام امید ھیادیس یعنے مرکزی حصّہ رکھا تھا،

تیسرا حصّہ جنوبی ہندوستان

اُترکی حد اس حصّے کی نربداندی ہی اور تھوڑی سی پورب کو وہ حد خیالی جو اُسی عرض مین کھنچتی ہی تا جنوبی ہوگلی یا پچھم کی شاخ گنگا تک اور دکھن طرف کی حد اِس حصے کی یے دو ندیان کشتنا اور تنبھدرا ہی جو دکھن کی شمالی حد ہی اور پورب کی حد خلیج بنگالہ اور پچھم کی بحرہند یہ حصہ ہندوستان کا اُن خطون کو احاطہ کرتا ہی جنکی تفصیل یہہ ہی،

۱ گندوانہ، ۲ اوڑیسہ، ۳ شمالی سرکارات، ۴ خاندیس، ٥ برآر ٦ بدر، ۷ حیدرآباد، ۸ اورنگ آباد، ۹ بیجاپور،

چوتھا حصّہ دکھن

اِس حصّے کو اکثر بنام جزیرہ نما بولتے ہین شکل اُسکی مانند ایک مثلّث متساوی الساقین کے ہی کہ اُتر کی حد کشتنا ندی اُسکا قاعدہ اور دونو حاشاں شرقی و غربی یعنے کرومنڈل اور ملیبار دو اُسکی ساق اور راس کمران اس مثلّث کا سر ہی تفصیل اُن خطون کی جو اِس مین ہین یہہ ہی ۱، کنڑا، ۲ ملیبار، ۳ کوچین ۴ ترادنکور، ٥ بالا گھاٹ، ٦ میسور، ۷ کوئنباتور، ۸ سالم و بارامحال، ۹ کرناٹک، اب جاننا چاہئے کہ سوا سرانذیب کے اور کوئی جزیرہ

وستان کے متصل قابل اعتبار کے نہین ہی اور وے ممالک جو ہندوستان
متصل ہین اُنکی تفصیل یہ ہی پچہم کی طرف بلوچستان و افغانستان اُترکی
ـ تبت وشمالی حصہ ہندوستان اور بھوٹان اور پورب کی طرف آشام اوروے
تین جو متصل آشام کے ہین یعنے آوا اور برمہا کا ملک ؛
لی اور جنوبی ہندوستان کی اُسکی ندیون سے ہی علی الخصوص گنگا جو اکثر اُسکی
ین کو سیراب کرتی اور ایک جگہہ کے حاصل اور پیداوار کو دوسری جگہہ پہنچاتی
اگرچہ بہ سبب اختلاف حاکمون کی زبانون اور دینون کے اکثر خطون اور
ن کے نام مین ہندوستان کے تغیر اور تبدیل ہوئی ہی پر ندیون کے
مین کچھ تغیر ابتک واقع نہین ہوئی ہندوستان کی مشہور ندیون کا نام اور
مسافت تقریبی اُنکے منبع سے سمندر اور گنگا یار ودسند تک یہ ہی ؛

شمالی ہندوستان کی ندیان

			میل انگریزی
ـند	... ...		۱۷۰۰
نگا	... ...		۱۵۰۰
جمنا	جہانتک گنگا سے ملی	(۷۸۰)	۱۰۰۰
ستلج	جہانتک رودسند سے ملی	(۹۰۰)	۱۴۰۰
جیلم	جہانتک رودسند سے ملی	(۷۵۰)	۱۲۵۰
رگگ	جہانتک گنگا سے ملی	(۴۵۰)	۹۸۰

جنوبی ہندوستان کی ندیان

کاوری	... ...	۸۵۰

		میل انگریزی
٨	کشتنا	٧٠٠
٩	نربدا	٧٠٠
١٠	مهاندی	٥٢٠
١١	تپتی	٤٦٠
١٢	کاویری	٤٠٠

اور بہت سی ندیان چھوتی برتی جنکی مسافت معلوم نہین ملک ہندوستان مین جاری ہین جیسے ١ برمہپتر ٢ گھاگرہ ٣ راپتی ٤ گومتی ٥ سون ٦ راوی ٧ بیاہ ٨ چناب وغیرہ

ہندوستان کے پہارون مین سے دو سلسلے شرقی اور غربی وے پہار ہین جو دکھن کے ملک مین بنام شرقی گھات اور غربی گھات باجتے ہین غربی گھات راس کمران سے جو جنوبی نہایت ملک دکھن کی ہی تپتی ندی یار ودسورت تک پہنچتا ہی جوتیان ان پہارونکی جابجا پانچ ہزار فت سے لیکر چھہ ہزار فت تک سطح دریاے شور سے بلند ہی پر چوتیان شرقی سلسلے کی بہ نسبت غربی کے نیچی ہین اور یہہ سلسلہ گیارہ درجے بیس دقیقے عرض شمالی سے تا کشتنا سولہ درجے عرض شمالی تک کھنچتا ہی اور زمین بالا گھات کو پائین گھات سے جو دراز ہوتا ہی سواحل شرقی کارومنڈل مین جدا کرتا ہی مدراس کے جوار مین نہایت بلند چوتی اس سلسلے کی ہزار ذراع سطح دریاے شور سے بلند ہی اور شہر بنگلور کے پہار کی چوتی کے اوپر کی زمین جو قابل رہنے کے ہی سمندر سے تین ہزار ذراع بلند ہی لیکن ہمالہ پہار عجائب عالم سے ہی اس لیئے کہ اتنا بلند دنیا مین کوئی پہار نہین اور یہہ کوہ والا شکوہ دو ملک خراسان سے طرف مدھ غربی

ےکے جاتا ہی اور سامھنے اکثر شہرون کے گذرتا ہی اور ہر جگہہ ایک نیا نام
ں خراسانی اور کابلی جو پچھم طرف رود سند کے رہتے ہین اِس پہاڑ کو
کش کہتے ہین اور اس رود کے پورب کے رہنے والے اُسکو ہمالہ بولتے ہین
رف کی جگہہ شمال شرقی جانب کشمیر سے یہہ پہاڑ پورب کی طرف ہو سب
ر پنجاب کی ندیون کے ستلج چھوڑا گذرتا ہی اور ان حدون مین سنگستانی
ہور کے خطے کو چھوڑتے تبت کے خطے سے جدا اور اُسی طرف کچھ
جا کر گنگا جمنا کے منبون کو قطع کرتا ہی اور دونون کو دکھن کی طرف پھیرتا ہی
اس پہاڑ کے سلسلہ کی اس سے آگے پورب کی طرف خالی پاتی ہی اور
سبب اس خلل کا یہی ہی کہ کنڈک اور آرن اور کوسی اور تِستی نے
بنیاد اور بنا مین نفوذ کیا ہی بھتان کے اُسطرف ایک قطعہ زمین مین جسکا
لوم نہین ہی یہہ سلسلہ پہاڑ ونکا گم ہوتا ہی اور یہہ بھی کہتے ہین کہ بحیرہ چین تک
ں یہہ سلسلہ جس قدر ہندوستان کے محاذی اور مقابل ہی اُسکی چوٹی کی بلندی
ر رہی کہ تمام روے زمین پر جتنے پہاڑ ہین کسی کی ایسی بلندی نہین اور
سلسلے کی تمام بلند چوٹیون مین چوٹی دھولاگر کی بہت بلند کہ بسیط دریاے شور سے
یس ہزار ذراع یا قریب پانچ میل انگریزی کے بلند ہی ؛
ں قیمت تجارتی جنسین جو خاص ہندوستان مین پیدا ہوتی ہین اور سب
ن کو ان سے فیض پہنچتا ہی توابل یعنے گرم مصالح ہین جنکو قدیم سے
ستان کے شرقی جزائر سے سب ملکون کو لیجاتے ہین اور جواہر بیش
، اور سیلان کے موتی جنکے سبب تونگری اور زینت اس ملک کی ہی ؛
لام یہہ ہی کہ اس ملک مین ایسی سودمند اور نفیس چیزین جن سے حاجتین اصلی
ی برآئین خالق مطلق نے اس کثرت کے ساتھہ پیدا کی ہین جنکے سبب سے

ہر قوم بالطبع قدیم سے ابتک اِس ملک کے ہوا خواہ اور اسکی طرف مائل رہے اور رہے ہیں اور اسکے خیرات و برکات کو اپنے ملک کو لیجاتے ہیں چاندی اور سونا بہت دور دور ملکون سے تجارت کے واسطے یہان آتا ہی جسکے سبب اِس ملک کے آدمی تونگر ہیں اور سچ تو یہ ہی کہ اگر حکام زر و مال کو اُسکے بیگانے ملکون مین نہ لیجانے دیتے تو ثروت و فراغت اِس ملک کے لوگون کی حساب و شمار مین نہ آتی ؛

اگرچہ اس ملک کے محاصل اور محاسن طبیعی نے سرمایہ فراغت اور تونگری کا زیادہ کیا ہی اور انواع اقسام خیر و برکت کے دروازے رہنے والون پر کھولے ہیں اور اُسکے ساکنین خاصہ ہنود کو ایسی گزیدہ صفتون سے موصوف کیا ہی کہ شاید غیر قوم مین کم پائی جاتی ہیں چنانچہ یہ خصال اُنکے قابل ذکر کے ہیں نرم دلی، میا دیا، خاکساری، ملنساری، جاندار آزاری سے تمامتر پرہیز، ضعیف جاندارون پر رحم، کثرت خیرات و صدقات (اگرچہ اِس جہت سے یہہ بڑی قباحت پیدا ہوئی ہی کہ ہزارہا فرقے فقیرون و مفت خورون کے جیسے جوگی بیراگی سنیاسی کبیر پنتھی نانک پنتھی وغیرہ ہندؤن مین اور مدار یئے جلالیئے بے نوا آزاد امام شاہی وغیرہ مسلمانون مین اور سیکڑون فرقے بیکارون کے اور خرافاتیون کے جیسے نجومی رمّال فال کو اہال جفر و ارباب عزایم و اصحاب نیرنگ و افسون وغیرہ موجود ہوے ہیں) احتراز لحوم حیوانات سے تعظیم و پرستش عظیم مظاہر یزدانی و مجالی ربانی کی، جلد سیکھ لینا بیگانی زبان اور طریقہ و دستور غیر قوم کا و لیکن وے رذایل جو فراغت اور تونگری کو لازم ہیں اور تنعم اور تن آسانی سے خواہ نخواہ پیدا ہوتے ہیں وہ بھی کچھ کم نہین ہیں چنانچہ آل اولاد کی کثرت، نہایت دلدادگی بلوازم عیش و عشرت

خانہ نشینی، کوچکدلی کم ہمتی، تنگ حوصلگی ہنر و کمال مین، چنانچہ جیسا کپڑا سوتی یا ریشمین موتا یا باریک کئی ہزار برس آگے ہندستان مین بناجاتا تھا اب بھی ویساہی بناجاتا ہی کچھ تفاوت یا ترقی اُس مین نہوئی، حال اور سب پیشے اور ہنر اور زراعت وغیرہ کا بھی یہی ہی کسی مین کچھ ترقی نہوئی مگر تھوڑا سا فرق اہل فرنگ کی تلقین و آمیزش کے سبب بعضے کامون اور ہنرون مین ہوگیا ہی، دونی اور فرومایگی، اور رذیل شیونکا اختیار کرنا، حد سے زیادہ زر کی طمع جسطرح حاصل ہوسکے مکر و فریب سے ہو یا ذلّت و بےعزتی سے اُسے بڑھانا یا جمع کرنا، غیرت اور حمیّت ملکی کچھ بھی نرکھنا اور بیگانونکی بندگی اور غلامی مین جلد سر جھوکانا، فی الحقیقت اِس سے زیادہ پاجی پن اور دونی اور ذلّت و زبونی کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس مین تو لڑین وغیرونکے پرجا ہوکے اُنکی غلامی کرین اپنے زر و زور و قوت سے بیگانونکو اپنا خداوند بنائین اور آپ اُنکے بارسنگین حکومت کے تلے گھسین اور پسین، بہتایت پنتھ اور مذہب کی جو بڑا سبب اختلاف اور نفاق کا اور بڑی علت دشمنی اور عداوت کی ہوئی ہی اور اسی سبب سے آہستہ آہستہ جمعیت ملکی و غیرت قومی مین اُنکے تفرقہ پڑا ہی، اِنھین جہتون سے اِس ملک کے لوگ قدیم سے مقہور اور مغلوب غیر قوم کے رہے ہین اور چونکہ اِس ملک کے رہنے مین ایسی ایسی خصلتین رذیل انسان مین خواہ نخواہ پیدا ہوجاتی ہین اِس باعث سے جن قدیم بادشاہون نے اِس ملک کو تسخیر کرنے کی عزیمت اور ہمت کی ہی اِس ملک کے توطّن سے ہمیشہ نفرت اور کراہیت ہی کرتے رہے ہین چنانچہ گرشاسپ نامہ اسدی مین لکھا ہی کہ جب ضحاک نے گرشاسپ اپنے سپہسالار کو ہندوستان کی تسخیر کو بھیجا اُسکو یہہ وصیّت کی

ہر قوم بالطبع قدیم سے ابتک اِس ملک کے ہوا خواہ اور اسکی طرف
رہے اور رہتے ہین اور اسکے خیرات و برکات کو اپنے ملک کو لیجاتے ہین
اور سونا بہت دور دور ملکون سے تجارت کے واسطے یہان آتا ہی جسے
اِس ملک کے آدمی تونگر ہین اور سچ تو یہ ہی کہ اگر حکام زر و مال کو اُسکے
ملکون مین نہ لیجانے دیتے تو ثروت و فراغت اِس ملک کے لوگ
حساب و شمار مین نہ آتی ؛
اگرچہ اس ملک کے محاصل اور محاسن طبیعی نے سرمایہ فراغت اور تونگری
کیاہی اور انواع اقسام خیر و برکت کے دروازے رہنے والون پر کھولے
اُسکے ساکنین خاصہ ہنود کو ایسی گزیدہ صفتون سے موصوف کیا ہی کہ
قوم مین کم پائی جاتی ہین چنانچہ یہ خصال اُنکے قابل ذکر کے ہین نرم دلی
خاکساری ؛ ملنساری ؛ جاندار آزاری سے تمامتر پرہیز ؛ ضعیف جاندار
رحم ؛ کثرت خیرات و صدقات (اگرچہ اِس جہت سے یہ بڑی قباحت
ہوئی ہی کہ ہزار ہا فرقے فقیرون و مفت خورون کے جیسے جوگی بیراگی
کبیر پنتھی نانک پنتھی وغیرہ ہندؤن مین اور مدار یئے جلالیئے بے نوا
شاہی وغیرہ مسلمانون مین اور سیکڑون فرقے بھیکارون کے اور
کے جیسے نجومی رمّال فال کو اہل جفر و ارباب عزایم و اصحاب
دافسون وغیرہ موجود ہوسے ہین) احتراز لحوم حیوانات ۔
و پرستش عظیم مظاہر یزدانی و مجالی ربانی کی ؛ جلد سیکھ لینا ہیگا
اور طریقہ و دستور غیر قوم کا و لیکن وے رذایل جو فراغت اور تونگری
ہین اور تنعم اور تن آسانی سے خواہ نخواہ پیدا ہوتے ہین وہ بھی
نہین ہین چنانچہ آل اولاد کی کثرت ؛ نہایت دلدادگی بلوازم عیش

خانہ نشینی، کوچکدلی کم ہمتی، تنگ حوصلگی ہنر و کمال مین، چنانچہ جیسا کپڑا سوتی یا ریشمین موٹا یا باریک کئی ہزار برس آگے ہندستان مین بناجاتا تھا اب بھی ویسا ہی بناجاتا ہی کچھ تفاوت یا ترقی اُس مین نہوئی، حال اور سب پیشے اور ہنر اور زراعت وغیرہ کا بھی یہی ہی کسی مین کچھ ترقی نہوئی مگر تھوڑا سا فرق اہل فرنگ کی تلقین و آمیزش کے سبب بعضے کامون اور ہنرون مین ہوگیا ہی، دونی اور فرومایگی، اور رذیل شیونکا اختیار کرنا، حد سے زیادہ زر کی طمع جس طرح حاصل ہوسکے مکر و فریب سے ہو یا ذلّت و بے عزتی سے اُسے بڑھانا یا جمع کرنا، غیرت اور حمیّت ملکی کچھ بھی نرکھنا اور بیگانونکی بندگی اور غلامی مین جلد سر جھوکانا، فی الحقیقت اِس سے زیادہ پاجی پن اور دونی اور ذلّت و زبونی کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس مین تو لڑین وغیرونکے پرجا ہوکے اُنکی غلامی کرین اپنے زر و زور و قوت سے بیگانونکو اپنا خداوند بنائین اور آپ اُنکے بار سنگین حکومت کے تلے گھسین اور پسین، بہتایت پنتھ اور مذہب کی جو بڑا سبب اختلاف اور نفاق کا اور بڑی علت دشمنی اور عداوت کی ہوئی ہی اور اسی سبب سے آہستہ آہستہ جمعیت ملکی و غیرت قومی مین اُنکے تفرقہ پڑا ہی، اِنھین جہتون سے اِس ملک کے لوگ قدیم سے مقہور اور مغلوب غیر قوم کے رہے ہین اور چونکہ اِس ملک کے رہنے مین ایسی ایسی خصلتین رذیل انسان مین خواہ نخواہ پیدا ہوجاتی ہین اِس باعث سے جن قدیم بادشاہون نے اِس ملک کو تسخیر کرنے کی عزیمت اور ہمت کی ہی اِس ملک کے توطّن سے ہمیشہ نفرت اور کراہیت ہی کرتے رہے ہین چنانچہ گرشاسپ نامۂ اسدی مین لکھا ہی کہ جب ضحاک نے گرشاسپ اپنے سپہسالار کو ہندوستان کی تسخیر کو بھیجا اُسکو یہ وصیّت کی

مثنوی

وصیّت چنین کرد گرشاسپ را — که در ہند پدرود کن خواب
ندارے ز خون سیاہان دریغ — ہمین کار فرما درخشندہ تیغ
بجستی ده انجام کار بزرگ — برایشان چنان زن که بر گله گرگ
نمانی در ان بوم سالی تمام — که لشکر گران گیرد از ننگ و
گرت بگذرد چار موسم درآن — ز فرہنگ و مردی نیابی نش

خلاصہ اس وصیّت کا یہ ہی کہ اے گرشاسپ بعد فتح ہند کے زنہار وہان قصد نکرنا کیونکہ اگر چار موسم یا ایک سال تیری لشکر وہان رہیگی پھر مردی وننگ وفرہنگ کا نشان لشکریون مین باقی نرہیگا‘ اور اگر کسی اس بات مین شک ہو کہ آب وہوا ہندوستان کی اور معیشت خاص ہند کی کس طرح نامردی وجبن پیدا کرتی ہی تو چاہئے کہ قدیم خاندانون پر م کے تنک نظر کرے کہ آل اولاد اُن شیر دل عالی ہمت امیرونکی بود وباش اِس ملک کے کیسی ناکس وزنخی ہو گئی ہین اور کیسی بوچ عاد خصلتین اختیار کین ہین‘ صاحبان عالیشان انگریز نے جو خداوند عقل اور ودانایان فرنگ کے درمیان ساتھ مزید تجربے اور آزمون کے ممتاز ہین ملک نامردم خیز کی آب وہوا کی وبائی تاثیر کو خوب پہچانا ہی اور اُنکی تدابیر ملکی سے ایک یہ ہی کہ اپنی قوم کے رئیسون کو اِس ملک رہنے سے منع کرتے ہین اور کسی طور توطّن اس ملک کا جائز نہین رکھتے بلکہ ہمّت بلند اور عقل ارجمند کے باعث حتی الوسع اِس بات مین سعی کرتے ہندوستانیون کو جہالت اور نامردی کی پستیون سے اُٹھا کر جوانمردی اور ع

کی بلندیون پر پہنچائین اور اپنی پسندیدہ عادتین اور ستودہ اخلاق سکھلائین ؏
ولیکن بد نتایج سے مفرط زر دوستی کے جو صفت ذاتی شیوہ سوداگری و تجارت کی
ہی اور مفاسد سے زیادتی ناز و نعمت کے کہ لازمۂ عالم تونگری اور امارت ہی
دیر تک بری و پاک رہنا پر مشکل و دشوار ہی ؏

یہہ مختصر بیان تاریخ وار هی قوم انگریز کے تسلّط کا
هندوستان مین کہ کس طرح سے دو سی برس کے عرصے مین
اُنھونے آهسته آهسته دخل و تصرف مین اُسکے ترقّی کی هی

	سنہ تصرّف
شہر مدراس باضمیمہ قطعہ زمین پانچ میل طول مین دریا کے کنارے اور ایک میل خشکی کی طرف عرض مین ...	۱۶۳۹
جزیرہ بنبئی ...	۱۶۶۴
قلعہ سنٹ دیوڈ کرناٹک مین سمندر کے کنارے پر ...	۱۶۹۱
کلکتہ ...	۱۶۹۶
جاگیر کرناٹک مین ...	۱۷۵۰ / ۱۷۶۳
چوبیس پرگنہ ...	۱۷۵۷
چاٹگانو اور بردوان اور میدنی پور ...	۱۷۶۱
بنگالہ اور بہار اور چار سرکار اُتر کی ...	۱۷۶۵
سالستی کی بوم و بر ...	۱۷۷۶
بنارس کی زمینداری ...	۱۷۸۱
سرکار گنتور ...	۱۷۸۷

سنہ

مالیبار کنڑا اکوئمبٹور ڈنڈیگال سالم بار امحال وغیرہ جو ٹیپو سلطان کے
ملکون مین سے جدا کئے گئے ... ...
سرینگپٹن کی حکومت جو ٹیپو سلطان جنت مکان سے لئی گئی
بالا گھاٹ اور زمین بالاّری اور کرپہ .. ..
خطے دیئے ہوئے نواب اودہ کے عوض مین اعانت دائمی انگریزونکی
مملکت روھیل کھنڈ معہ بریلی مراد آباد شاہ جہان پور وغیرہ اور
ملک پائین دوآب کے اور خطہ فرخ آباد اور الہاباد اور کانپور
اور گورکھپور اور اعظم گڈھ وغیرہ ... ...
صوبہ کرناٹک محتوی ان خطون پر جو تصرف مین نواب کرناٹک کے تھے
دہلی آگرہ دوآب بالا ہریانہ سہارن پور میرٹھ علی گڈھ اٹاوہ
بوندیل کھنڈ کٹک بالاسور جگر ناتھ وغیرہ ... ...
حصہ مملوکہ ڈچ اندر کے حصے جزیرے سیلان سے .. ..
خطے دی ہوئی پیشوا اور گیکوار کے صوبہ گجرات مین ... ...
خطے مفتوحہ نیپال کی سلطنت سے زمین کوہستانی کے ساتھ جو واقع
ہی درمیان ستلج اور جمنا اور گروال اور کماؤن کے .. ...
کانڈی کی ریاست سیلان مین . ...
انجار اور منڈاوی ساتھ اور نواح کے کچھ مین ... ...
پونان اور سب ممالک پیشوا کے خاندیس ساگر ساتھ اور خطے
صوبہ مالوہ اور اجمیر کے راجپوتانہ مین سنبھلپور سرگوجہ گرا منڈلہ
ساتھ اور نواح دیئے ہوئے راجہ ناگپور کے ... ...

خطّے مفتوحہ برمھا کی مملکت سے آشام کا چار منی پور رخنگ مار تبان
وئیے تواۓ تیناسیرام اور مرکائی جزیرے ، ۰۰۰ ۰۰۰ ۰۰۰ ۰۰۰۰ ۱۸۲۴
اِس مجمل بیان سے ہوشمند پر جو ایسے حالات کا متاشی ہو ظاہر ہوگا کہ اب
تمام ہندوستان جو تصرّف مین دولت تیموریہ کے عین قوت و فروغ کے وقت
مین تھا یہے چار صوبے کابل کشمیر لاہور ملتان چھوڑ کر باضمیمہ مرز و بوم شرقی برمھا کی
مملکت سے اور جنوبی خطے منتہاے دکھن تک معہ جزایر شرقی اور اُتر کے نواح
نیپال کی مملکت سے سب کے سب بالکل قبضے و تصرف مین دولت برطنیہ ہندیہ
کے ہیین جنکی چار حدین اِس تفصیل سے ہیین پچھم کو ستلج پورب کو بقیہ مملکت
برمھا جنوب کو منتہاے دکھن شمال کو نیپال کے پہاڑ مگر ان حدون کے درمیان بعضے
حاکمون کو جیسے بادشاہ اودہ اور نواب حیدرآباد اور راجہ میسور اور راجہ تراونکور
اور راجہ کوچین مصلحت ملکی نے دولت برطنیہ کے نام کو حکومت سپرد کر رکھی
ہی اور وے تعاہدی کے طور پر اُسے خراج ادا کرتے ہیین اور فوج انگریزی
اُن کی ریاستون پر متعین ہیین تا غیر کی سطوت سے اُنکی حافظ اور مددگار رہے اور
اُنکی خانگی خصومت و نزاع مین منصف ہو اور اُنکو راہ عدالت پر رکھے اور کچھ فتنہ
و فساد ہونے نہ دے اِن سب حکّام کو ہوا خواہ دولت برطنیہ گنا چاہئے اور بعضے
اور چھوٹے راجے جیسے راجہ بھرتپور و مچھری اور کئی سردار دہلی کی نواح والے اور
سکھ ستلج پاس والے اگرچہ یے بھی خیرخواہ کمکی دولت برطنیہ کے ہیین لیکن فوج
انگریزی اُن کے ملک مین نہین رہتی اور بعضے زمیندار اور راجہ قدیم خاندان
کے جیسے راجہ بوندی اور کوٹہ اور بھوپال جنکے ملک اور ریاست نے بہ نسبت
سابق کے کچھ ترقی کی ہی اور پانچ راجہ نامدار قدیم راجپوتانہ کے راجہ جیپور
اور راجہ اودےپور اور راجہ جودھپور اور راجہ بیکانیر اور راجہ جیسلمیر کہ

لیے سب ہوا خواہ متعاہد دولت برطنیہ ہندیہ کے لکھے جاتے ہین اور سب طرح کی تکلیف سے دولت برطنیہ کے آزاد اور فارغ ہین جیسے سابق مین تھے ویسے ہی رہتے ہین اور اُنکے حال پر نظر مرحمت دولت برطنیہ کی ہمیشہ رہتی ہی ٔ

مختصر بیان حاصل زرخراج اور رباج دولت برطنیہ کا در سنہ ۱۸۲۱ اور سنہ ۱۸۲۲ ع

تمام حاصل ممالکات بنگالے اور ہندوستانکا

بابت خراج زمین کے	۱۳۳۴۰۵۰۲۰	روپی
ملک مدراس کا حاصل	۵۵۵۷۱۲۹۰	روپی
ممالکات بنبئی کا حاصل	۲۸۶۶۷۴۱۰	روپی
جملہ	۲۱۷۵۳۳۷۲۰	

سب اکیس کرور پچہتر لاکھ تینتیس ہزار سات سی بیس روپی

در سنہ ۱۸۲۱ اور سنہ ۱۸۲۲ ع

حاصل تجارت خاصہ نمک	٦۰٦۰۷٦۸۰	روپئ
حاصل تجارت خاصہ افیون	۱۱۲۶۷۲۷۰	روپی
حاصل کا غذ اسطام	۲۱۶۷٦۰۰	روپی
باج ممالک قدیمہ	۴۷۹۰۰۱۴	روپی
باج ممالک جدیدہ	۸۴۷۴۴۹۰	روپی
جملہ	۴۷۲۸۷۰۵۹	

سب چار کرور بہتّر لاکھ ستّاسی ہزار اُنسٹھ روپی

	۲۱۷۵۳۳۷۲۰
	۴۷۲۸۷۰۵۹
کل	۲٦۴۸۲۰۷۷۹

چھبیس کروڑ اٹھتالیس لاکھ بیس ہزار سات سی اُناسی روپی، عالمگیر بادشاہ کے عہد مین حاصل خراج اور باج کا بسبب ضمیمہ ہونے ان دو صوبہ مفتوحہ حیدر آباد اور بیجاپور کے ممالک محروسہ مین بہت زیادہ ہو گیا تھا اور کل جمع اُسکے اکیس صوبون کی یہ تھی ۳۱۴۲۹۶۹۲۱ روپی یعنے اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ چھانوے ہزار نو سی اکیس روپی، حال زیادتی زراعت اور حاصل زمین کا عہد دولت برطنیہ مین بہ نسبت سابق کے اس طور پر قیاس کیا چاھئے کہ اب اگر خراج واجب الادا حاکم کی سرکار مین دس روپی آتے ہین تو زمیندار کو پانچ روپی بچتے ہین اور سابق عہد مین حاکم دس لیتے تھے اور زمیندار کو ایک بچتا تھا اور درمیان پندرہ اور گیارہ کے چار کا فرق ہی پس یہ بات ثابت ہوئی کہ اس عہد مین حاصل زراعت قریب ایک ثلث بہ نسبت عہد سابق کے زیادہ ہو گیا،

تختہ تربیع یا مساحت سطحی روے زمین ہندوستان کا ساتھ گونہ تفصیل پرگنون اور ضلعون کے اور تقریبی شمار آدمیون کی وابستہ سال ۱۸۲۰ ء

	عدد مربعات میل انگریزي	عدد نفوس
بنگالہ اور بہار اور بنارس	۱۶۲۰۰۰	۲۹۰۰۰۰۰۰
خطّے مضاف ہندوستان کے ممالک سے بعد اس سنہ ۱۷۶۵ ء کے	۱۴۸۰۰۰	۱۸۰۰۰۰۰۰
گروال اور کماؤن اور وہ عرصہ جو درمیان ستلج اور جمنا کے ہی	۱۸۰۰۰	۵۰۰۰۰۰
جملہ جو بنگالے کی حکومت مین ہی ...	۳۲۸۰۰۰	۵۷۵۰۰۰۰۰

	عدد مربعات میل انگریزی	عد
جمله جو حکومت مدراس مین ہی ...	۱۵۴۰۰۰	۰۰۰
جمله جو حکومت بنبی مین ہی	۱۱۰۰۰	۰۰
دکھن وغیرہ کے خطے حاصل کیئے ہوے سنہ ۱۸۱۵ ع کے پیشوا وغیرہ کی ریاست سے ربعد اسکے اکثر ان مین سے داخل ممالک برطینہ کے ہو گئے ...	۶۰۰۰۰	
سب جس قدر سلطنت برطینہ کے تحت تصرف مین ہی	۵۵۳۰۰۰	۰

دولت برطینہ کے ہوا خواہون اورخراج دینے والون کے ملک

	عدد مربعات میل انگریزی	ع
ملکِ نظام علیخان نواب حیدر آباد	۹۶۰۰۰	۰
ملکِ راجہ ناگپور	۷۰۰۰۰	۰
ملکِ پادشاہ اودھ	۲۰۰۰۰	۰
گیکوارکا ملک	۱۸۰۰۰	،
ملک کوٹے کا ۶۵۰۰ ملک بوندی کا ۲۵۰۰ } ملک بھوپال کا ۵۰۰۰	۱۴۰۰۰	
ملکِ راجہ میسور	۲۷۰۰۰	
ملکِ راجہ ستارہ	۱۴۰۰۰	
ملک راجہ تراونکور ۶۰۰۰ } ملک راجہ کوچین ۲۰۰۰	۸۰۰۰	

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
دولت برطنیہ کے حمایتیون کا یعنے راجہ بیکانیر اور اودیپورا اور جودھپور اور جیسلمیر وغیرہ کا جو سردار راجپوتون کے ہین اور ملک ہلکر اور امیرخان اور راو کچھ اور بھرتپور اور مچھری وغیرہ اور امیران سندہ اور سکھون کا اور کنتوانہ اور بھیال اور کولی اور کاتی کے راجون کا ...	۲۸۳۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰۰
جملہ ممالک دولت برطنیہ اور اسکے ہواخواہونکا	۱۱۰۳۰۰۰	۱۲۳۰۰۰۰۰۰

مستقل ریاستونکی

تفصیـــــــــل

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
ملکِ راجہ نیپال	۵۳۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
ملکِ راجۂ لاہور	۵۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
ملکِ امیران سندھ	۲۴۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملکِ سیندھیہ	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰
ملکِ شاہ کابل	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملک سب کاں ہندوستان کا	۱۲۸۰۰۰۰	۱۳۴۰۰۰۰۰۰

تخمینی شمار آدمیون کی بعضے شہرون مین ہندوستان کے

	عدد نفوس		عدد نفوس
بنارس	۶۰۰۰۰۰	دھلی	۱۵۰۰۰۰

	عدد نفوس		عدد
کلکتہ	۵۰۰۰۰۰	مرشدآباد ...	
مدراس حوالی سمیت	۴٦۲۰۵۱	پونان	
عظیم آباد ...	۳۰۰۰۰۰	اکره	
لکھنؤ	۳۰۰۰۰۰	بریلی	
حیدرآباد ...	۲۰۰۰۰۰	اورنگ آباد ...	
ناگپور ...	۱۱۵۰۰۰	بردوان	
بروده	۱۰۰۰۰۰	بنگلور	
احمدآباد	۱۰۰۰۰۰	چھپره	
کشمیر	۱۰۰۰۰۰	فرخ آباد ...	
مرزاپور ...	۱۰۰۰۰۰	ڈھاکہ	
بمبئی	۱۷۰۰۰۰	سورت	

بیان مین اجمالي خصوصیات ملک دکھن کے جو بسبب نزدیکي خط اس
اعتدال زمانے ظلمت وضیا کے بیشمار خیرات وبرکات پر محتوي هی٬ اور
مین نواب مکارم انتساب حیدرعلیخان فردوس مکان کے جسنے سریر نگپ
حکومت اسلامیه کي بنیاد قایم کي اور انتہاے دکھن تک علم فتح و
بلند کیا٬ اور صفت مین بادشاه سلیمان جاه طیپو سلطان جنت آشیان
تاج وتخت کو اس حکومت کے آرایش دي٬ اور توصیف مین جلائل م
شرائف مناقب ارکان دولت برطنیه کے جواب تمام ممالک پرهندوستان کے
شرقي سے لے سواحل غربي تک اور نہایت دکھن سے کوهستان هماله تلک تسلّط رکھ

مثنوي

همایون کشوری خرم زمینی
طرب زا مرز بومی دلنشینی

وطنگاهی نشاط و خرمی را
طرب گاهی پری و آدمی را

صفای آب شیرینش روان بخش
ریاح بادشکینش توان بخش

مزاجش زاعتدال استوائی
بعنبر بیزی و گوهر فزائی

هوایش را نشاط زعفران زار
نسیمش را شمیم زلف دلدار

جبالش معدن یعقوت و گوهر
بحارش مخزن لولو و عنبر

گیاهش زعفران وعود وسنبل
نباتش فلفل و جوز و قرنفل

کهستان در کهستان لالزارش
گلستان در گلستان نوبهارش

مغاص در و مرجان ساحل او
خراج جمله گیهان حاصل او

اباز یرش بیابان در بیان
ریاحینش خیابان در خیابان

برند ازوی اباز یر و توابل
بکشورها قوافل در قوافل

زصاج و آبنوس وعود و صندل
زبان وشک بید و رند و مبذل

بهشتی گشته اش یابی بیابان
بداغ رشک از و فردوس رضوان

ندیده کس چنین آب و هوائے
بدین خوبی همانا نیست جائے

زبان در وصف آن فرخنده کشور
بود لال و کند خامه نگون سر

بسست این فصل کش بر هر تخوم است
که آدم بو البشر را زاد بوم است

دکهن زین رو شده دار الخلافت
مصون باد از هر آسیب و آفت

خنک باش ای زمین مهر پرور
نوا از شکر سعادت بار آور

حمادات تو هار گردن حور
نباتات توان جان رنجور

نه تنها ناتوانان را توان بخش | که جان را نیرو افزای روان بخش

بدین خوبی گیاه است و جمادست | چه باشد گلشن و جان بخش بادست

ولایت گر باشد این بستان چه باشد | ستانش این بود ایوان چه باشد

چو دهلی را چراغ سلطنت مرد | گل و بستان او افسرد و پژمرد

دکهن مانده تهی از تاجداری | دلیری نامجوی بردباری

بهر بوم و بر آن از تباهی | تهی برکرده سر از جیب شاهی

نخستین حاکمانش راجه بودند | که بر هر خطه دارائی نمودند

از ایشان زان سپس بازوردستان | ستد پور علی حیدر علی خان

سپهدار مهین شیر سلحشور | که بنهاده اساس ملک میسور

چو سام اندر توانائی و چستی | چو رستم در کمانداری و درستی

قوی رای و قوی بازو قوی بخت | سرش زیب کله پاش افسر تخت

نمود از تف تیغ گندناگون | دل رایان ملک هند را خون

امیران دکهن از سطوت او | رمان از وی چنان کز شیر آهو

دکهن بد بیشهٔ آن شیر شرزه | چو روبه دشمنانش زو بلرزه

سمات مهتری پیدا ز کارش | نشان حیدری از کار و بارش

بهر بارو که عزمش کرد آهنگ | کلیدش را نهاد اقبال در چنگ

ظفر از چاؤشان موکب او | دوان در پیش موکب طرّقوگو

چو آن دارای دین رخت از جهان بست | به تختش خسرو آفاق بنشست

شهی سلطان نشان زیبای شاهی | همای سلطنت ظلّ الهی

مهی بهرام کین و مشتری خو | طرفدار دکهن سلطان ٹیپو

خدیوی نام جوی و رنجبردار | دلیری گرم کین و برق پیکار

به کین و مهر زهر و انگبین ریز — برزم اسکندر و در بزم پرویز
جهان گیری به تیغ هندوی زاد — جهانداری به کلک پهلوی زاد
به آب تیغ برق کشت بیداد — زبد دینان جهان را شست و شو داد
رواج دین احمد بود کارش — چو عهد مهدی آمد روزگارش
صناعت خانه‌ها بنیاد کرد او — جهان از داد و دین آباد کرد او
بسی آئین شاهی کرد ایجاد — بسی دولت سرا بنهاد و بنیاد
زگوناگون عمارات نو آئین — زرنگارنگ باغات و بساتین
ز بس آرایش و سامان و سازش — که بست این مملکت را زان طرازش
شده یکسر دکن چو خلد رضوان — پر از ناز و نعیم و حور و غلمان
ازان غیرت که او را بد در اسلام — چو پروانه بر آتش زد سرانجام
بمرد و نیکنامی از جهان برد — چو ماند نام نیکو خوش توان مرد
چو دولت نوبت است و خم گردون — بهر نوبت رزد رنگی دگرگون
زمانه آن ورق را در نوشته — بشسته نقش دیگر بر نشسته
کنون آن تخت و تاج از داد ذوالمن — در آمد زیر فرمان بریطن
بیا ای خامهٔ اعجاز پرداز — برافگن پرده از روی سخن ساز
فراتر هان منه از حد خود پای — سخن سنجیده گوی و سخته بسرای
نگویم راه مدح و شاعری پوی — هر آنچت فرض شد گفتن همان گوی
ز مهر و داد این دولت سخن ران — حدیث شرم و آزرمش فرو خوان
ز ارکان و ز اعیانش نشانی — بده با نغز و زیبا تر بیانی
که نبود زو بیانی در دری به — خرد احسنت گوید دانشت زه
چه دولت مظهر الطاف یزدان — چه دولت مطلع اوصاف یزدان

همه آئین و دستورش همایون — گزین هنجارش و فرخنده قانو

اساسش بر سداد و مهر و دادست — ازان پاینده چون سبع شدادست

بنام ایزد خرد پرور گروهی — صفا پرور نوازشگر گرو

دلیر و چابک و چست و سبک خیز — شگرف و کاردان نغز و دلاو

براه نیکنامی گرم پویان — بکیش دلنوازی نرم خویا

همه خوش خوی و آزاد و هنرمند — همه دلجوی و راد و پاک پیو

همه لطف و همه مهر و همه شرم — تهی از کینه و لبریز از آزر

به مهر آمیختن فرخنده دین شان — ز کین بگسختن آئین گزین ش

ز حکمت هر همه سرمایه دارند — همه شان یکدل ار صد گر هزار

چو آئینه مصفّا سینه‌ها شان — عیان زان مهرها و کینه‌ها ش

جهان پیما چو سیّاحان افلاک — چو صحن خانه شان این خطّهٔ خا

چو مرغان هوا آزاده و خوش — به سیر این جهان دلداده و خو

بهر گلشن زمانی خوش بپایند — در آیند و سرایند و بر آین

بدان سامان و ساز و رخت و کالا — کز ایشان هریکی دارد ز

همه آزاده بزیند و سبکرو ج — گران و تیز رو چون کشتی

سلیمان دار اندر مرکب باد — ازین کشور بدان گردند دل

گزین دستورها را تازه کردند — ز دانش دهر پر آوازه ک

هنر را عهد شان شد روز بازار — چه دانش را که نگرفتند در

شده از فرشان این ظلمتستان — فروغ آگین چو یونان حکمت

عجب نبود ازین پس گر ازین بوم — صنایع را برند در چین و در ر

بتدبیر و بدانش کارسازند — بتاب فکر خارا را گد

شکیب و آگہی و دور بینی	ہمہ آلات کار شان بہ بینی
قلم در کار یابی تیغ پیکار	سپر حزم و زبان شان تیغ پیکار
فگندہ اسلحہ در تاب آتش	وزان زنجیرہا پرداختہ خوش
کزین بندند دست و پاے اشرار	نہ زان برند بیخ و شاخ ابرار
سخن کوتہ بسے ہشیار کارند	دو روزہ زندگانی خوش گذارند

مملکت میسور اور اُسکے تختگاہ شہر سریرنگپٹن کا بیان جسمین نواب حیدر علیخان بہادر مغفور نے حکومت اسلامی قایم کی اورطیپو سلطان مبرور نے اسکی آرایش اور زینت دی، ترجمہ کیا ہوا کتاب آتھنٹک ممائرس اف طیپو سلطان سے جسکو ایک منصبدار انگریزی نے تالیف کیا تھا

میسور ایک صوبہ جنوبی حصہ ہندوستان کا ہی زمین اُسکی بلند ہموار تین ہزار فٹ سمندر سے مرتفع آب و ہوا وہان کی شیرین و خوشگوار جا بجا اُس مین چھوتے چھوتے پہار، چونکہ سرزمین اِس خطے کی بلند ہی آب و ہوا اُسکی صحت آگین اور نہایت اعتدال سے قرین، در سنہ ایک ہزار و سات سو پچاس ع حیدر شاہ عرف نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس مملکت کو راجہ میسور کے تصرف سے جو وہان کا حاکم تھا نکال کر اپنے قبضہ مین لا خود حاکم مستقل ہوا، سریر نگپتن میسور کا دار الملک ایک شہر ہی مضبوط اور استوار غربی سواحل ملیبار کے متصل، کیبی اور کوتہ کے درمیان، گرد و پیش اُسکے زمین سنگستان ہی اور چشمے و ندیان اُسمین جاری و روان اِنھین جہات کے سبب اکثر آفات و اخطار سے ایمن و محفوظ ہی، نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس جگہہ کی خوبی و رونق برھانی شروع کی اور طیپو سلطان نے اُسکی زینت و آرایش

کمال کو پہنچائی ٭ عرض شمالی اِس دار الملک کا بارہ درجہ پینتیس د
اور طول شرقی گرینوچ سے چھہتر درجہ اکتالیس دقیقہ ٭ یہہ دار الملک
جزیرے مین واقع ہی جسکو دو شاخ نے کاویری ندی کے احاطہ کیا ہی ط
جزیرہ کا چار میل اور عرض ڈیڑھ میل انگریزی ہی اور سرینگپٹن کا قلعہ جزیرے
حد کے پاس واقع ہی جہان دونو شاخین کاویری کی جدا ہوتی ہین ٭ اور
جہان دونو شاخین پھر ملجاتی ہین لعل باغ نامے ایک بادشاہی
اگلے زمانے مین ایک شہر گنجام اُس جزیرے مین نہایت آباد تھا جو تمام
کی زمین پر ایک چھوٹا باغ چھوڑا جسکو دولر باغ یا راجہ کا باغ کہتے
تھا ولیکن جب سرداران ہم عہد کی فوجون نے سرینگپٹن پر چڑھائی کی
حصہ قدیم شہر کا منہدم کیا گیا تا وہان دمدمے اور مورچے توپونکے بنا
اور چھوٹا حصہ شہر قدیم کا قریب آدھے میل انگریزی مربع کے سودا
بود و باش اور افواج سلطانی کی اقامت کے لئے باقی رکھا گیا تھا اور
باقی جسکو (پیٹہ یعنے آثار باقی شہر گنجام) کہتے ہین اور لعل باغ کے پا
ہی مضبوط چار دیواری سے احاطہ کیا گیا ہی ٭
یہہ بات اِس مقام مین قابل ذکر کے ہی کہ جزیرے کے باہر ایک میدان
ہی احاطہ کیا گیا بسواری اور کانٹون کی باڑ سے بمنزلہ سرحد بیرونی دار
کے کہ وقت ہجوم اور تاخت کرنے دشمنونکی فوج کے اُس شہر اور گردنوا
رہنے والے اِس جگہہ مین کہ بہت قلب اور مثل ایک قلعہ مضبوط کے ہ
پناہ لیتے ہین ٭ وہ احاطہ جو دکھن کی شاخ کاویری کے باہر ہی سب آباد ہی
احاطہ اُترکا تصرف مین میسوریہ افواج کے رہتا ہی ٭ اِس احاطہ کے د
جسکے ٹکڑون کو ایک چوڑی نہر لکونی ندی کے پیچون نے گھیر لیا ہی چھ

گڑھی مضبوط بلند زمین پر بنائی گئی ہین تاکہ سپاہ حراست پیشہ غنیم کے ہاتھ سے جزیرے کی حمایت و حفاظت کرتی رہے

شہر سرینگپٹن کی عمارتین خشتی اور سنگین بہت خوشنما اور قرینے کے ساتھ ہین مرد وہان کے اکثر موٹے تازے صحیح وسالم عورتین کامل اندام و شیرین شمائل اور اپنی آرایش و زینت کی دلدادہ لباس اُنکے سپید اور فراخ کمر کے گرد بندھے اگلے زمانے مین جسکے دو لڑکے ہمزاد پیدا ہوتے تو وہ پہلے لڑکے کو وہان کی رسم کے موافق دریا مین ڈال دیتا تھا مگر عہد مین نواب بہادر کے یہ رسم موقوف ہو گئی تھی اور موافق عقیدہ ہندوون کے اکثر عورتین جو عفیفہ اور پالدامن ہین بعد مرنے اپنے شوہر کے ستی ہوتی ہین

سرزمین اِس خطے کی بہت فرح بخش سیر حاصل اور میوہ خیز اقسام طرح کے پھل پھلیری اور غلجات پیدا ہوتے ہین تمام لوگون کی خوراک اغلب مچھلی اور چاول ہی گوشت وہان کا لاغر و ناخوشگوار ہوتا ہی اکثر لوگ وہان کے مالدار اور تونگر چنانچہ گلے بیلون کے اور حلقے ہاتھیون کے رکھتے ہین ممالک میسور اس تفصیل سے تاریخوار تصرف مین نواب حیدر علی خان بہادر کے آئے مملکت میسور در سنہ ۱۷۶۳ و ۱۷۶۵ سوندہ و کنول و کرپہ و شانور در سنہ ۱۷۶۶ بارامحال درمیان سنہ ۱۷۶۴ و ۱۷۶۵ خطے چھوٹے چھوٹے زمینداروں اور برہرام بھاو کے درمیان سنہ ۱۷۷۴ و ۱۷۷۷ کرناٹک بالا گھاٹ بیجاپوری در سنہ ۱۷۷۶ بالا گھاٹ حیدرآبادی اور کرناٹک درمیان سنہ ۱۷۷۶ و ۱۷۷۹ ٹیپو سلطان نے بعد جلوس کے تخت سلطانی پر آدھونی بلاری کو ڑک گتی اناگندی وغیرہ کو تسخیر کر کے اپنے والد ماجد کے ممالک میراثی پر اضافہ کیا تھا یہ امیر صاحب مکنت اور جاہ جسکا نام جبارون مین شرقی ممالک کے بجا مشہور ہوا تھا اپنے پدر

. نامدار سے وراثۃً مالک ملک کا ہوا اور بہت نعمت اور مکنت جمع کی
سال ۱۷۸۶ء مین سلطان موصوف نے ضلع ادھونی کو جو جاگیر تھی مہابت
برادر زادہ نواب نظام الملک کی بزور تصرف مین اپنے لایا اور نواب
اور نواب کرپہ کے بقیہ ممالک کو بھی اپنے قبضے مین کیا جن کے بڑے حصے کو
پدر بزرگوار نواب بہادر نے سال ۱۷۷۸ و سال ۱۷۷۹ مین لے لیا تھا
وسعت اِن ممالک کی بہت بڑی نہ تھی پر یہ بڑی فتوح ہوئی کہ اُن کے ضم
ایک بڑا نامور قلعہ جو بنام امتیاز گڑھ مشہور اور ہندوستان کے
مضبوط قلعون مین گنا جاتا ہی اور مدتون سے مرہٹون اور نواب بہادر کا بھی د
اسیر تھا اُسکے ہاتھ لگا سال ۱۷۸۶ کو ٹیپو سلطان نے اپنے خانگی امور (
ترمیم و تنظیم قلعجات و بازجست احوال سپاہ و دواب و ذخائر و خزائن و
کے بندوبست مین بسر کیا فوراً بعد مراجعت سریرنگپٹن کے فرمان سلطانی
ہوا کہ تمام اسباس و اسباب و نقود و جواہر کو جدا جدا شمار کر کے اُس کا
دفتر منقح تیار کرین ۔ چنانچہ تمام نقود و جواہر اور اجناس بیش بہا
اور حساب کئی گئین ۔

نقود و جواہر	۸۰۰۰۰۰۰۰۰	اسّی کروڑ روپیہ
فیل	۹۰۰	نو سو زنجیر
شتر	۶۰۰۰	چھ ہزار قطار
اسپ	۶۰۰۰۰	ساٹھ ہزار راس
گاو و نرگاو	۴۰۰۰۰۰	چار لاکھ راس
غنم با بھیڑی بکری	۶۰۰۰۰۰	چھ لاکھ راس
گاومیش	۱۰۰۰۰۰	یک لاکھ راس

تفنگ چقماقی ... ... ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

تفنگ توڑہ دار ... ... ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

شمشیر ... ... ۲۰۰۰۰۰ دو لاکھ قبضہ

توپین مختلف خورد وبزرگ ... ... ۲۲۰۰۰ بائیس ہزار ضرب

ذخیرہ باروت وگولہ اورجنگی اسباب وآلات ان گنت یاحساب سے زیادہ بلکہ بیشمار وے ممالک جو سلطان کے تصرف واختیار مین تھے عرض وطول اُنکا مربع اسّی ہزار میل انگریزی سے کم نہ تھا جسمین بارہ ہزار جزیرے تھے کہ سالانہ حاصل خراج وباج کا اُنکے بعد وضع اخراجات ملکداری وغیرہ کے تین کرور روپیہ خزانہ عامرہ سلطانی مین ہرسال داخل ہوتے تھے اور شمار باشندون کا اُنکے ساٹھہ لاکھہ سے زیادہ تھا اُسمین سے ایک لاکھہ پینتیس ہزار سوار و پیادے مثل فوج انگریزی کے چابک وچالاک وآداب ورزش سپاہ گری مین نہایت مشاق وبیباک واسطے نگاہبانی وپاسداری اُن ممالک محروسہ کے حصارون قلعون پر پاشیدہ ومتعین رہتے تھے کہ حمایت رعایا وحراست سرحدون کی کیا کرین علاوہ اُن فوجون کے اور بھی فوجین تھین جو دار الملک اور اطراف وحدودمین اُسکے واسطے پاسداری ناموس وحریم اور نگہبانی خزاین واقلیم سلطان مرحوم کے حاضر رہتی تھین شمار سپاہیون کا اُن فوجون کے ازروی حساب ایک لاکھہ اسّی ہزار تھا تکریان وتولسان اُنکی رنگارنگ ومختلف ہر قوم کی یعنے دکھنی کرناٹکی ہندی ایرانی ترکی حبشی انگریزی فرانسیسی وغیرہ اور معادن زر وسیم اور کان الماس ویاقوت اور انواع واقسام کے کنکر و پتھر بیش قیمتی کے متعدد اور اشیاے برّی یعنے صندل ودندان فیل وفلفل سیاہ ودار چینی ولونگ الایچی وغیرہ وبحری یعنے مرجان ومروارید ممالک مین سلطان مغفور کے بیشمار

پیدا ہوتی تھین اِسیواسطے اُسکے سرکار دولت مدار مین زروجواہر مونوپسے
تولاجاتا تھا سکہ سلطان مرحوم کا ایک جانب ہوالسلطان الوحید العد
ودوسرے طرف یہہ مصرع دین احمد درجہان روشن زفتح حیدرا۔
اورسجع وسکہ حیدرعلی خان بہادر کا یہہ تھا

بیت

بہرتسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار
لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

اللّٰہم مالک الملک توتي الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من
وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علي کل شيي قدیر

سلطان اُسکے تھوڑے دنون بعد نیا نظم ونسق اپنے افواج کا عمل مین لا
دفتر سپاہ کا نیا تیار کروایا اِس نئے توڑجوڑ مین سوارونکی جمعیت کو کم
پیادون کی عدّت کو بڑھایا اور سپاہیونکو حکم دینے کے لیئے پارسی و ترکی الفا
ایک کتاب تصنیف کرکے اُسکا نام فتح المجاہدین رکھا تھا جو پہلے انگریز
فرانسیسی زمان مین دیئے جاتے تھے اور قشون و فوجون کی ٹکریون سے
نئے نام مقرر کیئے اور کارگزارون کو یہہ فرمایا کہ اِس قدر آذوقہ کہ ایک لاکھ س
کے لیئے تمام سال کفایت کرے ذخیرے خانے مین سریرنگپٹن کے جمع
اور اِسی طرح اور قلعجات سلطانی مین بھی موافق اُنکے حاجتون اور فراخو
مرتبون کے ذخیرے سالانہ مہیا کیئے جائین سال ۱۷۸۷ مین ہمت سلطان کی
مصروف اِس مین رہی کہ کوڑگ کا راجہ اور قوم نائر و ملیبار کے حکام
مطیع اور خراج گزار ہون کوڑگ کا راجہ بعد چار برس اسیری کے
قید سے نکل بھاگا مگر ملیبار کے حاکمون سے بعضے بیخ و بن سے مستاصل کے
بزور دین اسلام مین لائے گئے اور بعضے مجبور و مضطر ہو انگریزون یا اُنھو

ہوا خواہون کے ملک مین پناہ جو ہوئے ؏ راوی روایت کرتے ہین کہ ٹیپو سلطان ستّر ہزار نصرانی گرفتار کرکے ملیبار سے اپنے ملک مین لیگیا اور ایک لاکھ ہندوکو مسلمان کیا اگرچہ دین اسلام مین آنا اُن غریبون کا اور چھوڑنا اپنے مذہب و آئین کا اُن پر بہت دشوار اور ناگوار تھا کیونکہ چھوتتی ہی وے مسکین بجبر ختنہ کروائے اور گاے کا گوشت کھلائے گئے ولیکن سلطان کی غرض نکلی اور مراد اُسکی پوری ہومی اِس لئے کہ جب وے اپنے کیش و کنش سے جدا کئے گئے اور خیال ننگ و ناموس کا اُنکے دل سے محو ہونے لگا اُنھین ضرور پڑا کہ آئین و روش مسلمانون کی اختیار کرین اور اپنے بچون کو اسلامی تلقین اور تعلیم دین ؏ بعضے اُن نو مسلمانون سے بہ سبب دل پانے اور داخل کئے جانیکے جرگون مین سپاہ کے ایسے سخت اور متعصّب مسلمان ہو گئے کہ اُنکی جہت سے جماعت اسلامیہ کو بہت سی ترقی اور افرایش ہوئی سلطان کی سختگیری اِس بابت مین تنہا ملیباریون پر مخصوص نہ تھی بلکہ کوئنباتور کے باشندون تک پہنچی تھی ؏ جس کسی ہندو سے ناخوش ہوتا اور اُسکی اسیری مین وہ پڑتا اُن سب پر تکلیف اسلام کی کرتا تھا سریرنگپٹن کے رہنے والے دین اور مذہب مین بہت متعصب ہین اور اپنے خلاف عقیدون سے بہت کم ملتے اِسی جہت سے اگلے زمانے مین وہان عوام کے اختلاف عقیدون کے سبب اکثر کشت و خون واقع ہوا ہی اگرچہ باشندہ اُس ملک کے کثرت مال و نعمت مین مشہور ہین لیکن سبھون کے درمیان صرف اہل خدمات عالیہ بہت مالدار و تونگر ہین غالبات اور بڑی بڑی اجناس کی تجارت خاص اپنے سرکار مین کرنا حیدر علی خان بہادر کا شیوہ تھا اور سلطان نے بھی اُسیکو اختیار کیا ؏

بیان میں اختلال و بے انتظامی دولت تیموریہ کے جو دکھن اورممالک شرقی وغربی کے ریاستون کی بنا کا موجب ہوا

جب سنگدلی اور قساوت سے اورنگ زیب عالمگیر کے جو پچھلا بادشاہ نامدار دولت تیموریہ کا تھا جسنے اُسکو دھڑک قتل کرنے پر اپنے حقیقی بھائیون کے اور مار ڈالنے پر اپنے پدر بزرگوار شاہ جہان کے قید خانے مین اور خون ریزی پر بندگان خدا کے دلیر کیا اور اُسکی ازبس جرأت وجسارت اور حرص ازدیاد جاہ و مکنت سے جو اسکو تغلّب و تصرّف کرنے پر ملک قرب جوار کے جنکے رئیس و حاکم اور لوگ تھے لائین اور اُسکی گریزی اور مکّاری سے جسنے ہزار طرح کے رنج و علّت پیدا کر سب مرزبان اور راجون کو ہندوستان کے اُسکا دشمن بنایا پہلے تخت سلطنت تیموریہ کا سست بنیان او رمتزلزل الارکان اور اُمرا و اکابر جو اعیان اُس دولت کے تھے بد دل و بدگمان ہو گئے اور بعد اسکے اُس جنگ و پیکار نے جو بعد انتقال اُسکے اُسکی آل اولاد مین باہم واقع ہوئی اور اُنھون کی ازبس آرام طلبی و آسایش دوستی و شب و روز کی عیش و عشرت و سلطنت کے کاربار مین تکلیف و مشقت سے بیزار ہونے اور زنان نابکار ہندوستان اور کمینون کی صحبت و شب و روز کی مستی اور تمامتر غفلت و بے خبری نے مُہمات ملکی سے روز بروز اِس سلطنت کی جمعیت مین پریشانی اور تفرقہ ڈالا تب تمام ہندوستان کے صوبہ دار جو نیابت کی راہ سے حکومت کرتے تھے مستقل ہو بیٹھے و نافرمانی اختیار کی چنانچہ بسبب بے انتظامی اور خالی رہنے تخت سلطنت کے ایسے بادشاہ کے وجود سے جو حدود و اطراف مملکت کو بخوبی بند و بست کر ظالمون و زبردستون کے ہاتھ کو ظلم و تعدّی سے کوتاہ کرے

ہر ناحیے میں ایک سردار اور ہر خطے میں ایک دعویدار نے ریاست کا علم بلند کیا ۔ احمد شاہ درّانی نے افغانستان میں ، اور فرقہ مرہٹہ نے ملک دکھن میں اور انگریزون کی جماعت نے صوبہ بنگالہ اور سواحل کرومنڈل یا شرقی سرزمین جزیرہ نما ہندوستان مین اور نواب حیدر علی خان مغفور نے ممالک میسور کنرہ و ملیبار وغیرہ مین اپنی اپنی حکومت کی بنیاد قایم کی وے حوادث اور تقالیب اوضاع روزگار جنھون نے دکھن مین نواب حیدر علی خان کو سپہداری کے مرتبہ سے تخت فرمان روائی اور کشور خدیوی اور حکومت پر بٹھایا تقریباً معاصر اُن سوانح اور تقالیب کے تھے جنھون کا انجام ممالک بنگالے مین یہ ہوا کہ شرقی اندیہ کمپنی یعنے سوداگران انگریزی نے حالت تجارت مختصر سے منصب بزرگ دیوانی پر اِن تین صوبے بنگالہ اور بہار اور اُوڑیسہ کے متمکن ہوے اور اُسکے بعد تھوڑے ہی دنون مین آفتاب جہان تاب سلطانی نے مطلع دیوانی سے طلوع ہوکر تمام ممالک ہندوستان کو جو فراوان ناز و نعمت سے بھرا اور بیکران خیر و برکت سے معمور تھا نورانی و روشن کیا ،

علّت مشترک داعیہ نواب حیدر علی خان بہادر کے صعود کی اُوپر سریر سلطنت دکھن کے اور باعث کمپنی انگریز بہادر کے عروج کی اُوپر شرقی حکومت کے وہ ہرج مرج تھا جو بسبب غارتگری و تاراج افواج غربیہ نادر شاہ ایرانی اور احمد شاہ درّانی کے ہندوستان مین ظاہر ہوا ، اور بعد اِسکے کہ عالمگیر کے خصال ناستودہ سے (جیسا کہ سابق لکھا گیا) دولت تیموریہ مین پہلے تزلزل و اختلال آچکا تھا اور کشت و خون و جنگ و جدال خانگی سے جو باہم اُسکی اولاد و احفاد مین واقع ہوئین وہ سلطنت فتور اور زوال پر مشرف ہو ہی چکی تھی پہلے نادر شاہ کی غارتگری سے اور پھر احمد شاہ ابدالی کی چندبارہ تاخت و تاراج کے باعث آثار سلطنت

کے کچھ بھی باقی نرہے اور زمانے نے طرح بطرح کی مذلّت اور خو
ماندگان دودمان شہریاری کو دکھائی تب تمام حکّام اور صوبہ دارون نے ہندوس
جن کا ایک ایک صوبہ فراخی اور وسعت مین مثل ایک سلطنت کے تھ
اور نیابت دولت تیموریہ سے نافرمانی و بغاوت اختیار کرکے علم ا
خودسری کا بلند کیا اور رشک و ہم چشمی کے باعث ایک دوس
بیخ کنی اور استیصال مین مصروف و مستعد ہوے؛

ان حالات کا مشاہدہ نہ صرف کنپنی کو طبقۂ انگریزی کے اور نواب حی
بہادر کو اس بات پر لایا کہ حکومت کی بنا قایم کرین اور ایسی فرص
سے ندین بلکہ مرہٹون کی جماعت کو بھی جنکی ریاست کی بنیاد اس
مضبوط اور قایم ہو چکی تھی ایسا انگیز دیا کہ اُنھون نے سرکار شما
حیدرآباد سے دہلی اور آگرے تک اور خلیج کنبی سے جو زمین جزیرہ
غربی سواحل پر واقع ہی خلیج بنگالہ یا شرقی سواحل بنگالہ تک فتح کر لیا ا
نے اپنی سطوت و ہیبت ان سب حدود و نواح مین ڈالی؛ اور اِس
سے کہ مرہٹون کا دارالملک مرکزی خطہ ہندوستان مین واقع ہی
سرزمین کے گھوڑے بالتخصیص گھوڑیان بہت جلد اور بڑے دھاوے
جسمین اُنھون نے سب گرد و نواح کے ممالک کی مصیبتین اپنے لُٹیرے
سوارون کی فوج سے دوبالا کین؛

بیان مین فطرت ارجمند اور همّت بلند اور قصد دوردراز نواب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکے سلیقے درست خداداد کفایت کرنے مین مہمات سپہسالاری وملکداری کے اور کمالات نفسانی اُس امیر پرتدبیر کے جنھون نے دولت جدید کی بنا ڈالی ؏

اگرچہ بے انتظامی و برہمی دولت دہلی کی کتنے طرفداروں فرصتِ وقت غنیمت شمار کے ظہور کا باعث ہوئی ولیکن اُن سب مین نواب حیدر علی خان بہادر ممتاز اور قابلیت کشورکشائی اور صلاحیت دارائی مین مستثنا تھا اِسواسطے کہ اُس سپہسالار بختیار نے نہ تو اور نوّابون اور صوبہداروں کی طرح نیابت اور باج گزاری کے بعد دعوا استقلال کا حکومت و فرمان روائی مین کیا ؏ اور نہ ہندوستان کے قدیم راجون کی طرح سرکشی کر کے اپنی حکومت خاندانی کے پھیر اپنے کو قدم ہمت استوار کیا ؏ اور نہ مانند رئیسان قبائل و ایالات کے جو بداعیۂ تحصیل ناموری و اعتبار اور افزایش حشمت و اقتدار ؏ اپنے خاندانی جتھے اور قبیلون کی مدد سے (جیسے توران اور ایران مین اکثر اتفاق ہوتا ہی) مصدر امور جایلہ کے ہوتے ہین رئیس ہوگیا اور نہ علم امامت یا ولایت کا بلند کر خلایق کو دعوت و ارشاد کے بہانے سے فراہم لا کے (جیسے اگلے لوگ اکثر اِس وسیلے سے مرتبۂ ولایت اور پیری سے درجۂ حکومت و امیری کو پہنچے ہین) مدارج امارت پر ترقی کی بلکہ بسبب محض سعادت طالع اور بلندی فطرت و علوّہمت و خواہش جاہ و مکنت اور فرط آرزوے بلند نامی و رفعت کے کہ زورآوری اور تنومندی اعضاو تیزی حواس ظاہر اور نیرومندی و اصابت قواے باطن اور کمال فراست و فطانت اور کثرت ہوشیاری

و بیداری مہمات ملکداری مین اور اطّلاع و آگاہی آثار و اخبار پردورو نز
بلاد و عباد کے اور تفحّص اسرار اعدا اور برداشت و احتمال زحمتو
جنگ کے اور بخشش و کرم بجا اور تدبیر و مشورت مہمات عظیمہ مین ان
صفتون نے اُسکو نہایت شایستہ و لایق اِس خواہش و آرزو کے بن
رتبہ سپہداری سے اوپر بلند مرتبہ کشورخدیوی اور شہریاری کے ترقی اور رسا
ہمت والا نہمت اُسکی خواہش ملک گیری مین صرف اِسی پر مقصور
دولت خاندان تیموریہ کو جسکی آب و تاب جاتی رہی تھی اگلی رونق و فرو
لاوے اور شان و شکوہ باغیون کو اسکے توڑے اور پھر اس دول
آمدہ کا رخ اپنے خاندان کی طرف پھیرے بلکہ وہ امیر دولت یار اپنی عقل و
بر در باب کشورکشائی اور تمہید بنیاد حکومت اِس قدر اعتماد رکھتا تھا کہ اُ
بلند و فطرت ارجمند کو یہ منظور تھا کہ از سر نو اس دولت کی بنا ایسی ا
کرے اور احاطے کو اُسکے ایسی وسعت دے اور مدت کو اُس دول
ایسی ممتد اور پایندہ کرے کہ بنا اُسکی بہ نسبت سابق مضبوط و فراخ و پایہ ا
اور امیران باغی سست بنیاد و صوبہ داران طاغی خزینت نہاد
و مبتذل سمجھتا تھا اور سرمایہ سے مردی و مردانگی کے جو رزم آرائی اور د
شکنی کے لیئے روز میدان مین کام آئے اور پیرایہ سے کفایت و درایہ
جو مصالح ملکی و رعیت پروری کے لیئے امور دیوان مین چاہئے اُنھین ایسا
جانتا تھا کہ وے اصلا اُس منزلت اور مقام کے لایق نہین جسے برس بیا
اُنھون نے پایا تھا اور اُن امیران پست فطرت کو اپنے بزرگ ارا
عزیمتون کا خیال اندازہ جان کر اپنی تدبیر شایستہ کے آگے اُن کی دولت و
کو باعث اُن کی نکبت اور وبال کا ایک نہ ایک دن سمجھتا تھا صرف جماعہ

مخل اپنے مقصد و ارادے کا خیال کرتا تھا اور چونکہ مدت تک اُن غافلان ناعاقبت اندیش کے ساتھ ایسے حریفانہ حیلے و فسون عمل مین لایا کرتا تھا جن سے اُنکی حکومت کی وضع بآسانی برہم ہو جاتی اور خود فیروز اور منصور ہوتا اور مطالب کو پہنچتا اُسکو اِس بات سے مایوسی نتھی کہ بوسیلۂ زر اُن کو قابو مین لاے یا کچھ فتنہ و فساد اُن مین ڈال کر اُن کے اتفاق و اختیار کو بیکار کرے جب تلک کہ اُس کا اقتدار اُنکے ظلم کے ہاتھ کو تمامتر بستہ اور اُنکی سعی و کوشش کے پانوکو جو اسکی کسر شان کے لیئے تگ و دو کرتے تھے یکسر شکستہ کرے لیکن سب اُسکے اندیشے دور دراز درباب افزونی دولت و جاہ اور تمام منصوبے اُسکے ناتمام رہگئیے اُس جنگ وجدال متمادی ملالت انگیز کے سبب سے جو بہت دنون تک ملک کرناٹک مین ہوا کی

مگر اُسنے پیش بینی سے یہہ معلوم کیا تھا کہ اگر انگریز اور مرہٹون مین بالفعل صلح و آشتی نہوئی احتمال قوی ہی کہ تھوڑے دنون کے بعد ہو جایگی اور دلایل عقلی کی راہ سے وقوع کے پہلے یہہ بات اُسکے نزدیک ثابت ہوگئی تھی کہ مطمح نظر اُس اتفاق سے اُن دو فریق دشمن کا جو ترقی سے اُسکی جاہ و جلال کی تپ رشک مین جلتے ہیں اور جنھون نے بارہا اُسکے ہاتھون سے زکین پائین اور شکستین اُٹھائین تھین تقسیم کرنا اُسکے ممالک محروسہ کا ہی اور اُسنے اپنی نظر دوربین سے یہہ بھی معلوم کیا تھا کہ انگریز تمام فوج اُسکی طرف متوجہ کرینگے اور فوج بمبئی اور بنگالے کی بالکل بر رغم اُسکے حدود ملیبار مین جہان تک ہو سکے سعی و کوشش کریگی اور چونکہ سپاہ حمایت پیشہ اُسکی اُس نواح مین بہت کم ہی البتہ اُس نواح بے پناہ مین اُنکی فوج سے تباہی آئیگی

القصہ اُس صلح و صلاح کا عقد جسکا نواب نامدار بہادر اندیشہ رکھتا تھا

درمیان دونون فریق اعدا کے بوساطت مادھوجی سیندھیہ اور بسبب کار
سلیقہ شعاری مستر اندرسن کے محکم بندھا نوین شرط شرایط سے
عہد و میثاق کے یہہ تھی کہ نواب بہادر تمام ملک اور بوم و برکو جو دولت
سے تصرف مین لایا ہی پھیر دے اور سب اُنکے اسیرون کو چھو
اور آیندہ تاخت و یورش نکرے اور موافق پیش گوئی نواب بہا
جسکا ذکر سابق لکھا گیا بنبئی سے ایک جمعیت سپاہ کی سرکردگی مین جنرل
کے سواحل مالیبار مین واسطے مدد کرنیل ھنبرسطون کے جو عین اضط
خائب اور خاسر پالاچری سے جاتا تھا روانہ ہوئی اور طیپو سلطان یہہ خبر
ایلغار کے طور پر کرناٹک سے جلد گیا تاراہ ناواقفی کی اُنکی بند کرے چنا
جمعیّت کے ساتھ معہ موشیر لالی سپہدار قشون فرانسیسیہ بہیئت مجموعی ا
فوج پر حملہ کیا ولیکن بسبب دلیرانہ مدافعہ کرنیل مالیوڈ کے ناکام پھر
تب وہان سے پالاچری کے رستے جلد مراجعت کی اور موجب اُسکے جلد پھر جانیکا
سلطان نے خبر وحشت اثر بیماری یا وفات پدر نامدار کی سنی تھی خبر وفات
بہادر اگرچہ چند روز چھپائی گئی و لیکن گمان غالب یہہ ہی کہ اخیر سنہ ۱۷۸۲ء
واقعہ ناگزیر ظہور مین آیا حق تو یہہ ہی کہ نواب حیدر علی خان بہادر ہندوستا
حاکمون مین ایک حاکم عظیم الشان اور سپہسالار بدیع العنوان تھا اسکی عقل کو ایسا
اور وسعت تھی کہ ایک نظر اُسکی تمام خصوصیات سپہسالاری اور شہریاری
اور میدان کے واقعات اور دیوان کے مہمات کو احاطہ کر لیتی تھی کاروبار سے اُ
معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام ہنر و کمال جو سلطنت کے قایم رکھنے کو چاھئے مانند عطایا
یا قضایای طبیعی کے اُسکی جبلّت ہی سے پیدا ہوے تھے کمال موشگا
تیز نگاہی کا اُسکے یہہ عالم تھا کہ اندک نمودار یا آغاز سے کسی کام کے اُسکے انج

سمجھہ جاتا اور کوئی دقیقہ اُسکی نظر شامل سے غایب اور پوشیدہ نرہ سکتا تھا؛ ہندوستانی سپاہیون سے ایسی لشکر جرّار چالاک و چست کہ ویسی ہندوستان مین نہ کبھو بہی تھی اور نہ بنیگی طیار کرنا؛ اور تسخیر کرنا بعضے ملکون کو تلوار کے زور سے اور قبضے مین لانا بعضون کا رائے و تدبیر سے اور اپنے ممالک محروسہ کو اُس مرتبے آبادی اور رفاہیت اور ایمنی اور شگفتگی مین رکھتا جسکا سابق اُسمین نام و نشان نہ تھا عقل و کفایت اور فطنت و فراست سے نواب بہادر کے ایک شمّہ تھا؛ علاوہ تاسیس سلطنت اور حکومت جابرانہ کے ہمیشہ اُسکو یہہ منظور نظر تھا کہ طبقات اہل فرنگ کو جنھون نے اُس عہد مین سوداگری و تجارت سے امارت و حکومت مین سر اُٹھایا تھا اُنکی پہلی حالت تجارت اور کارخانہ داری پر پھیر لاوے تاوے اور رعایا کی طرح ہندوستانی سلطنت کے فرمان بردار اور مطیع ہو کر رہین؛

ایسا عالی ہمت اور بلند نظر تھا کہ بدل خواہان اِس امر کا رہتا کہ مرتبہ عظیمہ ملک التجاری کو جسے بزرگتر درجہ عالم تجارت مین نہین دولت ہندیہ کی طرف سے بلاد شمران مین قایم کرے بلکہ ہمت اُسکی اِس مرتبے سے بھی بلند پروازی کر کے اُس اوج پر پہنچی تھی کہ ممالک شرقیہ مین ابتک کسی سلطان عظیم الشان نے کمند عزیمت اُسکے کنگرون پر کبھو نہ ڈالا تھا یعنے اُسے یہہ منظور تھا کہ حلقہ جہازات جنگی کا طیّار کروائے جسکے وسیلے سے ہندوستان کے سواحل غربی و شرقی کے ممالک تاخت و تاراج اور تغلّب و تصرّف سے غیرون کے ہمیشہ مامون و محفوظ رہین؛

اگرچہ نواب بہادر نے قانون بنانے کا طریقہ نہین اختیار کیا تھا لیکن اپنے ملک مین کمال ہنر ذاتی و سلیقہ فطری سے ایسے دستور حکمرانی اور قانون سلطنت

سے مقرّر کیئے تھے کہ نہ فقط رعایا و برایا ممالک محروسہ کے بدل ہو
اُسکے وجود کرامت آمود کے تھے بلکہ رھنے والے اُس جوار دیار کے جو
ممالک محروسہ کے ہمسائے مین واقع تھے کمال آرزو رکھتے تھے کہ
حمایت اور پناہ دولت مین آکر بود و باش اختیار کرین اور اُسکی ع
عام کے سایہ تلے خوش و خرم زندگی کرین سارے رعایا مین اُسکے صرف
فرقہ جو قدیم سے سرکشی و تمرّد مین شہرہ آفاق ہین متمرد وسرکش تھا کیونکہ یہ
اگرچہ بآسانی مطیع و منقاد ہو گئے تھے مگر اُنکی طبیعت بغاوت پیشہ ا
و فرمان برداری سے ہمیشہ اباہی کرتی رہی؛
حریفان جنگ جو کہ نواب بہادر کے ساتھ ہمیشہ بازار کارزار کو گرم رکھتے
جنگ و جدال ہی کے امور مین اُس سے خوف وہراس رکھتے و ترسان و
جیتے تھے بلکہ ملکداری کے فنون و تدبیرون مین بھی اُسکو یکتا گنتے اور اُ
بھرم و سہم رکھتے تھے؛
الحق کچھ شک و شبہہ اس مین نہین کہ وہ اپنے عہد کا ملکداری اور سپہ
کے امور مین فرنگستان اور ہندستان کے امیرون مین ستثناو بے
اُسکے شرایف ملکات سے ایک یہ ملکہ تھا کہ ظلم و بیرحمی و مردم آزا
اسقدر بیزار و متنفّر تھا کہ کہہ سکتے ہین کہ وہ اس مقدمے مین تمام حاکما
سے ہندوستان کے جنکی خبر ہم تک پہنچی ہی ممتاز تھا و نیز انباز
چون خود راست باز و امانت دار تھا اور خیانت و ناہنجاری سے سخت
اور جنگ و پیکار کی شرطون کو بجد رعایت کرتا تھا اس واسطے
اور خائنون کی سزا مین سخت گیری کیاکرتا اور زنہار مسامحہ جائز نرکھتا یہا
کہ بعضے صورتون مین ظاہربینون کے نزدیک جو حقیقت حال سے

نہ تھے اور دریافت کرنے مین حقیقت کے انکو کچھ کاوش اور تدقیق نہ تھی وہ عدالت پیشۂ زمانہ، جبّارون یا سنگدلون کے طبقے سے گنا جاتا، نواب موصوف نہایت بیہودہ اور حشمت و نخوت آمیز شان و شوکت سے تمامتر نفرت رکھتا تھا اور اپنے دوستون اور درباریون اور منصبدارون سے ساتھ کمال ہمدمی و اختلاط رکھتا،

اگرچہ انگریزون کے طبقہ کا بسبب اُنکے خلاف انداز ہونے اُسکے منصوبون مین دشمن جانی تھا اور انکی عداوت نہایت کو پہنچائی تھی اُسکے ہنر و کمال گوہری کو اِس جہت سے چھپانا یا قلم انداز کرنا اِس مورّخ یا سیر نگار کی دونی و کمظرفی پر محمول و منسوب ہوگا اگرچہ یہہ مورخ قوم انگریز سے ہی ہان ایک بڑا عیب جو سب ہنرون کو نواب بہادر کے داغدار کرتا ہی اُس مین یہی تھا کہ واسطے افزونی سرمایہ ثروت و غنا کے دہات و شہرون کے لوٹنے اور بندگان خدا کے قتل و خونریزی مین کسیطرح کا تامل و توقف نکرتا تھا اور اِس جہت سے نام جبّاری اور لقب قہاری کو اپنا نقش نگین کیا تھا و لیکن اس نشأت ظلمانی اور پیکر انسانی مین آکر بمضمون اِس بیت فارسی کے،

بیت

سیر کردیم درین دیر ز مہ تا ماہی
ہیچ کس نیست کہ بے داغ بود در عالم

کون کہہ سکتا ہی کہ وہ عیوب بشری سے تمامتر پاک و بری ہی،

اجمالی بیان اسلاف کرام اور آبای والا مقام نواب محامد انتسا
حیدرعلیخان بہادر مغفور کا جسنے دولت اسلامیہ کی بنا میسور مین قایم ک

نواب فرخندہ القاب کے اجداد قریشی نسب تھے لیکن یہ نہین معلوم ہو
کس زمانے مین کون شخص اِس خاندان عالیشان کا عربستان سے پہلے ہندو
مین وارد ہوا۔ آبای عظام ہمایون فرجام اُسکے قصبہ کولار مین رہتے اور
و احترام سے زندگی کرتے تھے اور بعضے اُنسے قضا کے منصب پر سرفر
اپنے اقران و امثال مین ممتاز تھے۔
نشان حیدری مین یون لکھا ہی کہ شیخ ولی محمد نواب سعادت یار کا پ
زیارت بقاع متبرکہ کی نیّت سے صوفیہ کے لباس مین اپنے وطن شریف
نکل کر محمود بن ابراہیم عادل شاہ کی حکومت مین جو حاکم بیجاپور دکھن کا تھ
کلبرگہ مین وارد ہوا اور قریب مزار سید محمد گیسو دراز کے جو ایک م
سے شیخ نصیر الدین چراغ دھلی کے ہی اور اس ملک کے لوگ
اعزاز و اکرام سے اس بزرگ کو بلقب شاہ بندہ نواز یاد کرتے ہین سَ
اختیار کی خود تو سجادہ قناعت و توکّل پر بیٹھکے عبادات اور تلقین و ارش
مشغول ہوا اور اپنے فرزند سعادتمند کو جسکا نام محمد علی اور شیخ م
کے ساتھ آیا تھا تحصیل مین علوم دین و معارف یقین کے مشغول
اُس نو نہال سعادت و اقبال نے سرمایۂ فضائل و کمالات کے جمع کر
فراغت پائی اور سن شباب کو پہنچا پدر عالی مقدار نے اس درگاہ عرش
کے متوّلی کی لڑکی کو جو شرافت نسب و بزرگی حسب مین ممتاز تھا فرزند ار
سلک ازدواج مین لایا۔ اِس صدف بحر عفّت و شرف سے چار گوہ

اس ترتیب سے پیدا ہوے، ۱ شیخ محمد الیاس ۲ شیخ محمد علی ۳ شیخ محمد امام ۴ شیخ فتح علی، عرف فتح محمد، شیخ ولی محمد بہت دنون آ[ئ]حکومت علی عادل شاہ تک عبادت اور طاعت مین جناب احدیت کے مصروف رہا تب اس تیرہ خاک سے طرف جوار ایزد پاک انتقال فرمایا، شیخ محمد علی جو بنام علی صاحب مشہور تھا بعد انتقال پدر بزرگوار کے شہر کلبرگہ شریف سے مع عیال و اطفال بیجاپور کو تشریف لے گیا، اور وہان محلہ مشایخ پورہ مین اپنے سالون کے گھر مین جو ہفت تن شیخ منہاج الدین سپہ سالار والی بیجاپور کی رفاقت مین رسالہ دار تھے رہنے لگا، وے سب اس جہت سے کہ اپنی بہن کے ساتھ نہایت محبّت رکھتے تھے شیخ محمد علی کے آنے اور وہان سکونت اختیار کرنے کو نعمت غیر مترقب جانکر لوازم خدمت گزاری مین جان و دل سے کوشش و سعی کرتے اور کوئی دقیقہ ملاطفت و دلجوئی کا دریغ نہ رکھتے تھے شیخ نیکنام پر ہنوز کئی دن اس مقام مین اُنکے ساتھ آرام و آسایش سے نگذرے تھے کہ زمانے کی گردش بوقلمون نے تفرقہ اُنکی جمعیت مین ڈالا دے ساتون بھائی ایک لڑائی مین جو درمیان فوج بادشاہ دلّی کے جو استخلاص کے لئے بیجاپور کے آئی تھی اور فوج والی اِس ملک کے جو سرگردگی مین منہاج الدین کے اُسکے مدافعہ و مقابلہ کے لئے تعین کی گئی تھی، سوا دشہر کلبرگہ مین واقع ہوئی بہادرانہ لڑ بھڑ کے ساتون کے ساتون شہید ہوے، اور نام نیک مردی و مردانگی کا یادگار چھوڑ گئے شیخ علی صاحب اس واقعہ جان گسل سے نہایت خستہ خاطر اور تنگ دل ہو وہان کی بود و باش بے مزہ جانی کیونکہ خاتون غمزدی سوگ مین ناگہانی موت سات جلیل القدر سورمان بھائی کے ہردم بلکتی اور کڑھتی اور آثار باقی ماندہ کو اُنھون کے جو عنقریب نظر سے غائب

ہو گئے تھے ہر وقت دیکھ گریہ و زاری کرتی تھی ' اس سبب سے آ
شیخ علی صاحب نے اپنی دکھیاری بی بی اور تمام لواحق و وابستون
ساتھ وہان سے طرف کرناٹک بالا گھات کے روانہ ہو کر قصبہ کولار مین آ
محمد دکھنی نے جو ایک مرد ستودہ صفات اور حاکم اُس سرزمین کا تھا بہ
اگلی شناسائی کے جو شیخ موصوف سے رکھتا تھا قدوم کو شیخ کے غنیمت
نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا اور ایک مکان شایستہ اُسکی سکونت
لیئے مقرر کیا بعد چند روز کے جب وہ دیانت و امانت پر شیخ عالیمقدار
بخوبی واقف ہوا تب زمام نظم و نسق تمام اپنے کاروبار کی کف کفایت
اُسکے سونپی چنانچہ اُس نیک نہاد نے مدت مدید تک اُس مقام مین
و حرمت سے زندگی کی اور جب وہ ۱۱۰۹ سنہ ہجری مین اِس جہان فانی
سرا سے جاودانی کو سدھارا بڑا بیٹا اُسکا شیخ محمد الیاس قایم مقام ہوا
مانند اپنے والد مرحوم کے سربراہ کاری کے امور کو کفایت شعاری و ہوش
سے انتظام دیتا اور خویشون و برادرون اور تمام منتسبون کو اپنے
پرورش کرتا تھا'

عروج کرنا شیخ فتح علی عرف فتح محمد کا اوج سپہداری
پر اور طلوع کرنا اختر ولادت نواب حیدر علی خان
بہادر کا مطلع توفیق باری عزّ اسمہ سے

جب شاہ محمد حاکم کولار نے اس جہان فانی سے رحلت کی شیخ فتح علی
بموجب حکم جوانمردی اور عالی ہمتی کے جو اُسکی ذات مین مرکوز تھی
بیکار بیٹھنے کو ناموری و مردانگی کا ننگ جانکر لیے اجازت اپنے بڑے

کے جو مرد درویش قناعت پیشہ تھا کرناٹک پائین گھاٹ کی طرف چلا گیا اور وہان اپنی خوش سلیقگی سے جو تحصیل معاش مین رکھتا تھا بہت جلد نواب سعادہ اللہ خان صوبہ دار آرکاٹ کی سرکار مین دخل پیدا کر پہلے عہد سے پر سرداری پان سو پیادہ اور پچاس سوار کے ممتاز ہوا اور بلقب سپہدار سرفراز اور پھر تھوڑے دنون مین سعی و کوشش شایستہ ظہور مین لا اِس مرتبے سے ترقی کر سرگردگی پر دو ہزار پیادہ اور پان سو سوار کے سربلند ہوا جس معرکہ مین وہ رستم زمان جاتا مظفر و منصور ہی ہوتا یہان تک کہ آخر عہد مین حکومت نواب موصوف کے ایک جنگ مین جو درمقام چنجی مضافات سے کرناٹک کے راجہ سیکہ کو نواب کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور راجہ مذکور چودہ سوار نیزہ گذار کے ساتھ سکر تیرت ندی سے عین طغیان مین اُترکر اپنے تئین بے محابا ہاتھی تک نواب کی سواری کے جو درمیان جمعیت پانچ ہزار سوار اور تیرہ ہزار پیادون کے دوسرے کنارے پر ندی کے پرا باندھے ہوے مستعد جنگ کا تھا پہنچکر چاہتا تھا کہ سنان نیزہ کو نواب کے سینہ سے پار کرے کہ اِس مین شیخ فتح علی سپہدار نامدار تمام سپاہ کے درمیان سے جلد آگے گھوڑا بڑھاکر اُس طعن جان ستان سے نواب کی سپر حمایت ہوا اور ایک ہی ضرب شمشیر مین راجہ نے باک کو ہلاک کیا صلہ مین اِس جان فشانی اور بہادری نمایان کے علم و نقارہ پاکر سربلندی حاصل کی بعد چند سے جب نواب سعادۃ اللہ خان نے وفات پائی اور بسبب جنگ و پرخاش کے جو درمیان اُسکے خویشون اور عزیزون کے وقوع مین آئی اُس ریاست مین تمامتر فتور و اختلال پیدا ہو تب شیخ فتح محمد نے آرکاٹ کی بود باش سے دل برداشتہ ہوکر ساتھ تمام اپنے حشم و خدم کے بالاگھاٹ کو پھر آیا اور اہل و عیال کو

کولار مین چھوڑا اپنے بھتیجے حیدر صاحب شیخ محمد الیاس کے بیٹے کی ملاقا
کو جو ملک میسور مین بعزت و احترام خرم و شادمان زندگی کرتا تھا گیا اور وہ
مین راجہ میسور کے ایک عمدہ خدمت حاصل کر بلقب نائک (جسکے معنی ز
سنسکرت مین سپہدار ہی) معزز و ممتاز ہوا اور بعد اُسکے کہ کاروبار رہ
میسور کا درہم برہم ہو گیا فتح محمد نائک نے اُس خدمت سے استیفا دے
کو مراجعت فرمائی اور چندروز وہان آرام سے رہا ہنگام سکونت کولار حضرت
آفریدگار نے اُسکو دو لڑکے عطا کئے بڑے بیٹے کا نام شہباز صاحب رکھا گیا
دوسرا ہوتی ہی مہد فنا مین سو گیا چونکہ ہمت والا نہمت فتح محمد نائک کی ہنوز جو
نام بلند و مرتبہ ارجمند کی تھی اِس جہت سے وہ سپہدار بختیار ساتھ تمام
فوج کے نئے منصب کی تحصیل کے لئے صوبہ دار سرا کے پاس جو ایک بڑا
مومیاں انگریزی پر سریرنگپٹن کے اُتر واقع ہی گیا صوبہ دار قدردان مردم شناس
نے اُس سپہدار نامدار کو او بر قلعہ داری قلعہ بالاپور کے منصوب فرمایا
ساتھ اپنی جمعیت کے وہان جابند و بست و انتظام مین مشغول ہوا او
آب و ہوا وہان کی موافق اُسکے مزاج کے آئی اپنے متعلقون اور دوابستون کو
قصبہ کولار سے اپنے پاس بلا نہایت خوشی و خرمی کے ساتھ رہنے لگا ایزد
آفرین نے اُسکو اِس مقام مین ایک فرزند بخت بلند عطا کیا جسکے فروغ
و نورانی جبہت سے تمام خاندان درخشان و منوّر ہو گیا اور اُسکے طالع
کے شاہدون اور زایچہ میمون کی دلیلون سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لعل شب
شہرباری کے تاج کا زیب دینے والا ہوگا چونکہ آثار سرداری و ریاست
نشان جوانمردی و شجاعت کے اُسکی پیشانی سے ہویدا و روشن تھے اِس
اُسکا نام حیدر شاہ عرف حیدر علی رکھا گیا یہہ روایت عوام کی ہی جو لکھی گئی

راویان ثقات یہہ کہتے ہین کہ شیخ محمد علی جد بزرگوار نواب حیدر علی خان بہادر جب
سید پارسا کی لڑکی کو جو اشراف و رئیسون سے کولار کے تھا اپنے حبالہ نکاح
مین لایا تب اپنے متعلقون کو بلا کے کولار مین سکونت اختیار کی اِس بی بی سے
یک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام فتح علی رکھا گیا اور ایک لڑکی جو ہنوز پیدا نہوئی تھی
کہ شیخ محمد علی نے اِس جہان فانی سے انتقال کیا چونکہ فتح علی نے اپنے نانا کے
گھر مین تربیت و تعلیم پائی تھی بسبب ننہالی سیادت کے اُسکو میر فتح علی
کہا کرتے تھے میر فتح علی بہت اوصاف نامی اور خصائل گرامی سے موصوف تھا
جب سن جوانی کو پہنچا فوج اپنے والد مغفور کی ہمراہ لے نواب دلاور خان
حاکم سرا کے پاس گیا اور چندے اُسکی رفاقت مین عزت و احترام کے
ساتھہ رہا اور وہان اکثر کام شایستہ و نمایان اُس سے ظہور مین آئے آخر کو وہ
سپہدار نامدار سرکردگی مین دو ہزار سپاہی اور پانسو سوار کے ممتاز ہو کر ساتھہ
لفظ نایک کے ملقب کیا گیا،

اتفاقا ایک مرتبہ حاکم سرا نے میر فتح علی نایک کی تنخواہ کے مبلغ خطیر زر کی برات
میر علی اکبرخان زمیندار نامدار خطہ سرا پر لکھی، جب میر فتح علی نایک زر تنخواہ
کے وصول کرنیکو وہان گیا، میر علی اکبرخان اُس قدر زر ایک مشت ادا
نہ کرسکا، اِس واسطے اُس نے قطعہ تمسک بقیہ زر اِس قرار پر کہ چھہ مہینے
مین سبکا سب ادا کرونگا، میر فتح علی نایک کو لکھہ دیا، ہنوز برات کی مدت تمام
نہوئی تھی کہ میر علی اکبرخان کی برات حیات پوری ہوئی، جو کچھہ نقد اور جنس
اُسنے چھوڑا تھا، سو سب بقیہ خراج کے بہانے سے سرا کے حاکم نے ضبط
کرلیا، نایک موصوف نے میعاد معین پر تمسک مذکور لیجا کر میر مرحوم کی بی بی سے
یہہ التماس کیا کہ اگر زر تمسک آپ دے سکتین ہین تو بہتر ورنہ بندے کو اپنی

دامادی مین قبول کیجئے، بی بی بیچاری مصیبت کی ماری اِس بات کو نوزعا
جان کے اپنی دختر معصومہ مجیدہ بیگم کو برسم کدبانوی نائک موصوف
ساتھ عقد کر دیا،

مشہور ہی کہ ایّام حمل مین اس خاتون زمانہ کو حیدر شاہ نامے درویش
مستجاب الدعوات کی خدمت بابرکت مین واسطے طلب دعا کے لیگئے۔
اُس ولی خدا پرست غیب دان نے مژدہ پیدا ہونے فرزند ارجمند بلند اقبا
صاحب جاہ و حشمت، سکندر بخت، ارسطو فطرت، حاتم زمان، رس
دوران کا دیا اور زبان صداقت بیان سے ارشاد کیا کہ اُس بخت بلند کا
حیدر شاہ رکھنا، چنانچہ مطابق فرمانے اُس بزرگ کے وہ طفل سکندر
در سنہ مقدسہ گیارہ سو انتیس ہجری موضع دیونہلّی مین جو متصل
کے ہی پیدا ہوا اور دروازہ فتح و اقبال کا خاندان پر اُس بر خو
سعادت آثار کے کھلا،

فتح علی سپہدار رفاقت مین حاکم سرا کے مدت تک باجمعیت تمام خرسند و
رہا اور اِس عرصے مین کبھو ترقی مرتبہ اور جاہ کی حرص اُسکے دل کے گرد نہ
جب نواب دلاور خان کی حکومت کے کاروبار مین فتور پڑا، تب باقتضا
ضرورت سپہدار موصوف اور خدمت کی تلاش مین سریرنگپٹن کو گیا،
واقبال تو اُسکے ہمرکاب ہی تھا، راجہ میسور نے سپہدار مذکور کی رفاقت
اور جمعیت کو اُسکی فوج کے اپنا نفع کثیر سمجھکر بعہدۂ سپہداری د
پیادے اور پانسو سوار جو ہمراہ رکھتا تھا، اُسے اپنی رفاقت مین رکھا، یہ
جو سرمایہ اُسکی تمام جاہ و مکنت اور شان و شوکت آیندہ کی تھی، سن گیارہ سو
ہجری مین مطابق سترہ سو ستائیس عیسوی کے، ظہور مین آئی،

راجہ میسور کے خاندان مین قدیم سے یہہ دستور تھا کہ جب کوئی راجا لاولد مرتا خویش و اقربا تمام چھوٹے بڑے لڑکون کو اُس راجہ کے خاندان سے دیوان خاص مین جمع کر اُن سبھون سے ایک لڑکے سہ سالہ یا پنج سالہ کو چن کر راجہ بناتے اور جبتک وہ لڑکا جوان اور ہوشیار ہوتا وے آپ اُس راجہ صغیر سن کے نام سے سب مہمات کے کفیل اور سربراہ کار رہتے اور سب محاصل مملکت کو درمیان اپنے خاندان کے سرداروں مین تقسیم کر لیتے اور ایک شخص کو اپنے درمیان سے وزیر اور وکیل مطلق کرتے؛

جب فتح علی نایک سرکار میسور مین آیا تھوڑے دنون کے بعد وہان کے راجہ نے جامہ عنصری کو چھوڑا اور کوئی اُسکا جانشین نہ تھا؛ دستور سطور کے موافق ایک لڑکے کو راجہ متوفا کے خاندان سے چن کے چک کشنہ راجا اُسکا نام رکھا اور بندوبست راج کا گوراچری نندراج کو سونپا یہہ وزیر خیانت پیشہ فن و فریب کی راہ سے تھوڑے ہی دنون مین راجگی کے اقتدار کا خود متصرف ہو بیٹھا؛ فتح علی نایک نے اپنے حسن سلیقہ سے بخوبی سربراہ کرنے مین اُن امور کے جو سرکار سے اُس کے حوالے ہوتے تھے ایسی جگہہ وزیر کے دل مین پیدا کی کہ اُس نے انجام دینے مین تمام مہمون کے فتح علی نایک کو سپہسالار اور سب منصبدارون کا مختار کیا؛

جب فتح علی نایک سنہ سترہ سو سینتیس عیسوی مین اِس سرای فانی سے سراے جاودانی کو سدھارا؛ اُسکی فوج کی سپہداری اور حشم و خدم کی سرگردگی میراث کے طور پر علی نایک شہباز خان اور حیدر علی خان کے ہاتھہ مین جو اُسکے فرزند تھے آئی؛ اور یے دونون جوان چالاک نے تھوڑے دنون مین اپنی بردلی و شجاعت کے سبب بلند نامی حاصل کی؛

شروع جوانی مین حیدر علی خان نواب میر معین الدین حاکم قلعہ کرپہ کی بیٹی کو میر علی رضا خان کی بہن تھی سلک ازدواج مین لایا تھا اور اُسی بانوے نیک کے بطن سے سنہ ۱۷۴۹ سترہ سو اُنچاس عیسوی مین ایک بیٹا گرامی منش صاحب اقبال وجود مین آیا جسکا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا ؛

حیدر علی خان کی دوسری زوجہ میر مخدوم علی خان کی بہن سریرنگپٹن کے قاضی القضاۃ کی بیٹی تھی جب بعد انتقال اپنے بھائی شہباز خان کے سارے مال و اسباب پر اپنے باپ کے قابض و متصرف اور تمام فوج و حشم کے اُوپر بالاستقلال فرمان فرما ہوا پھر تو سب لوگ اُسکو تمام سردارون اور سپہدارون مین ممتاز سمجھے اور حیدر علی نائک ملقّب کرنے لگے ؛

جب حیدر علی خان باپ کی جگہ سپہسالاری کے مرتبے پر پہنچا وزیر کار میسور کا اُسکی عقل و کفایت پر بہت اعتماد رکھتا تھا اور وہ دلاور نامجو بھی ہما کامون مین خوب سعی و کوشش کرکے ہر روز اپنا استحقاق زیادہ ثابت کرتا آخر حق گزاری اور شگرف کاری اُسکی وزیر میسور کے دل پر یہان تک منقش و راسخ ہوگئی کہ جو مُہم پیش آتی اُس مین اسکی راے سے استصواب کرتا ا ہر لڑائی مین اُس رستم زمان کے دست و بازوے مردانہ سے مدد و اعانت لی اب کارگزاری حیدر علی خان کی زبان زد خاص و عام اور شہرۂ آفاق ہوئی اور اُسکی خوش خلقی و ملاطفت کے سبب جِسے وہ عموماً خلایق کی دلجوئی اور خصوصاً مسلمانون کی خاطرداری مین مصروف کرتا تھا سب لوگ اُ دام محبّت مین اسیر ہوگئے ؛ اِس جزو زمانے مین صورت حال اس نواح کی طور پر تھی کہ بسبب سستی اور تزلزل کے جو درمیان سولہ سو عیسوی کے دولت بیجا کی بنا مین واقع ہوا تھا ؛ سب راجا اور باجگزار اِس دولت کے اپنی اپنی گر

بندِ بندگی اور اطاعت سے خلاص کر ہر ایک نے اپنا نام راجا رکھا اور اطاعت کے
ننگ سے اپنے تئین آزاد کیا، اُن راجاؤن مین لچھمن راج نام راجا بنگلور کا بہت
تونگر و مال دار اور اوپر مرز و بوم وسیع و فراخ اُتر پچھم کی طرف ملک میسور
کے حکومت کرتا تھا اور علاوہ اپنے دار الملک کے جو ایک شہر مُحکم بنیاد اور مضبوط تھا
سیون درگ کے قلعہ پر بھی جو بہت قاب اور نہایت مستحکم تھا متصرّف اور
قابض تھا اُس راجہ سادہ دل نے اِس جہت سے کہ اپنے اقتدار و حشمت
پر مغرور تھا اور کارپردازان میسور پر جو قدیم سے اسکے ساتھ موافقت رکھتے تھے
بدگمان نہ تھا اس قدر فوج کے نگاہ رکھنے مین جو اُسکے سارے ملک کی حفاظت
اور حمایت کرسکے، سستی اور غفلت کی اور انجام بد سے کچھ اندیشہ نہ کیا،
جب راجہ بنگلور کی یہ غفلت سپہسالار میسور کو معلوم ہوئی وہ تو ایسی خبر ڈھونڈھتا ہی
تھا اور وقت فرصت کا متلاشی رہتا تھا، کارفرمائے میسور کو ملک و مال کی طمع
پر دلگرم کر سترہ سو چھیالیس عیسوی مین ساتھ جمعیت بیس ہزار مرد جنگی کے
سرینگپٹن سے واسطے تسخیر کرنے بنگلور کے کوچ کیا، بنگلور کے راجا نے جب
یہ خبر پائی اپنے تئین درعین بے سروسامانی، بلائے ناگہانی مین گرفتار دیکھا کچھ
تدبیر نہ سوجھی، سوا اِسکے کہ اُس قلعۂ استوار کے درمیان جا کر پناہ لے، چنانچہ
ایک مہینے تک اُس مین محصور اور فوج مخالف کے آسیب سے محفوظ رہا، بعد
اِس مدت کے سپہسالار میسور نے اِس شرط پر کہ راجہ بنگلور کا چار لاکھ
روپیہ نقد ابھی دے اور آٹھ لاکھ روپیہ ہر سال خراج کے طور پر راجۂ میسور کو
دیا کرے، قلعے کے محاصرے سے ہاتھ اُٹھا سنبھوناتھ کو اپنا نایب بنگلور مین
چھوڑ مظفّر و منصور طرف میسور کے کوچ کیا، میسور کا راجا اُس روداد نصرت
بنیاد سے ایسا مسرور اور خوش ہوا کہ سپہسالار نامدار کا بڑی تکریم و تعظیم

سے استقبال کیا اور انواع اقسام کے الطاف و اشفاق بہ نسبت اُسکے مبذول فرما ساتھ لقب بلند فرزند ارجمند کے اُسے ممتاز و ملقّب کیا ؛
بنگلور کے راجہ نے جب اُس بلا سے نجات پائی اور میدان کو دلیرون سے خالی دیکھا انتقام کے لئے مستعد ہوکر نئی فوج کی نگاہداشت پر ہمّت باندھی اور ساز و سامان جنگ طیّار کرنے لگا بعد آمادہ کرے آلات طعن اور ضرب کے نقارہ بغاوت و عصیان کا علانیہ بجایا ؛ اور حیدر علی خان کے نایب کو زندان میں قید کیا ؛ جب یہہ خبر میسور مین پہنچی ؛ فی الفور حیدر علی خان ساتھہ جمعیت بیس ہزار پیادے اور سوار نیزہ گذار کے بنگلور کو متوجہ ہوا ؛ چھٹھی صفر سنہ گیارہ سو ساتھ ہجری مین مطابق سترہ سو سینتالیس عیسوی کے ایک مقام پر جہان سے دار الملک بنگلور بیس میل رہتا ہی راجا کی فوج سے مقابلہ ہوا ؛ راجہ ناآزمودہ کار اپنی پر دلی اور نئی فوج کے بھروسے پر سپاہ پختہ کار آزمودہ کارزار میسور کے ساتھہ لڑنے لگا اور اِس طرف سے بہادران شیر جنگ نے داد بہادری کی دی ؛

نظم

بہم جنگ جو دونون لشکر ہوئے ۔ ہزارون جدا تن سے وان سر ہوئے
ہوا گرم بازار رزم و ستیز ۔ ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس ۔ رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس

آخرکار راجہ بنگلور کی فوج نے شکست کھایا اور خود راجہ اسیر ہوا ؛ سپہ سالار نامدار نے فرصت پاکر دار الملک بنگلور کو محاصرہ کیا ؛ وہان کے لوگ محاصرے کی تاب نلا شہر کو فی الفور تسلیم کیا ؛ اِسی طرح پر اور قلعے اور پرگنے اُس

ممالکت کے تصرّف مین میسوریون کے آئے سپہسار نامدار نے فتح نامہ معہ
غنایم اور قیدیونکے میسور کو روانہ کیا اور کچھ فوج خاص اپنی واسطے حراست
اور حمایت اُس دارالملک کے اپنے نائب سنبھو ناتھکی سرگردگی مین متعین کی
جب اِس امرسے جمعیت خاطر حاصل ہوئی تب وہ سپہسار دولت یاروہانکے
دستورات مالی اور ملکی کے دریافت کرنے پر متوجّہ ہوا کئی دن مین سب
حال کلی اور جزوی معلوم کر ایک دستورالعمل واسطے تحصیل خراج اور باج کے
مقرّر کیا اور نقل اُسکی میسور کو بھیجی وزیر میسور سعی اور کوشش سے اُس سپہسالار
بختیار کے نہایت خوش ہوا پر اِس خوف سے کہ مبادا خویش و اقارب اُس
اسیر راجا کے شورش اور بلوا کرکے اِس بلاد مفتوحہ کے پھیر لینے کے قصد پر
لشکرکشی کرین مملکت بنگلور کو اُس سپہسالار نامجو کی وجہ تنخواہ سپاہ
خاصہ مین جاید اد کے طور پر لکھدیا اُس بہادر نامدار نے اِس روداد کو غنیمت
جان کر اس ملک کی حفاظت کے لیئے جتنی فوج ضرور تھی اُس سے دوچند نوکر
رکھی اور آہستہ آہستہ سرحدون کو اُس ملک کے بڑھانا شروع کیا اور قرب
جوار کے راجون اور زمینداروں کو اپنا مطیع کرنے لگا اگرچہ بہ سبب ایک نئے
سانحے کے جو اُن دنون ظہور مین آیا تمام قصد جو مطمح نظر اُس سپہسالار جاہ طلب
کے اپنی مکنت اور شوکت کے بڑھانے مین تھے تھوڑے روزون موقوف
رہے ولیکن چونکہ اقبال اُسکا یار اور بخت بیدار تھا آخر کو وے سب موانع
رفع دفع ہو گئے

توضیح اِس مقال اور تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ سن سترہ سو اکاون
عیسوی مین محمد علی خان کرناٹک کا نواب جب کئی طرح کی مصیبت مین مبتلا ہوا
اور چند اصاحب کی فوج نے جو اُسکا حریف غالب تھا اور جماعت فرانسیسون نے

اُسکو ترچناپلی کے قلعے مین محصور کیا؛ تب اُس نے ایک سفیر اپنا میسور کے راجا کی خدمت مین بھیج کر اُس سے سپاہ و زر کی مدد مانگی سفیر کو بتاکید یہہ تعلیم کی تھی تا وہ راجۂ میسور کو امداد اور اعانت پر جس طرح ہوسکے سعی اور کوشش سے انگیز دے اور اُس دشمنی اور عداوت کو جو چند اصاحب نے اُس راجا کے ساتھہ سابق مین ظاہر کی تھی اور ترچناپلی کی حکومت کے وقت کئی محال آباد کو میسور کے مضافات سے لوٹا اور تاراج کیا تھا اور کئی مہینے تک قلعۂ کا ترور متعلقۂ میسور کو محاصرے مین رکھا تھا اُسے یاد دلاوے اور آخر کو یہہ کہے؛ اِس صورت مین مصلحت مالکداری بہی اقتضا کرتی ہی کہ جس طرح ہوسکے بیخ اور بنیاد سے اِس دونون سرکار کے دشمن کو اُکھاڑین نہین تو اگر اُس نے کرناٹک لے لیا تو بیشک تمہارے ملک پر بھی وہ ظلم جو پہلے نہین کیا کریگا؛ اور اُس نے سفیر کو یہہ بھی اختیار دیا تھا کہ اگر میسور کا راجا اِن انگیز ون سے امداد و اعانت کی حامی بھرے تو مبلغ خطیر زر کا وعدہ او جو شرط کہ وہ چاہے قبول کرکے اُسکو بہرطور اعانت و امداد پر لاوے؛

راجۂ میسور کا وزیر کہ مرد ذوفنون و عیّار اور حیلہ گری مین یکتاے روزگار تھا مدّت سے مرکوز خاطر رکھتا تھا کہ میسور کی ریاست کو بڑھاوے اور تمام پرگنون کو متعلقہ ترچناپلی کے اُسکے مضاف کرے اس سبب سے کسی شرط کو منظور نہ کیا اور سفیر سے کہا کہ اگر نواب محمد علی خان قلعہ ترچناپلی مع اُسکے پرگنون کے دینے کا وعدہ کرین تو البتہ اِس سرکار سے اعانت ہوگی؛ اگرچہ قبول کرنا اس شرط کا نواب پر شاق تھا لیکن سفیر مذکور نے باقتضاے ضرورت قبول کیا کہ بعد اسکے کہ چند صاحب کو شکست دی جاوے اور دشمن نواب ممدوح کے ممالک محروسہ سے اُسکے نکال دیئے جاوین تب قلعہ ترچناپلی مع پرگنجات متعلقہ اہالکاران میسور کو

تسلیم کیا جائیگا اور اِس اقرار کو سوگند و حلف سے مضبوطی بخشی ٭ القصہ موافق اُس عہد و پیمان کے میسور کی فوج مقام کا روڑ مین جمع ہوئی اور وزیر میسور نے چھہ ہزار سپاہی مرھٹون کی جماعت سے نوکر رکھ تمام حشم اور سپاہ لے شروع سال سترہ سی ترپن عیسوی مین کرناٹک کو کوچ کیا اور چھٹی فبروری کو ساتھ جمعیت بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار سپاہی کے ترچناپلی مین جا پہنچا اور اُس فوج سے جو محاصرے مین سرگرم تھی مقابلہ کیا لڑائی شروع ہوئی کوئی تو اپنے مخالف کو تیر کا ہدف بناتا اور کوئی گولی کا نشانہ کرتا کوئی کسی کی پیاس آب خنجر سے بجھاتا اور کوئی کسی کو زخم پیکان کھلاتا نوک نیزہ نے بہتون کو خاک سے اُٹھایا اور تلوار نے کتنون کو خاک پر گرایا ٭

مثنوی

سواران جنگی و مردان کار	ہوئے قائم آکر یمین و یسار
ہوا گرم بازار کین و ستیز	ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
جوانون کا سر تھا اور گرز گران	دلیرون کا پہلو و نوک سنان
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ	وہان کام تھا سبکو با گرز و تیغ
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار	زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار

لیکن تائید الٰہی سے میسوریون کو فتح نصیب ہوئی اور چند اصاحب نے معہ اُسکے ہواخواہ فرانسیس ہزیمت پائی اکثر تو کھیت رہے باقی بھاگ نکلے٭ صحیح روایتون سے ثابت ہی کہ اِس لڑائی مین جو ترچناپلی کے محاصرہ میں ہوئی حیدرعلی خان بہادر ساتھ اپنے رسالۂ خاص کے چالاکی اور دست برد مین تمام سپہدار اور سرداروں پر فایق رہا کبھی تنہا اور کبھی تھوڑے ہمراہیون کے ساتھ مخالف

کی صف مین گھس جاتا اور نامی سردار اور مردان کارزار کو فوج دشمن کے اپنے ہاتھ سے مار کر اُنکے سرکاٹ اپنے لشکر مین بطور نشان اپنی فیروزی کے لے آتا ایسی ایسی بہادری اور مردانگی سے زمانے مین آوازہ ناموری کا اُسکے بلند ہوا بعد مارے جانے چند اصاحب اور شکست پانے جماعت فرانسیس کے وزیر میسور نے نواب محمد علی خان سے ایفاے وعدہ کی درخواست کی لیکن نواب موصوف نے بلحاظ بے انتظامی اپنی سرکار کے اور بپاس حزم کے بھی اُس استوار قلعے کو ویسے حریف زبردست کو دینا مناسب نجانا اور عذر نادل پذیر درمیان لاکر عوض مین اُس قلعے کے چاہا کہ قلعہ مدرا کو مع اسکے پرگنون اور پیشکش قیمتی کے دیوے لیکن میسور کے کارگزارون نے اُسکا لینا قبول نکیا آخر اُن دونون فرقون مین کہ باہم دوستی اور رفاقت کا دم بھرتے تھے دشمنی کا قدم درمیان آیا سچ ہی

بیت

دوستی جس مین ہی غرض کا قدم
نام مین شہد ہی اور کام مین سم

پہلی لڑائی حیدر علی خان بہادر کی انگریزون کے ساتھ اور سیکھلینا اُسکا اہل فرنگ کی جنگ کے اطوار اور ممتاز ہونا اُس امر مین امیران ہم عہد سے

اگرچہ تناوری و شجاعت و ہوشمندی و والاہمتی وغیرہ مین راویان حالات حیدر علی خان بہادر کے سب کے سب اِس بات پر متفق وہم داستان ہمین

کہ وہ بہت قوی جثّہ و زوٓرمند اور جوانمردی و ہمّت بلندی و ہوشیاری و چالاکی و جفاکشی مین اور دلجوئی کرنے مین سپاہ کے اور اطلّاع حاصل کرنے مین دشمنان کینہ خواہ کے اخبار و اسرار پر اور اور گزیدہ صفتون مین جو ملک داری و سپہسالاری کے لیئے ناگزیر و پر ضرور ہین وہ بے مثل و یکتا تھا اور یے فضائل اُسمین بہ تمام و کمال جمع تھے ولیکن اِس خصوص مین کہ قواعد جنگ اور دشمن شکنی کے اور طریقی فتح کرنے قلعون کے اُن آلات سے جو اہل فرنگ نے ایجاد کیئے اور اسلوب حراست و طلایہ داری اور ہوشیاری روز میدان کے جس مین فرنگستان کے لوگ خوب ماہر ہین اور اِسی سبب سے تھوڑی فوج اُنکی بڑی لشکر پر غالب ہو جاتی ہی اور یے فنون نامدار بدون ممارست اور مشاقی کے حاصل نہین ہو سکتے ہین کیونکر نواب حیدر علی خان بہادر کی ذات مین جمع ہو گئے اور کب اور کس طرح اُسنے سیکھے اختلاف رکھتے ہین فارسی وقایع نگار تو اِس بات مین کچھ بھی بیان شافی نہین رکھتے لیکن ملّا فیروز صاحب فتوحات برطنیہ در ممالک ہندیہ جسکی روایتون کا سلسلہ حقایق نگاران انگریزی کو پہنچتا ہی اِس طور پر لکھتا ہی

مثنوی

١٧٢٨

زگاہ مسیحا شمارہ ز سال	چو شد ہشت با بیست برغین و ذال
زمادر جدا گشت آن نامور	شدہ شاد زان پور فرخ پدر
چو می تاقت ز و فرۂ پہلوی	درا نام بنہاد حیدر علی
بہ پرورد تا شد ز خوردی بزرگ	بہ رزم و بہ پیکار کردن سترگ
دہ و بیست سالہ چو شد نامور	سوی فلیچری شد بہ گفت پدر

بهمراه او بود پنجه سوار — دو صد هم پیاده ورا بود یار
که بوده فرانسیس را یار جنگ — پدید آورد رسم و راه پلنگ
رسیده بدانجایگه سرفراز — بیاسوده از رنج راه دراز
به دیدار آن شهر بنهاده روی — بدیده دژ و باره و شهر و کوی
ز بس گونه گون ساز و سامان جنگ — همان راه و آئین جنگ فرنگ
سپه دیده هر روز در مشق کین — فراوان شگفتید و کرد آفرین
درخشان چو آئینه آلات حرب — همان راه و آئین پیکار و ضرب
چو بیدار بدبخت هشیار مرد — پسندید آن رسم و راه نبرد
خود و لشکر خویشتن نامور — دل و جان بپرداخته از خواب و خور
هنرها کر آید گه کارزار — دلیران پیکار جو را بکار
یکایک بیاموخته آن هنر — به پیش فرانسیس پرخاشخر
چنان شد که در هند از هندیان — نه بد کس که با او بهبند میان
مر آن را که یاور بود کردگار — گزیند همه نغز و شایسته کار
ندارد ز آموختن هیچ ننگ — اگر رفت باید به چین و فرنگ
فرومایه مردم شود از هنر — گرامی تر از کان گنج و گهر
خداوند سازد هنر بنده را — سرافراز مرد سرافگنده را
هنر بی نیازی دهد از نژاد — کسی از نژادش نیارد بیاد
اگر شاهزاده بود بی هنر — به ننگ آورد دودمان پدر

اور سطر چارلس اسطوارط تذکرے مین نواب حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان
کے جس سے یہ اوراق ترجمہ کیئے گئے اس طرح لکھتا ہی کہ حیدر علی خان بہادر

سنے پہلی لڑائیون مین جو وہ بہادر مسٹر لارنس اور کالیو سے لڑا سب ہنر اور دیدہ وری کوا مور جنگ آوری مین سیکھے تھے جنکے سبب اُن سردارون اور رئیسون پر ملک دکھن کے جوا سکے بعد اُس سے لڑے مظفّر و منصور ہوا اور قتل عام کرنے پر دو پلٹن انگریزی کے ایکبار جنگ مین قادر ہوا اور مقابلہ کرنے پر ساتھ تمام افواج ہندیہ برطنیہ کے میدانِ جنگ مین دلیر اور توانا ۔ سترھوین تاریخ ماہ آگسط سنہ سترہ سو چوّن عیسوی مین ترچناپلی کے پاس ایک بڑی لڑائی انگریزون اور فرانسیسون مین واقع ہوئی جس مین دونون فریقون نے اپنے اپنے خیرخواہون کی فوج بھی مدد کو بلائی تھی اِس لڑائی مین حیدرعلی خان سپہسالار نے (جسکو مسٹر آدم سب دکھن کے سردارون مین بہتر لکھتا ہی) جب یہہ دیکھا کہ بھیڑ و بنگاہ لشکر انگریزی محض بے پناہ اور بدرقہ سے خالی ہی ایک ٹولی کو اپنے سوارون سے یہہ حکم دیا کہ سوارون پر مخالف کے جو ہراول فوج انگریزی کے ہین حملہ کرے اور اُنکو لڑائی مین مشغول اور غافل رکھے اور خود ساتھ ایک رسالہ سواران چابک و چست کے گھوڑے اُٹھا رستے اور مقابلے سے کترا پھیرکھا غنیم کو بھلاوے مین ڈال چنداول پر فوج انگریزی کے پیچھے سے آکر مار دھاڑ شروع کی اور آشوب قیامت اُس فوج مین برپا کیا بیستیس چھکڑے ہتھیار اور ساز و سامان جنگی اور ازوقے سے بھرے ہوے لوٹ لایا ۔ جب دونون فریق جنگ جو سے فرنگستان (یعنے فرانسیسون و انگریزون) مین تھوڑے دنون کے بعد صلح وآشتی درمیان آئی اور لڑائی بھڑائی کا دروازہ بند ہوا کچھ روزون تک آثار بہادری و دلاوری میسوریون کے جو ہوا خواہ فرانسیسون کے تھے اور بناچار تابع پردلی نواب حیدرعلی خان بہادر کے جو اُن کا سپہسالار تھا ظہور مین نہ آئے آخرکار وزیر میسور بہ سبب عہدشکنی نواب

محمد علی خان کے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اُس کی دوستداری و ہواخواہی سے کنارہ
اور انتظام کشی مین مستعد ہو کر تسخیر کرنے پر قلعہ ترچناپلی کے ہمّت باندھی
اور بہت دنون تک اُسکو محاصرے مین رکھا لیکن بہ سبب ذوفنونی نواب ممدوح اور
مد و جماعت فرانسیس کے جو بعد برہم ہو جانے کاروبار چندا صاحب کے ہواخواہ
نواب محمد علی خان کے ہو گئے تھے محاصرے کی مدّت بڑھ گئی اور ہنوز کچھ فائدہ
اُسپر مترتّب نہ ہوا اِس درمیان مین ناگاہ وزیر میسور کو یہ خبر وحشت اثر
پہنچی کہ مرھٹون نے بڑی فوج لیکر میسور کی سرحدون پر تاخت کر فتنہ و فساد اُس ملک مین
برپا کیا ہی اور وے چاھتے ہین کہ میسور کی مملکت پر ایک خراج سالانہ مقرّر کرین بہ حکم ضرورت
اُسنے اِس مہم سے ہاتھ اُٹھا مع لشکر میسور ترچناپلی سے میسور کو کوچ کیا
اور سرداری چند اول فوج کی نواب حیدر علی خان بہادر کو دی اور کہا کہ حدود
میسور مین لشکر کے پہنچتے ہی اپنی فوج کے ساتھ جلد ڈنڈیگل کو جو ایک محال
ہی دکھن کی طرف سرینگپٹن کے روانہ ہووے اور اعادی کی غنیمت اور تاراج
سے اس نواح کو بچاوے جب وہ وزیر باتدبیر دارالملک سرینگپٹن مین پہنچا
راجہ میسور کو جو کتنے روزون سے ایّام غیر حاضری وزیر مین خود تمام کاروبار ریاست
کا متکفّل ہوا اور تھوڑی سپاہ سے جو میسور مین تھی دارالملک کو محفوظ رکھا تھا
دشمنون کے حملون سے بہت پریشان و سراسیمہ پایا اسواسطے آراے
کارگزاران دولت میسوریہ کی اس پر متّفق ہوئی کہ سپاہ کینہ خواہ واسطے
دفع کرنے مرھٹون کے تعین کی جاے لیکن چون سپاہ نے کئی مہینے کی تنخواہ نہین پائی تھی
اِسلیئے سرکشی اور بغاوت پر مستعد ہوی اور بے تنخواہ پاے اُس مہم پر
جانے سے اِبا کیا آخر بہت بحث و تکرار کے بعد جب باقی تنخواہ کے روپے کا
سرانجام کیا گیا اور سپاہ راضی ہو گئی وزیر میسور نے اپنی فوج کے سب سردارون

کی طرف خطاب کرکے کہا کہ کون ایسا صاحب ہمّت و دلاور تم مین سے ہی جو بیڑا مرہٹون سے لڑنے اور کینہ کشی کا اُن سے اُٹھاوے چونکہ مرہٹے کی بھاری تھی اور جس قدر فوج مقابلے اور مدافعے کو متعین ہوئی تھی قابل کسی شخص نے اُس مہم کے سر کرنے کا بیڑا نہ اُٹھایا آخرکار حیدر علی خان بہادر جو واسطے محافظت سرحد جنوبی مملکت کے بھیجا گیا تھا اور اُسکی جرأت اور جلادت پر اُس عہد مین بہت اعتماد تھا اِس مہم کی کفایت کرنیکو بلایا گیا، وہ شیر دل تو ایسے کام کا جس مین جوہر مردی و شجاعت کا اُسکے نمایان ہو خود خواہان اور رمتلاشی رہتا تھا اِس پیام نصرت انجام کو سنکر جلد دارالملک سریرنگاپٹن کو روانہ ہوا اور پہنچتے ہی سپہسالاری پر اُس فوج کے جو مرہٹون کے دفع کرنے کو متعین ہوئی تھی ممتاز اور سربلند ہوا ولیکن اِسی عرصے مین اپریل کے مہینے سنہ سترہ سو چھپن عیسوی مین مرہٹے پُر متّصل دارالملک میسور کے آکر ارکان دولت میسوریہ کو ایسا تنگ کیا تھا کہ اُنھون نے اِس شرط پر کہ وے ایذا و اضرار سے وہان کی رعیت کے دست بردار ہو اپنے ملک کو پھر جاوین بیس لاکھ روپیہ نقد دیکر اُس بلا کو دفع کیا اگرچہ نواب حیدر علی خان بہادر بعد سرفراز ہونے منصب پر سپہسالاری کے مصدر کسی امر نمایان کا نہوا کیونکہ کام کا وقت جا چکا تھا تب بھی اِن جہتون سے کہ اُسنے اِس منصب سپہسالاری کو بطیب خاطر اختیار کیا اور اُسکے سرانجام دینے و اہتمام کرنے مین جلد آمادہ ہوا تھا اور رقبا اس واقعہ کے اُسنے آداب و قواعد میدان جنگ ایجاد کردہٴ اہل فرنگ کو فرانسیسون سے سیکھے اور سب سپاہ میسوریہ کو تعلیم کر بڑی مہمّون اور بھاری کامون کے لایق بنایا تھا سبھون کے نزدیک معزّز و محترم تھا، اُسی سال کے آخر مین محفوظ خان بڑے بھائی نواب محمد علی خان صوبہ دار

کرناٹک نے سرکشی اور تمرّد کی راہ سے خطّہ تینوالی پر جو ایک پرگنہ جنوبی بہرہ
زمین جزیرہ نماے ہندوستان سے ہی قابض و متصرّف ہوا اور اُسنے
دولت میسوریہ کے کارگزارون سے مدد چاہی اگرچہ اِس مقام مین روایت
مساعدت نہین کرتی کہ دولت میسوریہ کی طرف سے نواب محفوظ خان کی
اعانت و امداد عمل مین آئی یا نہین لیکن اکطوبر مہینے سنہ سترہ سو ستاون
عیسوی مین نواب حیدر علی خان اپنی فوج لیکر محال ڈنڈیگل مین گیا اور بعد ایک
مہینے کے وہان سے طرف دکھن کے تاخت کی اور شولاونڈن کے قلعہ کو تسخیر
کر محال مدرا مین جو قریب محال تینوالی کے اُتر طرف ہی گیا، لیکن اِس مقام مین
بعد تھوڑے روز کے محمد یوسف نے جو کمیدان تھا انگریز کے لشکر کا حملہ کر
حیدر علی خان کو ڈنڈیگل کی طرف پھرایا اِس محل مین سپہسالار فوج میسور نے
ایک جماعت فرانسیسونکے ملنے کا سال آیندہ تک انتظار کھینچا جب وہ جماعت
اُسکے ساتھ آملی شہر مدرا اور مضافات پر اُسکے دوڑ ماری اگرچہ آخر ماہ جنوری
سال سترہ سو اٹھاون عیسوی مین ایک فوج جماعہ فرانسیسونکی معہ منصبدار
موشیر اشترک شہر ڈنڈیگل مین پہنچی لیکن اس سبب سے کہ مرہٹے پھر میسور
پر تاخت کر تمام ملک کے خراج کی چوتھ طلب کرنے لگے اور دولت میسوریہ سے
حیدر علی خان بہادر کو یہ خط پہنچا کہ وہ تسخیر کرنا بلاد دور دست کا بالفعل ملتوی
رکھ جلد دارالملک سریرنگپٹن کو جس مین مرہٹے قسم قسم کے ظلم و بیداد کر
رہے ہین متوجّہ ہو اُسکی محافظت اور حمایت کرے، حیدر علی خان اپنے
قصد سے باز رہکر ساتھ جماعت فرانسیس اُن حدود سے کہ جو جلد قصد اپنے
لشکر سے ملنے کا جسنے اُن دنون مین قلعہ ترچناپلی کو سخت محاصرے مین گھیر
رکھا تھا رکھتے تھے کوچ کیا،

پر نواب حیدر علی خان بہادر کے سریرنگاپٹن مین پہنچنے کے پہلے ہی معاملہ مرہٹون کا
یون طی ہو چکا تھا کہ کارگزاران دولت میسوریہ نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ
اشیاے قیمتی اُن کو دیکر اُن سے جنس امان اور راہی کی خرید کر لی تھی اور
جب نواب حیدر علی خان دارالملک مین داخل ہوا سب طرح مرہٹون کے
فساد سے اطمینان حاصل ہو چکا تھا تب اُس سپہسالار نام جو نے واسطے نظم
و نسق امور خطّۂ بنگلور کے جو اُسکی خاص جاید اد تھی اور بہ سبب اُسکی غیر حاضری
کے وہان بہت سی بے انتظامی پیدا ہو گئی تھی بنگلور کو روانہ ہوا ؁

تحریض کرنا حیدر علی خان بہادر کا دستور میسور کو تسخیر پرچک بالاپور کے اور لشکر کشی کرنا اُسپر اور فتح پانا اور نئی فوج کو نوکر رکھ اپنی جمعیّت کو بڑھانا ؁

بعد چند روز کی اقامت کے بنگلور مین اُس سپہسالار پردل نے جو عزم و رزم
کا دوست و آرام و راحت کا دشمن تھا ایک فتح تازہ کی راہ وزیر میسور کو دیکھائی ؁
اور اسطرح اُسکو تحریض کر فوج کشی پر مستعد کیا کہ اس فتح سے جو
میرے خاطر مین مرکوز ہی حوزہ دولت میسوریہ کا وسیع اور خزانہ اُسکا جو بہ سبب
خرچ ہونے مبالغ خطیر کے آرکاٹ کی لڑائی مین اور اس صرف بیجا سے جو
مرہٹون کو نقد دو بارہ دینے مین خالی ہو گیا ہی معمور ہو جائیگا ؁ وزیر میسور کو
نواب حیدر علی خان بہادر کی ان باتون نے بھلاوے مین ڈالا اور اُسنے اس
بات کی تہ کو نہ سمجھ طمع زر سے اُسے بے تامّل قبول کر لیا ؁
تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ستّر میل کی مسافت پر بنگلور کے پچھم اُتر

ایک خطّہ چک بالاپور (یا کوچک بالاپور) نام واقع ہی اور یہہ خطّہ ایک نہر زمین دل چسپ سبر حاصل زرخیز ہی جاسوسون نے سپہسالار نامدار کو یہہ خبر پہنچائی کہ نراین شوامی نام وہان کا راجہ بہت مالدار اور خداوند نعمت بسیار ہی اور باوجود اِس قدر نعمت و ثروت کے ہمّت اور جرأت سے جس سے وہ اپنی حراست و حفاظت کرسکے بالکل بے نصیب اور محروم سپہسالار جاہ طلب نے بہ مجرّد سننے اِس اخبار مسرّت بار کے قصد تسخیر اِس خطّے کا اپنے دل مین مصمّم کیا اور روز یرمیسور کی راے سے ایک جمعیّت شایستہ سپاہ میسوریہ سے چنار سنہ سترہ سو آٹھاون عیسوی مین بنگلور سے کوچک بالاپور کی طرف کوچ کیا اور قبل اِسکے کہ اُس خطّے کے راجہ کو اُسکی عزیمت پر اطّلاع حاصل ہو دفعۃً اِس خطّے مین جاپہنچا راجہ بیچارہ پہلے تو نندی درگ کے قلعہ مین جاگھسا پھر دو روز کے بعد افواج میسوریہ کے محاصرے کی تاب نہ لا قلعہ سے بھاگ گیا اور سارا مال اور اسباب وہین چھوڑ دیا سپہسالار نامدار وہ سب اپنے قبضے مین لا اُس مین سے کتنی نادر چیز ساتھہ فتح نامہ کے دارالسلطنت میسور کو بھیجین اور بقیّہ اموال سے ایک حصّہ تو سپاہ پر بطریق اِنعام تقسیم کیا اور باقی اپنی سرکار خاص مین رکھا اور اپنی طرف سے عامل کارگزار واسطے بند و بست کے اُس تمام علاقون مین متعیّن اور مامور کر اُس نواح کو اپنی جاید اد قدیم مین منضاف کیا نواب حیدرعلی خان بہادر نے جب وضع زمانے کی اس طور اپنے موافق پائی اور فلک کو یار دیکھا اور اپنی سعی اور کوشش کے پودھون کو ناموری کے باغ مین میوے خوش گوار کے ساتھہ پھلتے پایا تب اپنی ریاست کے احاطے کو بڑھانا چاہا اور ممالک مفتوحہ کی حفاظت کے بہانہ سے سپاہ قدیم کی جمعیّت کو فوجِ نونگہداشت سے زیادہ کی اور

ایک رسالہ نیا ایسے اشراف سواروں سے جنگی وفاداری اور بہادری قابل اعتماد کے ہو بھرتی کر اپنی خدمت خاص مین رکھا،

حسد کرنا وزیر میسور کا اُس سپہسالار دولت یار کی عزّت و شان دیکھکر اور کُوا کھودنا اُسکی راہ مین اور آپ ہی گرنا اُس مین اور پہنچنا سپہسالار کامگار کا مرتبہ جلیلہ وزارت پر راے میسور کے اور تصرّف کرنا امور معظّمہ پر راج کے

جب خبر فتح اِس مہم کی جو سپہسالار بختیار سے ظہور مین آئی وزیر کو پہنچی خواب غفلت سے چونکا اور راجہ میسور کو اِس طور پر اغوا کیا کہ یہہ سپہسالار حریف پرکار ہی لطایف الحیل اور فریب سے اُسکو دار الملک سریرنگپٹن مین بلا کر قید کیا جاہئے چنانچہ بموجب اِس تجویز کے پیشگاہ دولت میسوریہ سے ایک اشتیاق نامہ بھرا ہوا انواع اقسام تعریف اور تملّق سے اُس سپہسالار یگانہ کی خدمت مین اُسکے تشریف لانے کے واسطے بہیجا گیا نواب حیدر علی خان بہادر تو اُمرا اور وُزراے روزگار سے عموماً اور مکر و فریب سے وزیر و راجہ میسور کے خصوصاً سابق سے آگاہ و واقف تھا اور اِسی واسطے بحکم احتیاط اور حزم کے ایک اخبار نویس تیز ہوش کو اوپر بیش قرار مشاہرہ کے اپنی طرف سے خفیہ میسور مین متعیّن کر رکھا تھا تا ہمیشہ وہان کی خبر لکھتا رہے چنانچہ اُس نامہ خدیعت ختامہ پہنچنے کے آگے ہی اُس خفیہ اخبار نویس نے وزیر کی مکّاری کو اور حضور طلبی کے باعث کو نواب حیدر علی خان پر ظاہر کر دی تھی اس سبب سے اس بہادر نے نامہ پاتے ہی

بعد غور اور تدبیر کے بالاپور سے بنگلور کو کوچ کیا اور وہان پہنچ کر تمام اپنی فوج
کو جمع کر متوجہ دار الملک سرینگ پٹن کا ہوا اور جب منزل مقصود کو پہنچا حوالے
شہر مین مقام کر شام کے وقت ساتھ چند بہادر سپاہیون کے جن پر اعتماد کامل
رکھتا تھا وزیر کی ملاقات کو گیا اگرچہ وزیر پختہ کار سپہسالار نامدار کے پہنچنے سے
پہلے اُسکے پکڑنے اور قید کرنے یا مار ڈالنے کی بہت سی تدبیرین کر رکھی
تھین لیکن جب وہ نامدار وہان پہنچا کچھ اُس سے بن نہ آئی سب اُسکا اندیشہ خام
اور سودا ناتمام رہگیا سچ ہی جس کو خداوند علی الاطلاق شوکت و شکوہ مین
یگانۂ آفاق بناتاہی ہرایک روباہ منش اور خدیعت پیشے کا خدع اور مکر اُسکے
آگے پیش نہین جاتا بلکہ وہی مکر وفریب اُسکی ترقّی کا باعث ہو جاتاہی الغرض
نواب حیدر علی خان بہادر اُس سے رخصت ہو اپنے خیمے مین داخل ہوا
اور فرصت وقت جاتی رہی جب اُس وزیر پر تزویر نے دیکھا کہ اول ملاقات مین اُسکی
بدسگالی کا منصوبہ عمل مین نہ آسکا اور مرکوز خاطر نے اُسکے کچھ ظہور نہ پایا
بار دیگر یہہ چاہا کہ دوسری ملاقات مین پھر اسی طرح کا بساط مکر اُس سکندر
طالع کی راہ مین بچھاوے اور اپنے حریف غالب کو مات کرے لیکن دوست
ہواخواہ اِس سپہسالار نامدار کے جو اُسکے دربار مین تھے اُس
راز سربستہ سے واقف ہو گئے اور فوراً پیش از وقوع اُس مکر وفریب
کی اطّلاع اُس رستم وقت کو پہنچائی اگرچہ وہ دلاور نامدار بد اندیشی سے وزیر
مکّار کے اِس واقعہ کے پہلے ہی خبردار ہو چکا تھا تو بھی پختہ کاری کی راہ
سے تجاہل عارفانہ کر اُس حال کو سنکر بہت متعجّب ہو حیرت کی راہ سے
کہا کہ ایسے عاقل و نیک خواہ سے ایسے اندیشے تباہ کد سزاوار تھے
تب اپنے رفیقون اور مشیرون سے مشورہ لے یہہ عزم جزم کیا کہ

وزیر خیانت پیشہ کو اوج وزارت اور کامگاری سے حضیض معزولی اور خواری مین ڈالے؛

بعد چند روز کے وہ سپہسالار واسطے ظہور مین لانے اپنی عزیمت کے ملاقات کے بہانے وزیر کے گھر گیا ایک ٹکری کو اپنی سپاہ سے تو اُسکے دروازے پر بٹھا دیا اور تھوڑے سے بہادر سپاہی جو تمام فوج مین دلاوری اور رجالاکی مین منتخب تھے ساتھ لیکر وزیر کے مکان مین جا بیے لڑے بھڑے اُسکو قید کرلیا اور ایک جماعت کو اپنی سپاہ سے واسطے گھیر لینے راجہ میسور کی دولتسرا کو بھیجا راجہ میسور نے اِس واقعہ سے کچھ تنگدلی اور پریشانی کو اپنی خاطر مین راہ نہ دیا بلکہ نواب حیدر علی خان بہادر کو بُلا کر بہت اِعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور سرِ دربار یہہ فرمایا کہ چلن نند وراج کی تھوڑے روزون سے ایسی راہ راست و اعتدال سے منحرف ہو گئی تھی اور کئی کام خلاف مرضی اُسنے ایسے کیئے تھے کہ پیش نہاد میری خاطر حق گزین کے یہی تھا کہ وہ معزول ہو اور ایسے سپہسالار کفایت پیشے کو عہدۂ وزارت سونپا جاوے الحمد للہ کہ اِس مہم نے بے مداخلت اِس نیاز مند درگاہ احدیت کے نیک سرانجام پایا اب کمال خوشی اور رضامندی سے مین چاہتا ہون کہ حکومت کا اختیار اس سپہسالار کارگزار سلیقہ شعار کو سونپون جب نواب حیدر علی خان بہادر نے میسور کے راجہ کو اس واقعہ مین یون ترسان لرزان پایا زبان ملاطفت ہر ورکو واسطے دلجوئی راجہ کے کھولا اور مراتب محبّت و ہواخواہی کو اپنے اچھی طرح اُسکے ذہن نشین کیا اور کہا کہ اگر وزیر بر تزویر میری جان کا قصد نہ کرتا تو مین ہرگز مصدر اِس شورش اور اُسکی ایذا رسانی کا زنہار نہ ہوتا آخر نواب حیدر علی خان بہادر نے وزیر کو معہ اُسکے دونون لڑکون کے قلعہ میسور مین مقیّد

کر وظیفہ شایستہ اُن کے واسطے مقرّر کردیا چنانچہ وہ بیچارہ تیرہ برس تک بعد مبتلا ہونے اس نکبت اور وبال کے قید حیات مین تھا آخر کو انتقال کیا ؏

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب حریف کو اپنے جہاں خانہ مین بیجا تمام مناصب جلیلہ پر دولت میسوریہ کے خود متصرّف ہوا سب ملکی اور مالی کام کو اپنی تجویز اور راے سے انجام دینے لگا بعضے زمیندار اور راجاؤن نے جو دارالملک سے مسافت بعید پر تھے اُسکی اطاعت سے سرکشی کی اور اُسکی حکومت اور اقتدار پر معترف نہ ہوئے لیکن اِن سب کی ناخوشی کو وہ کچھ حساب مین نہ لاتا تھا اور اِس نافرمانی کی کچھ وقعت اُسکے نزدیک نہ تھی کیونکہ مے کے مہینے سال سترہ سو ساٹھ مین جب موشیر لالی حاکم پانڈیچیری نے اُس نواب صاحب اقتدار سے اس طور پر درخواست کمک کی کی تھی کہ وہ فوج وظیفہ پرور اپنی معہ توپ خانے کے جو تحت حکم اُسکے بھائی میر مخدوم علی خان کے تھا واسطے مدد فرانسیسون کے بھیج دے اُس نواب عالیقدر نے اپنے دست و بازوے مردانہ پر اعتماد کرکے بہت فوج مدد کو اُسطرف روانہ کر صرف تین سو سوار سے جو ہمیشہ واسطے حفاظت اور حمایت اُس عالیجاہ کے ہمرکاب رہتے تھے بہت دنون تک مقام دریا دولت باغ مین جو تین میل کے فاصلہ پر قلعہ سریرنگپٹن سے واقع ہے اقامت کی ؏

روانہ کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا میرمخدوم علی خان کو توپخانے سمیت واسطے اعانت فرانسیسون کے قلعہ پانڈیچیری کی طرف اور تصرّف کرلینا انگریزون کا اُس قلعہ کو اور ناکام مراجعت کرنا مخدوم علی خان کا وہان سے اور اِس جہت سے اُسکا پہلے موردِ عتاب نواب بہادر کا ہوجانا اور پھر فرانسیسون اور منصبدارون کی شفاعت سے سرفرازی پانا ؏

سترہ سو ساٹھ عیسوی مین جب نواب حیدر علی خان بہادر سطوت و یغماگری سے مرھٹون کی اپنی مکنت و اقتدار کی حمایت وحفاظت مین مشغول تھا پانڈیچیری اقامت گاہ جماعت فرانسیسون کی انگریزون کی صولت سے بڑے خطرے مین تھی جب موشیر لالی وہان کے حاکم نے اُس سے کمک طلب کی نواب حیدر علی خان بہادر نے سات ہزار مرد جنگی سوار اور پیادے توپخانے سمیت بسرکردگی میرمخدوم علی خان اُسطرف کو روانہ کیا میرموصوف نے اثناے راہ مین ایک جمعیّت کو فوج انگریزی کے جو اُنکی فوج کو ندّی کے اُترنے سے مانع ہوئی تھی پیچھے ہٹا دیا اور حوالی پانڈیچیری مین پہنچکر دو مہینے تک وہان اقامت کی اور اس عرصے مین کئی مرتبہ اپنی سپاہ قلعے کے درمیان واسطے حمایت قلعے کے بھیجی اور بارہا موشیر لالی کو تحریض کی کہ قلعے سے نکل میدان مین صف باندھکر انگریزون سے لڑے لیکن اسکے دل پر ایسا انگریزی فوج کا رعب غالب ہو گیا تھا کہ میرمخدوم علی خان کی تحریض اور اُسکی اپنی سپاہ کی دلدہی اور انگیز نے مطلق فایدہ نہ بخشا آخرکار نامردی و جبن کے باعث ویسے مضبوط قلعے کو انگریزی فوج کے سردارون کو تسلیم کر وہان سے چلا گیا ؏

جب میر مخدوم علی خان نے یہ حال دیکھا لاچار وہان سے پھر کر بانگلور کو گیا اور سب فرانسیسی سوارون کو جو سیوسن آلن ھیوکل کے رسالے مین تھے اور تمام اہل حرفہ اور پیشہ ورون کو جو وہان رہتے تھے ساتھ لے گیا آنا اُس جماعت فرانسیسیہ کا واسطے نواب بہادر کے فوز عظیم تھا جنکے سبب اُسکی فیروزی اور نیک سرانجامی زیادہ ہوئی اِسواسطے کہ اکثر اُن پیشہ ورون سے زرہ و جوشن بنانے والے اور لوہار اور صیقل گر و بڑھی تھے جن کو فرانسیس واسطے توپخانے اور سلاح خانے پانڈیچیری کے بڑی تلاش سے بہت زر خطیر خرچ کر کے لے آئے تھے چونکہ نواب موصوف قوم فرانسیس سے بہت خوش گمان اور اُنکی چالاکی و دلیری کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اِسواسطے اُنکے آنے اور داخل ہونے سے اُسکی سپاہ مین بہت شاد ہوا اور زیادہ اِس جہت سے کہ اُن فرانسیسون کے ساتھ ایک جماعت پیشہ ورون کی تھی جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا اگرچہ نواب بہادر آنے سے اس جماعت فرانسیسون کے بہت خوش ہوا تھا لیکن اس جہت سے کہ میر مخدوم علی خان پانڈیچیری سے ناکام پھر آیا اور کچھ کام نکیا بہت ناخوش ہوا اور خان موصوف کے ساتھ نہایت سرد مہری سے ملاقات کی اور مورد عتاب کر کے یہ کہا کہ کیون کام کو ناتمام چھوڑا اور پانڈیچیری کی کمک سے ہاتھ اُٹھایا اور غایت طیش سے قبل اِسکے کہ اُس سے کچھ جواب سنے اُسکو سپہسالاری کے منصب سے معزول کر سواران سرسری کے جرگے مین داخل کیا اور فرمایا کہ اصلا یہ شخص لیاقت حکومت اور سپہسالاری کی نہین رکھتا ہی جب نواب نامدار نے اپنے برادر نسبتی کے ساتھ یہ سلوک کیا سب لوگ حیران ہو گئے اور جتنے منصبدار اور سپاہی جو پانڈیچیری کی مہم مین میر مخدوم علی خان کے ساتھ

تھے بہت غمگین و دلگرفتہ ہوے اُن مین سے بہتون نے اور اُن فرانسیسون نے جو نازہ وارد تھے میر مخدوم علی خان کی شفاعت کی چونکہ اس رستم نامدار کا یہہ دستور تھا کہ اگرچہ کسی امر ناشایستہ پر کسی سے ناخوش ہو جاتا لیکن انصاف سے ہرگز عدول نکرتا تھا اِسی سبب سے جب اُن رفیقون کو تبریہ و اظہارِ بے قصوری مین خان مذکور کے متفّق پایا میر مخدوم علی خان کی فوج کے سب منصبدارون کو بُلا کر راہ و روش خان موصوف کی اور تمام کیفیت مُہم پاند یچیری کی اچھی طرح اُنسے پوچھی سب نے ایکدل و ایک زبان میر مخدوم علی خان کی پردلی اور عقل کی تعریف کی اور کسی طرح کا قصور اُسکا اُس مُہم مین بیان نہ کیا بعد تحقیق ہونے اِس امر کے نواب بہادر نے حکم کیا کہ سواری خاص معہ تمام ساز و سامان شوکت اور توزک کے جلد طیّار ہو حکم پاتے ہی جھٹ پٹ فیلبانون نے ہاتھی ۲ تھنبان زردوزی جھولین پڑی ہوئین جڑاؤ عماریان طلائی ہودے گدیان بانات مخملی کھینچی ہوئین آکر در دولت خانے پر جھومنے لگین اور اصطبل سے ترکی تازی گھوڑے پوزی پٹتے دمچی ہیکل جھبے نقرۂ طلائی مرصّع کار سے آراستہ جڑاؤ کاٹھی کار چوبی چارجامے کھینچے ہوئے آنے لگے سوارون کے غٹ کے غٹ رستون پر آکر کھڑے ہو گئے اور پیادے برقنداز اپنی اپنی وردی رنگ برنگ کی پہنے ساز سنگر لگائے بند وقین لیئے تلوار بن پر تلون مین ڈالے ہوے در دولت سرا پر جمع ہوے اور نقیب چوبدار عاصے بردار طلائی و گنگا جمنی عاصے سونٹے ہاتھ مین لیئے حاضر الغرض نواب حیدر علی خان بہادر اِس شوکت و توزک سے ساتھ کوکبہ پر شکوہ و شان کے اپنے رفقا و ارکان دولت سمیت میر مخدوم علی خان کے گھر اُسکی ملاقات کو سوار ہوا تھوڑی ہی دور سواری گئی تھی کہ بازار کے درمیان خان موصوف

کو پیادہ جاتا دیکھا نظر پڑتے ہی فی الفور نواب قدر شناس ہاتھی سے
اُتر خان موصوف کو آغوش شفقت میں لے کئی مرتبہ بدل معانقہ
کیا اور یہہ کہکر اُسکی دلجوئی اور اپنی طرف سے معذرت کی کہ تمھارے
ہوا خواہونکی تقریر سے اب مجھپر ثابت ہوا کہ عتاب میرا آپ پر بیجا تھا اِس
لئے میں تمھارے یہان معذرت کے لئے چلا تھا اب جو میں نے تم کو رستے پر
بازار میں پایا بہت خوش ہوا اِس لئے کہ یہہ اعتذار برسر بازار تمھاری
بے قصوری سب لوگون کے نزدیک ظاہر کردیگا تب نواب قدردان مہرپرور
نے خان موصوف کو اپنے خاص سواری کے ہاتھی پر سوار کیا اور خود اپنے
خاصے گھوڑے پر سوار ہو سب کو کبہ اور توزک سواری معیت اُسکے ہاتھی
کے آگے آگے جاتا تھا اور سب لوگ اور سپاہ پیچھے چلی آتی تھی نواب
بہادر کے اِس رفع ملال اور صفائی سے ساتھہ میر مخدوم علی خان کے سب
لوگ نہایت خوش ہوئے ؛

اگرچہ اس غضب اور رضامندی سے بہ نسبت میر مخدوم علی خان کے
یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ عادل زمان راہ انصاف و عدل پر چلتا اور ظلم و جور سے
اعراض کرتا تھا لیکن حقیقت حال یہہ ہی کہ اسطرح کا خطاب اور عتاب اُسکا
مصلحت پر ملک داری اور سپہسالاری کے متضمّن تھا اِسواسطے کہ چونکہ دل اُسکا
جاہ طلب و اقتدار دوست تھا اور سر کو اُسکے تاج داری اور کشورخدیوی کی
آرزو تھی پس یہہ عتاب اُسکا بموجب مضمون اِس مصرع کے ؛

ای در بتو می گویم دیوار تو ہم بشنو ؛

سب منصبدارون کے لئے ایک تعلیم تھی تاکہ وے سب اِس بات کو
خوب یاد رکھیں کہ جب اُس نواب ذی اقتدار نے تو ہم سے قصور کے مہم شکر

کشی مین اپنے بھائی کو جو اُسکے نزدیک جان کے مانند عزیز تھا عہدے سے معزول اور موردعتاب کیا اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ کردیا اور کسیکو ایسے کامون مین کب سزا دینے سے درگذر کریگا ؛

لشکر کشی کرنا بسواجی پنڈت سردار مرہٹے کا میسور پرا ور راجہ میسور کا اُرغلا نا پوشیدہ اُسکو واسطے گرفتار کرنے نواب حیدرعلی خان کے اور آگاہ ہوجانا نواب موصوف کا اُس راز مخفی سے اور بچ کے چلا جانا نواب کا میسور سے بنگلور کو ؛

جب سترہ سو آٹھ عیسوی مین فوج مرہٹون کی بسر کردگی بسواجی پنڈت بحیلہ طلب چہارم حصہ خراج ملک میسور کے جسکا حال اوپر لکھا گیا سرینگپٹن کی سرحدون مین پہنچی میسور کے راجہ نے ایک سفیر رازدان کو مخفی بسواجی پنڈت کے پاس بھیج کر حال اپنی نکبت اور ذلت کا اظہار کیا اور بکمال عاجزی سے اُسسے درخواست کی کہ وہ اُسے موذی مسلمان زبردست کے پنجے یعنے حیدر علی خان کی قید سے چھوڑانے میں سعی اور کوشش کرے سپہدار مرہٹے نے بہ سبب تعصب دین وطمع زر اُس امر کو قبول کرلیا اور سب اپنی سپاہ ساتھ لیکر دارالملک سرینگپٹن کی طرف یورش کے قصد پر چلا چونکہ نواب نامدار اُس راز سے آگاہ نہ تھا پہلے مرہٹے کی فوج کے آنے کو واسطے مطالبے چوتھ کے سال گذشتہ کی طرح خیال کیا تھا لیکن کئی ساعت قبل روانگی فوج کے تمام منصوبون پر راجہ اور سپہدار مرہٹے کے واقف ہو گیا اور یقین جانا کہ اُن دونون کو میری تباہی منظور رہی وقت کو ضایع نکیا اور فی الفور وہان سے سوار ہو ساتھ کئی رفیق بہادر

چالاک جان نثار کے مخفی بنگلور کی طرف جہان اپنی سپاہ خاص واسطے ضبط وحراست قلعہ کے متعین کر رکھی تھی روانہ ہوا۔ جب نواب قلعہ سرینگپٹن سے نکل کر بنگلور کو چلا تب راجہ کے لوگون نے مطّلع ہو کر اُسکی طرف جاے سب خالی گئے اور بہت سے مرہٹون کے سوارون نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پہنچا اور وہ سپہدار نامدار صحیح وسالم قلعہ بنگلور مین داخل ہوا۔

سپاہ بھیجنا راجہ میسور کا بسپہسالاری کناری راو واسطے محاصرہ بنگلور کے اور ہزیمت پانا اُسکا نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج سے اور آنا نواب بہادر کا سرینگپٹن کو اور قید کرنا راجہ کو اور آپ خود بالاستقلال مسند حکومت پر جلوس کرنا۔

جب نواب حیدر علی خان بہادر بنگلور مین پہنچا چھوٹتے ہی ایک قاصد بادرفتار میر مخدوم علی خان کی طرف روانہ کیا اور یہہ فرما بھیجا کہ بہت جلد تمام اُس جمعیّت سوار و پیادہ کے ساتھ کہ سابق فرانسیسون کی کمک کے لیئے پانڈی چیری کو بھیجی گئی تھی آرکاٹ سے بنگلور مین آکر حاضر ہو اور سب گڑھونکے قلعہ دارون کو جو اُسکے حکم مین تھے لکھ بھیجا تا سب اپنے اپنے محالات اور پرگنون کی حراست اور حفاظت مین بخوبی مشغول و مصروف رہین اور جس قدر سپاہی اور کام کے آدمی وہان کی حاجت سے زیادہ ہون بنگلور کو جلد بھیج دین۔

راجہ میسور نے چڑھائی کی فرصت کو نواب بہادر پر جو ایک حریف زبردست لڑائی کی گھاتون سے خوب ماہر تھا قبل اِسکے کہ اُسکی فوج آرکاٹ سے پہنچے غنیمت جانکر جلد جس قدر فوج جمع ہو سکی سپہسالاری مین کناری راو کے

بنگلور کو روانہ کی ناوہ شتابی سے پہنچکر قلعہ بنگلور کو سخت محاصرہ کرے نواب بہادر نے اسی عرصے مین پہلے پہنچنے فوج دشمن کے ایک اچھی جمعیت سوار و پیادون کی جمع کر لی تھی اور جب فوج مخالف کی قریب پہنچی اسکو نپٹ ہی محقر اور ناچیز سمجھ بمقتضاے تہور ذاتی اتنے انتظار کرنے کو کہ فوج مخالف کی آوے اور قلعہ کو محاصرہ کرے نامردی جان معہ سپاہ قلعہ سے باہر نکل آگے بڑھکر اُنکا مقابلہ کیا دونون مہابھارت دلیر جیسے ساونن بھادون کے بادل گھن گھور چارون طرف سے اُٹھتے ہین ایک دوسرے کی مقابل ہو بن پہلے تو دور سے گولیان اور گولے تگرگ اور اولے کی طرح دونون طرف سے برسنے لگے گولون کی گڑگڑاہٹ اور گولیون کی کڑکڑاہٹ بادل کی گرج اور رعد کی کڑک تھی اور رنجک کا اُڑنا و مہتابی کا پھکنا برق کی جھلک اور بجلی کی چمک دھان دھان سے توپونکے ہنگامہ محشر کا پیدا رتھا اور دھمک سے اُسکے زلزلة الارض آشکار جب دونون فوجین لڑتے لڑتے نزدیک آئین اور نوبت کوتہ یراق کی پہنچی تب تو تیغ تبر خنجر جمدھر پستول طپنچے چھوری کتاری بھالے برچھی کی بوچھاڑین چلتی تھین اور لہو کی پھوہارین اُڑنی ایک لمحہ مین خون کی ندیان اور نالے بہنے لگے اور ہاتھی گھوڑے اُونت ناو بجرونکے مانند اُسمین نظر آنے قتیلون کے سر حباب کے مانند تیرتے پھرتے تھے اور کشتیونکے مانند لاشین موجونکے مارے بہہ کنارے لگتی تھین آخرکار نواب رستم شوکت اسفندیار صولت نے راجہ میسور کے لشکر کو ہزیمت فاحش دی اور کناری راو سپہسالار کو پکڑ لیا اِس لڑائی مین معلوم نہین ہوتا ہی کہ مرہٹے شریک تھے یا نہین کسی راوی نے کچھ اس باب مین نہین لکھا نواب حیدر علی خان بہادر نے مظفر و منصور معہ سپہسالار اسیر بنگلور کو مراجعت فرمائی تھوڑے دنونکے بعد جب

میر مخدوم علی خان معہ فوج وہان پہنچا تب نواب بہادر تمام سپاہ کینہ خواہ کو ساتھ
لے وہان سے کوچ کر سریرنگپٹن کو روانہ ہوا اور بے مقابلہ اور مزاحمت قلعہ مین
جا راجہ میسور کو حرم سرا مین قید کر لیا اور سپہسالار میسور کو لوہے کے پنجرے
مین مقیّد کیا اور کارگزارون کو اُسکے قلعہ سے باہر نکال تمام مکنت اور راقتدار پر
راجگی کے قابض و متصرّف ہوا یہہ واقعہ جایلہ در سنہ سترہ سو ساٹھ عیسوی ظہور مین آیا
پیشتر انتزاع کرنے انگریزونکے پانڈیچیری کو فرانسیسون کے ہاتھ سے جو سنہ
سترہ سو ساٹھ عیسوی مین واقع ہوا موشیر لالی نے اُسقف مالیکارناسیرس
کو بسواجی پنڈت سپہسالار مرہٹون کے پاس جو اُن دنون صوبہ کرناٹک
مین تھا بھیج کمک اور مدد مانگی تھی اور واسطے زیادتی شان و شکوہ اُس
سفارت کے تین ہزار سپاہی فرنگی بسرکردگی موشیر آلین سفیر مذکور کے
ہمراہ کئے تھے لیکن چون فرانسیسون کا کام تھوڑے ہی دنون مین بالکل ابتر
اور دفتر اُنکی حکومت کا گاؤ خورد ہوا گویائی و زبان آوری نے اُسقف کے کچھ فائدہ
نہ بخشا اور قبل اِسکے کہ موشیر آلین مرہٹون کی لشکر سے مراجعت کرے
اُسکو خبر پہنچی کہ پانڈیچیری کو انگریزون نے لے لیا اِس جہت سے موشیر آلین
اپنی تمام جمعیّت کے ساتھ سریرنگپٹن کو گیا اُسکے پہنچتے ہی نواب بہادر نے
اُن سب کو نوکر رکھ لیا اور یہے لوگ اُس سرکار مین اچھے اچھے کار و خدمت کے
بانی ہوے اور پیادون کو آداب اور قواعد لڑائی کے فوج فرنگ کے طور پر
سکھایا اور توپخانہ کو اپنے دستور پر خوب ہی صاف ستھرا بنایا

متوسّل ہونا نواب بسالت جنگ برادر نواب نظام علی خان صوبہ دار ملک دکھن کا نواب حیدر علی خان بہادر سے واسطے تسخیر کرنے صوبۂ سِرا اور اُسکے قلعہ کے مشروط بچند شرط

جب حکومت میسور کی نواب حیدر علی خان بہادر پر بالاستقلال مسلّم و مقرّر ہوئی اُس عالی حوصلہ نے تمام محالات اور پرگنے میسور کے جو بہ سبب گوشہ گیری راجہ اور بددلی و بدتدبیری وزیر بے تدبیر کے تصرّف مین اور حاکمان غالب کے آگئے تھے ہر ایک کے قبضے سے نکال مملکت میسور کے منضاف کئے اور کانور و کرپہ و شانور وغیرہ کو بھی جو افغانان زبردست کے قبضے مین تھے بزور لیکر اپنے ممالک محروسہ مین داخل کیا ؁ اِس لڑائی کی جہت سے کر نواب بہادر انتزاع کرنے مین اُن تینون ریاستون کے افغانونکے ہاتھ سے جو دربارۂ پردلی و تہوّر تمام ہندوستان مین ضرب المثل ہین اُن پر غالب ہوا اور غاصبون و متمرّدون کو جیسا چاہئے مقہور اور مخذول کر مظفّر و فیروز ہوا اُسکے شیر دلی کا شہرہ اور جرأت و بہادری کا آوازہ تمام ہندوستان مین پھیلا سب امیر و رئیس و سرداروں نے دور و نزدیک کے اُسکا لوہا مانا اور اُس سے بیم و امید رکھنے لگے چنانچہ نواب بسالت جنگ برادر نظام علی خان صوبہ دار دکھن نے جو حاکم خطّہ ادھونی کا تھا اور اُن دنون قلعہ صوبہ سرا کے محاصرے مین جو بہت دنون سے قبضے مین مرھٹون کے آگیا تھا مشغول تھا اِس لڑائی کی فتح کو جو پٹھانون سے ہوئی سنکر نواب بہادر سے مدد طلب کی تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ جب گیارہ سو چھاستھ ہجری مین نواب نظام علی خان نے بعد مار ڈالنے اپنے بھائی نواب صلابت جنگ کے جنکے بعد مارے جانے

نواب ناصر جنگ ابن نظام الملک مرحوم حاکم دکھن کے افغانون کے ہاتھون سے چند روز حکومت کی تھی مسند پر جلوس کر ثروت و نعمت کے اسباب بڑھانے کی لالچ اور دین و مذہب کی غیرت سے یہہ ارادہ کیا کہ شہر پونان پر جو دار الملک پیشوایان قوم مرہٹے کا ہی چڑھائی کر اُسے تاراج کرے اِسی واسطے جسوقت اُسکو یہہ معلوم ہوا کہ بالاجی راو پونان کا حاکم اپنی سب لشکر جمیعت واسطے بند و بست ملک خاندیس کے گیا ہی فرصت کو غنیمت جان ایک بھاری لشکر لیکر جلد پونان کو جا پہنچا اور بہت مال و اسباب لوٹ شہر مین آگ لگا دی اور بتخانے ہندوون کے جلا کر خاک سیاہ کیئے اور کوئی امر خواری و بیحرمتی کا باقی نہ رکھا لیکن جب یہہ خبر وحشت اثر بالاجی راو پیشوا نے سنی ایلغار کے طور پر ساتھہ بڑی جمعیّت سپاہ کینہ خواہ کے مرگ ناگہانی کے مانند عین غفلت مین لشکر پر نظام علی خان کے ہمنا باد کے متّصل آکر اُسکی فوج کو فرصت ہتھیار اُٹھانے کی نہ دی اکثر سرداروں کو نواب نظام علی خان کی فوج کے مار ڈالا اور کتنون کو پکڑ لیا نواب نظام علی خان جان کے خوف سے تمام ساز و سامان حشمت و جاہ اور خیمہ و خرگاہ چھوڑ پہلے تو ایک قلعہ مین جو وہان سے قریب تھا جا کر پناہ لی اور آخر کو اسّی لاکھہ روپیہ نقد سر بہا بھیج کر اپنے تئین بچایا اور اُس زر نقد کے سوا صوبۂ برہان پور و دولت آباد و احمد نگر اور صوبۂ سرا کو کارگزاران دولت پیشوا کے تصرّف مین چھوڑا اُسی عہد سے یے صوبے قبضے تصرّف مین پیشوا کے تھے اُن دنون بالاجی راو پیشوا کا اقتدار اُس مرتبہ کو پہنچا تھا کہ کسیکو امیران ہندوستان سے کچھ چیز نہ سمجھتا بلکہ کسی کو عالم مین موجود نہ جانتا تھا چنانچہ بعد تھوڑے روز کے اپنے بیٹے بسواس راو کو سداشیو پنڈت (عرف بھاؤ) کے ساتھہ تین لاکھہ سوار کی

جمعیّت اور بہت خزانے اور بھاری توپ خانے سے واسطے تسخیر کرنے دار الخلافت شاہ جہان آباد اور اُسکے قرب جوار کے ملکون کو مامور کیا چنانچہ بسواس راو اور سداشیو نے نواح دار الخلافت مین پہنچ کر لوٹ مار شروع کی اور تمام سرزمین دلّی اور لاہور کو گھوڑیون کی ٹاپ سے کھود ڈالا اُنھونکا تسلّط اُس نواح مین اِسی طرح رہا یہان تک کہ احمد شاہ دُرّانی افغانستان کا حاکم ایک لشکر خونخوار لیکر کابل سے ہندوستان کو متوجّہ ہوا اور پانی پت مین افغانون کی سپاہ اور مرھٹون کے سوارون کا مقابلہ ہوا جب ساٹھ ہزار نفر مرھٹون کی فوج سے معہ بسواس راو مارے گئے باقی فوج مرھٹونکی پٹھانون کی لڑائی کی تاب نہ لا گھونگھٹ کھا تمام ساز سامان و مال اسباب مخالف مظفّر کے ہاتھ مین چھوڑ بھاگ گئی جب یہ خبر نکبت اثر بالاجی راو پیشوا کو پہنچی سراسیمگی اور وحشت کے سبب مجنون ہوگیا اور اُسی تاریخ سے پونان کی دولت مین اختلال اور بالاجی راو کی مکنت و اقتدار مین زوال آیا زمانے کی ہوا اور دنیا کا رنگ دیکھ نواب بسالت جنگ برادرِ نظام علی خان حاکم گنتی افغانان کرپہ کو ہمراہ لے بھاری لشکر جمعیت ھسکوتہ کی تسخیر کو متوجّہ ہوا اور اُسکے قلعہ کو محاصرہ کیا ولیکن چونکہ بسالت جنگ خود لڑائی کے طریقے اور قلعہ کشائی کی ڈھب سے محض ناآشنا تھا اور سپاہ اُسکی سایہ پرور اور مکند سربت نام جو قلعہ دار تھا سپاہیگری کے فنون مین خوب ماہر تھا اِس واسطے باہر کی فوج کے مدافعہ مین ایسی سعی و کوشش کی کہ نزدیک تھا کہ نواب بسالت جنگ کمال بدنامی و رسوائی کے ساتھ محاصرے سے دست بردار ہو اِسی مابین مین بسالت جنگ نے اپنے بعضے مشیرون اور صلاح کارون کے مشورے سے ایک نامہ محبّت ختامہ نواب حیدر علی خان بہادر کو کہ اُن دنون

آوازہ اُسکی سپاہی گری اور شیر زوری و دشمن شکنی و قلعہ گیری کا جہان مین مشہور ہو گیا تھا لکھا اور اُسسے مدد چاہی نواب بہادر نے جو ملک گیری و ملک داری مین یگانۂ روزگار و برا پختہ کار تھا قبول اعانت و امداد نواب کے تئے شرطین اُسکے ساتھ استوار کرلین کہ یورش کے وقت وہ رستم زمان اپنی لشکر اور توپ خانہ معیت ہمراہ لشکر نواب موصوف قلعہ محصور کی تسخیر و فتح مین مشغول ہوگا اور جب قلعہ فتح ہو چکے تب جو فریق فریقین سے جس جانب پر قلعہ سے حملہ کیا ہو وہی اُس جانب کا مالک و متصرّف ہوگا اور تمام توپخانہ اور ذخیرہ و ساز و سامان جنگی اور ہر طرح کا مال و متاع جو فوج حیدری کے ہاتھ مین آئیگا سب کا سب ملک نواب بسالت جنگ کا ہوگا اور وہ رستم زمان اِس جد و جہد کی عوض قلعہ ہکوتہ اور پرگنون کو اُسکے تصرّف مین اپنے لائیگا آخر کو نواب بہادر کہ قواعد لرائی اور اصول سے قلعہ کشائی کے خوب واقف تھا اور جنگ کی صعوبات و سختیونکا برا متحمّل ساتھ اپنی لشکر ظفر پیکر اور توپ خانہ آتشبار کے جسکے گولند از سب فرانسیس تھے باتّفاق فوج نواب بسالت جنگ مُہم مین قلعہ کشائی کے مشغول ہوا اور تھوڑے ہی عرصے مین سُرنگین کھود باروت سے بھر دو برج اور تھوڑی سی دیوار قلعہ کی اورادی قلعہ والون نے جب یہہ حال دیکھا مضطر ہو فوراً قلعہ کو خالی کر دیا اور اپنی جان سلامت بچا وہانسے بھاگ نکلے ؏ نواب بسالت جنگ کو نواب حیدر علی خان بہادر بعد اُس فتح کے بلقب تاجر یاد کرتا تھا کیونکہ اُسنے اسباب و آلات جنگی سب جو اُس قلعہ سے اُسکے ہاتھ لگے تھے نواب بہادر کے ہاتھ زر نقد پر بیچ ڈالے تھے ؏ خیر اب نواب بسالت جنگ نے حیدر علی خان کے ساتھ یہہ عہد کیا کہ تمام عمر اُسکی دوستی کی راہ سے سر مو تجاوز

نہ کریگا اور وہ اپنی عرضداشت کے وسیلے سے بناے دوستی واتّفاق اور یک جہتی اور وفاق کی درمیان اُس رستم ثانی اور پادشاہ دہلی کے قایم کریگا، چنانچہ بعد گذرنے چند روز کے محمد شاہ بادشاہ دہلی کا سفیر معہ اتّحاد نامہ آیا اور سپر اور شمشیر مرصّع کار اور پالکی جھالر دار و چتر جواہرنگار اور ماہی مراتب اور نقّارہ و نشان و انواع واقسام کے ہدیے اور نادر چیزین اُس سکندر بخت کے واسطے لایا، آوازہ اُن فتوحات تازہ اور بلند نامی نے اندازہ کا تمام ہندوستان اور عرب و عجم مین پہنچا، اور اُس رستم شوکت نے بعد تسخیر کرنے قلعہ ہکوتہ کے مرهٹون سے لڑ بھڑ کر قلعہ مرگسرا اور گہیری کو جو صوبہ سرا کے بڑے پرگنون سے اُنکے قبضے مین تھے بزور چھین لیا اور آبسنگر کے خطّے کو جسے یاسا بھی کہتے ہین اپنے تصرّف مین کر لیا،

استغاثہ کرنا مہا بُدّھی کا جو بیٹا رمنبھو راجہ بدنور دار الملک کنڑہ کا متبنّا تھا نواب حیدرعلی خان بہادر سے تا اُس بہادر کی مدد سے مسند راجگی پر جو اُسکا حق تھا اور رانی بیوہ غصب کی راہ سے متصرّف ہوگئی تھی متمکّن ہو،

سترہ سو باستھ عیسوی مین بیدّ رمنبھو راجۂ بدنور لاولد مرگیا اُسنے مرنے کے پہلے موافق کیش ہندوون کے مہابُدّھی نام ایک برہمن بچے کو اپنی فرزندی مین لیا اور متبنّا کیا تھا لیکن راجہ متوفّا کی بیوہ خود تمام امور ریاست پر متصرّف ہو راج کی گدّی پر بیٹھی اور مہابُدّھی کو مطلق دخل نہ دیا،
چونکہ کنڑہ مضافات صوبۂ سرا سے تھا اسواسطے مہابُدّھی نے استغاثہ حق تلفی کا

نواب بہادر کے پاس جو حاکم اُس صوبے کا تھا گیا اور اُسّے مدد چاہی تا وہ رانی کو مسند پر سے اُٹھا اُسکو بٹھاوے، اور صورتِ حال مہابدّھی کے آنے کی حضور مین نواب بہادر کے یون ہی کہ جب نواب حیدر علی خان بہادر بالاپور کے سفر سے فراغت پاکر شہرسرا کو آیا مرھٹے کے سرداران نے جو وہان کا قاعدار تھا نواب سے کچھ جنگ نکی اور قلعہ کو تسلیم کیا نواب موصوف نے اپنا تھانہ اُس قلعہ مین بٹھایا اور آپ بعد چند روز اقامت کے وہان سے کوچ کر اُس درگ کو آیا اور اُس قلعہ کو بھی فتح کر شہر بدنور کو روانہ ہونے کا قصد رکھتا تھا کہ اتنے مین ایک ہرکارے نے نواب کے حضور مین آکر عرض کیا کہ بدنور کا احوال مجھے خوب معلوم ہی نواب نے فرمایا بیان کر ہرکارے نے کہا مین بدنور کے راجہ کا رشتہ دار ہون راجہ تو مرگیا اب اُسکی رانی راج کرتی ہی کیونکہ اس راجہ کا کوئی فرزند نہین اور رانی جوان ہی راجہ کے دیوان سے مختلط ہی اور عیش وعشرت مین ملک کا بند وبست چھوڑ دیا ہی ملک سے خراج وباج آنا موقوف ہوگیا فوج کے طلب چڑھ گئی غرض حال ریاست کا تمام برہم وابتر ہوگیا ہی مین نے اُس بے حیا رانی کو بہت نصیحت کی باتین کہین کہ ایسی غفلت اہل دولت کو مطلق مناسب نہین اگر یہہ کیفیّت دوسرے ملک کے حاکم سُنین تو ہمارے ملک پر چڑھ آوینگے ہمارا ملک ہاتھہ سے جاتا رہیگا ملک کا بند و بست کرنا ضرور ہی غرض مین نے ایسی ایسی نصیحت کی بہت باتین رانی کو کہین پر اُسنے اپنے بیوقوفی سے یہہ سمجھا کہ میرا بھید اِسپر کھلا اب اِسکو کسی طرح سے مار ڈالنا چاہئے نہین تو وہ مجھے مار ڈالیگا الغرض ایک رات دو چار آدمی کو فرمایا کہ اِس چھوکرے کی گردن مروڑ کر قلعہ کے باہر جوگی کے مٹھہ مین دفن کردو اُن آدمیون نے نیند مین میری گردن مروڑی لیکن خوب نہین مروڑی

مین تو اُس درد سے بے تاب ہو گیا تھا پر اپنی چترائی سے کچھ دم نہ مارا اُنھون نے سمجھا کہ مین مرگیا تب ایک کمّل مین مجھے گٹھری باندھ کر اُس جوگی کے متھ کو لیجا جلدی جلدی میرے تئین مدفون کر کے چلے گئے جب مجھپر اُس متی کا بوجھ بہت معلوم ہوا اس قبر مین مین آہستہ آہستہ کراہنے لگا چونکہ جوگی نے یہہ میری حالت تمام اپنے آنکھون سے خوب دیکھی تھی میرے کراہنے کی آواز سنکر نزدیک آیا اور اپنے متھ سے پھاوڑا لا مجھے اس قبر سے نکال کر اپنے گھر لیگیا چراغ کی روشنی مین میرا منہہ دیکھہ پہچانا اور اُسی وقت گرم پانی کروا کر میری گردن خوب سینکا اور ایک کوٹھری مین سُلایا جب صبح ہوئی مجھ سے پوچھنے لگا کہ کہو بھائی تم پر کیا حالت گذری مین نے اُس بے تابی مین اُس سے کہا ابھی میری خوب حفاظت کرو جب مجھے بات کرنے کی طاقت ہوگی تو تمام کیفیّت تم سے ظاہر کرونگا جب جوگی نے یہہ بات سنی اپنی چیلے سے فرمایا کہ اِسکی گردن تیل سے خوب مالش کر چند روز مین میری گردن درست ہوئی اور بدن مین طاقت آئی تب مین نے اپنا احوال تمام اُس جوگی کو کہہ سُنایا جوگی یہہ تمام ماجرا سن کہنے لگا کہ اب تیرا یہان رہنا مصلحت نہین چنانچہ اُسنے میرا بھیس بدل کر چور راستے سے مجھے روانہ کیا اور آپ بھی تھوڑی دور میرے ساتھ آیا اور کچھ خرچ راہ مجھے دیکر آپ وہان سے پھر گیا مین اُس سے رخصت ہو تمام روز جنگل مین سو رہا جب رات ہوئی خدا کو یاد کر جوگی کے اِحسان کا شکر کرتا ہوا چلا اِسی طرح سے کئی روز و شب کے بعد آپ کے حضور مین آپہنچا ہون ؎

نواب حیدر علی خان بہادر نے جو ایسے امور کو غنیمت و فتوحات غیبی سمجھتا تھا رانی کو طلب کیا چون رانی زنانے برقع مین دل مردانہ و ہمت بہادرانہ رکھتی تھی اور از جہت آب رسیدہ ہونے دولت دہلی کے مدّت سے کسی کے حکم احکام

کو نہین مانتی تھی نواب عالیجاہ کے ایلچی کو یہہ کہا کہ مین اپنے ملک کی خود مالک
و حاکم ہون کسی کو میرے اوپر حکم رانی نہین پہنچتی ؁ جب خبر عدول حکمی
اور سرکشی رانی کی نواب بہادر نے سُنی ارادہ تسخیر کا اُس ملک
کے مصمّم کیا ولیکن چونکہ راہ دشوار گذار اور زمین وہان کی کوہستانی و ناہموار
ہی سدّ راہ لشکر کی ہوئی ؁ اب جانا چاہیئے کہ بدنور دارالحکومت ملک کنرّہ
کا ہندوستان کے ایک مشہور شہرون سے ہی اور اُس زمانے مین
پچاس ہزار آدمی اُس شہر مین رہتے تھے ؁ اگرچہ سکونت اِس قدر قلیل لوگونکی
اُس شہر کی وسعت اور فراخی کے لحاظ سے جسکا دورہ تین فرسنگ سے
زیادہ ہی کچھ مناسبت نہین رکھتی ولیکن اگر اُس شہر کی آبادی کے خصوصیات
کو دیکھیئے تو بیان مین شہر کی فراخی و وسعت کے مبالغہ نہین معلوم ہوتا کیونکہ
اِس شہر کے کوچے اکثر دو فرسنگ تک سیدھے چلے جاتے ہین اور اکثر
محلّون مین اشراف و ارکان دولت کنرّہ کے رہتے ہین جنکے گھرون کے درمیان
ایسے ایسے وسیع باغ ہین جس مین تالاب وحوض واقع ہین اور انواع اقسام
کے درخت بلند جنکا سایہ شاہراہ پر پڑتا ہی لگے ہوئے ہین اور شہر مین کوچونکے
دونون طرف نہرین میٹھے اور صاف پانی کی ایسی روان جنکے دیکھنے سے
آنکھونکو نور اور دلکو سرور حاصل ہو اور سارے کوچون مین فرش سنگین یا
صرف سنگریزونکا ہی ؁

یہہ سہاونا شہر ایک ایسے پہاڑ کے متصل واقع ہی جسکی چوٹی پر ایک
قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہی اور بعد اُسکے کہ وہ قلعہ تصرّف مین
اولیاے دولت حیدریہ کے آیا اُسکی مضبوطی و اُستواری مین زیادہ تر اہتمام
کیا گیا عرصہ قلعہ کا پانچ یا چھہ فرسنگ ہی اور گرد اُسکے پہاڑ اور جنگل گھنا ؁

جو ہر طرف بیس فرسنگ سے زیادہ طول و عرض مین ہی اس طرح پر کہ گذرنا اُسّے بیگانی فوج کو سوا ایک راہ تنگ کے جس مین تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھوٹے چھوٹے قلعہ راہ کی محافظت کو غنیم کی فوج سے واقع اور اِس طرح کی بہاڑیان ٹیلے ہرقدم پر بیگانی لشکر کو سدّراہ اور مانع ہیین کہ تھوڑی سی فوج اِس راہ تنگ مین مخالف کی فوج کثیر کو روک سکتی ہی سوا اِس راہ تنگ کے اور کوئی جگہ قابل ٹھہرنے اور مقام کرنے کے نہین اور اُسکے ساتھ اُس ملک کے رہنےوالون کے حملون سے ایمنی میسّر نہین کیونکہ وے وہان کے تنگ رستون اور پگ ڈنڈیون سے خوب واقف ہین ہر دم دشمن پر اپنے کمین کرسکتے ہیین اور جنگل مین ایسی گھنی بنسواڑیان ہیین کہ کاٹنا اُنکا دشوار ہی اور جلا دینا مشکل شیرچیتے ریچھ ہاتھی گینڈے بندر سانپ اژدھے اور سب طرح کے حشرات الارض زہردار وغیرہ اِس جنگل مین رہتے ہیین٭

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب اُس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا ہزار سوار جرّار اور ایک جمعیّت پیادون کے ساتھ جو جنگل پہاڑون کو بخوبی طی کرسکین مہابدّھی کو ہمراہ لے آبسنگر سے بدنور کی طرف جلد کوچ کیا چونکہ مہابدّھی جو راجہ متوفّا کا متبنّا تھا اور سب لوگ وہان کے اسکو اپنا امیر سمجھتے اور اُس سے محبّت رکھتے تھے ہم رکاب وراہ بر تھا کوئی اُس سکندر جاہ کو روک نہ سکا اور کسی نے رانی کی طرف سے تعرّض نہ کیا٭ قبل اُسکے کہ رانی کو خبر اِس کوچ کی پہنچی لشکر ظفر پیکر سوادبدنور مین جاپہنچا اِس لشکرکشی مین سپاہ کے اذوقہ کے لیئے صرف بہت سے بیل چاول سے بھرے ہوے لشکر کے ساتھ تھے حیدری سوارون نے جو ہرطرح کی لڑائی دیکھے ہوے تھے گھوڑے پھیر پھار کر اپنی ہیبت بدنوریون کے دل مین جنھون نے اِس طرح کی سپاہ کدھو

نہ دیکھی تھی قایم کی ، مشاہدے سے ورزش و قواعد فوج حیدری کے اور ساتھ ہونے سے مہابدھی کے نواب بہادر ہرجگہہ مقبول خلایق ہوا بلکہ اُس ملک کے سب لوگ اُسکو قطب محافظ اس ملک کا سمجھکر نہایت احترام و تعظیم کے ساتھ پیش آئے ،

جب فوج حیدری بدنور کے سواد مین پہنچی ایک جمعیّت شایستہ سوار پیادون کی لے کر رانی واسطے مدافعہ و مقابلہ کے پیش آئی حیدری سوارون نے گھوڑونکو اُٹھا آگے بڑھکر مقابلہ کیا دونون لشکر مین بازار مقاتلہ کا گرم ہوا اور ہنگامہ محشر برپا آخرکار رانی کی فوج مقابلے مین حیدری سوارونکے نہ ٹھہرسکی ایک مرتبہ سب کے پانو اُٹھ گئے جب فوج رانی کی منتشر ہو گئی رانی نے اتنی فرصت نپائی کر بھاگ کر کسی مامن مین جا چھپے عین حالت اضطرار و فرار مین سپاہ مظفّر کے ہاتھ مین گرفتار ہو کر حضور مین لائی گئی ، اور دوسری روایت یہہ ہی کہ رانی پہلے ہی فوج حیدری کے مقابلے کی تاب نلا کر قلعہ مین چھپی تھی چنانچہ فوج حیدری نے اُس قلعہ کا محاصرہ کیا اور رانی ستائیس روز تک محاصرے کی سختیان اُٹھا آخرکار مضطر ہو سر جھکا راجگی کی مسند سے ہاتھ اُٹھایا تب مہابدّھی فارغ البال مسند حکومت پر بیٹھا لیکن چون اُسنے بعد جلوس مسند کے رانی کی بدمشورت بسمع رضا سُنی آخرکار مسند امیری سے محبس اسیری مین گرفتار ہوا تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ رانی کے لڑنے سے پہلے مہابدّھی نے نواب بہادر سے یہہ عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اِس امداد و اعانت کے عوض مین بندر منگلور کو اُس خطے سمیت راج کے جو مملکت میسور کے متّصل ہی کارگزاران دولت حیدری کے قبضے مین چھوڑ دیگا ، جب نواب نے مہابدّھی کو گدّی پر راج کی بیٹھایا اور کچھ فوج اپنی بدنور کے سواد مین چھوڑ باقی کو ساتھ لے بدولت و اقبال منگلور

کے تصرّف اور نظم و نسق کے لیئے روانہ ہوا، رانی تو اس واقعہ سے خستہ خاطر ہو ہی رہی تھی اور اسی فکر مین غلطان پیچان رہتی تھی کہ اپنے حریف غالب کے ساتھ جسنے اُس سے حکومت چھین کر دوسرے کو دی کیا کرے اور کیونکر اُس سے اپنا بدلا لے جب کچھ بات اور نہ بنی سب آخر لاچار ہو مہابدّھی کے ساتھ آشتی کی اور استحقاق راجگی کو اُسکے قبول کیا اور اپنے تئین اُسکا خیرخواہ ظاہر کر میٹھی میٹھی باتین خوشامد آمیز اُسسے کہتے کہتے ایکدن دل سوزی کے رنگ مین اُسسے یون ملامت کرنے لگی کہ تو نے بہ سبب ناتجربہ کاری صِغرسن کے کچھ عاقبت اندیشی نکر صرف راجگی کے خشک نام پر قناعت کی اور اپنا اختیار و اقتدار بالکل ایک ایسے مسلمان سفّاک و بے رحم کے حوالہ کیا جو یقین قوی ہی کہ تھوڑے ہی دنون مین تجھسے سب راج چھین کر اپنے تصرّف مین لائیگا جب رانی نے فریب کی راہ سے اُسکے یون خاطرنشین کیا وہ سادہ دل اُسکی مکر آمیز باتون کو دریافت نکرسکا اور یکبارگی سب عہد و پیمان کو جو نواب بہادر کے ساتھ کیا تھا توڑ رانی کے منصوبے کو جیسے اُسنے اُس سکندر طالع کی بد اندیشی مین ٹھہرایا تھا پسند کیا،

چونکہ نواب بہادر نے شہر بدنور مین راجہ کنرہ کی دولت سرا مین اقامت کی تھی اِس لیئے رانی کو یہہ یقین ہوا کہ جب وہ رستم وقت منگلور سے پھریگا، غالب ہی کہ اُسی دولت سرا مین پھر مقیم ہوگا اور رانی کو یہہ معلوم تھا کہ دولت سرا سے بڑے بتخانہ تک ایک راہ مخفی ہی جس سے اور کوئی واقف نہین اِسلیئے یہہ منصوبہ باندھا کہ بنیاد اور زمین سے اس دولت سرا کے خشت اور مٹی نکال باروت بھروادے اور جب وہ نامدار منگلور سے پھرے اور رات کو اپنے رفقا اور منصبدارون کے ساتھ خاصہ کھانے مین مشغول ہو اُس مکان کو

او ر آزادے اور اُسی وقت ریاست کنر ہ کی فوج کو مہا بدّھی لے کر موقع پر پہنچے فوج حیدری کو قتل کرے اِس منصوبے کے ظہور مین آنے کا سارا سامان مُہیّا اور تدبیر سب ہو چکی تھی کیونکہ اُس برہمن نے جو رانی کا آشنا تھا اُس بت خانے کے سب برہمنون کو موافق کر لیا تھا اور وے اُسکے ہوا خواہ ہو گئے تھے لیکن جب نواب نامدار نے منگلور سے معاودت کی اور وہ وقت معہود قریب آیا اتّفاقاً ایک برہمن نے اُس نواح کے برہمنون سے جو آشنائی سے برہمن زانی اور رانی زانیہ کے واقف اور اِس امر سے تمام نفرت رکھتا تھا کسی حیلہ سے اپنے تئین اُس مجلس مین جہان نواب نامدار معہ امرا و ارکان دولت جلوس فرما تھا پہنچایا اور اُس سکندر طالع کو تمام راز اور منصوبے پر رانی کے آگاہ کیا حاضرین مجلس تو سنتے ہی حیرت مین آ گئے پر نواب حیدر دل نے اصلا مضطر نہو اُس حال کے تحقیقات کو حکم فرمایا اور جب ثابت ہو گیا رانی کو معہ اُسکے آشنا برہمن اور بہت آدمیون معیت جو اُس منصوبے مین رانی کے محرم اور شریک کار تھے قتل کیا اور مہا بدّھی کو گرفتار کر قلعہ گمیری مین بھیج دیا اور وہ سب ملک تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کی آ گیا؛

کتاب فتوحات برطنیہ مین جو بنام چارچنامہ مشہور ہی حکایت پیشرفتہ اسطرح پر لکھی گئی ہی؛

مثنوي

شگفتی ز کردار حیدر شنو
نوای نو آئین دیگر بشنو

چو آورد بوم سرا را بدست
مر سرکشان کرده یکبار پست

روان بود اختر به بهروز بخش — فزایش همین داد در روز بخش
کنارا که بد کشوری بس بزرگ — نشیمنگه راجگان سترگ
ز بس خوبی خاک آن پاک بوم — شدی آشکار انگبین از زقوم
درختش همه صندل و ساج و عود — کشیده همه سر به چرخ کبود
پر از میخک و فلفل و جوز و هیل — همه بیشه و دشت و راغ و سبیل
در انجا یکی رای بد کدخدای — چو زین خاکدان شد بدیگر سرای
بجایش یکی خورد کودک گذاشت — بجز وی دگر جانشینی نداشت
پسر نارسیده بد و زانش مام — گرفته بکف کارها را زمام
چو مردان بپا داشت کار جهان — به هر شهر و جا داشت کار آگهان
ز کشور تماندیش پوشیده راز — چه از راه کوته چه راه دراز
سپه را به آئین نگه داشتی — ره و رسم شایسته نگذاشتی
کشاورز و بازارگان سر بسر — ز هر گونه گون مردم پیشه ور
گرفته همه را بزیر پناه — به نیکی نموده به هر کس نگاه
چو رایان و فرماندهان سترگ — جهان راند تا گشت خورد ش بزرگ
رسیده چو شد کودک نارسید — دلش مهر پیوند شاهی گزید
نشستن بجای پدر کرد رای — ز مادر نشد آرزویش روای
پدر چون شود خاک در قعر گور — کم از خاک گردد پدر مرده پور
به خوردی همیراد کس را پدر — کشاورز باشد اگر تاجور
چو زن از زنی سر بشاهی کشید — بجز خود سر او ار شاهی ندید
بشاهی دلش چون شده شیفته — جوان را بامید بفریفته
، امروز و فردا گشادی زبان — زبانش نبود آشنا با روان

سخن بود زورا ستی ناپدید ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ زمادر چو فرزند شد ناامید
بیازرد از مام و پژمرده روی ‌‌ زحیدر ازان درد شد چاره جوی
بگفت ار بردی به بندی کمر ‌‌ مرا بر نشانی به جای پدر
زماهی به مه سر فرازی سرم ‌‌ کشاده کنی دست بر کشورم
سپاس ترا پاس دارم بجان ‌‌ بگنج پدر آنچه باشد نهان
سپارم فراوان ازان خواسته ‌‌ بگو هر همه چیز آراسته
جدا کرده از کشورم منگلور ‌‌ بخشم نباشم ز فرمانت دور
تو باشی بر آن مرز و بر مرزبان ‌‌ چنان چون بود تن بفرمان جان
مر آن شهر باشد بفرمان تو ‌‌ کسی سر نه پیچد ز پیمان تو
چو بشنید حیدر سپه بر نشاند ‌‌ به سوی کناره به تندی براند
به نزد دژ آمد چو از دور راه ‌‌ زن را ای آمد برون با سپاه
دو لشکر چپ و راست سر برزده ‌‌ زمین گل شد از خون هر دو رده
پس از آنکه بسیار پیکار شد ‌‌ زن از بخت واژون گرفتار شد
نتابید با شیر نر ماده شیر ‌‌ بیفتاد در چنگ حیدر اسیر
برخویشتن خواندش آن سرفراز ‌‌ نه کرده به بد دست بروی دراز
پسر را بیاورده نزدیک مام ‌‌ سوی آشتی نیز بسپرده گام
دل هر دو از کینه پرداخته ‌‌ دو سینه ز کینه تهی ساخته
دو ناساز گر را بهم سازگار ‌‌ نمود و ز دو دو از روانها غبار
دل مام خوشنود شد از پسر ‌‌ به آئین بدو داد جائے پدر
نشیمن شد ش جایگاه مهی ‌‌ کشاده دو دستش ز فرماندهی
ز بازوی حیدر رسید او بکام ‌‌ همش مهربان گشت آشفته مام

چو شد رای زاده برائی بلند   به عهد و به پیمان شده کار بند

بجا آوریده همه سر بسر   نه گرد ابچ از گفتهٔ خود گذر

وفا بیش خوانده جفا کرده دور   سپردش دژ و بارهٔ منگلور

جدا گشته زو حیدر نام جوی   بدان سوی با لشکر آورده روی

که آن جایگه را بگیرد بدست   بدان سان که شاید دهد بند و بست

نشاند ز خود مرزبان جا بجا   گمارد ز نزدیک خود پیشوا

چو شد حیدر از زادهٔ رای دور   برغمش سخن راند مادر بپور

چه گفتش بگفته که ای پور خام   نه دانسته از سروری جز که نام

نبایست با او ترا گشت دوست   ترا در جهان بدترین دشمن اوست

بد آید به انجام زین کار کرد   به پیش آیدت رنج و تیمار و درد

بود او مسلمان و بیگانه دین   به بیگانه دینان بود پر ز کین

مسلمان اگرچون فرشته بخوست   چو وا بنگری بدتر از دیو اوست

بود نیک شان بد ز بد شان سخن   سراید اگر کس نیاید به بن

بگیرد همه کشورت را بدست   به کیش نیاگانت آرد شکست

شود زو تبه کشور و دین ما   بر افتد از و نام و آئین ما

دلیری که همتاے او اژدها   نباشد از و چون شوی تو رها

اگر تو بگردون برآئی بلند   کشد بر زمینت به خم کمند

شوی گر بدریا ز بیمش نهان   چو ما[illegible] به شستت آرد بیگمان

چو او باز گردد بدین جایگاه   ورا ساخت باید نهانی تباه

برآورد باید ز جانش دمار   بدستان و نیرنگ نے آشکار

تنش چون شود از روانش تهی   بماند ترا فرّ و فرماندهی

وگرنه تو مرخویش را مرده گیر — سر و تن به خون اندر آورده گیر

جوان چون ز مادر شنید این سخن — فرو شد به اندیشه سر تا به بن

به گفتار مادر نهاده دو گوش — سپرده روان و دل و جان و هوش

گذشته ز رسم و ره راستان — به کردار بد گشت هم داستان

به پاداش نیکی چو شد بدسگال — بزندان بسر برد بسیار سال

سگالید با هم دگر مام و پور — که چون وارسد حیدر از منگلور

بکاخی بیاورده او را فرود — گسسته نهان کاخ را تار و پود

فرود آوریم آن سرا بر سرش — بخاک اندر آید سر و افسرش

سگالش بدین گونه آمد بجای — میان زن و پور ناپخته رای

کنون حال زن بشنو ای نیک خوی — که چون بود کارش پس از مرگ شوی

چو جوینده کام بود و هوا — چنان چون بود راه ناپارسا

گزیده به کاشش یکی برهمن — ازو شاد زان سان که از بت شمن

ورا خواند نزدیکش آن چاره گر — به گفت آنچه بودش بدل سربسر

برهمن پرستار بت خانه بود — به نزدش یکی خانه شاهانه بود

فراوان به آذین بیاراسته — به زینت چو فردوس پیراسته

پی حیدر آن خانه کرده پسند — که بر جانش آرد بد انجا گزند

به گفتش ز بت خانه تا آن سرا — نماید زمین را تهی جا به جا

کشاید بزیر زمین ره فراخ — رساند سر نقب تا زیر کاخ

بدانسان که فرمود آن شوم زن — به انجام آورد آن برهمن

چو حیدر به پرداخت از منگلور — بیامد بجائیکه بد مام و پور

پذیره شده پور و مام و سپاه — دران کاخش آورده از گرد راه

به پیوسته با او ز هرگون سخن   همی جست هنگام آن خیره زن
کز ایوان ز مردم چو ماند تهی   بحیدر فرود آرد از ابلهی
کسی را که ایزد بدارد نگاه   نگردد ز دستان دشمن تباه
بفرمان دارندهٔ جان و تن   بکاخ اندر آمد یکی برهمن
نشسته دران جای بدرای نو   همان مادر کشور آراے نو
جز اینان سران سپه سربسر   نشسته یکی ایستاده دگر
بحیدر سخن گفتن آغاز کرد   سر راز پوشیده را باز کرد
نهان بخیه افگند بر روی کار   برو نقب پنهان نمود آشکار
شنید و روانش برآشفت سخت   بران مادر و پور گم کرده بخت
کسانیکه بودند انباز کار   بفرمود بستند و کشتند زار
همان دم زن و رازداران او   دران کار انباز و یاران او
بدوزخیم فرمود کز تیغ تیز   برانگیزد از جان شان رستخیز
ببسته به بند گران پای را   فرستاده در شهر و بوم سراے
برو کرده زندان یکی از حصار   نشانده بپاسش بسی استوار
سوی رانه بدنور شد با سپاه   که آن شهر بدراے را تخت گاه
شد آن شهر و کشور مرورا رهی   فره مند را شد فزون فرّهی
بدست آمدش خواسته بیشمار   ز رایان و نام آوران یادگار
که آنرا کران و کناره نه بود   شمردی اگر کس شماره نه بود
زر و سیم آموده انبارها   ز هرگون گهر بود خروارها
طرایف ز هرگون به انبوه بود   نفایس بسے توده چون کوه بود
تگاور ز هیونان و پیلان مست   زر و گوهر آموده جای نشست

چو الماس شمشیر در بن نیام ۔ زرین و سیمین رکیب و ستام
زدرع و زخنجر زخفتان و خود ۔ به کس هیچ اندازه پیدا نه بود
زبسیار کس گنج اندوخته ۔ به اندوختن در جگر سوخته
چو فرخنده بدروز فیروز مرد ۔ بدستش بیفتاد بی رنج و درد
ازان کشور و گنج و آن خواسته ۔ فراوان بشد کارش آراسته
زگردون ورا بود چون یاوری ۔ رسانده به شاهان سر همسری
مهان جهان زو گرفته شمار ۔ زناسش هراسان بسی نامدار
چو زان بوم آمد بدستش زمام ۔ بگرداند ازدانه بتنور نام
بفرمود تا مردمان سر بسر ۔ مرآن شهر خوانند حیدر نگر

حاصل کلام یہہ ہی کہ رانی کے مکر و فریب کا ظاہر ہو جانا مملکت نواب بہادر کے بڑھنے کا باعث ہوا طرف اُن سواحل کے جن مین گوناگون محاصل پیدا ہوتے ہیں اور طرف ایسے بنادر کے جن مین بہت نادر چیزین حاصل ہوتی ہیں اور منجملہ بہت سی تازہ فتحون کا مرزبوم ملیبار مین الحق تمام ملک کنڑہ کا سیرحاصل بھرا ہوا انواغ خیرات آسمانی اور اقسام برکات خاکی اور آبی سے ہی جو بحری و کانی گنجون کا خزانہ ہی چاول جو اکثر غذا اُس ملک کے رہنے والون کی ہی وہان بکثرت پیدا ہوتا ہی مرچ سیاہ دارچینی جای پھل لونگ الاچی وغیرہ موتی مونگا صندل عود ہاتھی دانت وغیرہ کا تو وہ سرزمین مولد و معدن ہی وہین سے یہ سب چیزین دور و نزدیک کے شہرون مین لیجاتے ہیں اسی لئے اُس ملک کو ذخیرہ گاہ و انبار خانہ تمام ہندوستان کا کہتے ہیں وہان کے پہاڑون مین سونا الماس یاقوت لعل اور اور اقسام جواہر بیش بہا کے کان ہیں دانہ بتہ

سے خاص قلعہ مین جو دار الملک اس مملکت کا ہی ایک بڑی کان سونے کی ہی ٭
جب نواب حیدر علی خان بہادر اُس قلعہ پر متصرّف ہوا بہت بڑا خزانہ
روپے اور سونے کی اینٹین اور پتلیان مرصّع و زیورات و موتی اور جواہرات
نادر کے ذخیرے اُسکے ہاتھہ آئے فرانسیس لوگ جو اُس لڑائی مین ساتھہ
تھے لکھتے ہین کہ نواب بہادر نے وہان یہہ حکم دیا تھا کہ خزانے موتیون اور جواہرات
بیش قیمت کے اُسکے روبرو تولے جاوین فوراً کارپردازون نے اقسام جواہرات
و مروارید وغیرہ کے بہت سے تودے وانبار لگائے (کہ گھوڑے کے سوار کا
سر ایک طرف سے دوسری طرف نظر نہ آتا تھا اور یہے زر و جواہر بطور غلّے
کے منون و پنسیریون مین تولے اور وزن کیئے گئے) اِس فتح مین نواب
حیدر علی خان بہادر نے سب سپاہ اور منتسبون اور مقرّبون کو اپنے ڈیرھ
برس کی تنخواہ انعام عطا کر کے خوش کیا اور جو جو قلعہ دار اور سپاہی کہ باہر
صوبون پر متعیّن تھے اُنکو بھی اس عطیّہ شاملہ سے محروم نہ کیا اور نام منگلور کا
کوڑیال یا شاہ بندر اور رانہ بدنور کا حیدر نگر رکھا اور اپنے تئین ساتھہ لقب
بادشاہ کنرہ و کارگس کے ملقّب کیا کارگس بھی ایک ریاست ہی سرحد پر
کنرہ کے اور اُن پہاڑون سے جو اُسکو کنرہ اور مملکت میسور و مرز و بوم ملیبار
سے ممتاز و جدا کرتے ہین احاطہ کی گئی ہی ٭

متوجّه ہونا نواب حیدرعلی خان بہادر کا تسخیر کرنے پر اُس نواح کے جو اُس مملکت سے تصرّف میں جماعت پرطکیشون کے آگئي تھی اور اعانت طلب کرنا قوم ماپلہ کا نواب بہادر سے ساتھ اور رودادون کے جو اُس ضمن میں واقع ہوئین ؛

نواب حیدرعلی خان بہادر نے جب بندوبست سے دار الملک کنرے فراغت پائی اطراف و نواح مین اُسکے جاکر سبب حال وہان کا دریافت کیا جو وہ سکندر ثانی گیا حکومت اُسکی ہرجگہہ وہر شخص کے نزدیک مقبول ہوئی اُسکے اِس عالی ہمّت نے یہہ اِرادہ کیا کہ جو خطّے کہ پرطکیش نے مملکت کنرہ سے کر کے اپنے قبض و تصرّف مین لائے ہمین اُن پر متصرّف ہو کر پھر اُس مملکت مین داخل کرلے جب پرطکیشون کو یہہ حال معلوم ہوا تسلیم وانقیاد سے اُسکے ابا کیا تب نامدار نے بے تامّل حملہ کرتھوڑی ہی زحمت مین ناحیہ کارواڑ اور اُسکے قلعہ کو جو زمین مین سند کے واقع ہی اور سابق مملکت کنرہ مین داخل تھا پرطکیش کے سے نکال اپنے تصرّف مین لایا اور جب اُس عالی ہمّت نے قلعہ رامہ (جو سرحد مین راس رامہ کے واقع ہی) محاصرہ کرنیکا تہیّہ کیا (کیونکہ یہی مانع اور سنگ راہ تھا اُسکے آگے جانے کا شہر گووہ کو جو مسکن قدیم پرطکیش کا ہی) تب تمام مردم فرنگستان فرانسیس وغیرہ نے مدد کرنے سے اُس نامدار کو اوپر لڑائی پرطکیش کے پہلو تہی کیا چونکہ اُس ارسطو فطرت کو یہہ یقین ہندوستانی فوج سے وہ قلعہ فتح نہین ہوسکیگا اِسلئے پرطکیشون سے صلح کرلی پرطکیشون نے بھی اِس مصالحہ کو غنیمت جان ناحیہ کارواڑ کو اس بہادر نامدار مین چھوڑ دیا جب حیدرعلی خان بہادر مظفر و منصور پرطکیش کے ملک سے مراجعت

کر کے منگلور مین داخل ہوا ایک سفیر قوم ماپلہ کا بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ اسکے حضور مین آیا٬

قوم ماپلہ تازی نژاد ہین یعنے اصل و نسب اُنکا عرب سے ملتا ہی پر شکل و صورت اُن کی عربون سے چندان مشابہت نہین رکھتی اور یہے لوگ مدّت مدید سے تمام سواحل ملیبار مین رہتے ہین اور سوا سوداگری کے اور کوئی پیشہ نہین کرتے تجارت خشکی اور تری اُس ملک کی اُس قوم پر منحصر ہی اور چونکہ سب سردار و رئیس اُس ملک کے بروقتِ ضرورت اُن لوگون سے بہت سود پر قرض لیتے ہین اِس لئیے تموّل اُس قوم کا نہایت بڑھ گیا ہی کیونکہ پہلے تو سود زیادہ مقرّر کرتے اور تب ہر مرتبہ حساب کر اُس سود کو اصل دین پر اضافہ کر کے سبکو اصل ٹھہراتے ہین اور رئیس اُس ملک کے ایسے قرض اور سود کے باعث مفلوک ہو گئے ہین چونکہ مال کی بہتایت اکثر خود بینی اور غرور کا باعث ہو جاتی ہی اور علی راجہ کے عروج دیکھنے سے بھی جو ایک جوان اُسی قوم سے تھا اور ناگاہ اُس ملک کا حاکم ہو گیا اُس قوم کے لوگون نے دفعتہً اپنے طریقے کو چھوڑ دیا اور سرداری کی خواہش ہر ایک کو پیدا ہوئی علی راجہ ایک تونگر زادہ تھا ماپلہ کی قوم کا بہت خوب صورت اور اقبال مند جب وہ جوان ہوا کانانور کے راجہ کی بیٹی جو قوم نائر* سے تھی اُسپر عاشق ہوئی٬ جب راجہ کانانور کو حال عاشق ہونے اُسکی بیٹی کا علی راجہ پر ثابت ہوا باوجود اختلاف دین اور مذہب برعکس طریقہ اپنی قوم کے جو رشتہ اور پیوند دوسری قوم کے ساتھ جایز نہین رکھتی اپنی لڑکی بخوشی اور رضا علی راجہ کے ساتھ بیاہ دیا اور اپنے مرض موت مین وصیّت کی راہ سے حکومت کانانور کی علی کو دیکر اُسے علی راجہ بنایا٬ سب سردار قوم نائر کے تغیّر وضع و تکبّر طبقہ ماپلہ کا

دیکھہ کر رشک اور غیرت مین جلنے لگے اور اکثر لوگ اُن مین سے خصوصاً

*

قدیم تواریخ کي کتابون سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قوم نائر سواحل ملیبار کے قدیم
شرفاؤن سے مین ایک عجیب رسم اس قوم مین یہہ ہی کہ سواے بھانجے کے بیٹے و
غیرہ کو اپنا وارث نہین کرتے اور وجہ اِس دستورکي جوخلاف دستورجمہور کے
ہی یہہ لکھي گئی ہی کہ اُس قوم مین غیرت اور حرص دشمن شکنی کي زیادہ ہی پس
اگر آل و عیال نہ ہونگے تو ہر شخص واسطے مقابلہ و مقاتلہ اپنے دشمن کے خوب
آمادہ و مستعد رہیگا اور جب اُنکے بھانجے قابل لڑنے کے ہوتے ہین اپنے ماموں کي
پیروي لڑائیون مین کرتے ہین اور دوسري عجیب رسم اُس قوم مین یہہ ہی کہ
جیسے اہل اسلام کے مرد چار نکاح کرتے ہین عورتین اُس قوم کي چار مرد اختیار
کرتي ہین اور عورت کا گھر اُنکے مکانون سے جدا اور اُس مین چار دروازے ہوتے
ہین جب کوئي ایک مرد اُن چارون سے اُس عورت کي ملاقات کو وہان جاتا ہی اُسکے گھر
کے گرد پھر کر اپني تلوار کو سپر پر اسطرح زور سے ٹھونکتا ہی کہ اُسکا گھر گونجتا ہی سنکر عورت
اُسکا خاص دروازہ کھول دیتي ہی اور وہ مرد اپنے چاکر کو معہ اپنے ہتھیارون
کے دہلیز مین بٹھا کر خود گھر مین گھس جاتا ہی اور اُس عرصہ مین اگر کوئي مرد
دوسرا اس ڈھونڈھي پر آتا ہی اور قصد جانے کا کرتا تو وہ چاکر اس کو اطلاع کرتا
ہی کہ بي بي مشغول ہی هفتے مین ایک روز چارو دروازے کھلتے ہین اور چارو
مرد اُس عورت کي ملاقات کو مانند عناصر اربعہ کے ایک جسم مین جمع ہو باہم کھانا
کھاتے اور صحبت رکھتے اور ہر ایک اِن چارون سے کچھ روپیہ واسطے خرچ کے اُس
عورت کو دیتا اور اولاد کي پرورش ذمّہ مین اس عورت کے رہتي ہی نائر زادے
اپنے باپ کا نام خاص نہین جانتے بلکہ ما کے چارو شوہرونکو یا ماموں کو باپ کہتے ہین

جو سردار اور صاحب حکومت و اقتدار تھے ادا کرنے مین قرض کو اُنکے مضایقہ کرنے جب حیدر علی خان بہادر مملکت کنرہ اور جوار سواحل ملیبار پر جس کی سرحد مین ریاست کانانور و ناگور و ناسک پٹن واقع ہی حاکم ہوا علی راجہ اور سرداران قوم ماپلہ نے اِس خیال سے کہ نواب حیدر علی خان بہادر بہ سبب اشتراک دین اور مذہب کے البتّہ حمایت اور رعایت اُنکی کریگا اور قوم نائر سے زر قرضہ دلانے مین اُنکی امداد و اعانت فرمائیگا اپنا سفیر نواب ممدوح کی خدمت مین بھیج کرمدد مانگی اور اپنے تئین پناہ اور سایۂ مین اُسکے رکھنا چاہا اِس سفارت کو حیدر علی خان بہادر نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کیا اور سفیرون کو خلعت گران مایہ و جواہر بیش قیمت عنایت کرکے سرفراز فرمایا اور اپنی حمایت اور رعایت اُنکے خاطرنشین کی چونکہ ماپلے جہاز رانی کے کام سے واقف تھے اور علی راجہ نے اُس عہد مین کئی جہاز تجارتی مال اسباب سے بھرے ہوئے روانہ کرنے کو طیار کیئے تھے نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس مصلحت ملکی کے واسطے کہ ایک حلقہ جنگی جہازون کا اپنی سرکار سے مہیّا اور طیّار کر ممالک محروسہ کے ساحلون پر متعیّن کرے تا رعایا تاخت اور تاراج مرہٹون اور رہزنون سے دریا کے محفوظ رہیں علی راجہ کو بزرگ امیرالبحر اپنا مقرّر کیا اور شیخ علی بھائی کو اُسکے امور دریائی اور اپنے ملکون کے بندرون کی تجارت دریائی کا سربراہ کار معیّن کیا اور مبلغ خطیر اُسکو دئے تاوہ نئے جہاز خریدے اور طیّار کرے ؏

نواب حیدر علی خان بہادر نے مملکت کنرہ کو بہترین عطیۂ الٰہی اپنے حق مین اور بہترین میراث جو اپنے وارثون کے لئے چھوڑ جاے سمجھا تھا اِسی لحاظ سے یہ چاہا کہ حیدر نگر کو اپنے تمام ملک کا دارالملک قرار دے چنانچہ بعد اُسکے

تمام متعلقات اور اپنے خانوادے کے لوگون کو وہان بلایا اور ارادہ صمیم اُس بہادر کا یہہ تھا کہ اُس مملکت مین اِس طرح کی حکومت مکرمت آئین مرحمت قرین کی بنا ڈالے کہ اُس سبب سے اپنے تئین وہان کے رہنے والون کا محبوب بناوے اور وے لوگ اطاعت اور انقیاد کی جگہہ دل سے محبّت اُسکے ساتھہ کرین (فی الحقیقت یہی بڑی سعادت ہی جو سلاطین کو اس جہان مین حاصل ہو سکتی ہی) یہہ لکھا گیا ہی کہ نواب موصوف اپنی اِس آرزو سے زیادہ کامیاب ہوا اور حکومت ممالک محروسہ کی اپنے عزیزون و قریبون پر اِس طرح تقسیم کردی ٔ

حکومت بنگلور اور اُسکے توابع کی اپنی چچا ابراہیم علی خان بہادر کو تفویض کی چنانچہ وہ مدت مدید تک اس ریاست سے فائدہ اُٹھاتا رہا اور میر مخدوم علی خان کو جسے مملکت بخشی کی سند مین ساتھہ لقب مخدوم علی خان بہادر کے یاد کیا تھا ساتھہ فرمان فرمائی سلطنت میسور کے عزّت بخشی اور مرزا صاحب کو ساتھہ مرزبانی مملکت سرا اور مضافات اُسکے نامزد فرمایا اور اپنے بھتیجے امین الدولہ عرف امین صاحب کو فرماندہی پربسنگر کے ممتاز کیا ٔ چونکہ علی راجہ امیر البحر نے ایک دستہ جنگی جہازون کا حسب الحکم نواب بہادر کے جمع کیا تھا اور سپاہ و نشان حیدری اُن مین منصوب جہان کہین دریا مین جاتا لوگ وہان کے باکرام پیش آتے تھے آغاز موسم مین سفر دریاے ہند کے جزائر مالدیوہ کو اِس بہانے سے کہ اُسکی قوم پر اُن جزیرون کے رہنے والون کی طرف سے نہایت ظلم و ستم واقع ہوا ہی فتح کیا اور جزائر کے راجہ کو اسیر کر غایت سنگدلی سے دونون آنکھین اُسکی نکلوا ڈالین ٔ

جب علی راجہ نے مع اپنے جہازات مظفّر کے منگلور کو مراجعت کی اور واسطے

ادا کرنے وظائف خدمت گزاری کے نواب بہادر کے حضور مین آیا اور راجہ مالدیوہ کو بھی حاضر کیا چونکہ نواب بہادر ظلم سے اجتناب کرتا تھا اُس ستمگری کو جو علی راجہ نے راجہ مالدیوہ کے ساتھ کی تھی دیکھکر اس قدر غضب مین آیا کہ فی الفور علی راجہ کو مرتبہ امیری سے جہازات کے معزول فرمایا اور بہت ستایا ہو راجہ مالدیوہ سے عفو چاہا اور اپنا بہت تألّم اور غم اُس ظلم سے ظاہر کر کے بہت طرح کی استمالت اور دلجوئی کے ساتھ ایک مکان عمدہ مکانات پادشاہی سے واسطے سکونت راجہ مظلوم کے معیّن فرمایا اور ایک جاگیر معقول جسکی آمد و بسے معزّز شخص کے اسباب معیشت و دلخوشی کے لئے کفایت کرسکے واسطے اُسکے مقرّر کی ؏

مسخّر ہونے نے مملکت کنرہ کے جسکی تسخیر کرنے مین اورنگ زیب عالمگیر نے بہت سعی کی تھی اور سب اکارت گئی اور کچھ مفید نہ ہوئی اور فتح ہونے نے جزائر مالدیوہ کے جو شمار سے زائد ہین اور اکثر سلاطین مغولیہ اُن جزائر کے نام سے بھی واقف نہ تھے اِس قدر مکنت اور جاہ نواب حیدر علی خان بہادر کو زیادہ کیا کہ تمام ہندوستان کے امیرون اور سردارون نے اپنے سفیر واسطے اداکرنے رسوم تہنیت اور مبارکباد کے اُس سکندر طالع کے حضور مین بھیجے اور شاعران مدحت سرا نے اپنے قصیدون مین اُسکے مرتبہ کو اوپر رتبہ اسکندر ذو القرنین اور تیمور گورگان کے ترجیح اور بالائی دی ایک شاعر شبیرین بیان دولت حیدری مین بمشاہرہ ہزار روپیہ سرکردگی مین ہزار نفر کے مقرّر تھا اور واقعات شایستہ اور فتوحات بایستہ کو اُس نامدار بہادر کے سلک نظم مین منظوم کیا کرتا تھا ؏

ایک سال سے زیادہ تخمیناً نواب حیدر علی خان بہادر حوالی نگر سے دور نہین گیا

اور اُن دونون بہ سبب اسکے کہ وہ نامدار مہمات متعلّق دیوانی و لوازم عشرت اور کامرانی مین مشغول تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ذوالعزم ساتھ دواعی عیش اور آرام کے جن سے ہمیشہ بیگانہ وار زندگی کرتا تھا شادمان اور مسرور ہی ایسے زمانے عیش و نشاط مین جس مین کشش اور کوشش حرب و ضرب سے جہان آسایش مین تھا اور ساقی زمانہ کا شراب خوشدلی اور سرور کی ندیمان اور مقربّان بزم حضور کو پلا رہا تھا یکایک اِس عہد و پیمان کے یاد آجانے نے جو نواب بہادر نے قوم ماپلہ کے ساتھ اُنکی حمایت و رعایت کے لئے کیا تھا اُسکی ہمّت والا نہمت کو اِس طرف متوجّہ کیا کہ فرش عیش و نشاط کو اُلٹ دے اور پٹکا زحمت کشی کا کمر مین باندھ شمشیر آبدار خون آشام ہاتھ مین لے ؛

قتل کرنا قوم نائر کا جماعہ ماپلہ کے تئین اور آنا نواب بہادر کا واسطے انتقام لینے اس قوم ناشایستہ کے اور استقبال کرنا علی راجہ کا اسکا اور محاربہ کرنا اس نواب نامدار کا نائرون کے ساتھہ اور ہزیمت دینا اُنکا

جب ماپلے واسطے وصول کرنے اپنے زر قرضہ کے نائرون پر ستم کرنے لگے اور بہت سے نائرون کو مقیّد کیا تب تمام قوم نائر باہم جمع ہوئے اور مشورت کرکے یہہ ٹھہرایا کہ سب ماپلون کو مار ڈالئے اور ملیبار کے ملک مین کسی ماپلے کو زندہ نہ چھوڑئے اور عاقبت اندیشی نہ کی کہ نواب بہادر ایسا ستم مسلمانون پر ہونے نہ دیگا اور وہ ماپلون کی کرکے اُن سے انتقام لیگا چنانچہ ایک مرتبہ سب نائرون نے قتل عام کے ارادے سے تلوار کھینچی اور ماپلون

کو جہان جسنے پایا قتل کرنا شروع کر دیا گلی کوچون مین ماپلون کے خون سے
نالے بہائے ہزارون تن و سر مین مفارقت ہو گئی اور ہر جگہہ لاشون کے تودے
مانند پہاڑون کے زمین پر نظر آنے لگے جب ماپلون نے یہہ حال دیکھا کپڑے
پھاڑ سر پر خاک ڈال روتے پیٹتے نواب بہادر کے حضور مین جا دادخواہ ہوے
اُس دادرس کا دل یہہ حال تباہ ماپلون کا دیکھہ دریا کے مانند جوش مین آیا اور حکم کیا
کہ کوچ کی کرنا پھنکے حکم ہوتے ہی فوراً میدان مین خیمے کھڑے ہو گئے اور سوار و
پیادے جمع ہونے لگے آخر کار اُس عالی جاہ نے بیس ہزار سپاہ چیدہ اپنے
ساتھہ لے کنانور کو کوچ کیا اثنائے راہ مین علی راجہ استقبال کر ملازمت سے مشرّف
ہوا نواب نامدار شہر کنانور کے قریب پہنچ ندّی کے اِس کنارے پر ڈیرے
کھڑے کروادئے اور اُسطرف نائرون نے بھی سپاہ اور جمعیّت اپنی فراہم
کی دونون جانب سے صف آرائی ہو جنگ و پیکار شروع ہو گئی ؎

نظم

ہوا بوق اور کوس کا یہہ خروش   کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
ہوا گیر ہو کر غبار زمین   گیا تا سر سقف چرخ برین
دو لشکر بہم حملہ آور ہوے   ہزارون تن اکدم مین بےسر ہوے
بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ   رہا گرم تا دیر بازار جنگ
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون   ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون

انجام کار بسبب اُسکے کہ فوج حیدری لڑائی کی خو کردہ کار آزمودہ قواعد
جنگ سے واقف تھی اور سپاہ نائرون کی ناتجربہ کار سایہ پروردہ علاوہ اِسکے
وے سواران جنگی سے کبھو نہین لڑے تھے اور اُنکی لڑائی بھی نہین دیکھی جب
ناگاہ حیدری سوارون کو گھوڑے دوڑاتے دیکھا سب کے سب ہیبت کھا

بھاگ کھڑے ہوئے تب حیدری سوارون نے سپاہ مغلوب کے کھیت کو کاٹ لاشون کے کھلیان لگائے اور بہتون کو پامال کیئے نقارہ فتح و فیروزی کا لشکر ظفر پیکر مین بجنے لگا،

کوچ کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا کنا نور سے کلی کوٹ کو اور استقبال کرنا راے حاکم کلی کوٹ کا جسکا لقب ساموری تھا اورتسلیم کرنا اپنے شہر کو اور ایک برھمن کا تہدید کرنا اُسے کہ وہ مرتد وا پنے دین ومذھب سے پھرگیا اور مردود قوم کا ھوا اور چل مرنا ساموری مذکور کا ساتھ اپنے اھل وعیال کے اور مسلم ھوجانا بالکل ملیبار کا نواب حیدرعلی خان بہادر پر،

جب نواب حیدرعلی خان بہادر نے نائرون کی لڑائی کو فتح کیا عنان توجہ کی کلیکوٹ کی طرف جو ملیبار کی سرزمین کا پایہ تخت تھا اور وہان کا حاکم بشتہاپشت سے ساموری لقب رکھتا تھا پھیری اثناے راہ مین جو شہر آیا بہ زور مسخر کیا جب کلیکوٹ کے متّصل پہنچا وہان کے حاکم ساموری نے دیکھا کہ سب ملک تو اُسکا پہلے ہی نواب بہادر نے مسخّر کرلیاہی صرف کلیکوٹ شہرہی باقی رہ گیا اور سپاہ سب پریشان و متفرّق ہوگئی ہی نہ کوئی عزیز رہا نہ یار اور جو لوگ کہ اُسکے پاس تھے اُنکو لڑنے پر مستعد نہ پایا اپنی جگہہ سے حرکت نکی بلکہ شہر کا دروازہ بھی بند نکروایا نہ ارادہ باہر نکل کے لڑنے کا کیا جب نواب گردون قباب معہ فوج شہر مین داخل ہوچکا راے ساموری نے آگے بڑھکر استقبال اور بہت جواہر و موتی نثار کیا او بکمال تعظیم سے آداب بجالا کر اپنے دیوانخانے مین و

اُسکو تخت پر بٹھایا اور التماس کیا کہ یہہ سب ملک آپ کو مبارک ہو مین بندہ فرمان بردار ہون اور بہت سی باتین عاجزی کی گڑگڑا کر عرض کین نواب بہادر نے اُسپر رحم کھا کر زبان فیض ترجمان سے یہہ ارشاد فرمایا کہ تم مطمئن رہو کسیطرح کی زیادتی تمھارے اوپر نہین ہونیکی بلکہ یہہ ملک تم ہی پر مسلّم رکھا جائیگا اور ملک پر بھی کسیطرح کا گزند نہین پہنچیگا ایسی ایسی تشفّی آمیز باتون سے نواب والا مناقب نے ساموری کو تسلّی دیکر شکرگاہ کو معاودت فرمائی اور راے ساموری دیوانخانے سے اپنے محل سرا مین گیا تب ایک برہمن ؏ بد اندیش و بدکیش و ناپاک راے ؎ ساموری کے پاس آیا اور اُس سے یہہ کہا کہ تو تو ایک سخت مسلمان گاے کھانے والے بتخانے کھودنے والے سے مل گیا اپنے دین و مذہب کو چھوڑا اِس سے زیادہ گناہ دنیا مین کوئی نہین ہی اب تمام قوم نائر تجھکو ذات سے نکال دینگے اور اپنے دین و مذہب سے بیگانہ جانینگے جب تک تو جیتا رہیگا کوئی تیرے پاس نہ بیٹھیگا نہ تیرے ساتھہ کھانا کھائیگا نہ کھلائیگا اور جب تو مریگا کوئی کریا کرم نہ کریگا جب راے ساموری نے اُس برہمن کی یہہ گفتگو سنی نہایت سہمزدہ ہوا اور عالم بیخودی و سراسیمگی مین اپنے گھر مین آگ لگا لڑکے بالون اور تمام منتسبون کے ساتھہ جل مرا ایک عالم اِس حال تباہ کو دیکھہ آبدیدہ ہوا اور ہاتھہ ملا اور برہمن بدکیش پر جسنے یہہ آگ لگائی نفرین کی جب راے ساموری کلیکوٹ کا حاکم یون جل مرا اور اُسکے عیال و اطفال سے جو وارث ملک و راج کا ہو کوئی باقی نہ رہا قوم نائر جو لڑائی مین شکست اُٹھا کر پریشان ہوگئے تھے پھر جمعیّت کثیر مثل مور و ملخ جمع کر مستعد لڑنے کے ہوئے نواب نامدار سب فوج حیدری سمیت میدان مین آکر مستعد جنگ کا ہوا ؎

نظم

دلیرون نے تب کھینچ کر تیغ تیز　کیا گرم بازار کین و ستیز
بطعن سنان و بزخم خدنگ　عدو پر کیا عرصۂ جنگ تنگ

ایکدم مین ہزارون سر تن سے جدا ہوئے اور بے شمار لاشین خاک و خون مین لوٹنے لگین ' الغرض بہت سے نائر مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ نکلے ایک مرتبہ اعادی سے میدان خالی ہوگیا نواب ظفر انتساب کی فتح ہوئی اور وہ تمام ملک دولت حیدری کے متعلق ہوگیا '

سرکشی کرنا نائرونکا اطاعت سے نواب بہادر کے اور بسبب آجانے موسم برسات کے اُنہونکا قصد کرنا پھر لے لینے پر بعضے قلعون کے اور مار ڈالنے پر ایک جماعت حیدری کے جو وہان کے قلعدار تھے اور لشکر کشی کرنا نواب بہادر کا مین طوفان آب و طغیان سیلاب مین واسطے قلع و قمع نائرونکے

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے اسطرح جل مرنے کا حال راے ساموری کے سنا نہایت متاثر ہو کر ساموری کے بھانجون پر جو اُس واقعہ کے بانی ہوئے تھے بہت خشمگین ہوا اور سر دربار قسم کھائی کہ ہرگز ملک اُنکا اُن کو پھیر نہ دونگا کالیکوت کے امیرون نے ترّاونکور اور کوچین کے راجہ کی مدد سے ایک جمعیّت کثیر سپاہ جنگی پانیانے ندی کے کنارے پر جو بارہ فرسنگ کالیکوت سے ہی جمع کی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نائر بہ نسبت اگلی لڑائی کے جو کنانور کے متّصل واقع ہوئی تھی زیادہ لڑینگے لیکن جب مقابلہ ہوا کچھ بھی نہ لڑسکے

بھاگ گئے نواب بہادر نے ندّی اُتر کر قلعہ پانیانی پر حملہ کیا اگرچہ یہہ قلعہ اُس ملک کے سب قلعون مین زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا تو بھی قلعہ والے حملہ حیدری کی تاب نہ لا سکے آخر اطاعت وانقیاد اختیار کی تب نواب نامدار دشمن کی سپاہ کے تعاقب کو آگے بڑھا جب لڑنے بھڑنے کو چین مین پہنچا اُس ملک کے حاکم کو اپنا مطیع اور فرمان بردار کیا اُسکے دیکھا دیکھی سب نائرون کے فرقے حکم حیدری کے مطیع و منقاد ہو گئے اور نواب بہادر نے اِس شرط پر کہ وے مطیع اور خراج گزار دولت حیدری کے رہین اُن کے کشت وخون سے ہاتھ اُٹھایا اور سب ملک اُنکو پھیر دیا بعد اُسکے سپاہ و قلعہ دارون کو واسطے حفاظت اور نگہبانی کلیکوٹ و پانیانی کے متعیّن کیا حکومت اُس ناحیہ کی کوئنباتور کے راجہ کو دی یہہ راجہ قوم کا برہمن اور ایک ریاست کا جو مضافات میسور سے تھی اور اُس مین و میسور مین فقط کوہستان درمیان حاکم تھا نواب بہادر نے اِس سب ملک کا اُس راجہ کو حاکم کرنے مین یہہ مصلحت ملکی دیکھی تھی کہ چونکہ وہ راجہ قوم کا برہمن ہی اور سب نائرونکی قوم مین معزّز اور اُس ملک کی راہ و رسم اور وہان کے رہنے والون کی عادات سے واقف ہی سبھون کو موافق رکھیگا چونکہ موسم برسات کا جو ملیبار کی نواح مین دیر تک رہتا ہی اور اُن دنون مین وہان ہمیشہ آندھی چلتی اور سیلاب رہا کرتا ہی شروع ہو گیا تھا نواب بہادر نے لاچار ہو اس ملک کو چھوڑا لیکن اِس لئے کہ وہ ملک حال مین مفتوح ہوا تھا بہت دور وہان سے جانا مناسب نجان کوئنباتور مین جو دار الامارت راجہ مذکور کا تھا جا کر اُسکے دولت سرا مین اقامت اختیار کی اس جہت سے کہ یہہ ملک اُن پہاڑون مین واقع ہی جنکا نام گھاٹ ہی اور اُس مین بارش و سیلاب ویسی نہین جیسی سواحل ملیبار مین اپریل کے مہینے سے

آخر سپٹمبر تک رہتی ہی نواب نامدار کو یہہ یقین تھا کہ نائرون کی جماعت اُسکی لشکر کا طمطراق اور سخت حملہ دیکھہ کر ڈر گئی ہی اِس صورت مین چون وہ اُنکے ساتھہ راہ نرمی و مواسات کی چلا ہی بالضرورت وے اُسکے حکم سے سرتابی نہ کرینگے اور غاشیہ اطاعت کا اُسکے اپنے دوش پر اُٹھائینگے وہ نامدار ابتک رسم و راہ سے اُس جماعہ خودبین کے خوب آگاہ نہ ہوا تھا کہ یہ لوگ جب ایکبارگی سے آزردہ ہو گئے اگرچہ خطا اُنکی کیسی ہی بڑی ہو جو اُس آزار کا باعث ہوئی تھی تو بھی درگذر کرنا نہین جانتے اور جب تک اپنے آزار دینے والے سے انتقام نلین آرام نہین پاتے ہنوز مہینا مئے کا تمام نہ ہوا تھا کہ تمام سواحل ملیبار مین نائرون کی بغاوت و خروج کا آوازہ حکومت حیدری پر مشہور ہو گیا اِس خروج کی ابتدا مین ایک جمعیّت قلیل قلعدارون کی قتل ہوئی اور قاتل اُنکے رہنے والے قصبہ کلان پانڈہ پکاری کے تھے اُن باغیان تبہ کار نے یہہ ستمگاری اس حد کو پہنچائی کہ چند سپاہی فرانسیس کے جو قلعہ ماہی کو چھوڑ لشکر حیدری کو جانا چاہتے تھے اور اُس قصبہ مین دوسرے روز قتل عام کے پہنچے اُنکو بھی قتل کر ڈالا؛ آثار ظاہر سے یہہ معلوم ہوا کہ خروج قوم نائر کا راجہ ترا ونکور اور ساموری متوفّا کے بھانجونکے سبب واقع ہوا کیونکہ اگر راجہ کونبانور اور علی راجہ اور بھائی اُسکا شیخ علی جنکو نائرون سے قوم مایلا کے انتقام لینے کا کام سپرد ہوا تھا بہت سختی اور ظلم نہ کرتے تو یہہ بغاوت اُس حد کو نہ پہنچتی؛

چونکہ بہ سبب کثرت بارش کے سواحل ملیبار مین برسات کے موسم مین چھوٹی نالیان بھی بڑی ندیان ہو جاتی ہین اور سیلاب کے باعث برسات بھر راہون مین اِس قدر ندی نالے بھرے رہتے ہین کہ کوئی شخص مسافر اجنبی را

چل نہین سکتا اس لیئے نائرون نے جو اُس ملک کے رہنے والے اور ویسے
طوفان و سیلاب کے عادی ہو رہے تھے اور ننگے برسات بھر پھرا کرتے اور
جہان چاہتے چلے جاتے اب اسمجھا تھا کہ وے کالیکوت اور پانیانی کو پیشتر اُسکے
کہ فوج حیدری وہان پہنچے اپنے دخل مین لا تمام قوم ماپلے کو مار کر تباہ کر دینگے
لیکن اُنکو یہہ خبر نہ تھی کہ اُنکے انتقام لینے والے کو سیلاب اور طوفان باد و باران
کیسا ہی سخت ہو مانع انتقام نہین ہوسکیگا اور اُنھون نے اس عصیان اور
بغاوت مین ایسا اخفا او رکتمان عمل مین لائے تھے کہ میر رضا علی خان سردار
ماتیگھری اور نواب بہادر کو مطلقًا اس ارادے سے اُنکے خبر نہ ہوئی
آگے اُس سے کہ خبر اُس واقعہ کی نواب بہادر کو پہنچے نائرون کی فوج نے
کالیکوت اور پانیانی کو محاصرہ کیا تب قلعہ دار پانیانی نے ایک ملّاح یا جہاز کے
خلاصی کو پرطکیشون کی جماعت سے بہت اشرفیان و روپیہ انعام دے کر واسطے
اطلّاع کرنے اس حال کے روانہ کیا وہ شخص جانبازی کی راہ سے اُترنے
پر رودپانیانی کے جو کمال جوش و خروش مین تھی جرات کر چھوتی کشتی* پر سوار
ہوا اور اندھیری رات مین جنگل اور بیابان جن مین جانور درندے اور کیڑے
موذی زہردار ہر طرح کے رہتے تھے رات دن طی کرتا ہوا اگرچہ کوئی شخص

---

* یہہ کشتی بانس سے مثل ایک بورے تو کرے کے بنتی اور چمڑے سے مڑھی جاتی ہی لیکن
وہ چمڑا اور ٹوکرا علحدہ علحدہ ہوتا ہی دو حمّال ایک کشتی کے کالبد کو اور دو آدمی
اُسکے چمڑے کو خشکی مین اُٹھاتے اور عند الضرورت پاو ساعت مین قابل استعمال
دریا کے بنالیتے ہین ایک کشتی مین پچیس آدمی سوار یا ایک ضرب توپ بار ہوسکتی
ہی اسطرح کی کشتیان سواحل ملیبار مین بہت ہوتی ہین اور فوج مین اکثر رہتی ہین

اُسکا راہبر جیسی قطب نما کے مو انہ تھا بعد زحمت و مشقت کے مقام مادیگھری مین پہنچا اور میر رضا علی خان کو واقعہ سے نائرون کے خروج کرنے اور معرض خطر مین ہونے فوج حیدری سے کلیکوت و پانیانی مین مطلع کیا میر رضاعلی خان نے اُس ملاح کو تو فوراً کونبا تورکو روانہ کیا اور خود جلد معہ اُس قدر فوج کے جو اُسکے متعین تھی اُسی کثرت بارش اور سیلاب مین پانیانی کی طرف کوچ کیا، اُس لشکر کی دوڑ کی خبر جماعہ باغیہ کو پہنچتے ہی تیزی اور تندی اُسکی فی الحملہ توٹ گئی لیکن جب اُنھین یہہ معلوم ہوا کہ فوج جو میر رضاعلی خان کے ساتھہ ہی سوارون کی جمعیت سے مطلقاً خالی ہی تب ایک جماعت اپنی فوج سے واسطے مدافعہ کے بھیجی چنانچہ وہ جماعت بروقت عبور کرنے ہرنڈی سے رضاعلی خان کی فوج کو تشویش و پریشانی مین ڈالتی رہی آخرکو راہبرون کی خطا کے سبب وہ فوج ایک برتے خطرے مین جہان پانڈیاگھری کے نزدیک دوندیان ملی ہین اسطرح پڑ گئی تھی کہ گویا مخالف اپنی مراد پر مظفر ہوگئے اور رضاعلی خان اُس خطرگاہ مین ایسا پھنس گیا کہ دریا کے عمق اور پانی کی تیزی کے سبب اُسکو عبور کرنا دشوار ہوا اور طرفہ تر یہہ کہ فوج اعدا نے اُسکے پیچھے پھرآنے کی راہ بھی بند کردی تھی اور اُس راہ تنگ مین کہ وہ وہان تک آیا تھا درمیان اُس گھنے جنگل کے جسکے درختون کے سر اوپر سے باہم ملے ہوئے تھے اُنھون نے بہت سے درخت کاٹ کر عرض مین اُس راہ کے ڈال دئیے اور اکثر جا وہان پر اپنی سپاہ کمین گاہ مین ہتھیار لیے تھے تا وہ اُس راہ سے اصلا پھر نہین سکتا تھا اور رہی کرنا اُسکا دشوار ہو گیا تھا،

جب نواب بہادر نے نائرون کے عصیان اور بغاوت کی خبر سنی اپنے سوارون کے رسالے کو جو حسن اتفاق سے نزدیک کونبا تور کے قول سے جدا رہگیا

تھا بلوا لیا اور میسور وغیرہ کی نواح سے اپنی مملکت کے بھی ایک بڑی جمعیّت انبوہ
سوار اور پیادون کی طلب کر کے اُن چست و چالاک پلٹنون کے جو اُسکے پاس
حاضر تھین ایک جیش شایستہ جمع و طیّار کر کے اِس لیئے کہ اپنی ایسی فوج دلاور
کو جو واسطے بڑی مہمّون کے بنائی گئی تھی درمیان ویسے سیلاب و طوفان
کے بلا توقّف خطرے مین ڈالنا ہرگز مناسب نہ سمجھا تھا اُس طرف کی صحیح
خبرون کا منتظر رہا

جب میر رضا علی خان نے اپنا سارا حال لکھا نواب بہادر تین ہزار سوار اور دس
ہزار پیادے تفنگچی ساتھ لے سیل جوشان و باد تند کے مانند اُس طوفان
و بارش مین روانہ ہوا اور تمام رسالہ دار اور سوارون کو یہہ حکم کیا کہ
گھوڑون پر زین نہ باندھین ننگی پیٹھ پر سوار ہون اور پیادون کو یہہ فرمایا سوائے
زیر جامۂ سبک اور جوتے کے کچھ نہ پہنین ہر پیادے کو ایک بارانی
موم جامے کی سرکار سے دئی گئی تا اُس سے اپنے کیسہ گولی باروت کو
پانی سے محفوظ رکھین اور سپاہیان فرنگ کو جو تازہ پانڈیچیری اور کانبوسے
آئے تھے ہر نفر کو ایک چھتری موم جامے کی عنایت ہوئی بارہ ضرب توپ
میدانی ہاتھیون پر لدوا کر اُس لشکر کی مدد کو ساتھ کی گئین اُس کوچ کا حال
جس مین نواب بہادر خود اس لشکر کا قائد تھا اِس طور پر لکھا گیا ہی کہ پندرہ
ہزار مرد جنگی سپیدہ صبح سے لے شام تک اُس ملک کوہستانی مین درمیان
ایسی دشوار گذار راہو نکے جن کے عرض مین تین آدمی سے زیادہ چل نہین
سکتے تھے طوفان کی شدّت اور رات دن کی جھڑی مین جو برق اور رعد کے
ساتھ ہوتی تھی بھیگتے ہوئے چلے جاتے تھے اور باوجود اُسکے ہر روز بعد دوپہر کے
آفتاب نکلتا تھا اور تین گھنٹے تک ایسی سخت دھوپ پڑتی اور گرمی ہوتی

کہ ویسے ملک گرم سیر مین کوئی غریب یا مسکین بھی اصلا متحمل اُسکا نہین ہوسکتا اور در اثناے راہ ایسی ندیان اُترنی پڑتی تھی کہ کسی کے پانی زنخدان تک پہنچتا اور کوئی تیر کر جاتا تھا اور رات کو اُن قصبون اور ویران گانوُن مین اُنکے رہنے کا اتفاق ہوتا جہان کے رہنے والے اپنے گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن کھانے پینے کی چیزین بکثرت وہان ہاتھ آتی تھین ؁

نواب نامدار نے سب سپاہ کو یہہ حکم دیا کہ جس آبادی مین پہنچو لوٹ کر جلا دو ؁ اِس کوچ سے جو ناگاہ عمل مین آیا باغیون نے خبر پا کر اپنے جتھونکو جمع کیا اس جہت سے میر رضا علی خان کے لشکریون کو فی الجملہ تسلّی ہوئی لیکن بہت لوگ اُسکی فوج سے بہ سبب نہ میسر آنے آذوقہ اور راہ کے مہلکون سے ہلاک ہوے تھے نائرون کے سردار اپنی بغاوت و برخلافی کے نتیجکے خوف سے جنکے مفاسد کو دیکھہ چکے تھے خائف و ہراسان تو تھے باوجود اُسکے واسطے پشتی وحمایت اپنے لشکر کے گرد مورچے باندھے اور خندق کھود لی تھی اور بائین طرف اُسکے ایک ایسا گانون تھا جسکے گرد چار دیواری اور خندق اور احاطہ لکڑیون کا بہت استوار ومضبوط اور توپ خانہ سنگین جسکے گولنداز ایک جماعت پردل تھے سب نے آپس مین یہہ عہد و پیمان کیا کہ جان دین پر وہ جگہہ نہ دین اور چاہتے تھے کہ فوج حیدری سے مقابل ودوچار ہون ؁

نواب بہادر نے چار ہزار مرد جنگی کو اپنی سپاہ سنگین سے داہنے طرف کو حملہ کرنے اُس گانون پر مامور کیا اور لفٹننٹ کرنیل کو جو پرطکیش کے طبقے سے اُنھین دنون بہت سردار ان پرطکیش سمیت گووہ سے آیا تھا اُنکا سپہدار بنایا اور بائین طرف کو جو سپاہ حملے کے لئیے مامور ہوئی اُسکی سرداری ایک سپہدار انگریز کو تفویض فرمائی اور قول کا سپہسالار خود نواب بہادر ہوا پیچھے

اُس قول کے التمش سپاہ فرانسیس کی تھی ساتھ ایک چیدہ جمعیت جوانان طبقۂ اُمرا و اکابر دولت حیدری کے بہ جماعت برگزیدہ کے مردان جنگی سب پیادے تھے اور سوائے سپر و شمشیر کے کچھ ہتھیار پاس نہ رکھتے تھے ؛

چونکہ سوارونکی جمعیت کا اِس یورش مین کچھ کام نہ تھا اِسواسطے وے پیچھے رہی موافق اِس ترتیب اور انتظام کے سپہدار پر طکیش پہلے ساتھ چار ہزار اپنی سپاہ خاصہ کے اُس گانوں کی طرف متوجّہ ہوا اور بڑی چستی و چالاکی سے اپنی فوج کو خندق کے کنارے پر پہنچایا لیکن آگے نہ بڑھکر اُسی قدر یورش پر کفایت کر اپنی سپاہ کو حکم کیا کہ بندوقین چلائین چنانچہ وے گولیون سے مخالف کی فوج کو مارنے لگے لیکن چونکہ اُس فوج کو اِس خندق پر کچھ آڑ یا پناہ نہ تھا اِس لئے بہت لوگ مخالف کی بندوقونکی گولیون سے جو دیوار کے رندون مین سے مارتے تھے مارے گئے جب دو ساعت تک فوج حیدری نے بندوقون سے آتشباری کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا تب نواب نامدار بہت دل گرفتہ و آشفتہ ہوا اور اپنی اس فوج کے بےمحل تلف ہونے پر نہایت تاسّف کھایا سپہدار فرانسیس سرگروہ قشون فرنگستانی نے جو تازہ ملازم ہوا تھا اور ہنوز کوئی محل قابل ظاہر کرنے اور دکھانے اپنے کمال و ہنر سپاہیگری کا ابتک نہین پایا تھا درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو مین اپنی التمش فوج کو لیکر اِس مہم پر اقدام کرون نواب بہادر نے اُسکی عرض کو قبول کرکے فرمایا کہ جو کچھ مناسب جانو عمل مین لاؤ تب اُس سپہدار نے فوراً سب اپنی سپاہ جمعیت جو واسطے لڑائی کے بیقرار اور نائرون سے انتقام لینے پر جنھون نے سابق اُسکے کمال قساوت سے کئی نفر فرانسیس کو بےسبب پانڈیچری مین قتل کیا تھا سرگرم تھی جنگ پر مستعد ہوا چنانچہ فوج فرنگ ساتھ سپہسالاری اُسی بہادر کے معہ جمعیت امیرون

اور اکابر دولت حیدری واسطے انتقام کے دوڑ کر خندق مین بیدھڑک کود پڑی اور جھٹ پٹ اُس سے عبور کر چار دیواری کو توڑ دشمنون کے مقابل ہوئی اور قتل کرنا شروع کر دیا جب مخالفون نے اس طرح کی سختی دلاوران حیدری کی خون ریزی مین دیکھی بدون اسکے کہ واسطے مقاومت اور مدافعت کے ہاتھہ پانو ہلاوین مقتول ہوے تب فوج منصور نے گانو کو آگ لگا دی اور شعلہ بلند ہوا اُسکو دیکھکر اور نشان سے گولون کے بھی جو نائرہ ان بغاوت نہاد کی طرف جاتے تھے نواب بہادر کو یقین ہوا کہ وہ گانو اولیاے دولت منصورہ کی تسخیر مین آگیا اِس بات کو معلوم کرتے ہی تمام لشکر نے ساتھہ ہئیت مجموعی کے حرکت کی تاکہ اُس لشکر کی جگہہ پر جہان خندق کھدی ہوئی تھی حملہ کرے لیکن جب دشمنون نے دیکھا کہ لشکر حیدری نے اُس گانو کو جو مضبوط پشتیبان لشکر گاہ کا تھا ساتھہ یورش کے لے لیا دل باختہ ہوکر گروہ گروہ کمال ہراس اور خوف سے ہرطرف بھاگے اور پریشان و متفرّق ہو گئے

بیت

گریزان ہوئے چھوڑ میدان کو
بچا لیگئے اپنی وے جان کو

چونکہ نواب بہادر جانتا تھا کہ اِس مہم مین سب دشمن جان سے ہاتھہ دھو کر بہت لڑینگے اِسلیئے یہہ یورش پردلانہ جسنے جرأت و دلیری سے امیران دولت حیدری کے جو اُس یورش مین مددگار تھے آب و تاب پائی تھی موجب کمال دلخوشی اور مسرّت کی نواب بہادر کو ہوئی سپہدار فراسیس کو جسنے دروازہ فتح کا کھولا تھا ساتھہ لقب بلند بہادر کے امتیاز و عزت بخشی اور اُسی روز شام کو اُوسے سند سپہسالاری دس ہزار سوار کی جو دولت مغولیہ مین

واسطے سرداروں کے بہت بڑا مرتبہ تھا عطا کر کے اقران وامثال کا محسود اور ساتھہ منصب میر آتش یا سرخیل توپخانہ کے احترام اور احتشام کو اُسکے دوبالا کیا ہر ایک سپاہی کو تیس روپیہ عطا اور ہر زخمی کو جو شمار مین بہت تھے فی نفر ساتھہ روپیہ انعام عنایت کیا سپاہ مجروح سے صرف ایک آدمی اِس لشکر ظفر مین شہید ہوا تھا؁

فرنگستانی آدمیون نے اِس کشش اور کوشش سے بڑا خوف دلون مین جماعہ مرھٹون کے ڈالا اور واسطے زیادہ کرنے ہیبت کے نواب والاجناب نے یہ مشہور کروادیا تھا کہ کئی ہزار سپاہ عنقریب فرنگستان سے لشکر حیدری مین داخل ہونے والی ہی اور اِس ہیبت و دہشت کو ساتھہ مشہور کرنے اِس غلغلہ کے کہ سپاہ فرنگستان کی سخت ستمگار اور آدم خوار ہی دوبالا کیا تھا یہ شہرہ بہ سبب اُس درشتی و شدّت کے جو انگریز و فرانسیس ملازم حیدری نے انتقام لینے مین اپنے سپاہ ناحق مقتول کے قوم نائر سے عمل مین لائے اعتقاد مین ساکنان اُس ملک کے خوب جم گیا اِسی سبب سے جسطرف کو فوج حیدری کا کوچ ہوتا دشمنون کے وجود سے مطلقا آدمی کا کچھ نشان نہین پایا جاتا تھا سب مکان خالی و ویران دکھلائی دیتے اور رہنے والے وہان کے جلاوطنی اختیار کر کے جنگل و کوہستان مین جا چھپتے تھے اور دور سے حسرت کی نظرون سے یہ دیکھتے کہ اُن کے گھر تمام جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور درخت میوہ دار زمین پر کاٹ کر ڈال دیئے گئے اور مواشی چراگاہ سب تباہ و برباد کی گئی اور بت و بت خانے جلا دیئے؁ بدعہدی و خیانت نائرون کی اُس درجہ کو پہنچی تھی کہ نائرون نے اصلا قول پر اُن برہمنون کے جنکو نواب بہادر نے جنگل و کوہستان مین واسطے پھیر لانے کے اُنکو اپنے وطنون مین

بھیجا تھا اعتماد نہ کیا تب نواب والاجناب نے اُس تمرّد و عدول حکمی کے مکافات مین یہہ حکم کیا کہ جہان کہین جو کوئی اُن فراریون کو پاوے بیدریغ لٹکادیوے اور عورتون بچون کو اُنکے اسیر کرکے غلام بناوے لیکن سختی و نرمی دونون پھیرلانے مین اُن شقاوت شعارون کو اُنکے وطنون مین بے فایدہ تھی اسی واسطے علی راجہ وغیرہ سرداروں نے متفق ہوکر نواب نامدار سے صواب اندیشی کے طریق پر عرض کیا کہ اگر سپاہ حیدری وہان سے کوئنباتور کی طرف کوچ کرے تو شاید اس سبب سے خوف جو نائرون کے دلون مین بیٹھ گیا ہی کم ہو جاوے قبل وہان سے کوچ کے پیشگاہ نواب نامدار سے یہہ حکم صادر ہوا کہ جماعت نائرون کی تمام اپنے القاب اور حقوق قدیم سے محروم کیئے جاوین اور جنکا مرتبہ عزّت مین بعد برہمنون کے ہی وے سب قبائل سے اپنے پست کیئے جاوین اور اُنکے کمتر طبقون کے لوگون کو بزرگان نائر تعظیم و تواضع کرین اور جیسے سب ملیباری نائرون کے آگے جلو مین دوڑتے تھے اب نائر جماعہ پریہ وغیرہ کے آگے جلو مین چلین اور جس طرح کہ اسکے آگے صرف نائر ھتھیار باندھنے مین مخصوص تھے اور کسی طبقیکو اجازت نہ تھی اب سب فرقے وطبقے کے لوگ ھتھیار باندھین اور نائر سلاح پوشی نہ کرین اور یہہ حکم عام دیا کہ جو کوئی قوم نائر کو ھتھیار باندھے دیکھے مار ڈالے ؎

نواب نامدار کو ایسے حکم سخت دینے سے یہہ منظور تھا کہ اگرچہ قبائل ملیبار کے جنکو جماعہ نائر اس سے پہلے حقارت کی نظرون سے دیکھتے تھے نائرون کے دشمن ہو جاوین اور دیکھنے سے اس انقلاب دلخواہ کے دل مین خوش ہون اور سمجھین کہ جو قوم جبّار اور متکبّر اُن پر حکومت کرتے تھے ساتھ اس ذلّت کے مغلوب ہو گیئے تو اس صورت مین بالضرور غرور نائرون کا جاتا رہیگا

مگر یہہ حکم شدید بعد صدور کے پیشگاہ نواب نامدار سے نفاذ نہ پایا اسواسطے کہ جماعہ نائرموت کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتے تھے اسواسطے بالضرورت نواب معلّا القاب نے ایک دستور نیایہہ ایجاد کیا کہ جو کوئی نائرون سے دین اسلام کو قبول کرے اُسپر تمامی حقوق و رسومات قدیم اُسکے خاندان کے بحال و برقرار رہین چنانچہ اِس حکم کو سنکر بہتون نے شرفاے نائر سے اسلام اختیار کرلیا لیکن اکثر اُس قوم سے آوارہ رہے اور قبول کرنے پر پچھلے حکم کے جلاوطنی کو ترجیح دی ' اگرچہ بہ سبب نزدیک پہنچنے فصل خوش و خرّم کے اور رعب بیٹھ جانے اُنکے دلون مین توہم بغاوت کا پھر جماعہ نائرون سے جو سب وطن سے آوارے گوناگون مصیبت کے مارے تھے مطلق نہین رہا تھا لیکن نواب موصوف نے حزم و احتیاط کی راہ سے کئی پلٹن و رسالے سوارون کے اُس سرزمین مین چھوڑ کئی مقام مناسب مین اُنکو تعین کیا تا ضرورت مین ایک دوسرے کی کمک و مدد آسانی سے کرسکین اور باقی پیادون کی سپاہ کو ماڈیگھری کے متّصل رہنے کو حکم کیا اور خود بدولت و اقبال صرف جماعہ سوارون کو ہمراہ لئے کوئنباتور کو کوچ فرمایا '

رشک لیجانا جماعہ مرہٹون کا نواب بہادر کی تسخیر و فیروزی پر ملک ملیبار مین اور لشکر کشی کرنا ہٹ نور پر

طبقۂ مرہٹہ جو بہ سبب نزدیک و متّصل ہو جانے سرحد مملکت حیدری کے اُنکے ملک سے رشک کی آگ مین جلتے تھے موافق درخواست کرنے بدنوریون کے واسطے اُنکے امداد و اعانت کرنے کے دربارہ دست درازی نواب بہادر

سال سترہ سو ترسٹھ عیسوی مین ایک لشکر جرّار ساٹھ ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادے کا جمع کر واسطے تسخیر کرنے ملکون کو نواب والا مناقب کے روانہ کیا نواب نامدار نے افواج مرہٹہ کا مقابلہ نکرنا مصلحت وقت جان محافظت پر شہر بدنور کے ہمّت مصروف کی چنانچہ وہ نامدار آغاز موسم برسات تک دفعہ کرنے پر افواج غنیم کے بخوبی قادر رہا جب موسم برسات آگیا مرہٹے محاصرے سے اُس شہر کے ہاتھ کھینچ کر پھر گئے ؎

لشکرکشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا راجہ چیتل درگ وغیرہ پر ؎

سنہ سترہ سو پینسٹھ عیسوی مین نواب بہادر نے محال پر پالیکارون اور راجہ چیتل درگ کے لشکر کشی کی اور اُس نواح کو بہت آسانی سے اپنے تصرّف مین لایا لیکن جب قلعہ چیتل درک کو پانچ مہینے تک محاصرے مین رکھا بہ سبب اورضروریات کے فتح کرنا اُسکا دوسرے وقت پر موقوف رکھ پھر آیا اور سال آیندہ دوبارہ وہان جا اُس قلعہ کو محاصرہ کر فتح کیا ؎

ازکتاب فتوحات حیدری
تالیف کردہ لالہ کھیم نراین

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا واسطے تنبیہ نواب عبدالحکیم خان حاکم شانور کے اور شکست پانا خان موصوف کا

قبل اِسکے کہ نواب بہادر نے واسطے استیصال کرنے رانی بدنور کے کوچ فرمایا عبدالحکیم خان حاکم شانور نے دو ہزار سوار و چار ہزار پیادے واسطے کمک اُس رانی کے بھیجے تھے اور خود کنارے پر ندی بلاّری کے اپنے لشکر معیت ڈیرہ کر رسد مارنے مین لشکر حیدری کے مشغول رہا تھا چنانچہ ہیبت جنگ بخشی حضور سے واسطے مقابلے خان موصوف کے مامور ہو کر ہمیشہ افغانون کے ساتھ بازار زد و کشت کا گرم رکھتا اور خان مذکور ہرچند سعی کرتا تھا کہ ہیبت جنگ کی فوج کو گھیر اُسکا کام تمام کرے لیکن وہ رستم دل فضل ایزدی پر تکیہ کر اُس سے دلیرانہ لڑتا رہا چونکہ جمعیت مخالف پناہ مین ایک گھنے جنگل اور گھاٹیون مین پہاڑ کے چھپکر قابو پا اُسپر حملہ کرتی تھی اِسواسطے ہیبت جنگ کی کوشش اُس لڑائی مین فائدہ نہ بخشتی اِسی طرح دو برس کے عرصے تک دونون لڑتے بھڑتے رہے اور فتح و شکست کسی طرف کی متمیز نہ ہوئی بعد بڑے عرصے کے جب نواب والاجناب کو بندوبست سے ملک بدنور کے اور دوسرے قلعون کی تسخیر اور اُس نواح کے راجونکی گوشمالی و تنبیہ سے اطمینان و فراغ کلی حاصل ہوا چون جسارت کرنا عبدالحکیم خان کا مزاج اقدس پر ناگوار ہوا تھا ایلغار کے طور پر با فوج قاہرہ کوچ کر رات کو ہیبت جنگ کی فوج سے ملحق

ہوا اور پیادگان کرناٹکی و دکھنی پلٹن اور سواران خنجر گذار و توپخانہ آتشباز کو کمین گاہ مین رکھ پنڈاروںکے سواروں کو یہہ حکم کیا کہ پٹھانون کے مقابلے مین جاکر اُن اجل گرفتون کو جنگ زرگری سے توپخانہ کے منھہ پر لگالاوین صبح کے وقت جب سوار پنڈارون کے لڑائی کے میدان مین نمایان ہوے جماعہ افغان جو لشکر منصور کے وہان پہنچنے سے بے خبر تھے اِن سوارونکو ھیبت جنگ کے سوار سمجھکر دلیرانہ آگے بڑھے پنڈارے حکمت عملی سے جنگ زرگری کرتے ہوئے اُنکو کمین گاہ کے مقابل لگالائے یکایک گلندازانِ سحرپرداز اور تفنگچیان قادر انداز نے توپون اور بندوقون کی شلّک سے بہتون کو اُڑا اور کتنون کو خاک پر لٹا دیا اور جو کچھ باقی بچ کر بھاگ چلے تھے اُنکو سوارون نے تلوار و نیزے سے عدم کو روانہ کیا نواب عبد الحکیم خان نے جب رایات نصرت آیات نواب بہادر کے وہان پہنچنے سے اطّلاع پائی سب خیمے اسباب توپ خانے جو جہان تھے وہین چھوڑ بے حواس شانور کے قلعہ کی طرف بھاگا نواب مستطاب نے یہہ مژدہ سن شادیانے فتح کے بجوادئے اور سواران تازہ زور کو یہہ حکم فرمایا کہ گھوڑے اُٹھا فراریون کا تعاقب جہان تک وے جاوین کرین چنانچہ سوار بموجب حکم پاشنہ کوب اُس قلعہ تک گئے اِس اثنا مین نواب فریدون فرخود بدولت و اقبال وہان پہنچا اور حکم محاصرہ کرنے قلعہ اور دمدمے بنانے کا کیا نواب عبد الحکیم خان کو جب یہہ یقین ہوا کہ اب فکر قلعہ داری کی کرنا دروازہ سلامتی و زندگی کا اپنے اوپر بند کرنا ہی اور ایسے فولاد بازو سے پنجہ کرنا اپنے ساعد و بازو کو توڑنا اپنے کردار سے پشیمان و نادم ہو عاجزی کرنے لگا اور اپنی جان کے بچانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ دینا کیا نواب بلند اقبال اگرچہ دلیری اور

گستاخی سے مشار الیہ کے آزردہ خاطر تھا رحم اور مصلحت کی راہ سے
درخواست اُسکی قبول کی پر خان مذکور سے اُس قدر زر نقد کا سرانجام
نہ ہو سکا اِسلیئے سارا اسباب اپنے توشک خانے کا جو جمع کیا ہوا حکّام سلف
کا تھا مع فیلان کوہ تمثال اور اسپان صبا رفتار اور اتواب قلعہ شکن زر نقد
سمیت حضور مین بھیجا نواب عالیقدر نے وہ سب لے وہان سے کوچ کیا اور
اِس احتیاط سے کہ مبادا خان مشار الیہ کسی کے اغوا سے پھر اپنی کملی سے
باہر پانون پھیلاوے تھانہ مستحکم اپنی طرف سے مقام بانکاپور و چتردنی وہردونی
وہردفی مین جو توابع شانور کے تھے بٹھا کر سامان کھانے پینے اور لڑائی کا بہ قدر
مناسب ہر مقام مین طیّار و آمادہ رکھوا دیا اور خود بدولت و اقبال سواد غربی نگر مین
پہنچکر مقام کیا اور بند وبست مین قلعون کے جو متعلّق بدنور کے سواحل دریا پر
واقع ہین مشغول ہو ہیبت جنگ بخشی کو یہہ حکم فرمایا کہ بہت سی فوج لیجا کر
صوبہ سرا کا نظم و نسق عمل مین لاوے اور زر واجب سرکار کا اُس ملک
کے راجاؤن سے وصول کرے بعد چند روز کے مرزا حسین علی بیگ جو چھوٹے
شاہزادے کریم شاہ کا بڑا ماموں تھا واسطے تسخیر کرنے بسواری درگ
کے رخصت پا کر ساتھ بھاری فوج کے روانہ ہوا جب اُسنے ساحل پر پہنچ کر
دیکھا کہ قلعہ بسواری درگ دریا کے کنارے سے دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ
کے اوپر دریا مین واقع ہی اور دریاے شور کا پانی چارون طرف سے اُسکے
محیط تسخیر اُس قلعہ کی لڑائی سے مشکل جان کر کشتیون پر سب اپنے مردان
کاری سمیت بیٹھ دامن کوہ مین پہنچ ایک خط متضمّن وعید نافرمانی و وعدے
اضافہ مشاہرہ و جاگیر پر اور مفصّل حقیقت پر اسیر ہونے رانی اور فتح ہو جانے
پر سب قلعجات اُس ملک کے اور قصد پر نواب بہادر کے واسطے تسخیر اُس

قلعہ کے لکھکر ایک سفیر دانا کے ہاتھ بہاتر پر اُس قلعہ مین بھیجا وہان کے
قلعہ دار نے پڑھنے سے اُس پروانہ وعدہ وعید آمیز کے بہت خوف کھا کر امان
مانگی اور بعد تین روز کے قلعہ مرزا حسین علی بیگ کو تسلیم کیا مرزا موصوف
نے سب مال اسباب ذخیرہ کیئے ہوئے شوم سنگر متوفّا کو جو شوہر رانی کا تھا
جس مین دس صندوق بھرے ہوئے مروارید شاہوار و یاقوت و لعل آبدار سے
اور دس صندوق بھرے ہوئے زیور مرصّع بیش قیمت سے اور دو عدد جھول
ہاتھی کی جس مین کلابتون و ابریشم کی جگہ چاندی اور سونے کے تارون سے
گل دوزی کی ہوئی تھی اور دو عدد زنجیر طلائی اور دو عدد گلو بند مرصّع واسطے
آرایش گردن ہاتھیون کے اور دو عدد زین مرصّع بیش قیمت تھے تصرّف
مین لا کر اپنی طرف سے تھانہ اُس قلعہ مین بیٹھا وہان سے مراجعت کی اور قدم بوس
سے نواب معلّا القاب کے سرفرازی حاصل کی اور صلہ مین اس خدمت نمایان
کے حضور سے عطیّہ جزیل پا سرخروا اور ہم چشمون کا محسود ہوا نواب والاجناب
کو جب انتظام کرنے سے ملک بدنور کے اطمینان کلی حاصل ہوا قلعہ مرجان
وانگولہ مین جو تعمیر کیا ہوا سیف الملک (یکی از امراے عادل شاہیہ) کا تھا
اور کوڑیال بندر و سدا شیو گڑہ و منکی مولیر ودھنا ور وا نیگل مین جو قلب مکانون سے
اُس ملک کے ہیین اپنے تھانے بیٹھا طرف دار الحکومت سریر نگپٹن کے
فتح و فیروزی کے ساتھ معاودت فرمائی اور سایہ ہما پایہ کو اپنے سرون پر
منتظران قدوم میمنت لزوم کے ڈالا ہیبت جنگ بخشی جو حضور انور سے شرف
رخصت حاصل کر واسطے انتظام نواح صوبہ سرا کے گیا تھا اُسنے پہلے تو
کتنک گری پر تاخت کر دو لاکھ روپیہ پیشکش اور خراج سہ سالہ کا باقی وہان
کے راجہ سے وصول کیا پھر ہرپن ہلی کی طرف متوجّہ ہو کر وہانکے حاکم سے چھ لاکھ

روپیہ معرض وصول مین لاچیتل درگ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے راجاؤن سے چودہ لاکھ روپیہ لیکر راے درگ کے سواد مین پہنچا وہان کے راجہ سے جب پیشکش کے روپیہ طلب کیئے اُسنے عذر ناداری کا پایمالی ملک کو ظلم سے راجہ بلّاری کے بیان کر پیشکش کے روپیہ دینے مین تساہل و تغافل کیا هیبت جنگ کی خاطر پر اُسکا عذر ناگوار گذرا اور واسطے چشم نمائی کے قلعہ آنیگل کو جو مضافات سے راے درگ کے ہی محاصرہ کیا وہان کے راجہ نے حمیّت ننگ و ناموس کے باعث پانچ چھہ سو سوار و دو ہزار پیادے کی جمعیّت سے لڑنیکو مستعد ہو قطع کرنے پر راہ رسد کو لشکر هیبت جنگ سے سعی کی اِس اثنا مین پروانہ نواب بہادر کا بخشی هیبت جنگ کو اِس مضمون کا صادر ہوا کہ ایک ہزار جوان قوی و چالاک اپنے لشکر سے منتخب کرکے بے ہتھیارون کے حضور مین بھیج دے هیبت جنگ نے بموجب حکم ایک ہزار جوان بے سلاح اپنی فوج سے چن اور پانسو سوار و دو پلٹن سپاہی واسطے اُنکی حفاظت کے ہمراہ کر حضور عالی مین روانہ کیا جب اُس جماعت نے دو فرسنگ کے فاصلہ پر جا ڈیرے کیئے راجہ کے سوار رات کو جنگل سے نکل اُس سوتی ہوئی جماعت پر غفلت مین آتوٹے اور کوئی دقیقہ خونریزی و قتل کے باب مین باقی نہ رکھا اور بہتون کو اُن جوانان بے سلاح سے بار ہستی سے ہلکا کیا اگرچہ سواران بدرقہ نے ساتھ پلٹنون کے متّفق ہوکر بندوقونکی شلّک کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور وے لوٹیرے راجہ کے ملازم جدھر سے آئے تھے اُودھر کو صحیح و سالم چلے گئے علی الصباح جب وہ سانحہ غیرت افزا هیبت جنگ نے سنا اپنی فوج کو طیّار کر راجہ کے سوار و پیادونکی جماعت کو جا گھیر لیا اور ہزارون آدمی کو ذلّت اور

خواری سے مار ڈالا اور ایک خط اِس مضمون کا اُس راجہ کو لکھہ بھیجا کہ ہمارا ارادہ یہہ تھا کہ حضور مین نواب بہادر کے تمہارے گناہون کا کچھ عذر معقول لکھکر فکر تمہارے جان و مال و ناموس کے امان کی کرین مگر اب تمہاری اس شوخی و گستاخی سے ہمکو معلوم ہوا کہ تمہاری عافیت کا زمانہ آخر ہوا اور برے دن آپہنچے بہرحال اب نوبت رفق و مدارا سے گذر چکی تم اب اپنی سزاے لایق و قرار واقعی کو پہنچائے جاؤگے اُس خط کے پڑھتے ہی راجہ کا زہرہ آب ہو گیا اور جانا کہ دوسری فوج تازہ زور ہیبت جنگ کی کمک کو حضور سے آویگی تب اُسنے لاچار ہو امان مانگی اور اپنے دیوان کو چھہ لاکھہ روپیہ کے ساتھہ ہیبت جنگ کے پاس بھیجا وہ شجاع دیوان کو معہ زرِ پیشکش ساتھہ لے سعادت ملازمت مین پہنچکر متقضیّ المرام ہوا ؀

کوچ کرنا مادھو راو پیشوا کا پونان سے واسطے انتزاع کرنے ممالک محروسہ نواب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکا ناکام پھر جانا اور مسخّر کرنا نواب نامدار کا اور چند قلعون کو ؀

جب بالاجی راو حاکم پونان کا بعد مارے جانے اُسکے دو بیٹون کے بسواس راو و شمشیر بہادر جنھین سداشیو پنڈت عرف بھاؤ کے ساتھہ تسخیر کرنیکو ممالک دھلی و لاہور کے معہ حشر بیشمار پیادہ و سوار بھیجا تھا اُس جنگ مین جو متّصل پانی پت کے درمیان اس لشکر اور افواج احمد شاہ درّانی کے واقع ہوئی تھی اور اُس لشکر بیشمار کا کچھ اثر باقی نرہا سُننے سے اُس واقعہ ہایلہ کے مجنون ہو کر تھوڑے دنون مین (چنانچہ اگلے ورقون مین مسطور ہوا) مرگیا تب

ماذھوراو بالاجی راو متوفّا کا بیٹا پونان کی مسند حکومت پر بیٹھا چونکہ ان دنون طنطنہ شوکت وجاہ نواب حیدر علی خان بہادر کا اور شہرہ اُسکی تسخیر کرنے کا ماکون کو مادھوراو کے کان مین پہنچا یباعث طمع ساتھ ایک لاکھ سوار اور ساٹھ ہزار سپاہیان پیادہ اور سواران پنڈارہ اور پچاس ہزار پیادگان تفنگچی دکھنی کے مصحوب علی بہادر پسر شمشیر بہادر اُسکی فوج ہمیت معہ اپنے توپخانہ عظیم پونان سے طرف کرناٹک بالاگھاٹ کے متوجّہ ہوا اور پہلے شانور مین پہنچ وہان کے حاکم کو جو اصل فساد منبع عناد تھا اُس مہم مین اپنے ساتھ لیا جب سوادمین چیتال درگ کے خیمہ کھڑا کیا وہان کا راجہ زمینداری کے دستور مستمر پر چلا اور اُسکے ساتھ مل گیا جب صوبہ سرا مین داخل ہو کر قلعہ کے محاذی علم اپنے لشکر کا بلند کیا میر علی رضا خان نے جو وہان کا ناظم تھا متحصّن ہو کر بارہ روز بازار جنگ توپ و تفنگ سے گرم رکھا آخر کو مقابلہ ایسے بڑے لشکر کا اپنی طاقت سے زیادہ دیکھ قلعہ مادھوراو پیشوا کو سپرد کر آپ اُسکی نوکری اختیار کر لی اور مادھوراو نے جو ایک مرد زیرک تھا میر موصوف کو بہت عزّت کے ساتھ اپنے لشکر مین جگہ دی پھر مادھوراو نے وہان سے ماڈیگھرّی کی طرف کوچ کر ایک مہینے کے عرصے مین جنگ وجدل سے اُس کو ھستانی قلعہ کو مسخّر کیا،

جب یہ خبرین نواب بہادر کو پے بہم پہنچین دارالامارت سریرنگپٹن سے کوچ کر کے بنگلور مین آیا اور اُسکے قلعہ مین سازوسامان جنگی اور آذوقہ لشکری جمع کر پھر طرف مقرّحکومت کے معاودت فرمائی اور چونکہ فوج مرھٹے کی بہت بڑی تھی اپنی فوج کو اُس الاو کا پتنگا بنانا آئین ہوشیاری سے بعید جان اپنے خاص رسالہ کے سوار اور پنڈارون کو یہہ حکم فرمایا کہ وے سب درمیان گھنے جنگل ماکرّی درگ کے چھپکر مرھٹے کی لشکر پر دوڑ مارا کرین اور جتنا ہو سکے اُسکے ناراج

مین کوتاہی نکرین اور آپ خود دارالحکومت کے قلعہ مین داخل ہو اُسکے گرد بہت سی کمین گاہ ساتھ توپون اور بندوقون کے مستحکم کرکے منتظر فضل الٰہی کا رہا اِس ضمن مین مادھوراو ماکرتی درگ کے سواد مین پہنچ ایک خط اپنا ترغیب و تہدید آمیز سردار خان قلعدار کے نام پر جو فدوی جان نثار سرکار حیدری کا تھا لکھکر قلعہ مین بھیجا سردار خان جو مرد باوقار و عالی خاندان اور بارہا اُسکی شجاعت کا زر کسوتی پر امتحان کے کامل عیار نکلا تھا اپنے ولی نعمت قدیم سے پھر جانا اور قلعہ کو بے لڑے بھڑے غنیم کے حوالے کرنا عار و ننگ جان اُس خط کے جواب مین کئی گولے قلعہ سے پیشوا بہادر کی ضیافت کی تقریب مین مارے مادھوراو نے اُس قلعہ دار کی دلیری سے سخت غضب مین آ اپنے لشکر کے دلاورونکو حکم کیا کہ برج و دیوار قلعہ کے ڈھانے کی فکر چھوڑ سب یکبارگی حملہ کرکے پہاڑ پر چڑھ جائین اور قلعہ کو مسخّر کرین چونکہ نوکرون کو اطاعت سے چارہ نہین کئی ہزار سوار نے گھوڑون سے اوتر تفنگچیون کو ہمراہ لے دامن ہمّت کا کمر مین باندھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب یہ خبر سردار خان کو پہنچی اُس بہادر رستم جگر نے اپنے رفیقونکو اور کئی ضرب توپ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکل توپون کے گولون سے بہتونکو اُڑا دیا اور اکثرون کے سینہ کو جنھون نے مانند بھڑون کے اپنی بھن بھناہت گنبذ فلک مین ڈالی تھی شہد کے چھتے کی طرح مشبّک و سوراخ سوراخ کیا اور جو متّصل آگئے تھے اُنکو طعمہ شمشیر برّان اور خنجر جان ستان کا بنایا باقی ماندہ یہ حال دیکھ پہلے فراری ہوے پر دوبارہ کمک تازہ زور کے پہنچنے سے قوّت حاصل کر اخوان الشیاطین کے مانند اُس پہاڑ فلک سا پر ارادہ چڑھنے کا کیا مگر سردار خان فرشتہ خصال نے ساتھ مارنے شہاب ثاقب بان و تفنگ کے ایسا اُنکو سنگسار کیا کہ ہزارون اُن مین سے

شہباز اجل کے پنجے مین گرفتار ہو گئے لاشون کی ڈھیر لگ گئی تیسرے روز
مادھوراو پیشوا نے غیرت کو کام فرمایا اور خود ہاتھی پر سوار ہو نکل کر اپنی تمام فوج کے
سردارون کو حکم کیا کہ سب جان سے ہاتھ دھو کر ایکبارگی قلعہ پر حملہ کرین سردار خان
اِس مرتبہ بھی پاس نمک کو حفاظتِ جان پر مقدم رکھ مردانہ پیش آیا اور ایسے
گولے اور گولیان توپ و بندوق سے برسائین کہ کسی کو پہاڑ پر چڑھنے نہ دیا اور
جو چڑھا غار عدم و فنا مین گرا مادھوراو پیشوا یہہ حال دیکھ شرم کے عرق مین
غرق ہو گیا بجز اسکے اور کچھ چارہ نہ دیکھا کہ راجہ چیتل درگ کئی شخص کو جو
اُس پہاڑ کی راہون سے واقف تھے واسطے فتح کرنے اُس قلعہ کے نامزد
مامور کرے چنانچہ یہ لوگ جس حالت مین سردار خان غنیم کے مقابلے مین
مشغول تھا قلعہ کی فصیل پر نردبان لگا کر چڑھ گئے اور کتنے سپاہیون کو جو قلعہ
مین تھے مار ڈالا سردار خان نے جب بلا کے سیلاب کو اپنے گرد آتے دیکھا
لاچار ہو با کمال جانبازی دشمنون سے مقابلہ کیا سب اُسکے رفیقون نے جام شہادت کا
پیا اور اُسنے خود زخم کاری کھا کر خون تازہ کو روے شجاعت کا غازہ بنایا مادھوراو
نے خان شجاعت نشان کی یہ جانبازیان دیکھ اُسکو رزمگاہ سے اپنے
پاس بلا کر بہت سی تعظیم و تکریم کی اور اُسکی پردلی و مردانگی کو بہت سا
سراہا اور اپنے لشکر مین رہنے کو اُسے جگہہ دی اور ماہر جراحون کو واسطے
اُسکے مرہم پٹی کے تعین کیا اور دوسرے روز اپنا تھانہ اُس قلعہ مین بٹھا کر
آگے بڑھا اگرچہ پنڈارے اور سواران رسالہ خاص حیدری جنکا مامور ہونا واسطے
غارتگری لشکر مرہٹے کے آگے لکھا گیا ہی غارتگری مین لشکر مرہٹہ کے کسی
طرح سے کوتاہی نکرتے تھے مگر چون حشر مرہٹون کے لشکر کا مور و ملخ سے زیادہ
تھا اِس لیئے اُس قدر زدوکوب سے اعدا کی پشت کو شکست نہ پہنچی تھی

مادھوراو نے جب بتدریج و تامّل بندوبست بالاپور کلان کا عمل مین لایا تب اِس نیّت سے کہ پہلے اُن قلعجات اور پرگنون کو جو اطراف مین دار الحکومت سریرنگپٹن کے ہین اپنے دخل مین لاوے پھر دار الحکومت خاص کی تسخیر کرنیکا ارادہ کرے بالاپور خورد کی طرف عنان عزیمت کی پھیری جب اُس مقام کے قریب پہنچا بدر الزمان خان وہان کا قلعہ دار اُس لشکر انبوہ کا مقابلہ نہ کرسکا بناچار قلعہ کو معہ سب کارخانجات غنیم کو تسلیم کیا اور غنیم سے رخصت لیکر کرپہ کی طرف چلا گیا مادھوراو پیشوا نے بعد تسخیر کرنے اُس مقام کے کولار کی طرف متوجّہ ہو نواب دلاور خان جاگیردار سے کچھ روپیہ لیکر اُسکی جاگیر بحال رکھی اور کوہ مرواکال کو جہان حیدری تھانہ تھا محاصرہ کرکئی یورش متواتر مین اُسکو مسخّر اور وہان کے قلعہ دار کو سب متحصّنون سمیت قتل کرکے گرم کنڈہ کی جانب تاخت کر اُسکو بھی بزور فتح کیا اور میر علی رضا خان کو جو اُسکی ملازمت مین حاضر اور کئی پشت سے وہ اُس حدود کی تعلّقہ داری کرتا چلا آتا تھا اُسی جاید اد مین واسطے نوکر رکھنے ایک ہزار سوار تین ہزار سپاہی کے حکم دے کر اُسطرف سے پھرا جب جاسوسان معتبر کی زبانی یہہ خبر نواب بہادر کو پہنچی حمایت ایزدی کو اپنا پشتیبان سمجھ سب سواران جگر دار ہژبر شکار کو ہمراہ لے کوہ ماکرّی کے جنگل مین ٹھہر کر وقت و قابو کا منتظر رہا اچانک غنیم کی فوج کے ہراول نے ساتھ جمعیّت پچاس ہزار سوار اور پیادون اور بڑی بڑی توپون کے کمین گاہ سے نواب بہادر کے غافل متّصل اُوتری درگ کے آکر ڈیرہ کیا اِس ارادے سے کہ دوسرے روز وہان سے کوچ کر دار الامارت سریرنگپٹن کے قلعہ کو محاصرہ کرے نواب بہادر نے اِس نوید کو سن تمام دن اُس صحرا مین بسر کر آدھی رات کو اُس ہراول کے پیچھے

سے آکر شب خون مارا اور اُن خون گرفتون کو جو بیخبر بستر خواب آسایش پر سوتے تھے خواب عدم مین سولایا لشکر فیروزی اثر کے بہادرون نے شجاعت اور حمیّت کو کام فرما ہزارون مردان بہادر کو قتل کیا تیر کی ترنگ اور تلوار کی صلیل اور گھوڑون کے ہنہنانے اور مردون کی للکار سے ہنگامہ روز محشر کا برپا ہوا

نظم

کرون کیا بیان ماجراے ستیز	کہ برپا تھا اُس جا پر اک رستخیز
سر و حلق مردان جنگ آزما	نثار دم خنجر و تیغ تھا
روان خون تھا مانند دریاے آب	سر پہلوانان تھے مثل حباب
جوان مرد جتنے تھے اُس فوج کے	سبھی دفعۃً وہان پہ مارے گئے
ہوئے کشتہ اعدا بہت وقت جنگ	زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
کوئی لوٹتا تھا پڑا خاک پر	کوئی کھا کے نیزہ گرا آہ کر
ہوئے کشتہ جتنے کرون کیا بیان	سوا لاش کے کچھ نہ وہان تھا عیان
مظفّر ہوئی غازیونکی سپاہ	ہوئی فوج یونان سراسر تباہ

آخر کار باقی فوج بہ سبب نہ پہنچنے وعدہ موت معیّن کے اپنے ہتھیار و گھوڑے چھوڑ بھاگی اور اُس مہلکہ سے جان بچا اپنا بہت سامال و اسباب عوض مین نیم جان کے چھوڑ گئی تب نواب نامدار نے نقّارہ فتح کا بجوایا اور صبح کے وقت غنایم کو ضبط مین لا غازیان اسلام کو صلہ و انعام شایستہ دے مابقی سر برنگپٹن کو روانہ فرمایا جب اِس شکست کی خبر مادھو راو کو پہنچی رنگ چہرہ کا اُسکے اُڑ گیا مار سر کوفتہ کے مانند پیچ و تاب کھانے لگا اتّفاقا اُسی وقت پانچ چھہ ہزار سوار جو حسب الحکم اُسکے بارا محال کی طرف تاخت کو گئے تھے جبدری بندارون کے ہاتھ سے خستہ و پریشان حال مسلوب الحال اُسکے لشکر

مین جا داخل ہوئے اُنکا یہ پریشان حال دیکھنا زیادہ تر موجب رنج وکاہش کا
مادھوراو کو ہوا پرپیشوائی کے نام کی غیرت کے سبب ایسی ناکامی سے
پونان کو جانے کا لاچار ساتھ دل سوگوار و چشم اشکبار کے مقام چنتامنی سے
کوچ کر دامن کوہستان انباجی درگ مین مانند جمادات کے بےحس وحرکت
ہوکر اقامت کی جب یہ خبر نواب بہادر کو جو عقل کامل اور اقبال شامل رکھتا
تھا معلوم ہوئی مآل کار کو خرد خداداد کی میزان مین تولا اور یہ سمجھکر کہ دو سال
کے عرصے سے تمام ملک متعلق دارالامارت مرھٹون کے لشکر سے پامال ہو
رہاہی اور اُس مدّت مین اُنکی تاخت و تاراج کے باعث دانہ کیا بلکہ گھاس
بھی زمین پر اُگنے نپائی اِس صورت مین اگر چندے اسی طرح لڑائی بھڑائی
اِس ملک مین قایم رہیگی تو رعایا کا حال بہت ابتر وخراب ہو جائیگا اور بزرگون
نے فرمایاہی کہ صلح و صلاح بہرحال جنگ و جدال سے بہتر ہی چنانچہ موافق حکم
رائے صواب نماے کے ایک شخص کو جو شیر محفل خاص اور محرم
خلوت سرائے صدق و اخلاص کا تھا عہدے پر سفارت کے منصوب فرماکر
ایک نامہ اِس مضمون کا مادھوراو بہادر کو لکھا کہ دنیا ایسی متاع نہین ہی
جسکے لیئے دو عاقل باہم نزاع کرین اور رعایا و برایا جو بدایع و ودایع ایزدی ہین
اُنکو عبث عبث پامال کرنا اور لوٹنا اور خون ناحق کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن
پر ڈالنا جوانمردان حق شناس کی آئین سے بہت بعید ہی اور یہ بات ظاہر
ہی کہ جب تک ایک رمق بھی اِس طرف کے مجاہدون کے تن مین باقی رہیگی
تمھارے لشکر کو آرام و راحت سے بہرہ لینے نہ دینگے اور اگر سو برس اِس
کوہستان مین سر ٹکراؤگے تو بھی ممکن نہین کہ تمھاری ریاست کا نقش
اِس ملک مین درست بیٹھے اسواسطے صلاح دولت اسی مین ہی کہ آپ

یونان کو ساتھ خیر و عافیت کے مراجعت کرین اور اگر تھوڑے روز اور خوشامدیان خانہ برانداز کی اغوا سے اپنے دار الملک سے دور اس ملک مین تاخیر کرینگے دشمنون کے ہاتھ سے جو مترصّد فرصت ہین اُس ملک مین رنگ رنگ کے فتنہ و فساد سر اُٹھاوینگے تب سوائے افسوس و ہاتھ ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ دار الحکومت تک پہنچنا دشوار ہو جائیگا اور چونکہ عالم اتحاد مین دوستانہ ضیافت کرنا مناسب ہوتا ہی اس لئے کچھ نفایس اور کچھ روپئے نقد بھیجے گئے ہین اُسے قبول کر اپنے دوست دار کو مشکور کیجئے والسلام جب نامہ مصالحت ختامہ مہر خاص سے مزّین و مرتّب ہو چکا معہ سات لاکھ روپئے نقد اور کچھ نفایس اقمشہ کے ساتھ جو دو تین روز کے آگے مادھوراو کی فوج ہراول سے لوٹ مین ہاتھ لگے تھے منتخب کر واسطے مادھوراو کے ہدیہ کے طور پر سفیر باتدبیر کو حوالہ فرمایا گیا اُس فدوی اخلاص شعار نے سب نقد اور اجناس معہ نامہ مادھوراو کی خدمت مین پہنچایا مادھوراو تو ایسے مایدہ پر فایدہ کے حاصل ہونے کی دعا ہی مانگ رہا تھا نامہ و نقود و اقمشہ کے وصول ہونے کو فتح غیبی سمجھ نواب بہادر کے ارشاد کو دامن جان مین باندھا اور نواب بہادر کی طرف کے اسیرون کو انعام و خلعت دے کر سفیر مذکور کے ساتھ روانہ کر خود فی الفور وہان سے پونان کی طرف کوچ کیا جب میدان ملک کا مرہٹّہ کی فوج سے خالی ہوا نواب بہادر نے مادھوراو کے پیچھے پیچھے بالاپور خورد کی طرف کوچ کیا اور وہان پہنچکر رعیتون پر جو مرہٹّون کے ہاتھ سے ستم رسیدہ ہو رہی تھین توجّہ کی نظر مبذول کی اپنی سرکار سے زر تقاوی دے خراج یکسالہ معاف کر سب کو خوش کیا پھر خود بدولت و اقبال بنگلور کی طرف عنان تاب ہوا اُن سوانح سے جو اس مقام مین وقوع مین آئے ایک یہ ہی کہ

علی زمان خان نایطہ جو زلف بدر الزمان خان نے وکالت مین محمد یوسف کمیدان قلعہ دار
مدھرا کے جسکو نواب محمد علی خان نے بغاوت مین متہم کرکے واسطے استیصال
اُسکے فوج بھیجی تھی نواب بہادر کے حضور مین حاضر ہو کر مدد طلب کی لیکن چونکہ
ضمیر منیر مین ارادہ انتظام کرنے نواحی بنگلور و صوبہ سرا کا مصمّم ہو گیا تھا علی زمانخان
کو حکم حاضر باشی کا ہوا جب وقایع کی فردون سے معلوم ہوا کہ نواب محمد علی خان نے
محمد یوسف کمیدان کو پکڑ کے دار پر کھینچا اور قلعہ مدھرا فتح ہو گیا نواب بہادر نے
علی زمان خان کو جو نہایت جسیم الخلقت گھوڑے کی سواری سے معذور تھا ایک
فیل فلک شکوہ معہ عماری اُسکی سواری کو عنایت کیا اور ندیمان خاص کے
زمرہ مین ممتاز فرمایا اُنھین دنون مین فیض اللہ خان ہیبت جنگ نواب دلاورخان
سابق صوبہ دار سرا کا داماد اپنے خسر سے ناخوش ہو سایہ دولت حیدری مین
پناہ جو ہوا تھا جب اُسنے اُن روزون بہ سبب رفع ہو جانے فساد مرھٹون کے
خاطر انور کو نواب بہادر کے خوش دیکھا فرصت کے وقت مین اپنے دعوی کو ظاہر
اور اپنے خسر کو طغیان مین متہم کرکے مزاج کو نواب بہادر کے برہم کیا اور
آپ ساتھ چند سوار اور ایک فیل کے واسطے حاضر لانے نواب دلاور خان کے
پیشگاہ حیدری سے کولار کو روانہ ہوا دلاورخان جو مرد جہاندیدہ تھا بے تامّل
حضور مین حاضر ہو کر اپنے داماد کی کیفیّت مفصّل حضور مین ظاہر کی اور
ہیبت جنگ کے لڑکون کو جنھین ہمراہ اپنے لایا تھا حاضر کیا نواب بہادر نے
باتون کو دلاورخان کے سچ یقین کر لڑکون کو آگے فیض اللہ خان کے
بھجوا دیا اور دلاورخان کو حکم فرمایا کہ چونکہ فیض اللہ خان تربیت طلب ہی
نصیحت کرنے مین اُسکے خاطر عاطر مصروف رکھا چاہیئے بعد اِس گفتگو کے
نواب دلاورخان علحدہ ایک خیمہ مین جو موافق حکم کے ساتھ فرش

نفیس اور سامان مایحتاج کے مرتب و آراستہ ہوا تھا داخل ہوا اور دونون وقت نواب کے ساتھ الوان نعمت مین شریک ہوتا تھا علاوہ اُسکے سرکار کے دیوان کو یہہ حکم دیا گیا تھا کہ جب تک نواب دلاور خان لشکر مین تشریف رکھین ایک ہزار روپیہ ہر روز واسطے مصارف ضروریہ کے سرکار سے پہنچاتا رہے اور از بسکہ خاطر انور نواب دلاور خان کی ملاقات سے مسرّت اندوز ہوی نواب نور الابصار خان کو جو نواب دلاور خان کا بھتیجا تھا اپنی دامادی مین افتخار بخشا اور بہت سامان جہاز کا جو لایق سلاطین کے اور فایق اوپر رتبہ اعاظم و اکابر کے تھا عنایت کر سرفراز کیا بعد تھوڑے روز کے خود بدولت چھہ مہینے تک نواحی بنگلور و مدن ہلّی و کیسر مین تشریف رکھ راجگان سرکش و متمرّد کتئین قرار واقعی سزا کو پہنچا مستقر حکومت کی طرف رونق افزا ہوا اور دو برس کے عرصے تک کسی طرح کے فتنہ و فساد نے اطراف و جوانب مین سر نہ اُٹھایا بڑی دل جمعی سے ہمت عالی کو آراستہ کرنے پر سپاہ جنگی اور جمع کرنے پر ہتھیار و سامان حرب کے مصروف رکھا اور اُسی زمانے مین خبر فوت ہونے محمد عمر کمیدان کی حضور مین پہنچی نواب بہادر نے اُسکے لڑکے کو جسکا نام محمد علی تھا بمقتضاے بندہ نوازی اُسکے باپ کی جگہہ کمیدانی پر اُسی رسالون کے منصوب و مقرّر فرمایا ؛

پہنچنا رگھناتھ راو پیشوا کا ملک بالا گھات کی تسخیر کے ارادے
پر پونا ن سے اور پھر جانا اُسکا ناکام اور تسخیر فرمانا
نواب بہادر کا ملک بادامی وجالی مال وغیرہ کو اور دوسرے
وقایع جو سنہ گیارہ سو تیراسی ہجری مین ظاہر ہوے

جب نراین راو پیشوا اپنے چچا راگھو کے ظلم کے سبب محمد یوسف کمیدان کے ہاتھ سے مارا گیا راگھو راو جو بالاجی راو اور مادھوجی راو کے عہد سے قید مین دن رات بسر کرتا تھا اپنے بھتیجے کے قتل کو موجب استقرار اپنی دولت کا جانکر پونان کی مسند ریاست پر بیٹھا اور بہت سے اُمرا و ارکان دولت مرھٹہ کو بہ پیشکش زر نقد اور وعدہ احسان آیندہ مستمال و موافق کر فوج بیشمار اور توپخانہ آتشبار لے حیدر آباد کی طرف متوجّہ ہوا ناظم حیدر آباد اِس خبر کو سنکر اپنے لشکر کے ساتھ اُسکے مقابلے مین آیا اور دونون طرف سے صف آرائی ہوئی ناظم حیدر آباد کی فوج بہ سبب آرام طلبی و آسایش دوستی کے جنگ و جدال کی تاب نہ لا میدان سے بھاگ گئی اور رکن الدولہ نے بھی جو دیوان مستقل اور امورات جزوی وکلی کا مالک تھا اپنی سلامتی مقدّم جان پہلو تہی کیا نواب نظام علی خان بہادر یہ حال دیکھ گرداب حیرت مین پڑ گیا موشیر رمو فرانسیس نے معہ دو پلٹن سپاہی نواب کی سواری کے ہاتھی کو درمیان مین لیکر جنگ کرتا ہوا اُسے بیدر کے قلعہ مین سلامت پہنچایا راگھو نے جلد تعاقب کر قلعہ کو محاصرہ کیا کئی روز مین نواب نظام علی خان نے تسلیم کر دینے پر کئی ملک سیر حاصل کے (جیسے بیدر اورنگ آباد احمد آباد برار) رگھناتھ راو سے مصالحہ کیا تب راگھو نے بعد اُس فتح نمایان کے دماغ فرعونی

بچا کر طرف ملک بالا گھاٹ کے جو قبضہ حیدری مین تھا کوچ کیا اس عرصے مین
نو یس رکن اعظم دولت پونان نے جو نراین راو کے مارے جانے اور
پانے سے راگھو کے ناخوش ہو تمارض کر کے پونان مین رہ گیا تھا حیدر آباد
ناظم کو لکھا کہ راگھو کو خلل دماغ ہو گیا ہی اُسنے اپنے حقیقی بھتیجے نراین راو
ایک جوان نیک ذات تھا ناحق ظلم سے قتل کیا ستاصال کرنا اُس بے باک
خون ناحق کا قصاص لینا صاحب دولتون پر لازم و واجب ہی اسواسطے
ت یہ ہی کہ ہم اور تم بالاتفاق ساتھ تدابیر شایستہ اور مساعی بایستہ
قتل پر اُسکے ہمت باندھیں اور نانا موصوف نے ایک نامہ اتحاد آمیز
ی مضمون کا نواب حیدر علی خان بہادر کے حضور مین بھیجا نواب بہادر نے
لو جواب مین لکھا کہ اگر راگھو اِس طرف آئیگا ہم تمہارے لکھنے پر عمل
نے مین قصور نہ کرینگے

سکے نواب حیدر علی خان بہادر نے اپنی جوانمردی کی شہرت کے
واسطے حاضر کرنے تمام لشکر فیروزی اثر کے حکم کیا نانا پھڑنویس
ب نامہ نواب کا پہنچا پڑھکر بہت ممنون و مطمئن ہوا اور فکر و
کر لشکر کے سرداروں کو جو راگھو سے سازش رکھتے تھے یہ
بھجکہ ایسے خونی کی رفاقت جسنے قطع رحم کر کے اپنے بھتیجے رشید کا
خنجر بیداد سے چاک کیا اختیار کرنا مردانگی کی حمیت سے بعید ہی اور
ظالم سے جسنے خون اپنے جگر گوشہ کا کمال بیرحمی سے خاک پر ڈالا توقع
فلاح کی رکھنا عقل مآل اندیش کے نزدیک بہت غریب مقتضا آدمیت
ہی کہ رفاقت کو اُسکی ترک کر کے پونان کو سب چلے آو اور نراین راو
کے دروازے پر حاضر ہو اُس مظلوم کی رانی جو حمل سے ہی اُسکی نوکری

اختیار کرو، جب یہ پیغام سرداروں کو پہنچا بمقتضاے خرد مصلحت اندیش اکثر لوگ توکسی لطایف الحیل سے راگھو کی اجازت سے پونا کو سدھارے اور کتنے ہراولی و یزکداری کے بہانے لشکر سے نکل کر پونا کو چلے گئے غرض کہ بیدر سے لے راے درگ کے پہنچنے تک کوئی متنفس لشکریوں سے راگھو کے ساتھ نرہا تب ناچار دل شکستہ تاسف سے ہاتھ ملتا ہوا ساتھ بیس ہزار سوار پنڈارہ کے جو اُسنے خود جمع کئے تھے آہستہ آہستہ منزلونکو قطع کرنے لگا اِس درمیان مین جب جاسوسون سے اُسنے یہ خبر پائی کہ حیدرآباد کا ناظم موافق صواب دید نانا پھڑنویس کے بڑی فوج سمیت ایلغار کئے ہوئے آتا ہی تب مضطر ہو نواب بہادر سے التجا کرنی مصلحت وقت جان ایک وکیل دانا کو حضور مین نواب بہادر کے روانہ کیا اور ایک نامہ اِس مضمون کا لکھا کہ اگر آپ اِسوقت مین میری کمک و دستگیری کرین اور چہارم حصہ خراج کا جو معمول ہی لطف فرماوین تو سراسر کرم و عنایت ہی،

نواب بہادر نے جواب مین لکھا کہ ترکب راو کے ظلم سے رعایا مین کچھ حالت باقی نہین رہی ہی مال واجب ادا نہین کرسکتین تمہارے واسطے حصہ کہان سے پہنچاجاوے اور جو تمنے کمک چاہی ہی اُسکا یہہ حال ہی کہ اگر تم کوکسی غیر کے ساتھ منازعت ہوتی تو کمک کرنا مضایقہ نہ تھا مگر اِس صورت مین کہ یہ نزاع و خصومت تمہارے گھر ہی سے اُٹھی ہی ہم کو تمہارے امورات خانگی مین دخل کرنا نہین پہنچتا آیندہ ہم کو ایسی تکالیف مالایطاق سے معاف رکھیئے راگھو نے مکرر لکھا کہ اِس وقت مین فتنے کا بازار سب طرفون سے گرم ہی اگر دس لاکھ روپیہ مہربانی کی راہ سے عنایت کرین تو اُسکے عوض مین تمام صوبہ سرا اُس طرف کشنا ندی کے بادامی و جالی مال و غیرہ تک

تگان حیدری کو ہم تفویض کر دینگے نواب بہادر نے اِس پیام کے جواب
اگھو کے وکیل سے فرمایا کہ اگر تمہارا موکل اپنے لکھے پر عمل کرے اِسطرف
ھی تمہارے مقصد کے سرانجام کر دینے مین فروگذاشت نہ ہوگی راگھو نے
یہہ مژدہ سنا خوش ہوا اور باجی راو اپنے نسبتی بھائی کو معہ تین سو سوار
یک پروانہ بابوجی سیندھیہ صوبہ دار سرا کے نام پر واسطے خالی کر دینے
کے روانہ کیا جب باجی راو قلعہ کے حوالی مین پہنچا اور پروانہ قلعہ مین صوبہ دار
اس بھیجا وہ فی الفور اُسکو پڑھکر آگ ہوگیا اور یہہ جواب دیا کہ راگھو راو
برادرزادہ کون ہی جسکے حکم سے ہم قلعہ کو خالی کر دین اگر وہ اپنی خیریت
ی صحیح و سالم پھر جاوے نہین تو مارے گولون کے اُڑا دیا جائیگا باجی راو تو
سے لڑنیکی طاقت نہین رکھتا تھا وہان سے مراجعت اور نواب بہادر کی ملازمت
کر کمک کی استدعا کی نواب بہادر نے موافق اُسکی تمنا کے
زادہ فیروز بخت کو فوج شایستہ دیکے واسطے فتح کرنے قلعہ سرا کے
ت فرمایا اِس اثنا مین کئی نامے نانا پھڑنویس کے پونان سے اِس
ن کے ملاحظہ مین حضور کے گذرے کہ ہرگز ہرگز جھوٹھے قول و فعل پر
کے التفات و اعتبار نفرمانا اور جس طرح ہو سکے قلع و قمع مین اُس
کے جس نے ریاست پونان کو مختل و برہم کر دیا ہی سعی کیا چاہئے
ہ اللہ تعالی بعد استیصال اُس خونی و خیم العاقبت کے جو امر آپکی دولت
د کے استحکام کے لئیے ضروری ہوگا اُس مین خیرخواہ امداد و اعانت کریگا
نواب بہادر نے جسکے ضمیر مین ملک گیری کا خیال مکنون و مضمر تھا
ار اور سردارون کو پونان کے ممنون احسان رکھنا موجب افزایش
ی اپنی دولت کا تصوّر کرکے دارالریاست سے نکل فوج قاہرہ سمیت

سواد برجن راے پٹن مین علم اقبال کو بلند کیا شاہزادہ بلند بخت نے جو ہمراہ رکاب
پدر بزرگوار کے تھا قلعہ سر اکو محاصرہ کیا اور مرحلہ و سیبہ (یعنے دیوار جسکے
آڑ سے فوج لڑتی ہی) مرتب و طیار کر ساتھ ضرب گولون کے قلعہ نشینون کو
تباہ کرنا شروع کیا تین مہینے کے عرصے مین بڑی کوششون سے وہ قلعہ فتح ہوا
اور تھانہ مستحکم قلعہ مین بٹھا مدگیری کی جانب متوجہ ہوا چار روز کے عرصے مین
بزور اُس قلعہ کو بھی مسخر کر چین راے درگ کے قلعہ کو گھیر لیا بعد محاصرے
ایک مہینے کے بہادران شیر صولت اور غازیان رستم صلابت نے قلعہ پر حملہ کر
بزور بازوی مردی اُسے مفتوح کیا اِس عرصے مین نواب بہادر نے بھی کوچ فرما آہستہ
آہستہ جنگل میدان طی کرتا ہوا تمکور کی نواح مین آیا راگھو نے جب خبر فتح ہو جانے
کی قلعہ کے شاہزادہ بلند اقبال کی پردلی و تدبیر سے سنی اور فوج ظفر موج حیدری کو بھی
مانند سیل بلا کے اپنی طرف متوجہ دیکھا بھاگنے سے بہتر کوئی تدبیر اُسے نہ سوجھی
سولہ ہزار سوار سے جو اُس اضطرار کی حالت مین اُسکے ساتھ رہگئے تھے پیچھے ہٹ کر
ارادہ ہندوستان کے جانے کا کیا لیکن پونان اور حیدرآباد کی فوجون نے اُسکا
تعاقب کیا اور اُسکو فرصت اُدھر جانے کی نہ دیکر پہلے تو برہان پور تک وہان
سے خاندیس اور وہان سے گجرات تک اُسکا تعاقب کیا نواب بہادر نے
اِس فرصت کو غنیمت جان گوپال و بہادر بندہ و موڈکی درگ و کپچندر گڑہ کو
جو سب قلعون مین مضبوط اور محالات توابع اُنکے جو سیر حاصل تھے اپنے قبضۂ
اقتدار مین لایا راجہ سرہتی کو جسنے اطاعت و انقیاد اختیار کی تھی خلعت فاخرہ
وجواہر گران بہا عطا کرکے اُسکی سرفرازی اور واسطے توفیر خزانہ و آبادی
اُس ملک کے اُسکو تاکید بہت فرمائی چند روز مین نول کنڈہ و جان ہلی کو مفتوح
کر طرف حویلی دھارواڑ کے لشکر کشی کی ؛

مستحبران وقایع و آثار پر پوشیده نرھے

ب اگلے دنون مین نواب بہادر نے قلعہ نگز کو مفتوح کر کے تمام ملک
رکو اپنے تصرف مین لایا میر رستم علی خان فاروقی نے جو نواب
ت جاہ کی طرف سے قلعدار حویلی دھاڑ وار کا تھا حلقہ عبودیت نواب
کا اپنے کان مین ڈال کر قلعہ کے تئین اولیاے دولت کو تسلیم
یا اور خود ساتھہ شاہ ہپان سو روپی کے عہدہ بخشی گری پرسواران
بر کے ممتاز ہوا بعد گذرنے تھوڑے روز کے جب مادھو راو پیشوا نے
بالا گھاٹ مین آکر فتنہ و فساد برپا کیا وہ قلعہ گماشتگان حیدری کے
ت سے نکل کر مرہٹے کے تصرف مین آگیا اُس عہدسے بسونت راو نام
شخص گوپال راو کے خویشون سے اُس قلعہ کا قلعدار تھا درینولا جب
ی لشکر کا گذار اُس طرف ہوا وہان سے سرسری چلا جانا اور
غیر کے قبضے مین چھوڑنا حمیت سرداری و بہادری سے بعید جانکر
الا واسطے محاصرہ کرنے اُس قلعہ کے صادر ہوا اور گلندازون کو حکم
یا کہ دو رسے گولے مارتے رہین چونکہ فتح کرنا مستحکم گڑھون کا شتابی ممکن نہین
لئے نواب بہادر نے اپنی خرد دوربین سے یہہ تدبیر شایستہ ٹھہرا کر
خط آپاجی رام کارپرداز نواحی مرج کی طرف سے اسمی بسونت راو
ارحویلی دھاڑواڑ کے اِس مضمون کا لکھا کر ظاہرا نواب بہادر عزم
خیر کرنے کا قلعہ حویلی دھاڑواڑ کے رکھتا ہی تم ہرگز بیدل نہو اور جنگ پر
نعد رہو ہم جلد فوج واسطے کمک کے بھیجتے ہین جب خط لکھا گیا
ب بہادر نے آپاجی رام نام ایک اپنے ملازم کی مہر جو لشکر فیروزی

اثر کے ساتھ تھانیت کردو نفر ہرکارے کو لباس مرہٹون کا پہنا اور وہ خط
اُنکو دیکر قلعہ کو روانہ کیا جب ہرکارے آگے قلعہ دار حویلی دھارواڑ کے پہنچے
اُس نافہم شامت رسیدہ نے اُس خط کو بھیجا ہوا آپاجی رام کار پرداز
نواحی مرچ کا جانا اور کمک پہنچنے کی امید پر بہ نسبت سابق زیادہ استحکام
کرنے مین قلعہ کے مشغول ہوا بعد چار روز کے نواب بہادر وقت شب کے
دو ہزار سپاہی تین سو سوار قوم مرہٹہ و راجپوت کے اپنے لشکر سے منتخب کر
تین ضرب توپ اُنکے ساتھ دے اور ایک رسالہ سوارون کا واسطے احتیاط
کے تعین فرما ایک شخص معتمد کو سپہدار اُس فوج کا مقرّر کر رخصت فرمایا
اُس فوج نے جنگل مین گھس کے اُس راہ سے جو مرچ سے قلعہ کو آتی تھی
سر نکال قلعہ کے نزدیک آکر کئی توپ و بندوقین بے گولے و گولی کے چھوڑین
قلعہ والون نے جو کمک کے پہنچنے کی انتظار مین راہ دیکھ ہی رہے تھے آواز توپ و
بندوقون کی سنتے ہی کمک پہنچنے کا یقین کر بہت خوشی سے دروازہ قلعہ کا
کھول سب سوار اور پیادون کو قلعہ مین راہ دی سپہسالار فوج جعلی نے
قلعہ دار کو کہا کہ سب اپنے سپاہیون کو قلعہ سے نکالو تا وے جا کر مورچون پر
نواب کے شب خون مارین اور جو لوگ ہمارے ساتھ مرچ سے آئے ہین
قلعہ کی حفاظت اُنکے حوالے کرو وہ قلعہ دار اندھیری رات مین دوست
دشمن کی تمیز نکر سکا اپنے سپاہ کو قلعہ سے باہر نکال سپاہیان تازہ وارد
کو واسطے حفاظت قلعہ کے متعیّن کیا جو ہین قلعہ کے سپاہیون نے حصار سے
باہر قدم رکھا سپہسالار حیدری نے بے تکلّف ہاتھ و گردن قلعہ دار اور کئی
اُسکے ملازمین کی اچھی طرح مضبوط باندھ تمام غلّہ و آلات حرب جو قلعہ مین
تھے اپنے ضبط مین لا مبارکباد کی شلکین چھوڑین جب قلعہ اُس حیلے سے

ے بھرتے قبضے مین آگیا علی الصّباح نواب بہادر گھوڑے پر سوار ہو
ن داخل ہوا اور وہان کے مکانون کی سیر کر کے اشیای نفیسہ
ب فرماجو قابل انعام کے تھین سپاہ رزم خواہ کو عطا کین اور ایک
ے کے عرصے تک اُس ملک کی سیر و گشت فرما وہان کے راجاؤن سے
خطیر معرض وصول مین لا کر تالیف قلوب کے واسطے جو فی الحقیقت
نظام سرداری کا ہی باجی راو برادر نسبتی راگھو کو جو لشکر ظفر پیکر مین
ا حضور مین طلب کر کے فرمایا کہ اگر تمکو جانا منظور رہی جاؤ کچھ مزاحمت و
ہ تمہیے نہ کیا جائیگا اُس درماندۂ بیابان سرگردانی نے عرض کی کہ راگھو کا
مارا برہم ہوا پونان کے سردار سب میری قرابت قریبہ کے راگھو کے
سب میرے خون کے پیاسے ہین اب مین سوا سایہ دولت کے ملجا و ماوا
کھتا نواب بہادر نے اُسکی بیکسی کی حالت پر ترحّم فرما عہدے پر رسالہ داری
سوار کے اور ساتھ عنایت کرنے فیل و نقّارہ و نوبت کے
سرفراز فرما ملازمان خاص مین داخل کیا اُنھین ایام میمنت التیام مین کہ سارا
ب دولت کا مہیا و آمادہ اور فتح و اقبال مانند چاکران غاشیہ بدوش اور
، حلقہ بگوش کے در دولت سرا پر حاضر تھے پورنیا برہمن کو جو ساتھ جوہر عقل
ر استگی رکھتا اور بہ مشاہرہ پچاس ہون ایک شخص کے پاس
، صرّافان لشکر حیدری سے تھا اوقات بسری کرتا تھا اور تحریر و تقریر
ن بہت دنون سے منظور نظر مشکل پسند نواب عالی جناب کی تھی
ے ذرّہ پروری حضیض نکبت سے نکال کر اُسے اوج سرفرازی پر پہنچا
لنتری زبان کا اُسکو تفویض فرمایا اور مواجب معقول مقرّر کر اُسے
مناس عالم کا کیا بعد انتظام کرنے اور سب کارخانجات کے خاطرانور بہ نسبت

مطابق کے بیشتر آراستہ کرنے پر سپاہ رزم خواہ کے متوجہ ہوئی چنانچہ عرصہ
قلیل مین جنگ کے آلات شمار سے زیادہ فراہم کیئے گیئے اور شہرہ قدردانی
و سپاہ دوستی کا نواب نامدار کے بلاد و قصبات مین گوشوارے کے مانند
بہادران جان سپار کے کان کا آویزہ ہوا جوق جوق سوار پیادے اچھے اچھے سلاح
گھوڑون سمیت آ کر نوکر ہونے لگے چنانچہ اب دستے دستے سوار خاص طویلون کے
جگ مگے اور چمکیلے ہتھیارون کے ساتھ رنگ برنگ کے لباس پہنے جولانگاہ مین
گھوڑے پھراتے پیادے بندوقچی وردی سرخ و زرد و سبز بانا تون کی پہنے
ہوئے مانند ابر موسم بہار کے ہر جانب خرامان ہوتے اور سوار زرہ بکتر خودچار
آئینے پہنے ہوے دریاے مواج بحر اخضر کو عرق خجالت مین ڈباتے الغرض عرصہٗ
قلیل مین اٹھاون ہزار سوار جرّار ساتھ پلٹن سپاہی و پینتالیس ہزار پیادے کرناٹکی
جو برقندازی کے فن مین بے خطا تھے اور پانچ ہزار باندار و دس ہزار گولنداز
قادر انداز علم آسمان سا کے تلے مجتمع ہوئے اور توپخانے کے علاوہ دو ہزار
اُونٹ منتخب جوانان روئین تن کے حوالے ہوئے کہ عراق و ترکستان کی فوج
کی طرز پر شترنال اُنپر باندھکر لڑائی مین مانند ابر کے جوشان و خروشان و
برق افشان رہین جب خاطر خطیر سب اسباب سروری کے انجام کرنے سے
جمع ہوئی مستقر سریر دولت کی طرف معاودت فرماکر سایہ عاطفت کا شہر خجستہ بنیاد
کے رہنے والون کے سر پر ڈالا اور مناصب مناسب و روزینے اور مواجب و
خلعت و جواہرات ہاتھی گھوڑے عطا کر کے تمام اُن لوگونکو جو سائے مین دولت
واقبال کے رہتے تھے عرق ریزی اور جانفشانی پر آمادہ و مستعد کیا،

آنا مادھو راو پیشوا کا دوسری بار پونان سے بالا گھات مین بقصد استخلاص اور آخرکار صلح کرنا اور پھر جانا اپنے ملک کو

نواب حیدر علی خان بہادر نے بعد مراجعت مادھو راو کے ایک لشکر
مین مردان جنگی اور لڑاک سے جمع کر اور بڑا توپخانہ آتش بار بہم
ناب بدنور کے بند و بست کو کوچ کیا صوبہ سرا کے ناظم کو جو
اوکی طرف سے مقرّر تھا اِس کوچ سے اُسے یقین ہوا کہ نواب حیدر دل
نگر کے بند و بست سے فراغت کر صوبہ سرا کی تسخیر کا ارادہ کریگا اِسلیئے
بچاو کے واسطے اِس واقعہ کا علاج وقوع سے پہلے کرنا مصلحت جانکر
رضی کے ذریعہ سے مفصّل حال اُسکا مادھو راو پیشوا کے حضور مین
یا اُس سردار صاحب اقتدار نے بھی نواب بہادر کی جمعیّت کو اپنی
کی پریشانی کا سبب جانکر ایک حشر عظیم سوار و پیادون سے جمع کر کے
الت محروسہ کی طرف نواب بہادر کے متوجّہ ہوا اور اپنی فوج کے
ارون کو بڑی جمعیّت کے ساتھ واسطے فتح کرنے ان قلعون کے جو
بہادر کے علاقے مین تھے تعینات کیئے نواب بہادر نے اُسکے آنے سے
زدو اندیشہ نہ کر تمام فوج ظفر موج اور توپخانہ کے ساتھ ہمو کر لواتین
ا سے تنب بھدرا ندّی اُتر کر شکار پور کے سواد مین خیمہ کیا
چیتال درگ کا اس مہم مین ہمرکاب نواب بہادر کے تھا) غنیم کی
نے بھی یہہ اطّلاع پا کر قلعون کا محاصرہ ملتوی رکھ ایک کوس کے فاصلے
کیا اور شب بسر کر کے نور کے تر کے میدان مین آپہنچے اِس طرف سے
بہادر توکّل کا خود سر پر رکھ حفاظتِ حافظ حقیقی کا جوشن پہن میدان

مین آیا اگرچہ درمیان افواج غنیم کے جو مور ملخ کے مانند بیشمار تھی فوج نواب بہادر
کی محصور ہو گئی تو بھی غازیون نے اُسدن کو لڑبھڑ کے بسر کیا شام
کو مخالف کی فوج اپنے ڈیرون پر پھر گئی اور نواب بہادر نے سپاہ کو فرصت
کھانے پینے کی دیکر رات کو وہان سے کوچ کرچرولی و نوزلی وچراگی کے مقام پر
خیمہ کیا اور گھنے جنگل کو پشت پر رکھکر لشکر کی چارون طرف کمین گاہ دشمنون کے
شکار کے لئیے مقرّر کر جابجا سوار پیادون سے محافظت اور مضبوطی کی اور
اُسطرف سے مادھوراو نے بھی شانور کے حاکم سمیت جو اِس مرتبہ بھی بدعہدی
کرکے اُسکے ساتھ ہو گیا تھا آکر لشکر حیدری کے سامھنے ڈیرہ کیا ہرروز تولی
تولی بیر اور سورمان سوارون کی دونون فوجون سے نکل نکل میدان مین آ
لڑبھڑ کوئی شہادت کا شربت پیتا اور کوئی دوزخ کی آگ کا کندا بنتا تھا
کئی دن پیچھے جب مادھوراو نے گولے اولے کے مانند برسائے تب اُردوے
مبارک سے بہتون نے مرتبہ شہادت کا پایا نواب نامدار نے اِس سے
پہلے ہی رات کو پانچ ہزار بندوقچی اچوک پندرہ سو سوار جان نثار چار ضرب
جلوی یامیدانی توپین ہلکی ہلکی ساتھ لیکر سارا اسباب و اساس عظمت و شوکت کا
دلاورخان بہادر کے اعتماد پر چھوڑ اور باقی لشکر ہیبت جنگ سپہسالار کے حوالے کر
شبخون کی نیت سے شیر کی مانند جنگل مین گھسا اور دل مین یہ ٹھہرایا کہ پہلے دشمن
کے توپخانے پر گر اُسکو قابو مین لا پیچھے دشمنون کو گولے و گولیون کا نشانہ
اور نہنگ شمشیر کا طعمہ بنایا چاہیئے لیکن پیچ یہ پڑ گیا کہ جنگل سے نکلتے نکلتے
رات آخر ہو گئی طلیعہ روشنی صبح لشکر فتح پیکر کا ہراول ہوا غنیم کی فوج
خواب غفلت سے چونکی اور نواب حیدر علی خان بہادر کی لشکر کے مقدّمے کو
شہد کا چھتا سمجھ مکھیون کی طرح چارون طرف سے بھن بھنا کر آچمٹے اور مار مار للکارنے

ب بہادر نے اُسوقت مین گولندازون کو حکم دیا کہ توپ کو مہتاب دکھائین
جب فلیتہ دکھایا توپون نے آگ نہ لی ہرچند گولندازون نے جوفن گولندازی
ے مثل و یکتا تھے سو طرح کی تدبیرین کین لیکن بموجب اِس مصرع کے

تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

توپ بھی نہ چلی آخرکار خود نواب نے گھوڑے سے اُتر فلیتہ دکھایا اُن
اؤن سے ایک نے بھی مہرہ نہ اُگلا لاچار توپون سے ہاتھ اُٹھا کر بندوقچیون کو
ٹھون نے باڑھین مارغنیم کی فوج سے بہتون کو جہنّم واصل کیا اور کتنونکو
ہر چونکہ مرھٹے کی فوج شمار سے زیادہ تھی اِسواسطے اس قدر زد و کشت
ال مین نہ لائے اور جب کسی طرح اُنکو معلوم ہوا کہ نواب بہادر
نفیس اُس معرکہ مین حاضر ہی اُسی روز کو لڑائی کے تمام ہونیکا
راجانون سے ہاتھ دھو گھوڑون کی باگ اُٹھا آتوتے اور غازیون کے ساتھ
و نیزے سے لڑے اور لڑائی رستم و اسفندیار کی بھلا نے لگے اُسی
مین بیکنتھ راو دیوان نواب بہادر کی سرکار کا بیکنتھ باشی ہوا اور
انخان نے چہرے پر زخم کھا کر ہم چشمون مین سرخروئی حاصل کی جو غازی کہ پیچھے
ن نے مڑ کر لشکر اسلام مین ملنے کا ارادہ کیا مرھٹون نے تعاقب کیا
کر وے سب کام آئے نواب بہادر نے جب لڑائی کا رنگ اِس ڈھنگ
نے دیکھا اکیلے اُس بلا سے نکل ایک جانب درخت کے سایۂ مین کارساز
کی تائید کے منتظر اور اقبال کی مدد کے امید وار کھڑا ہور ہا اتّفاق سے
طنبورچی لشکر حیدری کا اُس میدان جنگ سے نکل کر اُسی درخت
پیچھے جا پہنچا نواب بہادر اسکے پہنچنے کو فال فتح کی سمجھ اسکو حکم طنبور
نے کا فرمایا جو ہین اُسنے طنبور پر چوب دی طنبور کی آواز سنتے ہی مرھٹے کی

فوج کو یقین ہوا کہ غازیون کو تازہ مدد پہنچی اِس تصوّر سے پانون سے بھون کے اُتھ گئے ہتھیار گھوڑے غازیون کے جو اُنکے ہاتھ آئے تھے کچھ اپنے اسباب سمیت جا بجا چھوڑ بھاگے پھلکے بھاک کھڑے ہوے نواب بہادر ساتھ کئی بہادرون کے جو طنبور کی آواز سنکر اُس درخت کے نیچے پہنچ گئے تھے میدان مین نکل آیا فی الفور پشت کی طرف سے ایک بڑا غبار اُٹھا معلوم ہوا کہ ہیبت جنگ بخشی فوجین اعدا کے خون کی پیاسی اور توپخانہ لئے بطور ایلغار کے آپہنچا نواب بہادر نے بخشی کی عزّت بخشی کر کے لشکر تازہ زور اور توپخانہ ساتھ لے مخالفون کی فوج کا پیچھا کیا اور تلوار جو اعدا کے خون کی پیاسی تھی میان سے نکال سیراب کی اور قتل عام کا حکم کیا حکم پاتے ہی گولندازون نے جو اپنے کام مین برق کے مانند آتش دست تھے گولون کے اولے برسا کر اعدا کے کھیت کو جلا دیا اور برق اندازون نے جو شراب شجاعت سے مست تھے دشمنون کے کھلیان پر گولیون کے صاعقے ڈال کر خاک سیاہ کر دیا سوارون نے باگ اُٹھا دشمنون کے سر سے نیزون کے لٹو اور مخالفون کی جسد کو تلوارون کے میان و غلاف بنا اُن گران جانون کے نقد و جنس پر لوٹ پاٹ کا ہاتھ بڑھایا؏

نظم

ہوا اُس گھڑی اِس قدر کشت و خون	کہ حیرت مین تھا چرخ فیروزہ گون
عدو اِسقدر وہان پہ کشتے ہوے	کہ میدان مین کت تونگے پشتے ہوئے
گریزان مخالف ہوئے لیکے جان	نہ ہرگز رہا وہان کسیکا نشان

آخرکار مادھوراو نے جب حیدری لشکر کے تلاطم امواج سے اپنی کشتی اُمید کو تباہی کے بھنور مین پڑی ہوئی دیکھا باوجود اُس کثرت فوج کے فراری ہوا

بنکاپور سے اِس طرف کہین نہ رُکا نواب بہادر نے جب تائید غیبی سے اُس
ن کو مخالفون کے وجود سے خالی دیکھا شادیانے فتح کے بجوا اُسی مقام پر
ھرا کرنے کا حکم دیا اور مرحم سے انعام نقد و جنس کے گھائلون کے
ن پر پھاھے لگائے اِس عرصے مین برسات کے موسم نے واسطے رفاہ عالم کے
ہ شروع کیا نقّارچی نے رعد کے کوس آپہنچنے لشکر باران کا بجا کر ہنیجا لونکو
سفلی کے آگاہی دی چوتھے آسمان کے حاکم آفتاب جہانتاب نے تہدید کے لئے
ان اور سرکشان عالم کے برق کی شمشیر نکالی مادھوراو نے بنکاپور
اح مین قیام کیا اگرچہ بارش کی کثرت کے سبب عالم آب تھا اور چھوتے
تے نالے بھی اتھاہ ہوگئے تھے مادھوراو نے اِس شکست فاحش کی
ت کے مارے گوپال راو مرچ کے ناظم کو حکم کیا کہ جس طرح ہوسکے
بھدرا ندّی اُتر کر نواب بہادر کے ملک کو تاراج کرے گوپال راو نے
ب حکم چار ناچار فوج سمیت ہورتّل گھاٹ سے اُتر کر جتنے گانو پرگنے
ب بہادر کے علاقے سے سامھنے پڑے لوٹے اور جلا کے خاک سیاہ کئے
راجہ ہربن ہلّی اور راے درگ سے بہ زور و تعدّی مبلغ خطیر لیکر چیتال
ـ کے علاقون مین ظلم کرنے لگا جب اِن سانحون کی خبر نواب بہادر نے سنی
لفور برسات اور ندیون کی طغیانی کے اندیشہ کرنیکو آبرو ریزی رعایا کی
بے تامّل سارا ساز و سامان لشکر کا مقام پر چھوڑ صرف چھہ ہزار جرّہ سوار
ھوڑون کے دو ہزار سوار سلحدار و چار پلٹن سپاہی چھہ ضرب توپ ساتھ
بجلی کے مانند اُن ظالمون کی طرف تاخت کی تین دن کے عرصے مین تکلیف
کر اُس راہ پرخطر کو طے کیا اور اچانک جس حالت مین گوپال راو اور
لے ساتھی بے خبر تھے مرگ ناگہانی کی طرح اُن کے سر پر جا گرا فرصت زین

باندھنے اور ہتھیار اُٹھانے کی اُنھین نہ دی تلوار و خنجر آبدار سے ایک ایسا خون کا
دریا بہایا جو دریاے سرخاب کی طرح موج مارنے لگا سپاہ غنیم نے اگرچہ میدان جنگ
سے منہ نہ موڑا پر محاصرے کے سبب بند ہوکر توپخانہ فرنگی کے ہدف ہوے گھوڑے تھان
پر بندھے کے بندھے رہ گئے گوپال راو نے جب اپنے تئین چار موجے مین کشت و مات
کے پایا منصوبہ جنگ کو بے فائدہ سمجھ بساط لڑائی کی اُلٹ سب مال اگلا پچھلا اور
خیمہ اقمشہ نفیسہ جو کچھ راجاؤن اور رعیّتون سے بہ ظلم و تعدّی لیا تھا جا بجا چھوڑ
اپنے رفیقون کے ساتھ جان لیکر بھاگا اور بہادرون کی دستبرد سے بچکر قلعہ سرا
مین جو مادھوراو کے قبضے مین تھا جا کر پناہ پکڑی اور اُسکی سپاہ اور عورتین جو
قتل عام سے جانبر ہوی تھین وہان قایم نہ رہ سکین بھاگ کر مادھوراو کے
لشکر سے جا ملین تب نواب شیر جنگ نے اُن بزدلون کے تعاقب کو بیہودہ
سمجھ نقّارہ فتح کا بجوایا اور وہین اِستقامت فرمائی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ
حیدری لشکر کے پنڈارے جو طلایہ کے طور پر ہمیشہ بہ موجب دستور فوج کے
آگے رہتے ہین رخصت پا کر بہ تبدیل لباس و لہجہ گوپال راو کے
سوارون مین جیسے پانی شراب سے جلد ملجاتا ہی مل گئے تھے جب گوپال راو بھاگا
تب اُنھون نے قابو اور فرصت پا بہت سے مخالفون کو ٹکڑے کر پانچ
ہزار گھوڑے جلدرو اور اُنتیس ہاتھی بڑے بڑے اور نوّے
اونٹ لوٹ کر صحیح سالم بھرے پورے حضور مین آ حاضر ہوے اور بہت سا
انعام نقد و جنس پا کر امتیاز و سرفرازی حاصل کی مادھوراو نے جب دیکھا کہ
باوجود اِس قدر جمعیّت فوج کے کچھ ہو نہین سکتا اور پانی کے طغیان اور
سیلابی کے باعث راہ پونان کی بھی نظر نہین آتی تب پہنچنا اپنا پونان تک
مشکل بلکہ غیر ممکن سمجھکر ہوشیار وکیلون کی معرفت طالب صلح کا ہوا اور

له روپی پر انقطاع معامله کرکے نواب بہادر سے آشتی کی اور بعد
برس کئی مہینے کے ناامید خوار ہمّت ہار اپنے دارالحکومت مین پہنچا نواب بہادر
بعد جانے مادھوراو کے اُس نواح کا بند و بست قرار واقعی کر فتح نصرت
ساتھ حافظ حقیقی کے سایۂ مین نگر کی راہ سے سریرنگپٹن مین داخل ہوا
ن لوگون نے اُس لڑائی مین جانفشانی کی تھی اُنکو خلعت و جواہر اور نقد
یر دیگر آرام کرنے کی رخصت دی تھوڑے روز کے پیچھے نواب
خان نے جو نواب بہادر کے سایۂ حمایت مین خوش اور خرّم زندگی کرتا
ہان شیطان کے ورغلان نے سے بے سبب عذر بیماری کا ظاہر کرکے کولار
ا اور وہان سے اپنا سب اسباب لیکر گپ چپ آرکاٹ مین جا وہان
ت اختیار کی نواب بہادر نے اِس خبر کو سنکر بہت تاسّف کیا اور کولار
علاقے کو ضبط کرکے ایک حاکم حضور سے وہانکے انتظام کو مقرّر فرمایا؛

بلند ہونا نشان عالیشان کا واسطے تسخیر کورگ اور کالیکوت کے
ادیگر وقایع که سنه گیاره سی اسی ہجری مین واقع ہوئے

مانے مین جب بیجاپور کے سلاطین کی سلطنت قایم تھی کورگ اور
ت کے حاکم اُنکے مطیع رہتے اور خراج دیا کرتے تھے جب اُنکی سلطنت
سید ہوی اور نواب آصف جاہ بادشاہ دہلی کے حضور سے دکھن کا صوبہ
اکورگ اور کالیکوت کے مرزبان دستور کے موافق مقرّری خراج
کرتے تھے اور آخر کو جب درمیان آصف جاہ و مرہٹے کے جنگ و جدال کی
ی نواب موصوف جزئیات پر متوجّہ نہوا اور صوبہ سرا کے ناظمون نے

جو اُس کی طرف سے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کو مامور تھے رشوت لے سرکار کے نفع و نقصان کا کچھ خیال نکر سرکشون سے کسی امر مین متعرّض نہوے قابو چی زمینداروں نے حاکمون کی سستی دیکھکر خودسری اختیار کی اور خراج گزاری سے ابا کیا اگرچہ نواب بہادر کو اُس ملک کی تسخیر سابق سے مرکوز خاطر تھی لیکن بسبب تردّد کے جو مرہٹے کے آنے سے لاحق رہا وہ ارادہ قوت سے فعل مین نہ آتا تھا جب بالا گھاٹ نواب بہادر کے تشریف رکھنے سے باغ ہمیشہ بہار ہوا اور مرہٹے سپاہ حیدری سے صدمے اُٹھا پونان کو چلے گئے سزا دینی اُن شریرون کی جنھون نے اِس عرصے مین فرصت پاکر سرکاری تھانون کو لوٹا اور لوگون کو قتل کیا اور اپنے اپنے خطون مین مستقل ہو کرزر خراج کچھ بھی سرکار مین نہ بھیجا تھا واجب ولازم جان کر واسطے حاضر ہونے لشکر کے حکم کیا جب فوج جمع ہو گئی نواب بہادر خود بدولت نگر کی راہ سے دریا کے کنارے پر آیا اور سات سو کشتیون پر سامان رسد کا دریا سے منگایا اور جب رسد کی طرف سے اطمینان حاصل ہوا رسالے اور توپخانے ساتھ لیکر اُن باغیون کے سر پر اجل ناگہانی کے مانند پہنچا اوّل فوج جان نثار کو بیل کے راجہ کی تنبیہ کے لئے حکم کیا جسنے اُنھیں دنون مین دار الامارت کے علاقون پر تاخت کر رعایا کا مال لوٹا اور مواشی ہانک لیگیا تھا راجہ مذکور نے یہہ خبر سنکر پہلے تنہا افواج حیدری سے لڑنا مناسب نجان قلعے کو خالی کر لڑکے بالے اور اسباب ساتھ لے بھاگ کر جنگل مین جا گھسا اور بعد اُسکے کوڑک کے حاکم کی فوج سمیت جنگ پر مستعد ہوا جب حضور مین نواب بہادر کے یہہ خبر پہنچی ایک جماعت کو مردانِ معتمد سے اُس قلعے مین چھوڑ خود جنگل کی راہ سے سرکشون کے سر پر جا پہنچا اور شیر کے مانند اُس نیستان سے نکل کر بے تامّل مار دھاڑ شروع کر دی

ن طرف سے ہتھیار چلنے لگے باغیون نے جب اپنی مخلصی مشکل دیکھی جان
اتھ دھو کر خوب ہی لڑے اور بائین طرف کی فوج پر بڑے زور سے حملہ
ئے یہان تک کہ قریب تھا بہادرون کے پاے ثبات مین لغزش آجاوے
نواب خود چار ہزار سوار خونخوار لیکر قلب لشکر سے دھاوا کرو ہمین
ااور پشت کی طرف سے ساتھ تلوار خونخوار کے باغیون کے بار سر کوتن سے
نے لگا اُسی روز جسکو نوروز اقبال کہا چاہئے شاہزادہ بلند بخت
لطان نے جو پدربزگوار کے ہمرکاب تھا زبانی مخبرون کے جب معتبر خبر پائی
ن باغیون نے وہان سے ایک کوس کے فاصلے پر گھنے جنگل مین اپنا مال اور
اب لڑکے بالون سمیت لا رکھا ہی اگرچہ عمر اُسکی تب اٹھارہ برس
لو بھی نہ پہنچی تھی لیکن چونکہ شیر بچی کو شکار کی تعلیم دینی ضرور نہین نے
دو تین ہزار بہادر ساتھ لیکر وہان سے باگ اُٹھا گھنے جنگل کو طی کر اُس
ین جا پہنچا اُن سپاہیون کے ساتھ جو باغیو کی طرف سے وہان محافظت تھے مقابلہ
نون طرف سے پہلے تو دیر تک گولی برسا کی اگرچہ اُن سرکشون نے
ور لڑنے اور مارنے مین قصور نہ کیا آخرکار اکثر مارے پڑے کچھ لوگ
بھاگ نکلے تب شاہزادے نے سب عورتون کو گرفتار کرلیا اور تمام مال
باب جمع کر صحیح و سالم ساتھ فتح و فیروزی کے حضور مین پہنچا
ب بہادر نے اُس فتح کو سب اگلے پچھلے فتحون سے بہتر اور مقدمہ
ت آیندہ کا جان کر شاہزادے بلند ہمّت کو آغوش شفقت مین لیا اور
سا اعزاز واکرام کیا جب اُس راجہ نے اپنے لڑکے اور عورتون کی گرفتاری
ام مال و اسباب کے ہاتھ سے جانے کی خبر سنی مجبور ہو کر ساتھ چند خواص
ا کے حضور مین حاضر ہو کر سعادت زمین بوس حاصل کی اور باقی خزانہ مال

اسباب نفیس اور ہاتھی دانت جو اُسکے باپ دادون نے جمع کررکھا تھا پچاس اونٹ
بھر نذر دیکر اُسکے ذریعہ سے اپنی جان بخشی چاہی نواب بہادر نے رحم کر
اُسکے ناموس سے چھوڑ دینے کا حکم دیا اور قسم و قول مضبوط و سخت ملک کی
آبادی اور رعایا کی حفاظت کے باب مین اُس سے لیکر راج کو اُسکے نام پر
بحال رکھا اور دوسرے روز وہان سے آگے کوچ فرمایا کوڑگ کے راجہ نے
جب اُس طوفان بلا کو اپنے ملک کی طرف متوجہ دیکھا اور سارا احوال قلعہ بیل
کے راجہ کا اور گرفتار ہونے اُسکے لڑکے اور عورتون کا سنا اپنے بچاو کی
فکر مین پڑا اور اطاعت قبول کرنیکے سوا کچھ چارہ نپا کر بہت سے روپے اور چیزین
نفیس اُس ملک کی نذر بھیج مطیع و منقاد ہوا نواب بہادر نے فساد
کے رخنے کو بند کرنا مصلحت وقت جانکر قلعہ بڑگڑا مین جسّے زیادہ قلب اُس
نواح مین کوئی قلعہ نہ تھا بہادرون کا تھانہ قایم کرکے آگے بڑھا علی راجہ کنانور کے
مرزبان نے جو مرد مسلمان قوم ماپلہ سے تھا نواب بہادر کے وہان تشریف
لانے کو جسنے وہان علم محمدی کھڑا کیا اور اُس ملک تاریک کفرستان مین ہدایت
کی شمع روشن کی تھی غنیمت سمجھکر ملازمت کی سعادت کے حاصل کرنیکو
فرض جان حضور مین حاضر ہوا اور جو کچھ نقد و جنس رکھتا تھا قدم مبارک پر نثار کیا
نواب بہادر نے اُسکی حسن عقیدت پر بہت تحسین و آفرین کرکے
اُسکو اُس ملک کا واقف کار سمجھ اپنی ہمرکابی مین ممتاز فرمایا اور اسقدر انعام
واکرام سے اُسکو خوش کیا کہ اُسنے اپنی گذری زندگی پر تاسّف کیا پھر
نواب بہادر نے سپاہ کے آرام دینے کے لئے اُس سرزمین دلنشین مین دو تین
مقام کرکے وہان سے بھی کوچ کرکالیکوٹ مین جا داخل ہوا اور عزیمت ازالۂ
فساد اس ملک کے سرکشون اور مفسدون کی خاطر مبارک مین لاکر خون سے

نائر کے جو بڑے سرکش جا بجا دبکے تھے پیاسی زمین کو سیراب کیا
کے راجہ نے شوخی کے گریبان سے سر نکال لڑنے کی جرأت کی تھی
ان حیدری نے بموجب حکم ہر طرف سے گھوڑے اُٹھا کر اکثر اُن کو تہ
ون کے خون کو خاک مین ملایا اور آخر کار راجہ خود جہالت کی زرہ پہن کر
وانہ کے شمع پر شمشیر درخشان کے آگرا اور جلکر خاک تر ہو گیا اُسکے
ے جانے کے بعد بہادرون نے اُسکے مال و اسباب کو ضبطی مین لا اُسکے
جو سات برس کا تھا قید کر حضور مین پہنچایا اور انعام پایا اور وہ لڑکا
ب الرحیم اسلام سے مشرّف اور ایاز خان خطاب دیا گیا پھر چند روز مین
بہادر نے ملک راجہ مقتول کے بندو بست سے فراغت پا کلیکوت کے
محاصرہ کرنیکے قصد پر علم ہمّت بلند کیا وہان کے حاکم نے جب سرکشونکا
ناد یکھا ہوش و حواس باختہ ہوا اور طاقت لڑنیکی اپنے مین ساقط دیکھکر
وکیل ہوشیار کو حضور مین بھیجا اور زر نقد و اسباب اور چیزین غریب
جو اُسکے پاس تھین نذر بھیج کر اپنی جان بخشی چاہی اور بعد عنایت
عہد نامے کے حضور کی ملازمت سے مشرّف و ممتاز ہوا اور
خواہون مین گنا گیا اُسکی خطا معاف کرنے سے غریب پروری و عفو
ی نواب بہادر کا آوازہ سب وہان کے باشندون کے کان مین پڑا
روہ قوم ماپلہ اور نائر ہر روز حضور مین حاضر ہونے اور نواب خلیل نوال
ن نعمت سے سب طرح کی نعمتون سے بہرہ ور اور محظوظ ہونے لگے
ہ نواح فتنہ و فساد سے متمردون کے صاف و پاک ہوگئی اور
طرح کا کچھ تردّد باقی نرہا نواب بہادر نے کنچی بندر تک جا وہان سے
ا طرف باگ پھیری وہان کے ناظم نے جب حیدری فوج کے دریا کو

موج مارتے دیکھا اپنے دولتخانے کے گرجانے سے ڈرا اٹھائیس ہاتھی اور سات لاکھ روپے نقد نذر بھیج دیئے تب نواب بہادر نے اُس سے اور اُسکے ملک سے کچھ تعرّض نہ کیا اور بعضے نائروںکو جو کونبا تور کی طرف پہاڑون کی گھاٹیون مین چھپ کر مصدر شرارت وفساد ہوئے تھے نیست و نابود کرکے سردار خان کو جو فدوی اعتقاد کیش شجاعت اندیش تھا وہان کا صوبہ دار مقرّر کیا اور بہت فوج وہان پر انتظام کے واسطے چھوڑی اور تمام اُس ملک خارستان کو دو برس کے عرصے مین رشک گلزار بنایا پھر مدگل کے سرکشون کی تنبیہ و استیصال کے لیئے اُس طرف متوجّہ ہوا؁

لشکر کشی کرنا ترمک راو نانا مادھوراو پیشوا کے ماموں کا اور چشم زخم پہنچنا لشکر کو نواب بہادر کے اور پھر درستی پانا اُس شکست سے اور معاودت کرنا ترمک راو نانا کا پونا ن کی طرف اضطرار و پریشان حالی کے ساتھ

جب سنین ماضیہ مین مادھوراو پیشوا دو مرتبہ ساتھ لشکر جرّار اور خزاین و توپخانے بیشمار کے واسطے انتزاع ممالک محروسہ نواب بہادر کے بالاگھات کے ملک مین آیا اور باوصف کد و کاوش بے غایت کوشش و سعی نے اُسکی کچھ فائدہ نہ بخشا اور اخراجات بے نہایت کے بار کے تلے دب کر ناکام پونان کو پھر گیا لیکن جب تک زندہ رہا رات دن کباب کی طرح ساتھ دیدہ گریان و سینہ بریان کے اپنے غصّہ کی آگ پر لوٹتا رہتا تھا اور آخر کو خنقان کے مرض مین مبتلا ہوکر قعر عدم مین گرا تب نارابن راو اُسکا بھائی اُسکے

کے بعد یونان کی حکومت کا سند آرا ہوا وہ بھی اپنے بھائی کے طریق پر
د یونان سے حرکت نہ کر ترمک راؤ کو جو اُسکا خال اور اُسکی دولت
خسارے کا خال تھا ساتھ ایک لاکھ وبیس ہزار سوار نیزہ گذار اور
زار پیادے اور ایک سو ضرب توپ قلعہ شکن کے واسطے تسخیر
سور اور تمام دیار بالا گھاٹ کے روانہ کیا ترمک راو بعد طی کرنے
ن کے جب سر زمین مین بالا گھاٹ کے وارد ہوا امرا راو حاکم گتی اور
اجاؤن کو جیتل درگ و رتن گیری و مرگسی و نیگٹ گیری وکاستری
کے جو قابو و فرصت کے وقت گرگ حیلہ گر کے مانند رعایاے بیچارہ کو
واذیّت دیتے اور جب پنجے مین شیران لشکر نواب بہادر کے گرفتار
گربہ مسکاین کی طرح خوشامد سے دم لابگی کرتے تھے اپنا رفیق بنایا اور
لا حاکم بھی اپنے دستور قدیم کے موافق عہد و پیمان کی کتاب کو طاق
پر رکھ اپنی فوج سمیت ترمک راو کا شریک حال ہوا اور اُن سبھون نے
لشکر کو رسد پہنچانے کا ذمّہ کیا تب ترمک راو اذوقہ و رسد کی طرف
مان حاصل کر کئی قلعہ سریرنگپٹن کو جن مین آلات حرب و اذوقہ چندان نہ تھا مسخّر
طرف سے عامل واسطے انتظام کے تعاین کر دار الامارت سریرنگپٹن کو
اور اُس شہر کے سواد جبہتہ بنیاد کو اپنے قدمون کی شامت سے
بوم کا بنایا جس زمین مین اُسکی لشکر گذری سبزی اور زراعت
نشان وہان نرہا اور جس مرز بوم مین وہ شوم گیا گھاس خشک تک
ے چھپرون کی بھی نہ چھوڑی اور چونکہ نواب بہادر کی فوج دار الامارت
ت فاصلہ پر تھی اور نواح مین اُس شہر فیض بہر کے ایسی کوئی فوج جو اُسکے
روکے حاضر نہ تھی اِس سبب سے مرہٹون کی فوج نے رعایا کو اذیّت

ہونی شروع کی اور اُن بیچارون سے جن لوگون نے واسطے حفاظت جان
ومال و ناموس کے ہتھیار پکڑے مفت مارے گئے جب یہہ خبر وحشت افزا
نواب بہادر کو پہنچی تمام لشکر و سامان جنگ کے ساتھ سرینگپاتن مین داخل
ہوکر سب اسباب قلعہ داری کا جمع کر مطمئن ہو چیناپتن کی راہ سے دامن کوہ مکرتی
درگ مین اقامت فرمائی اور یہہ ارادہ کیا کہ جب فوج مرہٹے کی دار الحکومت
کے محاصرہ مین مشغول ہو پشت کی طرف سے لشکر غنیم مین راہ درآمد کی پیدا
کرکے اُنپر اچانک ٹوٹ پڑنا چاہیئے مرہٹے کے ہرکارون نے جب خبر ورود رایات
نواب بہادر کی ترمک راو کو پہنچائی اور جوتہ بیر کہ نواب حیدر دل نے خاطر عاطر
مین مرتکز کی وہ بھی ترمک راو پر ظاہر ہو گئی تب ترمک راو لشکر و توپخانے معیت
اُس طرف کو عازم ہوا نواب روشن ضمیر متوجہ ہونے سے ترمک راو کے
خبردار ہوکر رات کو فوج ہراول پر غنیم کے ایک اچھی دست برد ظہور مین لا
اور پہاڑ میلکوٹہ کے اُوپر چڑھکر نشان کو بلند کیا صبح ہوتے ہی ترمک راو نے بھی
ساتھ لشکر قاہرہ کے باگ اُٹھائی اور وہان پہنچکر اُس پہاڑ کو محاصرہ کیا
نواب بہادر نے چشمک زنی دشمن کی برق توپ و تفنگ کو معاینہ فرما رعد
خروشان و سیل دمان کے مانند پہاڑ سے اُتر اولے گولے کے برسا کر فوج برگی
کو ساتھ کمال بے برگی کے پریشان کیا ہر روز صبح سے شام تک اسی طرح
جنگ کا تنور گرم ہوتا و طرفین سے لوگ کام آتے بیس روز کے عرصے تک
نواب بہادر نے کوہ کے مانند پاے ثبات قایم رکھکر اعدا کی خونریزی مین کوئی
دقیقہ نامرعی نہ چھوڑا ترمک راو نے جب دیکھا کہ اُسکی سپاہ کے حملہ کرنے
سے کچھ کام نہین نکلتا اور سیل خون کا اُسکی فوج کے سپاہیان اجل گرفتہ
سے ہر روز روان ہوتا ہی جنگ کو ملتوی رکھ اُس کوہ کو درمیان مین لیکر

محاصرہ کرنے پر ہمت کی اور لشکر اسلام کی رسد بند کردی نواب بہادر
ب دیکھا کہ رسد کسی طرف سے نہین پہنچ سکتی مراجعت کرنا دارالامارت
ملحت جانکر توپخانہ کو پہاڑ کے پیچھے سے بعد قطع کرنے گھنے جنگل کے
روانہ فرمایا اور خود سوار و پیادون کے ساتھ دامن کوہ سے نکل کر
مقصود کو کوچ فرمایا چونکہ راہ دامن کوہ کی بہت ناہموار اور تمام زمین
ب سے جا بجا کٹکر گڑھے غار پڑ گئے تھے اِس لیئے توپخانے کا جانا
شکل بلکہ متعذر ہوا ہزار مشقت سے جب دو تین فرسنگ گیا
آخر ہو گئی کچھ لوگ غنیم کی فوج سے جو طلایہ پھر رہے تھے اِس حال سے
ہوئے اور فی الفور ترک راو کو مطلع کیا اُسنے اُسی وقت ایک
ی زور کو واسطے چھاپنے اپنے توپخانے کے رخصت کیا اور خود بھی سوار
س طرف کو دوڑ پڑا اِس عرصے مین نواب بہادر جب متصل گڑھی کورہ کے
سے دارالامارت تین چار فرسنگ رہ جاتاہی پہنچا ہرکارون نے عرض کیا کہ ترک
رحمند رکے اپنے تئین آتشخانہ پر ڈالکر غازیونکی آبرو برباد دینے کے درپے ہی
شیر دل اُس خبر سے کچھ خوف نہ کر فوراً پھرا اور فوج مخالف کو جو گرد پیش
پخانے آتشبار کے دھوئین کی طرح منڈلاتی تھی جلد صرصر سے حملون کے
ن و متلاشی کر دیا اور میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کو باتوزک تمام آراستہ
ت اور توپون کو آگے کرکے شلک کرتے ہوئے دارالحکومت کی
روانہ ہوا غنیم کی فوجین ہر چند ہر طرف سے ہجوم اور حملہ کرتی تھین پر
نا ہے تیر و گولون کے منتشر و فراری ہو جاتین جب سواری خاص
بہادر کی موتی تالاب پر پہنچی اور یہ نظر آیا کہ گروہ مقہورون کی آتھ ضرب
کو تالاب کے باندھ پر چڑھا کر واسطے بند کرنے راہ لشکر حیدری

سکے سعی و کوشش کر رہی ہی تب اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا
فدویان جان نثار نے مردانہ حملہ کیا اور توپین گولے بارود سمیت چھین کر
اپنے تصرّف مین لائے نواب ظفر انتساب اِس کامیابی سے خوش ہو کر اُن
بہادرون کو جنھون نے توپون کے چھین لے نے مین سعی کی تھی بہت سی
اشرفیان و جواہر عطا کیا بعد اُسکے کئی ساعت مین جب تمام توپخانہ و سوار و پیادے
اور اہل بنگاہ جمع ہوئے خود بدولت نے خاصہ تناول فرمایا اور سپاہ نے بھی
ناشتا کیا تب ہوا خواہان دولت نے عرض کی کہ چونکہ سپاہ نے کئی دن سے
بہت زحمت و مصیبت اُٹھائی ہی صلاح دولت یہ ہی کہ آج اِسی جگہہ
خیمے قایم کئے جاوین اور علی الصباح حضور میمنت و فرخی کے ساتھہ
دار الامارت مین داخل ہون لیکن چونکہ ہر دولت کے واسطے زکات واجب
وہر راحت کے پیچھے رنج لگا ہوا ہی اِس نظر سے کہ وہان سے دار الامارت قریب
ہی اور باگ اُٹھا کر جلد پہنچ سکتے ہین اور وہان سب سپاہ آرام پاوینگی ہوا
خواہون کی عرض پذیرانہ ہوئی اور جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر دار الامارت کو کوچ
فرمایا سپاہ کو اطاعت سے چارہ نہ تھا پر چونکہ لڑتے لڑتے و چلتے چلتے تھک
گئی تھی کمال بیدلی و سستی سے ہمرکاب ہو کر چلی اِس اثنا مین مرہٹہ کی
فوجون نے جو مور و ملخ سے زیادہ تھی پھر دلیری کر کے کئی توپ بڑی بڑی سامہنے
لا کر لشکر جلادت اثر پر گولہ اندازی شروع کر دی قضا کار ایک گولہ غنیم کی
توپ کا اوپر سرکاری اونٹون کے جن پر بان لدے ہوئے تھے آ گرا اور
بانون مین آگ لگ گئی اور اونٹون کے اُچھلنے کودنے سے وونہین ایک
اونٹ کے بانون سے دوسرے اونٹ کے بانون کو آگ لگ گئی اور تمام
بان چھوٹنے لگے ہزارون سوار و پیادے بنگاہ کے اُن بانون سے جل مرے

وہ اُسکے ایک بڑی مصیبت اور یہہ ہوئی کہ کئی بان اُڑکر باروت مین جو
یون پر بھری ہوئی تھی جا پڑے اور باروت مین آگ لگ جانے اور اُسکے
نے سے ہول محشر اور ہنگامہ روز حشر کا پیدا ہوا بانون کے اُڑنے سے
ت سے لوگ مارے پڑے اور باروت کے جلنے سے ہزارون سپاہی
مرے اِس ہنگامے مین غنیم کے سوارون نے فرصت وقت کو مغتنم جانکر ہوا
مانند دھوؤن مین مل گئے اور ہزارون مردان کار واہل بنگاہ کی خونریزی
لالا میان داماد جناب شہباز صاحب نے جو شجاعت مین رستم کو زال
منے عرصے نبرد کا جانتا تھا اِس حالت پر آفت مین حتی المقدور اعدا کے مارنے مین
رنہ کیا آخرکار شہادت کا شربت پیا اور فوج غنیم نے خیرہ ہوکر
علی رضا خان و علی زمان خان وغیرہ کئی شخص کو اعیان دولت سے کمند مین
یری کے کھینچا اور یاسین خان جو فدوی جان نثار اور اُسکا چہرہ و بازو
البحملہ ساتھ چہرہ و بازو نواب نامدار کے مشابہ تھا کئی آدمی کو اُن گمراہون سے
ح و بے روح کرکے داد جوانمردی کی دی اور خود زخم شمشیر کھاکر خون سے
نہ شہادت کا منہہ پر لگاکے میدان مین گرا غنیم کے سوار جو نواب بہادر کو
ڈھونڈتے پھرتے تھے جب اُس بردل کے سر پر جا پہنچے اُسکا نام پوچھا
مصلحت اندیشی و فاکیش نے حیلہ کی راہ سے کہا کہ نواب حیدر علی خان
ہی ہون دشمن کے سوارون نے اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھہ طمع کی
سے نواب بہادر کے دھوکھے مین اُسے میدان سے اُٹھا کر ترک راو
حضور مین بھجوا دیا اور خود نواب بہادر کے مال و اسباب پر جو برسون کا
لیا ہوا تھا ہاتھہ لوٹ کا دراز کیا جب نواب بہادر نے یہہ حال دیکھا سمجھا کہ
قضا کی شست سے چھوٹا پھر نہین سکتا اُس آشوب گاہ سے اپنا دور

ہو نا ضرور جانکر وہان سے نکل کوہ چرکولی پر چڑھگیا اِس اثنا مین غازی خان سر خیل سرکار کے پنڈاروں کا تھا حضور مین آکر عجز و منّت سے واسطے مراجعت فرمانے طرف دارالامارت کے عرض کرنے لگا اگرچہ نواب بہادر عزم یون تھا کہ اگر اُسوقت بھی ایک جماعت سپاہ کی اُنگلیون کی مانند باہم جمع ہو جاوے تو ایک گھوسا دشمن کے کلّے پر مارے لیکن چونکہ سپاہ کا کام ہاتھ سے اور ہاتھ اُنکا کام سے جاتا رہا تھا یہہ امر میسّر نہ ہوا تب اُس عزم کو دوسرے وقت پر ملتوی رکھ پہاڑ سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ساتھ چودہ سوار کے جو ہمرکاب تھے باگ اُٹھا متّصل قلعہ سریرنگپتن کے پہنچ کر میر اسماعیل خا قلعہ دار کو اپنے آنے کی خبر کر دی اور چونکہ اُس ہنگامہ محشر آشوب مین باروت وبان کے دھوئین اور چپقلش سے فوجونکی جہان تیرہ و تار ہو رہا تھا او کسی کی صورت پہچانی نہ جاتی تھی اور شاہزادہ عالیشان ٹیپو سلطان نظر سے نواب بہادر کے دور ہو گیا تھا انتظار مین دیدار اُس تابندہ اختر کے نرگس کے مانند آنکھ کھولے راہ دیکھ رہا تھا تنہا قلعہ مین داخل ہونا گوارا نہ فرما کے مشہد مقدّس مین قادر ولی کے جو نہرکاویری کے کنارے پر واقع ہی آرام فرمایا جب قریب وقت عصر کے شاہزادہ برہبری خدا داد غنیم کے لو تیرے سوارو ا کے لباس مین دو تین سوار کے ساتھ پاشنہ کوب وہان پر جا پہنچا اور پد بزرگوار کی آنکھ کو اپنے جمال سے روشن کیا نواب نامدار فرزند جگر بند کے ساتھ سوار ہو قلعہ مبارک مین داخل ہوا خزانہ کا دروازہ کھول کر وفور عط وجود سے کارنامہ حاتم کا نمودار کیا جو شخص سپاہیون سے پیادہ پہنچتا تھا اُسکا ایک مُٹھی بھر اشرفی اور جو معہ گھوڑے اور ہتھیار کے آتا اُسکو ایک خلعت اور پانچ مُٹھی اشرفی انعام فرماتا اور اُسکا پایہ بڑھاتا شہر کے اکا

سب جمع ہو واسطے ادا کرنے شکرانہ سلامتی ذات بابرکات کے حاضر ہوے اور مستحقیہ ومحتاجین تصدق سے سر مبارک کے دامن بھر بھر زر لے گئے نواب بہادر نے سب اپنے لشکر کے منصبدارون کو کلمات تسلی افزا سے تشفی بخشی اور مضمون اِن فارسی شعرونکا اپنی زبان گوہربار سے گوش گذار حاشیہ نشینان بساط فیض مناط کے کیا؛

نظم

سعادت مساعد بہ بخت منست — فلک چتر و آفاق تخت منست

عنان تابیم موجب عار نیست — کہ بی جز ردمد بحر زخار نیست

ز صرصر اگر شعلہ لرزد چہ باک — نماید بدم وادی و شہر خاک

اگر خصم البرز باشد بہ تن — بہ من دادہ حق گرز گردن شکن

اگر نیزہ بالا بہ کین آورم — مہ از آسمان بر زمین آورم

اگر سوخت باروت و بان و شتر — ازان جنس دارم بسے قلعہ پر

چو باشد بعالم خدا مہربان — ندارم غم از سوخت باروت و بان

مرا بیخ دولت چو مستحکم است — دو شاخ ار بیفتد چہ جای غم است

امیران من نیک خواہ من اند — ہوادار فر کلاہ من اند

خزاین بہ من دادہ حق بیشمار — بپاشم بفرق یلان وقت کار

چو یکدل شتابیم در روز جنگ — شود دشمن مادو دل بیدرنگ

چنان رخنہ بندیم بر بہ سگال — کہ ترکش چو کرمک شود پایمال

چو شمشیر ما برق ریزان شود — بہ پونان چو دونان گریزان شود

چو نبود مرا در خزاین کمی — فراہم بہ زرمی شود آدمی

فراہم کنم لشکر تازہ زور — کہ از جان اعدا بر آرند شور

بیفروزم آتش ز تیغ و سنان — که ترک چو کرکت بسوزد دراز

از اینم چه غم گر عدو ترک است — منم شمع سوزان و او کرک است

نباشد اگر خیمه ام نیست ننگ — بود خیمه ام آسمان روز جنگ

وگر فرش نبود از آن ننگ نیست — بردان بسیط زمین تنگ نیست

ندارم غم از خانهٔ خوب و زشت — بود مرد را خانهٔ زین بهشت

به حور بهشتی مرا نیست کار — عروس ظفر بایدم در کنا

اگر تن نیارا ستم نیست غم — بود زینت مرد تیغ و عـ

روان لشکرم را چو جیحون کنم — ز هر موج او سیلی از خون ک

یالارک برافواج اعدا کشم — سر نیزه را بر ثریا کش

نماید اگر دشمنم خیبری — نمایم به او حملهٔ حیدر

سر و پای دشمن به بند آورم — بچرخ ار رود در کمند آور

زنم گر به قوت گران گرز را — کمر بشکند کوه البرز

چو جولان کنم اسپ در روز جنگ — شود کار بر ابلق چرخ تنگ

چو خنگ جهان گرد راهی کنم — بشمشیر پای صبا پی ک

فلک هم نتابد شتاب مرا — هوا کی ببوسد رکاب

ثباتم چو خاک و روانم چو آب — شتابم چو باد و چو آتش بتا

یالانم که دشمن کشیده به بند — بیارم بتایید بخت بلند

ز اموال رفته نه گردم دژم — زکاتی گر از مال کم شد چه

دگر گنج و گوهر بدست آورم — به زنجیر فیلان مست آور

گران خواب را بر عدو بشکنم — سر نیزه در چشم او بشـ

چو اول مدد کرده اقبال من — به آخر همایون بود فال

الا ای سواران شمشیر زن — جوانان شیر افگن و پیل تن

سواری بر اسپان تازی کنید — ز فرق عدو گوی بازی کنید

برآرید شمشیر کین از نیام — که از خصم لازم بود انتقام

به نخچیرگه گرم آرید رو — به فتراک بندید فرق عدو

به بندید بر باره برگستوان — بگیرید بر دوش گرز گران

بپوشید خفتان و خود و زره — بگیرید پس تا چنج نه گره

به بخشید طعمه ز تیر و سنان — جگر بند دشمن به زاغ کمان

حرام است آرام در روز جنگ — برآئید از خانه ها چون خدنگ

سنان ها بروی فسان برکشید — شرر بهر دفع خسان برکشید

به بندید پرچم به زین و درفش — سیاه و سفید و کبود و بنفش

به فوج عدو تیر باران کنید — هوا را چو ابر بهاران کنید

به پیلان به بندید کوس و دراے — که تا گاو و ماهی به جنبد ز جاے

چو سر برکشد آفتاب برین — من و ترکش و تیغ و میدان کین

لشکر کے سردارون نے جب ایسے کلمے تہوّر افزا نواب رستم خصال ہمایون فال کی زبان سے سنے ایکدل سے ہزار دل ہوگئے۔ انقیاد کا زین پوش دوش پر اُٹھا جانفشانی کے لیئے مستعد و آمادہ ہوے اب احوال افواجِ پس ماندہ کا سنا چاہئے جب نواب بہادر موافق التماس غازی خان کے دارالامارت میسور کی طرف متوجہ ہوا توپخانہ و توشکخانہ سرکار کا اور بہت سامان دوسرے نامدارونکا مرہٹون کے ہاتھ لگا اور آگ سے بان و باروت کے ہزارون آدمی کی ہستی کا خرمن جل گیا محمد علی کمیدان نے جسکے قامت کے لئے خیّاط قضا

نے شجاعت کا جامہ درست سیا تھا جب اپنی امید کی کشتی کو گرداب تباہی
مین دیکھا اور میدان جنگ کو وجود فیض آمود سے نواب بہادر کے خالی پایا
بمقتضاے جوہر ذاتی ساتھ بیہمتی کے مرھٹہ کی قید مین پڑنا گوارا نہ کر اپنی ہمراہیون
اور ملازمان سرکاری سے جو لوگ زندہ رہے تھے ساتھ لیکر دامن ہمت کر مین
باندھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور عین بھوک پیاس مین باوجود اُٹھانے تین زخم کاری
شمشیر کے بہتون کو لشکر سے غنیم کے جنھون نے اُس پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا
ضرب سے تفنگ کی گولیون کے عدم کو روانہ کیا اور بزور شمشیر آبدار بہادری
کی آبرو نگاہ رکھی ترمک راو اُس شجاع کی دست برد دیکھ دل سے اُسکا
خواہان ہوا اور اُسکی جوانمردی پر آفرین کہکر محمد علی نام اپنے نوکر اور محمد یوسف
اپنے کمیدان کو معہ قول نامہ اُسکی امان و حفظ آبرو کے باب مین اُس غازی
نامدار کو بھیجا وے سب پہاڑ پر جا عہد و پیمان کو اپنی قسم سے موکد و مضبوط کر
اُس قوی دل کو اُسکے ہمراہیون سمیت نیچے اُتار لائے اِس عرصے مین جب ظلمت لیال
نے تیرگون پردہ آفاق کے منہ پر کھینچا ترمک راو نے ہتھیار اُسکے ہمراہیون
سے لیکر اسباب کھانے پینے کا موافق حاجت کے محمد علی کمیدان کو بھیج کر
واسطے قبول کرنے نوکری سرکار پیشوا بہادر کی بہت سی ترغیب
و تحریض کی محمد علی نے جو مرد زیرک و دانا تھا انکار صریح مصلحت
وقت نہ جانکر یہہ جواب دیا کہ بالفعل مجھکو رخصت کیجیئے کیونکہ اپنے عیال
و اطفال کو جو سریرنگپٹن مین ہین وہان چھوڑنا عقل مآل اندیش اور
حمیت مردی کی رخصت نہین دیتی ہی بعد مندمل ہو جانے زخمون کے سب
اپنے متعلقون کو وہان سے نکال کر جو شرط خدمت ہی بجالاونگا ترمک راو
اُسکی چرب و ابلہ فریب باتون سے راضی ہو گیا اور اُسکو رخصت دی

کمیدان قوی دل نے بعد تمام ہونے شب کے ایک روز اُسی میدان مین بسر کرکے شام کو سولہ سو بہادر بے ہتھیار ساتھ لے سریرنگپٹن کی طرف روانہ ہوا اتّفاقاً کمیدان شجاعت نشان کا گذر اُن دو ہزار پیادگان تفنگچی پر جو ہراول کے طور پر لشکر مرہٹہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی بندوقون کا سرہانہ باندھکر خواب غفلت مین سور ہے تھے پڑا محمد علی نے جو جان و دل سے ہوا خواہ دولت حیدری کا تھا بے تحفہ سفر داخل ہونا قلعہ مین ہمّت سے بعید جان کر پہلے تو آپ معہ اپنے ہمراہیون کے پتّھرون سے اُن اخوان الشیاطین کو زخمی کر اُنکے سر پر غرور کو بار مغز سے سبک کیا اور تب اُنھون کی بندوقین لیکر ایسی شلّکین متواتر مارین کہ ایک بھی اُن مین سے زندہ نہ بچا بعد قتل عام کے بہ فراغت تمام ہتھیار و سامان اُن مقتولون کا اپنے سپاہیون پر تقسیم کر اور اُن سب بے سلاحون کو مسلّح بنا نیچے دیوار قلعہ سریرنگپٹن کے جاپہنچا اور مبارک بادی شلّک کی نواب نامدار نے محمد علی کے پہنچنے کی خبر پاکر اُسکو حضور مین بلایا اور ساتھ خلعت گرانبہا کے معہ جواہر اُسے سرفراز کیا اور نئی بندوقین کارخانہ سے سرکار کے اُسکو عنایت کین تاوہ نئے سر سے جمع کرنے مین جوانان رزم آزما کے مشغول ہوا اور فوج کے بخشیون کو یہہ حکم دیا گیا کہ جتنے سوار و پیادے بہم پہنچین نوکر رکھین اور تنخواہ کے روپے پیشگی اور ہتھیار سرکار سے عطا کرین بعد اُسکے خود بدولت قلعہ کے گرد سوار ہوکر کمین گاہ مین توپین دشمن کوب اور جوانان کار دیدہ تعین کیئے اور قلعہ کی اطراف مین دیوارین جنکی آڑ مین مخالف سے جنگ کرتے ہیین مستحکم بنا فرما کر آلات حرب اُس مین جمع کر مرہٹون کے آنے کا منتظر رہا جب ترمک راو کو محمد علی کمیدان کے جانے کی خبر سریرنگپٹن کو اور قتل ہونے اپنے دو ہزار سپاہی پیادے

کی اُسی لشکر شکن کے ہاتھ سے پہنچی مانند مار سرکوفتہ کے پیچ و تاب کھایا اور چونکہ میر علی رضا خان سے اِس لیئے کہ اُسنے پہلے نوکری مادھوراو کی قبول کی اور تب فرصت پاکر نواب بہادر کے حضور مین چلا گیا تھا آزردہ اور مکدّر تھا اِس سبب سے میر موصوف کو روبرو طلب کر دفتر شکایت کے کھولے اور الفاظ ناملایم جو لایق شان اُس سردار کے نہ تھے طیش طبیعت و سفلہ مزاجی سے زبان پر لا اُسکو مقیّد کر معہ تمامی اسیران لشکر نواب بہادر کے جو اُسوقت تک اُسکے اختیار مین تھے پونان کو روانہ کیا اور یاسین خان کو کہ نواب بہادر کے شبیہے مین اُسکو ایک علحدہ خیمہ مین رکھا تھا ساتھ لطایف الحیل کے بہت تسلّی دیکر کہا فتح و شکست آسمان کی طرف سے ہی بالفعل کہ زمانہ پیشوا بہادر کے موافق ہی لازمہ خردمندی کا یہ ہی کہ صبر کیجیئے اور سب پردہ نشینان حرم سرا اور شاہزادون کو یہان بلا لیجیئے تا باہم متّفق ہوکر پونان کو چلین وہان پہنچکر جس طرح پر راے صواب نما پیشوا بہادر کی آپ کے باب مین اقتضا فرمائیگی عمل مین آویگا لیکن یاسین خان مرد جہاندیدہ تھا بموجب اِس رباعی کے

رباعی

گر عاشق صادقی زنایاب مثال، پیدا گردد
وین عقدہ کہ بستہ است وہمت بخیال، ہم وا گردد
در آبلہ افتاد بپای طلبت، زنہار مایست
شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال، عنقا گردد

اگرچہ خبر صحّت و عافیت نواب بہادر کی کچھ نہ رکھتا تھا لیکن صرف خدا پر توکّل کرکے اور مرنے کو اپنے واسطے سلامتی ذات مقدّس نواب بہادر کے رزّاق مطلق نے سلسلہ ایک عالم کی روزی کا اُسکے ہاتھ مین سپرد کیا ہی

پر ترجیح دیکر ساکت رہا اور اصلاً و نعم زبان پر نہ لایا اگرچہ راہ خبر پہنچنے کی
الامارت سے ترمک راو کی لشکر کو ایسی مسدود تھی کہ ہوا کو بھی مجال
کا نہ تھا مگر جیسے نور شمس کا ابر کے پردے مین چھپ نہین سکتا ہی بعد
عشرہ کے غنچہ راز کھل گیا اور ترمک راو کو خبر ورود فرمانے نواب
ر کی قلعہ سریرنگپٹن مین اور فکر کرنی لشکر کشی کی پہنچی کانٹے حسرت کے
کے دل مین چبھے اور اُن کلمون سے جو اُسنے یاسین خان سے کہے تھے
ت نادم ہوا اپنی فوج سمیت وہان سے کوچ کر گرد قلعہ سریرنگپٹن کے اُترکر
نے مین دمدمہ اور مورچے کے مشغول ہوا اور دونون طرف سے آمدرفت
ن کے سفیرون کی شروع ہوگئی اُس عرصے مین کہ کئی روز جنگ نے امتداد پایا
تفاق واقع ہوا کہ شہرہ زرپاشی و قدردانی نواب بہادر کا جو خلق خدا کے
ن مین پہنچا تو کئی سردار لشکر سے ترمک راو کی ملازمت سے نواب بہادر کی
ت کو مایل ہو ترمک راو کی نوکری کو اپنی شجاعت کی کساد بازاری سمجھ
رحیدری مین آملے اور اِسی طرح ہر طرف سے سوار و پیادے حلقہ عبودیت
ن مین ڈالے ہوئے بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ لوائے آسمان سائے
یچے جمع ہو گئے ایک شب کو نواب بہادر نے محمد علی کمیدان کو فرمایا چونکہ
ن غنیم کی حد سے گذری رائے صواب نما یہہ اقتضا کرتی ہی کہ فوج عدو سوز
ساتھ دشمنون کے مقابلے پر گھوڑے اُٹھائیے محمد علی نے منّت کی راہ سے
ن اِس بیت کو

بیت

نمی زیبد کہ خورشید جہان گیر

بتاراج سہا برزہ نہد تیر

اور کہا کہ فدوی جان نثار یہہ امید رکھتا ہی کہ اُسے رخصت ملے تا ترمک کے

ساتھ اپنے دست و پنجے کا زور آزماوے نواب بہادر نے اُس نہنگ لجۂ شجاعت
کو تحسین و آفرین کر کے اجازت دی تب کمیدان شجاعت نشان دو ہزار برقنداز
ہمراہ لیکر میسور کے دروازے سے نکل عیدگاہ کے متصل تین ہزار ہمراہی پیادون
پر راجہ چیتل درگ کے اور دو ہزار پیادون پر ملازم مرار راو کے جنھون نے
ساتھ چار ضرب توپ اور ایک ہزار سوار کے اُس راہ پر ایک سد مستحکم
بنا کی تھی تاخت کی اور اچانک اُن خفتہ بختون کے سر پر پہنچ فتنۂ عظیم بیدار
کیا اور بہتون کو اُس جم غفیر سے گرفتار اور اکثرون کو کسوت حیات سے
برہنہ کیا اور باقی ماندہ وہان سے بھاگے تب کمیدان شجاع نے ہتھیار اسباب مقتولونکا
اسیرون کے سر پر رکھوا مظفر و منصور حضور مین حاضر ہوا صبح کو غنیم نے پیچ و
تاب کھا کوہ کری گتھ شمالی طرف ندی کے کنارے دمدمہ وسیع باندھکر خاص مورچہ
اُسکا نام رکھا اور بڑی بڑی توپین اُسپر چڑھا گولہ زنی شروع کردی اور
چونکہ وہ دمدمہ بہت بلند تھا اور گولے اُسکے حصار مین پہنچتے تھے قلعہ کے رہنے والون
کو بہت ضرر پہنچنے لگا تب محمد علی کمیدان نے جو سرمست شراب شجاعت کا تھا
غنیم کی دلیری دیکھنے کی تاب نہ لا کر مکرر لڑائی کی اجازت مانگی آخر کو
حضور سے رخصت پا کر تین ہزار سپاہی بار اور ایک ہزار پیادہ
کرناٹکی ہمراہ لے غنیم کے سامھنے سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جا ندی اُتر
شیر گرسنہ کی مانند گھنے جنگل مین گھسکر غنیم کے دمدمے کے متصل آنکلا اور
محافظون کو اُس مقام کے یہ کہا کہ تم کو راو نے ہمکو واسطے بدل کرنے سپاہ
متعینہ مورچہ کے بھیجا ہی وہان کے لوگ جو بہ سبب متواتر پہنچنے گولون کے قلعہ
سے اپنے تئین ہر دم کام نہنگ مین مبتلا دیکھتے تھے اپنی تبدیلی کو حیات
دوبارہ سمجھ بہت خوش ہوے اور محمد علی کمیدان نے جب تقدیر کو موافق

تدبیر کے پایاب بے اندیشہ اُس مورچے مین داخل ہو کر ضرب سے گولیون کے اہل مورچہ کا کام تمام کیا اور اُن تیرہ بختون کو پروانہ کی طرح جلا کر خاکستر کر دیا بعد اِس قتل و غارت کے جب تھوڑے سے آدمی جو بچے تھے فراری ہوے کمیدان دلاور نے بڑی توپون کو زمین مین مدفون اور چھوٹی توپون کو طرف دارالحکومت کے روانہ کیا اِس خبر کلفت اثر کے سننے سے اگرچہ ترمک راو نے ایک دوسری جماعہ مسلح کو واسطے کمک کے بھیجا لیکن چونکہ اقبال نے اُنھون سے منہ موڑا تھا سبھون نے پیٹھ دکھائی اور کمیدان شجاعت توامان نے آفتاب عالمتاب کے طلوع ہونے سے پہلے خاص مورچہ و کوچہ سلامت غنیم کے بنائے ہوئے انکو کھدوا ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا اور پست مکانون کو آگ لگا وہان سے معاودت کر آقاے رفیق پرور کی سعادت ملازمت حاصل کی اور ساتھ عطیۂ خلعت فاخرہ و جواہر و اسلحہ گران بہا کے محسود اقران کا ہوا آفرین چھوٹے بڑے کی زبان سے سنی ترمک راو وقوع سے اِس حادثے کے مظفر ہو کر اپنے ہاتھ کو مورچہ بندی سے کوتاہ کر پنڈارون کو اپنے واسطے تاخت و تاراج کرنے ملک متعلقہ بالا گھات کے حکم کیا اور آپ اپنی فوج کثیر کے ساتھ میدان مین دامن کوہ چھتر باسی کے اقامت کی اتفاقاً دو تین روز کے بعد ایک ایسا دن آیا جس مین ہنود اپنے مذہب کے موافق جہان کہین دو ندی ملتی ہین وہان پر غسل کرنا نہایت حسنات سے جانتے ہین چنانچہ روز معہود کو ترمک راو سوار ہو کر پوربی کو ہچہ گڑی گتھہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اُس طرف سے نواب بہادر نے جاسوسون کی زبانی خبر پا کر معہ سپاہ رزم خواہ قلعہ سے کوچ کر ماناسندف کے قریب قیام کیا اور شاہزادہ سکندر طالع کو معہ سواران جان نثار کے کمین گاہ مین بٹھایا تا کہ بھاگتے وقت اُن

یاجوج صفتون کی سد راہ ہووے اور محمد علی کمیدان کو معہ غازیخان سردار پنڈارہ
اور دلیر خان کابلی کو ساتھ چار پلٹن صف شکن اور چار ضرب توپ کے ہراو
کے طور پر آگے رخصت کیا جب ترک راو مقام موعود پر پہنچا اپنے خواص ور
معیت مچھلی کی مانند آب بازی و شناوری مین مشغول ہوا اور ایک بڑی جمعیت
سپاہ کی پیچھے اسکے بے فکر و اندیشہ آہستہ آہستہ چلی آتی تھی محمد علی نے اُ
سے آگے گروہ جماعت نزدیک پہنچے اعداشکنی کی یہ تدبیر کی تھی کہ توپون
تفنگچیون کو ایک نہر خشک کے کمین گاہ مین بٹھا دیا تھا جب دیکھا کہ غنیم
سپاہ قریب پہنچی غازیخان کو اشارہ کیا تا اُس نے ساتھ دو تین سو سوار .
سنگستان کی پناہ سے نکل فوج غنیم کا مقابلہ کیا فوج مخالف نے اس جماعت
قلیل جان کر اُسکی طرف تاخت کی غازیخان اُن مقہورون کو ساتھ جنگ زر
کے کمین گاہ کے منہ پر لا کر آپ کنارے ہو گیا کمیدان شجاعت شعار
فی الفور کمین گاہ سے نکل سب فوج غنیم کو توپون اور بندوقون کی شلک
لیا اور اُن آب کے تشنون کو پانی سے غسل کرنے کے پہلے بطریق نا
شکنی مہمانی سے گلولہ تفنگ کے آسودہ کر خوابگاہ عدم مین سلا دیا اس ہنگا
قیامت اثر مین تین ہاتھیون نے فوج غنیم سے اپنے سوارون حمیت بان کے
کھا عدم کو سدھارے اور نشان اور نقارون کے بھی کئی ہاتھی گولو
ضربون سے پاش پاش ہو گئے جب اعدا کی جمعیت مین غازیون کی دست برد سے
طرح تفرقہ پڑا اُنھون نے ہزیمت کو غنیمت سمجھا شاہزادے جوان بخت نے غاز
ہمراہ لے ان بخت برگشتون کا تعاقب کیا اور جوہر شمشیر شجاعت کا ظاہر
ہزار سپاہی کو غنیم کے نہنگ اجل کا طعمہ بنایا اور پانچ ہزار سوار اور دو
پیادے اسیر کر لایا ترک راو نے اُس حال خسران مآل کو دیکھکر

دھوتی پہنے جس سے ہنوز پانی ٹپکتا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اس میدان
سے بھاگ موتی تالاب کے سواد مین اپنے لشکر پریشان کو پھر جمع کرنے لگا
اور نواب بہادر فتح کا شادیانہ بجاتا قلعہ مبارک مین داخل ہوا دوسرے روز
پھر جنگ قراولی درپیش ہوئی اور اسی طرح ہر روز ایک ایک جماعت
دونون طرف کی سپاہ سے میدان مین آتی اور شمشیر و خنجر کو خون سے آبدار کرتی
تھی آخر کو ترمک راو نے جب دیکھا کہ کوئی کام پیش رفت نہین جاتا ہی مقابلے
اور محاربے سے دل تنگ و دست بردار ہو کر تاخت و تاراج کرنے پر بعضے پرگنون
کے پائین گھاٹ و بالا گھاٹ مین جو نواب کے تصرّف مین تھے ارادہ کیا اس اثنا
مین زبانی ہرکارون کے اُسنے یہہ سنا کر اسباب رسد کا ایک طرف سے
نائرون کے بدرقہ مین لشکر حیدری کو جاتا ہی اور سوار پیادے بھی اس
نواحی سے جمع ہو کر لشکر مین نواب بہادر کے ملتے ہین یہہ امر زیادہ تر
اُسکی خاطر کا شورش افزا ہوا طوفان بلا کے مانند اس سمت کو تاخت
کی اور اس ناحیہ کو ایسا ویران و خاک سیاہ کیا کہ دانہ بلکہ گھاس بھی باقی
نہ چھوڑی مگر قلعدارون نے نمک کا پاس کر کے بروج و قلعون کی دیوارون
کے مضبوط کرنے مین ایسی ہمّت باندھی کہ ترمک راو نے ہرچند سر پٹکا اور
کاوش کی کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگا بعد گذرنے چند روز کے جب لوٹتے ہوئے
آدمی پائین گھاٹ سے حضور مین پہنچے اور اُنھون نے زیادتیان اور بدعتین
افواج مرہٹہ کی ظاہر کر کے اپنی داد چاہی نواب بہادر نے حال پر اُن ستم
رسیدون کے ترحّم فرما کر ارادہ کیا کہ خود بنفس نفیس واسطے مقابلہ ترمک
راو کے سوار ہو مگر محمد علی کمیدان نے جو فدوی جان نثار تھا یہہ عرض کی کہ اِن دنون
مین اِس دولت خداداد کے بہت دشمن کمین مین ہین خود بدولت کا دارالحکومت

سے دور جانا قرین صواب نہین ہی مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادے جوان بخت کو رخصت فرمائین یہہ خانہ زاد اُسکی رکاب سعادت مین حاضر رہکر بجا لانے مین شرایط جان نثاری و مراتب حق گزاری کے قصور نہ کریگا نواب بہادر نے اُسکی عرض کو درجہ اجابت و پذیرائی عطا کرکے شاہزادے کو آتھہ ہزار سوار جوشن پوش تندرخروش اور بائیس ضرب توپ کے ساتھہ اُس طرف کو رخصت فرمایا اور محمد علی کمیدان نے ساتھہ جمعیت چار ہزار سپاہی بار اور دو ہزار پیادہ کرناٹکی اور چھہ ضرب توپ کے بعد کوچ فرمانے شاہزادے کے کوچ کرکے معبر راے کوتہ مین سعادت ملازمت شاہزادۂ بلند اقبال کی حاصل کی اور باہم مشورت کرکے شاہزادے بلند بخت نے میدان کاویری مین خیام اقبال نصب کروائے اور کمیدان بہادر نے کشن گری کو اپنا محل اقامت مقرّر کیا اِس اثنا مین زبانی جاسوسون کے یہہ معلوم ہوا کہ قریب پانچ ہزار سوار لشکر غنیم سے بموجب حکم ترکٹ راو کے مال منروتہ کو جو بالاگھات و پائین گھات مین پایا تھا معہ اور اسباب واموال اور بہت خزانے کے جو جنگ چرکولی مین لشکریون سے نواب بہادر کے غنیم کے قبضے تصرّف مین آیا تھا پونان کو لئے جاتے ہین اور ساہوکار لشکر ترکٹ راو کے بھی نقود و جواہر معیت اُس جماعت کے ساتھہ ہین اِس نوید کے سنتے ہی کمیدان شجاعت دثار نے پانسو جوان بار اور ایک ہزار پیادے کو ساتھہ لے کنکدی کی راہ سے جہان کا راجہ نواب بہادر کے فدویان راسخ الاعتقاد کے زمرے مین داخل تھا رات کے وقت صحراؤن کو طی کر معبر بیل ہلّی سے عبور کرکے شارع عام پر کرن پاتّی کے ایک پہاڑ کے دامن مین جا اقامت کی اور دریا کے کنارے اُس معبر پر جہان کا حاکم ظاہر مین تو نوکر محمد علی خان کا اور باطن مین حلقہ بگوش

نواب بہادر کا تھا ایک گروہ بہادران جان نثار کو تعین کیا اور وہ جماعت بے مزاحمت نگاہبانانِ معبر دروازے کی راہ سے جو معبر کی طرف تھا گذر کر کے اُن برجون کے کمین مین جو سابق سے طیّار رستے جا بیٹھے دوسرے روز جمعیّت غنیم کی ساتھ کئی گلے بیلون قاطرون اور خیل گھوڑون اور قطارشترون کے بھرے ہوئے مالون کے اُس معبر کو ہیچہ سے جہان محمد علی کمیدان کی کمین گاہ تھی گذری کمیدان نے جب معلوم کیا کہ وہ گروہ اپنے پانون سے ننگ اجل کے کام مین آئی اُسنے پاسبانون کو معبر کے یہ کہلا بھیجا کہ وے معبر پر سدّ راہ ہو راہ کو تنگ کر کے غنیم کے قافلے کو تباہ کرین جب قافلہ مرہٹون کا سب مجتمع ہو کر معبر کی طرف متوجہ ہوا فوج ہراول نے آگے سے اور کمیدان نے پیچھے سے ان سب کو گھیر کر بندوقون کی شلّک سے اُنکے سینہ پر کینہ کو ایسا مشبّک کیا کہ مرغ روح نے قفس تن سے پرواز کی منصبدارون نے سپاہ غنیم کے جب راہ عافیت کی دیدۂ مور سے تنگ تر دیکھی اپنے مین تاب سر پنجہ شیران فیل شکار کی نپا کر پہاڑ کے درون مین جا گھسے پر اُن ہزیمت نصیبونکو ہر قدم پر ادبار کی خاک سر پر ڈالی گئی کمیدان شجاعت نشان نے بعد بہت خونریزی کے فراریونکا تعاقب چھوڑ کر سب نقد و جنس و مواشی اور گھوڑے اونٹ اور بہت سے اسیرون کو اپنے قبضے اختیار مین لا کر معبر کی قریب ایک میدان وسیع فرح افزا مین عزم اُترنے کا کیا اِس درمیان مین ایک جماعت سپاہ غنیم سے جو آہستہ آہستہ سب کے پیچھے آتی تھی متّصل پہنچ کر جب تباہی اپنی جمعیّت کی اور تمام مال لُٹا دیکھا متحیّر ہو کر حسرت سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگی اور حیرت سے اُنگلی دانتون مین دبانے اور کمیدان کی جمعیّت کو چشم ظاہر بین سے کم دیکھکر یکبارگی باگ اُٹھا کر لڑنے لگی محمد علی کمیدان نے بیخوف و بیم ایک جماعت کو واسطے اسباب مال کی محافظت

سے وہان چھوڑ کر ایک خار بست کی پناہ سے جو وہان تھا نکلکر صرصر سے
کی شلک کے قریب تین سو جوان کو سوارون سے مانند برگ خزا
گرا دیئے بعد فتح و فیروزی کے کمیدان رستم دل نے سب نقد و
ہوئی کو لدوا کر بڑی دلجمعی سے کشنگری مین پہنچ کر کمر کھولی جب
ہوش ربا ترمک راو کے کان مین پہنچا خبر عبور کرنے محمد علی غازی کی کرن پا
معبر سے جو صوبہ آرکات سے متعلق ہی اور مزاحم نہ ہونا وہان کے محافظون کا
کر کے غریق لجۂ تفکر کا ہوا اور یہہ سوچا کر اگر نواب محمد علی خان بھی ساتھ نوا
کے ایکدل و متفق ہو جائیگا تو بہت مشکل ہو گی اور پھر یہہ عقدہ ناخن تد
کسی طرح نہ کھل سکیگا اس گمان پر فی الفور وہان سے بطور ایلغار کے
گھاٹ سے عبور کر قصبہ اونال گیر کے متصل آ ڈیرا کیا محمد علی کمید
غنیم کے چلے جانے کی خبر پا کر ایک قاصد سریع السیر کے ہاتھ د
شاہزادے سکندر فر کے یہہ حال لکھ بھیجا شاہزادے نے اس خبر کے
ہوتے ہی سب اسباب زائد و احمال و اثقال سریرنگپٹن کو روانہ فرما
چار ہزار جرہ سوار سے پاشنہ کوب قضاے مبرم کے مانند شک
کے تاخت کی یغما گران لشکر غنیم نے دھرم پوری کے اطراف مین
اُتھار کھا تھا اور کئی موضع لوٹ کر گھاس لکڑی اور اموال مغروتہ گھوڑ
کر رہے تھے شاہزادے نے اعدا کے مغالطہ دینے کو خود بھی ایک موضع کو
کردیا اور حکمت عملی سے گھاس لکڑی جمع کرنے فرمایا غنیم غافل او
گھوڑون پر اشیای مغروتہ بار کر چلے شاہزادے غضنفر فر نے سب لکھ
گھوڑونکی پشت پر سے زمین پر ڈلوا اُن مقہورونکی جمعیت پر پہنچکہ
مینھہ برسایا تلوارون کی برق سے دریا خون کا بہایا لشکر غنیم کے سوا

اس حملۂ جان ستان کی تاب نلا سب اجناس مفروتہ کو وہین چھوڑ تباہ و
پریشان اپنی لشکر گاہ کی طرف بھاگے تب شاہزادے نے چار ہزار گھوڑے
اور سیکڑون بیل اور شتر توشک خانہ ترمک راو کے اجناس
نفیسہ سے بھرے ہوئے جو اثناے راہ مین ہاتھہ لگے اور بیس ہاتھی لوٹ
کر ماکڑی درگ کے صحرا کی طرف شبرنگ جہان پیما کی باگ پھیری
ترمک راو نے تاسف سے پشت دست کاٹتے اور کاویری پٹن کے سوا
مین خیمہ کیا اُسی رات کو محمد علی کمیدان نے نزدیک پہنچنے سے لشکر غنیم
کے خبر پا کر اپنی جمعیت ساتھہ لے شبخون مارنے کے ارادے پر تاخت کی
لیکن چونکہ اُن بستر مدہوشی کے سونے والونکی حیات مین چند نفس اور
باقی تھے اُس گھنے جنگل دامن کوہ سے نکلنے مین لشکر اسلام کو اِس قدر دیر
لگی کہ صبح ہو گئی تب اُس رستم دل نے جنگل سے نکلنا اپنا خلاف مصلحت
وقت دیکھکر دامن کوہ گنگن گرہ مین اقامت کی ترمک راو تو حال نزول سے
اِس آفت آسمانی کے واقف نہ تھا اُس روز اُسی مقام مین رہا جب شام
ہوئی اور عرصۂ آفاق کا بخت غنیم کے مانند سیاہ ہوا کمیدان شجاعت توامان
نے اپنی جمعیت ساتھہ جنگل سے نکل کر دشمن کی فوج میمنہ پر حملہ کیا بندوقونکی
شلکون سے اِس اندھیری رات مین گولیون کے ستارے نمایان ہوئے
اور شور یوم النشور کا عیان کمیدان نے ہزارون آدمی کو مجروح و بیروح کر غنیم
کے توشک خانہ کو تصرف مین لا لشکر اسلام کے اسیرونکو جو چرکولی کی
لڑائی مین دشمنون کے پنجے مین پھنس گئے تھے قید سے نکالا اور اہل خیمہ
کو لوٹ خیمون اور غنیم کے لشکر کے علمونکو آگ لگادی پانسی گھوڑے
چھہ ہاتھی بڑے بڑے گیارہ شتر خزانے سے بھرے ہوئے قبضے مین لا اور وہان سے

کوچ کر وقت طلوع ہونے آفتاب عالمتاب کے صحیح و سالم دامن کوہسار سے راستے کوتہ مین داخل ہو مجروحونکو تیمارداری اور بہادرونکو کھانے سے فرصت دیکر دو پہر رات کو وہانسے کوچ کر کے انی گال مین پہنچا نرک راوا پنے سپاہ تباہی سکے باعث نہ توپونان مین جاکر منہ دیکھا سکتا تھا اور نہ لڑکر بہادران سے عہدہ برہو سکتا پر اِس جہت سے کہ سرداری کا نام اجل موعود کا اُسکا گریبان گیر ہوا تھا پھر اپنی فوج ہراول کو محمد علی کے تعاقب مین کی اور خود بھی اپنی لشکر ہمیت وہان سے روانہ ہوا جب محمد علی کمیدان سے کوچ کر کے خان خان ہلی مین پہنچا تمام فوج غنیم کی نمایان ہوئی اور شجاعت نشان کو نرغے مین ڈال نکلنے کی چارون طرف سے راہ بند کی نے تب بڑی چوکسی و ہوشیاری سے ایک چھوٹے قلعہ مین جو دشمن دل سے بھی زیادہ ویران تھا پناہ لی افواج غنیم نے اُسے تنگ محاصرہ مبتلا کیا جب محمد علی کمیدان کے نکلنے کی راہ سب طرف سے بند کی وہ اطمینان خاطر کے ساتھ تمام دن وہین رہا اور جب رات ہوئی دشمن کو بھلاوا دینے کے لیے پھٹے پرانے کپڑے اُس قلعہ کے برجون دیوارون کنگرون پر لٹکا کر بہت سی جابجا انبار کر اُن مین آگ لگا وہان سے روانہ ہوا اور قلعہ کے گھنے جنگل مین گھُس کر لشکر اعدا کی پشت پر جا علم بلند کیا فوج غنیم نے آگ روشنی مین سفید کپڑون کے ہلنے کو دور سے دیکھکر یقین کیا کہ محمد علی حصار کے درمیان ہی اور کاہ علی الصباح اُسے زندہ پکڑ لینگے چنانچہ اطمینان خام مین فراغت سے اپنے کھانے پینے کی فکر مین لگ رہے تھے کہ اچانک کمیدان شیرژیان کے مانند آپڑا اور اُنھاین بڑے تہلکے و پریشانی مین ڈالا اثنا مین پانچ چھہ ہزار سوار فوج مخالف سے جان سے ہاتھ دھو کمیدان شجاعت

کو در میان مین اپنے گھیر لیا محمد علی نے کئی توپون مین جو شکر غنیم سے چھین لی تھین چھرا بھر کر اُس گروہ شقاوت پژوہ پر ایسا مارا کہ ہزارون آدمی کو خاک و خون مین لٹا دیا ہر چند غنیم کے سپاہیان رزم آزما نے بھی اُس اندھیری رات مین جو روز محشر کا نمونہ تھا جانفشانی اور عرقریزی مین کسی طرح قصور نہ کیا اور محمد علی کے پانچ چھہ سو سپاہی کو ہلاک اور زخمی کیا مگر چونکہ عقدہ بربستہ قضا ناخن تدبیر سے کھل نہین سکتا آخرکار بقیۃ السیف فوج غنیم کے بھاگ نکلے محمد علی کمیدان نے فتح پائی سب مال و اسباب غنیمت لیکر صحیح سالم پٹن مین شرف حضور سے نواب بہادر کے آنکھون کو نورانی اور خلعت زرنگار و لآلی آبدار سے آفرین و تحسین کے اپنے اسباب افتخار کو دوبالا کیا ترمک راو نے فوج ہراول کے شکست پانے سے دشکستہ ہو وہان سے کوچ کیا اور میاں کوتہ کی طرف جا کر اقامت کی جب خبر کوچ کی ترمک راو کے حضور مین پہنچی باقضای راے صواب نما اُسے زیادہ خرابی ملک اور تباہی رعایا کی جو ودیعت الہی اور رفاہیت اُنکی موجب زیادتی خزانے کی ہی گوارا نہ فرما کر ایک وکیل کاردان کو ترمک راو کے پاس روانہ کیا تا وہ ایک مفرّح تلخ و شیرین باتون سے ترکیب دیکر اُسکو چکھاوے اور اُسکے دماغ کا تنقیہ مواد سوداوی سے عمل مین لاوے اور مالیخولیا سے تسلّط ملک بالاگھاٹ کے بوسیلہ نوشدارو سے پند و نصیحت اصلاح پر لاوے سفیر دانا نے ترمک راو کے پاس پہنچکر ہر چند چاہا کہ طبیب مشفق کے مانند اول رفق و مدارا کا منضج کام مین لاوے اور تب تنقیہ کامل معز قلوس و شربت دینار سے مواد فاسد کو اخراج کرے ولیکن چون اِس مریض کے خون نے بہ سبب ہیجان مواد سوداوی کے احتراق پایا تھا اور بہ سبب زیادہ کھانے غذاے ردیّ الکیموس مال رعایا سے بیچارہ کے علّت جوع البقر کی اُس

مین پیدا ہو گئی تھی یہ معالجہ موثّر و مفید نہوا چنانچہ اُسنے جہل مرکّب سے و کیا
آنیکو جسن مین اُسکا اصلاح حال تھا نواب بہادر کی عاجزی و درماندگی
کر کے نخوت و استکبار سکے کلمے جیسے کوئی ہذیان او رحالت بحران مین
زبان پر لا کر وکیل کو حکم حاضر باشی کا دیا اور بعد تھوڑے ہی دنون کے
تاخت و تاراج ملک بدنور جو ہر طرح کی ناز و نعمت سے معمور تھا اُس
پیش خیمہ نکلوایا وکیل کارشناس جب اُسکی عزیمت پر آگاہ ہوا
واقعہ کو حضور مین عرض کی نواب بہادر نے اِس خبر کو سنکر اپنے امیر
ساتھ مشورت کی اور آخر کار یہ مہم بھی محمد علی کمیدان کو مفوّض ہوئی اِ
میدان جنگ نے ساتھ رضا و رغبت کے اِس کار زار پر مستعد و آمادہ
نواب فیروز طالع نے کمیدان موصوف کو مع چھ ہزار بندوقچی تلنگ اور
بارہ ہزار سوار اصطبل خاصہ کے چنے ہوئے اور بیس ضرب توپ دشمن کوب
ڈھانے قصر شوکت غنیم کے رخصت فرمایا کمیدان کار دان پر پایتن کی ا
کو تگ کے معبر پر پہنچا کو تگ کے راجہ نے جو اُن دنون مرھٹون سے
کے باعث طوق اطاعت نواب بہادر کا اپنی گردن سے نکال غنیم کے ہواخوا
زمرے مین منسلک ہو گیا تھا اِس معبر پر ساتھ تیر و تفنگ کے اِنسداد
کوشش کی اور مانع ہوا محمد علی نے جو عقل کامل اور شجاعت مجسّم
کو چھوڑ کر جزئیات کی طرف متوجہ ہونا خلاف عقل صواب اندیش سمجھ
لینا اِس راجہ سے دوسرے وقت پر موقوف رکھ منزل مقصود کو ر
بسبب زیادتی احمال و اثقال اور تنگی راہ اور انبوہی درختان صحر
گذار توپخانے کا وہان سے مشکل و متعذّر دیکھ کر فقط چار پایتن سے
بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے باقی فوج مع توپخانہ اسد خان کمیدان و

رسالدار کے ساتھ حضور حیدری مین روانہ کیا اور خود اپنی جمعیّت کے ساتھ
مقابل فوج غنیم کے پہنچکر پیچھے ایک پہاڑی کے ایک زمین بلند پر لوا ے
اقامت باند کیا ترک راو نے جب روانہ ہونے سے توپخانے وبنگاہ محمد علی کمیدان
کی خبر طرف سرینگپتن کے پائی ایک تولی کو اپنے لشکر سے واسطے چھین
لانے توپخانے کے روانہ کیا علی الصّباح کمیدان شجاع کے دیدبانون نے جو
پہاڑ پر سے ہر طرف نظر کر رہے تھے اُسے خبر دی کہ ایک جماعت سوارون کی
لشکر غنیم مین سے جس طرف کو توپخانہ گیا ہی جاتی ہی کمیدان باشعور نے
فی الفور اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ بندوقین بھر کر ہوا مین سر کرین تا فوج غنیم
کی ہمارے یہان رہنے سے خبردار ہو کر اِس طرف متوجّہ ہو چونکہ تقدیر موافق
تدبیر کے تھی بندوقون کی آواز سنتے ہی غنیم کے سوارون نے آتش خانہ کی
جانب سے دل سرد ہوکر بندوقون کی آواز کی طرف باگ پھیری اور محمد علی
کمیدان اُنکے آنے سے پہلے ہی ایک فکر معقول کرچار ہزار سپاہیون کو ایک
ایسی نشیب زمین مین کہ چشم بد غنیم سے محفوظ و مصئون تھی کمین مین بٹھا کر خود
اپنے سوارون کے ساتھ آہستہ آہستہ صحرا کی طرف چلا اِس اثنا مین ترک راو
آپ میدان مین پہنچا چونکہ محمد علی کے مارے جانے کو اپنی فتح کا باعث جانتا تھا ساتھ
ہزار سوار کو حکم دیا کہ جس طرح ہوسکے محمد علی کمیدان کا سر تن سے جدا کرین یا اگر ہاتھ
لگے تو زندہ پکڑ لاوین فوج مُخالف جان سے ہاتھ دھو کشش قصد سے عنان گستہ
اُس کمینگاہ پر پہنچی میلوان خونریز نے جب اُنھین دامگاہ مین پہنچا پایا کمال
چابکی سے ایسی باڑھ ملدی کہ گنبد فلک دھوؤ سے بھرا اور ملک الموت کا دم
جانون کے اژدحام سے بند ہو گیا ؛

نظم

ہوا موتکا وان پہ بازار گرم — دلونمین نہ رحم اور آنکھونمین شر
برستی تھین یون گولیان اُسگھڑی — کہ بھادون کی جسطرح برسے جھڑ
چلا خونسے بہ ایک دریا شتاب — پڑے بہتے سر جسمین تھے جون حباب
ہوا تیر سینے سے اِس طرح پار — کہ عاشقکے دل سے ہو مژگان یا
زرہ خونمین ڈوبے تھے یون سر بسر — کہ جون موج سرخ آب آوے ن
بس و پیش پرّان تھے تیر اسطرح — کلنگین ہوا مین اُڑین جسطرح
چلے بان اور تیر پھر اُسکے بعد — گرجنے لگی توپ مانند ر
گرے چھرّونسے یون ہزارون جوان — کہ جون برگ ریزان بباد خزا

جس دم کہ سپاہیون نے اعدا کے سر پر ہنگامہ قیامت برپا کیا محمد ع
دو ہزار سوار سے جلو ریز صحرا کے کنارے سے وہان پہنچا غنیم کے لش
نے جب اپنے تئین نہنگ موت کے منہ مین دیکھا جان بچانے کو غنیم
بھاگ نکلے تب ترکمان راو نے توپخانہ آگے لیکر میدان مین پہنچا اور کھ
ہو کر توپون کی شلک کو حکم دیا گولندازون نے بڑی بڑی توپین لش
کے مقابل لا دفعۃً گولون کے اولے برسانے صدمہ عظیم لشکر ظفر پ
دیڑھ سو بہادر گولون کی ضرب سے شہید ہوئے محمد علی چونکہ توپین ا
نہ رکھتا تھا اپنے سپاہیون کو یہ حکم دیا کہ مقتولونکی لاشون سے ایک
صورت چن اُسکی پناہ میں بندوقون کی باڑھین مارتے رہین اور
خشوع وخضوع درگاہ الٰہی سے دربوزہ حمایت کا کیا عنایت ایزدی اُس
شاملحال ہوئی کہ پھر کسیطرح کا ضرر غازیون کو نہ پہنچا اگرچہ گولندازون
مارنے مین کچھ قصور نہ کیا الغرض شام تک یہ حال رہا اور مرہٹونکی سپا

کثرت و انبوہ کے کچھ بن نہ آیا اور بتائید ایزدی محمد علی کے سپاہیونکی بندوقونکی باڑھ سے ہر بار سپکر ڈون اعدا عدم کو سدھارتے تھے جب شام ہوئی ترمک راو نے وہان سے معہ توپخانہ مراجعت کر اپنی لشکرگاہ کو جو وہان سے تین کوس پر تھی گیا بعد اسکے محمد علی نے اِس سبب کہ تمام دن بھوکھارہ ابروی مردانگی کی نگاہ رکھی تھی اپنا رہنا اُس مقام پر صلاح وقت نہ دیکھکر مجروح سپاہیون کو جو وہان سے چل نسکے اُسی میدان مین چھوڑا اور اُنکی تسلّی کے لیئے یہہ ظاہر کیا کہ ہم استارہ کی آبادی مین راتی رات پہنچ کر تمھاری سواری کے لیئے ڈولیان بھیجتے ہین تب سب پیادے اور سوارون کو ساتھ لے بسرعت تمام میسور کو گیا اگرچہ ایک ٹولی غنیم کے طلایہ کی گرد پھررہی تھی اندھیری رات مین اُس سے مزاحم نہو سکی اور محمد علی بے مزاحمت اعدا کے قلعہ میسور مین داخل ہوا صبح ہوتی ہی ترمک راو میدان جنگ مین آیا جب کسی کو افواج اسلام سے وہان نہ پایا زبانی مجروحون کے خبر کوچ کی طرف استارہ کے سن اُس طرف دوڑ ماری اُسی روز اقبال کی مدد سے یہہ طرفہ ماجرا وقوع مین آیا کہ سلطان فیروز بخت نے صحراے ماگڑی سے چھہ ہزار سوار خنجرگذار اور تین ہزار پیادے خونخوار کے ساتھ غنیم کی رسد کے قافلے پر جو سات ہزار سوار دس ہزار پیادے کی جمعیّت سے معہ اٹھتیس ہاتھی اور کئی شتر خزانے اور اسباب سے بھرے ہوے اور سیکڑون بیل گوسے بارود کے راے پٹن کی ندّی کے قریب پہنچ کر اُترا ہوا تھا اور بہت سوداگر مال لدا ر بھی معہ اجناس گران بہا اُس بدرقہ کو اپنا حامی و مددگار سمجھکر اُسکے ساتھ ہو لیئے تھے شب خون مارا اور ضرب شمشیر آبدار و خنجر جوشن گذار سے بہتون کو اُس گروہ سے جو بیہوش سوتے تھے گھیرے اور ککڑی کی مانند کاٹ ڈالا ایک متنفّس

بھی فوج اعدا مین سے زندہ باقی نہ رہا آخرکار شاہزادہ والا مرتبت نے بعد قتا
کے سب نقد و جنس غنیمت سریرنگپتن کو روانہ فرمایا اور خود نگر کی طرف
ہوا جب یہہ خبر ترمک راو کو پہنچی تب نہایت متحیّر ہوا کہ کیا کرے ہنوز یہہ ز
ماتم نہوا تھا کہ فلک نے نمک تازہ اُسکے زخم پر چھڑکا کہ پونان سے یہہ خبر اُ
اُسکو پہنچی کہ نراین راو پیشوا اُسکا بھانجا جو جماعہ مرہٹہ مین بڑا سر
اپنے چچا رگھناتھ راو کے ظلم سے مارا گیا اور رگھناتھ عرف راگھوبا
کام کی درستی کے لئے نراین راو کے قدیم امیرونکو شکنجے مین عذاب
کھینچ رکھا ہی یہہ خبر سنتے ہی ترمک راو کا رنگ اُڑ گیا اور دہشت و
اُسپر مستولی ہوئی .ناچار مجبور ہوکر بوسیلہ وکیلانِ نواب بہادر
اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا صلح کا طالب ہوا اور حرف مطالبہ زرخ
جو اِس سفر سراسر خطر مین اُسنے اُٹھایا تھا زبان پر لایا بعد ایک ہف
حضور سے نواب کے اِس مضمون پر جواب پہنچا کہ جو کچھ مال تھا چرک
لڑائی مین تمہارا اے گھر اِس سے آگے داخل ہو چکا اور تمہاری تما
تمام ملک پایمال ہو گیا ہی بالفعل صلاح یہی ہی کہ تم پہلے مال لئے ہو
قانع ہو اور اِنتفاع صلح حال کا زمانے استقبال پر منحصر رکھکر خیرو
سے پونان کی طرف پھر جاؤ آخرکار بعد بہت سی رد و قدح کے
روپئی پر معاملہ رفع پایا ؛

قرار پانا صلح کا درمیان نواب نظام علیخان ناظم حیدر آباد اور صاحبان عالیشان انگریز کے اور وقوع مین آنا متواتر جنگونکا درمیان نواب حیدر علي خان بهادر اور صاحبان عالیشان کے اور آخرکار رفع هونا نزاع کا

جب نواب نظام علی خان نے ساتھ صاحبان عالیشان کے عہد آشتی و صلح کو درمیان مین لا ملک سیکاکول اور راج بندری جسکا مداخل تیس لاکھ روپیا تھا اُنکے حوالے کیا دو مہینے تک جنگ وجدال موقوف رہی بعد ازان جنریل اسمتھ بہادر نے موافق فرمانے ناظم حیدر آباد کے عزم تسخیر ملک بالا گھاٹ کا مصمم فرما فوجین جمع کین اور نواب محمد علی خان کو بھی ساتھ لیکر انبور گڑھ سے آگے کوچ کیا نواب بہادر نے اپنی سپاہ کو توپخانہ انگریزی سے ضایع کرنا مصالح کشورگیری سے دور سمجھکر قابو اور فرصت کا منتظر رہا اور سب احمال و اثقال اور اہل بنگاہ کو انیگل و ماکری کو روانہ فرما سواران خونخوار اور سپاہیان بار اور کرناٹکی پیادون کو اپنے ساتھ رکھا جسوقت قابو پاتا بھیر و بنگاہ کو انگریز کے تاراج وغارت کرتا تھا اِس اثنا مین ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ نتھر نگر کی طرف سے بڑی رسد مع مواشی ساتھ بدرقے دو ہزار سپاہی اور ایک پلٹن انگریزی اور چار سو سوار اور دو ضرب توپ کے انگریز بہادر کی لشکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے فی الفور سوارون کے رسالونکو ساتھ لے اُسطرف کو تاخت کی اور یکایک شیر ژیان کے مانند جنگل و پہاڑ کی پناہ سے نکل کر بدرقے کی جمعیت کو پریشان اور سب اسباب رسد اور مواشی کو قبضے مین لا کر سالم و غانم مراجعت کی سردار انگریز بہادر نے ترپاتور کی نواح مین مقام کر کے

فوج جدید اور اذوقہ لشکر کا مدراس سے طلب فرمایا بعد چند روز نواب
کی حضور مین یہہ خبر پہنچی کہ فوج انگریزی نے بنبئی سے ایلغار کرکو تیال ب
لے لیا اور قریب ہی کہ نواح نگر بھی اُنکے قبضے تصرّف مین آوے اُنھین
عامل کو ننبا تور و کالیکوت کی عرضی سے یہہ معلوم ہوا کہ تین پلٹن انگریزی
کی اور چار ہزار مرد جنگی رام راجہ حاکم ملیبار کے اُس نواح کے محالات
تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر سے کسی طرح کا اند
خاطر مین راہ نہ دیا اور ایزد بیہمال کے فضل پر تکیہ کر شاہزادہ ٹیپو سلطان
جمعیت دو ہزار اسوار خون خوار و چار ہزار سپاہی و ایک ہزار پیادے کے
نگر کی طرف رخصت فرمایا اور ہیبت جنگ بخشی کو چار ہزار سوار سے وا
مقابلے راجہ اور حفاظت ملک کے کو ننبا تور و کالیکوت کی طرف روانہ کیا
شاہزادہ جوان بخت کو تیال بندر مین پہنچا معلوم ہوا کہ جنرل لشکر انگ
کا قلعہ کو مستحکم اور اذوقہ و اسباب جنگ ذخیرہ کرکے جنگ کرنیکو
ہی شاہزادہ پردل نے اِس قدر جماعت سے جو ہمراہ تھی محاصرہ و فتح ک
کا متعذر دیکھکر ایک قطعہ عرضداشت مین مفصّل حال اُسکا حضور انور میں
کیا نواب بہادر نے اِنتظام کو اُس نواحی کے تمام مقصدون پر ترجیح د
ہزار تفنگچی قادرانداز و دو ہزار سوار منتخب اور چودہ ضرب توپ
لے اور باقی لشکر میر علی رضا خان و محمد علی کمیدان کے ذمّے میں چھ
و باد سے بھی جلدتر ایک ہفتے مین مسافت بعید کو طی فرما قلعہ نگر مین دا
اور دو ہفتے کے عرصے مین آٹھ ہزار بندوق چوبین آبنوسی طیّار کروا آٹھ ہزا
فراہم کرکے اُنھین وہ بندوقین دین اور رنگ برنگ کے علم نمود شک
لیئے اُن کے ساتھ دے کو تیال بندر کی طرف نہضت فرمایا منزل مقا

پہنچتے ہی انگریزی دمدمون کے مقابل جو قلعہ کے گرد باندھا تھا نزول کیا اور شاہزادے نے موافق حکم حیدری ایک دمدمے پر حملہ رستمانہ کر وہانکے محافظون کو بعد کشش و کوشش کے مقہور کیا سرداران انگریز بہادر نے سپاہ آبنوسی بند و قونکی دور سے دیکھ ہماری فوج سمجھکر لڑنیکو حزم سے دور جانا اور اپنے سب باہر کے لوگون کو جمع کر قلعہ کی طرف چلا اُسوقت دو سپاہی لشکر انگریزی سے بھاگ کر حضور مین شاہزادے کے پہنچے اور وہان کا سارا حال عرض کر دیا شاہزادہ قبل داخل ہونے فوج انگریزی کے قلعے مین ایک رسالہ سوارون کا ساتھ لیکر باگ اُٹھا قلعے مین داخل ہو گیا قلعہ کے محافظون کو تہ تیغ کیا نواب بہادر بھی اِس خبر کو سنتے ہی جلد شاہزادے کی مدد کو پہنچ تیروبان و گولہ کا مینہ برسانا شروع کر دیا بہت سے اعدا اتہ کانے لگے جو باقی بچے سو قلعہ مین پہنچنے سے مایوس ہو کر ساحل دریا کی طرف سدھارے اگرچہ اِس گروہ مین سے بہت لوگون کی حیات کی کشتی فنا کے بھنور مین ڈوب گئی مگر سردار انگریز بہادر نے چابکی وچستی کی راہ سے جہاز پر جو وہان موجود تھا سوار ہو اِقامت کا لنگر اُس ملک سے اُٹھا بندر بنبئی کی طرف پال اُڑائی تب نواب ہمایون بخت نے ہماری تھانہ قلعہ مین بٹھا کر بعد ڈیڑھ مہینے کے معہ شاہزادہ سواد بنگلور مین علم اقبال بلند فرمایا اور اِس عرصے مین جنریل و کرنیل بہادر نے یاوری اقبال سے قلعہ وانم باڑی و ترپاتور و گنگن گڑھ و چکدیو کو برتی جوان مردی سے مفتوح کر بعد چند روز کے قلعے دھرم پوری کو محاصرہ کیا پاینده خان رسالہ دار نے جو تھانہ دار اُس مقام کا تھا داد جوان مردی کی دی آخر کو شربت شہادت پیا صاحبان عالیشان نے اُس قلعے کو بھی مسخر کر عبدالرشید خان کو جو نواب محمد علی خان کا دیوان تھا واسطے اِنتظام بارامحال کے متعین فرما کر قلعہ ہوتر وہاسنی

ومورڈا کرو کولار و ھسکوٹہ کو بھی فتح کرلیا اور نواب محمد علی خان خود کولار
اقامت کر مرار راو حاکم گتی کو اپنی اعانت کے لیئے طلب کیا جب وہ آیا
اُس نواح کے نظم و نسق مین مشغول ہوا اِس عرصے مین نو
بہادر بنگلور سے کوچ فرما اُس لشکر سے جو سرکردگی مین میر علی
خان وغیرہ سرداروں کے چھوڑ گیا تھا جا ملا اور جنرل بہادر
مرار راو کے جو فوج جدید اپنے ساتھ لایا تھا نرسی پور کے سوا
علم شوکت بلند کیا نواب بہادر نے قابو پاکر ایک شب کو مرار راو
لشکر پر شبخون مار بہت سے لوگونکو اُسکے مجروح و بیروح کیا مرا
نے زخم شدید کھا معالجے کے حیلے کو اپنی نجات کا وسیلہ سمجھ عار فرار کو
کیا تب تو فوج حیدری نے اُس خوان یغما پر فراغ خاطر سے تصرف
بڑھایا اُس ھنگامۂ محشر آشوب مین تھوڑے آدمی لشکر انگریز بہادر
اور بہت سوار نواب محمد علی خان کے مارے پڑے بعد اِس زد و کشت
جب نواب بہادر ھسکوٹہ کی طرف متوجہ ہوا صاحبان انگریز بہادر بڑھ
ہوئے اُس طرف کو چلے اور بڑے استقلال سے مسافت طی کر کے ھ
کی پورب طرف میدان مین لواے شوکت بلند کیا محمد علی خان بہ سبب مار دھ
دوڑ دھوپ لشکر قیامت اثر حیدری کے اور صحرا نوردی کے مصائ
متاعب اُٹھانے سے عاجز ہوا اپنے تئین بیمار بنا سانگڈھ مین چلا گیا اور اپنے
کو بھی نہنگ اجل کے منہ سے بچانا صلاح دیکھ بار احمال سے اپنے پاس
اِس بیچ مین محافظان اطراف ترچناپلی کے عریضے سے نواب بہادر کو یہ
ہوا کہ فوج انگریزی نے ڈنڈیگال و کوئنباتور و بالاگھات وادھر و ڑ و دھا
کو مسخر کرلیا اور اب یہ قصد رکھتی ہی کہ بعد پہنچنے سامان رسد اور

سے جو اُس طرف ترنامل و مدھرا و ترچناپلی سے پہنچکر قلعہ مین کرتور کے جمع ہوا
تھی کپتان ھتی کے معبر سے اُتر کر میسور و سرینگپٹن کے نواح کو تاراج کرے
اگرچہ سواران غارت گر جو حضور سے متعین ہین جان بازی مین قصور نہین
کرتے پر بدون توپخانے کے انگریزی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتے بمجرد دریافت
ہونے مضمون عریضے کے نواب بہادر نے تمام لشکر شاہزادے شیرشکار کے
ہمراہی مین چھوڑ خود ساتھ چھ ہزار سپاہی و چار ہزار سوار پندرہ ضرب توپ
قلعہ کوب سے تاخت فرما دھرم پوری مین اقامت کی اور شب کے وقت یورش
کر قلعہ کو فتح اور قلعے دار کو اسیر کیا پھر وہان سے روانہ ہو کرناک منگل کی راہ
سے کوچ بکوچ سواد کرور مین پہنچ ایک چھوٹے قلعہ کو جس کی سپاہ انگریزی
محافظ تھی محاصرہ کیا اور جھٹ دمدمہ باندھ توبین چڑھا گولون سے قلعے کی دیوار کو
گرادیا قلعے کے لوگون نے اگرچہ دوپہر تک ثابت قدم رہ نمک حلالی مین
قصور نہ کیا پر قلعے کی دیوار ٹوٹ جانے سے اُن کے پانون ثبات کے ہل گئے
اور قلعے سے بھاگ نکلے بعد اس کے ازروے اخبار نواب کو یہہ معلوم ہوا کہ
چار ہزار بیل خالی چار پانچ سو سپاہی کی حمایت مین بموجب حکم کپتان کے رسد
لانے جاتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر کے سنتے ہی ایک ہزار تفنگچی
کو معہ دو ضرب توپ سر راہ پر متعین کیا اور وے فی الفور جا کر وہان کمین گاہ
مین بیٹھے جب اہل بدرقہ غافل اُس مقام پر پہنچے دلاورون نے بندوقون کی
شلک اور توپون کے چھرے سے بہتون کو صحراے عدم مین بھیجا اور
بیلون کو حضور مین لا اپنی حسن خدمتی ظاہر کی نواب بہادر نے بیلون کو
توپخانون پر تقسیم فرما تین روز کے بعد وہان سے ہرور کی طرف کوچ کیا کپتان
انگریزی نے جو رسد آورون کی تباہی سے خبر نہ رکھتا تھا چھ سو سپاہی دو سو

جوان ولایتی معہ چار ضرب توپ رسد کی حراست کے لیئے کرتوڑ کو روانہ کیا ہنوز اُنھ
چار فرسنگ راہ طی نہ کی تھی کہ نواب بہادر کو یہ خبر پہنچی تب فورًا توپخا
ایک زمین نشیب مین پوشیدہ رکھ سوارون کو حکم دیا کہ جب فوج انگر
اُس مقام پر پہنچے تم جنگ زرگری کرتے ہوے اُنکو توپخانے کے منہ پر
سردار انگریزی جو ورود سے نواب بہادر کے مطلع نہ تھا جب وہان
مذھرتک چلا جاتا تھا سوارون نے حسب حکم نواب بہادر کے کئی بان چھو
فوج انگریزی کے سپاہیون نے ان سوارون سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور
ہو گیئے پر اُنھون نے اُس جماعت کو جُل دیکر توپخانے کے منہ پر
گولندازون نے توپین مارنی شروع کین تفرقہ عظیم اُس گروہ مین پر
نواب بہادر نے کرناٹکی پیادون کو تو بعد چھین لینے ہتھیار اور لباس کے
سے امان دی مگر دو سو سپاہی ولایتی کو قتل کا حکم دیا اِس جنگ مین دو
نو دس برس کے زندہ پکڑے گیئے تب نواب ممدوح نے وہان سے
فرما قلعہ کرتوڑ کے نواح مین خیمہ کیا نواب حیدر علی خان نے جو حیلہ اور فنو
دشمن شکنی کے یکتاے عصر تھا یہ تدبیر کی کہ دونون لڑکونکو جو اسیر
آئے تھے بڑی خوشی وخرمی کے ساتھ چند اشرفیان دے اُنھین بند سے آزاد
ساری گذری باتون پر تباہی رسد لانے والون کی اور پریشانی نوا
علی خان کی اور مفتوح ہونے کی قلعون کے اُنکو مطلع کر یہ ارشاد فرما
کپتان سے جا کر کہو کہ اگر اُنکو اپنی زندگی منظور ہی تو ہماری خدمت
پہنچین نہین تو کل اِس قلعے کے لوگ بھی رسد لانے والون سے جا ملینگے
لڑنے کے اگر صلح و امان طلب کرینگے ہرگز نہ ملے گی اِس تعلیم کے
دے دونون لڑکے سمجھ دے اُس قلعے مین گیئے اور کپتان سے د

مارے جانے سپاہیان ولایتی کی جو اُنھون نے دیکھی تھی اور اُن تمام باتون
کو جو سنی تھین من و عن ظاہر کی کپطان نے جب دیکھا کہ رسد کسیطرح
نہین پہنچ سکتی اور سپاہی کام کے بہت کام آئے اور نواب حیدر علی خان
بہادر بہ شرط ملاقات امان کا وعدہ فرماتا ہی اِس تصوّر پر ایک شخص کو
اپنی جگہہ قایم کر بے تکلّف پالکی پر سوار ہو دو سوار و چند نفر سپاہی ہمراہ لے
حضور مین نواب کے حاضر ہوا نواب بہادر نے اُسکی بہت سی خاطرداری
فرما علیحدہ خیمہ رہنے کو دیا بعد ایک لمحہ کے حضور کے متصدّیون نے کپطان
سے کہا کہ اب آپ سے کچھ عداوت نہ رہی اور اگر آپ نواب بہادر کے
استرضا کی راہ چلئے تو کسی طرح مضرّت آپ کو نہ پہنچیگی اِسواسطے یہہ بہتر
ہی کہ ایک خط اِس قلعے کے سردار کے نام پر لکھہ بھیجئے کہ قلعہ معہ اسباب تسلیم
کرے کپطان نے ہرچند چکنی چپڑی باتین بنائین اور کہا کہ مین خود قلعہ مین جا
اسباب کا تعلیقہ کر معہ قلعہ نواب کے گماشتون کو سونپ دونگا کچھ مفید
نہوئی آخر کپطان اپنی حرکت طفلانہ سے بہت نادم ہوا اور جب کچھ چارا
نہ دیکھا ناچار اپنی جان کی حفاظت مصلحت جانکر ایک رقعہ اُسی مضمون کا
بنام سردار محافظ قلعے کے لکھہ دیا اور نواب کامگار نے اُس خط کو اپنے
ایک معتمد کو دیکر پانچ ہزار سپاہی کے ساتھہ قلعہ کو بھیجا جب کپطان کا
رقعہ سردار محافظ قلعہ کو پہنچا اُسنے فورًا قلعہ معہ تمامی اسباب حوالے کر دیا
تب نواب مظفّر و منصور وہان سے اپنی لشکرگاہ کو روانہ ہوا شاہزادہ
بلند بخت کی ملاقات سے مسرّت حاصل کر لشکر انگریزی کے اسیرون
کو جو اِس تگ و تاز مین ہاتھہ آئے تھے اپنے قلعون کو روانہ کیا اور دو تین
روز مین سب ساز و سامان اپنے لشکر کا درست کر معہ تمام خدم و حشم

جنریل اسمتھ بہادر کے مقابلے کو روانہ ہوا اثناے راہ مین یہہ معلوم
جنریل ممدوح نے ہسکوتہ سے مراجعت فرما نواحی کولار مین خیمے اس
کئے ہین اور دو پلٹن سپاہی ہندی اور چار سو جوان ولایتی کو واسطے
رسد کے جو قلعہ ہسوز مین جمع تھی روانہ کیا نواب بہادر نے فی الفور
کمیدان کو چار ہزار سپاہی اور کئی ضرب توپ واسطے فتح کرنے قلعہ ہ
کے رخصت فرما خود مقام انیگل سے سواران خوش اسپہ کو لئے صاعقہ
مانند اُس جماعت پر جو رسد لئے ہسکوتہ سے آتی تھی جا گرا ہنگامہ محشر برپا
حیدری لشکر کے یغماگرون نے جو اُس اذوقہ کو نعمت غیر مترقب جان
وہان جا پہنچے تھے جب دونون فوج کو جنگ مین مشغول دیکھا سب بار
بیلونکو اور توپ کشی کے بیلون کو بھی بار توپ سے سبکدوش کر
لیکن اِس جماعت کے سردار نے بحکم شجاعت ذاتی پناہ مین ایک چھو
کے جو اِس میدان مین خالی پڑا تھا پاے ثبات محکم کیا بندوقونکی باڑھ مار
مردانہ لڑتا اور حیدری فوجونکا مقابلہ کرتا رہا اس مین محمد علی کمیدان نے ہسو
قلعہ میں پہنچکر اپنا تھانہ قایم کیا اور اہل قلعہ سے بہت لوگونکو اسیر
بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا اور فی الفور واسطے محاصرہ کرنے اس قلعہ
جو سردار انگریز کا مامن تھا مرخص ہوا اُس دلاور نے اُسی وقت جا گولے مار
دیوارکو توڑ ڈالا اور قریب تھا کہ ہاتھ لاکر قلعے کے محصورون کو تہ تیغ کرے
فوج انگریزی تازہ زور جسکو جنریل اسمتھ بہادر نے توپون کی آواز سنکر د
کی راہ سے واسطے مدد رسد لانے والون کے روانہ کیا تھا وہان پر جا پہنچ
والے اُس فوج کی کمک سے قوی دل ہوگئے اور شدت محاصرے سے
پائی پھر دونون جماعت سابق و حال قلعے سے نکل باڑھ مارتے ہوئے لشکر

جنریل بہادر کے جاملے تب نواب بہادر نے اِس مقام پر زیادہ مقیم رہنا تضیع اوقات جان ؟ اسکوتہ کی تسخیر کو جس مین انگریزونکا تھانہ تھاچڑھ دوڑا اور محاصرہ کیا طون میحر برج وبارہ کو مستحکم کر توپ و تفنگ سے بہادرون کے حملون کو روکتا تھا جب یہ خبر جنریل بہادر نے سنی کولار سے ؟ اسکوتہ کی طرف متوجہ ہوا نواب بہادر نے جنریل کی روانگی سے آگاہی پا شاہزادہ اور میر علی رضا خان کو ساتھ فوج اور توپخانے سنگین کے جنریل بہادر کی راہ روکنے رخصت فرما واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے بہادران رزم خواہ کو بہت سی تاکید فرمائی تب محمد علی کمید ان قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگا جرأت کر چڑھ گیا اور علم حیدری اُسپر بلند کیا قلعہ والون نے امان مانگی نواب بہادر نے اِس جماعت کی جان فشانی سے خوش ہو کر اُن کی جان بخشی کر سب کو قلعہ سے نکال دیا اور اپنا تھانہ وہان قایم کر واسطے مقابلے فوج طوفان موج جنریل بہادر کے متوجہ ہو قریب عیدگاہ کے لواے شوکت بلند کیا تو پخانہ جنگ کے قاعدہ سے وہان پر لگایا اِس طرف سے جنریل بہادر جو چھٹن جانے سے قلعہ کے ہنوز آگاہ نہ تھا ؟ اکوتہ کے متصل آپہنچا نواب بہادر نے لشکر انگریزی کے وہان پہنچتے ہی خود سبقت کر توپخانے کو لشکر جنریل بہادر کے مقابل کیا اور ایسی باڑھین بندوقون و توپون کی متواتر مارین کہ باروت کے دھوئین سے زمین آسمان تیرہ ہو گیا اور آنکھین گرد و غبار سے خیرہ چونکہ فوج انگریزی دھاوا کر اُسی وقت وہان پہنچی اور شدّت سے ماندی و کوفتہ تھی اِس سبب سے اُس ہنگامۂ قیامت اثر مین بہت انگریزی طرف کے لوگ مارے پڑے جنریل بہادر نے باقی فوج کا تلف و ضایع کرنا عقل مصلحت اندیش کے خلاف دیکھکر اپنی فوج کو غارون اور نشیب زمین مین پوشیدہ کیا اِس ارادے پر

کہ جب حیدری سوار یورش کرین وے اُٹھکر اُن کو باڑھ مارین اور خود
گولون اور بانون کی ضرب سے محفوظ رہین جنریل بہادر نے اِس طرح سے
اُس روز میدان مین تاشام جنگ قایم رکھی جب رات کی تاریکی دلیرون کو
رزم سے مانع ہوئی ہر ایک نے اپنے مقام مین جا آرام کیا شب کے وقت
نواب والا فطرت نے کئی آدمی کو قلعہ کوتہ وغیرہ کے اسیرون مین
سے جنکو قید کر رکھا تھا رہائی بخشی اُن مین سے کئی آدمی حضور مین جنریل بہادر
کے جا فتح ہو جانے سے قلعہ کوتہ وغیرہ کے اُسکو مطّلع کیا جنریل بہادر اِس
خبر کو سنکر بہت سا اندیشہ مند ہوا صبح کو جنگ موقوف رکھی اور بعد شام
کے کئی توپین از کار رفتہ اُس میدان مین ڈال کولار کی طرف روانہ ہوا
نواب بہادر نے بھی اِس رزمگاہ سے کوچ کر نرسی کے سواد مین جا پڑا
دو تین روز کے بعد ہرکارون نے حضور مین عرض کی کہ ساتھ بدرقے
ایک ہزار سوار اور دو پلٹن کے رسد جنریل بہادر کی لشکر کو
جاتی ہی نواب بہادر نے یہ مژدہ سنکر جلد کئی ضرب توپ جلوی
اور دو رسالہ سوار خوش اسپہ لیکر اسپر تاخت کی اور ہربن ہلّی کے گھاٹ
پر پہنچکر گھات مین لگا رہا جوہین رسد والے گھاٹ سے اُترے فوج
حیدری سے مقابلہ ہوا بدرقے کے سوار و پیادون نے حتی الوسع جنگ کی آخرکار
رسد کی محافظت سے ہاتھ اُٹھایا اور نواب بہادر اُس سب غنیمت کو ساتھ
لے اپنی لشکرگاہ مین داخل ہوا جنریل بہادر نے جب رسد لٹ جانے کی
خبر سنی بے قوتی اپنی فوج کی دیکھ اذوقہ کے بہم پہنچانے کو سب کامون پر
مقدّم جانکر چند روز تک جنگ ملتوی رکھی نواب بہادر نے جب جنریل
بہادر کے ارادے پر اطلاع پائی ایک شب اپنے لشکر کے سردارون کو جمع کر

اس امر مین مشورت کی کہ جنریل بہادر نے ملک بالاگھات مین اپنے پانو کو قایم کیاہی اور بالفعل یہانسے اُسکا مراجعت کرنا معلوم نہین ہوتا اور یقین ہی کہ چند روز مین سپاہ انگریزی نایابی اذوقہ کے باعث لوت کا ہاتھ اِس ملک کی رعایا پر دراز کریگی تمام ملک بالاگھات کا ایسا خراب و تاراج ہوجائیگا کہ غلہ کا تو کیا ذکر نباتات بھی زمین پر باقی نہ رہیگی اور جو کچھ کہ سپاہ انگریزی کی حاضری سے بچیگا ہماری فوج اُس سے ناشتا کریگی پس اِس صورت مین رعیت اِس ملک کی مطلقاً نیست و نابود ہو جائیگی اور اپنی رعیت کو خود پامال کرنا کسی شرع و ملت مین جایزنہین ہی اِسواسطے عقل مآل اندیش یہی فرماتی ہی کہ جب تک جنریل بہادر ملک بالاگھات سے دست بردار ہوکر پھر نہ جاوے ہم بھی تاخت و تاراج کرنے مین ملک پائین گھات کے جو نواب محمد علی خان اور انگریز بہادر سے علاقہ رکھتا ہی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین سب سرداروںنے ہاتھ جوڑ یہہ عرض کی

مثنوی

کہ ما بندگانیم فرمان پذیر	نداریم ازحکمت ای شہ گزیر
نہ خوفی ز آتش نہ بیمی ز آب	نشینیم بر باد پایان شتاب
بر آریم از حکم تو بیدرنگ	ز صحرا ہژبر و ز دریا نہنگ
اگرخصم چون سنگ گیرد قرار	در آئیم در قلب او چون شرار
تو ئی سایہ پرورد فضل خدا	نباشیم چون سایہ از تو جدا
جہاندار گیتی نگہدار تست	بروز وغا یاور و یار تست

نواب بہادر نے جب یہ باتین دولت خواہی و فرمان پذیری کی سرداروں سے سنی تب تمام سپاہ کینہ خواہ سمیت واسطے تسخیر کرنے ملک پائین گھات.

سے کے لواے اقبال بلند کیا اور راسے کوتہ کے معبر سے اُترا اول کشنگریکو تصہ
مین لا قلعہ ترپاتور و وانم بارآ ہی مین اپنا تھانہ قایم کیا اور مواضع و قریات
انبو رگدھ کو خاک سیاہ کر نواحی انبورگدھ ساتگدھ اُپی ایلو را و ھونی گ
ارنی پرلوٹ کا ہاتھ دراز اور ترنا ملی مین جا خیمہ و خرگاہ کھڑا کیا پھر شاہزاد
نصرت مند کو مدراس کی طرف و میر علی رضا خان کو فوج شایستہ سمیت
تنجاور و ناتھرنگر کو اور غازی خان اور مہامرزا کو چتور و نیلور کی جانب مرخص
اِن دلاوروں نے تھوڑے ہی دنون مین وہان کے دیہات لوٹ پاٹ
خاک سیاہ کر دیا جب یہہ خبر متواتر جنریل بہادر کو پہنچی چونکہ سجیہ
اس قوم کا یہہ ہی کہ بعد فتح کرنے ملک کے رعایا کو ہرگز نہین لوٹتے بالا گ
کو صحیح و سالم چھوڑ کرتا ہی پر ملک نواب محمد علی خان کے جو حقیقت
سر کار کنپنی انگریز بہادر سے متعلّق تھا ترحّم کر جلد کرنپاٹ کا گھ
اُترساتگدھ سے گذرراے ویلور کے سواد مین جا مقام کیا نواب محمد علی
نے جب دیکھا کہ نواب حیدر علی خان بہادر و جنریل دلاور مانند دو
ہاتھی اور شیر ژیان کے آپس مین لڑتے اور زور آزمائیان کرتے ہیں
کشاکش سے اُن دونون رزمخواہ کے ہزارون بلکہ لاکھون رعایا
مفت پستی ہمین اور ہوس مین ملک بالاگھاٹ کے اقلیم پائین گھاٹ کا
بے چراغ ہو تا ہی اور بجز مصالحہ نواب حیدر علی خان بہادر کے کوئی چار
نہین آتا تب ایک خط اِسی مضمون کا جنریل بہادر کو بھیجا جنریل بہاد
اُسکے جواب مین ارقام فرمایا کہ ہم اتنی جنگ وجدل صرف واسطے حـ
ملک اور پاس خاطر تمھارے کرتے ہمین نہین تو ہم کو نواب حیدر علی خا
ساتھ کسی طرح کا کینہ نہین اور کئی برس کے عرصے سے ایسا کوئ

سلسلہ عناد و فساد کا محرّک ہو طرفین سے ظہور مین نہین آیا ہی اب جو تم صلح کرنے پر راضی ہوئے ہو ہم کو کسی صورت آپ کی راے کی مخالفت منظور نہین جو امر کہ موجب امنیّت خلایق و رفاہیت رعایا معلوم ہو عمل مین لائے نواب محمد علی خان نے بعد مطالعہ کرنے اس جواب کے نجیب خان و دانشمند خان کو جو اُسکی سرکار مین زیادہ معتمد تھے ساتھ ایک ملاطفہ محبّت آمیز کے بہت سے نفایس اور تحایف اور چودہ لاکھ روپیہ نقد سمیت خدمت مین نواب بہادر کے روانہ کیا اور مصالحہ کا سلسلہ جنبان ہوا جب یہ لوگ حضور مین پہنچے اور خط معہ ہدایا و زر نقد اُنھون نے نذر گذرانا نواب بہادر جو اپنے ملک کی پایمالی سے نہایت آزردگی رکھتا تھا اِس معاملے کے پیش آنے کو محض فتوحات غیبی و تائیدات لاریبی سے سمجھ اِس پیغام کو قبول فرمایا اور ایک مکتوب اتحاد اسلوب کے ساتھ علی زمان خان و مخدوم علی خان نایط کو اپنی طرف سے عہدے پر سفارت کے مقرّر فرما رخصت کیا و کیلان خردمند حضور مین نواب محمد علی خان کے پہنچکر صلح کی بنا کو ساتھ عہود و مواثیق کے مستحکم کیا نواب محمد علی خان نے کرتو تر کے علاقے کو بھی سرکار حیدری کے کارگزارون کو تفویض کر دیا اور چندا صاحب نایط متوفّا کے اہل و ناموس اور امام صاحب بخشی کو جو مدّت سے قید مین تھے رہائی دی بعد حاصل ہونے اطمینان خاطر کے نواب بہادر نے اکثر جاگیردارون کو جیسے مہدی خان جاگیردار اول کندہ مرتضی حسین خان منصب دار کرگنتہ پالہ محمد تقی خان جاگیردار تونڈوسی و محمد سعدی خان منصب دار برموکل گدہ جو محمد علی خان سے مطمئن نہ تھے اپنی عنایت شامل سے راضی و شاکر اُن سب کو سلک مین ملازمان سرکار دولت خداداد کے منسلک فرما ساتھ فرخی و فیروزی کے ملک بالا گھات مین داخل ہو سایہ اپنی شفقت کا وہان کے

رہنے والون کے سر پر جو قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے ڈالا ؎

لشکرکشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کرپہ کرنول بلاری کی طرف

جس زمانے مین نواب بہادر ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے جنگ مین مشغول تھا نواب عبدالحلیم خان کرپے کے مرزبان نے نخوت و غرور کی راہ سے اسوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُن مواضع و دیہات کے جو حیدر ممالک محروسہ سے قریب کرپے کے واقع تھے تعین کر بہت اذیت نواح کے رہنے والون کو دی تھی اور اسی طور پر نواب منور خان حاکم نے بھی ساتھ نواب عبدالحلیم خان کے ہمداستانی کر کے ظلم کا ہاتھ بیچارے رعایا پر دراز کیا تھا اور اسیطرح راجہ بلاری نے بھی راے درگ کے بیس شورش و ہنگامہ مچا کر خلایق کو بہت سی ایذا پہنچائی تھی اُ یہ سب خبرین متواتر نواب بہادر کو پہنچتی تھین لیکن اُسنے بے اکرنے کلیات کے جزئیات کی طرف متوجہ ہونا آئین سرداری و گیری سے دور جان کر اغماض اور چشم پوشی فرمائی تھی درینولا کہ فضل سے صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ مصالحہ ہو گیا نواب بہادر نے دینا اِن شوخ چشمون کا ذمہ ہمت والا نہمت پر اپنے لازم و جان کر تمام احمال و اثقال لشکر کو معہ ناموس سرداران ؛ کے جو قید سے نواب محمد علی خان کے مخلصی پا کر آئے تھے دار الحکومت سریر کو روانہ فرما خود بدولت و اقبال ساتھ فوج سوار و پیادون کے جو زیادہ چھ

سے نہی معہ توپخانہ واسطے گوشمالی عاصیان سرکش کے وہان سے کوچ فرماسیر وشکار کرتے ہوئے پھلے کرتپے کی طرف تاخت کی اور اپنے یغماگر سوارون کو واسطے لوٹنے جلانے مواضع متعلقہ کرتپے کے حکم فرمایا فوراً سواران کینہ خواہ نے اُن حدود پر تاخت کر بہتون کو باشندون سے اُس ملک کے خاک و خون مین غلطان کیا حاکم کرتپہ یہہ سانحہ ہوش ربا سن مضطر ہو ایک وکیل آداب دان کو معہ پانچ لاکھ روپیہ نقد اور دو فیل کوہ شکوہ چار گھوڑے عربی معہ زین مرصع اور ایک عریضہ عبودیت طراز متضمن استدعاے عفو جرایم نواب عطاپاش خطاپوش کے حضور مین روانہ کیا اور یہہ عہد کیا کہ آیندہ نقش عبودیت دل سے زایل نہ کرونگا اور ایک ٹکری کو اپنی سپاہ سے ہمیشہ حضور انور مین حاضر رکھونگا نواب بہادر کو چونکہ انتظام اور امور ممالک کا منظور تھا اُس پیشکش کو شرف اجابت اور معروضہ کو درجہ قبولیت عطا فرما ایک پروانہ فیض نشانہ نصایح آمیز معہ خلعت خاصہ عنایت کر وکیل کو رخصت کیا اور ایک ملازم معتبر کو یہہ حکم دیا کہ وہ نواب عبدالحلیم خان کے پاس عہدے پر اخبار نویسی کے مستعد رہ ہمیشہ وہانکا حال قلم بند کر حضور مین بھیجتا رہے اور بدرالزمان خان کو (جو ایام سابق مین حضور کی طرف سے بالاپور خورد کا قلعدار تھا اور جب مادھوراو پیشوا آیا تب اُسنے جان کی راہ سے اُس سے ملکر قلعہ اُسکے حوالے کیا تھا اور بعد منطفی ہونے آتش فتنہ و فساد کے خجالت کے مارے حضور مین نہ آیا اور کرتپہ کے حاکم کی سرکار مین جا نوکر ہوا تھا) اُسکی قدیم الخدمتی پر نظر کر فیض عام سے اپنے محروم رکھنا مناسب نہ جانکر علی زمان خان کی معرفت جو اُسکا ہمزلف تھا ایک پروانہ متضمن خوشخبری جان و آبرو کی امان کے معہ خلعت خاصہ بھیج کر طلب فرمایا

اور جب وہ حاضر ہوا بہت سی مہربانی اُسکے حال پر مبذول کیا چنانچہ بدستور سابق جاگیر و خدمت بخشی گری پانے سے امثال و اقران مین سربلند ہوا: نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر پیکن ہلّی کی طرف نہضت کی میر غلام علی جو قلعدار تھا جہالت کی راہ سے ایک توپ کا گولہ نواب بہادر کے ہاتھ جسکا نام گیج پون اور اُسوقت وہی سواری مین تھا مار کر آتش غضب حید کو بھڑکایا لشکر ظفر پیکر کے سوارون نے حسب الامر اُس کی گوشمالی کے لیئے تاخت کی اور پلک مارتے اُن دیہات مین جو قلعہ کے گرد تھے آگ لگا خاک سیاہ کر دیا تب میر غلام علی نے خواب غفلت سے چونک ایک کو معہ عریضہ متضمّن معاذیر ناموجہ اور دو لاکھ ہون اور پچاس ہزار روپیہ بابت جرمانہ اُس حرکت بیجا کے حضور مین ارسال کیا نواب ممدوح نے عذر پذیرا کر اُسکی نذرون کو درجۂ اجابت کا بخشا میر حسن علی خان اسد علی خان برادرزادون نے میر غلام علی کے سعادت ملازمت حاصل عہدے پر بخشی گری دستہ سوارون کے سرفراز و ممتاز ہوئے آخر الامر پیش وہان سے کرنول کی طرف روانہ ہوا وہان کے راجہ نے دیدہ وری سے آئینۂ خیال مین اپنے مآل کار کو دیکھکر ایک سفیر باتدبیر معہ عرضد و دو لاکھ روپیہ نقد حضور مین ارسال کیا اور بوسیلہ پیشکش لطمون اُس بحر موّاج کے صحیح وسالم کنارے کو پہنچا پھر وہان سے کوچ کر لشکر ظفر سرحد پر مرارراؤ کے آیا ہرچند اُس منافق کا سزا دینا امر ضروری تھا پر بنا مصلحت وقت نواب نے اپنے لشکر کے سردارون کو یہ حکم دیا کہ مطلقاً شخص اُس نواح کے متنفّس کی اذیّت کا روادار نہ ہو جب وہان سے سوادِ کنول مین ڈیرہ پڑا نواب منوّر خان وہان کے حاکم نے جو شاہ

مجذوب سے بیعت و اعتقاد رکھتا تھا اپنے پیر روشن ضمیر کو ورود سے
افواج حیدری کے مطّلع کیا شاہ سکاین نے زہر خند کرکے کہا منوّر تو خوش ہو کہ
ہم تیرے دشمنون کو منہزم کرتے ہین منوّر خان تو درجہ اُس صاحبدل کا
ما فوق نبی اور تھوڑا ہی کم خدا سے جانتا تھا قول کو حضرت مرشد کے راست
سمجھا اور اپنی تمام جمعیّت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل رات بھر تو درست کرنے
مین سر انجام حرب کے مشغول رہا اور صبح ہوتے ہی میدان مین آصف آرا
ہوا جب یہہ حال نواب بہادر کو معلوم ہوا لشکر ظفر پیکر کو آراستہ و مسلّح کر
میدان جنگ مین پہنچا جو ہین دونون جانب سے صف آرائی ہوئی شاہ سکاین
ایک ہاتھی برہنہ پشت پر سوار ہو کر دیو آتش بازی کے مانند دو تین سو رفیق
سمیت صف سے باہر نکل میدان مین آیا جب لشکر نصرت اثر کے لوگون نے
وہ صورت موحش مشاہدہ کی چونکہ طبیعتین مختلف ہین اور شناسائی فقیر صاحب
کمال کی ہر ایک کو نہین بعضے مقرّبون نے حضور مین عرض کی کہ مقابلے مین ایسے
لشکر خونریز کے تھوڑی جمعیت سے لڑنا کام ہر کسی کا نہین شاید کہ یہہ درویش
اولیا یا ابدال و اوتاد مین سے ہی جو واسطے اعانت اپنے مرید کے آیا ہی چونکہ
سلف کے بزرگون نے رنجش خاطر اولیاء اللہ کی کسی طرح جایز نہین رکھی ہی یہہ
اندیشے کا مقام ہی مبادا چشم زخم لشکر فیروزی اثر کو پہنچے یا ذات شریف و عنصر
لطیف کو کسی طرح کی ناخوشی لاحق ہو مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضور
تسخیر کرنے سے اِس ایک قطعے زمین کے جو نواب منوّر خان کے تصرّف
مین ہی ہاتھ اُٹھائین نواب بہادر نے اِس بات کو سنکر غضب سے چین
بجبین ہو حاضرین سے فرمایا کہ تم سب نے سنا ہو گا کہ خداوند کارساز جسپر
اپنا سایہ مرحمت کا ڈالتا و ایک خلایق کی روزی اُسکی روزی کے ساتھ باندھتا ہی

البتہ ایک یا دو ولی اُسکی حفاظت کے لیئے غیب سے متعیّن فرماتا ہی پس
خدا ے جہان آفرین نے جو مجھ بندے پر اپنی مہر سے نظر کر تین لاکھ سے زیا
آدمی کو میرے متعیّن کیا کیا اِس لشکر مین کوئی شخص ولی یا قطب نہوگا سبھون
عرض کی کہ البتہ کوئی شخص مردان خدا سے اِس لشکر مین بھی حاضر ہوگا یہہ با
سنکر نواب بہادر نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر ایسا جانتے ہو پس مف
کیون ہوتے ہو اگر ولی سپاہ نواب منوّر خان کا آگے آتا ہی ہمارے لشکر
ولی اُس سے جنگ کریگا حاضرون کا دل اِس بات سے قوی ہوا اور نواب بہا
نے بعد اِس گفتگو کے اپنی سواری کے فیل کوہ شکوہ کو کبچا
کی ضرب سے آگے ہو لایا حضرت حقایق پناہ معارف آگاہ نے جون ہ
نواب بہادر کا فیل رود نیل کے مانند جوش و خروش مین دیکھا فوراً پھ
اور جست قلعے مین داخل ہو ایک حجرۂ تاریک مین نواب منوّر خان کو بلا یہہ ارشاد
ہمارے فرمانے پر عمل کر جو کچھ نقد و جنس تیرے گھر مین ہی نواب بہاد
نذر کر مگر خاطر جمع رکھ کہ تیرا قلعہ ہم ہرگز نہ دینگے اور ہم تیرے حال پر رحم کر
قلعے مین پھر آئے ہمین اگر ہم باہر رہتے تو یہہ بھی گیا ہوتا نواب منوّر خان نے ا
مرشد کامل وہادی آگاہ دل کی کرامت معاینہ کر بہت خجل ہوا اور فی الفور دیو
کو معہ قطعہ عرضی و اسباب ضیافت حضور کو روانہ کیا اور پیشکش دو سہ
روز پر موقوف رکھا نواب رحیم الطبع نے نوازش کی نظر دیوان کے حال
مبذول فرما اپنے لشکر کو حکم دیا کہ آج جنگ موقوف رکھین چنانچہ حسب
افواج قاہرہ جنگ سے دست بردار ہو تنبھدرا ندّی کے کنارے جو قلعہ کی
طرف جاری ہی خیمے کھڑے کیئے علی الصباح نواب منور خان نے پچاس
روپی نقد و جنس و نفایس و نوادر پیشکش حضور مین بھیجا نو

بہادر نے اُسے قبول کیا ایک پروانہ متضمن عفو و بخشایش نواب منور خان کے نام پر صادر ہوا پھر نواب بہادر دوسرے روز وہان سے کوچ کر نبی کندہ و پنڈی کندہ کی راہ سے سواد بلّاری مین داخل ہوا اس عزیمت کا منشا یہ تھا کہ سابق مین نواب بسالت جنگ حاکم ادھونی مرارراو سے سازش کرکے کئی موضع کو ممالک محروسہ سے لوٹ لیا تھا اب مطمح نظر نواب بہادر کا یہ تھا کہ اگر اُس سے اب بھی کوئی حرکت منافی صلح کے ظہور مین آوے تو مجازات اُسکی جہت سے بھی قرار واقعی کی جاوے نہین تو فقط راجہ بلّاری ہی کو جو ایام جنگ مین صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ ملکر نواح مین راے درگ کے مصدر گستاخی کا ہوا تھا گوشمالی دیا چاھیے جو نواب بسالت جنگ کی طرف سے کوئی امر خلاف صلح کے وقوع مین نہ آیا اس لیئے فوج ظفر موج پر یہ حکم صادر ہوا کہ پہلے قلعہ پائین کو گولون کی ضرب سے مسمار کر حصار کو جو پہاڑ کی چوٹی پر راجہ کا ملجا اور ماوا ہی مفتوح کرین بہادران جان نثار موافق امر کے تھوڑے ہی عرصے مین دمدمہ باندھ گولہ زنی شروع کر ایک ہی روز مین ایک برج کو ڈھا دیا اور شب کو ہلّے کی نیّت سے تاخت کی مگر راجہ پر دلی و شجاعت سے تمام رات آبروے مردی کو نگاہ رکھ لڑتا رہا علی الصباح بموجب فرمان حیدری گولندازون نے بڑے بڑے پتھر غبّارون مین بھر قلعہ کی اُتّر جانب ایک کوہچہ پر جو سرکوب قلعہ کا تھا چڑھا کر آگ دیکھائی پتھر باروت کے زور سے ہوا مین اُڑکر قلعے مین جا گرے جن سے بہت حرم سرا کے لوگ زخمی و مجروح ہوے اور ایک شور محشر برپا ہو گیا عورتین راجہ کا دامن پکڑ فریاد کرنے لگین کہ خدا کے واسطے تو ہماری حرمت کو بچا اور جو کچھ تیرے پاس نقد و جنس ہی نواب کے حوالے کر آخر کار راجہ مضطر ہو اپنے

وکیل کو مع ایک قطعہ عریضہ و دو لاکھ روپیہ نقد حضور مین بھیج کر امان مأ
نواب بہادر نے اُسکی پیشکش کو قبول فرما کر ایک قطعہ پروانہ تش
بخش لکھوا کر وکیل کے حوالے کیا اور ایک اخبار نویس حضور سے وہان مت
فرمایا اِسی اثنا مین اُس روز اخبار نویسون کے معروضات سے حضور
ظاہر ہوا کہ سردار مرہٹہ ناظم مرج بہ سبب اغوا گوبندراو اور امرت راو کے نو
دھارواڑ و بادامی مین جو متعلّق دولت خداداد کے ہی لوٹ پاٹ مچا رکھی ہ
نواب بہادر نے صیانت اُس ملک کی تسخیر کرنے پر اِس دیار کے مقدم ؟
فوراً تنب بھدرا ندی کو عبور فرما ایلغار کر قریب بنکاپور کے لوائے حیدری
کیا غنیم ہیبت سے لشکر قیامت اثر کے خوف زدہ ہو اپنے مقرّ حکومت کو
گیا تب نواب بہادر نے اُس راہ سے سمند گیتی نورد کی باگ پھیر سواد شہ
مین جا ڈیرا ڈالا نواب عبد الحکیم خان چونکہ کئی بار زک کھا چکا تھا اِس مرتبہ خرد
اندیشی کے حکم سے اپنا خلوص و اعتقاد ظاہر کر قدم اعتذار سے راہ راست
چلا اور اپنی آمدنی قلیل و خرچ کثیر کا اظہار کر ایک لاکھ پینتیس ہزار رو
خرچ یکروزہ لشکر ظفر پیکر تخمین کر خزانے حیدری مین داخل کیا تب نوا
حیدر دل نے وہان سے کوچ کر اور سرھٹی و ڈامل وکیل کے راجاؤن سے پیش
شایان وصول مین لا بیجا نگر عرف انا گنڈی کی نواح مین خیمہ جاہ و جلال کا بلند
راجہ تمراج کو جو وہان کا حاکم تھا حضور مین طلب فرمایا تمراج وکشن را
رام راج قوم چھتری سے ہین کسی کو سلام کرنا اُس قوم کا دستور
ایّام سابق مین تو تمامی ممالک کرناٹک و ملیبار کنارہ رود کشنا تک اُنکے
تصرّف مین تھا پر آخر کار سلاطین قطب شاہیہ و عادل شاہیہ و نظام ش
کی لڑائیون مین بہت ملک اُن کے قبضے تصرّف سے نکل گیا پھر عہ

اورنگ زیب عالمگیر کے بہت صعوبت اِس خاندان کو پہنچی مگر اب کئی محال پر قانع ہو ایّام حیات بسر کرتے تھے جب فرمان حیدری راجا کو واسطے حاضر ہونے کے پہنچا کچھ چارہ نہ دیکھا بجز اِسکے کہ خود تمارض کر اپنے بیٹے کو ساتھ نذرانے ایک لاکھ ہون کے حضور مین روانہ کیا نواب عالی ہمّت نے اُسکے آباؤ اجداد کی عزّت پر نظر کر اُسکو حاضر ہونے کی تکلیف سے معاف رکھا اور ایک اخبار نویس سرکار سے مقرّر کر وہان سے کوچ فرما بوکاپٹن کی راہ سے سواد ہاکل داری مین نزول کیا چونکہ بلاہت و سفاہت وہان کے راجہ کی خارج سے اکثر سمع مبارک مین پہنچی تھی واسطے تفریح و انبساط خاطر کے راجہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اُس ملک کے لوگ راجہ کو ساتھ حماقت کے منسوب کرتے تھے یہہ اتّہام اُنکا بر غلط نہ تھا چنانچہ ایک حماقت اُسکی یہہ تھی کہ سب محاصل اپنے تعلّقات کا افیون کی خرید مین صرف کرتا تھا اور کبھو گھر سے باہر نہ نکلتا ہردم افیون کا خواہان اور پینک مین غرق رہتا اُسکے مکان کی پشت پر ایک تالاب وسیع اور اُس طرف کے کنارے پر ایک چھوٹا پہاڑ واقع تھا جب کبھی بتقریب سیر اپنے قصر کے بام پر چڑھتا تالاب و پہاڑ کو دیکھ اپنے کارپردازون سے کہتا کہ مجھکو دنیا مین کوئی ہوس نہین مگر یہہ کہ یہہ سارا پہاڑ افیون ہو جاوے تا مین اِس تالاب کے پانی مین گھولکر ہفتہ عشرہ مین پی لون اور جب اُسکے رانی کھانا کھانے کو محل مین بلاتی لونڈیان خواصین پہرون تقاضا کرنے کے بعد ہاتھ پکڑ کر اُٹھا کھینچ لیجاتی تھین تب قدرے قلیل شیر برنج کھاتا اور اگر کبھو سیر کو باغیچے کے جو اُسکی حویلی سے ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر تھا قدم رنجہ کرتا تو صبح سے چلکر دو پہر کے عرصے مین باغ مین داخل ہوتا اگر کبھو آنکھ کھولتا تو خادمون سے پوچھتا کہ کتنے روز ہوئے

کہ ہم محال سے نکلے ہمین معلوم نہین کہ کب پھر پہنچینگے جب کوئی کہتا کہ اگر آ۔
قدم اُٹھائین تو مسافت محال کی چند قدم سے زیادہ نہین بے اختیار ہنس پڑتا اور کہہ
ایسا جلد چلنا کسی کبوتر کا کام ہی الغرض جب اُسے حسب الحکم حضور مین
نواب بہادر نے اُسکی بو العجب ہیئت دیکھہ اُسسے پوچھا کہ کیا حقیقت
اور کیا نذر لایا اُسنے پنیک سے سر اُٹھا عرض کیا کہ دو تین سو من افیون موجود
اور کئی مادہ گاو شیر دار بھی ہمین اور رانی میری آپکی کنیز کچھ زیور بھی رک
ہی اگر آپ کو مطلب ہی اور قدردان افیون کے ہمین تو اُنمین سے
دے سکتا ہون اور آپ خاطر مبارک جمع رکھین کہ دو تین سو مادہ گاو شیر
بھی جو افیون کے لوازمون سے ہی نذر گذرانونگا نواب نامدار نے اُس
عجایب المخلوقات کو دیکھہ تبسّم فرمایا اور ایک شخص امین دیانت
واسطے تحصیل مال واجب کے اُسکے علاقے پر مقرّر کیا اور اُس راج
افیون کے خرچ کو ایک موضع سیر حاصل جدا فرمایا جب نواب بہادر کو نظم ون
سے اُس نواح کے فراغ کلّی حاصل ہوا تب فرخّی و فیروزی کے سا
دارالامارت سریرنگپٹن مین آیا ہر ایک صغیر و کبیر و برنا و پیر نے جمال با کا
اُسکا دیکھہ دل و جان کو نورانی کیا اور ہر کوئی کام دل کو پہنچا؎

لشکرکشی کرنا تانتیا مرہٹہ ناظم مرچ کا کوبندرا اور سیوا را وکھا تکیہ اوردوسرے سرداران مرہٹہ سمیت اور اتفاق کرنا ابراہیم خان دھونسا کا اور گرفتا رہوجانا سرداران مرہتہ کا اورنا کام پھرجانا ابراہیم خان کا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا ملک بلاّری کو

دریںولا کہ گردش آسمان نواب حیدر علی خان بہادر کے موافق تھی اور بخت بیدار اور فتح و فیروزی روز افزون خار عناد و رشک ہرایک حاکم کے سینے مین جو اِس دولت خداداد کے قرب وجوار مین تھے چبھنے لگا خاص کر نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی اور مرارراو ناظم مرچ جو جنگ کے مانند باہم قران رکھتے تھے ہردم اُنکا یہی منصوبہ تھا کہ کسی طرح سے نواب بہادر کو چارخانۂ مات مین لائین اور جس طرح ہوسکے اُس شاطر بساط جنگ و رزم کو برد دین ہمیشہ عزم کے گھوڑے دوڑاتے اور کسی تدبیر سے رخ نہ پھیرتے پر خود ششدرے ادبار مین پھنستے کوئی فرزین بند تدبیر کام نہ آتا نواب بہادر کا پیادۂ اقبال اکثر اُن کو کشت دیتا اور فرزانگی سے آخر کو مرتبہ فرزین کا پاتا آخرکار نواب بسالت جنگ نے بوسیلہ عریضہ حضور مین ناظم حیدر آباد کے تسخیر ممالک محروسہ حیدری کو ایک امر آسان ظاہر کر اُسکو اِس پر لایا کہ اُسنے ابراہیم خان کو جسکا دھونسا لقب تھا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ سے کوس رستمی بجاتا تھا واسطے فتح اُس مہم کے جو ایک امر بر اشکال تھا روانہ کیا اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی نواب بہادر پر واضح ہوا کہ نواب بسالت جنگ نے صفدر جنگ اپنے سپہسالار لشکر کو ساتھ موشیر لالی فرانسیس کے جو رستم جنگ کہاتا تھا واسطے تسخیر کرنے قلعہ بلاّری کے بھیجا چنانچہ اُن

سرداروں نے اُس قلعہ کو محاصرہ کیا ہی اور وہان کا راجہ حالت محصوری میں پانون شجاعت کا استوار کر زبانی سفیران تفنگ وتوپ کے اُن کی جواب دہ کررہا ہی اور ابراہیم خان بھی اپنی شجاعت کا غلغلہ بلند کیئے ہوئے وہانکو آتا ہے نواب شیر دل نے اِس خبر کو سن محمد علی کمیدان کو پانچ ہزار سپاہی خونخوا اور سات ہزار سوار خنجر گذار کے ساتھ اور باجی راو خسرپورہ ترمک را کو جو ایک مدّت سے زمرہٗ ملازمان حیدری مین منسلک تھا اُسکی فوج سمیت واسطے کفایت اِس مہم کے خلعت عطا کر رخصت کیا چنانچہ محمد علی کمیدا ایلغار کر پندرہ روز کے عرصے مین دھارواڑ مین پہنچ قلعے کے محاذی ایک میدا وسیع کو جس مین ایک خشک نالا تھا فرودگاہ کے لیئے پسند کر سپاہیو کو مع توپ خانہ اُس خشک نالے کی کمینگاہ مین چھپا خود کنارے اُسکے جو مرتفع تھا خیمون کے نصب کرنے مین مصروف ہوا اتّفاقاً وہ روز دسہرے کا تھا جس مین مرہٹون کا دستور ہی کہ کپڑے سرخ وز پہن اپنے اپنے گھوڑون ہاتھیون کو رنگین ساز و یراق سنہلے روپہلے سے آرا کر سوار ہوتے اور میدان وسیع مین پھرتے رقص و سرود کا تماشا د خوشی کرتے ہین اور ایک یا دو موضع کو اگر ملک دشمن سے ہون تو خو نہین تو اپنے ہی ملک سے جلاتے لوٹتے اور اِس امر شنیع کو ا لیئے فال نیک جانتے ہین الغرض ہنوز محمد علی کمیدان نصب کرانے خیمون کے مشغول تھا اور بیلون اور شترون کی پشت سے بار بھی اُتار نہین سکے تھے کہ مرہٹے کا سردار تیس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادے جمعیّت اور سولہ ضرب توپ لیئے مع اطفال و نسوان زیور پوش گھوڑ یور سوار خرامان اُس میدان مین آپہنچے اور چونکہ دو روز پہلے ہرکارون

زبانی اُس میدان کی وسعت کو پسند کر ارادہ نزول کا اُس مین رکھتے تھے نے محابا ایک تیر کے فاصلے پر اُس خشک نالے سے پہنچکر اطمینان خاطر کے ساتھ خوش خرامی کرنے لگے اور باوجود اسکے کہ محمد علی کمیدان کے سوار اُنکو نظر آئے مگر قضا کی سلائی اُنکی آنکھون مین ایسی پھر گئی تھی کہ اُنھون نے ان سوارون کو بھی تماشائیون مین سے جان بے تکلّف جو رولڑکون سمیت ھنستے کھیلتے ہوئے آگے بڑھے محمد علی کمیدان نے اپنے سپاھیونکو جو کمینگاہ مین تھے اشارہ کیا گو لندازان آتش دست اور تفنگچیان قادر انداز نے یکبارگی کمینگاہ سے سر نکال شلّک توپون اور بارھ بندوقون کی مارنی شروع کی اور دوسری طرف سے محمد علی کمیدان خود اپنے سوارون کے رسالے ساتھ خیل اعدا مین جا گھسا اور تیغ و تبر سے ہزارون مرد سرخ پوش کو گل و لالہ خزان دیدہ کے مانند خاک مین تہ بہ تہ گرایا اِس ھنگامے قیامت آشوب مین تانتیا بہادر راس الرئیس اُس جماعت کا حواس باختہ و بیخود ہو گھوڑے سے گر پڑا سوارون نے محمد علی کمیدان کے لشکر غنیم کو لوٹ تانتیا بہادر کو معہ بارہ سردار مرھٹہ اور بہت سی عمدہ عورتین سمیت زندہ گرفتار کیا باقی فوج مرھٹہ نیم جان اموال و اسباب کو چھوڑ چھاڑ صحرائے ادبار کو رہ نورد ہوی تب محمد علی کمیدان نے نقّارہ فتح و فیروزی کا بجوا سجدے شکر ادا کیئے جس قدر مال غنیمت نقد و جنس ہاتھ آیا سب کو جمع کر نصف فقرا و دعاگوؤن کو جو ہمراہ اُسکی فوج کے رہا کرتے تھے اور مجاہدان نصرت شعار کو جن سے اِس روز وہان کار نمایان ظہور مین آیا تقسیم کیا اور نصف باقی کی فرد طیّار کر واسطے ارسال حضور کے محفوظ رکھا پھر ایک شب وہان استراحت اور تیمار مین مجروحون کے بسر کی علی الصباح اموال مفروقہ معہ ایک عرضداشت مشعر تہنیت فتح حضور کو روانہ کیا جب عرضی اُس دولتخواہ بلا اشتباہ کی

نظر اشرف مین گذری نواب بهادر نے آفرین و تحسین کر ایک
خلعت گران بہا معہ جواہرات بیش قیمت اور مالہ مروارید و کمر مرصّع
و اسپ تپچاق بازین طلائی کمیدان کے واسطے ارسال فرمایا درین اثنا
عرضی سوانح نگار راےدرگ کی مکرّر اِس مضمون کی حضور مین پہنچی
کہ سپہسالار نواب بسالت جنگ بہادر کا کہ تین مہینے کے عرصے سے قلعہ
بلّاری کو محاصرہ کیئے ہوئے سر مار رہے ہی اور وہ قلعہ ہنوز مفتوح نہین ہوا اور راو
وہان کا متحصّن ہوکر داد دلاوری کی دے رہے ہی اور ابراہیم خان دھونسا جو د
اناو لاغیری کا مار تاہی اپنی فوج سمیت کنک گری وکپال مین آپہنچا نواب بہادر
نے فی الفور ایک شقّہ خاص بنام محمد علی کمیدان اِس مضمون کا صادر فرما
کہ چونکہ ہندی زبان مین مشت کو گھونسا کہتے ہین اُس شجاعت دستگاہ کو ہم
اِس خطاب گھونسا کے ساتھ سر فراز فرمایا چاہیئے کہ اپنے نام کی رعایت
اپنی تئین دھونسا کے منہ پر مارے تا خلایق کے نزدیک اسم بامسمّی
جانے ہم بھی جلد راےدرگ کی راہ سے وہان پہنچتے ہین کُمک کی طرف سے
خاطر جمع رہو گوشمالی پراعدا کے ہمّت باندھو اور اسیرون کو حضور مین
روانہ کرو کمیدان شجاعت نشان بمجرّد ورود شقّہ مال غنیمت کو تا
ہزار سپاہی بدرقے کے ساتھ حضور مین روانہ کیا اور خود بر جناح استعجا
دھونسا کی فوج پر تاخت کی نواب بہادر نے بعد کئی روز کے دار الامارہ
سے نہضت فرما سوا درتن گری مین خیمہ کیا بہیر و بنگاہ اور توپ خانے کو پورنیا دیوا
کے ذمے چھوڑ جریدہ سپاہیون کو حکم دیا کہ دو روز کی خوراک ساتھ لین اور تہ
بطریق ایلغار دو روز وشب کے عرصے مین بادیہ وصحرا طی کر تیسری شب لشکر
نواب بسالت جنگ کے جا تو تا بند و قون کی شلّاک شمشیرون کی چکا چاک تیر و

کی شپاشاب سے شور قیامت برپا کیا؛

نظم

شب تیرہ از تیغ رخشان شدہ	سنانها چو انجم درخشان شدہ
شب تیرہ از شدّت بعث و نشر	خبردار میکرد از روز حشر
ز بس کشتگان خفته اندر مغاک	نماندہ دگر جای در بطن خاک
سواران رستم دل و شیر گیر	تن چاک را دو ختندی به تیر
فرو بردہ سر ساچمه در بدن	چو زنبور در خانهٔ خویشتن
شب تیرہ از گرد شد تیرہ تر	سلامت نه ماندہ نه پا و نه سر

اِس ہنگامے قیامت آشوب مین کسی کو خبر خویش و بیگانے سے نتھی فوج مخالف کی سپاہ ھتیار گھوڑے چھوڑ پریشان حال بھاگ نکلی اور سپہسالار اُس لشکر ہزیمت خوردہ کا سر و پابرہنہ تنہا افتان و خیزان سپاہیون مین موشیر لالی فرانسیس کے جو اپنی ولایت کے قاعدے پر چوکی پہرے مین چوکس تھے جا ملا فرانسیسون نے اُس نیم جان کو توپون کی پناہ مین لیکر اُس رزمگاہ سے باہر نکالا اور صحیح و سالم ادھونی مین پہنچایا اِدھر نواب حیدر علی خان نے نقّارہ فتح کا بجوایا راجہ محصور کو اِس اثنا مین ہرکارونکی زبانی حال ورود نواب بہادر اور ہزیمت اُٹھانا لشکر کا اور سپہسالار کا موشیر لالی کے ہمراہ وہان پہنچنا معلوم ہوا ایسا رعب و ہراس اُسکی خاطر پر غالب ہوا کہ تھوڑا سا خزانہ و جواہر اپنے ناموس کے ساتھ لے چور دروازے سے نکل بیجاپور کی طرف ایسا بھاگا کہ پھر کسی نے اُسکی مرگ و زیست کی خبر نپائی علی الصّباح جب نواب بہادر کو جو ضبط کرنے مین اساس و اسباب سپہسالار

فراری کے مصروف تھا خبر بھاگ جانے کی راجہ کے اور بے جنگ خالی
ہونے قلعے کی گوش حقیقت نیوش مین پہنچی معتمدون کو واسطے جمع کرنے
اسباب مغرورتہ لشکر سپہسالار کے چھوڑ آ خود اُس قلعے مین داخل ہوا اور بلا
منازعت و ممانعت اموال و اسباب بے شمار جو اسلاف نے راجہ کے
قرنون سے اُس حصار مین جمع کیا تھا تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کے
آیا تب نواب بسالت جنگ کی تحذیر واجب و لازم جان سوادادھونی پر
جادّ پر اکیا اور دوسرے روز نواب بسالت جنگ کو زبانی ایک معتمد کے
یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ دو مہینے کے عرصے سے سپاہ سفر کی تاب و تعب میں
گرفتار رہی اور دار الامارت سے خزانہ منگانا متعذّر و دشوار اِس لئے
مبلغ دس لاکھ روپیہ بالفعل واسطے انجام مصارف ضروری فوج کے بھیج
دو نہین تو جس طرح ہوسکے اِسقدر روپیہ وصول کرنے کی فکر عمل
مین آئیگی نواب بسالت جنگ نے جب صورت رہائی اِس کام نہنگ
سے کچھ نہ دیکھی بے چون و چرا مبلغ مطلوب بھیج دیا اور زمانہ سازی کو کا
فرما کے ایک مکتوب اتحاد اسلوب لکھکر دوستی کی بنا کو قایم کیا بعد انفصا
اِس معاملے کے نواب بہادر ابراہیم خان دھونسا کی طرف طبل کوچ
بجوایا اور اِس عرصے مین محمد علی کمیدان بھی اپنی فوج معیت وہان آن پہ
تھا جو ہمین صداے آمد آمد لشکر ظفر پیکر کی دھونسا کے کان مین پہ
سپہسالار کے لشکر کی تباہی اور بسالت جنگ کی فرمان برداری کو ا
حال کا ترجمان جان کر بدون جنگ و پیکار برجعت قہقری حیدرآباد کو سدھا
یغما گران حیدری نے دھونسا کے لشکر پر گرا سے زیر وزبر و درہم و برہم کیا
چالیس پچاس شتر محمول اشیاے نفیسہ دس ضرب توپ تیس ہاتھی

تصرّف مین لاکر مارتے مارتے راے چور تک تعاقب کیا مرار راو اور نواب حلیم خان حاکم کرپہ اور راجہ چیتل درگ اِن تینون حیلت گرون نے جو ابراہیم خان دھونسا کو نواب بہادر کے ممالک محروسہ کی تخریب پر ترغیب و تحریض کرتے تھے جب دیکھا کہ اُس نقّارے بے مغز سے کچھ آواز نہین نکلتی اُس سے جدائی اختیار کر ہر ایک اپنے اپنے مقام کو پھر گیا تب نواب بہادر نے ساتھ فتح و فیروزی کے بالاّری کی طرف نہضت فرمائی ؏

تسخیر فرمانا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ گُتّی کو اور گرفتار کرنا مرار راو فتنہ انگیز کا جو ایک ہزار ایک سو ستّاسی ہجری مین واقع ہوا

مرار راو نواب بہادر کی ترقی دولت خداداد کو دیکھ تخم حسد کا اپنے سینے مین بویا کرتا اور منہدم کرنے مین اُسکے قصر شوکت کے درم و قدم و قلم سے قاصر نہوتا تھا چنانچہ جن روزون کہ ترمک راو مادھوراو پیشوا کا ماموں پونان سے آکر ممالک محروسہ حیدری مین مصدر فتنہ و فساد کا ہوا تھا اور نواب موصوف باقتضاے مصالح ملکداری محرّک سلسلہ صلح ہوا اور ترمک راو نے اپنے لشکر کی تلف اور اخراجات کثیر لشکرکشی پر نظر کر کے چاہا کہ نواب بہادر سے مصالحہ کر مراجعت کرے مرار راو نے ترمک راو کو تسخیر پر ملک بالاگھات کے ترغیب کر فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا تھا چنانچہ اُسی سبب سے چرکولی کی جنگ مین صدمۂ عظیم فوج حیدری کو پہنچا اور ترمک راو نے نیل مقصود جان سلامت لیجانا غنیمت جانا اُسکے ساتھ بھی نواب دریادل تالیف

قلب پر مرارراو کے متوجہ رہا لیکن وہ حاسد ناتوان بین شب و روز تدبیر مین بر
دولت خداداد کے رہا کرتا تھا جب اور کسی طرف سے اُسکو صورت کش
کار نظر نہ آئی تب نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی کو عداوت پر قایم کیا ا
ابراہیم خان کو جو حیدر آباد مین بستر استراحت پر سویا ہوا تھا ملک بالا گھاٹ
تسخیر کے لئے جگایا نواب والاقدر اگرچہ اِس امر سے بخوبی آگاہی رکھ
مگر سزا دینا اُس بدکردار کا اور وقت پر موقوف رکھا تھا در ینولا کہ فضل
کریم کارساز کے بسالت جنگ کے لشکر نے گوشمالی واجبی پائی ا
دھونسا نے بھی جب اُسپر چوب قرار واقعی پڑی صدا الحفیظ کی دے مید
سے منہ پھیرا نواب بہادر نے اُکھیڑ ڈالنا خارون کا اپنے گلشن اقبال
مصلحت جان قلعہ گتّی کی طرف جس مین مرارراو معہ عیال و اطفال رہتا تھا نہضہ
فرمائی اور جب سواد شہر مین نواب بہادر کا ڈیرہ پڑا ایک معتمد کی زبانی مرار
کو پیام بھیجا کہ اگر قلعہ گتّی اولیاے دولت کو تسلیم کردے تو تعلقۂ سوندھ کہ
سیر حاصل ہی اُسکے عوض مین اُسے عنایت ہوگا اور وہ تعلقہ صدمہ تاخ
و تاراج لشکر حیدری سے ہمیشہ محفوظ رہیگا لیکن راو موصوف نے مد
اِس نصیحت کو جو سراپا موجب اُسکی جمعیت خاطر کا تھا گوش ا
مین جانہ دی نواب بہادر نے جب دیکھا کہ کام مدارا سے گذر چکا تب بہادر
لشکر شکن کو حکم فرمایا کہ قلعہ کو محاصرہ کرین بہادران نصرت شعار نے توپین
کوب بلندی پر چڑھا پیام دندان شکن زبانی سفیران گولے کے متحصّنین قل
بھیجا اور اُس طرف سے مرارراو بھی جسکا دماغ دود نخوت سے بھر رہا تھا اِ
جواب وکیلان ہم جنس کے حوالہ کرتا تھا آخر کار جب مرارراو نے آتش دمہ
حیدری گولہ اندازون کی دیکھیں اور معلوم کیا کہ گولون سے تو پون اور غبار

سے ضرر کلی قلعہ کے مکانون اور رہنے والون کو پہنچتا ہی حفاظت کرنے مین برج و بارہ کے مشغول ہو جنگ کو طول دیے اور ہر روز خطوط پونان کو روانہ کر وہان سے اعانت طلب کرنے لگا مگر جاسوسان حیدری مرارراو کے قاصدون کو معہ مراسلات گرفتار کر حضور مین لاتے آخر الامر جب ایّام محاصرہ طول کھینچا اور کسی طرف سے مدد و کمک نہ پہنچی اور تالاب کا پانی جو درمیان قلعے کے موجب زیست خلایق کا تھا خشک ہوگیا مرار راو عاجز ہو ایک وکیل اپنی جانب سے حضور مین نواب بہادر کے بھیج عفو جرایم کی استدعا کی نواب بہادر نے اُسکے حال زار پر رحم کر ایک عنایت نامہ مشعر نوید جان بخشی اُسی وکیل کے ہاتھ عنایت فرمایا تب مرارراو ایک پالکی پر سوار ہو چند خدمتگار ساتھ لیئے لشکر ظفر پیکر مین آیا کارپردازان درگاہ نے حسب الحکم اُسکو ایک علحدہ خیمہ مین اُترنے کو جگہ دی اور بہادران قلعہ شکن نے بموجب ارشاد نواب ممدوح کے تھانہ قلعہ مین قایم کیا مرارراو نے ہرچند لجاجت کی اور مستدعی ملاقات کا ہوا دعوت اُسکی قرین اجابت نہوی بعد دو تین روز اُسکو بعزّت تمام معہ ناموس سریرنگپٹن کو روانہ کیا بعد اس فتح نمایان اور ضبط کرنے مال اموال کے نواب بہادر واسطے انتظام کرنے تعلّقہ سوندر کے متوجہ ہوا انھین دنون جاسوسون نے یہہ عرض کی کہ پونان کے کارپردازون نے بسالت جنگ کے نوشتجات سے خبر محصور ہونے مرارراو کی سنکر چالیس ہزار سوار اُسکی کمک کے لئے روانہ کیئے تھے جب وے قریب کورتک کے پہنچے خبر مسخر ہونے قلعہ گتی اور مرارراو کے مقیّد ہونے کی سنکر پونان کو پھر گئے اس مابین مین نواب بہادر کو محمد علی کمیدان کی طرف سے گونہ رنجش پیدا ہوئی سبب اُسکا یہہ تھا کہ طبیعت کمیدان کی مدّت سے اسراف پر مائل تھی اور چونکہ وہ کسیطرح

اپنی فضول خرچی سے دست بردار نہوتا تھا اور اکثر بے اجازت سرکاری اموال کو بیجا صرف کرتا چشم نمائی اُسکی واجب جان رسالہ داری سے اُسے معزول کر وظیفہ شایستہ ماہواری اُسکے لئے مقرّر فرمایا اِس عرصے مین قلعہ ہرپال اور تعلّقہ نیگت گری جو مرارراو نے بزور راجہ کے تصرّف سے نکال اپنے قبضے مین لایا تھا اولیاے دولت خداداد کے ضبط مین آیا؛

مسخّر ہونا چیتل درگ اور گرفتار ہونا راجہ کا معہ دیگر سوانح جو ایک ہزار یکسو اسّی ہجری مین واقع ہوے

اگلے دنون مین جب نواب بہادر منطفی کرنے مین نائرہ فساد راگھوپیشوا کے تعلّق خاطر رکھتا تھا ایک شخص کارپردازون سے ہرین ہلّی کے جو نواختہ و پرداختہ راجہ چیتل درگ کا اور حالات لشکر و ذخایر و اموال سے اُسکے واقف تھا اپنے آقا سے بغاوت کر حضور مین آیا یہ شخص ہمیشہ اُس راجہ کی شکست مین سعی اور نواب ممدوح کو واسطے تسخیر کرنے چیتل درگ کے ترغیب و تحریص کیا کرتا چنانچہ نواب بہادر نے ہیبت جنگ بخشی کو معہ فوج اُسطرف روانہ فرمایا چنانچہ تفصیل اِس واقعے کی اوراق سابق مین مبیّن ہوئی ہی بعد چندروز کے راجہ نے چیتل درگ کے اُس شخص کے رہنے کو جو اُسکے راز کا غمّاز تھا حضور مین نواب بہادر کے موجب زوال اپنی دولت کا جان ایک عرضداشت اِس مضمون کی ارسال کی کہ اگر وہ شخص حضور سے یہان بھیج دیا جاے تو مین پیشکش لایق حضور مین گذرانونگا نواب بہادر نے راجہ کے معروضہ کو قرین صدق تصوّر کر اُس کارپرداز کو مرزبان ایلچی کے ساتھ رخصت

فرمایا جب وہ کار پرداز خدمت مین شوم شنکر راجہ چیتل درگ تک پہنچا راجہ نے پہلے اُسکی استمالت کے لیئے ایک خلعت گران معہ مالۂ مروارید و پدک الماس وغیرہ عطا کر تمامی امور مالی و ملکی پر اپنے اُسکو اختیار دیا چونکہ وہ تنک ظرف و کم حوصلہ تھا چند روز ہی کے عرصے مین اکثر آدمیونکو بے آبرو کیا راجہ اگرچہ اُسکے تعدّی سے تنگ تھا پر اغماض کر جویاے فرصت کار رہا جب بیباکی و سفّاکی اِس کار پرداز کی نہایت کو پہنچی اُسکو ایکدن بڑے تپاک سے اپنے حضور مین بلا کر عیّارونکو اِشارہ کیا کہ اُسے قتل کرین پر اِس اندیشہ سے کہ ایسا نہو کہ اُس کار پرداز کے مارے جانے کی خبر سنکر غضب حیدری مشتعل ہو اپنے اُنگلی کاٹ لباس خون آلودہ کر اینچی کے مرزبان کو فی الفور اپنے پاس بلا یہہ ظاہر کیا کہ اِس کار پرداز نے حق نمک فراموش کر مجھپر خنجر چلایا تھا جسّے میرا ہاتھ زخمی ہوا مگر میرے نوکرون نے چالاکی کر مجھکو اُسکے شر سے بچایا اور اُس وخیم العاقبت کو جہنّم مین بھیجا لازم ہی کہ اب تم مہربانی کی راہ سے حضور مین نواب بہادر کے اِس روداد سے اطّلاع دو اور بے تقصیری میری ظاہر کرو جب یہہ واقعہ زمیندار اینچی کے معروضہ سے نواب بہادر کو پہنچا بہ سبب اشتغال نظم و نسق پرگنات اور قلعجات اُس نواح کے اغماض فرما راجہ چیتل درگ کا سزا دینا دوسرے وقت پر ملتوی رکھا تھا اِن دنون کہ تنظیم و تنسیق سے مہمّات ملکی کے فراغت حاصل و عنایت ایزدی ہرصورت سے شامل حال تھی نواب بہادر نے فیض اللہ خان سپہدار کو واسطے گوشمال اُس راجہ کے معہ فوج کثیر رخصت کیا خان موصوف نے بے لڑے بھڑے اُس سفیہ ناعاقبت اندیش کو طرف مسلک سلامتی کے رہبری کی تا اُسنے ایک ہزار اشرفی و ستّر ہزار روپیہ بابت جرمانۂ گستاخی علاوہ

پیشکش مقرّری کے دینا قبول کیا جب یہہ سب باتین فیض اللہ خان کے معروضہ سے حضور مین منکشف ہوئین اُس ریاست قدیم کی برہامی منظور نظر ایک خلعت معہ سند بحالی ملک سابق دستور اُس راجہ کو عنایت کیا اور یہ حکم دیا کہ راجہ ایک فوج اپنی طرف سے لشکر ظفر پیکر مین متعیّن رکھے جب اُس راجہ کو یہہ سند بحالی کی پہنچی خوش و خرّم اپنے دارالحکومت مین قیام کر دوہزار پیادے اور چھہ سو سوار اُردوے معلّی کو روانہ کیا جب نواب بہادر کو گورم کونڈہ و مکایل وو دوبری وغیرہ کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی اور اپنے تھانے وہان بٹھا چکا تب راجہ چیتل درگ کو حضور مین طلب کیا راجہ حیلہ جو نے ناموں عذرون کو پیش کر حاضر ہونے سے تقاعد کیا نواب حیدر دل نے اور راجا کی معرفت جو لشکر فیروزی اثر مین حاضر تھے اُس راجہ سفیہ کو یہہ کہلا بھیجا کہ خیریت اُسکی اسی مین ہی کہ قلعہ چیتل درگ کو تسلیم خود حلقہ اطاعت کا کان مین ڈال معسکر نصرت اثر مین حاضر ہووے او پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر پر جو اُسکو عنایت ہوگی قناعت کرے مگر اُس ابلہ نے قلعہ کی متانت و اذوقہ کی کثرت و طیّاری آلات حرب پر مغرور ہو گو مواعظ کو گوش رضا مین جگہہ نہ دی اور دوسرے ہندو سردارون کو جو موا اپنی آئین کے جنگ کرنے کو ساتھہ اہل اسلام کے موجب مثوبات اخرو تصور کرتے تھے اپنے ساتھہ متّفق و ہم عہد کیا اور پہاڑون کی گھاٹیون کو ا پیادون سے مضبوط کر خود استحکام دینے مین برج و بارہ قلعے کے مشغول ہو اجب یہ وقائع نا ملایم حضور مین معروض ہوے نواب بہادر معہ توپ خانۂ آتش بار و افواج خون خوار اُس طرف متوجّہ ہوا اور عرصے مین ایک سال کے مساعی جم کشور کشائی سے ہزار ہا ہزار کفّار نابکار کو تہ تیغ کر تمامی کمین گاہ اطراف

کو اپنے قبضے تصرّف مین لا قریب قلعہ کے پہنچکر نزول فرمایا اور حسب الفرمان بہادران قلعہ شکن نے اُس حصار فلک آثار کو محاصرہ کر توپ مارنی شروع کر دی ہرروز قلعہ سے ایک گروہ جانبازون کا باہر نکل کر داد مردانگی کی دیتا تھا اگرچہ لشکر قاہرہ کے بیلدارون نے اطراف قلعہ کے درختون کو کاٹ محصورین کے نکلنے کی راہ پرخار بست مستحکم کھینچا تھا اور گولندازان چابکدست نے ایک چھوٹے پہاڑ پر جو قلعہ کی اُتّر جانب تھا توپین چڑھائین پر ہرروز جس قدر ریے لوگ دیوار قلعہ کی منہدم کرتے محصورین شبا شب دیوار جدید بنا لیتے اور گاہ گاہ شب کو حیدری مورچون پر پہنچ کر شربت شہادت غازیون کو پلاتے اور شہیدون کے سرون سے مالا بنا اپنے گلون مین پہنتے اور راجہ سے اُسکا انعام و صلہ لیتے تھے نواب بہادر نے بسبب زیادہ طول کھینچنے عرصے محاصرے اور فتح نہ ہونے قلعہ کے محمد علی کمیدان کے احضار کا حکم دیا کمیدان مذکور نے فوراً حاضر ہو شرف قدم بوسی حاصل کیا نواب بہادر نے حاضرین سے مخاطب ہو فرمایا کہ محمد علی گھوڑے ہاتھی فقیرون کو دیتا ہی پس ہم غازیون اور مجاہدون کو جو تیغ زنی کرتے ہین کیا دین کمیدان نے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ اِس سے کیا بہتر ہی کہ مجھسا کمترین بندگان سرکار دولت مدار گھوڑے ہاتھی فقیرون کو دے اور خداوند نعمت منصب و جاگیر جنکا بخشنا حضور ہی سے متعلّق ہی غازیون اد مجاہدون کو عطا فرمائین نواب بہادر نے یہہ جواب سن تبسّم فرمایا اور محمد علی کو بعطای خلعت فاخرہ معہ پدک مرصّع و مالۂ مروارید بیش بہا سرفراز اور فی نفر دو رُپی اضافہ ماہواری اُسکے سپاہیون کا کر واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے حکم دیا چون محمد علی کو فقیرون کی صحبت کے فیض سے چندان دل بستگی دنیا کی مال سے نہ تھی بمجرّد پہنچنیکے اپنے خیمہ مین سب اجناس و اشیا کو جو حضور سے انعام پایا

تھا پہنچکر دوستون فقیرون اور سپاہیون کی ضیافت کی اور فقرا سے ہمّت طلب کر مسلّح ہو اپنی فوج سمیت اُسی شب کو ایک مکان پر جو قلعہ کی حفاظت کے واسطے اُس سے زیادہ مستحکم کوئی مقام نہ تھا حملہ کر تصرّف مین لایا اگرچہ جماعہ مخالف نے کوشش مین قصور نہ کیا مگر بہادران اسلام کے ہاتھ سے یہان تک عاجز ہوے کہ قلعے سے نکل آئے اور لڑنا موقوف کیا جب بہادران لشکر ظفر اثر قریب قلعے کے پہنچے ترس و ہراس محصورون کی خاطر پر اِس قدر غالب ہوا کہ گروہ گروہ لکڑی گھاس وغیرہ سامان خوراک لانے کے بہانے قلعے سے نکل لشکر حیدری مین داخل ہو سایہ عاطفت مین رہنے لگے لیکن قریب چھہ ہزار پیادے کے جو ہم جنس راجہ اور قدیم الایام سے اُسکے نمک خوا تھے جان سے ہاتھ دھو قلعے کے برجون کی پناہ سے عسکر حیدری کو ہنوز صدمہ پہنچاتے تھے جب عرصہ دراز منقضی ہوا نواب بہادر پانچ ہزار پیادے کرناٹکی دو ہزار سپاہی و ایک ہزار سوار واسطے تاخت و تاراج نواح قلعہ کے تعین فرما خود بدولت وہان سے کوچ کر چار فرسنگ پر خیمے قایم کیے علّت غائی اِس اِرادے کی یہہ تھی کہ اگر راجہ بے باکانہ قلعے سے نکل میدان مین آوے تو یکبارگی حملہ کر اُسکو اسیر کر لین اِسی عرصے مین یہہ قضیہ اتّفاق وقوع مین آیا کہ راجہ کا سسرا اور اُسکے دو لڑکے جو اُسکے ساتھ قلعے مین محصو تھے ایک روز وہ دونون لڑکے چند سوار و پیادون کے ساتھ واسطے پرستش کے ایک بتخانے مین جو قلعے کے باہر ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا گئے فتنہ انگیز غمّازون نے راجہ سے یہہ ظاہر کیا کہ تمھارے دونون نسبتی بھائی واسطے ملازمت نواب بہادر کے گئے ہین راجہ نے اِس بات کے سنتے ہی بے تا اپنے بے گناہ سسرے کا سر کاٹ ڈالا اور مال و اسباب اُسکا لوٹ اُسکے گھر

جلا دیا جب یہ واقعہ جگر سوز اُن دونون برادر نے سنا اپنے مشیر کار سے
مشورت کرکے لشکر مین نواب بہادر کے پہنچے تب نواب بہادر نے اُنکی بیچارگی
پر ترحّم فرما معرفت راجہ ہرپن ہلّی کے دونون بھائیونکو حضور مین بلا دو خلعت
فاخرہ معہ جواہر گران بہا دونونکو عنایت کیا اور ساتھ بخشنے سند بحالی تعلّقہ
موروثی کے اُنھون کو امیدوار فرمایا جب اُنکو اطمینان حاصل ہوا فوج حیدری
کو ساتھ لے ایک راہ سے جو بخیلون کے دل سے بھی زیادہ تنگ اور کاکل سے
عنبرین مویون کے زیادہ پرپیچ تھی چوٹیون پر جبال فلک تمثال کے چڑھ گئے
غازیان شیر صولت نے ایک ہفتے تک محنت رات و دن کی اختیار کر بڑے
بڑے پتھر غبّارون سے اُڑا کر بھتونکو ہستی سے سبکدوش کیا اور ہر طرف
گلند ازبرق سے آگ باروت کے مخالفین کی آنکھونکو خیرہ کرتے اور جو قلعے
سے نکل گریز کا عزم کرتے سپاہ حیدری اُنکے سلاح و اموال چھین لیتی جب
مخالفین کی پریشانی حد سے گذری اور غلغلہ اُنکی فریاد و فغان کا راجہ کو پہنچا
جوش جہالت سے مسلّح ہو جب قلعے سے نکلا تو کیا دیکھا کہ اُسکے کام کے
لوگ سب کام آئے اور اُسکے لشکر کے سب نامدار غازیون کے ہاتھ کی
ضرب کھا خاک پر اکثر تو بے حس و حرکت اور بعضے زندہ زخمون کے درد سے
بیقرار لوٹ رہے ہین اور باقی فرار پر مستعد ہین راجہ نے ہر چند کہا کہ یارو
کہان بھاگے جاتے ہو پھرو ٹھہرو لیکن کسی نے نہ سنا اور ہر ایک نے اپنی راہ
لی اِس اثنا مین محمد علی کمیدان ساتھ بہادران لشکر نصرت قرین کے بے ممانعت
اغیار درمیان قلعے کے جا داخل ہوا اور راجہ کی حرم سرا اور سب کارخانون پر
اُسکے اپنے محافظ معتمد بیٹھا راجہ کو ساتھ لے بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا نواب
بہادر نے راجہ کو معہ اُسکے لواحق سریرنگپٹن کو روانہ کر شادیانہ فتح کا بجوا

محمد علی کمیدان کا پایۂ عزّت و اعتبار بلند کیا اور اُن مجاہدین کو جنھون نے قلعے کے فتح کرنے مین داد شجاعت کی دی انعام شایستہ عطا فرما خوشدل کیا'

فتح کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ کنچی کوتہ وغیرہ کو اور گرفتار رھونا نواب حلیم خان حاکم کڑپہ کا اور تباہ ھونا اُس خاندانکا

جب نواب بہادر نے بعد کدو کاوش تین برس کے ایک ہزار ایک سو نوّے ہجری مین تسخیر سے قلعے چیتل درگ کے اور انتظام سے اُس نواح کے فراغ کلی حاصل فرمایا خاطر عاطر مین گذرا کہ دولت خواہون کے طلاے اِخلاص کو اِمتحان کی کسوتی پر جانچیئے اور مکنون ضمیر معاندان اِس دولت خداداد کو معلوم کیجیئے چنانچہ اِسی جہت سے دو تین روز تک اپنے تئین بیمار مشہور کر خیمۂ خلوت سے باہر نہ آیا اور امیرون نے موافق حکم کے اُسکے اِنتقال کی خبر اِس جہان فانی سے شائع کر ایک صندوق مخمل سیاہ سے منڈھ عنبرو کافور سے اندودہ اور معطّر کر مولودخوانون کے ساتھ سریرنگپٹن کو روانہ کیا اگرچہ اِس عرصے مین اہل کاران خردمند سے ضبط و ربط مہمّات مین ایسی چوکسی کی کہ امور ملکی و مالی مین مطلق خلل واقع نہ ہوا مگر لشکر کے لوگ جو شمار سے باہر تھے تابوت کو دیکھ سر پیتنے او واویلا کرنے لگے جب اِس واقعہ ناملایم کی خبر منتشر ہوئی سب امیران دولت خواہ اطراف و جوانب کے عزاداری مین مشغول ہو سے مگر نواب حلیم خان حاکم نے کڑپے کے جو نواب بہادر کی طرف سے دل مین کینہ رکھتا تھا اِس خبر کے سنتے ہی سجدۂ شکر ادا کر قسم قسم کی شیرینی اپنے تمام شہ

والون پر تقسیم کی اور شادیانے بجوائے جب یہہ خبر نواب بہادر کو
پہنچی نائرہ غضب حیدری مشتعل ہوا اور جیسے خورشید نیم روز
ابر کے پردے سے ناگاہ نکل آتا ہی خلوت سے ساتھ کمال جاہ و جلال کے
بر آمد ہو سرداران لشکر اور قلعہ داران اطراف کو جنھون سے آثار
نمک حلالی و اخلاص کیشی کے ظہور مین آئے تھے خوش دل و مطمئن ہو فرا خور
حال ہر ایک کے خلعت فاخرہ و جواہر و اسپ و فیل و سلاح و جاگیر عنایت فرمایا اور
پیش خیمہ کڑپے کی طرف روانہ کیا اِس اثنا مین میر علی رضا خان کی عرضداشت
سے یہہ منکشف ہوا کہ نواب حلیم خان جمع کرنے مین سپاہ و آلات حرب و پیکار
کے مشغول ہی اِس مضمون کے دریافت ہونے سے دریاے غضب حیدری
کا اور بھی جوش مین آیا فوراً معہ فوج دریا موج کڑپے کی طرف نہضت فرمائی
نواب حلیم خان نے جب اِس سیل جوشان کو اپنی طرف متوجّہ دیکھا گھبرا کر
محمد غیاث نام ایک معتمد کو سفارت کے عہدے پر حضور مین بھیجا اُس
سفیر کاردان نے سعادت باریابی کی حاصل کر چاہا کہ کسی طرح بھڑکی ہوئی آتش
غضب حیدری کو تسکین دیکر آشتی و صلح کی بنا بدستور سابق مستحکم کرے لیکن چونکہ
مکنون ضمیر حلیم خان کا تمام فاش ہو چکا تھا نواب بہادر نے چین بجبین
ہو کر وکیل سے یون کہا کہ حلیم خان نے ہمارے حقوق سابق کو خوب ادا کیا و
دوستی و محبّت کی خوب ہی داد دی سبحان اللہ جب ہمارے انتقال کی خبر سنی
شیرینی تقسیم کی اور نوبت بجائی اب تو جا کر اپنے موکّل سے کہہ کہ اب
وقت صلح کا گیا جنگ کا سامان طیّار کرے کہ ہم پہنچتے ہین محمد غیاث نے جب
دیکھا کہ نواب بہادر کے غضب کی آتش تسکین پانے والی نہین ناچار بے نیل
مقصود وہان سے پھرا اور جو کچھ دیکھا سنا تھا اپنے آقا سے بیان کیا بعد چند روز کے

یہ خبر پہنچی کہ نواب حلیم خان نے فوج کو اپنے بھتیجون کی سرکردگی مین دھور کی طرف بھیجی تھی میر علی رضا خان سے جنگ واقع ہوئی اور افغان غالب رہے نواب بہادر نے اِس خبر کو سن اُسطرف کو تاخت کی اور صاعقے کی طرح شب تار مین دشمن پر جا گرا شمشیرین برق کے مانند چمکنے لگین اور بان شہاب ثاقب کے طرح گرنے

نظم

عدو بخت خوابیدہ پر ناگہان ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وہان

اجل جو کمینگاہ مین تھی کہین سو وہ آگئی اُن کے سر پر وہین

وہان برق شمشیر جسپر گری جلی زیست کی اُسکی کھیتی ہری

برادر زادون نے حلیم خان کے جب شیرازہ اپنی فوج کا ٹوٹتا دیکھا ناتجربہ کاری سے پانون جرأت کا قایم کیا اور جہان تک ہوسکا جنگ کی آخرکار جب ابواب بلا کو ہر چہار طرف سے کشادہ دیکھا ہاتھیون پر چڑھ کر چلنے کی راہ لی نواب بہادر نے خود بدولت معہ سواران تیز جلو اُنھون کی تعاقب کی اور جسوقت چار فرسنگ راہ طی ہوئی اور سواری خاص قریب آبادی بانس ہلّی کے پہنچی صبح روشن ہوئی اور صورت خویش و بیگانے کی معلوم ہونے لگی تب دشمنون کو ہر طرف سے گھیر بازار تیز و آویز گرم کیا افاغنہ اگرچہ کمتر تھے مگر چونکہ تقدیر نے دماغ کو اُس قوم کے نخوت سے بھر دیا ہی مطلق کثرت سے فوج حیدری کے ہراسان نہوے اور ضرب تیغ دو دستی سے میدان پیکار کو نمودار لالہ زار بنا دیا حلیم خان کے بھتیجون نے بھی داد تیراندازی کی دی کوئی دقیقہ تہوّر سے باقی نہ چھوڑا طلوع آفتاب سے دو پہر تک جنگ قایم رہی یہان تک کہ دو ہزار جوان فوج حیدری سے کام آئے آخرکار باقی افاغنہ ایک قلعے مین جو راہ کے قریب

تھا جا کر پناہ لی پر گولند از ان حیدری نے حسب الامر توپین لگا گولون سے حصار کی دیوار گرادی بہادران مظفّر نے بہتون کو تہ تیغ کیا اور بقیّۃ السیف تین سو جوان زندہ اسیر ہوئے شادیانے فتح کے بجنے لگے نواب بہادر نے بعد ضبط غنایم کے وہان سے پیشتر کوچ فرمایا اور ایک ہی حملہ رستمانہ مین شہر کرپے کو مسخّر کرکار پردازان درگاہ کو فرمایا کہ دونون برادرزادون کو حلیم خان کے علحدہ خیمے مین اور باقی اسیران افاغنہ کو اور خیمون مین نظر بند رکھین اور جوانان پردل اُن کے محافظ رہین علی الصّباح نواب بہادر نے ابو محمد کو جو ملازم قدیم اور سردار چوبدارون کا تھا حکم فرمایا کہ حلیم خان کے برادرزادون پاس جا نرمی اور چرب زبانی کے ساتھ اُنسے سلاح دستیاب کرے حسب الحکم اُسنے اُن ناتجربہ کارون کے پاس جا ظاہر کیا کہ نواب بہادر کو دیکھنے سے تمھاری جلادت و تہوّر کے ایسا منظور رہی کہ تم دونون کو عمدہ کامون پر سرفراز فرماوے اِس صورت مین سلاحون کا اپنے پاس رکھنا باعث بدگمانی ہی لازمہ دانائی یہہ ہی کہ اُنھین مجھکو دیجیئے تا حضور مین پہنچادون اور خاطر سے نواب بہادر کے دغدغہ عناد و اندیشۂ فساد کو رفع کرون اُن جوانون نے باقتضاے جہالت جبلّی یہہ کہا کہ عمر گذشتہ کی خیر و خوبی کا پھر حاصل ہونا تو معلوم بالفعل جب تک جان تن مین ہی ہم سے سلاحون کے لینے کی توقّع نرکھا چاھئے جب ابو محمد نے یہہ جواب ناصواب حضور مین عرض کیا تب ایک جماعت پیادگان نیزہ گذار اور بندوقچیان قادرانداز کو یہہ حکم ہوا کہ وے اپنے رعب و ہیبت کو اُن پر ظاہر کرین شاید اِس جہت سے وے ہتھیار حوالے کرین جونہین پیادے اُس خیمے کے نزدیک پہنچے وے سب جان شیرین سے ہاتھ دھو لڑنے پر مستعد ہو گئے اور اُن مین سے جبّار خان و رحمان خان

وستّار خان و قادر خان نے جو چار برادر حقیقی اور نواب عبدالرّزاق خان
دولت زئی کے بیٹے تھے تلوار بن میان سے کھینچکر نیزہ دارون اور تفنگچیون
پر حملہ کیا اور کتنے آدمیون کو قتل کر نواب کے خیمے پر آگرے دربانون کے ہاتھ
سے تین شخص تو مارے گئے پر جو تھے نے جو نہین جرأت کر طرف خلوت خانے کے
جہان نواب بہادر بیٹھا تھا قدم بڑھایا او ہین ایک ملازم حضور نے اُسکو بھی
بارہستی سے سبکدوش کیا نواب بہادر نے جب جرأت و جہالت اُن چارون کی
دیکھی اُس قول مشہور پر عمل کرکے ریاست بے سیاست نہین ہوتی اِن سبھونکے
قتل کا حکم دیا چنانچہ وے سب فوراً مارے گئے مگر وے چند نفر جنھون نے اپنے
تئین شیخ و سیّد ظاہر کیا تھا اس سیاست عام سے بچگئے تب نواب بہادر نے
واسطے حفاظت شہر کے ایک جماعت سوار اور پیادون کی تعین فرمائی اور
سواران یغما گر کو حکم دیا کر سدھوت پر جو حلیم خان کا مامن ہی تاخت کرین مگر خان
مذکور سوارون کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج کی تباہی اور مارا جانا برادرزادون کا
سب سردارون کے ساتھ اور دخل حیدری مین آنا شہر کرتیلے کا سن برج و بارہ
قلعہ سدھوت کو مستحکم کر شہر مین منادے کر دی کہ سب ملازم و رعایا اور
شہر کے رہنے والے رات کو اپنے مال و ناموس قلعہ چیتل مین جو مقام محفوظ ہی
لیجاوین جب سب لوگ اپنے اسباب و ناموس لیجانے لگے حلیم خان نے زرو
جواہر اپنا بھی شہروالون کے اسباب کے ساتھ قلعے سے نکال روانہ کیا جب یہ
خبر سواران یغماگر حیدری نے سنی جلد گھوڑے اُٹھا اثنا سے راہ مین اِس
خوان یغما پر جا پہنچے بہتون کو قتل کیا اور باقیون کو اسیر کر دوسرے روز حضور مین
معہ اموال مغرونہ حاضر ہوئے نواب بہادر نے اُن سوارون کو بہت سا انعام و صلہ
عطا کر سدھوت کو نہضت فرما جلد اُس حصار کو محاصرہ کیا نواب حلیم خان

مجبور ہو محمد غیاث کو دوسری بار واسطے دریوزہ عفو جرایم کے روانہ کیا سفیر مذکور حضور مین آمنت و سماجت نواب حلیم خان کی طرف سے ساتھ ایسی خوش بیانی کے پایہ عرض مین لایا کہ فوراً دریاے کرم و ترحم حیدری جوش مین آیا اور زبان گوہر فشان سے یہہ ارشاد ہوا کہ اگرچہ گناہ حلیم خان کا قابلِ عفو نہین مگر عاجز نوازی کے روسے یہہ حکم کیا جاتا ہی کہ اگر اُسکو اپنے جان کی سلامتی اور ناموس و ملک کی حفاظت منظور ہی تو قلعہ کنجی کوتے کی کلید اور دس لاکھ روپیہ سرکار مین داخل کرے نہین تو پھر پشیمانی کچھ فایدہ نہ بخشے گی محمد غیاث نے اپنے موکل کو نواب بہادر کے پیام سے آگاہ کیا مگر چونکہ سرانجام دس لاکھ روپیہ کا حلیم خان کی طاقت سے باہر تھا اس سبب اُسنے لب کو اپنے لاو نعم سے آشنا نکیا جب عرصہ تین چار روز کا منقضی ہوا اور اُس گنبذ بےدر سے کسی طرح کی آواز نہ آئی مادہ غضب نواب بہادر کا ہیجان مین آیا میر علی رضا خان کو ساتھ افواج قاہرہ کے واسطے فتح کرنے قلعہ کنجی کوتے کے حکم دیا خان مذکور منزل مقصود کو پہنچ ایک ہفتے کے عرصے مین قلعے کو ساتھ کلید شمشیر و خنجر خارا شگاف تدبیر کے فتح کر عرضداشت متضمّن نوید فتح حضور مین بھیجا اِس نوید کے پہنچتے ہی واسطے شلّک مبارک باد کے حکم ہوا اور امین کاردان واسطے انتظام کے وہان روانہ کیا اور میر علی رضا خان کو حضور مین بلاکر مورد نوازشات فرمایا جب یہہ خبر نواب حلیم خان کو پہنچی ماہی بے آب کی طرح مضطر ہو اپنے دیوان عبدالرّسول خان کو محمد غیاث کے ساتھ تیسری بار واسطے طلب عفو کے روانہ کیا اُن دونون نے حضور مین آکر عرض کی کہ حلیم خان غایت ندامت سے عرق انفعال مین غرق ہو رہا ہی اور اصلا درگاہ مین حاضر ہونے کا ارادہ نہین کرتا سب اپنے عیال و اطفال کو ایک حجرے مین جمع کر نیچے باروت بچھا تو ڑا ہاتھ مین لیئے مستعد ہی کہ

باروت کو دیکھاوے اگر حضور سے از راہ عاجز نوازی نوید امانِ جان و ناموس
کی اُسکے کان مین پڑے تو اُسکی کشتی حیات اور اُسکے عیال و اطفال غرقاب
بلا سے ساحل نجات کو پہنچتے ہمین نہین تو آتش غضب حیدری سے طرفۃ العین مین
جلکر خاکستر ہو جائینگے نواب بہادر اگرچہ وجود حلیم خان کو خار دامنگیر اپنی ریاست
کا جانتا تھا تو بھی ہلاک ہونا اُسکا معہ قبائل طبع رحیم پر اُسکے گوارا نہوا
اور عبد الرّسول خان و محمد غیاث کو یہہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ ملک و دولت
دنیا معرض زوال مین ہی اور سوائے ثبت کرنے اپنے نام کے نگینے پر روزگار
کے کوئی اور امر ہمین منظور نہین اگر حلیم خان خواہان امان مال و جان کا ہی اُسکو
چاہیئے کہ ہماری افواج قاہرہ کو قلعے مین جانے دے تاوے نشان حیدری اُسپر بلند کر
فتح کا نقارا بجاوین اگر اِس امر مین تمہارے موکّل سے اطاعت وقوع مین آوے
تو البتّہ خط عفو کا اُسکے جریدۂ جرایم پر کہینچا جائیگا سفیرون نے جب یہہ نوید پائی
قلعے مین جا حلیم خان کو سنائی چونکہ اُسکے عقل کا چراغ صرصر حوادث سے گل
ہو گیا تھا اور بموجب تاکید اپنے پیر روشن ضمیر کے جسکا نام رزّاق شاہ تھا
اُسنے تمامی محافظان قلعہ اور سرداران افاغنہ کو جو طالب نام و ننگ و خواہان
جنگ کے تھے قلعے کے باہر بھیجا اُس جماعت کے باہر نکلتے ہی چار ہزار سپاہی جرّار
معہ دو نشان ظفر توامان حسب الحکم نواب بہادر کے قلعے مین داخل ہو حلیم خان کو
جو دیوان خانے مین سنگ فرش کی مانند مسند پر عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا جا
گھیرا بہادران قانون شناس نے دروازون پر حصار و حرمسرا و کارخانجات کے محافظ
معتمد تعین کر خان کو پالکی مین بیٹھا بارگاہ حیدری میں لائے نواب بہادر نے خان ذی
شانکو معہ اہل حرم علحدہ خیمون مین ساتھ عزّت و آبرو کے رکھا میر علی رضا خان
کو واسطے حفاظت و انتظام شہر کرنے کے سرفراز فرما خود ساتھ فتح و فیروزی

کے طرف دار الامارت سریرنگپتن کے کوچ کیا اور منزل مقصود مین پہنچ منتظرونکے دیدۂ انتظار کو نور اور سینہ کو سرور عطا فرما کار پردازون کو یہہ حکم دیا کہ نواب حلیم خان کو معہ اُسکے توابع و لواحق شہر گنجام مین عزّت و احترام کے ساتھہ رکھین اور ضروریات و لوازم ما یحتاج مین کسی طرح کی تصدیع و تکلیف اُسے نہ پہنچے چنانچہ خان مذکور نے اُس مقام مین چند روز کے بعد رحلت کی اور تبعہ و لحقہ نے اُسکے بھی ایک بعد دوسرے کے انتقال کر کشاکش مکروہات دنیاوی سے مخلصی پائی ؛

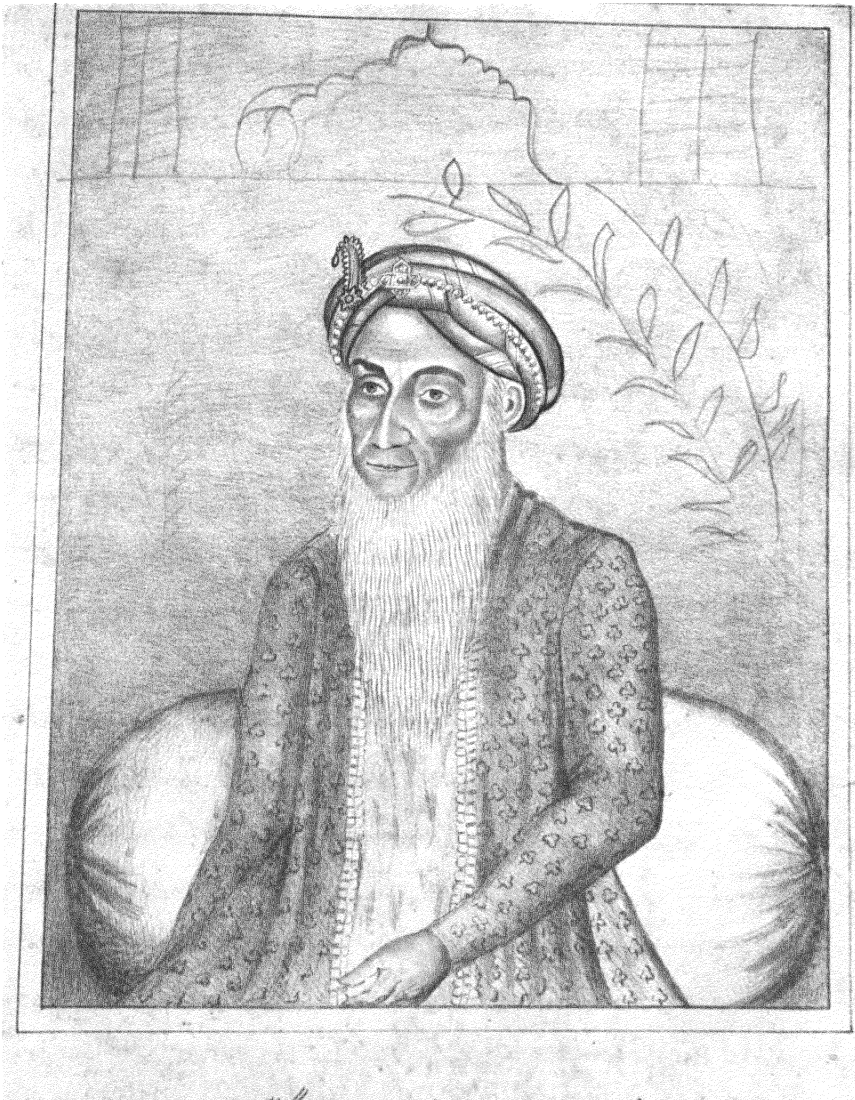
فوج کشی کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا پائین گھاٹ
پر بموجب ترغیب و تحریض نواب نظام علی خان ناظم
حیدرآباد اور فرمان روائے ریاست پونان کے

ہرچند داناؤن نے بغض و عناد و حسد و حرص کو خصال رذیلہ و افعال ذمیمہ مین شمار کیا ہی مگر اہل دولت اور جاہ طلبون کو واسطے توفیر خزانے و تکثیر اسباب جاہ و حشمت کے اِن ذمایم کے ارتکاب کرنے سے چارہ نہین بلکہ لاکھون آدمی کا قتل کرنا اور عالم مین ساتھہ صرصر قہر کے طوفان بلا کا اُٹھانا لوازم سے اُلوالعزمی کے سمجھتے ہین در ینولا کہ دولت و اقبال نے مانند بندگان حلقہ بگوش کے جبین عجز و نیاز آستانہ حیدری پر رکھا تھا اور فتح و نصرت ملازمان خدمت گزار کے مانند بارگاہ مین اُسکے حاضر رہتی . جسطرف فوج ظفر موج اُسکی متوجّہ ہوتی فتح و فیروزی ہمراہ دوڑتی اور جو سرِ دار گردن اُسکی اطاعت سے موڑتا جلّا د قضا وہین اُسے مڑوڑتا تھا سارے حکّام اطراف

کے اُسکی جاہ و حشمت روز افزون کی ترقی دیکھکر علی العموم خار کھاتے اور حسد کرتے علی الخصوص ناظم حیدر آباد و حاکم پونان جو دولت نواب حیدر علی خان بہادر کے کمال کو اپنی شوکت کا زوال سمجھتے تھے اِس واسطے باہم متفق ہو شب و روز اِسی تدبیر مین رہتے کہ کسی طور سے ریاست و دولت حیدری کی اساس کو متزلزل کرین اور چونکہ اُنکو یہہ یقین تھا کہ نواب بہادر سے میدان مین مقابلہ و جنگ کر کے عہدہ بر آنہ ہوسکینگے لہذا ارادہ لڑنیکا بھی اُس سے نہ کرسکتے تھے آخرکار بعد بہت سے تامل و تفکر کے اُن دونون کی راے اِس امر پر قرار پائی کہ چونکہ شدید ہمت و شجاعت صاحبان انگریز بہادر میدان کشور کشائی مین گرم ہمیز اور توپخانہ آتشبار اُنکا خرمن سوز و بلا انگیز ہی اِس صورت مین مصلحت یہہ ہی کہ نواب بہادر کو واسطے جنگ صاحبان انگریز کے ترغیب دیجیئے اور خود دست بر دسے دونون سردار خونخوار کے محفوظ و تماشائی رہکر بستر راحت پر آسایش کیجیئے یہہ تدبیر ٹھہرا ناظم حیدر آباد و فرمان رواے پونان نے متفق ہو کر ایک مکتوب تحایف و نوادر سمیت حضور مین نواب حیدر علی خان بہادر کے اِس مضمون کا بھیجا کہ تسلط صاحبان انگریز کا اِس ملک مین بہت بڑھ ہی اور آخرکار منجر طرف فساد عظیم کے ہوگا اور چونکہ ملک وسیع بنگالے کا ہمت اور شجاعت کے سبب قبضۂ اختیار مین اِس گروہ کے آگیا ہی اور حاکم نے ملک پائین گھاٹ کے زبردست سمجھ. اُن کی حمایت لی ہی یقین ہی کہ اب وے ہاتھ تصرف و تغلب کا اقلیم پر بالا گھاٹ و پونان و حیدر آباد کے بھی دراز کرینگے اِسواسطے لازمۂ ہوشمندی کا یہہ ہی کہ اِس سیلاب بلا کے آنے سے پہلے ہی ایک سد باندھا چاہیئے اور چونکہ وہ گروہ قابو جورا گھو شقی کی حمایت پر جسنے اپنے برادر زادے رشید کو خنجر بیداد سے ذبح کیا مشغول ہی

اس سبب اختلال کلّی ریاست پونان مین واقع ہوا ہی ان سب وجوہات پر نظر کر ہم نے ارادہ تسخیر کرنے بندر بمبئی کا جو انگریزونکے جہازونکا مقر و لنگرگاہ ہی مصمّم کیا ہی امید ہی کہ آپ بھی اس معاملے مین ہمارے شریک و موافق ہون نواب بہادر نے ان باتونکو خوب ملاحظے مین لا دونون سردارونکو یہہ لکھا چونکہ آپ دونون صاحبون نے اپنے مہمّات مالی وملکی کو اختیار مین کارپردازان نادان کے چھوڑ دیا ہی اسی سبب سے امور آپ کے سب برہم درہم ہو رہے ہین اور تجربون سے یہہ بات معلوم ہوئی ہی کہ آپ لوگون کے عہد و پیمان پر وثوق کرنا نادانی سے خالی نہین اور حال آپ کے فوجون کا یہہ ہی کہ جنگ کے وقت نام وننگ کی پاس داری مین مطلق کوشش نہین کرتین اور مشقّت و زحمت کی زنہار متحمل نہین ہوتین اور بکمال خوف وہراس کی جہت سے اپنی جان بچا میدان جنگ سے کنارہ کرتی ہین اور ساتھ جن لوگون کے کہ ارادہ مخاصمت و منازعت کا پیش نہاد خاطر عاطر ہی وے لوگ ایک دل و ایک زبان ہین ہر لمحہ اپنے کام مین ہوشیار ظاہرا اگرچہ کم دیکھائی دیتے ہین پر حقیقت مین بہت ہین اس سبب سے کہ اُن مین جوش وحمیّت مردانگی ہی بھاگنے کو عار جانتے اور جام ہمّت و پردلی سے ایسے مست ہین کہ میدان جنگ مین مرجانے کو حیات جاودانی سمجھتے پس ایسے پردلون اور صاحب جگرون سے لڑنا ہر بیدل وجبان کا کام نہین ہی اور اس قوم قوی باز و ہوشمند کے ساتھ مقابلہ کرنا آسان نہین اگرفی الحقیقت آپ کو فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کرنا ہی منظور ہی تو خوب مشورت اس بات مین کر فوج و خزانہ جمع کر اپنے دار الملک سے پائین گھاٹ مین آئیے اُسوقت یہہ دوستدار بھی شراکت سے پہلوتہی نہ کریگا اگر یہہ عزم بھی مثل سابق کے نقش بر آب ہی تو مخلص کو اس تکلیف مالا یطاق سے معاف رکھیے

جب یہہ جواب ناظم حیدرآباد وفرمان رواے پونان کو پہنچا باہم مشورت
و پیمان کو بحلف و سوگند مستحکم کر نواب بہادر کو لکھہ بھیجا اور یہہ آخر کو قرا
کہ ناظم حیدرآباد تو واسطے انتزاع و تسخیر راج بندری و مچھلی پٹن کے متو
اور فرمان رواے پونان بندر بمبئی کی تسخیر پیش نہاد خاطر کرے اور نو
بہادر آرکات پر جو پائین گھاٹ کا دارالامارت ہی تاخت کرے اگرچہ نو
بہادر کو اس بات کا یقین تھا کہ ناظم حیدرآباد وکار فرماے پونان کا قول را
سے بے بہرہ ہی تب بھی واسطے امتحان کرنے عہد وپیمان دونون دولت مند
اپنے لشکر کی طیّاری کا حکم دیا اور چند روز مین جب ساز وسامان حرب کا مہیّا ودا
اور لشکر حیدری مجتمع ہو چکا اور بخشیون نے فرد موجودات کی گذ
اُس سے یہہ واضح ہوا کہ بارہ ہزار سوار رسالۂ خاص وبیس ہزار سوار
پندرہ ہزار سوار سلحدار اور چوبیس ہزار سپاہیان بار تہوّر شعار سو
افواج راجگان مطیع کے آستانہ دولت پر حاضر ہین تب رجّب کے
سنہ گیارہ سو چورانوے ہجری مین نواب بہادر نے ساتھہ اُن افواج قاہ
ستّر ضرب توپ قیامت آشوب اور کئی ہزار شتر محمولۂ زنبورک
اور کئی ہزار جزائل بردار کے بحر زخّار کی مانند آرکات کی طرف مو
ہو معبر حکم سے عبور فرما نواح مین کلسپاک کے قبّہ بارگاہ بلند فرمایا ش
کہین کریم شاہ بہادر کو معہ فوج دسواران یغما گر محمود بندر کو روانہ ک
خود وہان سے کوچ کر کو ہچہ ترنامل کو ناظم آرکات کے تصرّف
باہر کیا اور بعد اسکے قلعہ چیت پٹ کو کریم بخش نام قلعدار کے قبضے
محاصرہ و زد و خورد کے مستخلص کیا اور اس مقام سے شاہزادہ والاشان ٹیپو
کو معہ فوج قوی واسطے تسخیر کرنے ارنی اور ترمری کے نام زد فرما خود



کریم شاه بهادر برادر پادشاه خلد مکان ٹیپو سلطان شهید در عمر هشتاد و دو سالگی در سنه ۱۲۴۶ هجری برحمت حق پیوستند

فوج گران اور توپخانہ آتش فشان ساتھ سے شہر آرکات کی طرف متوجہ ہوا اور جلد وہان پہنچ اطراف غالب پورہ کو مضرب خیام اور حصار عالم پناہ کو محاصرہ کر غلامان جان نثار اور فدائیان شیر شکار کو واسطے بنانے مورچے و دمدمے کے حکم دیا قلعدار اُسکا راجہ بیربر اور نجیب خان سالار جنگ بہادر ساتھ جمعیت پانچ ہزار سپاہیان بار اور دو ہزار سوار اور چار سو مرد اشراف کے اُس دار الامارت مین ذخیرہ مایحتاج و آلات حرب جمع کر مستعد رزم و پیکار ہوے علاوہ اِسکے تین ہزار آدمی شہر کے رہنے والے جنکے عیال و اطفال شہر مین تھے پاس حرمت کے اقتضا سے فدائیون کے مانند جان سپاری پر کمر باندھ برج و بارہ پر حصار کے چڑھ حمایت و حراست پر اُسکے مستعد ہوے اور دونون طرف سے آتشباری شروع ہوئی اب حال لشکر شاہزادہ ٹیپو سلطان اور شاہزادہ کریم شاہ بہادر کا سنئے جبکہ شاہزادہ کہین سنے حضور سے پدر والاقدر کے رخصت ہو محمود بندر پر چڑھائی کی اور اُس معمورہ کو جو ملجا و ماوا تجار مالدار کا تھا محاصرہ کیا اور اقسام پشمینہ وغیرہ اجناس تجارتی اور نقود و جواہر نامعدود اور تمام اثاث البیت محمد مکرم کے گھر کا جو وہانکا ملک التجار تھا اور اُسکے سارے اسباب تجارتی کرڑ و ڑون روپیون کے جو تین جہاز مین بھرے ہوے تھے اور پینتیس ہاتھی ساتھ پیگو کے تانگن لے سب اپنے قبضے مین لا ہاتھیون اونٹون چھکڑون پر لدوا محمد مکرم کو اسیر کر سالم و غانم حضور مین حاضر ہو سرمایۂ مفاخرت حاصل کیا اور ٹیپو سلطان جوارنی کی طرف گیا تھا اُس قلعے کو محاصرہ کیا اور بدر الزمان خان بخشی نے حسب الحکم ایک روز مین دمدمہ باندھ توپین قلعہ شکن اُس پر چڑھائین اور گولے مارنے شروع کیے حسین علی خان قلعہ دار گولون کے پہنچنے سے حضور پرنور الاتاں کے پاس یہ کلید قلعہ حاضر ہو اُسکے ذریعے

بعد ملازمت شاہزادے ہمایون طالع کی حاصل کر عرض کیا کہ قلعے مین سادات ؛
رہتے ہین اُنکی حفاظت ناموس پر نظر کرکے مینے قلعہ ملازمان عالی کو تفویض
نہین تو میسر ہے جیتے قلعہ کا فتح کرنا ممکن نہ تھا شاہزادہ والاگہر اُسکی بیہودہ
پر تبسم فرماکر تو نظر بندی کا حکم دیا اور قلعے مین تھانہ مستحکم اور سید مع اہا
قلعہ دار اُسکا مقرر کر کر تمری کی طرف کوچ کیا وہان کے قلعہ دار نے بھی سبے ج
وجوال قلعہ اولیاے دولت کو تسلیم کردیا بعد اسکے شہزادہ فیروز بخت
قلعہ تروا پورا اورکاو اورکاویری پاک کو مسخر فرما اور اپنا تھانہ بیٹھا اُردوے ء
طرف معاودت کی ؛

جنریل منرو بہادر کا مدراس سے کنچی کی طرف آنا اور کرنیل بیلی بہادر کا دنیاے فانی سے سدھارنا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا قلعہ آرکات کو اور اسیر کرنا نواب عبدالوہّاب خان برادر نواب محمد علیخان کا معہ حالات دیگر جو اُسی سال مین واقع ہوئے

جب بڑے بڑے قلعہ مستحکم پائین گھات کے تصرّف مین اولیاے دولت حید
کے آگئے اور محاصرے کی تنگی اور سختی سے محصوران قلعہ آرکات کا حال
و پریشان تھا نواب محمد علی خان جو ایک اور قلعہ مین دار الامارت سے دور بہ
تاب مقاومت کی اپنے مین نپا صاحبان انگریز بہادر سے استعانت طلب
صاحبان والا عزم نے جنریل منرو بہادر کو چھہ ہزار سپاہی پندرہ سو ترک
دو پلٹن گورے کے ساتھ رخصت فرمایا اُونھین روز ون نواب بسالت جنگ
ادھونی نے اندیشہ تاخت و تاراج حیدری سے کو بور کے تعلقے کو انگریز بہادر

حوالے کر دیا تھا اور کرنیل بیلی بہادر نے واسطے انتظام اُس علاقے کے کوچ فرمایا
مگر اثنائے راہ مین خبر تقرب جنریل منرو بہادر کی سنکر معہ تین پلٹن سپاہی اور
چار سو جوان ولایتی و آٹھ ضرب توپ آرکات کی طرف معاودت کی جب یہہ خبر
نواب بہادر نے سنی سلطان جوان بخت کو ساتھ سواران و سلاحداران خاص
کے معہ چار ضرب توپ واسطے مقابلے کرنیل موصوف کے رخصت فرمایا اور
پنڈارون اور باندارون کو جنکا سرگروہ سیدی ہلال تھا یہہ حکم ہوا کہ سد و د
کرنے مین راہ رسد کے خوب کوشش کرین اور اگر فوج دوسری اُسکی
کمک کو پہنچے تو اُن سے لڑین جب سلطان کی فوج کا کرنیل بہادر کی فوج کے
ساتھہ سواد مین آبادی ستویر کے سامہنا ہوا جنگ شروع ہوئی اور سوارون
نے ایسی کوشش کی کہ رسد پہنچنی بالکل موقوف ہو گئی تب بھی کرنیل بہادر نے
مطلقا ہراس خاطر مین نہ لا قلعہ کنجی سے چھہ کوس کے فاصلے پر جا بقصد جنگ
ڈیرا کیا اور حال عسرت اذوقہ گھاس لکڑی کا جنریل منرو بہادر کو لکھا
جنرل موصوف نے خط پڑھتے ہی ایک پلٹن اور چار کمپنی سپاہی گورہ مع سامان
رسد و باروت و گولہ روانہ کر خود بھی قصد کیا کہ کرنیل بہادر سے ملحق ہو مگر تقدیر
کی شعبدہ بازی سے یہہ اتفاق ہوا کہ بعد پہنچنے سپاہ کمکی و اذوقہ کے کرنیل
بہادر شب باش کنجی مین جو وہان سے قریب تھی نہ گیا اور اپنی سپاہ رزم خواہ
کے آرام پر نظر کر اُس روز اُسی جا پر مقام کیا جب زبانی جاسوسون کی یہہ حال
نواب بہادر پر ظاہر ہوا آرکات کا محاصرہ معطّل رکھ پانچ ہزار سوار واسطے غارتگری
ملک راجگان نواح آرکات کے تعین فرما خود بدولت معہ تمامی فوج دریا موج
ایلغار کر وقت صبح جسوقت کرنیل بہادر کوچ کر کنجی کو جاتا تھا میدان مین پہنچکر
بہادران جان نثار کو حکم دیا کہ فوج انگریزی پر راہ کنجی کی سدود کرین

فوراً دلاورون نے اُسے گھیر قتل و غارت شروع کی ؎

نظم

چو شد صبح نواب گردون جناب — علم زد دران دشت چون آفتاب

برآراست بر تن سلاح نبرد — پر از شور شد گنبد لاجورد

ز بار سمندش به میدان کین — خم افتاد در پشت گاو زمین

وزان سوی کرنیل صاحب وقار — نگاور برانگیخت در کارزار

برآشفت آن میر عالی جناب — ز صرصر گرو برد اندر شتاب

بفرمان او جمله فوج فرنگ — کشیدند صفہای کین بیدرنگ

بغرّید کرنیل در پیش صف — نہنگے بز بر اژدہا سے بکف

دو لشکر به میدان کین آمدند — ز غیرت جبین پرزچین آمدند

جوانان به میدان کشیدند صف — دمامه برآمد ز ہر دو طرف

چو غرّید توپ دمان در مصاف — بلرزید سیمرغ در کوه قاف

چو زنبورک جان ستان شور کرد — تن پر دلان شان زنبور کرد

خدنگ پر کرگسین وقت جنگ — پس و پیش پرّان چو خیل کلنگ

روان بانہا در ہوا بی حساب — برجم شیاطین چو تیر شہاب

بنادیق مردان عالی دماغ — صدا متّصل داده چون خیل زاغ

ز خون دلیران بمیدان جنگ — سراسر زمین گشت بیجاده رنگ

اِس جنگ مین سپاه لشکر انگریز بہادر کی ایسے لڑی کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کو بھلا دیا قریب تین ہزار آدمی نے بہادران حیدری سے شربت شہادت کا پیا کرنیل بہادر نے ہرچند قصد کیا کہ لڑتے بھڑتے معمورۂ کنجی تک پہنچے مگر چونکہ محمد علی کمیدان و شیخ انصر و موشیر جانی فرانسیس ساتھ اپنی

فوجون کے اور موشیرلالی فرانسیس جوبسالت جنگ ناظم ادھونی کے پاس
سے نوکری چھوڑ کے دو ہزار تفنگچی اور پانسو کلاہ پوش اور ایک سو پچاس
سوار قوم الیمان کے زمرۂ ملازمان حیدری مین منسلک ہوا تھا چارون طرف سے
ہجوم لا توپون کی شلک بندوقون کی باڑھ اور آتش دنبالہ دار بانون سے شور
قیامت برپا کیا تھا بہت لوگ فوج انگریز بہادر کے مجروح و بیروح ہوئے اور
کرنیل بہادر پناہ مین ایک باغ کے باقی ماندون کے ساتھ پاے شجاعت قایم
کر اُن سب صدمون کا متحمل ہو تمام فوج کو جواب دیتا تھا اِس اثنا مین ایک
گولہ توپ کا ذخیرے مین باروت لشکر کرنیل بہادر کے جو درختون کی پناہ مین گاڑیون پر
بار تھا جا گرا اور آتش فتنے کو مشتعل اور بہت سے جوان جنگی کو جلا بھسم
کر دیا کرنیل بہادر نے جب اِس طرح آتش فتنہ کو شعلہ زن اور اپنی جمعیت
کو پریشان دیکھا دل قوی رکھ باقی ماندہ فوج کو جمع کر تقید باڑھ مارنے کی کرتا تھا
کہ ناگاہ موشیر جانی و موشیرلالی فرانسیسون نے اپنی فوج سے اُسے گھیر لیا اور
کرنیل بہادر کو اسیر کیا سواران حیدری نے باقیون کو قید کر اہال بنگاہ و تمام لشکر
کو لوٹ لیا اور حیدر علی خان بہادر بعد اِس فتح نمایان کے شادیانہ فتح بجوا کرنیل
بہادر کی طرف جو سواد کنچی مین تھا نہضت فرما دو فرسنگ کے فاصلے پر مقام کر
سواران یغما گر کو واسطے بند کرنے راہ رسد فوج انگریزی کے حکم دیا جب
خبر اسیر ہونے کرنیل بیلی بہادر اور پامال ہونے اُسکے لشکر کی جنریل بہادر کو
پہنچی اپنی فوج قلیل کے ساتھ افواج کثیر حیدری سے مقابلہ کر فوج کو ناحق کام
نہنگ مین ڈالنا کاردانی سے بعید تصور کر جنگ کو وقت قابو پر موقوف رکھ رات
کو جنگل ویشے کی طرف کوچ کیا سواران حیدری جو اِس خبر کو سنکر اُسکے
تعاقب مین دوڑے تھے بے نیل مقصود معاودت کر اردوی معلّی مین پھر جا ملے

تب نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر شہر آرکات کو محاصرہ فرمایا بہادرون نے
حسب الحکم دمدمہ باندھ توپین چڑھا قلعہ شکن گولون اور آتش افگن بانون سے آشوب
قیامت بر پا کیا محصوران خستہ جان اُس حالت اضطرار مین بھی کمال جگر داری سے دفع
کرنے مین حملہ بہادران حیدری کے ہر دم سعی کرتے تھے دو کنپنی سپاہی
جو تربیت یافتہ انگریز بہادر کے تھے قلعے کی فصیل پر چڑھ اِس طرح سے رستمانہ
لڑتے تھے کہ آنکھین نظارگیونکی اُنکی چالاکی دیکھکر خیرہ ہوتی تھین اِس جنگ مین
نواب حافظ علی خان داماد نواب بہادر نے معہ چند نامی سردار و سواران کار
شربت شہادت پیا اور محصورین مین سے سید فرید الدین خان بھی جو شہر
اور تمام صوبہ کا کوتوال حلیہ شجاعت سے متحلی تھا شہید ہوا جب محاصرے پر
تین مہینے گذرے اور مدد نہ پہنچی اسباب و سامان جنگ کا نابر گیا دیوار قلعے کی
گولون کی ضرب سے مشبک ہو گئی تب نواب بہادر نے بہادرون کو واسطے
تسخیر حصار کے تاکید فرمائی جماعہ جان نثار زینے لگا فصیل پر چڑھ برج و بارہ
کے محافظون کو تہ تیغ کرا چنا پندت کو معہ عیال و اطفال دام اسیری مین لائے
ارشد بیگ خان اور حسینی یار خان اور شریف زادے شہر کے جو واسطے
مدد اچنا پندت کے جمع ہو گئے تھے اور سید حمید کمیدان معہ چند اشخاص جو شہر کے
اعزہ سے تھے مقیّد کیے گئے مگر نجیب خان ساتھ سپاہیان انگریزی کے قلعہ
ارک مین جا دروازہ بند کر جان سپاری پر مستعد ہوا علی الصّباح جب نواب
بہادر خوشی و شادمانی کے ساتھ شہر مین داخل ہو حکم دیا کہ منادی کی
جاوے کہ کوئی شخص مال و ناموس پر رعایا کی دست درازی نکرے بعد
دو روز کے ایک شخص معتمد معہ قولنامہ امان جان و ناموس نجیب خان اور تمام
سرگروہ سپاہیان انگریزی کے پاس جا دل جوئی کر اُن سبکو حضور مین لایا نواب

بہادر نے اپنے قول ناسے کا پاس کر اُن سبکو عزّت و اکرام شایستہ سے رخصت فرمایا اور دو سو سوار بطریق بدرقہ اُنکے ہمراہ کیا تا چیناپٹن مین اُنھین بخیریت پہنچا دین سید حمید کمید ان نے نوکری کی ۴ ستد عا کی نواب بہادر نے اُسکو ایک پالکی و خلعت خاصہ عطا فرما چار ہزار تفنگچی کی منصبداری پر اُسے ممتاز کیا علاوہ اِسکے شرفا و نجباکو لایق قدر و منزلت ہرایک کے خلعتین اور جواہر عطا کر روزینہ مقرّر فرمایا اور میر محمد صادق کو جو اولاد سے میر احمد خان جاگیردار صوبہ سرا کا اور ایک مدّت سے کو توالی شہر آرکات مین اوقات بسر کرتا تھا عہدے پر صاحب صوبگی آرکات کے مامور کر اُسکے فرق عزّت کو بلندی بخشی بعد اِسکے جب نواب بہادر فکر سے رفاہ حال رعایا کے مطمئن اور انتظام قلعے سے فارغ ہو چکا شاہ کریم اللہ چشتی و علی رضا خطیب و نور علی شاہ نے جو روضہ مقدّسہ مقبول درگاہ ایزدانی خلاصہ موجودات سبحانی گنجور اسرار ایزد منّان حضرت ٹیپو ستان قدّس سرہ العزیز کے متولّی تھے حضور مین نواب بہادر کے آ تبرّکات اُس درگاہ کے اور تسبیح خاک پاک اور ایک جلد کلام مجید بخط ولایت ہدیہ گذرانا نواب قدر شناس نے اُن بزرگون کے ساتھ در بارہ حالات و کرامات حضرت ٹیپو ستان مبرور دیر تک گفتگو کی اور رخصت کے وقت ہرایک کے دامن امید کو زر و جواہر سے مالامال کیا اور ایک سو ایک اشرفی نذر اور شامیانہ زربفت معہ استادہای طلائی واسطے درگاہ حضرت ٹیپو ستان علیہ الرحمتہ والغفران کے بھیجا اور داروغہ مطبخ خاص کو یہہ حکم ہوا کہ درگاہ مین جاکر الوان نعمت شاہانہ طیار کرواوے اور اسباب اور اقسام مصالح و عطریاّت وغیرہ جو طعام اور فاتحے کے لیئے چاہیئے کارپردازون سے ہرکارخانے کے لیکر ساتھ لیجاوے کہ وقت حاجت کے کسی چیز کی تلاش کرنی نہ پڑے

چنانچہ حسب الحکم عمل مین آیا اِس اثنا مین جاسوسونکی زبانی حضور مین واضح
عبدالوہّاب خان برادر نواب محمدعلی خان نے قلعہ چتّور مین اذوقہ و اسباب
کا جمع کرا اپنے دیوان اور چند راجاؤن کو محافظت کے لیئے چھوڑ خود قلعہ چنا
مین قیام اختیار کیا ہی اور ارادہ رکھتا ہی کہ عنقریب چینا پٹّن مین پہنچکر
انگریز بہادر سے استمداد کر آرکات کی طرف متوجّہ ہو اِس خبر کے سن
نواب بہادر کا شعلۂ غضب بھڑکا چاہا کہ واسطے استیصال کرنے عبدا
خان کے چڑھ دوڑے اِس مین میر علی رضا خان نے شفیع ہو کر عرض
عبدالوہّاب خان نے تو اپنے بھائی سے رنجیدہ ہو گوشۂ قناعت اختیار
اُس بیچارے کی کیا قدرت کہ خیال جنگ کا دل مین باندھے بلکہ یقین
اگر حرف طلب کا حضور کی زبان پر گذرے تو سر کے بل حاضر ہوا سبا
سنتے ہی میر معین الدین کو یہہ حکم ہوا کہ نواب عبدالوہّاب خان کو حضو
حاضر کرے اور میر علی رضا خان کو واسطے گوشمالی راجگان نواح آ
اور انتظام دینے اُسکے روانہ کیا اور شاہزادہ فیروز بخت کو ساتھ جمعیّت
ہزار سپاہیان بار و دس ہزار پیادہ و پانچ ہزار سوار کے واسطے فتح
غربی قلعجات آرکات اور ضبط کرنے مضافات اُسکے رخصت فرمایا
سید صاحب اُس جنود قاہرہ کے ساتھ قلعہ چتّور کو محاصرہ کر قلعدار کو
دینے قلعہ کا پیام بھیجا قلعدار نے عذر عدم اجازت نواب عبدالوہّاب خان کا
کیا سید صاحب نے دوسرے روز کمال مردانگی و شجاعت سے اپنے
جوانون کے ساتھ قلعے پر چڑھ گیا اور سب قلعے والون کو بضرب تیغ و سنا
رفعت سے غار نیستی میں ڈالا اور ویسا حصار فلک آثار جسکا فتح ہو
سرعت کے ساتھ فہم و وہم مین نہ آتا تھا مفتوح ہو گیا سید موصوف .

مال و متاع و آلات جنگی تصرّف مین لا ایک قلعہ دار معتمد اپنی طرف سے قلعے مین
چھوڑ قلعے ہر چند رگری کے تاخت کی اور وہان پہنچکر عبدالوہّاب خان کو واسطے حاضر
ہونے حضور حیدری مین لکھ بھیجا چونکہ ہوش و حواس خان ذی شان کے سنّے
سے خبر مسخّر ہو جانے قلعے چتّور کے ٹھکانے نہ تھے اور اُسکے شیر بو قلمونی
روزگار کو دیکھ عالم حیرت مین بناچار خان امارت نشان نے اپنے اہل
حرم سے دربارۂ صلح و جنگ مشورہ کر تحریر کرنے مین جواب مکتوب سیّد صاحب
کے تاخیر کی دوسرے روز ایسا اتّفاق ہوا کہ چند سوار و پیادے لشکر سے
سیّد صاحب کے جو لکڑی گھاس کے واسطے دامن کوہ مین لئے تھے قلعہ ار
سادہ لوح نے جب قلعے کے اوپر سے اُن سوار پیادون کو دیکھا یورش کا
گمان کر توپ چلایا اِس حرکت کا واقع ہونا جو منافی آثار صلح کا تھا طبع پر سیّد
صاحب کے ناگوار ہوا فی الفور ایک عرضداشت متضمّن بغاوت عبدالوہّاب
خان حضور مین ارسال کی اور ایک بڑی توپ پہاڑ پر چڑھا گولہ زنی شروع
کردی اتّفاقات سے پہلا ہی گولہ خان رفیع المکان کی حرم سرا مین جا گرا وہان
زلزلہ پڑ گیا اِس مین دوسرا گولا چھت پر مطبخ کے پہنچا چھت گر پڑی اور رواویلا
مستورات مین مچ گیا اِس حال تباہ کو معاینہ کر خان عالی مقدار بے حس و حرکت ہو بستر
مدہوشی پر گرا مستورات نے جب خان صاحب کو چراغ صبحدم کی مانند حالت نفس
شماری مین دیکھا ایک خط اِس مضمون کا لکھکر سیّد صاحب کو بھیجا کہ اگر آپکو قلعہ
اور ملک مقبوضہ ہمارا لینا منظور ہی تو حاضر ہی مگر چونکہ ہمارے خاوند کا مزاج جادۂ
اعتدال سے منحرف ہی اِس لئے چاہیئے کہ آپ گولہ اندازونکو حکم دین کہ توپونکی
صدا سے دماغ کو اُسکے زیادہ تر پریشان نکرین جب وہ مکتوب سیّد صاحب کو
پہنچا اُنکو یہہ جواب لکھ بھیجا کہ آپ لوگ معہ نواب صاحب باطمینان خاطر یہان

تشریف لاوین کوئی دقیقہ پاس داری مین عزّت و حرمت کے فروگذاشت
جب یہہ مکتوب وہان پہنچا خان والا شان معہ عیال و اطفال قلعے سے نکل
مین سیّد صاحب کے آیا تب سیّد صاحب نے ایک قلعہ از امانت شما
طرف سے قلعے مین چھوڑ تمام مال اسباب ضبط کر معہ خان رفیع المکان
حضور مین پہنچکر سر مایہ مفاخرت حاصل کیا ۲ اور نواب بہادر نے
رفیع المکان کو معہ اُسکے تبعہ و تحفہ بدرقہ معقول ہمراہ کر سرینگپٹن کو روا
اور سلطان جوان طالع ایک مہینے کے عرصے مین قلعہ ماہی مندل و کیلاس گ
مفتوح کر لشکر فراوان اور اسباب حرب بے پایان کے ساتھہ ساتگرھ ک
جسکی حصانت و رزانت ہفت اقلیم مین مشہور ہی متوجہ ہوا اور صحا
کے میدان وسیع مین فیل سوارہ جیسے مہر انور کوہ خاور سے طلوع ہ
ساتھہ کمال جاہ و جلال توزک سواری کے جلوہ فرما بینونکی آنکھونکو خیر

نظم

سواران اسپان تازی نژاد — بہ سرعت گرو بردہ از تند باد
ز سہم سواران زرّین رکاب — زرہ پوش گردید ماہی در آب
سنان ہای نیزہ بروی ہوا — چو انجم درخشان شدہ بر سما
علم ہای سرخ و سفید و سیاہ — بگرداندہ رنگ از رخ مہر و ماہ
بہ بستہ بہر توپ گل گون لوا — چو آتش فشاند لب اژدہا
ز خیل جوانان بندوق بند — فزودہ دران دشت رونق دوچند
قباہای رنگین بمیدان جنگ — چو ابر بہاری شدہ رنگ رنگ
درخشیدن چار آئینہ ہا — شدہ صیقل زنگ از سینہ ہا
کمان کیانی یلان کردہ زہ — بہ ابرو زکین بر فگندہ گرہ

بدوش یلان نیزۂ دہ ارش — سنانہا بہ سم یافتہ پرورش
درخشان بنادیق زہر آبگون — چو مارے کہ از پوست آید برون

اگرچہ ولی محمد خان قلعہ دار اُس حصار فلک آثار کا اور سیّد مخدوم رسالہ دار اور محمد مولا جو معتمدون سے نواب محمد علی خان کے معہ دو ہزار سپاہی اُسکی حراست کے واسطے مامور تھے اور قلعہ بھی اذوقہ و اسلحہ سے معمور تھا مگر معاینہ کرنے سے کوکبہ جاہ و جلال سلطان کے اُن سب کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا اپنی جان کی حفاظت قلعہ کی صیانت پر مقدّم جان اُسسے آگے کہ نوبت شمشیر زنی کی پہنچے حضور مین حاضر ہو کلید قلعہ حوالہ کر نوید امان پا مطمئن ہوے سلطان ایک معتمد جان نثار کو معہ فوج جرّار واسطے حفاظت قلعے کے متعیّن کر خود بدولت واسطے تسخیر کرنے انبور گڑھ کے جو وہان سے تین کوس پر تھا متوجہ ہوا اگرچہ اُس حصار مین صرف ایک کپطان معہ چند کمپنی سپاہیون کے مقیم اور اذوقہ بھی کم تھا باوجود اُسکے وہ رستم جگر پندرہ روز تک جنگ کرتا و داد تہوّر قلعہ داری کی دیتا ہا آخر کار جب دیوار حصار کی گولون کی ضرب سے گر پڑی ناچار قلعے کو تسلیم کر دیا سلطان قلعہ داری اُس قلعے کی زین العابدین خان نائط کو تفویض فرما وہان سے مراجعت کر سعادت مین پاے بوس والد بزرگوار کے فائز ہوا چونکہ لوح خاطر عاطر بر نواب بہادر کے یہہ منقوش تھا کہ جس طرف بسلطان اقبال مند سمند گیتی نورد کو مہمیز کرتا ہی شاہد فتح مرآت تمنّا مین منہہ دیکھاتا ہی اِس سبب ثانیًا حکم ہوا کہ وہ کمک کو محمد علی کمیدان کے عازم ہو اور تسخیر کرنے مین قلعے راے ایلور کے تدبیر و کوشش شایستہ عمل مین لاے اگرچہ سلطان کو زبانی مخبرون کے مفصّل یہہ معلوم ہوا تھا کہ اُس قلعے مین کرنیل لانگ بہادر نے پاے ثبات قایم کر ماکولات و مشروبات و آلات حرب ذخیرہ کیا ہی اور جب تک

تمام لشکر متوجہ نہوگی محاصرہ اُس قلعے کا متعذر رہی مگر چونکہ حکم سے والد بزرگوا
کچھ گزیر نہ تھا پھر سامان سفر کا درست کرکوچ کیا اور محمد علی کمیدان کو معہ اُ
فوج ہمراہ لے راے ایاور کی طرف تاخت کی جب کرنیل بہادر نے و
سے شاہزادے روشن اختر کے خبر پائی فی الفور سپاہیان قادرانداز کواُ
ساجرہ گوپرہ ومرتضی گڈھ کے تعین کر توپین صاعقہ بار اُسپر چڑھا ایسا
کسی طرح کمند تدبیر کی اُسکے ذروے پر پہنچ نہ سکی اور اگرچہ محمد علی کم
نے مکرر حملے مردانے کیئے اور چاہا کہ کسیطرح کوہ ساجرہ پر چڑھے پر بند
اور توپون کی شیلک سے اُسپر صعود کرنا میسّر نہوا تب شاہزادہ فیروز بخت
فتح ہونا اُس قلعے کا بغیر بڑی بڑی توپ اور فوج کثیر کے متعذر سمجھ حضور و
عرض داشت اِس حال کی روانہ کی نواب روشن ضمیر نے اُس نور دیدہ ا
نظر سے دور رکھنا اور کام کے مردون کو پروانہ وار آتش پر ڈالنا مصلح
دیکھ پروانۂ کرامت نشانہ در باب مراجعت صادر فرمایا اور سردار کو س
یغماگری کے یہ حکم دیا کہ تین سو سوار اور ایک ہزار سپاہی ہمراہ لے انگریز
رسد مار تاراج بعد اسکے نواب بہادر کو تسخیر کرنا ملک جنوبی آر
منظور ہوا رستم علی خان فاروقی کو معہ دو ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کرناٹکی
ہزار سپاہی واسطے فتح کرنے کوہستان چنجی کے رخصت فرمایا اور روش
دستہ دار نے معہ دو ہزار پیادہ اور ایک پلٹن سپاہی و ایک ہزار سوار خ
اسپہ واسطے مسخر کرنے کوہ موکل کے مامور ہو منزل مقصود کی طرف
چنانچہ اس قلعے کے پورب طرف میدان ہموار مین اُسنے جاکر ڈیرا کیا اور ن
جوزف کو جو انگریز بہادر کی طرف سے قلعہ داری مین مامور تھا پیام بھیجا کہ
ساتھ نواب بہادر کے راہ اطاعت کی چلو اور قلعے کو ہمارے حوالے

موشیر الی کی طرح منصب و جاگیر شایستہ تمکو بھی عنایت ہوگی مگر مسطر
موصوف نے حمیّت مردی کو کام فرما پیام صلح کو بگوش رضا نسن جنگ پر آمادہ
ہوا روشن خان نے یہہ حال دیکھہ آبادی کو دامن کوہ کے جلا خاکستر کیا اور عیال
و اطفال کو سپاہیون کے جو قلعے مین آمادہ جنگ تھے اسیر کرلیا اِس توقّع پر
کہ وے اپنے عیال و اطفال کی اسیری کی خبر سن لڑنے سے باز آئینگے مگر اُن
جوانون نے پاس نمک کو اپنے عیال و اطفال کی رہائی پر ترجیح دے بندوقون
کی باڑھین مار بہتون کو ہلاک کیا اِس درمیان مین رستم علی خان نے ایک
ہفتے کی سعی مین کوہ کشن کنڈہ و جنید کنڈہ جو سب پہاڑون سے زیادہ بلند اور
اور کئی قلعے جو باہم متّصل تھے فتح کیا اور محیّ الدّین خان قلعہ دار و الاجاہی کو معہ ایک
شخص عہدہ دار انگریزی اسیر اور قلعون کو حیدری دولت خواہون کے سپرد کر
ترناملی کی طرف عازم ہوا اور شاہ زادہ بلند اقبال جو ساتھہ فوج ظفر موج کے واسطے
تسخیر کرنے کرناٹک گڈھ وغیرہ کے گیا تھا ادھونی گڈھ و علی آباد مین محاذی قلعے
کرناٹک گڈھ کے پہنچکر گولندازون کو حکم دیا کہ حصار کی دیوار کو گرادین تو پچیان
بہرام صولت نے اگرچہ توپین پہاڑون پر چڑھائین پر بہ سبب غایت ارتفاع کے
گولے دیوار حصار مین نہ لگ سکتے تھے اِس لیئے شاہ زادے نے چوتھے روز حکمت
عملی سے چند آدمی کو اسیرون سے متوطّنان آرکات کے بانعام و اکرام خوش دل کر رہائی
بخشی اِن اسیران احسان دیدہ نے قلعے مین پہنچکر کیفیّت مسخّر ہونے شہر آرکات
اور چھپ جانے نواب محمد علی خان کی معہ خصوصیات فتح ہونے بہت سے
قلعون کی قلعہ داران و رکمیدان محافظ قلعہ پر ظاہر کر اُن سب کو گرداب اضطراب مین
ڈالا تب اُس جماعت نے واسطے دریوزہ امان جان و ناموس کے ایک
شخص معتبر کو حضور مین شاہ زادہ بہادر کے بھیجا اُسنے فی الفور قولنامہ عنایت

کیا ا ہان قلعہ اُسکو دیکھتے ہی قلعہ اولیا سے دولت کو تسلیم کر خود نکل گئے شا
بہادر سب مال و اسباب قلعے کا ضبط کر قلعہ دار معتبر وہان تعین فرما بعد نظم و
مضافات قلعے کے کوہ دراوت و نیلور کی طرف لواے شوکت بلند کیا اور د
مین اُسکو بھی مفتوح فرما پاک گڈھ کی طرف متوجہ ہوا اِس قلعے مین ص
عالیشان کی طرف سے ایک کپطان دو سو جوان سے محافظت مین اُسکے مت
جب اُسنے قلعے پر سے دیکھا کہ شاہزادہ تالاب کے کنارے سمت غربی قلعے بر
کو آمادہ ہی ایسی گولہ زنی شروع کردی کہ بہادران لشکر کو اِتنی فر
نہ ملی کہ پہاڑ پر صعود کر مورچے بنائین الغرض قلعہ دار نے غنیم کے مدافعہ کر
کسیطرح کمی نہ کی مگر اتّفاق یہہ ہوا کہ تالاب قلعے کا جو مایہ حیات اِن سبھ
خشک ہو گیا بناچار وے سب مضطر ہو کر اپنے سردار سے مستدعی اِ
امر کے ہوئے کہ شاہزادے سے صلح کی استدعا کرین قلعہ دار نے ہہان ت
بیدا ی دیکھ یہہ پیام بھیجا کہ اگر آج کی شب گولہ اندازی موقوف فرمائین
قلعہ تسلیم کر دیا جائیگا شاہزادہ اِس پیام سے خوشدل ہو توپچیون کو منع فرما
شب اتّفاقاً ابر سیاہ بے موسم گھیر آیا اور اِس قدر برسا کہ تالاب خشک
بھر گیا علی الصّباح قلعہ دار نے ہمراہیون سے مشورہ کیا سبھون نے عرض
قلعے مین اذوقہ و گولہ و باروت کی کچھ کمی نہین اور پانی جو موجب حیات ہی
الٰہی سے موجود اب صلح کرنی کچھ ضرور نہیں لڑ مرنا آبرو ریزی سے بہتر
ہی سردار نے جب سپاہ کو طالب رزم دیکھا بساط صلح کو اُلٹ گولہ و
زنی پر مستعد ہوا شاہزادے نے جب رنگ معاملہ کا دگرگون دیکھا غضبناً
توپچیون کو حکم دیا کہ چوٹی پر پہاڑ کے توپین چڑھا گولون کے اولے قلعے پر برساوین
جوانان قوی بازو ہمراہ زمورچے آگے بڑھاتے جاتے تھے پر محصورون کے ہاتھون

ہر روز ایک صدمہ عظیم اُنھیں پہنچتا تھا وہ سردار دلاور اسی طرح اٹھائیس روز تک کارنامہ رستم و اسفندیار کا نمایان کرتا اور فوج دریا موج سے لڑتا رہا آخر کو جب تالاب قلعے کا پھر خشک ہو گیا اور سواے آبروے مردان جنگی کے پانی کا نشان وہان نرہا پیاس کے مارے طاقت سپاہیون کی طاق ہو گئی تب پھر سب مجبوری سے خواہان امان ہوے لیکن چونکہ کار مدارا سے گذر چکا تھا اور بہت سے بہادران نامی حیدری بھی کام آئے تھے محصورونکے معروضہ نے درجہ اجابت کا نہ پایا اور فوج ظفر موج کو یورش و قتل عام کا حکم صادر ہوا جوانان شمشیر شکار نے فوراً حصار پر چڑھ آب شمشیر سے اُن جگر سوختگونکو سیراب کیا اور قلعدار کو عزّت و احترام کے ساتھ حضور مین لائے بعد فتح شاہزادہ والاشکوہ اُس ملک مین قلعدار کارگزار و امین کاردان مقرّر کر معہ نقود و اجناس فراوان حضور حیدری مین حاضر ہو سعادت کونین حاصل کی ٭

لشکرکشی کرنا جنریل سر ایری کوٹ بہادر کا مدراس سے بالا گھاٹ پر

جب شاہزادہ ہمایون طالع معہ غنایم موفور بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا جاسوسونکی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ جنریل کوٹ بہادر جو فنون صف آرائی مین یگانہ زمانہ اور بعد تنظیم و تنسیق ملک بنگالے کے ولایت کو گیا تھا دریغولا پھر وہان سے واسطے کفایت مہم جنگ نواب بہادر کے مامور ہو مدراس مین آکر نواب محمد علی خان کے ساتھ ملاقات کر دو ہزار تفنگچی اور تین سو سوار اُسکے ہمراہ لے معہ خزانہ و ساز و سامان جنگ اب اُسنے نواح مین دکال و یلور کے خیمہ کیا ہی نواب بہادر نے یہہ خبر سن اپنے سوارون کو سرکردگی مین سیدی ہلال

و غلام علی خان بخشی سگے منفائے سکے طریق پر رخصت کر خود بدولت بھی
اُنکے آرکات کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر سنے نواب بہادر سکے
سے پہلے ہی قلعہ کرسگ پالہ کو جو ملا زمان حیدری سکے تصرّف مین تھا مجا
اور صبح ہوتے ہی بہادران لشکر انگریزی سنے ہمّت کرساتھ مدد
و زینے سکے اُس قلعے پر چرّھ محافظان حصار کو تہ تیغ کیا قلعہ دار دو ساعت
داد جوانمردی کی دے شہید ہوا جنریل بہادر بعد فتح اذوقہ وغیرہ جو کچھ قلعے
سب اپنے لشکریان منصور پر تقسیم فرما وہان سے کوچ کر سواد اجراوا
خیمہ کیا اور روشن خان دستہ دار واسطے فتح کرنے برموکال گڈھ سکے
حیدری سے رخصت ہو باتّفاق رستم علی خان فاروقی قلعےکو محاصرہ کیا
یہ خبر پائی کہ بہ سبب قریب پہنچنے لشکر قاہرہ جنریل بہادر کے قلعہ دار کو اِ
کلّی بہم پہنچا محاصرے سے ہاتھ اُٹھا اُردوے معلّی کو روانہ ہوا اور جنریل بہ
برموکال گڈھ مین بلے مزاحمت و منازعت پہنچ قلعہ دار کو عوض مین اُس جگہ
سکے انعام و اکرام سے بہت سا سرفراز کر اپنے ساتھ لیا اور دوسر سے
کو وہان سکے قلعہ داری پر مامور فرما وہان سے پھلچری کی طرف کوچ کیا او
تاجر سے اسباب رسد کا بہت سا خرید فرما کوہ مور کی طرف تاخت کر محاذ
سکے جا ڈیرا کیا اور واسطے بھیجنے سامان جنگ و آذوقہ سکے دریا کی ر
کونسل مدراس کو لکھ بھیجا اِس عرصے مین نواب بہادر سنے بھی معہ حشر
مور و ملخ سے زیادہ تھا دو فرسنگ سکے فاصلے پر ڈیرا کر واسطے دریافت
کانون ضمیر جنریل بہادر سکے چند روز صف آرائی نہ کی جب معلوم ہوا کہ
بہادر جب تک جہاز مدراس سے نہ پہنچے جنگ مین سبقت نہ کریگا نواب
سنے میر علی رضا خان کو ساتھ اُس قدر فوج سکے جو اُسکے ساتھ متعیّن تھی ا

ہلال کو معہ پانچ ہزار سوار اور غازی خان کو معہ سواران یغماگر واسطے مقابلے جنرل بہادر کے چھوڑ معہ توپخانہ و لشکر محمود بندر کی طرف نہضت فرمایا اور شاہزادہ جوان بخت کو سات ہزار سوار خونخوار اور پانچ ہزار سپاہی جرّار اور پچیس ضرب توپ صاعقہ آشوب کے ساتھ رخصت کیا کہ نواح ناتھرنگر و تنجاور میں نیران عناد مشتعل کر جو کچھ تر و خشک نظر آوے سب جلا خاکستر کرے چنانچہ شاہزادے نے پہلے نواح تنجاور میں جو رشک باغ ارم تھا اِس قدر آتش زنی و غارتگری کی کہ آشیان گاہ بوم بنایا ؁

نظم

بہر جا کہ طرفان لشکر رسید تو گوئی کہ صرصر بہ آذر رسید
ازان بوم کندند اشجار و باغ در و بام شد آشیان گاہ زاغ
ز بس سوختن در تمامی دیار نماندہ یکی چوب جز چوب دار

بعد قتل و غارت اجناس مغروتہ حضور میں روانہ کر واسطے مرمّت کرنے قلعے نرکاتی پلی و شاکوتہ کے کار پردازون کو تقیّد فرما ناتھرنگر پر تاخت کی اولیاپور و دیار پالے میں تھانہ چھوڑ وہان سے شبا شب کوچ کر ساحل پر رود کاویری و کوردم کے معابد قدیم کو ھنود کے جو اقمشہ نفیسہ اور جواہر نادرہ سے پر تھے خالی کیا اور بعد قتل عام اور منہدم کرنے بتخانون کے دونون ندی پار ہو کالی کوتے کی طرف جو حصار سے ترچناپلی کے چھہ میل مشرق کی طرف واقع ہی کوچ کیا ہنوز منزل مقصود کو نہ پہنچا تھا کہ کوکبہ نواب بہادر کا نمایان ہوا سلطان دولت قدم بوس حاصل کر ہمرکاب ہوا نواب بہادر نے حدود میں ترچناپلی کے پہنچ سوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُس نواح کے حکم دیا اور اُن یغماگرون نے کوئی دقیقہ نہب و غارت سے فروگذاشت نہ کیا اِس اثنا میں ایک سردار انگریزی

میجر ہال نام جو قلعے سے نکل چھہ سو سپاہیان نو ملازم کو قواعد جنگ تعلیم کر
معہ دو ضرب توپ تاخت کر شیلکون سے گرمی بازار غارت گرون کی سرد کر اُ
سکے تعاقب مین روانہ ہوا اور روسے آسے آہاستہ آہاستہ چرکال کی طرف
اور سوار معہ توپ خانہ کمین گاہ مین منتظر تھے لگا لیپچلے چونکہ میجر ہال حال کمین گا
خبردار نہ تھا بیباکانہ شیلک مارتا آگے چلا جاتا تھا جونہین قریب کمین گاہ کے
فوج حیدری چارون طرف سے اُسکو نرغے مین لا بندوقون اور توپو
بارھین مارنے لگی سپاہیان نو آموز اکثر کشتہ و زخمی ہوے میجر حال۔
نقشہ دیکھہ کتنے آدمیون کو مار کر قلعے کی طرف جلد گھوڑا اُٹھا یا اِس حالت
نواز نام ایک سوار حیدری نے جست پہنچکر کئی وار شمشیر کے میجر پر کیئے
صیانت ایزدی نے سپرداری کی کچھہ آسیب اُسکو نہ پہنچا اور وہ شب
پناہ صحیح و سالم قلعے مین داخل ہوا نواب بہادر بعد فتح سواد چرکال پارھہ میر
اقبال نصب کر وانبرداروں کو حکم دیا کہ لکڑیان مورچے باندھنے کے لیے
کرین اور قلعے مین میجر ہال و کرنیل لگسن بہادر و شادی خان تحصیلدار سبا
قدیم و سکنہ شہر کو جمع کر قلعے کی حراست مین مشغول ہوے دو تین رو
عرصے مین لشکریان حیدری اسباب قلعہ کشائی کا مہیا کر یہ ارادہ رکھے
کہ شب کو قلعے پر حملا کرین کہ ناگاہ عرض داشت نواب میر علی رضا خان وغ
نظر سے نواب بہادر کے گذری جسکا مضمون یہہ تھا کہ جنریل کوٹ بہادر۔
سپاہ و سامان کثیر محمود بندر کی طرف نہضت فرمائی نواب بہادر نے واسطے
جنریل کے اُسطرف کی روانگی کو مقدم جان معہ توپ خانہ و تمام فوج در
قلعے کے محاصرے سے ہاتھہ اُٹھا کوچ فرمایا جب کئی منزلین طی ہوئین سیدی
بخشی جو مقدمۃ الجیش تھا سوادبا کور مین ساتھہ فوج قاہرہ انگریز بہادر کے دو

اور داد جوانمردی کی دے معہ تین سو جوان جام شہادت پیا تب جنریل بہادر نے
بسرعت تمام راہ طی کر محمود بندر مین داخل ہو شب بہ آسایش بسر کر
علی الصباح قلعے سلنبر پر یورش فرمایا چونکہ یوسف خان قلعہ دار پائے ثبات قایم
کر تیر و تفنگ سے لشکر انگریز بہادر کو جواب دیتا تھا اِس سبب سے جنرل
بہادر نے ضایع کرنا بہادرون کا مناسب نجان محمود بندر کی طرف پھر مراجعت کی
اِس اثنا مین نواب بہادر معہ لشکر و توپ خانہ راہ مین حایل ہو تو دون پر ریگ
کے جو ساحل دریا پر واقع تھے توپین چڑھا حکم شیلک کرنے کا دیا اور خود
بدولت سائے مین ایک تودے کے کرسی پر بیٹھ بہادرون کو جنگ پر تاکید و تحریض
کرنے لگا میر علی رضا خان بہادر کو فرمایا کہ سپاہ انگریزی کی پشت پر تضیق
محاصرے مین سعی کرے اور شاہزادے کو حکم ہوا کہ موشیر لالی کو معہ فوج و
رسالون کو سید حمید و شیخ انصر و شیخ عمر و شجاع الدین کے ہمراہ لیکر جنریل بہادر سے
مقابلہ کرے اور اُسطرف سے جنریل بہادر نے بھی اپنی سپاہ کی صفین
باندھے ہوئے توپین صاعقہ بار پیش کیئے ساحل دریا سے روانہ ہوا جونہین دونون
فوجین مقابل ہو لڑنے لگین صدمے سے توپون کی شیلک اور بندوقون کی باڑھ
کے زمین ہلنے اور برق سے بانون کے آنکھین خیرہ ہوئین صبح سے دوپہر
تک بازار موت کا گرم رہا یہان تک کہ اُس ریگستان مین سوا سے لاش مقتولون
اور اجساد مجروحون کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا اِسی حالت مین جب ہرکارون
کی زبانی نواب بہادر کے سائے مین تودۂ ریگ کے بیٹھنے کی خبر جنریل بہادر نے
سنی معہ اپنی سپاہ اُس طرف چڑھ دوڑا اور دو جہاز جو مدراس سے کمک کو
آ دریا مین لنگر ڈالے ہوئے تھے اُن کے گولندازون کو یہ حکم دیا کہ فوج حیدری
پر گولون کا مینہہ برسادین اِسی اثنا مین میر علی رضا خان بہادر نے دریا کے کنارے

پر لشکر انگریز کے پہنچکر لوٹ پاٹ کا ہاتھ اٹھایا بنگا
بڑھاوے کہ ناگاہ ایک گولا جو مانند تیر قضا کے بے خطا تھا جہاز سے اُس شجاع
پناہ کے بازو پر لگا عنان اختیار ہاتھ سے جاتی رہی پشت زین سے زمین پر گر پڑا اُ
رفیقون نے اُسکو حالت نزع مین ایک پالکی پر ڈال حضور مین لائے نوا
بہادر نے جب پالکی کھولی دیکھا کہ طایر روح میر موصوف کا قفس عنصری
اُڑ گیا ہے دل نواب بہادر کا مفارقت سے اُس رفیق قدیم کے نہایت غمگین
اور اُس مرحوم کی نعش کو صندوق مین رکھوا سرینگا پٹن کو روانہ فرمایا چونکہ شاہز
ٹیپو حقیقی بھانجا میر مغفور کا تھا اُسکی ساری فوج جنود مین شاہزادے کے مضاف
اور اُسکا سب اسباب معہ گھوڑے ہاتھی وغیرہ شاہزادیکے حوالے کیا گیا اور
مرحوم کے فرزند نواب قمر الدین خان کو نواب بہادر نے خلعت ماتم پرسی کا
تربیت کے واسطے اُسکا ہاتھ ہاتھ مین شاہزادے کا نگار کے دیا اور
روز واسطے تیمارداری زخمیون اور آسایش دواب کے جنگ منا
نجان نیکناپٹنم کی طرف متوجہ ہو مجروحون کو بحفاظت تمام آرکاٹ کو روانہ کر
پردازونکو حکم دیا کہ جرّاح حاذق واسطے معالجے کے تعین کرین اور سیّد صاح
کو حکم ہوا کہ اپنے دستہ سوارون کے ساتھ معہ کئی ہزار پیادے نواح تنجا
ناگپور نگر کے انتظام کو روانہ ہو جنرل بہادر نے پھلجری کی طرف نہضت
بر موکال گڑھ کی راہ سے فرنگی کوہ مین داخل اور وہان کے محال و پرگنون
بند و بست مین مشغول ہوا نواب بہادر نے کئی روز نواح نیکناپٹنم مین
و شکار کرتے ہوے تروادی کی راہ سے منزلین طی کر سواد ہندی مین مت
ایک باغ کے جو پہاڑ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا لواے اقبال
کیا اُس پہاڑ کے سردار نے ایک جماعت دامن کوہ مین دیکھ اپنی سے

حکم دیا کہ اُنھون نے پہاڑ پر سے اتر لشکر حیدری کے سوارون کو جو لکڑی گھاس جمع کرنے کو پہاڑ کی گھاٹیون مین پھر رہے تھے بندوقون کی باڑھ مار کر زخمی کیا اور گھوڑون کو پکڑ لیگئے جب یہہ خبر نواب بہادر نے سنی بہادران لشکر شکن کو اُس پہاڑ کی تسخیر کا حکم دیا اور اُس کوہ سے دور ایک میدان وسیع مین خیمے کھڑے کروائے گولندازون نے توپون کو دامن کوہ مین ایک موقع مناسب پر لگا گولہ زنی سے کوہستانیون کو عاجز کیا اور پیادون نے سنگستان کی پناہ مین بندوقون کی باڑھون سے اُنھین گھبرا دیا اگرچہ اُس طرف سے ایک شخص صوبہ دار عبدالقادر نام نے چھہ روز تک جنگ رستمانہ کر بہت سے آدمیون کو زخمی کیا تھا مگر سردار اُس پہاڑ کا جو عشق مین ایک بیسوا کے شیدا و مسلوب العقل تھا جب محبوبہ اُسکی متحمل آواز توپون کی نہوسکی ناچار بپاس خاطر اُسکے سر اطاعت و تسلیم پیش رکھ اُس مکان کو حوالے کیا اِس اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ جنرل یال کوظ بہادر قلعے ونداوسی مین مقیم ہی اور سواران حیدری اطراف و جوانب مین اُسکے تاخت و تاراج کرنے مین دیہات و مواضع کے مشغول اِس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر وندا وسی کی طرف متوجہ ہوا اور تین چار روز تک انواع تدبیرین قلعہ کشائی کی کین آخر جب صورت فتح کچھ نظر نہ آئی کفایت اور مہام دولت و بندوبست شہر آرکاٹ کا اِس مہم پر مقدم جان موشیر لالی فرانسیس و شیخ انصر و شیخ حمید کو معہ فوج کثیر واسطے محاصرے قلعے کے وہان چھوڑ آرکاٹ کی طرف نہضت فرمائی بعد روانگی نواب بہادر کے اگرچہ موشیر لالی فرانسیس نے قلعہ شکنی مین قصور نہ کیا بلکہ تھوڑی سی دیوار قلعہ کی بھی گولے مار مار گرا دی مگر سردار نے قلعے کے جو مرد تجربہ کار تھا ایسی داد جوانمردی کی دی کہ دندان طمع موشیر

لالی کے کند ہو گئے آخر موشیر لالی نے اپنے رفیقون سے یہ مشورہ کیا کہ
مدّت محاصرے کی بہت ممتد ہوئی اور ابتک کوئی کمند تدبیر کی ذروے تک اِس
حصار کے نہ پہنچی اب مناسب یہی ہی کہ اِسکو مکر و فریب سے فتح کیا چاہئے
چنانچہ ایک فرانسیسن کو اپنے ہمراہیون سے جو تحریر و تقریر انگریزی مین مہارت
کلّی رکھتا تھا افسر فوج مقرر اور کئی ہزار سپاہیون کو بلباس انگریزی آراستہ
کر گرکت پالے کی راہ سے قلعے کی طرف رخصت کیا اُس شخص نے قلعے کے قریب
پہنچکر ایک خط منصبدار لشکر انگریز بہادر کی طرف سے بنام قلعہ دا
کے اِس مضمون کا لکھ بھیجا کہ ہم مدراس سے تمہاری مدد کو متعیّن
و مامور ہو مع فوج تازہ زور و سامان رسد وافر آپہنچے ہمین علی الصّباح قلعے مین
داخل ہونگے قلعہ دار ہوشیار نے خط پڑھکر تو شادمانی و مسرّت ظاہر کی پر جب
نام راقم خط کا دیکھا اُسکو یاد آیا کہ وہ سردار جنریل بہادر کے حکم سے سیکاکول
و گنجام کی طرف واسطے لانے ازوقہ وغیرہ کے روانہ ہوا ہی شک مین پڑا
کہ مبادا موشیر لالی نے فریب کیا ہو اُسنے تمام شب بیقراری مین بسر
علی الصّباح جب آواز توپون کی سنی فی الفور دوربین سے دیکھتا کیا ہی کہ ایک
گروہ سپاہ شاہراہ کرکت پالے کی طرف سے آکر مقابلے مین فوج موشیر لالی سے
صفین آراستہ کین اور دونون طرف سے شلک بندوقون اور توپون کی ہو
لگی مگر سوائے دھوین بارود کے ایک آدمی بھی دونون طرف سے نظر نہ
آتا اِس حال کے دیکھتے ہی گمان نے فریب کے جو موشیر لالی کی طرف سے
دل مین قلعہ دار کی گذرا تھا درجہ یقین کا پایا جھٹ پٹ بروج حصار کی توپو
مین گولے چھرّے بھر کر منتظر وقت رہا بعد ایک ساعت کے وہ سردار قلعے
قریب آکر قلعے دار کو یہ پیام بھیجا کہ ہم ساتھ خیریت کے پہنچے اب دروا

قلعے کا کھول دو کر قلعے میں داخل ہو آرام کرین قلعدار نے جواب بھیجا چونکہ دروازون کو قلعے کے ہم نے بند کر دیا ہی اس واسطے چاھیئے کہ بالفعل تم کنارے پر خندق کے قیام کرو ہم دیوار توڑ کر تمکو قلعے مین بلا لیتے ہیں سردار جعلی نے اس پیام سے جانا کہ افسون اُسکا موثر وکارگر ہو گیا دل جمعی کے ساتھ گھوڑون کی پشت سے زین اُتروا سپاہیون کو حکم دیا کہ مطمئن ہو کمر کھول ڈالین جب سب کی کمرین کھل گئین قلعہ دار کنگرۂ حصار کے پیچھے سے اُن کی گفتگو پر کان لگا جو نہین لہجہ کلام کا اُن کے سنا و طرز و وضع کو اُس جماعت کے خلاف طور افواج انگریزی کے دیکھا تو سپاہیون کو حکم شلک کا دیا اُنھون نے حکم پاتے ہی ایسے چھرّے اور گولے مارے کہ سوائے چند آدمی کے اور کوئی اُس مہلکے سے بچ کر نہ گیا سب کے سب ٹھکانے لگے تب قلعدار نے اپنے لوگ قلعے کے باہر بھیج گھوڑے ہتھیار مقتولون کے منگوالئے جب یہہ واقع ہائلہ نواب بہادر نے سنا بے تدبیری پر موشیر لالی کے بہت سا آشفتہ ہو اُسکو معہ اُسکے توابع حضور مین طلب اور دوسرے سوار ان معتبر اور افسران پر تدبیر کو واسطے محاصرہ کرنے قلعے کے تعین کیا ؎

ذکر اُن محاربات کا جو شاہزادہ ٹیپو سلطان سے نواح ارنی مین سانحہ افواج قاہرۂ انگریز بہادر کے وقوع مین آئے اور اُن واقعات کا جو سنہ گیارہ سو چھانوّی ہجری مین واقع ہوے

حن دنون جنریل سر ایری کوٹ بہادر نے بعد جنگ محمود بندر کے مدراس کو معاودت فرمائی تھی اور نواب بہادر تسخیر کرنے مین قلعجات متعلقہ صوبہ

آرکات کے مصروف تھا کرنیل گال بہادر معہ پانچ ہزار سپاہیان ولایتی اوا
خزانہ موفور اور تین سو ستر کشتی سامان جنگ اور اذوقہ سے بھری ہوئی بنگا
سے مدراس مین وارد ہوا جنریل بہادر نے ورود سے کرنیل موصوف کے بہت
خوش ہوکر دو مہینے کے بعد معہ فوج دریا موج ترپاتور کی طرف کوچ کیا او
سیف الملک بہادر خلف نواب محمد علی خان کو بھی ہمراہ لیا جب خبر کوچ جنریلر
بہادر کی نواب نامدار کو پہنچی کاویری پاک کی راہ سے کوچ فرمایا لیکن مقابلہ
ہونے سے پہلے ہی جنریل بہادر نے شبا شب سوادسولنگر مین پہنچکر ڈیرا کیا
بعد تین روز کے جب موکب حیدری وہان نمایان ہوا علی الصّباح جنریل بہادر
مقام فرودگاہ سے سوار ہوا ایک میدان وسیع مین جو لایق جنگ کے تھا پہنچکر
علم اقتدار بلند کیا اور اُس طرف سے خیل خیل سواران حیدری مقابلے کو پہنچے
اور نواب بہادر خود توپخانہ آتش بار پیش کر ورود عساکر انگریز بہادر کے
منتظر رہا اور شاہزادے بلند بخت نے معہ فوج جرّار پشت پر لشکر انگریز بہادر
کے آپڑا اُس روز ایک جنگ سخت جسکو کارنامۂ کیخسرو افراسیاب
کہا چاہیئے واقع ہوئی دونون طرف کے بہادرون نے جان سے ہاتھ دھو دریائے
آتش مین شناوری کی اکثر غریق رحمت ہوئے اس آشوب گاہ مین توپ کے
گولے کی ضرب سے کرنیل اسطوارط بہادر کا پاؤن کام سے جاتا رہا او
سیف الملک بہادر گولے کے صدمے سے خانۂ زین سے جدا ہو زمین پر گر پڑ
اتنے مین شام نے پردۂ ظلمانی روے آفاق پر لٹکایا تب دونون لشکر نے اپنی
اپنی فرودگاہ کو معاودت کی بددلی نواب سیف الملک کی دیکھ جنریل بہادر
نے اُسکا صحیح سالم پہنچانا نواب محمد علی خان کے پاس اہم جانا چنانچہ
علی الصّباح جو نہین سفیدۂ صبح نمودار ہوا وہان سے کوچکر ترپاتور کی طرف چا

اور سیف الملک کو صحیح و سالم اُسکے باپ کی خدمت مین پہنچا دیا اور خود
واسطے اِنتظام دوسری مہمّون کے مدراس کی طرف نہضت فرمائی نواب
بہادر نے وہان سے مراجعت فرما کر دکنپلی مین جو بسبب کثرت اذوقے و ہیمہ
وکاہ کے شایستہ حال سپاہ کے تھا ڈیرا کیا اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی یہہ
معلوم ہوا کہ چند جہاز فرانسیسی سرکردگی مین سپہسالار موشبرہوئی کے نواب
بہادر کی ملازمت کے لیئے آتے ہین اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ سردار ولندیز بسبب
فروخت کرنے آلات حرب کے سرکار حیدری مین تجویز سے صاحبان کونسل
مدراس کے مواخذہ کیا گیا اور کرنیل منرو بہادر واسطے منہدم کرنے قصر شوکت
ولندیز اور فتح کرنے قلعے ناگ پٹن کے متعیّن ہوا اور بعد تلف ہونے ہزارون
مردکار آزمودہ کے وہ قلعہ فتح کر مدراس کو گیا تھا سو اُسنے درینولا وہان سے
مراجعت کرکے چار پلٹن سپاہی اور سات ضرب توپ اور سوارون کے
ساتھہ سواد کاری گال مین اُترا ہی اِس خبر کو سن نواب بہادر نے شاہزادے
بیدار بخت کو واسطے ملاقات کرنے سپہسالار فرانسیس کے رخصت کیا اور
یہہ حکم دیا کہ اگر اثناے راہ مین کرنیل منرو بہادر کی فوج سے مقابلہ
ہو جاے تو مدافعے مین اُسکے مشغول و مصروف ہو جب شاہزادہ بلند بخت
معہ فوج اُسطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہنچی کہ کرنیل موصوف نے
جہازات فرانسیس کی خبر آمد آمد سن کر سواد پتالپور مین ساحل پر رود کورڈم
کے ایک باغ مین استقامت کر مسدود کرنے مین راہون کے سعی کر رہا ہی
شاہزادے نے معہ لشکر جرّار شب کو ایلغار کر باغ کوتہ مین لشکر کو کرنیل
بہادر کے دور سے محاصرہ کیا صبح کے وقت جب کرنیل بہادر نے اِس مقام سے
کوچ کا عزم کیا اپنے لشکر کو محاصرے مین دیکھہ جنگ کو آمادہ ہوا دونون لشکر نے

داد جوانمردی کی دی اُس جنگ ہولناک مین لشکر انگریز بہادر سے میجر سامس نام سوار ون کا سردار اور سیّد غفّار صوبہ دار جو ایک مرد نامور تھا اسیر ہوے چونکہ شاہزادہ بلند اقبال کو ملاقات سپہسالار فرانسیس کی اہم مطالب و مقاصد تھی وہان سے جلد کوچ فرما قریب قلعے گوڈ بور کے جا خیمہ کیا اِسی اثنا مین سپہسالار فرانسیس لنگر گاہ مین پہنچ انگریز بہادر کے سردار کو جو قلعے کا محافظ تھا پیام خالی کر دینے کا بھیجا سردار مذکور نے لڑنا صلاح وقت نہ دیکھ سب مال اسباب کو جو قلعے مین تھا تعلیقہ کر قلعے کو سپہسالار فرانسیس کے حوالہ کیا اور خود ناگپٹن کو چلا گیا تب سپہسالار فرانسیس نے معہ پانچ ہزار سپاہی فرانسیس جہاز سے اُتر نزدیک قلعے کے خیمہ کیا دوسرے روز شاہزادے کی ملازمت حاصل کر بناے اتّحاد کو استحکام بخشا شاہزادے بلند اقبال نے اُس سے کہا کہ جلد حضور مین نواب بہادر کے روانہ ہو لیکن اُسنے عذر ماندگی راہ اور بہم پہنچانے چارپاے باربردار کا درمیان لایا اور مہلت چاہی تب شاہزادے نے اُسکو اُسی نواح مین چھوڑ اُردوے معلّا کی طرف مراجعت فرما سب حال مفصّل حضور مین ظاہر کیا نواب بہادر نے فوراً ایک پروانہ معہ چار ہزار راس نرگاو واسطے توپ کشی اور چارپائے باربردار روانہ فرما خود بدولت ساتھ جنود نامعدود کے آرکاٹ کا عازم ہوا ہنوز چند میل راہ طی نہ ہوئی تھی کہ خبر پہنچی کہ جنریل کوط بہادر معہ سپاہ صحراے ناکلاپور سے گذر کر ارادے ویلور کا عازم ہی نواب بہادر نے یہہ خبر سن سید حمید و شیخ انصر و موشیر لالی کو معہ جمعیّت شایستہ واسطے حفاظت شہر و قلعے آرکاٹ کے رخصت فرمایا اور شاہزادے کہین عبد الکریم بہادر کو معہ چار ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سپاہی حکم دیا کہ نواح مدراس مین پہنچ کر فتنہ و ہنگامہ مچادے اور راہ رسد و کمک جنریل بہادر کی مسدود کرے اور

شاہزادے صاحب کو حکم ہوا کہ نواح ارنی مین جا تسخیر قلعہ اور استحکام مین
تھانون کے مستعد رہے اور خود بدولت بھی اپنے مقام سے حرکت فرما میدان
دھوبی گڑھ مین خیمہ کیا اِس عرصے مین جنریل بہادر راے ویلور مین پہنچا ایک
مہینے کے عرصے تک زدوبرد کا بازار اِس صورت پر گرم رہا کہ کبھو تو سپاہی
جنریل بہادر کے اُن بیلون کو جو لشکر حیدری مین رسد لاتے تھے لوٹ
لیجاتے اور اہالی بدرقہ کو مجروح کرتے اور کبھو جنود حیدری کے سوار ازوقہ
لانے والون پر لشکر جنریل بہادر کے چیرہ دستی کرتے اور رسد کے
محافظون کو قتل کر بیلون کو پکڑ لے جاتے تھے بعد ایک مہینے کے جب جنریل
بہادر نے اپنے مقام فرودگاہ سے نہضت فرما قریب دھوبی گڑھ کے جا
نزول کیا اِس خبر کو سن نواب بہادر لشکر گاہ کو چھوڑ معہ ایک
رسالہ سواران تیز جلو اور توپخانہ جلد رو کے ایلغار کر مقابلے مین حریف
کے پہنچ ایک باغ مین درخت کے تلے کرسی پر بیٹھ ہاتھیون اور توپون اور
بان دارون سے ایک سد اپنے آگے باندھکر سوارون کو رخصت جنگ کرنے کی دی
جب دونون طرف سے آتش جدال وقتال نے اشتعال پایا جنریل بہادر خود
بہ نفس نفیس تردد رستمانہ ظہور مین لا سواران لشکر حیدری کو بندوقون کی
باڑھ اور توپون کے گولے سے متفرق کر اُس باغ کی طرف متوجہ ہوا اِس
اثنا مین محمد علی کمیدان نے جو چند روز سے بہ سبب بدگوئی غمازون کے عتاب
حیدری مین گرا اور رسالہ داری سے معزول ہوا تھا مگر سائے کی طرح نواب بہادر
کے پیچھے لگا رہتا اور اُسوقت ایک درخت پر چڑھ تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا
جب مشاہدہ کیا کہ جنریل بہادر طوفان آتش سے تر و خشک ایک سان جلاتا
چلا آتا ہی اور ہاتھیون کی صفون اور توپون و بان دارون سے بہ سبب اضطراب

سے کچھ نہین ہو سکتا اور اگرچہ سوار تیغ زنی مین قصور نہین کرتے مگر قیاس سے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جنریل بہادر آج ہی معاملہ جنگ کو یکسو کیا چاہتا ہی
اور سرداران حیدری ہرچند دست بستہ ہو عرض کرتے ہین کہ اِس
طوفان بلا کے آگے سے کنارہ ہونا چاہئے نواب بہادر غایت غضب سے سواے
تاکید جنگ کے کوئی اور حرف زبان پر نہین لاتا اور ہوا خواہونکی عرض کو مطلقا
نہین سنتا ہی تب کمیدان شجاعت نشان نے فی الفور درخت سے اُتر سر
نیاز پاے مبارک پر رکھ الحاح و زاری کی یہان تک کہ شعلہ قہر نواب بہادر کا
کچھ منطفی ہوا تب سوار ہو کر ارنی کی سمت کو متوجّہ ہوا اور کمیدان تنہا گھوڑے
کو جولان دے ایک نفر طنبور نواز اور ایک علم بردار کو قتل کر نواب بہادر کے
ہمرکاب ہو لیا نواب قدر شناس نے لشکرگاہ مین پہنچ محمد علی کمیدان کو خلعت
فاخرہ و جواہر گران بہا اور خدمت رسالہ داری سابق دستور پر عنایت کر
سرفراز و ممتاز کیا اور جنریل بہادر نے دوسرے روز جنگ گاہ سے کوچ کر سواد
علیا باد مین خیمہ کیا جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی اِس گمان پر کہ جنریل بہادر
بارامحال یا تر چناپلی کا قصد رکھتا ہی سواد ارنی سے خیمہ اُٹھا بُگ مار پیٹھ کے
متصّل ڈیرا کر یغما گرون کو واسطے تاخت و تاراج کرنے اُس نواح کے
حکم دیا چنانچہ اُنھون نے ایک برگ کاہ بھی اُن موضعون مین باقی نرکھا اور
بہت سے جورو لڑکے رعایا کے اسیر کرلئے گئے جنریل بہادر نے وقت
شب مقام گاہ سے کوچ فرما اگلی فوج حیدری پر جو شارع عام پر ارنی کے
تھی شبخون مارا اِس شب تار مین سواران حیدر علی بیگ رسالہ دار نے
ناموس مردی کو نگاہ رکھا اور جنریل بہادر نے بر جناح استعجال ارنی کے
متصّل پہنچ قلعے کو محاصرہ کیا اور سپاہی انگریزی ہلّا کر قلعے کے دروازہ تک بارھ

مارتے ہوئے پہنچے لیکن سیدی امام نام قلعدار نے وہان کے قلعے سے باہر نکال
عرامت مین اُسکے ایسا جوہر شجاعت دیکھایا کہ جنریل بہادر نے بھی اُسکی جرأت
دیکھہ آفرین و تحسین کی اور یہہ سوچکر کہ قلعہ نہایت مستحکم ہی اور قلعدار
جان فشانی پر مستعد اور نواب بہادر بھی پاشنہ کوب کمک کو آپہنچیگا واسطے
تسخیر کرنے ایک حصار کے اپنے کام کے مردون کو معرض ہلاکت مین ڈالنا
مناسب نہین لاچار محاصرے سے ہاتھ اُٹھا وہان سے ڈنڈوسی کو گیا دو روز سپاہیون
کو آرام دے مدراس کو کوچ فرمایا اور نواب بہادر نے ترمری کی طرف جہان
سپاہ کو سب طرح کا ازوقہ و آب و علف کی راہ سے آرام متصوّر تھا نہضت
فرما وہان مقام کیا بعد چند روز کے ہرکارون کی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ تھانہ دار و
فوجدار ترچناپلی و تنجاور کے بحمایت فوج انگریز بہادر رعایا پر دیہات و موضع
کوئنباتور وغیرہ محالات و پرگنات کے دست تعدّی دراز اور آبادی کو
بے چراغ کرتے ہین رائے صواب نمانے فکر آبادی ملک و رعایا کی فرما
شاہزادے بلند بخت کو واسطے تنبیہ اُس جماعہ باغی کے حکم محکم دیا اور چار
ہزار سوار کو ساتھہ سرکردگی چھبیلہ رام کے معہ رسالہ سلطان سنگہ واسطے جمع
کرنے رسد و مواشی کے قدغن بلیغ فرمائی اور مہامرزا خان بخشی اور نواب
نورالابصار خان کو حکم دیا تا وے معہ چھہ ہزار سوار روانہ ہوکر دوکالستری و
یغماگری و تاراج کے ضبط کرنے مین مشغول ہووین اور پروانہ میر مخدوم
علی خان کے نام پر جو ساتھہ ایالت ملک جنوبی پٹن کے ممتاز تھا واسطے
گوشمالی و تنبیہ نائرون کے جو مصدر اذیّت رعایا کے ہوئے تھے جاری ہوا
شاہزادے ظفرمند نے کہ حضور سے واسطے تنبیہ کرنے تھانہ داران
ترچناپلی کے رخصت پائی تھی اثنائے راہ مین جاسوسون کی زبانی سنا کہ

ایک فوج ترچناپلی و تنجاور سے جمع ہو تسخیر کرنے قلعہ نرکات پلی و شاکوٹہ
وغیرہ کا عزم رکھتی ہی اور سیّد صاحب نے باوجود اپنی جد و جہد کے
رفیقون کی ناتجربہ کاری کے سبب مکرّر صدمات عظیم اُٹھاتا ہی اور قریب ہی
کہ وے قلعے اولیاے دولت حیدری کے تصرّف سے نکل جائین اس خبر کو سنتے ہی
شبدیز عزیمت کو اُس طرف جولان کر قضاے ناگہان کی مانند وہان جا پہنچا اتفاقاً
شاہزادے کے پہنچنے کے پہلے وہان ایک طرفہ ماجرا وقوع مین آیا کہ ایک
شب تار مین ترچناپلی سے ایک فوج انگریزی نے بہ قصد تسخیر نرکات پلی اور
اُسی رات کو دوسری سپاہ انگریزی نے اُسی ارادہ پر تنجاور کی طرف سے
بلا اطلاع یک دیگر کوچ کیا اور شبا شب دونون منزل مقصود پر پہنچکر ایک
طرف سے ایک سپاہ نے دوسری طرف دوسری فوج نے قلعے پر ہلّا کیا اور
سیڑھیان لگا دفعۃً قلعے پر چڑھ گئین چونکہ محافظان قلعہ نے قدرت مقابلے کی اپنے مین
نہ دیکھی ایک دریچے کی راہ قلعے سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور اُن دونون فوج
مین سے ایک نے ایک طرف سے باڑھ ماری دوسری فوج نے جانا کہ اہال
قلعہ نے شلیک کی ہی ایکبارگی وہ فوج باڑھ مارتی ہوئی آگے بڑھی غرض کہ
ایک ساعت کے عرصے تک بے تمیز یک دیگر دونون فوجین باہم لڑتی رہین
ہرایک نے داد بہادری کی دی قریب سات سو بہادر کے دونون فوجون مین سے
تلف ہوئے اسمین ایک سردار فوج نے ساتھ آواز بلند کے اصطلاح انگریزی مین
اپنی فوج کو کہا کہ دوڑکر سپاہ اعدا پر حملہ کرو جب یہ کلام سردار نے طرف ثانی
کے سنا اصطلاح انگریزی سمجھ اپنے سپاہیون کو کہا کہ جنگ موقوف ہم دونون
فریق ہوا خواہ انگریز کے ہیین تب دونون طرف کے سرداروں نے باہم مصافحہ
کر اپنی ناتجربہ کاری پر نہایت نادم ہوئے آخر کو جو کچھ ذخیرہ وغیرہ وہان تھا سب

ہاتھہ سے شاکوتہ کو چلے گئے دوسرے روز تھانہ داران حیدری جو ہمین قلعے مین
ہمراہ ہو کر پہنچے شاہزادہ بہادر وہان آ پہنچا اور کیفیت شب کی سن بہت ہنسا
ور قلعے سے تھانہ اُٹھا خالی کر دیا جب پلٹن انگریزی نے قلعچہ شاکوتہ کو محاصرہ کیا
ور کئی شخص سپاہیون کو اُسکے ساتھہ اپنے متفق کر اُسپر حملہ کیا شیخ حمید
نے معہ قلعہ دار دوسو جوان داد دلاوری کی دے رہا تھا کہ شاہزادہ وہان جا پہنچا اور
بے تامّل جنگ شروع کر دی فوج نے راجاؤن کے اور تھانہ دارون نے ترچناپلی کے
اب حملہ نہ لا ہاتھہ محاصرے سے اُٹھایا اور پناہ کے لئے جنگل مین جا گھسے تب شاہزادے نے
شیخ حمید قلعہ دار کو خلعت فاخرہ اور جوڑی کڑے مرصّع کی انعام دے سرفرازی بخشی اور
سپاہیونکو اُسکے ایک ایک جوڑی چاندی کے کڑے انعام دی اور جب اُنھون نے
لمے کاتت مینا کو محاصرہ کیا اُسکے قلعدار نے معہ بیس مرد جنگی اور کئی عورتون کے
کمر ہمّت باندھہ سرگین گاو پانی مین گھول بڑے بڑے ظروف مین گرم کر رکھا تھا
ب فوج انگریزی سیڑھی لگا حصار پر چڑھی ایکبارگی سب عورتون نے شور و غوغا
تھا سرگین گرم سپاہیون کے سر پر ڈالا اور پتھر بڑے بڑے جو دیوار
صار پر چنے ہوئے تھے اوپر سے اُنپر لڑھایا اور پاسبانون نے بھی اُس فوج کے دفع
کرنے پر مستعد ہو سعی مردانہ کی اور حملہ آورون کو ہزیمت دے قلعے کو بچا رکھا
سبھون کو شاہزادے نے طلائی کڑے اور ایک ہزار روپے نقد انعام
سے آگے کو کوچ فرمایا اثنائے راہ مین یہہ خبر سنی کہ ایک فوج راجاؤن اور
ھانہ داران ترچناپلی کی جو قلعے کرور کو مسخر کر ارادہ مقابلے کا ساتھہ لشکر حیدری
کے رکھتی تھی اتفاقاً اُس جماعت کے ذخیرۂ باروت مین آگ لگ گئی اور
ت لوگ اُن مین سے جل مرے جو باقی رہے سو رجعت قہقری کر ترچناپلی کو
ہر گئے شاہزادے نے اِس خبر کو سن اُس گروہ کے تعاقب سے ہاتھہ

اُٹھا چند روز اُس مرغزار مین واسطے استراحت لشکریون کے مقام فرمایا میر مخدوم علی خان نے بعد ورود پروانے حیدری کے واسطے انتظام ملک جنوبی دارالامارت سرینگپٹن کے حتی المقدور خون ریزی مین مفسدون کے اور منہدم کرنے مین مکانات و عمارات کے قصور نہ کیا مگر وہان کے لوگون نے ایک فوج قوی بازو لشکر انگریز بہادر کی جو مدھرا مین قیام رکھتی تھی اپنی کمک کو منگا لڑنے پر مستعد ہو گئے اور میر مخدوم علی خان کو جو ایک چھوٹے قلعے مین تھا محاصرہ کر چاہا کہ اسیر کر لین لیکن اُس بہادر نے باوجود اسکے کہ اُسکا سب لشکر اطراف مین واسطے تنبیہ کرنے مفسدون کے منتشر تھا بھاگنے کی عار کو گوارا نہ کر معہ دو سو جوان جو قلعے مین اُسکے ساتھ تھے شیر گرسنہ کے مانند نکل کر میدان جنگ کو دلاورون کے خون سے لالہ زار بنایا اور بہتون کو ساتھ ضرب تیغ و سنان کے زمین پر گرایا جب کوئی شخص اُسکے رفیقون سے باقی نہ رہا تنہا جنگ رستمانہ کر آخر کار بہت سے زخم کاری اُٹھا شہید ہوا؛

وارد ہونا کرنیل پریس بہادر کا معہ فوج تازہ زور بنگالے سے واسطے نکال لینے ملک آرکات کے تصرّف سے حیدریون کے اور باہم لڑنا دونون فریق کا

جس روز سے جنریل سر ایری کوٹ بہادر نے مدراس کو نہضت فرمائی فوج انگریز بہادر کی جو جا بجا متعیّن تھی لشکر حیدری کے ساتھ ہمیشہ جنگ و جدال کرتی رہی اور نواب بہادر خود ملک گرم سیر مین اقامت کر سپاہ رزم خواہ اکثر ہمرکاب شاہزادے روشن اختر کے اور کدھی دوسرے سردارون کے

ساتھ واسطے انتظام ملک کے اطراف مین بھیجتا تھا چنانچہ کبھو لشکر پر انگریز
کے سپاہ حیدری چیرہ دستی کرتی اور کبھی فوج حیدری پر فوج انگریزی
غالب ہوتی آخرکار راے صاحبان عالیشان نے یہہ اقتضا کیا کہ نکال لینا ملک
آرکات کا قبضہ اختیار حیدری سے ساتھ آسانی کے چون متصوّر نہین ہی اس
صورت مین ایک اور سردار پر تدبیر واسطے سرکردگی فوج کے
ضرور ہی چنانچہ اسی لئے کرنیل پریس بہادر موافق حکم صاحبان کونسل
کلکتّے کے معہ فوج قوی بنگالے سے چینا پٹن مین پہنچا چونکہ ناظم حیدرآباد متسلط
ہوجانے سے نواب بہادر کے تمام ملک آرکات پر بہت سا متاسّف تھا اور
ایّام گذشتہ مین کہ اُسنے نواب حیدر علی خان بہادر کو لڑنے کے لئے ساتھ
صاحبان انگریز بہادر کے تحریص و ترغیب کر آرکات کو عزم کیا تھا سو اُسکا
منشأ یہہ تھا کہ ناظم مذکور خوب جانتا تھا کہ سواے صاحبان انگریز بہادر کے
اُس وقت ایسا اور کوئی نہ تھا کہ تاب ہم پنجگی و مقابلے کی نواب بہادر کے رکھتا ہو
اسی واسطے یہہ چاہا کہ دونون کو آپس مین لڑائے اور آپ آرام
سے تماشے دیکھے لیکن جب اُسکے منصوبے نے نتیجہ برعکس دیا اور ملک
آرکات کا بھی تصرّف مین نواب بہادر کے آگیا آگے سے زیادہ تر خار رشک
اُسکے سینے مین چبھنے لگے تب ایک حیلہ دوسرا واسطے منہدم کرنے قصر
شوکت حیدری کے تلاش کرنے لگا اور چون دریناولا خبر ورود کرنیل پریس
بہادر کی سمع مین ناظم موصوف کے پہنچی تھی بناے آشتی و صلح کی ساتھ
صاحبان انگریز کے مستحکم کرنا صلاح وقت دیکھ موشیر فلیز فرانسیس کو جو
قدیم چاکرون سے اُس سرکار کے تھا واسطے پیدا کرنے اتفاق و دوستداری
کے خدمت مین کرنیل بہادر کے روانہ کیا کرنیل بہادر نے سفیران آصف جاہی

کی بہت تعظیم و تواضع سے ملاقات کی اور پیام کو جو اُنھون نے در باب آشتی گزارش کیا تھا مصالحہ ساتھ آصف جاہ بہادر کے منظور نظر مآل اندیشی فرمایا چنانچہ بعد دو روز کے عہد نامے طرفین سے لکھے گئے تب کرنیل بہادر تحایف و نفایس اپنی ولایت کے ناظم ممدوح کے لیئے اور خلعتین فاخرہ اُسکے ارکان دولت کے واسطے موشیر فلیز کو حوالے کر ایک مکتوب اِس مضمون کا لکھا کہ آپ اعتبار الدولہ بہادر کو اجازت فرماوین کہ وہ اختتام جنگ تک شریک انگریز بہادر کا رہے چنانچہ موشیر فلیز حیدر آباد کو گیا اور بعد دو مہینے کے اجازت نامہ آصف جاہ بہادر کا پہنچا تب کرنیل بہادر نے اعتبار الدولہ کو پانچ ہزار روپیہ مشاہرہ ذات اور رسالہ دو ہزار سوار کا اُسکے نام پر مقرر فرما واسطے نگاہداشت کرنے سوارون کے حکم صادر کیا جب بڑی جد وجہد سے کئی ہزار سوار فراہم ہوئے کرنیل بہادر نے معہ توپ خانہ و سواران قدیم وجدید اور پلٹنون کے بڑے طمطراق اور توزک کے ساتھ چیناپٹن سے کوچ کر بارہ روز کے عرصے مین سواد آرکاٹ کو مضرب خیام کیا اور نواب بہادر نے شہر آرکاٹ سے نکل فاصلے پر دو کوس کے خیمے اِستادہ کر چار ہزار سوار کو رسالہ خاص مین سے منتخب فرما یہ حکم دیا کہ گرد لشکر انگریز کے تگ و تاز مین مشغول ہو کر بندوقون کی باڑھ مارتے رہین جب دو تین روز اس طرح پر بسر اور صاحبان انگریز بہادر کے لشکر مین سے لوگ لکڑی گھاس لانے والے بہت سے مقتول و مجروح ہوے کرنیل صاحب نے ہرکارے تعین فرما مقام فرودگاہ سواران حیدری کا تحقیق کیا اور بعد گذرنے ایک پہر رات کے کپطان ویس نے معہ ایک پلٹن سپاہیان گورہ اور دو پلٹن سپاہیان ہندی حسب الحکم کرنیل بہادر کے روانہ ہو متصل موضع ؟ہان کے جہان خواب گاہ سوارون کی تھی پہنچ کر شبخون

مارا ایک ساعت کے عرصے مین جب تک وے اِس اندھیری رات مین گھوڑون پر زین باندھین قریب چار سو جوان مارے پڑے باقی سپاہ نے انگریزی فوج سے مقابلہ کر داد مردی کی دی اور بہتون کو قتل کر طرف اُردوے کلان کے روانہ ہوئے جب صبح ہوئی نواب بہادر نے چار ہزار سوار جرّار تاخت کرنے پر انگریز بہادر کے متعیّن فرمایا چنانچہ سواران مذکور تمام روز فوج انگریزی پر حملہ کر قتل و غارت کرتے اور شام کو اپنے مقام پر پھر جاتے کرنیل بہادر نے پھر ہرکارون کے وسیلے سے اقامت گاہ سوارون کی دریافت کی اور کئی سردار کو چند پلٹنون کے ساتھ نصف شب کو واسطے شبخون مارنے کے روانہ کیا اگرچہ اُس شبخون کے خوف سے پچاس سوار قادر خان کے رسالے سے طلایہ پھر رہے تھے مگر سپاہیان انگریزی نے موافق حکم کرنیل بہادر کے ایسی سرعت سے بارڑھین مارین کہ کسی کو فرصت ہشیار ہونے اور ہاتھ اُٹھانے کی ندی بہت سے تو غارفنا مین گرے اور جو باقی بچے حضور مین آ شبخون کی کیفیت عرض کی نواب بہادر نے اطراف شہر مین جابجا مورچے بند ھوا پیادون تیر اندازون اور بان دارون اور توپچیونکی جماعت کو ہر جگہ متعاین کر یہ حکم دیا کہ سوار کئی دمدمے باندھکر توپین سب اُسپر چڑھا فوج سے انگریز بہادر کے جنگ کرتے رہین اِس ارشاد کے بعد خود بدولت شہر مین داخل ہوا اور امور کے بند و بست مین مشغول ہوا سوارون نے گرد لشکر انگریز کے تاخت و تاراج کر ایک برگ کاہ بھی صحرا مین باقی نہ چھوڑا سب جلا پھونک صاف اور تالابون کا پانی کاٹ خشک کر دیا تب رسد بند ہو گئی اور لکڑی گھاس کی انگریزی لشکر مین تکلیف ہونے لگی اور اُسی وضع پر عرصہ ایک سال کا منقضی ہوا ؏

آنا جنریل سرایری کوط بہادر کا اور استحکام پانا بنائے صلح کا نواب حیدرعلی خان بہادر کے ساتھ

جب عرصہ ایک سال کا اِسی طرح گذرا آخر نہایت بے آبی اور عدم اذوقہ سے سپاہ رزم خواہ انگریز بہادر کی نہایت متاذّی وتنگ ہونے لگی تب جنریل کوط بہادر ارادے پر ختم کرنے اِس جنگ کے مدراس سے کوچ کر لشکر مین کرنیل پر بس بہادر کے داخل ہو سرنوسے نائرہ رزم کو التہاب دے ایسی جنگ کی جسکو ناسخ کارنامہ رستم واسفندیار کہا چاہیئے مگر چونکہ فوج حیدری بےشمار تھی اور راہ رسد پہنچنے کی کسی طرح کھل نہ سکتی تھی جنریل بہادر نے آخر کار لاچار ہو چیناپٹن کی راہ لی اور نواب بہادر بھی محافظ معتبر قلعے ارکات مین چھوڑ تعقب فوج انگریز کے قتل و غارت کرتے ہوئے روانہ ہوا جنریل بہادر جلد معہ باقی ماندگان افتان وخیزان قلعے مین پہنچ برج و بارہ مستحکم کر قلعہ بند ہوا نواب بہادر نے آبادی مین لنگم پاک کے علم شجاعت بلند فرما ہر روز تاخت کر گورنر کے باغ تک آنا اور واسطے فتح کرنے قلعے کے بہت سی تدبیرین کرنا پر چونکہ حصار چیناپٹن کا نہایت بلند و مستحکم ہی کچھ مفید نہوتا گولے توپ کے مینہہ کے مانند برساتے مگر کچھ صدمہ قلعے کو نہ پہنچا سکتے تھے اور ہر روز قلعے کی توپون کی ضرب سے بڑی اذیّت سواران حیدری کو پہنچتی تھی اِس اثنا مین نواب بہادر نے اِس خیال سے کہ اگر شہر چیناپٹن ہاتھ آوے تو مورچے قلعے کے محاذی قایم ہو سکتے ہین اور وہان سے اگر گولہ زنی عمل مین آوے تو صدمہ کلّی قلعے کے رہنے والون کو پہنچ سکتا ہی شہر پناہ کی دیوار پر زدو ضرب گولون کی شروع کر دی لیکن اِس تدبیر نے بھی کچھ فایدہ نہ بخشا اِس لیئے

کہ جنریل بہادر نے ساتھ اقتضاے عقل دوربین کے مکنون خاطر حیدری معلوم کر کئی جہاز جنگی میالا پور سے منگا اُنھین حکم کیا کہ قلعے کے مقابل شہر پر مشرف لنگر ڈالین چنانچہ جسوقت کہ فوج حیدری واسطے تسخیر کرنے شہر کے گھوڑون کو جولان مین لاتی تھی جہازون اور برجون کی توپون کے گولون کی شدّت ضرب سے کوئی عقدہ کار کھل نسکتا تھا جب پندرہ روز کا عرصہ اسی حالت مین بسر ہوا تب جنریل بہادر نے مآل اندیشی کی راہ سے تامّل فرمایا کہ اگر یہہ جنگ طول کھینچی تو قتل و غارت کے سبب جو سواران حیدری نے ملک مین توابع آرکات کے دور و دراز مچا رکھی ہی ایک برگ کاہ زمین پر باقی نرہیگا اور ترک تاز سے لشکر حیدری کے رعیّت تباہ ہو جائیگی اِس صورت مین اگر نواب بہادر سلسلہ صلح کا محرّک ہو تو خیریت طرفین کی متصوّر ہی لیکن چون سپہسالاری کی حمیّت لجاجت و سماجت کی عار نہین اُٹھا سکتی تھی اِس سبب جنریل بہادر اپنی طرف سے پیام صلح کا بھیجنا اِس بات مین تحریک کرنا منافی آئین ریاست کے جانتا تھا اور لب کو ساتھ اظہار اِس حرف کے آشنا نہ فرماتا مگر بدل خواہان صلح تھا یہانتک کہ بعد ایک ہفتے کے دریاے رحمت آلہی ضعیفون اور غریبون کے حال پر اِس ملک کے جوش مین آیا یعنے ایک شب نواب بہادر نے اپنے دیوان پورنیا کو جسکی راے صایب اور تدبیر درست تھی خلوت مین بُلا مشورت کی اور فرمایا کہ یہہ لڑائی مرھٹون کے ساتھ نہین ہی جنکو بھاگنے سے عار و شرم نہین اب صاحبان انگریز سے کام ہی اور یہ لوگ سب ایک دل و ایک زبان و صاحب توپخانہ آتش فشان ہین فتح یاب ہونا آیسے لوگون پر جو ایسی فوج جرّار اور ایسا توپخانہ آتش بار رکھتے ہین امر دشوار ہی کیونکہ ہر پلٹن اِن کی حکم ایک قلعہ کا رکھتی ہی اور اُنکی راہ رسد و آلات حرب کی جو سرمایہ اطمینان فوج کا ہی کسیطرح بند نہین ہو سکتی اِس لئے کہ انسداد

راه دریا ممکن نہیں اور اگرچہ تین سال کے عرصے سے ملک آرکات ہمارے
تصرّف مین آیا ہی اور محاصل اُسکا صرف مین اولیاے دولت کے آتا ہی اور
خراج ملک بالاگھات کا موجب توفیر خزانہ کا ہی مگر انتفاع مالی مضرّت جانی کے
ساتھ برابر نہین ہوسکتا ان سب وجہون پر نظر کر خاطر خیر طلب خواہان صلح کی ہی
اور چونکہ عہد و میثاق انگریز کا ثبات رکھتا ہی یقین ہی کہ صلح و دوستی اُنکی مورث
فواید کثیر کی ہوگی مگر غیرت مردی واسطے تحریک کرنے سلسلے صلح کے رخصت
نہین دیتی اِس بات مین جو کچھ راے صواب نما تمہاری ہو عرض کرو دیوان
موصوف نے جب طبع کو نواب بہادر کے صلح پر مائل دیکھا زمین ادب چوم عرض
کیا کہ سنواس راو نام ایک شخص جو اِس فدوی کے ساتھ قرابت
رکھتا ہی بالفعل عہدہ پر مستر جمی کے حضور مین جنریل بہادر کے حاضر رہتا ہی
اکثر معروضات اُسکے دربارہ دولتخواہی درجہ اجابت کا پاتے ہین اگر حکم
ہو تو فدوی اُسکے ساتھ اِس طور پر جس سے اصلا صلح کے پیام کی بو حضور
عالی طرف سے نہ آئے سلسلہ جنبان مدّعا ہوا اور جب نام بردہ جنریل بہادر کی رضامندی
حاصل کرے تب جو کچھ مقتضا مصلحت مالی و ملکی کا ہو عمل مین آویگا نواب بہادر نے
یہ بات سن اُسے اجازت بخشی دیوان مذکور خیمے مین آ سداشیو راو برہمن کو جو اُسکا
کنبو اور ساتھ حلیہ علم فراست کے آراستہ اور فنون سفارت سے پیراستہ
تھا لباس جوگیون کا پہنا اور تمام صلاح و صوابدید پر اُسے آگاہ کر طرف لشکر
انگریز بہادر کے رخصت کیا وہ مرد درویش صورت سنواس راو کے
خیمہ مین جا طالب ملاقات کا ہوا اور مذکور نے جو از بسکہ فقیر دوست تھا نہایت
تپاک سے اُسکو بلایا اور بہت سی اُسکی تعظیم کی اور پوچھا جوگی صاحب
آپ کا آنا کہان سے ہوا اور کہان کا قصد ہی جوگی نے جواب دیا کہ بابا فقیر

سیّاح ہی خلق سے بیزار اور خالق ہی سے سروکار رکھتا ہی بالفعل لشکر
مین نواب بہادر کے پورنیا دیوان کے ڈیرے مین تھا اور بہ سبب اِسکے کہ
اُس عزیز وافر تمیز کو حق جو و فقیر دوست پایا کئی روز وہان رہ گیا اب اُسکی
الفت توڑ دوسرے ملک کی سیر کا ارادہ رکھتا ہون سنواس راو نے
جب نام دیوان کا سنا پوچھا کہ بابا صاحب کچھ حیدری لشکر کا حال جو زبانی
دیوان کے سنا ہو بیان کرو جوگی نے کہا کہ مین دنیادار نہین ہون جو حال صلح
و جنگ کا سرداروں کے پوچھون مگر اتنا سنا ہی کہ مرضی نواب بہادر کی یہہ ہی
کہ تمام مال و خزانے کو صرف کیجئے پر جنگ کرنے سے انگریزون کے ہاتھ
نہ اُٹھائیے مگر دیوان کی جو ایک خدا ترس اور موم دل آدمی ہی کمال خواہش
یہی ہی کہ کسی طرح مصالحہ آپس مین ہو جاے چونکہ تین سال سے سب لوگ
لشکر کے گھربار سے دور بیگانے ملک مین پڑے ہوئے ہین اور خونریزی خلایق کی
دونون طرف سے عمل آتی ہی اگرچہ نواب بہادر دیوان کے معروضات کو
رد نہین فرماتا اور گوشہ خاطر مین جگہہ دیتا ہی لیکن جب تک کوئی صاحبان انگریز
کی طرف سے اِس سلسلہ کا محرّک نہو دیوان بیچارہ کس وسیلے سے
آتش قہر حیدری کو اشتعال سے باز رکھے سنواس راو نے یہہ خبر سن
فی الفور حضور مین طامس گرام صاحب کے جا حقیقت حال کو عرض کیا صاحب مذکور
نے خدمت مین جنریل کوٹ بہادر کے تمام سرگذشت بیان کی جنریل بہادر نے
واسطے رفاہیت خلق اللہ کے صلح کو لڑائی پر مرجّح جان اِس بات مین کو نسل کر
فرمایا کہ سنواس راو پرنیا دیوان کے پاس جا کر بناے صلح مستحکم کرے چنانچہ
دوسرے روز سنواس راو نے اُس فقیر کو بڑی منّت و سماجت سے خبر
دینے کے لئے اپنی روانگی کی پورنیا دیوان کے پاس روانہ کر خود معہ ایک

پلٹن سپاہی کوچ کیا جب یہہ خبر نواب بہادر کے سمع مبارک مین پہنچی حکم دیا
کہ کشن راؤ پیشکار دیوانی اور یار علی بیگ داروغہ داغ تصحیح استقبال کو
سنواس راؤ کے جاوین اور ایک خیمہ خاص واسطے راؤ مذکور کے کھڑا کیا
جاوے جب ڈیڑھ پہر دن چڑھا سنواس راؤ لشکرگاہ حیدری مین داخل ہو
دیوان کے خیمے کے دروازے پر پہنچا دیوانکاردان استقبال کر اُسکو اپنے خیمے
مین لیجا دو پہرتک باہم مشورہ کرشبکو اُسے نواب بہادر کے حضور مین لیگیا
نواب بہادر نے خیریت جنریل بہادر کی پوچھ وجہ آنے کی استفسار فرمایا راو
مذکور نے کمال چرب زبانی اور شیرین بیانی سے عرض کیا کہ راے عالم آرا پر
جناب عالی کے خوب روشن ہی کہ دنیاے فانی ایسی متاع نہین کہ کوئی شخص
اُسکے واسطے کسیکے ساتھہ اپنی دو روزہ عمر عزیز کو نزاع و پرخاش مین تلف کرے
جسکو ایزد تعالی نے اپنے بندون سے افسر سروری کا عطا کر سرفراز و ممتاز کیا
اور زمام مہام خلق کی جو امانت الٰہی ہین اُسکے ہاتھہ مین دیا ہی اُسکی ہمت
والا نہمت پر لازم ہی کہ خداے تعالی کی نعمتون کی قدر جانکر خلق کو اُسکے
اپنے سایہ عاطفت مین پرورش کرے اور کینے کی بیخ سینے سے اُکھاڑ اُس مین
دوستی و موافقت کے نہال بٹھادے الحمد للہ والمنۃ کہ طبع مقدس باقتضاے
حق جوئی وحق پرستی اس طرف مائل اور آسایش خلایق و خوشنودی خالق
پر اُسکو توجہ کامل ہی اِسی طرح ذات فیض سمات جنریل بہادر کی بھی
باوجود مہیا ہونے ساز و سامان جنگ کے مصروف اِسی امر پر ہی کہ بندگان
خدا جو کئی برس سے کشاکش قتل و غارت مین گرفتار ہین بلا اور آفت سے
نجات پاوین اور اگرچہ ایزد جہان آفرین نے اِس قوم کو برو بحر پر حکومت بخشی ہی
تو بھی حتی الوسع والامکان ایک جونٹی کی اذیت کے روادار نہین ہوتے اور

چونکہ بہ سبب امتداد ایّام جنگ کے سب لشکری آزردہ و تنگ ہین اور جنریل
صاحب کو عارضہ صعب لاحق ہوا ہی اگرچہ ہنوز جان فشانی مین امور کنپنی کے
حاضر و مستعد ہین مگر واسطے رفاہیت خلق اللہ کے اِس ہرج مرج لازمہ
جنگ و جدال سے جسکے سبب ایک عالم کا گھر بار برباد ہوگیا اور ہوتا ہی بہت
سے پریشان خاطر رہتے ہین اِس لیئے بندے کو حضور مین بھیجا ہی کہ اگر یہہ آگ
جنگ و جدال کی جو ہر روز مشتعل و بلند ہوتی جاتی اور گھربار کو جمہور خلایق کے
بیچراغ کرتی و جلاتی ہی منطفی ہو تو نہایت اولی اور انسب ہی نواب بہادر نے
سنواس راو کی عرض سن فرمایا کہ فی الواقع نتیجہ اِس حرب و قتال کا سواے رنج
و اذیّت خلق اللہ کے کچھ اور نہین خصوصاً اِن دنون کہ مزاج جنریل صاحب کا علیل
اور بار لشکر کشی کا اُن پر بہت ثقیل ہی اور یہہ بات کمال ہمّت و جوانمردی پر
جنریل صاحب کے دلیل ہی کہ محض واسطے آسودگی خلق خدا کے صلح و آشتی
کی استدعا اُنھون نے ہم سے کی خیر مضایقہ نہین مگر بارہ لاکھ ہون واسطے
اخراجات لابدّی لشکر کے ہم کو مطلوب ہین اور بالا گھاٹ سے خزانہ پہنچنے
کو عرصہ دراز کھینچیے گا اگر جنریل بہادر زر مذکور بھیج دین تو ہم کو یہان سے
کوچ کرنے مین کچھ عذر نہین ہی اور درصورتے کہ زر نقد بہ سبب اخراجات
اِس مہم کے کنپنی بہادر کی طرف سے بالفعل سر انجام نہو سکے تو وے تعلقے
بارامحال کے جو ہمارے ملک کے متّصل ہون اور خراج اُنکا مساوی اُس
مبلغ زر کے ہو جسپر صلح قرار پاوے ادا ہونے تک زر مذکور کے رہن کے
طور پر تصرّف مین کارپردازان حیدری کے چھوڑ دین سنواس راو نے اِس
نوید کو سن خوش ہو حضور مین جنریل صاحب کے گیا اور جو کچھ نواب بہادر
نے فرمایا تھا عرض کیا جنریل صاحب نے فوراً سب شرایط صلح کی قبول کرلین اور

اِس بات مین رد و قدح مناسب نہ جان عہد نامہ صلح کا اور سند واگذاشت
اُن تعلّقات کی لکھہ سنواس راو کے حوالہ کر فرمایا کہ نواب بہادر سے عرض
کرنا کہ تمام ملک کرناٹک تین سال سے تصرّف مین سرکار نواب بہادر کے
ہی اور ایک دام و درم اِس عرصے مین اُس سے خزانہ سرکار کنپنی مین داخل
نہین ہوا اور بہ سبب اخراجات اِس مُہم کے لاکھون روپیہ کی قرضداری ہو گئی
ہی اور اِسی جہت سے انجام کرنا زر نقد نا مُمکن ہی آپ عوض مین
زر نقد کے تعلّقات مسطورہ کو اپنے تصرّف مین رکھین اور شہر آرکات
اور قلعون کو ملک پائین گھات کے جو تصرّف مین سرکار حیدری کے
ہین چھوڑ دین سنواس راو نے جنریل بہادر سے یہ باتین سن
نواب بہادر کی خدمت مین آکاغذات عہد نامہ وغیرہ کو حضور مین گذرانا
نواب بہادر نے واسطے استرضاے خاطر جنرل بہادر کے قول قرار
مسطور پر معہ حضّار مجلس صلح کی نیّت پر فاتحہ پڑھ ہاتھ شمشیر سے اُٹھالیا خدمتگاران
عہدہ دار سپر و شمشیر حضور سے اُٹھا سلاح خانے مین لے گئے اُسی وقت تمام لشکر
مین اشتہار دیا گیا کہ درمیان قوم انگریز اور سرکار حیدری کے صلح ہو گئی ہرگز
کوئی شخص اِس طرف سے فوج انگریز بہادر پر قصد نہ کرے اگر اُس طرف
سے کوئی قصد کرے تو اُسکو حضور عالی مین حاضر کرین پھر نواب بہادر
نے اپنی طرف سے بھی ایک عہد نامہ لکھوا ساتھ مُہر خاص کے مزیّن
کر خلعتین فاخرہ اور جواہر بیش قیمت اور دو راس اسپ عربی با زین
مرصّع اور تحایف نادر جنریل صاحب اور دوسرے سردارون کے لئے
حوالہ سنواس راو کے فرمایا اور راو مذکور کو خلعت خاص جواہر گران بہا
ایک راس اسپ با زین مطلّا ایک ہاتھی معہ عماری نقرہ عطا کر رخصت کیا دوسرے

روز ز را و مذکور نے جنرل صاحب کی طرف سے ایک مکتوب محبت اسلوب معہ تحایف لایقہ جو تخمیناً پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کے تھے حضور مین نواب بہادر کے پہنچایا بعد اسکے طرفین سے مکرر رسم اتحاف و تحریر اتحاد نامہ متضمن استحکام مبانی صلح کی عمل مین آئی بعد ازان نواب بہادر نے عرصے مین دو روز کے تمام اسباب سرکار حیدری قلعہ آرکات سے نکال قلعہ کو معہ شہر معتمد ان سرکار کنپنی بہادر کو سپرد کر مظفر و منصور شہر سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جا خیمہ کیا پھر وہان سے نواح بارامحال کی طرف روانہ ہوا اور تعلقات مندرجہ صدر مین دخل کر تربیت علی خان کو واسطے انتظام کے سرفراز کیا اور سب اپنے تھانے قلعون سے ملک پائین گھات کے اُٹھا ذمے مین گماشتگان سرکار کنپنی بہادر کے چھوڑ خود بعد منقضی ہونے تین برس کے بالاگھات کو مراجعت کیا؛

اُٹھنا غبار فتنہ و فساد کا درمیان سرکار دولت مدار کنپنی انگریز بہادر اور فرانسیسون کے اور نہضت کرنا نواب بہادر کا واسطے اعانت گورنر پھلچری کے؛

آرا سے صواب انتما پر جویندگان اخبار کے پوشیدہ نہ رہے کہ جب صاحبان انگریز کو ملک بنگالے پر تسلط کلی حاصل ہوا اور اُنھون نے باقتضاے اولوالعزمی تسخیر کرنے پر تمام ہندوستان کے خیال باندھا تب درمیان صاحبان کنپنی انگریز بہادر اور کارپردازان بادشاہ فرانسیس کے واسطے محصول سایرات متعلقہ ملک بنگالے کے نزاع واقع ہوئی چنانچہ گورنر نے بنگالے کے برحسب ایماے ولایت فرانسیس کی سب کوٹھیون کو جو ملک بنگالے مین تھین ایک ہی روز مین ضبط کرا کر

مکانون کو ڈھا دیا اور موشیر شانور گورنر کو فراشہ انگیے کے جو خشکی کی راہ سے اپنی ولایت کا عازم ہو میدنی پور تک پہنچا تھا مقیّد کر لیا اور اُسیطرح گورنر مدراس کے کوٹھی پھلچری کو جو ملک فرانسیس کی تھی اپنے قبض و تصرّف مین لاتو ہین اور سب سامان حرب وغیرہ اُسکا ضبط کر برج و بارہ کو اُسکے مسمار کرڈالا گورنر فرانسیس لاچار ہو پھلچری سے بھاگ کو ڑیال بندر مین جو ممالک محروسہ مین نواب بہادر کے داخل تھا جاپناہ لی اور ایک عریضہ حضور مین نواب بہادر کے بھیج داد فریاد انگریزون کے ہاتھ سے مچائی نواب بہادر نے اُسکی بیکسی پر رحم کر ایک پروانہ بنام فوجداران بندر مذکور کے ساتھ اِس مضمون کے روانہ فرمایا کہ تم سب گورنر فرانسیس کو ساتھ دلجوئی و حرمت کے وہان رکھو متعاقب ایک فوج قوی واسطے مدد مشارٌ الیہ کے حضور سے پہنچتی ہی اور ایک خط اِس مضمون کا گورنر مدراس کے روانہ فرمایا کہ کوٹھی فرانسیس کی بیشتر تسلّط پانے صاحبان انگریز بہادر کے ملک بنگالے پر پھلچری مین تھی اور اگرچہ تائید ربّانی سے بالفعل شوکت و حشمت انگریز بہادر کی تمام حکّام جزائر سے بلند تر ہو گئی ہی اور سب حاکم بنگالے و پائین گھاٹ وغیرہ کنپنی بہادر کے مطیع ہو گئے ہین مگر اپنے ہم مذہبون کو جو ولایت مین ساتھ آپ کے قرب جوار رکھتے ہین اس طرح ایکبار پایہ اعتبار و عزّت سے گرا دینا مناسب نہین اِس دوستدار کو ہمیشہ یہ ملحوظ رہتا ہی کہ اِس صلح مین جو تازہ ساتھ سرکار کنپنی انگریز بہادر کے قرار پائی ہی کسی طرح خلل راہ نپاوے اِسواسطے چشم داشت سرکار کنپنی سے یہ ہی (چونکہ گورنر پھلچری پناہ مین اِس دولت خداداد کے آیا اور بے اعتنائی مہمان سے کسی مذہب مین روا نہین) کہ کوٹھی پھلچری مع اسباب حسکی فرد تعلیقہ اِس محبّت نامہ مین ملفوف ہی گورنر فرانسیس کو پھیر دی جاوے

نہین تو مخلص اُسکی اعانت کرنے سے پہلو تہی نکریگا گونر مدراس نے جواب مین
اُسکے لکھا کہ ہم تابع حکم ولایت کے ہین ہم خود یہ امرعمل مین نہین لائے ہین
اب جو آپ کو پاس خاطر گورنر فرانسیس کا منظور رہی یہ حقیقت ہم ولایت کو
لکھتے ہین اگر حکم پھیر دینے کا پہنچا تو فی الفور کوٹھی پھلچری بلکہ سب کوٹھیان
بنگالے کی گورنر فرانسیس کو دے سکتے ہین مگر مقدمہ نزاع انگریز اور فرانسیس
کا آپ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا ہی دوسرے کے قضیے مین دخل کرنا آپ کو مناسب
نہین جب یہ خط گورنر مدراس کا نواب بہادر کے ملاحظے مین گذرا آتش اُسکے
غضب کی بھڑک اُٹھی فی الفور پروانے سرداران فوج کے نام پر جو کوڑیال
بندر مین متعیّن تھے اِس مضمون کے لکھے گئے کہ تم سب گورنر فرانسیس کو
ساتھ لیکر پھلچری پر تاخت کرو اور ہم بھی مدراس کو عازم ہوتے ہین اور
جب تک معاملہ فرانسیس کا موافق خواہش کے سرانجام نہو ہم صاحبان
انگریز کے ساتھ لڑنے سے ہاتھ کوتاہ نہ کرینگے غرّۂ ماہ ذیقعدہ سنہ گیارہ
سو چھانوے کو رایت حیدری ملک پائین گھاٹ کی طرف بلند کیا گیا بارہ
روز تک کوڑیال بندر سے خبر پہنچنے کی انتظار مین وہان مقام رہا جب وہان
سے خبر آئی کہ فوج سرکاری معہ گورنر فرانسیس وہان سے کوچ کرگئی دوسرے
روز نواب بہادر نے معہ فوج جو قطرات باران سے بھی زیادہ تھی ہمراہ لے
کوچ فرمایا گورنر مدراس نے جون ہین فوج حیدری کے کوچ کی خبر سنی احتیاط کی
راہ سے کشن گری کی طرف کی سب راہون کو ایسا استحکام دیا کہ گذرنا اُس
راہ سے بے تلف کرنے ہزارہا مرد کے ممکن نہ تھا اِسلیئے نواب بہادر کوچی کی
طرف پھرا جب متّصل بالاگھاٹ چری کے پہنچا فوج کوڑیال بندر کی بھی معہ گورنر
پھلچری وہان آپہنچی دوسرے روز نواب بہادر نے چھہ ہزار سوار جرّار کو حکم

دیا کہ ممالک کو رام راجہ اور دوسرے راجاؤن کے جو سرکار کمپنی انگریز بہادر سے توسّل رکھتے ہیین نہب و غارت کرین اور گورنر فرانسیس وموشیر لالی کو جو معہ دو ہزار گورہ اور چھہ ہزار سپاہی مدّت سے سرکار حیدری مین نوکر تھا حکم ہوا کہ کورتیال بندرا اور دوسرے بندرون کی طرف جو متعلّق ملک حیدری کے ہیین جلد جاکر جس قدر جہاز کرایہ کے بہم پہنچیین اذوقے اور سلاح جنگ سے بھر پھلچری مین پہنچیین اور لشکر نصرت اثر متعاقب پہنچیگا چنانچہ وے حضور سے رخصت ہو سات جہاز بڑے اور چھہ چھوٹے کرایہ لے اسباب جنگ اُن پر بار کر محاذی قلعہ پھلچری کے پہنچکر انگر ڈال نشان حیدری بلند کیا اور جنگ توپ و تفنگ کی شروع کردی صاحبان انگریز نے اگرچہ جنگ کرنے مین قصور نہ کیا لیکن جب نواب بہادر ایلغار کر وہان پہنچا اور چارون طرف سے مورچے و دمدمے باندھ مارے گولون کے فرصت دم مارنے کی ندی اُنھون نے ناحق اپنی جانون کو تلف کرنا مناسب نجان نشان فرانسیس جو صلح کی علامت تھی برج پر قلعے کے بلند کیا موشیر لالی نے اِس نشان کو دیکھہ توپون کی شلک موقوف کر گورنر فرانسیس کو معہ چند آدمی ایک غراب پر بیٹھا قلعہ کو بھیجا صاحبان انگریز معہ سپاہیان استقبال کر گورنر کو بڑے احترام سے قلعہ مین لے گئے اور مال و اسباب مطابق فرد تعلیقے کے کارپردازان فرانسیس کو سپرد کر دیا دوسرے روز صاحبان انگریز معہ سپاہیان گورنر فرانسیس سے رخصت ہو مدراس کو روانہ ہوئے تب نواب بہادر نے مظفّر و منصور اپنے مستقر حکومت کو معاودت فرمائی اور ٹیپو سلطان کو واسطے تنبیہ راجہ کورگ کے معہ فوج قوی تعین کیا ؏

روایات کتاب فتوحات حیدری کی تمام ہوئین

اتّفاق کرنا جماعہ مرہتہ کا نواب نظام علی خان کے ساتھہ اور کمک
چاہنا انگریزون سے اور لشکر کشي کرنا اُنہونکا بہئیت مجموعی
ملک میسور پرا ور متحصّن ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ
سریرنگپٹن مین اور پھر جانا مرہتہ کے لشکر کا بعد وصول تھوڑے
زر کے اور آشتی کرنا نواب نظام علی خان کا نواب حیدر علی خانسے
اور چڑھائي کرنا دونون سردارون کا بالاتّفاق صاحبان انگریز پہادر پر

سال سنہ ۱۷۶۶ ع مین راے میسور چک کرشنا راجہ جو سات برس سے اپنی
دولت سرا مین محبوس تھا قید تن خاکی سے مخلصی پائی جب اُسکے وفات کی خبر
نواب بہادر نے سنی حکم دیا کہ رسوم اُسکے جنازے کے جطور پر معمول
خاندان راجگان میسور کا ہی نہایت تکلّف و تعظیم کے ساتھہ بجالاے جاوین
اور بڑا بیٹا راجہ متوفّا کا جسکا نام نند و راج ہی بہت سی شان و شوکت کے
ساتھہ موافق دستور مسند راجگی پر بٹھایا جاوے نند و راج نے پانچ سال کے
بعد اِس جہان فانی سے رحلت کی اور اُسکی جگہہ اُسکا چھوٹا بھائی سیام
راج نام نواب بہادر کے استصواب سے بدستور معمول گدّی پر بیٹھا حال
ریاست میسور کا اِسیطرح پر رہا یہان تک کہ سنہ ۱۷۶۷ ع مین جماعہ مرہتہ اور
نظام علی خان نے باہم بدسگالی پر نواب بہادر کے متّفق ہو میسور پر لشکر کشی
کی نظام علی خان خود سپہسالار اپنے لشکر کا اور نواب بسالت جنگ
اُسکا بھائی بھی اُسکے ہمراہ تھا اور فوج انگریزکی واسطے استمداد کے مدراس
سے بلائی گئی تھی الغرض سب فوجون نے متّفق ہو دار الملک سریرنکپٹن پر
چڑھائی کی نواب حیدر علی خان بہادر سب غلّہ اطراف شہر سے اپنے قابو مین لا

باقی اذوقے وعلوفے کو جو جوار وحوالی شہر مین رہا تلف کر اپنی سب جمعیت سپاہ ساتھ لے ایک مقام مین جو نہایت حصین و متین کنارے پر رودکاویری کے تھا متحصّن ہوا اور گرداگرد اپنے لشکر کے ایک خندق کھد مورچے توپون کے باندھ اطراف وجوانب اُسکے پشتے استوار کئے کہ افواج متّفقہ کا گذر وہان دشوار تھا بعد چند روز کے جو جنگ خفیف مین بسر ہوئے آخر مرہتے کچھ زر نقد دستیاب کر پھر گئے اور نظام علی خان نے بعد تحیّر اور تفکّر کے لاچار ہو یہ عہد و پیمان حیدر علی خان کے ساتھ کیا کہ باہم متّفق ہو قوم انگریز کا مُملکت چیناپٹن سے استیصال کرین ہنوز اِس مشورے نے صورت استحکام کی نہین پکڑی تھی کہ سر گروہ فشون انگریزی نے قرینون سے اِس راز پر آگاہ ہو اجازت پھر جانے کی لی چنانچہ وہ راہ بنگلور سے صحیح و سالم حدود مملکت انگریزی مین پہنچ خبر منصوبہ لشکر کشی کی جو درمیان دونون امیر کے علی الرغم جماعہ انگریزون کے قرار پائی تھی پہلے اُسینے کارگزاران ریاست انگریزیہ کو پہنچائی

بیان مین پیدا ہونے سبب اتّفاق کے درمیان نظام علی خان و حیدر علی خان کے

منشی کو اُس انقلاب و تغیر کے جسکے سبب نواب نظام علی خان ہوا خواہی سے انگریزون کے منحرف ہوگیا اور اصل کو اِس اِتّحاد و موافقت کے جسکی جہت سے افواج اسلامیہ استیصال کرنے پر قوم انگریز کے مستعد ہوئی داناؤن نے سازش نہانی نواب محفوظ خان برادر کلان نواب محمد علی خان کی نواب حیدر علی خان

بہادر کے ساتھ تجویز کیا ہی، تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ لڑائی مین انبور کے جو سنہ ۱۷۴۹ع مین درمیان نواب انورالدین خان و ہدایت محیّ الدین خان نواب نظام الملک کے پوتے کے جسکو چندا صاحب نواب ترچنا پلی شوہر خواہر نواب سید محمد خان آخری صوبہ دار آرکاٹ نے جسے انورالدین خان نے حیلون سے قتل کروا اُسکے جگہہ خود صوبہ دار ہو گیا تھا اِس جنگ پر تحریض کی تھی واقع ہوئی جس مین جماعہ فرانسیس جو قدیم سے ہواخواہ خانوادہ سادات کے اور دشمن جانی نواب انورالدین خان کے تھے یاریگر چندا صاحب کے تھے اور جماعہ انگریز مددگار نواب انورالدین خان کے چنانچہ نواب انورالدین خان اِس جنگ مین اسّی برس کی عمر مین مارا گیا نواب محفوظ خان بڑا بیٹا انورالدین خان کا اور نواب محمد علی خان چھوٹا بیٹا دونون اِس لڑائی مین حاضر تھے بعد اِسکے صوبہ داری آرکاٹ کی ہدایت محیّ الدین خان پر متعیّن ہوئی پر ناصر جنگ نے جو اُسکا چچا اور نظام الملک کا بیٹا اور بالفعل صوبہ دار حیدرآباد کا تھا اپنے بھتیجے کی خبر فتح کو سن حسد و رشک کے باعث سے اُسکے اور چندا صاحب اور جماعہ فرانسیس کے اُوپر لشکرکشی کی لیکن بے لڑے بھڑے ایک حیلے سے جسکا ذکر تواریخ کی کتابون مین مذکور ہی اپنے بھتیجے کو مقیّد کر لیا یہہ امر چھوٹے بڑے اہالی مملکت کو خصوصاً قوم فرانسیس پر بہت ناگوار ہوا چنانچہ اُنھون نے آپس مین متّفق ہو نواب ناصر جنگ پر بلوا کیا اور نواب موصوف اِس بلوائے عام مین نواب کرپہ کے ہاتھ سے اپنی سواری کے ہاتھی پر مارا گیا اور اُسکا بھتیجا ہدایت محیّ الدین خان حاکم و صوبہ دار ملک دکھن اور نواب مظفّر جنگ ملقّب ہوا القصّہ نواب مظفّر جنگ صوبہ داری آرکاٹ کی چندا صاحب کو دے اپنے دارالملک حیدر

آباد کو متوجّہ ہوا اور محفوظ خان اُسکے ساتھ کرناٹک سے نکلا و لیکن نواب مظفّر جنگ راہی مین در سنہ ۱۷۵۱ع پٹھانون کے ہاتھ سے ھنگامہ عام مین مارا گیا اور صوبہ داری حیدرآباد کی اُسکے عمو نواب صلابت جنگ برادر ناصر جنگ مرحوم برقرار پائی اور وہ بھی عیّارون کے ہاتھ سے اُسکے بھائی نظام علی خان حالی صوبہ دار حیدرآباد کے اشارے سے مقتول ہوا نواب محفوظ خان بعد مارے جانے نواب مظفّر جنگ کے کرتپے مین سال ۱۷۵۴ع تک مقیم رہا اِس مین جماعہ انگریزون نے جو ہوا خواہ نواب محمد علی خان کے تھے باوجود حقیّت نواب محفوظ خان کے جو بڑا بیٹا انورالدین خان کا تھا بعد ہزیمت پانے جماعہ فرانسیس ہوا خواہ چندا صاحب کے اور اسیر ہو جانے چندا صاحب کے محفوظ خان کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کو مسند پر صوبہ داری آرکاٹ کے بٹھایا جب اسطرح حکومت آرکاٹ کی نواب محمد علی خان پر قرار پائی نواب محفوظ خان بعد کتنے روز کے ساتھ ایک جمعیّت فوج سوارون کے کرناٹک کو پھر آیا اور درخواست نوکری محمد علی خان سے کی نواب محمد علی خان نے فی الفور اُسکی درخواست منظور کر اُسے محال تنوبلی آرکاٹ کا عامل مقرّر فرمایا لیکن نواب محفوظ خان نے وہان پہنچ اپنے بھائی سے تمرّد و عصیان اختیار کیا اور ساتھ مددزمینداران اُس حدود کے ایک مدّت تک خطہ تنیوالے کو اپنے تصرّف مین رکھا اور اُنھین دنون اُسکو نواب حیدر علی خان کے ساتھ جو اُن روزون ڈنڈیگل کے بند و بست مین مشغول تھا رسم و راہ مراسلات و مکاتبت کی پیدا ہو گئی اگرچہ آخر کو نواب محفوظ خان نے سال ۱۷۶۰ع مین ظاہرا نواب محمد علی خان کے ساتھ آشتی و مصالحت اختیار کی لیکن یہ امر دور قیاس سے نہین کہ وہ خفیہ ساتھ نواب حیدر علی خان کے طریق نامہ و پیام کا سلوک رکھتا تھا اِسواسطے کہ اُس سے

آگے کہ جنگ و پرخاش نمایان درمیان نواب حیدر علی خان اور انگریزون کے واقع ہوئے صبح کے قصد پر سرینگپٹن کو گیا تھا اور نواب بہادر نے اُس سے بہت الطاف و اشفاق کے ساتھ اُس سے ملاقات کی تھی اور یہ امر بھی قرین قیاس ہی کہ تعصب دین محمدی نے نواب نظام علی خان اور اُسکے ارکان دولت کو اِس امر پر مستعد کیا ہوکہ ساتھ نواب بہادر کے متفق ہوکر نواب محفوظ خان کو مسند پر صوبہ داری آرکات کے بٹھاوین اور ساتھ مدد و یاریگری جماعہ فرانسیس کے جو اُسکے ہواخواہ تھے انگریزون کو ہندوستان سے خارج کرین بہر تقدیر اوائل سپٹمبر سنہ ۱۷۶۷ع مین افواج متفقہ جن مین اکثر سوار تھے کرناتک مین پہنچ لوٹ مار شروع کردی کارگزاران دولت مدراس نے ایک فوج جرار کرنیال اسمتھ کے ساتھ بھیجا چنانچہ چھبیسوین تاریخ ماہ مذکور مین قریب قلعے ترچناپلی کے تلاقی طرفین واقع ہوئی حقیقت اِس جنگ کی سالانہ دفتر اخبار مین انگریزی سنہ ۱۷۶۸ع کے پائی جاسکتی ہی لیکن یہان ترجمہ اِس روداد کا فارسی کتابون سے لکھا جاتا ہی وقت شام کے مقدمۃ الجیش افواج متفقہ نے دیکھا کہ لشکر انگریزی ایک بڑے جھیال کے نشیب مین صفین آراستہ کیے ہوئے مستعد جنگ ہی اور ایک ٹیلہ اُسکے پہلو پر واقع ہی نواب بہادر نے اُن کے مقابل مین صف آرائی کی چنانچہ تمام رات فوج حیدری سلاح و یراق سے مسلح رہ انتظار صبح کی کرتی رہی جون ہین سپیدہ صبح نمودار ہوا لشکر انگریز بڑے جوش و خروش سے آگے بڑھا نیران جدال و قتال کی دونون طرف سے مشتعل ہوئی رکن الدولہ سپہسالار نظام علی خان نے جو اگلی صف مین تھا چاہا کہ فوج میمنہ و میسرہ برغنیم کے حملہ کرے لیکن توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیون نے اُسکے لشکر کو پریشان کردیا چنانچہ وہ اُن کی تاب نلا وہان تک

ہٹ گیا جہان نواب نظام علی خان خود سپاہ کو لڑا رہا تھا اگرچہ سپاہیان بہادر دلاورانہ لڑتے تھے لیکن مارے گولے گولیون کے اُن کو فرصت دم لینے کی نہ ملتی تھی نواب نظام علی خان کی سواری کے ہاتھی کا ایک پانون گولے کی ضرب سے اُڑ گیا اور بہت لوگ کام آئے آخر کو ہزیمت پائی تب نواب موصوف چھتیس میل انگریزی یعنے اٹھارہ کوس میدان رزم سے پیچھے ہٹ گیا انگریزون نے نقارہ فتح کا بجوایا لیکن فراریون کا پیچھا نکیا اور چیناپٹن کی طرف نہضت کی نواب حیدر علی خان بہادر نے ہزیمت سے اپنے ہواخواہ کی فوج کے کچھ پروا نکیا اور اپنی تمام فوج کو چار حصّہ بنا اعانت و یاوری ایزد پاک کے اعتماد کر مقابلے و مقاتلے مین اعدا کے خوب کوشش کی ؛

پھر جانا نواب نظام علی خان کا موافقت سے نواب حیدر علی خان کے اور موافقت کرنا انگریزون سے اور نہب و غارت کرنا نواب حیدر علیخان کا کرنا تک کو شہر مدراس تک اور نہایت بیم و ہراس سے اُس سے درخواست کرنا انگریزونکا صلح کو

دیکھنے سے طمطراق جنگ اور آتشباری و جابکدستی انگریزون کے اس قدر خوف و ہراس طبیعت پر نواب نظام علی خان کے غالب ہوا کہ جلد اُنھون کے ساتھ مصالحہ و اتفاق کر اپنی باقی فوج معیت حیدرآباد کو پھر گیا نواب حیدر علی خان بہادر نے جب دیکھا کہ نواب نظام علی خان اُسکا ہواخواہ اُسکو جنگ و جدال مین چھوڑ خود آلگ ہوگیا اسلیئے سرگنتی مین اپنا پھر جانا مصلحت وقت دیکھا لیکن کرنیل اسمتھ سپہدار لشکر انگریز نے یہان تک

تعاقب نواب ممدوح کا کیا کہ حدود میسور مین داخل ہو اور کئی قلعون پر نواب بہادر کے متصرف ہو نزدیک سرینگپتن کے جا پہنچا اس حیص بیص مین نواب بہادر نے یہہ مناسب جانا کہ ساتھہ حریف پختہ کار کے نرد واژگونہ کھیلے چنانچہ دل مین یہہ بات ٹھان اپنے سوارون کی فوج کو ساتھہ لے ملک کرناٹک پر تاخت کی اور وہان کے بلاد وعباد کو ساتھہ شمشیر و آتش کے زیر و زبر خاک بسر کر دیا تب فوج انگریزی کو جو حدود میسور مین نہب و غارت مین مشغول تھی ضرور ہوا کہ وہان سے پھر کر حمایت و حراست ملک کرناٹک کی کرے اس تدبیر سے تمام قلعے جو انگریزون کے تصرف مین آگئے تھے بے لڑے بھڑے ہاتھہ آ گئے اور فوج حیدری نے نوبت لوٹ مار کی شہر مدراس تک پہنچائی اور متواتر حملون سے ارکان دولت مدراسیہ کو تنگ کر دیا اور اپنی ھیبت اُن کے دلون مین ایسی ڈالی کہ وے مضطر و مجبور ہو اُس سے آشتی و صلح کے خواہان ہوئے نواب بہادر نے صلح کے پیام کو قبول کیا ماہ اپریل سنہ ۱۷۶۹ع مین عہد و پیمان آشتی کا دونون طرف سے وقوع مین آیا شرطین اس صلح کی بہت سادہ و پرکار تھین یعنے چاھیئے کہ قلعے اور اسباب ایک جانب کے طرفین سے جو جنگ کے وقت دوسرے کے تصرف مین آئے ہین پھیر دیئے جائین اور اسیر طرفین کے قید سے مخلصی پاوین اور دونون فریق دوستی کی راہ سے شریک رنج و راحت رہین اور کبھی مدد و اعانت کرنے مین آپسکے ضرورت کے وقت قصور نہ کرین اور سوداگرون کی راہ آمد و رفت جاری رکھین حیدر علی خان بہادر نے اس جنگ و پیکار مین کارنامہ رستم و اسفندیار کی تجدید کی تھی اور اپنی دست برد نمایان اور جلادت شایان سے نظارگیون کو حیرت مین ڈالا تھا تو بین ہلکی میدانی سبک گاڑیون پر بار کی ہوئین ساز و سامان سے آراستہ اور گولندازان آتش دست رکھتا تھا اسی

جہت سے اُن لڑائیون مین کبھو کوئی توپ جلوے یامیدانی نواب بہادر کی غنیم کے ہاتھ نہ لگی اور وہ بڑی توپین جو جنگ مین ٹیپرو کے انگریزون کے ہاتھ آئین موسب نواب نظام علی خان کی تھین سپاہ حیدری نہایت چست و چالاک ساز و یراق سبک کے ساتھ آراستہ رہتے اور سواران خاص اُسکے سبک عنان تیز جولان تھے اِسی سبب نواب بہادر تاخت و تاراج پر سپاہ اعدا کی قادر تھا اور لوٹ مار سے جلد پھر جانے پر توانا نواب بہادر سابق لڑائیون مین جیسا مصدر انواع ستمگری و خرابی کا ہوا تھا جس کے سبب مرز و بوم کرناٹک کی خراب و ویران ہو گئی تھی اِس جنگ مین ویسا مرتکب ظلم و ستم کانہ ہوا ؛

پڑھنے والون پر کارنامہ حیدری کے پوشیدہ نرہے کہ چونکہ میجر چارلس اسطوارط اپنے رسالہ مماٹرس اف حیدر علی خان و ٹیپو سلطان مین اِن دونون واقعہ جلیلہ کی شرح مین جنکا پہلا وہ نازلہ ہائلہ تھا جس مین مادھوراو پیشوا جمعیّت ایک لاکھ پچاس ہزار سوار مرہٹہ کے ساتھ اور نظام علی خان ساتھ اپنے تمام لشکر معہ فوج کمکی انگریزون کے باہم متفق ہو سرینگپٹن پر ہجوم لائے تھے اور دوسرا وہ امر مہم جس مین نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان نے متفق ہو کر استیصال پر انگریزون کے ہمّت باندھی تھی اور حق تو یہ ہی کہ تمام مآثر حیدری مین اِن دونون واقعے کے مانند کوئی حال نہایت شرح و بسط کا خواہان نہیں کیونکہ پہلے واقعے مین صفتِ گزیدہ صبر و پایداری نواب حیدر علی خان کی اُوپر ہجوم جم غفیر دشمنان جانی تباہی اندیش کے اور سلیقہ اُسکے رخنہ بندی و حیلہ سازی کا حمایت و حراست مین اپنی جان و مال کے ظاہر و باہر ہوا اور دوسرے مین شہامت و جلادت اُس بہادر کی قہر و کسر کرنے مین دشمنان پر دل

جو ہر کار خود فنون کے دربارہ شیوہ جنگ و پیکار اچھی طرح عیان و نمایان ہوئی
راہ اختصار کی چلا تھا اسواسطے کتاب فارسی کارنامہ حیدری کے مولّف نے
اِن دونون واقعہ جاںبلہ کی تفصیل دوسری جلد سے ہسطوری موشیر تم دَل
کے ترجمہ کرا صاں کتاب مین داخل کیا اور شمائل جسمانی و عادات و اطوار
زندگانی نواب ممدوح کے جلد اوّل سے اُسی ہسطوری کے ترجمہ
کرا اُسکا مقدّمہ بنایا

شمائل جسمانی اور عادات و اطوار
زندگانی نواب حیدر علی خان کے

نواب حیدر علی خان کی عمر کا حال ٹھیک معلوم نہین ہی مگر جو لوگ اُسے
صغرسن سے جانتے ہین اُنکی روایت کے موافق اِس وقت قریب چھپّن برس
کے تھی قد اُس کا قریب چھ فٹ انگریزی تھا اور قوی چالاک و جست
زحمت کش رنج بردار جفاکش ایسا کہ وقتِ ضرورت کوسون پیادہ چلتا اور
رات دن اگر گھوڑے پر سوار رہتا تو بھی آثار کوفتگی اور ماندگی کے اُس سے ظاہر
نہوتے بشرہ گندم گون نقشہ چہرے کا نہیت درشت ڈاڑھی و موچھ اُکھڑوا تا گھر
مین پوشاک ہندوستانی سفید سادہ ململ یا تن زیب کی پہنتا اور دستار بھی اُسیکی
ہوتی قبا دامن فراخ آستین تنگ و چست لیکن رخت سپاہیانہ اُسکا دوسری
طرح کا جِسے خود اُسنے اپنے اور اپنی سپاہ کے واسطے ایجاد و مقرّر کیا تھا
سفید اطلس کی قبا جس مین سنہرے گل ٹکے ہوئے ویسی ہی اطلس کا پایجامہ مخمل
زرد کے موزے سفید ابریشمی کمربند سرخ شفقی پگڑی جب پیادہ چلتا اکثر

بیت کی چھڑی ہاتھ مین رکھتا جب کامر پوش جواہرنگار ہوتا جب گھوڑے پر سوار ہوتا تو ایک شمشیر پرتلے مین جسکی چپراس الماس کی ہوتی کمر سے لگی رہتی جیسے کہ امیران ہند واسطے آرایش کے زیور پہنتے ہین وہ ہرگز نہ پہنتا چہرہ شگفتہ کشادہ خصوصیات حال کے موافق گاہے ہنستا گاہے ترش رو ہوتا ہرطرح کے امر مین سہولت و آسانی کے ساتھ کلام کرتا خاموشی و تمکین روا رکھتا اوائل حال مین بیگانہ لوگونکی ملاقات کے وقت اپنے تئین ضبط مین رکھتا و لیکن جلد انبساط طبیعی کے آثار اُسپر غالب ہو جاتی ہرطرح کے آدمی سے گفتگو کرتا اور روایت کمال شیرینی و نرمی کے ساتھ شروع کرتا مقام کمال تعجّب کا یہ ہی کہ ایک ہی زمانے مین جبکہ مہمّات عظیمہ ملکداری مین غور کرتا اور مقدّمات مین حکم دیتا بعضے حاضرین مجلس سے سوال کرتا جاتا اور بعضون کو جواب فرماتا ایک منشی سے نامہ سنتا دوسرے سے جواب لکھاتا نظر تو تماشے مین رقّاصون نقالون کے رکھتا اور کان سے عبارت منشیون کی سنتا چاکران مقرّری رات دن کے اپنے کار و بار خاص کے لیئے حضور مین آتے جاتے اُنھین اذن عام تھا اگر کوئی شخص اجنبی ملاقات کا خواہان ہوتا معرفت ایک چوبدار کے جو صدر دولت پر حاضر رہتے تھے اپنی اطّلاع کر باریاب ہوتا مگر فقیر و درویش کے واسطے یہ اجازت نتھی اور اگر کسی فقیر پر نظر پڑتی تو اُسکو خاکی شاہ کے پاس جو میر صدقات تھا بھیج دیتا وہ اُسکی حاجت بر لاتا قبل طلوع آفتاب بیدار ہوتا تب نقیب و سپہدار جو شب و روز گذشتہ چوکی مین اپنی خدمت خاص پر مامور تھے اور وے لوگ جو اُن کے بدلے آتے حضور مین پہلے حاضر ہو اخبار ضروری عرض کرتے اور جو حکم تازہ صادر ہوتا سپہدار اور کارگزاران دیوانی کو پہنچاتے اور سپہدارون و کارگزارون کو پروانگی تھی کہ اگر ضرورت ہووے جامہ خانہ مین

حاضر ہو کر خود عرض کرین آٹھ گھڑی دن چڑھے حمام خانے سے برآمد ہو دیوان خانے
مین داخل ہوتا جہان سب منشی و کارگزار ہرکارخانے کے خطوط آئے ہوئے کو
گذرانتے اور ہر ایک کو اُسکی خدمت خاصہ کے موافق تعلیم و تاکیدین روزمرّہ
فرماتا اور جو نامہ کہ جواب طلب ہوتا اُسکا جواب موافق اُسکے ارشاد کرتا فرزند
و اقربا اُسکے اور جو امیر کہ ساتھ شرف تقرّب کے ممتاز تھے اُسوقت دیوان
خانے مین حاضر ہوتے نو بجے صبح کا کھانا کھا آئینہ محل مین تشریف لیجاتا تب وہان
سب فیلبان ہاتھیون کو اور سائیس گھوڑون کو روبرو لیجا کر دکھاتے پلنگ و
چیتے شکاری کو اُنکے نگاہبان ڈوریان پکڑے ہوئے روبرو لاتے جن پر پوشش
بانات سبز کی پڑی ہوئی اور پارچہ زری کی ٹوپی سر پر بندھی رہتی اسلیئے
کہ اگر کسی وقت کبھو وے قصد ایذا کا کرین تو جھٹ آنکھین اُنکی اُس ٹوپی
سے بند ہو جائین نواب بہادر اپنے ہاتھ سے ہر ایک کو لقمہ شیرینی کا دیتا وے
جھٹ لے لیتے بعد طعام چاشت ساڑھے دس بجے نواب بہادر دیوان خانے یا خیمہ
بار عام مین تشریف لا کر شامیانہ زردوزی کے تلے جسکے ستون طلائی مرصّع کار
ہوتے جلوس فرماتا اقربا اُسکے دست چپ کی طرف بیٹھتے اور سب ارکان و اعیان
دولت جنکو اُس مقام مین حاضر ہونے کی اجازت تھی حاضر ہوتے اور جو لوگ
اپنے اپنے کاروبار مین تعلیم و ارشاد کے محتاج ہوتے نقیبون کے وسیلے سے
درخواست حاضر ہونے کی کرتے یا عرضیان گذرانتے اُسی وقت جواب
مناسب عرضی پر لکھا جاتا یا زبانی ارشاد ہوتا یہہ دستور نہ تھا کہ سواری مین کوئی
شخص عرضی دے مگر آنکہ کوئی مہم یا حادثہ جدید واقع ہو یا کوئی سائل حاضر ہونے
سے دربار عام کے منع کیا جاوے اور ایسا اتّفاق بہت کم ہوتا اس سال ۱۷۶۷ع
مین ایک روز شام کو پانچ بجے نواب کو نمباتور مین اپنے کوکبے سمیت واسطے

سیر کے نکلا تھا کہ ایک بڑھیا نے فریاد کیا نواب نے فی الفور سواری ٹھہرا بڑھ
کو قریب بلا کر حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ مین بیوہ صرف ایک ہی لڑکی رکھتی تھی
جسے آغا محمد نے مجھسے چھین لیا ہی نواب نے فرمایا کہ آغا محمد کو ایک مہینے سے
زیادہ ہوا کہ یہان سے چلا گیا ہی تو اتنے روز کہان تھی اور کیون نالش نہ کی بڑھ
نے عرض کیا عاجزہ نے کئی قطعہ درخواست حیدر شاہ کے ہاتھ مین دیئے کچھ
جواب نپایا حیدر شاہ نے جو عرض بیگیون کا سردار تھا حاضر ہو عرض کیا کہ یہہ عورت
ور اُسکی لڑکی بازاری عورتون سے ہین خلاف شرع زندگانی کرتی ہین
.. بات سنکر نواب نے حکم دیا کہ سواری دولتخانے کو پھرے اور عورت
ہمراہ آئے سب اعیان دربار واسطے اِس منصبدار کے جسکو لوگ دوست
رکھتے تھے اندیشناک ہوئے پر کوئی شفاعت مین دم نہ مار سکتا تھا حیدر شا
بیتا مر گروہ فوج فرنگستانیون سے ملتجی شفاعت کا ہوا اور اُسنے حضور سے
اُسکی خطا کا عفو چاہا لیکن نواب نے ساتھ درشتی کے منہ موڑ کر فرمایا کہ اِس
بات مین کچھ عرض سنی نہ جائیگی کیونکہ کوئی جرم اِس سے سخت تر نہین ہی کہ ر
فریاد رعیّت کی بادشاہ فرمان فرما کے نزدیک قطع کی جاے اور مظلوم اپنی د
کو پہنچنے سے محروم رہین اہل اقتدار کو چاہیئے کہ غربا و مظلومون کی دستگیر
کرتے رہین خدا یتعالی نے حاکم کو نگہبان رعایا کا کیا اور جو بادشاہ راہ انصاف
کو رعایا پر مسدود اور ستمگارون کو سیاست نہین کرتا تو آخرکار وہ بادشاہ
رعایا کو بزور اپنی بغاوت پر مستعد کرتا ہی یہہ کہکر نواب نے حکم دیا کہ حیدر ر
کو دو سو تازیانہ مارین اور اُسی وقت حبشیون کے رسالدار کو حکم دیا کہ ہم
مستغیثہ کے اُس گانون مین جہان آغا محمد مقیم تھا جا دخترمذکور کو ستم رسیدہ
حوالہ کرے اور آغا محمد کا سر کاٹ لاوے اور اگر وہ دختر وہان نہو تو آغا محمد

کو نیا تو رمین گرفتار کر حاضر کرے چنانچہ وہ دختر ستم رسیدہ مان کو ملی اور آغا محمد کا سرکاٹ حاضر کیا گیا آغا محمد کی عمر اُسوقت ساٹھ برس کی تھی پچیس سال تک حیدری نقیبون کا سرگروہ تھا اُسنے اپنی خدمتگزاری کے صلے مین جاگیر شایستہ پائی تھی اور حقیقت حال استغاثہ کی بڑھیا کے یہہ ہی کہ آغا محمد اُس دختر کے حسن وجمال پر شیفتہ تھا ہرچند چاہا کہ اُسکی مان کو روپیہ دیکر راضی کرے پر بڑھیا راضی نہوئی تب آغا محمد اُسکو بزور لے گیا' دربار حیدری مین پچاس یا چالیس منشی خاص دست چپ کی طرف دیوان خانے مین حاضر رہتے رسولان نامہ بر ہرساعت ملکون سے آتے اور کمال اہتمام سے حضور مین بلائے جاتے اور لفافہ ملاحظہ مین گذرانتے منشی خاص مکتوب پڑھکر سناتا فی الفور نواب خصوصیات وابستہ جواب زبان فصاحت ترجمان سے بیان فرماتا پھروہ مکتوب دیوان وزیر مین بھیجا جاتا ہر طرح کے خط و پروانہ کو دستخط خاص سے زینت فرماتا پروانے جو دیوان وزارت سے صادر ہوتے اُن پر بڑی مُہر دیوان عام کی ثبت ہوتی اور جو فرمان کہ ساتھ دستخط خاص کے زینت پاتے اُن کے خاتمے پر ایک چھوٹی مہر بادشاہی ثبت کی جاتی وہ مُہر میر منشی بادشاہی کے پاس رہتی جب کبھو کسو کو نامہ کسی مہم عظیم مین لکھا جاتا یا اگر کوئی حکم جلیل صادر ہوتا تو اُسکے خاتمے کو اپنی مہر خاص سے جو ہمیشہ اُنگلی مین پہنے رہتا تھا امتیاز دیتا اور تب خریطہ قاصد کو دیا جاتا اور ساتھ خریطے کے ایک پرزہ کاغذ جس مین ساعت روانگی خط کی لکھی ہوتی لگایا جاتا اور ہر منزل مین اُسپر وقت پہنچنے کا اُس خریطے کے اشارہ لکھا جاتا ڈاک کا حال اور قاصدان دولت حیدری کے خصوصیات جنکی انگریزون نے تتبّع کی ہی در مقام شایستہ لکھے جائینگے گھوڑے ہاتھی بکاؤ توپ نئی ڈھالی یا کسی جگہہ سے

نئی لائی ہوئی اِن سبھون کو جلو خانہ مین لاتے اور نواب بہادر اس دربار
کے وقت اُن سبکو ملاحظہ فرماتا جلیل القدر لوگ دیوانی کے یا سپہسالار
اور سفیر وغیرہ جو معزّز تھے بہت کم اِس دربار مین حاضر ہوتے مگر بضرورت
امیران محترم وقت شب خلوت خاص مین جہان خاصے لوگ بار پاتے تھے حاضر ہو
شریک صحبت نشاط و طرب کے ہوتے ارکان دولت اپنی طرف سے وکیل
مقرّر رکھتے اور سب کارگزاران دیوانی ایک منشی کو اپنی کچہری سے بھیجتے
تا وہ مقاصد ضروری نواب کے حضور مین عرض کرے وقت حاضر ہونے کسی
سفیر جلیل القدر یا کوئی شخص معزّز کے سرگروہ نقیبون کا ساتھ آواز بلند کے
یہہ پکارتا جہان پناہ سلامت فلان خان یا بیگ وظیفہ خدمت بجالاتا ہی (اکابر دیوانی
اور منشی وکیل وغیرہ کام کے لوگ اُس قسم کے اِعلام سے معاف تھے
بے تکلّف چلے جاتے) اور اُسکی قدر و منزلت کے موافق ایک مقام اُسکے
کھڑے ہونے یا بیٹھنے کو متعیّن کیا جاتا اور جب کوئی اوساط الناس سے دربار مین
حاضر ہوتا تو وہ تسلیم و کورنش بجالاکر پہلو مین سرگروہ نقیبون کے دست بستہ
کھڑا رہتا اور جب حضور سے اشارہ پاس آنے کا ہوتا تو نزدیک آتا نواب
زبان مہر پرور سے اُسکا مطلب استفسار فرماتا اگر وہ طبقے سے اہل عزّت کے یا
تاجرذی حرمت ہوتا تو حکم بیٹھنے کا پاتا اور خصوصیات و معیشت و وطن و سفر
اُس سے پوچھے جاتے اور ایک وقت فرصت مقرّر کیا جاتا جس مین وہ اپنے
تجارتی مال کو دکھاتا پھر پان دیکر رخصت کیا جاتا یہہ دربار شام کے تین بجنے
تک قایم رہتا پھر نواب حجرۂ خاص مین واسطے استراحت کے جاتا قریب ساڑھے
پانچ کے ایوان بار عام مین تشریف لاتا اور وہان قواعد سپاہیون اور پرہ بندی
سوارون کی ملاحظہ کرتا گرد اُسکے بعضے اقربا و مصاحبین بیٹھتے منشی لوگ خطوط

سکے پڑھنے لکھنے مین مشغول رہتے شام کے وقت ایک بڑی جماعت مشعلچیونکی صحن
دولت سرا مین نمودار ہوتی یہ لوگ تسلیم کرتے ہوئے ایوان ومکانات مین جاتے
ایکدم مین تمام مکانات خاصہ کو جن مین نواب بیٹھتا یا آرام کرتا روشن کردیتے
بتیان کافوری اشجار نقرۂ روشنی کے اور جھاڑ بلورین نادرہ کار روشن
رہتے اکابر دولت حیدریہ اور اعاظم دیوان و سفیران جلیل القدر وقت شب
ملازمت مین حاضر ہوتے جنکا رخت ہمیشہ عطر گران بہا سے مطیّب و معطّر رہتا
علاوہ اکابر ذوی الاقتدار و کارگزار کے شب کو دیوانخانہ امیرزادون سے بھرا
رہتا جو سب کے سب آداب دان و شیرین زبان ہوتے درمیان ان امیر
زادون کے بعضے خدمت نظارت پر ممتاز تھے جن مین سے ہر رات چار شخص
دربار مین حاضر رہتے اور یہ لوگ شمشیر ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور یہی اُنکے
نشانی امتیاز کی تھی اور دوسرے امیر اپنے سلاح کو غلام کے حوالے کرتے
بعضے ملازم اپنے میان کے پیچھے دامن اُسکا ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لب فرش
تک جاتے دیوان خانے مین چاندنی ململ باریک کی اوپر شاہانہ قالین آبریشمین
کے بچھی رہتی نواب بہادر کو سفید کپڑے پر میلان بہت ہی چنانچہ
صندلیون یا نشیمنون پر جو مخمل سے منڈھی ہوتین سفید تنزیب کے غلاف اُنپر
چڑھے رہتے اُس بزمگاہ مین صحبت رقص و سرود و نقّالی آٹھ بجے سے گیارہ بجے
تک گرم رہتی ناظر و عرض بیگی تازہ وارد لوگون کے پاس مجلس مین حاضر رہتے جو
کوئی کچھ پوچھتا اُسکا جواب شایستہ دیتے اور ہر ایک کو حاضرین مجلس سے خورد
و نوش کی بات پوچھتے اگر رغبت پاتے تو اُنکو نعمت خانے مین لیجاتے نواب
بہادر نقال و تماشے پر نظر رکھتا اور اکابر دیوانی و سفیرون سے گفتگو کیا کرتا اور
کبھو خلوت خانے مین تشریف لیجا محرمان خاص کے ساتھ اسرار پنہانی مین

مشورہ کرنا اور حسب معمول ہر صبح امور ملکی مین مشغول رہتا اور باوجود شب بیداری کسی طرح کی کسالت اُس سے ظاہر نہوتی دراثناے صحبت رقص و سرود اقسام پھول زربن مرصّع کار گلدانون مین رکھ حضور مین لاتے نواب خود اُنمین سے کئی پھول لیتا پھر اکابر دولت کو عطا کئے جاتے اور جب حضور کو منظور ہوتا کہ کسی کو ساتھ مزید عنایت کے امتیاز بخشے تو چمیلی کے ہار اثناے گفتگو مین اپنے ہاتھ مین پہن اُس شخص کو عنایت فرماتا اکثر اِس عنایت سے سپہدار فوج فرنگستانی ممتاز ہوتے کیونکہ فرانسیس لوگ برخلاف تمام قوم فرنگستان کے بہ نسبت عطاے زر کے اِس طرح کی امتیاز سے اپنے تئین زیادہ معزّز جانتے ہین اگر کوئی شخص شب کو اِس طرح کی عزّت پاتا تو صبح کو اکابر و ارکان دولت حیدری برسم تہنیت اُسکے نزدیک جاتے اگر نواب بلند اقبال کو کسی جنگ مین فتح و فیروزی یا کسی امر گران مایہ مین شادمانی و برتری خوشی حاصل ہوتی تو شاعر شیرین سخن نواب کامگار کو بالقاب غرّا یاد کرنا اور اِس طرح کی ابیات مدحیہ پڑھتا ؎

مثنوي

جہان داورا خاطرت شاد باد ۔ ہر براگو املکت آباد باد
جہان از فرت دیدہ فرخندگی ۔ ترا دادہ شاہان خط بندگی
عدو لرزد از ہیبت نام تو ۔ زمین خندد از جرعۂ جام تو
ز عدل تو بیداد نالد ہمے ۔ بفرّ تو اقبال بالد ہمے
ہمہ روز عمر تو نو روز باد ۔ جہان را لقای تو فیروز باد

جب تک وہ شاعر قصیدہ مدحیہ پڑھتا حاضرین مجلس خاموش سراپا گوش ہوتے مگر نواب بہادر اُسوقت اکابر دیوانی کے ساتھ بیشتر مشغول رہتا چونکہ

بعض خصوصیات بزم امیرانہ ممالک شرقی کے بیان کیئے گئے اب ارباب طرب ونشاط کی باتون کا بھی بطریق اختصار لکھنا ضرور ہوا جانا چاہیئے کہ دربار حیدری اِن روزون اہل نغمہ و ساز کے باب مین بہت باساز و نوا ہی اور چونکہ صوبہ بیجاپور جو عہد مین ابراہیم عادل شاہ کے مجمع ارباب نشاط و طرب کا تھا جیسا ملا ظہوری کہتا ہی ؏

بیت

گر اکسیر سرور و سور سازند
زخاک پاک بیجاپور سازند

سرکار حیدری کے تحت تصرّف مین آیا تھا جو عورتین کہ بیجاپور مین دربارہ حسن وجمال یگانہ اور فنون رود وسرود مین یکتاے زمانہ ہوتین وے سب وہان سے بلائی جاتی تھین اور طوایف اہل تقلید وارباب نغمہ و طرب مین ڈومنیان کنچنیان بھانڈنیان بھکتنیان سب تونگری اور حسن وجمال کے سبب اپنے طبقون مین منتخب وممتاز تھین بھانڈنیون کے طائفے کا جن مین سب عورتین ہوتین یہ حال ہی کہ نایکہ اُن کی لڑکیان کم سن چار پانچ برس کی حسین کومول لے اوستادان ماہر رقص و سرود سے تعلیم کرواتین اور ہر طرح کے شیوۂ دلبری وطرب انگیزی اُن کو سکھاتین آخر کار نوبتِ دلفریبی اُنکی یہان تک پہنچتی کہ زاہد صد سالہ اُن کے ناز و کرشمہ دلبرانہ سے راہ زہد وتقوا کو بھول جاتا الغرض کوئی مرد یا عورت پختہ کار فن تقلید و نقّالی مین اُن عورتون سے سبقت نلیجا سکتا اور سرود اُن کا نہت مسرّت بخش ونشاط افزا ہو ناز نان رقّاصہ اپنے کار و شیوے میں متلذّذون اور مغنّیون پر رجحان رکھتی تھین یہان تک کہ اگرچہ نادرہ کار تماشاگاہ پارس مین (جو دارالملک فرانسس اور اِن باتون مین مشہور ہی)

جائین تو وہان کے لوگون کو وجد مین لائین ہر عضو اُنکا وقت رقص کے حرکت خاص مین رہنا ہی دیر تک یکپا نون پر اِس خوبی سے ناچتین کر نظارگیون کو محل حیرت ہوتا کوئی عورت مقلدہ یا رقاصہ اِس بزم مین سترہ برس کی عمر سے زیادہ سن نہین رکھتی اور جب اِس سے متجاوز ہوتی ہین تب برطرف کی جاتی طائفہ ارباب نشاط کی نایکہ مشاہرہ سرکار سے پاتی ہی مگر ٹھیک تعین اُسکا معلوم نہین اور جو نایکہ کہ دربار مین حاضر ہوتی سو ہر مرتبہ رات یا دن کو جب کوئی نوچی اُسکی مجرا کرتی معہ سازندے فی مجرا ایک سو روپی پاتی اور یے عورتین مقلدہ اکثر بیس طائفے سے زیادہ ہوتین گیارہ بارہ بجے مجلس نشاط برخاست ہوتی ہر شخص اپنے گھر جاتا مگر وے لوگ جو ساتھ نواب بہادر کے کھانا کھاتے حاضر رہتے وے صرف دوست وخویش و اقارب خاندانی ہوتے مگر جشن عام مین امراے نامدار بھی شریک خوان رہتے اِس طرح معاشرت نواب نامدار کی حالت حضر مین ہوتی اور جب سفر مین رہتا تو اکثر ہر ہفتے مین دو بار شکار کو جاتا اور شکار گینڈے ہرن گور شیر پلنگ کا اکثر کھیلتا جب خبر پہنچتی کہ شیر یا پلنگ جنگل مین ہی تو گھوڑے پر سوار ہو وہان جاتا اور ایک جماعت حبشیون اور نیزہ بردارون کی اور اکثر امیر معہ نیزہ و سپر اُسکے پیچھے جاتے اور جب سراغ شیر کا پاتے اُس مقام کو محاصرہ کر آہستہ آہستہ احاطے کو محاصرے کے تنگ کرتے جب شیر شکاریون کو اپنی طرف متوجہ پاتا شور کرتا اور چارون طرف راہ نکلنے کی دیکھتا آخر کو جست کرکے چاہتا کہ نکلنے کی راہ پیدا کرے حیدر نامدار پہلے اُسپر وار کرتا اور یہہ ضرب حیدری شمشیر یا نیزہ سے بہت کم خطا کرتی ؁

تورگِ سواری نواب نامدار حیدر علی خان بہادر

جب حیدر علی خان بہادر نے بعد مدت ممالکات کنرہ و ملیبار کو فتح کر دار الملک
سریرنگپٹن کو مراجعت کیا اُسکے موکب کی عظمت و شان قابل دیکھنے کے تھی
جب کوئنباتور سے نہضت کی پچاس ہزار سوار جرار سلاح و یراق سے آراستہ
اسّی ہزار پیادے اور چار ہزار طوپاس ساز سنگرے سے درست جلو مین
ساتھ تھے اور توپخانے انگریزی و ہندی و باندار و بلم بردار وغیرہ علاوہ ہر روز
کوچ کے وقت یہہ معمول تھا کہ جس راہ سے سواری جاتی داہنی طرف رسالے
سوارون سے پرہ باندھے کھڑے رہتے رسالہ دار و علم بردار مراسم تسلیم
بجالاتے اور جب چلتے ہاتھیون کے جنپر سردار امیر سوار رہتے اگلے رسالے سے آگے بڑھ
جاتے تب وہ رسالہ اپنے دست راست کی طرف سے پھر کر گھوڑے دوڑا
آخری رسالے کے پیچھے جا کھڑا ہوتا ایک دستہ سواران ہزار اور ایک دستہ
سواران ڈراگون کا جن مین سب سوار فرنگستانی تھے پہلے سب سوارون
کے شرف تسلیم حاصل کر سب فوج کے آگے سواری مین چلتے اُنکے پیچھے تین سو
شتر سوار نامہ بر ساز و سامان سے آراستہ بختی اونٹون دو کوہان والے پر سوار
بعد اُنکے دو ہاتھی فلک شکوہ جن پر بڑے بڑے دو نشان رہتے اُن نشانونکی
مین نیلی نقش و نگار زرین ایک مین آفتاب دوسرے مین ماہ و ستارے نمودار
تھے اِن دونون ہاتھی کے ایک اور ہاتھی جسپر جوڑی نقارے کی بہت بڑی رہتی جبتک
کوچ رہتا یہ نقارے بجائے جاتے چھہ میل انگریزی تک اُنکی آواز پہنچتی اور لشکر
سربیکر مین آواز قرنا وغیرہ کی جو کوچ مین پھونکی جاتی تھی صور اسرافیل سے کم
نہی سپہسالار کا حکم سپاہیون کو ساتھ وسیلہ اُسی قرنا وغیرہ کے سنایا جاتا

اُسکے بعد چار ہاتھی اور چلتے جن کے اوپر چوبیس نفر ارباب نشاط بیٹھتے سواری کے ساز وآلات موسیقی بجاتے پھر پانچ ہاتھی اور جن کی عماریان زرّین مرصّع کار ہوتین جاتے یہ فیلان جنگی سواری کے مشہور تھے لیکن کبھو جنگ مین جز گھوڑے کی نواب اُن پر سوار نہوتا بعد اِسکے چار فیل اور جن پر ہودے زرین ہشت پہلو کسے ہوئے نمودار ہوتے ہر ایک ہاتھی پر چھہ چھہ نفر آہن پوش زرہ خود چار آئینہ جوشن پہنے ہوئے قرابین لیئے رہتے بعد اُنکے دو رسالے حبشیون کے مسلح آتے ایک رسالے کے سلاح مانند روپے کے چمکتے اور دوسرے کے مانند سونے کے دمکتے تھے اور اُنکے خود مین پر سیاہ و سرخ اتنے دراز لگے ہوتے کہ پشت سے لٹکتے رہتے اِن سوارون کے پاس نیزے رہتے جنکی سنان اور بن آھنین چمکتی رہتی اور گھوڑون کا ساز سرخ دونون پہلو مین زین کے آویزے سیاہ ابریشمین لٹکے ہوئے پیچھے اُن سوارون کے ایک فوج پیادگان کا لیرد کا رہتا اُنکا رخت چادر دراز ہوتا ابریشمین شلوار تنگ جو نصف ران تک پہنچتی سلاح اُنکے نیزے دراز سر پر شترمرغ کے پر اور ایک گھنٹا کمر مین لگا ہوا تا چاہتے وقت اُس سے آواز نکلے عقب اُنکے سپاہی جھنڈی بردار رہتے جنکے علمون کی زمین بانات سرخ کی اسپر نقش و نگار روپہلے اِن سب کے بعد اعیان دولت حیدری کے شاہزادے سپہدار بہادر ہوتے حق تو یہ ہی کہ اِس جماعت کی نمود اور رونق ایسی ہوتی کہ کسی اور فوج مین نہین جو سر سے پانوٗن تک غرق آہن رہتے عربی گھوڑون پر سوار شمشیر زرین نیام کمر سے لگی ہوئین لباس عمدہ خوش رنگ خودون پر کلغی موتی اور جواہر ثمین کی بنی ہوئی لگی رہتی اور اُن مین سے بعضے زرہ ملمّع مینا کار پہنتے اور گھوڑے کے سر پر کلغی پر کی چار جامہ جواہر اور موتیون سے مرصّع ہوتا اگرچہ شمار اِس جماعت کا ہمیشہ یکسان

تھا لیکن اغلب چھہ سو آدمی ہوتے اور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک چھڑی مذہب لطیف رہتی اُس جماعت ممتاز کے پیچھے اسّی سوار خاص شکاری نواب بہادر کے آتے جنکے گھوڑے عربی خوبصورت و چالاک ہوتے پیچھے اُنکے بارہ گھوڑے خاصہ سواری کے جنکی زین و لگام زرّین مرصّع ہوتین کوتل چلتے اُن گھوڑون مین ایک وہ گھوڑا تھا جسکو سپہسالار نے فوج مرہٹہ کے پیشکش بھیجا تھا خوبی و خوش اندامی مین نظیر و ثانی اپنا نرکھتا تھا رنگ خاکستری یال و دم دراز سمین چمکتی ہوئی ایک صفت بے نظیر اُسمین یہ تھی کہ دور سے ایسا دیکھائی دیتا تھا کہ ایک گردنی برّاق اُسپر پڑی ہوئی ہی پیچھے اِن گھوڑون کے ایک فوج پیادون کی ہوتی چوبدستی سیاہ جسکا سر سونے سے مڑھا ہوا ہاتھ مین لیئے چلتے اُن کے بعد بارہ نقیب ترکی گھوڑون پر چڑھے سونے کا عصا مرصّع کار ہاتھ مین لیئے جاتے پیچھے اُن کے سب منصب دار جلیل القدر خانگی تھے جیسے خانسامان ستر گروہ نقیبان اور رسالہ دار حیدری وغیرہ ہر ایک طوق زرّین جو تمغا اُنکی جلالت شان کا تھا اپنے سینہ پر آویزان رکھتا تس پیچھے میر توزیع صدقات جو بلقب پیرزادہ مشہور تھا ایک ہاتھی پر سوار جسکی جھول سبز ہوتی اور سلسلہ موکب مین بیشرو ہوتا متصل ہی اُسکے نواب بہادر ایک فیل سفید پر جسکے پانون مین حلقے چاندی کے گردن مین زنجیر سونے کی پڑی ہوتین سوار تشریف فرما ہوتا قیمت اِس ہاتھی کی برابر قیمت ایک ہزار ہاتھی کے تھی اور سب ہاتھیون مین زیادہ بلند و تنومند اُسکی عماری جس مین نواب بیٹھتا سوا چار کلس سنہرے کے کوئی اور چیز زینت کی نرکھتی اور دو تبر طلائی دونون پہلو پر زنجیرون سے بندھے لٹکتے رہتے یہ دونون تبر راجہ زمورین حاکم ملیبار کے عماری مین رہتے تھے چونکہ وہان کی رسم قدیم یہ تھی کہ امیر مظفّر نشان امارت

امیر مغلوب و مقہور کا اپنے پاس رکھتا اسلیئے وے دونون تبر نواب مظفّر
کی سواری کی عماری سے لٹکائے جانے لگے اور اُس ہاتھی کے پیشانی پر ایک
سپر زرین آفتاب نما لگی رہتی خواصی مین دو نفر مورچھل بردار مگس رانی مین
مشغول رہتے یہ مورچھل طاؤس سپید کے پرون سے بنی اور خوشبو سے بسی
ہوئی رہتی ہلانے سے اُسکے خوشبو دور تک جاتی پیچھے فیل نواب کے ایک
حلقہ دو سو فیل کا اور آتا جس مین دو دو ہاتھی پہلو بہ پہلو چلتے ہر ایک ہاتھی پر تین نفر
ہوتے ہودے کے درمیان خواجہ خواصی مین ملازم آگے ایک فیلبان پوشش و
عماری ان ہاتھیون کی مختلف بعضون کی جھول کا حاشیہ زرین و سیمین بہتون پر
ہودے عماریان نقرئی و طلائی اور جن پر شاہزادے یا اکابر دولت حیدری سوار
ہوتے اُنکے ہودے عماریان ساتھ جواہر بیش قیمت کے مرصّع ہوتے بعد اُس
حلقہ ہاتھیون کے پانچ ہاتھی اور جن پر ماہی مراتب وغیرہ ہوتے تفصیل اُسکی یون ہے
کہ پہلے ہاتھی پر ایک نسجد طلائی دوسرے پر تین مچھلیان جن کے فلوس جواہر
سے بنے اور میناکاری کیئے ہوئے اور دم دراز گھوڑے کی لٹکی ہوتی تیسرے
ہاتھی پر ایک بتی بڑی اور موتی موم کافوری شمعدان زرین مین لگی ہوئی چوتھے
ہاتھی پر دو دیگچیان سونے کی اوپر چوب دراز کے پانچوین ہاتھی پر ایک ہودہ مدوّر
تختون سے عاج کے بنا ہوا بعد ان شوکت و مکنت کے نشانون کے دو دستہ
اور حبشی سوارون کے جیسا آگے ذکر ہوا ویسے ہی لباس و سلاح سے آراستہ
آتے سبکے پیچھے حبشی پیادون کی فوج جن کا رخت قرمزی بانات کی کرتی
اور گلے مین چاندی کا طوق اور ہاتھ مین نیزے ہوتے جنکی چوب سیاہ روغن ملی ہوئی
جا بجا چاندی لگی ہوئی ساری سواری کے آگے پیچھے وے پیادے تھے جو دو دو سپاہی کی
قطار باندھکر چلتی اور جنکا رخت سپید ابریشمین تھا اور اُنکے ہاتھون مین ایک ایک

نیزہ چودہ ہاتھ کا لانبا روغن سیاہ ملا ہوا ساتھ سیمین تختیون کے مزیّن اور متّصل سنان کے ایک چھوٹا علم سرخ بانات کا بندھا ہوا یہ موکب کوچ کے وقت طرفہ نمود وشکوہ رکھتا تھا اور حیدر علی خان بہادر جہان کہین ساتھ اُس کوکبہ شاہانہ کے گذرتا تمام خواص و عوام کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ بندگی و اطاعت کی شرطین بجالاتے جب اُسکے نقّارے کی آواز سنتے ہر طرف سے خلایق تماشائی ہجوم کرتی برسم آئین بندی گھر و دیوار و درواز ے قلعہ کے ساتھ نقش ونگار کے آراستہ کئے جاتے حاکم سپہدار اور سب عمایدمعہ اپنے ملازم و توابع کمال شان و شوکت سے واسطے استقبال موکب حیدری کے آتے سرکون پرپانی چھڑکا جاتا اور سب اضلاع و اقطار مملکت مین قدوم موکب حیدری کے شادیانہ کی توپین چلتاین قصّہ مختصر نواب بہادر ساتھ اِس توزک و حشمت و شوکت کے جب قریب دارالملک سرینگپٹن کے پہنچا میر مخدوم علی خان بہادر اپنے کوکبے و حلقے فیلون کے ساتھ جن پر اعیان و روساے شہر سوار تھے ایک فرسنگ استقبال کرجزیرہ سرینگپٹن تک ہمراہ گیا وہان پہنچتے ہی اہل لشکر نے تو خیمون مین جو کمال تکلّف سے استادہ کروائے گئے تھے مقام کیا اور نواب بہادر ساتھ آرامش واطمینان کے سرینگپٹن مین داخل ہوا اگرچہ اِس اثنا مین متواتر خبرین پہنچتی کہ نواب نظام علی خان جنگ کی طیّاری مین ہی چونکہ آثار سایہ پروری و تنعّم کے اُس امیر سے ظاہر تھے اور فوج اُسکی قواعد سے جنگ و پیکار کے ناواقف و شکستہ حال تنخواہ بھی کم پاتی تھی اور سب سپہدار و سردار فوج کے خفیہ ہوا خواہ دولت حیدری کے تھے کسی طرح کے توہّم نے خاطر اطمینان مآثر مین اُسکے راہ نپایا

ملجانا نواب میرزا علی خان برادرزادۂ نواب حیدرعلی خان
بہادر کا جماعہ مرہٹہ کے ساتھہ جوبد سگال دولت حیدری کے
تھے اور آنا مادھوراو پیشوا کا ایک لاکھہ پچاس ہزار سوار کے
ساتھہ پونان سے بقصد استخلاص صوبہ سرا وغیرہ مملکت میسور سے

مطالعہ فرمانے والون پر ان اوراق کے پوشیدہ نہ رہے کہ نواب میرزا
علی خان برادرزادۂ نواب حیدرعلی خان نے عہد طفولیت سے کنار شفقت
ومرحمت مین نواب بہادر کے پرورش پائی تھی اور فرط محبّت کے سبب نواب
بہادر خود اُسکی پرورش وتربیت کا کفیل ہوا تھا چونکہ اُس امیرزادے نیکو نہاد
مین بھی آثار سعادت مندی وشکر گزاری کے نواب کے ساتھہ نمایان تھے
اسواسطے نواب نے اُسکو صوبہ سرا کی صوبہ داری پر ممتاز فرمایا تھا لیکن
حزم ودوربینی کی راہ سے جیسے تمام صوبہ دارون کے ساتھہ رعایت کیا کرتا
ایک مدبّر ہوشیار کار گزار کو قوم برہمن سے جسکی دیانت وامانت پر اُسے
وثوق تھا اُسکا نایبِ صوبہ مقرّر کیا چونکہ یہہ برہمن مرد عیّار وطامع تھا ساتھہ بڑی
چاپلوسی وخوشامد اور برلانے ہوس جوانی وجلد مہیّا کردینے اسباب عیش
وکامرانی کے اُس نوجوان سادہ دل کو دام مین لا اپنے تئین اُسکی نظر مین ہواخواہ
راسخ ظاہر کیا تھا میرزا علی خان جو ایک جوان کریم نہاد وولدادہ طرب ونشاط
تھا زر خراج وباج اُس صوبے کا برخلاف نصیحت وفرمان حیدری کے سبب
لہو ولعب مین تصرّف کرنے اور ارباب طرب ونشاط کو بیدریغ دینے لگا اور
برہمن خیانت کار جسکو اس اسراف واتلاف بیجا سے وعدے کے بموجب
حضور مین نواب سے اطّلاع کرنی ضرور تھی امیرزادے کو واسطے دفع توہّم عتاب حیدری

سے یون کہنے لگا کہ اگر نواب محاسبہ خراج کا اِس صوبے کے طلب فرمائیگا تو مجھکو اِسقدر لیاقت ہی کہ ایک دفتر نیا طیّار کر کے اُسکا رفع شبہہ اچھی طرح کرون اور جب تک نواب مہمّات جنگ و جدال سے فراغت کر صوبہ سرا مین آنیکا قصد کریگا اُس کے قبل اتنا زر کہ اس اسراف کی تلافی کرسکے جمع کر ونگا میرزا موصوف ذرایع سے اِس گرگ کہن کے ایسا فریفتہ ہوگیا کہ مطلق مستی فرط کامرانی اور خواب غفلت نوجوانی سے ہوشیار و بیدار نہوا اور نظم و نسق صوبہ اور خراج و باج کو اُسکے اپنے اطوار ناشایستہ سے بالکل برہم و درہم کر دیا نواب حیدر علی خان بہادر کو جب اُس حال سے اطلاع ہوئی کچھ تہدید و چشم نمائی مناسب و ضرور جانی اِس لیئے تراونکوری جنگ کا حال جس مین خود مشغول تھا پوشیدہ رکھہ میرزا کو لکھا کہ مرہٹے کے ساتھہ عہد آشتی و صلح کی تجدید کرے اور ایسا ظاہر کیا کہ خود بدولت حدود ملیبار سے سرنگاپٹن کو مراجعت فرما آخر سال مین وہان سے سرا کو جائیگا اور یہہ لکھا کہ زر بقیّہ خراج صوبہ سرا سے مقدار شایستہ خریداری مین آشتی جدید کے مرہٹے سے صرف کرے جب مضمون نے اُس نامے کے پریشانی مین خاطر میرزا کے کچھ کمی نکی اور برہمن نادان اپنی تباہی کو میرزا سے زیادہ تر سمجھا تب واسطے منحرف کرنے مزاج اُس جوان سادہ دل کے یہہ کہا کہ اگر آپ مجھکو عہدے مین سفارت کے ظاہرا تجدید صلح کے لیئے جیسا نواب بہادر نے لکھا ہی مادھوراو پیشوا کے پاس بھیجین تو مین پیشواے موصوف کو اُس طریق پر لاؤن کہ وہ خوشی سے صوبہ داری سرا کی آپ پر بحال رکھے کیونکہ نواب بہادر نے بزور صوبہ مذکور مرہٹون سے لے لیا تھا اسواسطے پیشوا دل سے خرابی دولت حیدری کی چاہتا ہی اگر تھوڑا سا خراج آپ اُنکو دینا مقرّر کر دینگے تو وے بخوبی

آپ کی حمایت کرینگے دمدمہ و فسون برہمن خانہ خراب اور حب جاہ و خیال حکومت اور خوف تشریف آوری نواب بہادر نے سب باتین اُس امیرزادے کو ناسپاسی وعہدشکنی پر اپنے مربّی قدیم کے لائین چنانچہ اُسنے اُس برہمن ناستودہ فن کو سفارت کے عہدے پر پونان کو بھیجا تا جو کچھ وہ مناسب جانے عمل مین لاوے جب وہ سفیر پونان مین پہنچا ارکان دولت پونان نے سب اُسکی باتین بسمع قبول سنین اور انگریزون کے وکیل نے جو اُن دنون وہان حاضر تھا اسطرح سے جماعہ مرہتہ کی عزیمت کو تاخت کرنے پر ملک حیدری کے مصمّم کیا کہ اب فرصت کلّی حاصل ہی چاہئے کہ جماعہ مرہتہ اِس طرف سے ممالک پر نواب حیدرعلی خان کے فوج کشی کرین اور نواب نظام علی خان اور انگریز اُس طرف سے جب یہہ خبر نواب بہادر نے سنی کہ اُسکا برادرزادہ عزیز کفران نعمت و ناسپاسی کا مرتکب ہوا اور ساتھ اُس فوج کے جو اُسکو سپرد کی گئی تھی دشمنون سے مل اُنکا مددگار ہو اُنھین صوبۂ سرا وغیرہ مملکت حیدری مین آنے کی اجازت دی ہی بہت سا پریشان خاطر ہوا حق ہی کہ اِس حادثہ ناگہانی نے تمام منصوبون کو نواب بہادر کے برہم کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر جماعہ مرہتہ تجدید آشتی پر جیسا کہ مرزا کو اس باب مین لکھا گیا تھا راضی نہو کر لشکرکشی کرینگے تب بھی ہمکو اتنی فرصت ملیگی کہ ساتھ فوج میرزا کے متفق ہو مرہتون سے اُس طرف سرا کے جنگ کرین اور وقت ضرورت کے قلعہ سرا وغیرہ مین متحصّن ہو جاینگے اور یہہ بھی اُسکے خیال مین تھا کہ یہہ معاملہ اُسکا مرہتون کے ساتھ اِس سے پہلے کہ افواج متّفقہ نظام علی خان اور انگریزون کی سرحد بانگلور مین پہنچین یکسو ہو جائیگا اور اتنی فرصت اُسکو ملیگی کہ اُن متّفقہ فوجون پر حملہ کر سکے لیکن برخلاف اُس

خیال اور حشمداشت کے جب اُسنے دیکھا کہ مرزا کی خیانت اور نافہمی کے سبب تمام ممالک محروسہ اُسکا معروض تاخت اعادی ہوا چاہتا ہی اُسکو ضرور ہوا کہ قلعہ سریرنگپٹن مین متحصّن اور حصار کی حمایت سے اعدا کے مدافعہ مین مشغول ہو'

متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تخریب پر جوار ودیار سریرنگپٹن کے اور ذخیرہ کرنا اذوقہ لشکر کا اور متفرّق کرنا رسالون کا واسطے راہ زنی ویغماگری کے اذوقہ لانے والون پر اعدا کے اور ٹیّار کروانا ایک بڑا احاطہ لشکرگاہ کا

اِس مُہم مین نواب حیدر علی خان بہادر نے یہہ تدبیر کی کہ سب فوج کو چھوتے چھوتے حصّون مین منقسم کر چار طرف دارالملک کے منتشر و متعیّن کر سپہدارونکو یہہ حکم دیا کہ شہر و قصبات و دیہات و قلعجات کے رہنے والون کو بزور اِس امر پر لاوین کہ وے اپنے مکانون سکونون کو چھوڑ اپنی سب اشیاے منقولہ لیکر سریرنگپٹن مین آرہین اور سواے برتے درختون کے سب کشتزار وصحرا مین آگ لگا کر خاک سیاہ کر دین تنکا گھاس کا روے زمین پر اور پھوس چھپرون پر رہنے نپاوے اور سب بقّال اہل حرفہ خردہ فروشون و غیرہ کو جو ملازم شکار کے تھے یہہ حکم عام دیا کہ سب لوتت مین شریک ہون چنانچہ تھوڑے ہی دنون مین تیس میل تک گرد سریرنگپٹن کے تمام تباہ و ویران ہوگیا اور سب جنس غلّہ و غیرہ مایحتاج زندگانی کی سریرنگپٹن مین ساتھہ کثرت و موفوری کے جمع کی گئی جب کوئی جماعت رعایا کی اپنا مال اسباب وہان لیکر پہنچتی تھی اُسکا

مال سب ساتھہ قیمت رایج کے سرکار مین خرید ہوتا تھا تاوے خوش ہوتے
پھر ہر فرقہ کوہستان مین جو قریب دارالملک کے واقع ہی واسطے سکونت
کے بھیجا جاتا اور غلّہ وغیرہ بقیمت ارزان بنسبت قیمت خرید کے کارگزاران
سرکار رعایا کے ہاتھہ فروخت کرتے تھے جبتک افواج حیدری تخریب شہر
و قصبات و دیہات مین مشغول رہی بعد اُسکے کمال جدّ و جہد اُستوار کرنے
مین لشکرگاہ کے عمل مین آئی یہہ لشکرگاہ دست چپ کی طرف حصار شہر تک
منتہی ہوئی تھی اور دست راست کو اُس قلعے تک پہنچی تھی جو منتہا پر اُس
نہر کے واقع ہی جو رود کاویری کے ساتھہ اُس جزیرہ کو احاطہ کرتی ہی
جس مین شہر کی بنا رکھی گئی اِس مقام مین پشت معسکر کی اس نہر سے
پشتیبان رکھتی تھی اور اعدا کے حملہ سے ایمن و محفوظ کیونکہ نہر مذکور
بہت عمیق تھی اور کنارہ اُسکا بلند تو پین بڑی بڑی آٹھارہ سیر کا گولہ کھانیوالیان
اِس حصار پر لگی ہوئین اور تمام میدان پر مشرف اِن قلعون کے آگے
تھوڑی ہی دور کے فاصلے پر ساتِ قلعے اور تھے کہ ہر ایک پر آٹھارہ ضرب توپ
لگائی گئین تھین اور پانسو گولہ انداز اُن پر متعیّن اور قلعون کے گرد خندق چونکہ
رود کاویری ہر مقام مین پایاب ہی اور زمین سنگین اِس لئیے بیشمار گوکھرو
آہنین بنوائے گئے کہ وقت حملہ اعدا کے اُس مین ڈال دیئے جاوین ایک سو
ضرب توپ حصار پر اور پچاس ضرب ایک معبد سنگین پر جو مقابل رود کے
ایک پہاڑ پر واقع ہی لگائی گئین تا اعدا پر وقت یورش گولہ زنی کی جاوے اور
تین سو ضرب توپ گرد اُس لشکرگاہ کے چنی گئین تھین خیر اب
اس طیاری سے نواب بہادر اعدا کا منتظر تھا اور چونکہ سوارون کا کام
بالفعل نواب ممدوح نے وہان کچھہ نہ دیکھا اسلیئے اُن کو دو حصّے کرکہ

اعظم کو میر مخدوم علی خان کی سر گردگی مین واسطے مدافعہ نواب نظام علی خان کے حدود بنگلور مین بھیج دیا اور اُنھون نے اُس ملک مین پہنچ تباہ کرنیکی بنیاد ڈالی اور افسری باقی سوارون اور ایک جمعیت کثیر پیادون اور تمام حشم نا موقّف کی نواب میر فیض اللہ خان کو عطا کی اور حکم دیا کہ دیار بنگر مین جا کر حمایت مین ان کوہستانی راہون کے جو اُسکو کنڑے سے جدا کرتی ہین مشغول ہو اور ساتھ فوج متعینّہ اُس ملک کے متّفق ہو جماعہ مرھتہ کو آنے سے باز رکھے سب سپاہی فرنگستانی جو قدیم سے ہوا خواہ نواب بہادر کے تھے یہ آرزو رکھتے تھے کہ اُس جنگ مین اُنکے لیئے ایک مقام خاص واسطے مدافعہ دشمنون کے تعین کیا جاے چنانچہ اِسی واسطے اُنکے افسر نے منصبدارون کے ساتھ حضور مین یون عرض کیا کہ چونکہ فوج فرنگستانی نے ہمیشہ ساتھ ماموری نے اور پر بھاری و پرخطر مقام جنگ کے عزّت و امتیاز سرکار سے پائی ہی اس لئے اِس مہم مین بھی ہم امیدوار ہین کہ واسطے حمایت کرنے پہلے قلعے کے منصوب ہون نواب نے فرمایا کہ ہم کو بھی یہی منظور تھا جاؤ اور اپنے علم درمیان کے قلعہ پر بلند کرو اور ہم سے مدد شایستہ کے امیدوار رہو اِسواسطے کہ ہم خود دوسرے قلعہ کی فرمان دہی مین مشغول رہینگے میرزا کی خیانت کے باعث جسکو ہم نے فرزند کی طرح پرورش کیا تھا ہمکو بہت سی دل گرفتگی و رنج حاصل ہوا اور اسطرح سے متّفق ہونا سب اعدا کا ہم نہ جانتے تھے تب بھی اگرچہ غنیم کی فوج عظیم ہی لطیفہ غیبی کے ہم امیدوار ہین اور جب تک فضل الٰہی شامل حال ہی دشمنون سے کیا ڈر اور اگر مرضی الٰہی دیگرگون ہو اُسپر بھی ہم راضی ہین

دلیری و وفاداری نے قلعہ داران حصار مارت سراو مگھیری کے نواب کو اچھی فرصت واسطے مہیّا کرنے اسباب جنگ کے دی بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب

قلعہ داران حصار مارت سرا و گھیری کو یہہ معلوم ہوا کہ صوبہ دار سرا اپنی فوج
ساتھ مادھوراو سپہسالار مرہٹہ سے مل گیا اُسکی اطاعت سے منحرف ہو گئے
محاصرہ کرنیکے وقت خوب لڑے علی الخصوص قلعہ دار حصار گھیری جس مین
سپاھیان تناور جو واسطے تاراج کرنے اُن حدود کے آئے تھے بموجب درخواست
اِس قلعہ دار کے مسافت چودہ فرسنگ کی علی الاتّصال ایک شبانہ روز
مین طی کر اُسکی کمک کو قلعہ مین پہنچے اور اِس لحاظ سے کہ اگر راہ مین آرام کرین
تو قلعہ والون کی مدد مین تاخیر واقع ہوگی وے راہ مین کہین نہ ٹھہرے جب وہ قلعہ
مفتوح ہوا اور مادھوراو نے اُن تناورون کو جنکی جوانمردی تمام ہندوستان مین
مشہور ہوگئی تھی میلے کچیلے لباس کے ساتھ دیکھا اُسکو کمال حیرت ہوئی اُن سے
مخاطب ہو کہا کہ تعجّب کا مقام ہی کہ تمہارا آقا جو سپاہ کا قدر دان ہی تم سے دلاورون
کو ایسا خوار و متبذل رکھتا ہی اُن کے سپہدار نے جواب دیا کہ مہاراج صورت
واقعہ یہہ ہی کہ ہم لوگ اِس قلعے کے متعلّق نتھے لیکن اُسکے محاصرے کی خبر سن
اُمنگ پر اِس بلند نامی کے کہ آپ سے سپہسالار کے ساتھ لڑین اِس قدر
ہم لوگون نے دھاوا کیا کہ چودہ فرسنگ کی مسافت یکشبانہ روز مین طی کی
راہ مین نہ کچھ کھایا نہ پیا اور سوا اِس رخت کے جو ہم پہنے ہین کچھ ساتھ
نلائے مادھوراو نے کہا کہ تمہارے کام مردانہ ہم کو بہت پسند آئے یہہ فرما دو دو
جوڑے کپڑے اچھے ہر ایک کو اپنی سرکار سے دیکر یہہ کہا کہ اگرچہ دستور فتح
و قلعہ گیری کا یہہ ہی کہ سلاح و علم تمسے لے لین پر بپاس عزّت و نامداری تمہارے
آقا کے تمہاری دلیری و بہادری دیکھ علم و سلاح دونون چھوڑ دیئے گئے
اس طرح پر اُس جنگ مین ہندی سپاہیون نے جنکو ہم لوگ اہل فرنگ
و بو مردم ناتراشیدہ کہتے ہین لڑ بھڑ کر نام اپنا صفحہ روزگار پر باقی رکھا و لیکن

بعد بیان کرنے مردانگی ہندی سپاہیون کی. بیان نکرنا وفاداری کو اُن سو نفر گولندازان فرنگستانی کے اسی واقعہ مین جنھون نے حق نمک خواری کا بخوبی ادا کیا سراسر بے انصافی ہی اسواسطے لکھا جاتا ہی کہ یہ لوگ بھی دوسرے سپاہیون کی طرح واسطے جنگ جماعہ مرہٹے کے روانہ کیے گئے تھے لیکن اُنکو جب سازش مرزا کی مرہٹے کے ساتھ معلوم ہوئی اُسکی خیانت اُنھین ایسی ناپسند آئی کہ اپنے سپہسالار سے کہا کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ ہم لوگ نواب بہادر سے جسکا نمک ہم نے مدّت سے کھایا ہی جنگ کرینگے حاشا وکلّا ہمسے کبھو ایسا کام نہوگا بلکہ ہمارا ارادہ یہ ہی کہ ہم اُسکی طرف سے جنگ کرین بھر خدا حافظ کہکر وہان سے صرف ایک شمشیر اور ایک جوڑے کپڑے سمیت جو پہنے تھے روانہ ہوئے اور بالکل مال واسباب وہین چھوڑ لشکر حیدری مین جا پہنچے نواب بہادر اِس سلوک سے اُنکے کمال خوش ہو ایک ایک جوڑی کنگن طلائی ہر ایک منصبدار اور زر نقد سپاہیون کو عطا کیا اور قیمت اسباب کی جو چھوڑ آئے تھے موافق اُنکے اِظہار کے ہر ایک نے سرکار سے پائی؎

چڑھائی کرنا نواب نظام علی خان کا ممالک میسور پر سنّے سے خبر یورش جماعہ مرہٹہ کی میسور پر اور فراہم ہونا دونون لشکر کا سینا پٹن مین واسطے تاراج کرنے خزانہ سرینگپٹن کے

جنریل اسمتھ اور رکن الدولہ نے جو نہین سنا کہ مرزا مرہٹے سے مل گیا فوراً نظام علی خان کو اِس حال سے اطّلاع دی چونکہ نواب نظام علی خان

به سبب اپنے اسراف و باد دستی کے ہمیشہ زر کا محتاج رہتا تھا جنرل موصوف
نے موقع پاکر اُسکو یون انگیز دی کہ جلد سرینگپٹن کو کوچ کیجئے ایسا نہو کہ مرہٹے
اس امر مین پیش دستی کر وہان کے سب خزانون پر متصرف و قابض
ہو جاوین چنانچہ نواب نظام علی خان کے جلد کوچ کرنیکے سبب اور مادھو راو کے
توقف کرنیکے باعث محاصرہ کرنے مین قلعے مادت سرا و گمگیری کے جو ابھی مذکور ہوا
ایسا اتّفاق ہوا کہ دونون لشکر ایک ہی وقت حدود مین سیناپٹن کے جو
سرینگاپٹن سے سات فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی باہم پہنچے امیرون اور
سپہدارون نے دونون لشکر کے امید پر دستیاب ہونے زر و جواہر بے شمار
سرینگپٹن کے بہت سے خیال پکائے تھے لیکن ویرانی و خرابی دیار و جوار سرینگپٹن
کی اور تباہی و اسیری اپنے اذوقہ تلاش کرنیوالون کی ہاتھ سے سواران
حیدری کے مشاہدہ کرا ور اس سبب سے کہ مقام و کیفیت افواج حیدری کی اُنکو
کچھ معلوم ہو نسکتی تھی اُنکو یقین ہوا کہ وہ سب اُنکے خیال محض خام و صرف لغو
تھے الغرض دونون لشکر مرہٹہ اور نواب نظام علی خان کے فراہم ہوتے ہی
اوّل روز تو کئی رسالے سواران کے حوالی سرینگپٹن کے میدان مین آئے اور
بعضے لوگ اُن مین سے آگے بڑھکر نزدیک گئے کہ شہر و قلعچون کو جنپر دھجے
حیدری کے پھہراتے تھے دیکھین چونکہ اس جانب سے کچھ ممانعت و مزاحمت نہوئی
وے تمام میدان مین ہر طرف پھرے اور ہر چیزون کو مشاہدہ کیا دوسرے روز
پھر سوارون کے رسالے اوّل روز کی طرح میدان مین آئے اور بے مزاحمت پھر
کر چلے گئے تیسرے روز پہر دن چڑھے ایک مرتبہ میدان مین نواب نظام علی خان
و مرہٹے کے سوار اور امیر و سردار جو ہاتھیون پر چڑھے ہوئے تھے جا پہنچے اور عقب
سوارون کے نوّے ہزار پیادون کی جمعیت مع پچاس ضرب بڑی توپون کے آئین

اُسوقت ایک عظیم شکوہ اور طرفہ انبوہ نمایان ہوئی تو از پیادے دو لاکھ سے زیادہ اور عماری دار ہاتھی دوسو سے متجاوز جنرل اسمتھ اپنے رسالہ ترک سوارون کے ساتھ واسطے دریافت کرنے احوال معسکر حیدری کے آگے بڑھا جب یہہ رسالہ چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچا جہان سے آگے جانا ممکن نہ تھا ایک اشارہ اُس قلعچے سے جس مین نواب بہادر خود فرمان فرماتھا کیا گیا اور ایک مرتبہ اسطرح پر تمام قلعچون سے اور کوہچے سے آتش باری شروع ہوگئی کہ آناً فاناً مین ہزارہا آدمی مارے پڑے اور کشتون کے پشتے لگ گئے تب نواب نظام علی خان اور اُسکی فوج کے دل پر کمال دہشت و ہیبت مستولی ہوئی اور جنرل اسمتھ پر یہہ ثابت ہوا کہ حملہ کرنا لشکرگاہ حیدری پر امکان سے باہر ہی دوسرے روز مجلس شورا منعقد ہوئی اور سردار و سپہسالار دونون لشکر کے وہان جمع ہوے ہر شخص اپنی رائے کے موافق گفتگو کرنے لگا پر کسی بات پر اتفاق رایون کا نہوا اگرچہ سب مین راے جنرل اسمتھ کی قرین صواب تھی کہ دونون لشکر جدا ہون اور کچھ ایسا حیلہ کرین جس مین نواب بہادر اپنے لشکرگاہ سے جو بہت حصین ہی باہر نکلے لیکن یہہ امرا اہل شورا نے پسند نہ کیا'

ناکام ہونا مردارون کا دونون فوج تاراج اندیش کے اپنی طمع سے
اور لاچار ہوکر آشتی کرنا جماعہ مرہٹہ کا مصفی حیدرعلی خان کے
ساتھہ اور متحیّر رہنا نظام علی خان کا و بحکم اضطرار مصالحہ
کرنا اُسکا نواب بہادر کے ساتھہ اور متّفق ہونا دونون
نواب کا قلع وقمع پر انگریز اور نواب محمد علی خان کے

سب اہل شورا اپنے اپنے خیمہ کو گئے پھر اِس بات مین کچھ گفتگو نہوئی اِس
درمیان مین مرہٹے اور نواب نظام علی خان کے سوار جو اُس نواح مین اذوقہ کی
تلاش کو جاتے اکثر سواران حیدری سے خاصہ اُن سوارون سے جو میر محمد وم علی
کے تابع تھے دوچار ہوتے اور ناکام منہزم پھر آتے چنانچہ نواب نظام علی
خان و مرہٹے کے لشکر مین اذوقہ و علوفہ نایاب ہونے لگا اور رسد لانیوالے جانور ہاتھی
گھوڑے بیل اور وے آدمی جو رسد تلاش کرنیکو جاتے ہرروز گرفتار ہو جاتے آخر کو
یہہ نوبت پہنچی کر کسی جگہہ غلّہ ہاتھہ نہ آتا تھا قیمت چاول اور ضروری چیزون کی بہت
چڑھ گئی نواب بہادر کو ہرطرح کی خبر مخالفون کے لشکر کی پہنچتی تھی اور وہ اپنی
لشکرگاہ مین خوشی و خرّمی کے ساتھہ زندگانی کرتا اور واسطے فوج کے ہرطرح کا
اسباب زندگی بکثرت مہیّا تھا ہر سپاہی نے ایک گڑھا کھود اپنے کھانیکا غلّہ ذخیرہ
اُسمین رکھا تھا اور رود کاویری سے مچھلی بہت میسّر آتی اور باقی چیزین
اور ساز و سامان جنگی جنکی حاجت ہوتی تو رات کے وقت کوہستان و جنگل
سے ساتھہ بدرقہ سپاہ کے لائی جاتین مرہٹون نے بہانے سے اذوقہ و علوفہ جوئی
کے سپاہیون سے خیمے اُٹھا کر رود کاویری کے کنارے سریرنگپتن سے
پانچ میل کے فاصلے پر اپنا ڈیرا کیا ایسا معلوم ہوتاہی کہ مرہٹے رود کاویری پر

یرا کرنے کے پہلے نواب بہادر کے ساتھ در باب آشتی مخفی گفتگو رکھتے
تھے اسواسطے کہ بعد تبدیل مقام کے دوسرے ہی روز صلح موقت اُن سے
گئی اور تیسرے روز مرہٹے صوبہ سرا کو کارپردازان حیدری کے حوالہ
پونان کو روانہ ہوگئے اِس خبر کے سنتے ہی فوج نواب نظام علی خان کی گرداب
طراب مین پڑی اور خود نواب موصوف سب سے زاید مشوش و پریشان
طرہوا نواب بہادر جو حال سے فطرت و مزاج نواب نظام علی خان کے اچھی
ح واقف تھا اُسکی وحشت زیادہ کرنے کے لیئے اپنی فوج کو بنگر سے
ب کیا اور راحاطے سے لشکرگاہ کے اپنی فوجون کو باہر نکال میدان مین سیناپٹن
راہ پر خیمے استادہ کروائے نواب نظام علی خان نے اِس حرکت سے جیسا
ب بہادر نے خیال کیا تھا نہایت خایف و ہراسان ہوکر صلاح و مشورت کو
ب بسالت جنگ اور نواب محفوظ خان وغیرہ امیرون کے جو سب مخفی
اخواہ دولت حیدری کے تھے معمع قبول سے سناجب رکن الدولہ دیوان نظام علی
، نے معاملہ دیگرگون دیکھا اور راہ شجاعت کی اپنے خواجہ کے دل پر مسدود پائی
جب اقتضائے حال اِس بات مین پیشدستی کر مصلحتین آشتی کی بیان کرکے
ں سے التماس کیا کہ نواب بہادر سے صلح کرنا چاہیئے اور دیوان مذکور خود کفیل
ں مہم کے انجام دینے کا ہوا اور اِس عذر لنگ سے انگریزی فوج کو طرف
اس کے روانہ کیا کہ وہ تسخیر کرنے مین قلعجات دولت حیدری کے جو اُس
د مین ہمین کوشش کرے جنرل اسمتھ قراین حال و مقام سے اِس امر کو
ہ گیا اور روانہ ہونے کو طرف ملکات انگریزی کے غنیمت سمجھا تا وہ سلوک
قانہ سے نواب نظام علی خان کے محفوظ رہے اسواسطے کہ اگر وہ وہان رہتا تو
ل تھا کہ نواب نظام علی خان اُسکو نواب حیدر علی خان کے حوالہ کر دیتا تب

جنریل موصوف کو سوائے تسلیم و انقیاد کے کچھ چارہ نہ ہوتا اب جنریل اسمتھ نے یہہ سب حال من وعن کارگزاران دولت مدراس کو لکھہ بھیجا اور حال اپنی بدگمانی کا بھی جو نواب نظام علی خان اور اُسکے دیوان رکن الدولہ کے ساتھہ رکھتا تھا ظاہر کرکے اُن مصلحتون کو جو آشتی کرنے مین نواب بہادر کے ساتھہ تھین بیان کیا اور آخر یہہ لکھا کہ اِس امر مین سستی و توقّف زنہار نکیا چاہئے نہین تو انگریزون کو تنہا بار اخراجات سنگین جنگ کا جو اُنکے ملک مین واقع ہوگی متحمّل ہونا پڑیگا اِدھر تو کارگزاران مدراس نے جنریل اسمتھ سے یہہ خبر معلوم کی اور اُدھر رکن الدولہ دیوان نواب نظام علی خان نے اپنے برادر نسبتی نواب محمد علی خان کو یہہ لکھا کہ یہہ جنگ جو نواب نظام علی خان اور نواب بہادر کے درمیان بالفعل واقع ہی طول کھینچیگی اور جب تک نواب بہادر مجبور ہوکر لااقل نواح بنگلور اور مالیم نواب نظام علی خان کو نہ دے صلح ہونا معلوم کو نسلیان مدراس اس خبر پر جو رکن الدّولہ نے محمد علی خان کو لکھی تھی اعتماد کیا اور معروضہ پر جنریل اسمتھ کے عمل نہ کیا بلکہ اُسکو لکھا کہ وہ نواب نظام علی خان کے ساتھہ ہرحال مین موافق و مرافق رہے دیوان دورنگ نے نواب محمد علی خان کو تو یہان یہہ لکھہ بھیجا اور وہان خود ہی نواب محفوظ خان کو نواب بہادر کے پاس بھیجکر بذریعہ عریضہ یہہ ظاہر کیا کہ مین سرینگپتن مین واسطے ملازمت نواب حیدر علی خان کے آتاہون اور یہہ چاہتاہون کہ تمام امور جو نواب محفوظ خان گوش گزار کریگا موافق مرضی نواب حیدر علی خان بہادر کے انجام کو پہنچاؤن نواب موصوف کو جب یہہ معلوم ہوا واسطے دلجوئی اور اعتماد نواب نظام علی خان کے حکم کیا کہ لشکر حیدری خیمہ گاہ جدید سے معسکر قدیم کو پھر جاوے اور دیوان کو حاضر ہونے کا حکم لکھہ بھیجا سوداگرون اور بنجارون کو حکم دیا کہ اذوقہ و اسباب مایحتاج لشکر مین نواب نظام علی خان کے لیجائین جب

ءاب نظام علی خان نے مکتوب نواب حیدر علی خان کا پڑھا فوراً اپنی سپاہ
و حکم دیا تا ساز و سلاح جنگ کھول ڈالین اور نواب بہادر نے بھی اپنی فوج کو
سلاح کھولنے کا فرمان دیا تب دیوان مذکور بڑی حشمت کے ساتھ سریرنگپٹن
بن آیا اور دربار حیدری مین حاضر ہو بہت جلد امور وابستہ صلح کے طی کئے چنانچہ
ء قرار پایا کہ شاہزادہ کامگار ٹیپو سلطان نواب محفوظ خان کی بیٹی کو اپنے نکاح مین
وے اور نواب محفوظ خان بڑا بیٹا نواب انورالدین خان مرحوم کا جو شرعاً
لک و فرمان فرماے صوبہ آرکاٹ کا ہی اپنے سب حقوق نوابی
کے اپنے داماد سلطان موصوف کو البتّہ تسلیم و تفویض کردیگا اور
اب حیدر علی خان اور نواب نظام علی خان اپنی افواج متّفقہ سے نواب محمد
ی خان اور ہوا خواہون کو اُسکے مقہور کرینگے اور جب تک کہ فوج نواب نظام
ی خان کی اُس مہم مین رہیگی نواب حیدر علی خان چھہ لاکھ روپیہ ماہیانہ نواب
ظام علی خان کو دیتا رہیگا اور تعین و مامور کرنے مین قلعہ دارون کے قلعجات مفتوحہ
ن اختیار کلّی نواب حیدر علی خان کو ہوگا اور عنان قلعہ داری و حکومت اُس مملکت
ء نواب میر مخدوم علی خان برادر نسبتی نواب حیدر علی خان بہادر کے ہاتھ مین
توّض ہوگی تا وہ اپنے بھتیجے بلند اختر ٹیپو سلطان کی نیابت مین اُس صوبے کی
ومت پر مستعد و سرگرم رہے اور سلطان موصوف مالک تمام باج و خراج کا
ہگا اور میر مخدوم علی خان بعد وضع کرنے اخراجات ضروری حکمرانی کے زر حاصل اِس
وبے سے جس قدر باقی رہیگا سلطان موصوف کے خزانے مین بھیجیگا اور نواب رضاعلی
ن خلف نواب چندا صاحب مرحوم نے بھی تمام اپنے حقوق نوابی کو آرکاٹ
تر چناپلی و مادورا کے شاہزادہ بلند اقبال ٹیپو سلطان پر واگذاشت کیا لیکن نواب حیدرعلی
ن اور ٹیپو سلطان نے یہہ التزام کیا کہ تمام مملکت تنجاور بعد معزول کرنے وہانکے

راجہ کو حکومت اُس ملک کی نواب میر رضا علی خان کو فدیے یا سر بہا میں نواب چندا صاحب مقتول پدر نواب رضا علی خان مذکور کے دیوین اور آخر دونون نواب حیدر علی خان و نظام علی خان نے باہم اتّفاق و ہمداستانی اِس امر پر کی کہ ہرگز ایک دوسرے سے نفاق و مفارقت روا نرکھین بلکہ باہم متّفق ہو اِس باب مین بذل جہد کرین کہ تمام امور مندرجۂ عہد نامہ کے اتمام وانصرام کو پہنچائے جاوین قبل توثیق اِس عہد نامے کے جسکے اتمام کا نواب محفوظ خان متعہّد ہوا موکب ٹیپو سلطان کا نواب نظام علی خان کے ملاقات کے لیئے آمادہ و طیّار کیا گیا جسکی تفصیل یہ ہی چھہ ہزار سپاہی گزیدہ یاطو پاس و چار ہزار سوار چیدہ اور چھہ سو سوار فرنگستانی مسلّح و مکمّل اور جزو اعظم موکب خاصۂ نواب بہادر سے بھی اُسپر مزید کیا گیا بعد عہد نامے کے رکن الدولہ دیوان اپنے معسکر کو پھر گیا اور نواب محفوظ خان بھی اُسکے ساتھہ ہوا، روانہ ہوتے وقت ٹیپو سلطان کے نواب نظام علی خان کی ملاقات کے لیئے نواب بہادر بہت ہی دلگرفتہ و پریشان خاطر ہوا اپنے امیرون سے فرمایا کہ مین غدّاری و ستمگاری سے نواب نظام علی خان کے بہت ہراسان ہون کیونکہ جس شخص نے طمع سے ریاست کے اپنے بھائی کو مار ڈالا ہو دیکھا چاہیئے کہ میرے نور عین سے کسطرح پیش آوے اگر اور کچھہ نکرے فقط قید ہی کر رکھے تو اُس صورت مین مجبور ہو کر زر خطیر یا گرانمایہ بہرہ ملک کا مجھے اُسکے استخلاص مین دینا پڑیگا حاصل کلام یہ ہی کہ مین اپنا لخت جگر ایک ایسے ناہنجار کو سونپتا ہون جسکے قول کا تو کیا ذکر ہی قسم بھی قابل اعتبار کے نہیں (یہ گفتگو اور بہت سے کام نواب حیدر علی خان بہادر کے برہان و دلیل اس امر پر ہین کہ نواب ممدوح کو فرزندون اور قریبون سے کمال محبّت تھی) لیکن اُس نواب مہرپرور نے تنویت و دلاسائی پر نواب میر رضا علی خان

نواب میر فیض اللہ خان کے جو واسطے مرافقت ٹیپو سلطان کے مامور ہوئے
تھے اور دونون شخص نے کفالت اس امر کی تھی کہ پیشتر اُس سے کہ
سکے فرزند دلبند کو کوئی آسیب پہنچے وے دونون اپنے تئین فدا کرینگے اور
اپنے سپاہیون اور سرداروں کی بہادری پر بھی اعتماد کر کے سلطان
جانا معسکر مین نواب نظام علی خان کے منظور کیا جب سلطان اپنے موکب
ر کے ساتھ مقام سینا پٹن مین پہنچا سب فوج نظام علی خان کی خصوصاً
نگریز کیا سردار کیا سپاہی چابکی و چستی فوج حیدری کی دیکھ متعجب رہے اگرچہ
وال سپاہ حیدری کا سابق سے سنا تھا پر خیال مین اُنکے نہین آتا تھا کہ ہندوستانی
ج ساتھ اِس نظم و نسق کے کوچ کریگی الغرض فوج کے لباس کی
بی اور اسلحہ کی چمک اور سپاہ کی چستی دیکھ لوگون کی نظرون کو چکاچوندھی
ے جاتی اور تزک و شکوہ سواری کا تماشائیون کو حیرت مین ڈالتی تھی سلطان کے
ے مین داخل ہوتے ہی سلامی کی توپین سر ہوئین اور سپاہیون نے اپنے اپنے
یرون مین جا مقام کیا سردار لشکر نواب نظام علی خان کے واسطے دیکھنے
سران فوج حیدری کے آئے اور موکب موصوف کی عمدگی و شوکت و شکوہ
ی بہت سی تعریف کی دوسرے روز نواب بسالت جنگ برادر نواب
ام علی خان سلطان موصوف کی ملاقات کو آیا رکن الدولہ اور سب ارکان دولت
امیہ بھی ساتھ تھے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوے دوسرے روز سلطان
اب نظام علی خان کی ملاقات کو گیا اور نواب موصوف نے بہت سی تعظیم
واضع کے ساتھ ملاقات کی بعد طی ہونے لوازم رسم و مدارا کے نواب
ام علی خان نے فوراً باقی فوج انگریزی کو بھی رخصت کر اُن سے یہ ظاہر کیا کہ
ب ہوا خواہی و موافقت کے عہود درمیان ہمارے اور نواب حیدر علی خان

کے منعقد ہوے ہیں اور کسیطرح کی نزاع و خصومت باقی نرہی اب تم لوگون کے
نوکر رکھنے کی ہمکو کچھ حاجت نہیں اور ہم گورنر مدراس اورکو نسلیو نکو لکھ بھیجینگے کروے
کس مقام و سرحد تک پیچھے ہٹ جائین ۔ بعد منعقد ہونے عہدومیثاق موافقت و اتحاد ثانی
کے نواب حیدر علی خان نے اپنے وکیل میناجی پنڈت کو جو مدراس مین تھا ایک
اطلاعنامہ بھیجا اور یہہ لکھا کہ اِس اطلاعنامے کوگورنر مدراس کے ملاحظے مین
گذرانے مضمون اِس اطلاعنامہ کا یہہ تھا کہ نواب نظام علی خان اور نواب
حیدر علی خان خوب آگاہ ہیں کہ نواب محمد علی خان فن و فریب کی راہ سے مصدر
اِس تمام زحمت و محنت کا ہوا جس سے تمام دکھن پریشان حال و مضطرب
ہو رہا ہی اُسنے چاہا تھا کہ نواب حیدر علی خان کے ساتھ صف جنگ
آراستہ کرے اِسلیئے اب نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان نے
اُسکو تمام ان مرز و بوم سے جو اُسنے شرعی وارثون سے غصباً چھین
لی تھین محروم و بے بہرہ کیا اور دونون سرکارون نے اب ایسا
مناسب جانا کہ انگریزون کو منع کرین کہ من بعد پھر کبھو ملک نواب موصوف کی
نکرین اور اُن فوجون کو جو حراست و حمایت قلعجات متعلقہ آرکاٹ یا دوسرے
نواحِ منصوبہ پر نواب محمد علی خان کے انگریزون کی طرف سے متعین ہیں بلالین
اور جو قلعجات و ملک نواب محمد علی خان نے انگریزون کے پاس عوض مبلغ زر
گرو رکھا ہی نواب حیدر علی خان نے وعدہ کیا کہ یہہ مبلغ مین ادا کرونگا ظاہر ہی
کہ ایسے ایسے اظہار و اعلام جنگ نے جس مین بار تمام اخراجات کا دولت انگریزیہ
کو خود بلا شرکت غیر متحمل ہو ناپڑتا اُنکو خوب ہی مشوش و متحیر کیا ہوگا اسواسطے
کہ یہہ اظہار انگریزون کی طرف متوجہ تھا اور نواب محمد علی خان بیچارہ تو نہ لشکر
رکھتا تھا نہ زر بڑی تدبیر ملکی انگریزون کی اُس زمانے مین یہہ تھی کہ جو امیر

یران ہند سے توسیع حوزۂ ریاست کی اپنے عزیمت کرتا حتی الامکان وے
سکے سدّ راہ ہوتے اور اُسکو باز رکھتے کہ مبادا اُسکا استعلا دولت انگریزیہ
کے کارگزاران کے منصوبہ کا مانع ہو اور اُسی جہت سے اہل کار دولت
راسیہ ہمیشہ نواب حیدر علی خان سے جو طالب ترقّی جاہ کا تھا خائف رہتے
تھے جب نواب نظام علی خان نے چار سرکارین شمالی اپنے ملک سے انگریزون
ودین دولت انگریزیہ کے کارگزارون نے بارہ سو سپاہی فرنگستانی اور
اب پلٹن ہندوستانی اپنی طرف سے لشکر مین نواب نظام الدولہ کے داخل
یا اور اُنکے افسر کو جو جنریل اسمتھ تھا کونسل مدراس سے یہ لکھا گیا
، وہ فتوحات روز افزون حیدری سے نواب نظام علی خان کے دل مین بدگمانی
وسواس ڈالے اور اشتعال دینے مین رکن الدولہ دیوان کو جنگ پر نواب
ر علی خان کے اور طمع دلانے مین اُسکو واسطے دستیابی خزائن و دفاین
، شمار نواب موصوف کے سعی و کوشش کرے مقصود دولت مدراسیہ
اُس زمانے مین یہی تھا کہ فتوحات روز افزون حیدری کو توقّف مین ڈالے اور
اب حیدر علی خان اُس بوم و بر متعلّق میسور سے ملیبار کی طرف جو اُسطرف
ہر بالاگھات کے ہی دست بردار ہو اور باقی ملک تصرّف مین اپنے رکھے
رض اس مین یہ تھی کہ حکومت ایسے شخص پر دل جنگ آور کی درمیان
اب مرہٹہ اور کنپنی انگریز بہادر کے حائل رہے تا ملک سرکار کنپنی کا تاخت
تاراج سے مرہٹے کے بخوبی محفوظ رہے ؛

اظہار پاکدامنی اور تبریہ کا قوم فرانسیس کے مداخلت سے جنگ حالی کے

پوشیدہ نرہے کہ اس جنگ مین جسکا اعلام نواب حیدر علی خان بہادر نے دیا جماعہ فرانسیس کو جیسا کہ انگریز گمان کرتے ہین کچھ مداخلت نہ تھی اور یہہ خوب متحقق ہی کہ حیدر علی خان یا کسی اُسکے منصبدار نے جماعہ فرانسیس کو جنگ حالی مین کبھو نامہ و پیام نہین بھیجا تھا بلکہ بعد منعقد ہونے صلح کے نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان کے درمیان باب مکاتبت مفتوح ہوا اور بنائے مراسلت کی درمیان نواب بہادر و جماعہ فرانسیس کے دو مکتوب پر مبتنی ہوئی ایک اُن مکتوبون سے نواب بہادر کی طرف سے لکھا گیا تھا اور دوسرا نواب رضا علی خان کی جانب سے اور یہ دونون مکتوب بھیجنے کے لیئے گورنر پانڈیچیری کو سردار قشون فرنگستانی ملازم حیدری کے حوالہ کیئے گیئے تھے خلاصہ مضمون دونون خطون کا یہہ کہ نواب بہادر نے اپنے مکتوب مین لکھا تھا کہ باوجود ہمارے لطف و مہربانی کے انگریز ہماری دولت کی تباہی و خرابی کے درپی ہوے تھے اور ساتھہ انواع بندش و سازش کے نظام علی خان و جماعہ مرھتے کے ساتھہ ہمارے علی الرغم عہد و پیمان باندھا تھا چنانچہ افواج متفقہ نے ہمارے جوار و دیار پر یورش بھی کی تھی اور باعث اس اتفاق و فوج کشی کا سواے لوت و تاراج کے اور کوئی امر نہ تھا لیکن ہمنے حکمت عملی سے نواب نظام علی خان و انگریزون کے عہد باندھے ہوئے کو توڑ دونون جمعیت کو پریشان کردیا اب نواب نظام علی خان اور ہم متفق ہوئے ہین کہ نواب محمد علی خان اور انگریزون پر لشکر کشی کرین چونکہ سابق حمایت و امداد مین جماعہ فرانسیس کے

مین دشمنون کے ہاتھ سے ہم نے کوشش کر پاندیچیری کو محفوظ رکھا تھا
ب ہم یہ چاہتے ہین کہ جماعہ فرانسیس اس جنگ برحق مین ہماری
انت کرین اگرچہ ہم کو معلوم ہی کہ درمیان فرانسیسون اور انگریزون
کے اِسی سنہ ۱۷۶۷ ع مین مصالحہ ہوا ہی لیکن جب تک کہ حکم پادشاہ
نسیس کا اس خصوص مین نہ پہنچے اگر فرانسیس ہمارے پاس کمک
بھیجین تو ہم ممنون ہونگے باقی امور سپہدار فرانسیسی کے مکتوب سے جسپر
اعتماد رکھتے ہین معلوم ہوگا اور جو کچھ وہ ہماری طرف سے لکھے تم اُسکو ہمارا
ا ہوا جانو اور میر رضا علی خان نے اپنے خط مین یہ لکھا تھا کہ ہمارے خاندان
نے جس تاریخ سے کہ جماعۂ فرانسیس نے پہلے ہندوستان مین بود و باش
تیار کی تھی تمہارے ساتھ شرایط ارتباط کو مرعی رکھا ہی اور اُنھین کی ہواداری
ن میرا پدر بزرگوار مارا گیا اور میری والدۂ ماجدہ مدراس کو اسیری مین
لی گئی اور مین نے خود ہر طرح کا مال اپنا بہت برباد دیا اور دینولا ایک فرصت
مل ہوئی ہی. جسمین ہم متوقع ہین کہ مدد سے اپنے دوستون کے تلافی مافات
سکینگے اِسی واسطے ہم کو اپنے ہوا خواہان قدیم فرانسیسون سے
قع یہ ہی کہ اِس بات مین اعانت و امداد دریغ نہ رکھین باقی امور خط سے
سپہدار فرانسیسی ملازم حیدری کے جو ہمارا محل اعتماد ہی واضح ہوگا اِن
نون مکتوب کو منشی سپہدار فرانسیسی کا جو مرد معتمد تھا لے گیا اور سپہدار
انسیسی نے واسطے تصدیق اعتماد کے جو نواب حیدر علی خان و میر رضا علی خان
سپر رکھتے تھے ایک اپنا مکتوب بھی ساتھ دونون مراسلہ کے روانہ کیا تھا آغاز
س خط کا متضمن تھا عزیمت پر دونون نواب کے اوپر پورشش سواحل کارومندل
کے اور چندی اور چگونگی پر دونون لشکر کے تفصیل کے ساتھ اور

نامہ نگار کی آگاہی پر حقیقت کار اور کم و کیف سے افواج انگریزی کے اور بعد
اُسکے اس مین لکھا تھا کہ امکان سے باہر ہی کہ انگریز مفاسد سے اِس جنگ کے
اپنے تئین محفوظ رکھین اِسواسطے کہ اگلی لڑائیان اِس طبقہ کی جس مین اُنھون نے
فتح پائی ممالک شمالی ہندوستان مین اور طرح کی تھین اور یہہ لڑائی اور وضع کی
کیونکہ وے لڑائیان حدود مین سواحل دریاے شور یا کنارے پر رود گنگ کے واقع ہوئی
تھین جہان اذوقہ اور کمک وغیرہ تری کی راہ سے بہ آسانی اُنکو پہنچ سکتی تھی
اور یہہ جنگ دریا سے دور واقع ہوگی اور قلعے محافظ جانبین کے میدان جنگ سے
مسافت بعید پر علاوہ اُسکے یہہ کہ تمام مصالح جنگ سوارون کے لشکر پر موقوف ہین
اور لشکر انگریزی بالکل اُن سے خالی ہی اور فوج حیدری ہرگز لشکر امیران ہندوستان
کی طرح نہین جس مین ہر رسالے پر اختیار رسالدار کا رہتا ہی بلکہ تمام امور لشکر کے
قبضہ اختیار و کفایت مین ایک شخص کے ہین اور اگر انگریز اپنے شب خون مارنے
یا حملات ناگہانی کرنے یا دغا بازی و خیانت پر سپہداران حیدری کے اعتماد کرینگے
تو خطا پاوینگے کیونکہ زمام ایمنی و حراست لشکر کی میرے ہاتھ مین سونپی گئی ہی اور مین
کمال وثوق و اعتماد سے کہہ سکتا ہون کہ انگریز کسی طرح کے حملہ دیورش
ناگہانی سے فوج حیدری پر غالب نہو سکینگے اور خیانت و دغا جیسی کہ لشکرون مین
ہندوستان کے اکثر ہوتی ہی لشکر حیدری مین زنہار اُسکا احتمال نہین کیونکہ
کوئی سپہدار اُسکے سپہدارون سے رسالہ یا قشون اپنا نہین رکھتا ہی اور
چونکہ حیدر علی خان اِس جنگ مین مظفر و منصور ہوگا جماعہ فرانسیس کو مطلقا
کنارہ گیری امداد و کمک طرفین سے مناسب و قرین صلاح نہین اِس طرح کی
بیگانگی اور کنارہ گیری دونون فریق کو ناخوش کریگی کیونکہ نواب بہادر و میر
رضا علی خان نے درخواست کمک کی فرانسیسون سے عوض مین اپنے اگلے

شان کے کی ہی اور نواب محمد علی خان نے اس سبب سے سنأ لسہ
ک کی جماعہ فرانسیسون سے کی ہی کہ موافق عہد و پیمان بندھے ہوئے مقام فونطنی
و کے اُسکے نام پر نوابی آرکات کی مسلّم ہوئی اس صورت مین ایسا
اسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک کمک مختصر فرانسیسون کی جانب سے نواب
در کے پاس بھیج مدد شایستہ کا وعدہ کیا جاے اور وعدے کے وفا کرنے
ن اختیار ہی کہ یہہ عذر کیا جاے کہ باد مخالف آنے سے جہازی فوجون کی
ع ہوئی لیکن جمعیّت سپاہیان پانڈیچیری کی قلیل ہی اس سبب مدد
را نمایہ بھیجنا ممکان نہین اسقدر کافی ہی کہ کئی منصبدار و گولہ انداز پختہ کار
کر حیدری مین ملحق کیئے جاوین اور مشہور کیا جاوے کہ وے لوگ گورنر
نڈیچیری سے بھاگ کر لشکر حیدری مین جا ملے اس صورت مین کسیطرح
حتمال بدنامی کا نسبت قوم فرانسیس کے جو کاہش اقتدار انگریزون کی
ے ہندوستان مین چاہتے ہین نہین ہی اور یہہ خیر سگال یعنے سپہدار
انسیسی ملاحظہ کرنے سے عنوان اس جنگ کے یہہ مصلحت جانتا ہی کہ
مت مین گورنر فرانسیس کے از راہ صواب اندیشی اور تدبیر ملکی کے
رض کرے کہ استحکام کرنے مین پانڈیچیری کے جلد سعی کی جاوے اور
فعل خندق اُسکی صاف کرچند ضرب توپ برجون پر لگا دی جاوین کیونکہ اگر
اب بہادر اس یورش مین پانڈیچیری کے نزدیک جائیگا اور اُسکو
حمایت وحراست پائیگا تو زنہار پاس ورعایت فرانسیسون کے علم کی نکر تمام توپخانہ
اشیای جنگی زبردستی سے لیگا اور اُسکو عوض اپنی اعانت و کمک کا جو زمانہ سابق
ن جماعہ فرانسیس کے ساتھہ کی تھی سمجھیگا و لیکن اگر کچھہ بے حرمتی اور عدم مراعات علم
شاہ فرانسیس کی ظہور مین آویگی تو یقین جانتا کہ ہم لوگ فرنگستانی جو لشکر حیدری

مین نوکر ہین جماعہ سپاہیان قلعہ پانڈیچہری کے مددگار ہو افواج حیدری کے مدافعہ
مین کوشش کرینگے اور خانسے مین اُسکے یہہ دو امر مصلحت آمیز لکھے گئے تھے کہ
چونکہ یہان عزم مصمّم ہو چکا ہی کہ تمام نواح و دیار کرناٹک کا سوا اون کی فوج سے ناراج
و بیچراغ کیا جاے اسلیئے ضرور ہی کہ برنج وغیرہ خرید کر قلعے مین جمع کیا جاوے
اور بھیجنا موشیر ب یا دوسرے شخص کا جو نزدیک نواب کے قدر و اعتبار
رکھتا ہو واسطے تجدید ملاطفت و خبر سگالی نواب بہادر اور اُسکے ہواخواہون
کے مناسب حال اور شایستہ مقام جانا چاہیئے اِن مکتوبون کے پہنچتے ہی گورنر
پانڈیچہری بہت خوش و مطمئن ہوا اور ترس و ہراس حیدری بالکل اُسکے دل سے
رفع ہو گیا لیکن اِس سبب سے کہ کنپنی فرانسیس نے گورنر پانڈیچہری کو ساتھ کمال
تاکید کے ہر طرح کی جنگ و جدال سے عموماً اور جماعہ انگریزون سے خصوصاً
ممانعت لکھی تھی اِس سبب سے اُسنے جواب اِس مضمون کا نواب حیدرعلی
خان کو لکھا کہ جب موکب حیدری اِس حدود مین پہنچیگا ہرگز ادا کرنے مین لوازمۂ
اعزاز و اکرام اور ارسال مین سفیر کے اِس طرف سے قصور واقع نہ ہوگا اور
جناب نواب بہادر سے ہمکو بہت سی شرم ہی کہ ہم اپنے مین طاقت کمک
بھیجنے کی مقابلے مین انگریزون کے نہین پاتے کیونکہ درمیان انگریز و فرانسیس کے
درینولا عہد آشتی و صلح ایسا مستحکم و استوار کیا گیا ہی کہ اُسکو بدون حکم جدید
بادشاہ فرانسیس کے ہم توڑ نہین سکتے اور دوسرے امور تفصیل طلب سپہدار
فرانسیسی حضور عالی مین عرض کریگا مضمون جواب نامۂ رضا علی خان بہادر کا بھی
اسی طرح کا تھا پر جواب مین نامۂ سپہدار فرانسیسی ملازم نواب حیدر علی خان
کے یہہ لکھا تھا کہ آپ آیندہ ہم کو اس طرح کی مراسلت و خط و کتابت سے معاف
رکھین اور قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ افواج متفقہ دونون نواب کی لاس

جنگ مین انگریزون پر مظفّر و منصور نہونگی اور ہم اس جنگ مین مدد نہین کرسکتے
س واسطے کہ حکم موکّد ہمارے حاکمون کی طرف سے یہہ پہنچا ہی کہ ہم ہرگز خلاف
ین انگریزون اور نواب محمد علی خان کے متصدّی نہون اور تم سے ہم یہہ التماس
کرتے ہین کہ حضور مین دونون نواب ذی اقتدار کے یہہ سب حال تم عرض کرو
ور ہمارے اِباو انکارکی درشتی کو باب اعانت مین ساتھہ چرب وشیرین زبانی
کے اُنکے دلون پر نرم کرو اور اِسکے بعد کوئی خط اِس باب مین صراحت کے
ساتھہ نہ لکھو لیکن اگر ساتھہ کنایہ و رمز کے معرفت موشیر ژم کے روداد سے اطّلاع
و گے تو موجب ہماری خوشدلی کا ہوگا ؁

مختصر بیان حال لشکر و مملکت کا نواب بہادر کے جس
ہنگام مین افواج متّفقہ یورش کرناتک پر متوجّہ تھین ؁

ب نواب بہادر نے مع افواج متّفقہ عزیمت یورش کی سواحل کرناتک پر کی
سطے رخنہ بندی ہجوم مخالفون کے ہرطرح کی احتیاط کوعمل مین لایااور موافق
ابدید سپہدار فرانسیسی کے ارادے کو طیّار کرنے ایک جیش جدید
استانی کے جو سابق سے منظور تھاملتوی رکھا کیونکہ تربت اِس قدر لوگ فرنگستانی
نہوسکتے اِسلئے رائے صائب نے اُسکے یہہ مناسب جانا کہ تمام سپاہ
ستانی کو بلکہ منصبداران سپاہیان گرانڈیاں وظوپاس کو بھی ہزّارون و دَراگونون
پخانون پر منقسم کرے اور اُنکو سرکردگی اِنھون پر دے کروا سطے مقابلہ
نے انگریزون کے مقرّر فرماے توپخانہ لشکر حیدری کا بہت تراتھا اور
سباب جنگ کے اِس مرتبہ مین بکثرت تھے کہ فوج انگریزی اُسکا عُشر

عشیر نہ رکھتی تھی چونکہ لشکر ہندوستانی مین ہر طرح کے سوداگر اور اہل پیشہ
ہمراہ لشکر کے ہوتے ہین اور وے جانور بار بردار مختلف رکھتے نواب بہادر نے حکم
دیا کہ سب جانور بارکش ایک ایک گولہ توپ کا لیچلین اور جوابدہی اُسکی اُسکے
مالک سے متعلق رہے اور چونکہ غربا و مساکین روزی طلب بھی ہندوستانی لشکرون
مین رہا کرتے ہین نواب بہادر نے اُنھین اجازت لشکر کے پیچھے رہنے کی دی
تا ہمیشہ لکڑی گھاس وغیرہ اشیاے ضروری جمع کر لشکر مین پہنچا کرین اور
بہتون کو اُن مین سے واسطے ہموار کرنے راہ اور سرنگ دوڑانے کے
لئے نوکر رکھے اور ہر طرح کے ساز و آلات توپخانہ وغیرہ کے دُھرے لئے
تاکسی نوع کا توقف طی کرنے مین راہ کے واقع نہو ساتھ ہر ایک ضرب توپ
کے ایک ہاتھی مقرر کیا چونکہ حال اِن تعلیم کردہ ہاتھیون کا گونہ طرفگی سے خالی نہین
اِسلیئے لکھا جاتا ہی کہ جسوقت کوئی توپ کوہچے پر چڑھاتے وقت بیل دم
لینے کو کھڑے ہو جاتے ہی ہاتھی توپ کو اپنے پانون پر لے لیتا اور اگر نیچے اُتارنی
منظور ہوتی تو خرطوم سے توپ کو روک لیتا اور گرنے نہ دیتا اگر کہین توپ چلتے چلتے کسی
سبب رُک جاتی یا کسی زمین مین گڑ جاتی تو ہاتھی چلانے اور اُٹھانے مین اُسکے
بیلون کی اعانت کرتا چنانچہ ایک منصبدار ثقہ نے جو میر توپخانے کا تھا اپنا معاینہ بیان
کیا ہی کہ اتفاقاً ایک توپ رک گئی تھی اور بیل باوجود ضرب کے اُسکے کھینچنے سے
پہلو تہی کرتے تھے اُس توپ کے ہاتھی نے ایک شاخ درخت سے توڑ کر اِسقدر بیلونکو
مارا کہ بیل چل نکلے اور جب توپ مورچے مین لگائی جاتی تو ہاتھی اُسکو بے تائید
بیلون کے رخنہ گاہ مین رکھ دیتا ہر گاڑی ساز و سامان جنگی لیجانیوالی دو سو لقمے
بارود و گولے توپ کے اور بے شمار تو ٹنے بندوق کے لیجاتی تھی ہر پلٹن کے
ہمراہ دو دو ضرب توپ جاتی نواب بہادر نے حراست و حمایت مین امور مملکت

سکے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا تاکہ غیبت مین اُسکے کوئی فساد و کسی طرح
کا خلل واقع نہو جب نواب بہادر نے مصالحہ موقت جماعہ مرہٹے سے کیا اور عہد
و اخواہی کا ساتھ نواب نظام علی خان کے استوار باندھا ہر طرح کی فکر سے فارغ ہوا
ور خلجان دشمنان بیرونی کی طرف سے برطرف ہوا قوم نائر کے رئیسون
و اُن کی برو بوم خاصہ اُس شرط پر سپرد کی کہ خراج سالانہ سرکار حیدری
ن پہنچاتے رہین اور تمام اپنی فوج کو حدود ملیبار سے اپنے پاس بلا لیا در ینولا
یک سانحۂ ناگہانی جو اصلا نواب بہادر کے گمان مین نہ تھا ظہور مین آیا وہ یہ ہی
جب نواب کوئنبا تور سے دار الملک سرینگپٹن مین داخل ہوا اُسپر
منکشف ہوا کہ راجہ نند راج نے اغواسے مفسدونکے جماعہ مرہٹہ اور انگریزون
کے ساتھ خفیہ سازش کر بہ نسبت اُسکے بدسگالی کی بنا رکھی ہی اور اب وہ
جہ قلعے مین سرینگپٹن سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی جاگیر مین اقامت
کھتا ہی اِس بات سے نواب پریشان خاطر ہوا اور جاگیر تین لاکھ ہون سالانہ
ی جو مدد معاش کے طریق پر اُسکو مقرر کی تھی قرق کر راجہ کو نظر بند رکھا اب برسر
طلب آیا چاہیئے جب تمام اسباب جنگ کا آمادہ ہوا دونون لشکر نے کوچ کیا
اب نظام علی خان نے راہ سکوتہ کی لی اور نواب حیدر علی خان شہر
بلور کی راہ روانہ ہوا جب دونون لشکر قریب شہر کے پہنچے ظاہر شہر مین
رے کھڑے ہوے نواب بسالت جنگ اور رکن الدولہ اور سب
سپہدار و سرگروہ افواج کے جمع کیئے گیئے شورا ہوا رائے ارباب مشورہ کی
سپر متفق ہوئی کہ دونون لشکر کا کوچ اتنے فاصلے پر عمل مین آیا کرے کہ ہر کارزار
ایک لشکر دوسری کی مدد کر سکے اور جب تک کوہستان سے دونون
ارگذرین لشکر حیدری کا کوچ مقدم ہو اور جب مملکت آرکات مین پہنچین تب

پھر مشورہ کیا جاوے کہ دونون لشکر باہم متفق ہو کر طرح جنگ کی ڈالین یا جدا جدا لڑین ۔

اظہار اِس امر کا کہ داستان نگار فرانسیسی نے جو
کچھ بہادری و تدبیر جنگی نواب حیدر علی خان کی
اُسکے مشاہدے مین آئی تھین وہی لکھین ہین

واسطے عیان کرنے عنوان و فطرت و کمالات حیدری کے شیوۂ جنگ و پیکار مین ۔ بیان کرنا حال ہر طرح کی جنگ کا جن مین نواب بہادر خود مشغول تھا یقین ہی کہ مفید ہوگا خاصہ بیان اُن لڑائیونکا جو جماعہ انگریز کے ساتھ ظہور مین آئین اور داستان نگار فرانسیسی نے بچشم خود مشاہدہ کیا خصوصیات اِس جنگ پر جو درمیان نواب بہادر اور جماعہ انگریزون کے سال ۱۷۶۷ اور سنہ ۱۷۶۹ ع مین واقع ہوئی حال اُس جنگ کا جو سنہ ۱۷۷۹ ع مین شروع ہوئی قیاس کیا چاہئے جس مین نامہ نگار فرانسیسی حاضر نہ تھا اور اُسی سبب سے سرگذشت اِس جنگ کی اُسنے بالتفصیل بیان نہ کی کیونکہ سررشتۂ روایات اِس جنگ کا بالکلیہ انگریزون پر منتہی ہوتا ہی اور وہ شایستۂ اعتماد نہین اِس لئے کہ ایسی روایتین پہلے تو ہندوستان مین واسطے فریب دینے کارگزاران دولت برطنیہ کے ساختہ پرداختہ ہوتی ہین اور پھر دوبارہ فرنگستان مین موافق اقتضاے حال اور ضرورت کے منخدع کرنیکو وہان کے لوگون کے آراستہ کی جاتی مگر مکتوب جنرل کوٹ کا اِس خصوص مین رنگ راستی کا رکھتا ہی جسکے ذریعے سے تھوڑے احوال پر نواب بہادر کے اُس زمانے مین اطلاع ہوئی اِس مین یہ لکھا تھا کہ نواب حیدر علی خان خداوند کنکاش و صاحب مشورہ ہی اور ماہ نومبر مین

سنہ ۱۷۸۱ع کے اُسنے ایک ہی وقت چار قلعہ کو تنگ محاصرہ کیا تھا اگرچہ جنریل کوت مدراس سے اہل قلعہ کی مدد کے لیئے روانہ ہوا لیکن وہ خاطرخواہ اپنے مقصد کے انجام دینے پرقادر نہوا اور اِس سبب سے کہ قوت لایموت اُسکے لشکریون کو پہنچنا دشوار تھا مدراس کو پھر گیا اثناے راہ مین فوج نے اُسکے ہمیشہ دستبرد سے سواران حیدری اور آتشباری سے اُسکے توپخانے کے بہت اذیت اُٹھائی اور کمال رنج پایا اگرچہ جنریل موصوف لکھتا ہی کہ اُسنے چار جنگ مردآزما مین نواب بہادر سے لڑکر فتح پائی لیکن اُسنے کچھ حال اسیرون یا نشانونکا کہ فوج حیدری سے اُسکے ہاتھ آئے نہیں لکھا اور خاتمہ مکتوب مین جنریل موصوف نے یہہ لکھا کہ ہم کرنیل کرافورڈ کو حضور مین کونسل مدراس کے بھیجتے ہین وہ راست و درست حال یہانکا عرض کریگا اِس مکتوب سے جنریل کوت کے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جماعہ انگریز اِس جنگ کے درمیان ہراس سوء مآل اور فکر امور حال مین مبتلا ہوئے تھے اور متوقع ہی کہ جماعہ فرانسیس کی مدد سے تمام ملک آرکات کا تصرف حیدری مین آجاوے از روی اخبار معتبر جو لشکر حیدری سے پہنچے، حال مسخر ہونے چیتال درگ اور خصوصیات مجلس شورا کا جو حیدر علی خان کے آرکات مین آنے سے قبل منعقد ہوئی تھی معلوم ہوا شورا اِس بات مین ہوا تھا کہ آیا فی الحال تاخت کرنا انگریزون پر مصلحت ہی یا بعد پہنچنے فوج فرانسیس کے جسکی انتظار تھی شق اخیر اصحاب شورا اور منصبداران فرنگستانی کو بھی پسند آئی لیکن ٹیپو سلطان کی راے مین پہلی شق صواب معلوم ہوئی کیونکہ اُسنے بیان کیا چونکہ نواب بہادر نے اکثر جماعہ انگریزون کو اپنے حملے و یورشس کرنے سے تہدید کی ہی اقتضاے ہمت و ثبات یہہ ہی کہ پرورشس اپنے سخن کی کر اُن پر ابھی یورشس کرے انتظار فوج فرانسیس کچھ ضرور نہین سلطان موصوف نے ایسی دل گرمی و مردانگی سے

اپنی راے پروا ایستادگی کہ تمام ارباب شوراے اُسکی راے پراتفاق کیا ہی شاہزادہ اقبال مند جنگ کوہستانی مین جس مین کرنیل بیلی اسیر ہوا اور کرنیل فلیچر مارا گیا اورچند ہزار آدمی افواج انگریزی سے مقتول و اسیر ہوے اُسنے جب انگریزون کو بہ سبب اُڑ جانے عرابہ باروت کے پریشان حال پایا اپنے سواران جرّار ہمعیت اُنکے سر پر قضاے آسمانی کی طرح گر کر فیروز و مظفّر ہوا تھا اور اُسی نے ہزیمت کلّی اُس لشکر کو دی تھی جسکا قائد کرنیل برالی تھا فی الحقیقت سلطان ذی شان نے اسکندر رومی کی مانند اتھارہی برس کے سن مین فہرا عادی وکرّو فرّ لشکرکشی کو شروع کیا ؏

بیانِ چگونگی ملک و حشم کی نواب حیدرعلی خان اور اُسکے ہوا خواہون کے اور خصوصیات ملک و لشکر کی جماعہ انگریز اور اُنکے ہوا خواہون کے اُس عہد مین جب بناے جنگ کی درمیان دونون دولت کے قایم کی گئی

یہہ روایت ہی اُس جنگ و جدال کی جو درمیان سال ۱۷۶۷ ۱۷۶۹ء کے واقع ہوئی اورجسے نامہ نگار فرانسیسی نے اپنی آنکھون سے دیکھا یہہ حرب و قتال تواریخ ہندوستان اور مآثر مردمان ہند مین ایک بہرہ گران مایہ ہی کیونکہ اِسی جنگ مین انگریزون نے ہندوستان مین پہلی دفعہ ہندوستانیون سے صلح و آشتی طلب کی نامہ نگار مناسب جانتا ہی کہ قبل روایت کرنے خصوصیات جنگ کے حال مکنت و اقتدار اور شمار پیادہ و سوار فریقین جنگ جو کہ اُس زمانے مین کہ مقابلہ دونون لشکر کا ہوا مجمل لکھے تمالک متصرّفہ حیدری اس سنہ ۱۷۶۷ ع مین جب

بنائے جنگ کی انگریزون سے قایم ہوئی اس تفصیل سے تھے مملکت میسور صوبہ بنگلور و منگلور جو پیشتر مضافات مملکت میسور سے تھا اور ساوندرگ چیتل درگ نندیدرگ گنگن گڑھ رائدرگ وغیرہ وخطہ مالیئم یا کرنا تک جو تمام وادی و جبال پرانبور اور ترچناپلی سے ماؔدورا اور تراونکور و سواحل ملیبار تک محتوی ہی شہر سِرا شانور کرؔپہ کنول بالاپور کوچاک کولار گرم کنڈہ مرز بوم بالاپور کلان ریاست کوچاک بسنگر کشنگیری گتی وبلاری وحیدر نگر مدھگیری رنجن گدؔہ وغیرہ مملکت کنڑہ جو ممتد ہوتی ہی راس رامہ سے شمال کی طرف سرحد بیجاپور تک حکومت سواحل ملیبار و جزائر مالدیوہ مملکت مین نواب حیدر علی خان کے ایک یہ بڑی خوبی ہی کہ سب صوبے ایک دوسرے سے ملے ہوے ہین اور وہ سرحد دولت حیدری کی جو سرزمین حکومت انگریزی کے قرب مین ہی کوہستان اور تنگ درون سے مصون و محروس ہی اگر روایت عام پر اعتبار کیا جاوے تو مملکت حیدری ایک ہزار سے زائد قلعجات بڑے چھوٹے پر محتوی ہی اور جسقدر نامہ نگار نے دیکھے وے بھی بیشمار ہین ہر ایک قلعہ بزرگ مین دو طرح کی سپاہ حمایت وحراست کے لیئے مقرر ہین ایک تو سپاہیان لشکری جو ہمیشہ بدلی ہوا کرتے اور ہرگز ایک جگہہ مدّت تک متعیّن نہین رہنے پاتے اور دوسرے سپاہیان قلعہ دار جو ہمیشہ ایک ہی جا پر اقامت رکھتے ہین اور ریے فوج خانگی کے شمار و حساب مین ہین اور چھوٹے قلعجات کو بھی اسی قسم کے سپاہی حراست کرتے اور جب کوئی واقعہ سانح ہوتا جس مین مدد کی ضرور ہوتی تو پہاڑون کی رعایا اور ملازم سلاح باندھکر قلعون مین کمک کو آتے اور ایسی جان فشانی حمایت مین انکے کرتے کہ بے محاصرہ شدید فتح قلعہ دشوار ہوتا ان سب قلعجات سے جو جو

قلعہ کے واسطے حمایت کے تاخت و تاراج جماعہ مرہٹے سے بنائے گئے ہین وے
برج خندق اور اکثر سنگین پشتون سے اُستوار و مستحکم کئے گئے ہین سب
مملکت حیدری کے قلعجات کی مرمت ہرسال ہوتی رہتی ہی اِس ملک
مین تمام غلّجات اور سب چیزین ضروری اور ہر طرح کے جانور گاے بھینس
بھیرٓی بکری ہاتھی کثرت سے پیدا ہوتے ہین پر گھوڑے اونٹ اکثر
دوسرے ملک سے لاتے مگر حیدر علی خان اپنے سلیقے خداداد سے
خیل خیل گھوڑے اور حلقہ حلقہ فیل پسندیدہ و بکار آمد روز جنگ و پیکار
کے موجود رکھتا علاوہ اُن گھوڑے ہاتیون کے جو استعمال مین سپاہیون کے
رہتے ہین ایک گلّہ بیس ہزار گھوڑے اور ایک حلقہ چھہ سو ہاتھی کا ہمیشہ
دیہات پر چراگاہ مین رہتا تا حاجت کے وقت کام آوین اور کام مین ہرج نہو
نواب ہرگز خرید کرنے مین گھوڑون کے جنکو سوداگر دور دراز ملک سے
بیچنے کو لے آتے تھے قصور نہ کرتا اور موافق تنومندی و قوّت گھوڑے کے
قیمت لگاتا اور اگر اثناے راہ مین کسی سوداگر کا کوئی گھوڑا قضاے الٰہی سے مرجاتا
وہ سوداگر اُسکی دم اور کان کاٹ رکھتا جب نواب کے حضور مین آکر اُنھین
دکھاتا موافق تجویز دوسرے سوداگرون کے نصف قیمت اسپ مردے کی سرکار
سے اُسکو مرحمت ہوتی اگرچہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز جو فوج سوارون کی کم
رکھتے ہین ہرگز سپاہ حیدری کو فراہم لانے مین اذوقہ و علوفہ کے اطراف مملکت سے
مانع نہین ہوسکتے تو بھی ذخیرہ موفور جو جنگ و حرب اسراف طلب مین سرمایہ
استظہار ہوسکتا تھا موجود و فراہم رکھتا اِس حرب کے وقت جسکا ذکر لکھا جاتا
ہی تمام سپاہ جنگی مین نواب حیدر علی خان کے ایک لاکھ اسّی ہزار سوار
وپیادے تھے لیکن بڑا حصّہ اِن سپاہ کا واسطے حفاظت و حراست کے قلعجات

وسرحدات پر متعیّن تھا نواب بہادر نے واسطے جنگ انگریزون کے پچپن ہزار
سپاہی سوار و پیادے جسکی تفصیل لکھی جاتی ہی اپنی تمام فوج مین سے منتخب
کیئے تھے اٹھارہ ہزار سوار چیدہ برگزیدہ اور اٹھائیس ہزار سوار مرہٹہ و پنڈارہ
وغیرہ جن کا کام صرف جلانا لوٹنا دشمن کے ملک و فوج کا تھا اور دو رسالے
خونخوار حبشی سوارون کے بانات سرخ کا لباس پہنے ہوے مسلّح مکمّل تھے
اور پیادون مین سے بیس ہزار سپاہی تفنگچی اور وے پیادے جنکے
سلاح بندوق و نیزے تھے اور سپاہیان فرنگ ملازم حیدری اِس تفصیل
کے ساتھ تھے دو رسالہ سوارون کا دو سو پچاس گولنداز اور اکثر منصبدار و
تومندار وعملدار حوالدار قشون گران ڈیلون کے اور دوسری پلٹون مین بھی
تقسیم کیئے گئے تھے دوسرا جیش تھا سپاہیون کا جنکے سلاح ایسے تھے کہ
ویسے اب فرنگستان مین مستعمل نہین ہین اور ایک جیش دو ہزار نفر
زنبورچیون کا کہ دو دو زنبورچی ایک ایک شتر پر چڑھے اور ایک ایک شتر
نال پلّے دار ہر ایک اونٹ پر لگی ہوئی اِس قسم کے سلاح فرنگستان مین بالفعل
نہین اور ایک فوج بندوقچیان قدر اندازکی تھی جو سوارون کی پیرو رہتی یہہ
جیش اکثر وقت حرب اعدا پر کمین کشائی کے لیئے کمینگاہ مین مخفی رہتی اور
گولیون سے اعدا کے خرمن کو جلاتی فوج تفنگچی دس دس نفر مین
ایک علم رکھتی تھی فی الحقیقت کثرت نشانون کی تدابیر جنگ سے ہی
جسکے سبب مخالف کو کثرت فوج کی معلوم ہوتی ہی پانچ ہزار نفربان دار تھے
ساخت بان کی اِسطرح پر ہی کہ ایک آہنین چونگے مین باروت بھرکر ایک چوب دراز
ہوائی کی طرح لگاتے ہین اُسکے فلیتے مین آگ دیتے ہی عالم ہوا مین مشتعل دو
ہزار گزتک اُڑجاتا ہی اور درمیان راہ کے جو تر و خشک پاتا ہی اُسے جلادیتا اور

جب کبھی عرابے پر باروت کے جا پڑتا ہی تو عظیم الشان افواج مین اعادی کے ڈالتا چنانچہ بعضے انگریزون سے یہ روایت ہی کہ جنگ کوہستانی مین جو بنام جنگ بیلی مشہور ہی جس مین نواب بہادر نے فتح پائی تھی اتفاقاً ایک بان عرابے باروت پر جا گرا دفعةً تمام گاڑیان باروت کی جل گئین اور صدمہ اُسکا تمام لشکر کو پہنچا اِسی واقعہ ہایلہ سے انگریزون نے ہزیمت پائی کیونکہ جسوقت یہ عرابے جلے ٹیپو سلطان فرصت وقت کو غنیمت جان جھٹ اپنے سوارون کو لے انگریزی پیادون پر جا ٹوٹا اور بازی جیت لی اگرچہ سپاہ انگریزی بھی بانون کو سواران حیدری پر مارتی تھی لیکن اُنکے گھوڑے جو آتشبازی سے لگے ہوئے تھے ہرگز نہین ڈرتے، قبل روانہ ہوتے فوج حیدری کے انگریزونکی جنگ پر ایک جماعت عربون کی جنکا سلاح تیر و کمان تھا سرینگپٹن مین آپہنچے اور یہ لوگ نہایت قوی وچالاک تھے نواب بہادر نے جانا کہ اِس جنگ مین اُنکے ہتھیار بکار آمد نہونگے اِسلیئے اُنکو دو حصہ کرا ایک کو لباس سرخ پہنا اپنی رکاب مین رکھا دوسرے کو نیلا باناد ے منصبداران فوج فرنگستان کے حوالہ کیا تاوے جسطرح مصلحت جانین اُن سے کام لین یہ لوگ شیوۂ کمانداری مین خوب ماہر و قادر او ر تیر و کمانؔ اُنکی بہت بڑی رنگین و مزّین تھی لشکرمین نواب نظام علی خان صوبہ دار دکھن کے جو اُس جنگ مین ساتھ نوّاب حیدر علی خان کے ہمداستان ومتفق اور ظاہر مین ہوا خواہ تھا اگرچہ شمار کی راہ سے لاکھ سوار و پیادے تھے پر اُن مین صرف چالیس ہزار مرد جنگی تھے تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اور اِس دس ہزار مین سے شاید کہ دو ہزار بھی اچھے بندوقچی نہ ہونگے کیونکہ بندوقین اُن کے پاس کسی کام کی نہ تھین اگرچہ پیادون کی فوج کا سرلشکر عبد الرحمان خان مرد دلاور تھا پر بدحالی اور

تہیدستی سے اپنی فوج کے بہ سبب نہ پانے مشاہرہ ماہماہ کے بہت تنگ رہتا تھا
اور سواران نوّاب نظام علی خان کے اصلا نہین چاہتے تھے کہ جان و مال کو اپنے
لڑائی کے روز خطرمین ڈالین ہرسردار بالاستقلال اپنی فوج کا مالک تھا ایک
اُن مین رام چندر نام سردار مرہٹہ اور تین نواب شانور وکرپہ وکانور کے
قوم افغان سے تھے اور ہمراہ لشکر کے ایک بڑی جماعت تاجرون اور نوکرچاکر
امیران لشکر اور طایفہ دار وغیرہ عورتون کی تھی عرصہ لشکرگاہ افواج متّفقہ کا
اِس جمعیّت سے بہت وسیع و فراخ ہو گیا تھا اور اژدحام عوام اُس قدر تھا
کہ اگر نواب بہادر عزم و ہوشیاری نہ کرتا تو سب کو فوجین انگریزی بآسانی
اسیر کرلیتین فوج نواب نظام الدولہ اگرچہ جنگ و پیکار کے کام مین کچھ بکارآمد
نہ تھی لیکن اِس امیر کے ہمراہ ہونیکے باعث بہت سے امیر دکھن کے ہواخواہ
دولت حیدری کے ہو گئے تھے مگر نواب بہادر رکن الدولہ اور نواب نظام الدولہ
سے ہمیشہ بدگمان و محتاط رہتا تھا کیونکہ غدر و بیوفائی اُن دونون کی اُس کے حق مین
شکست فاحش سے بدتر تھی چنانچہ سرد مہری کے آثار دونون امیرون مین
جلد پیدا ہو گئے اُس کا باعث یہہ ہوا کہ نواب نظام علی خان اور اُسکے سردار
ہمیشہ اظہار ناداری کا کرتے اور نواب بہادر نہ چاہتا تھا کہ مکرّر درخواست کو اُنکی
منظور کرے اور زر دینے مین اُنکے تامّل کرتا اور یہہ سوچتا تھا کہ مبادا زر اور ہواخواہ
دونون کو کھو بیٹھے چنانچہ آخر کو ایسا ہی ظہور مین آیا کہ تمام ہم عہد موافقت سے اُسکے
پھر کر متفرّق ہو گئے افواج متّفقہ کا توپخانہ بہت بڑا تھا جس مین ایک سو دس
بڑی توپین تھین توپخانہ خاص حیدری بھی بڑا تھا اور سب توپخانون سے ساز و
سامان مین زیادہ آراستہ توپچی اُسکے سب فرنگستانی تھے نواب حیدر علی خان
بہادر نے بعد مراجعت کرنے سواحل ملیبار سے چھہ ہزار سپاہی نوکر رکھا تھا اور

نواب محفوظ خان کو اِس جنگ مین اُنکا سپہدار بنایا اگرچہ محفوظ خان استحقاق
سپہداری کا نہ رکھتا تھا پر نواب بہادر کے نزدیک یہہ بات ثابت تھی کہ وہ مدرا
کے لوگون کو جہان کا وہ سابق زمانے مین حاکم تھا حاکم حال سے منحرف کر سکتا ہی
نواب محفوظ خان سر لشکری کے سلیقے مین قدیم سے بے بہرہ تھا اُسی سبب
سے کرنیل بیگ جرمنی نے جو انگریزون کا نوکر تھا مرکزی بہرہ مین مدرا کے اُسکو
ایکبار قید کر لیا تھا نواب بہادر کے حلقہ جہازات کو نامہ نگار نے حیدری افواج
کے شمار مین نہین داخل کیا اِس حلقے مین صرف ایک جہاز جو قوم ڈانس سے
کارگزاران حیدری نے خرید کیا ساتھہ توپ کا تھا اور تیس جہاز چوبیس یا
بتیس توپ والے اور آٹھہ اُس طرح کے سفینے جنکو پام کہتے ہمین اور
اُن مین سے بعضون پر بارہ بعضون پر چودہ توپین تھین اور بیس سفینہ ایسے
جنکا نام کالیوٹ ہی ہر ایک مین اسّی نفر سپاہی اور دو توپین تھین آغاز
جنگ مین انگریزون کے ساتھہ جمعیّت دریائی نواب بہادر کی اِسقدر تھی
جو بیان مین آئی فوج انگریزون کی اُس زمانے مین ہندوستان کے درمیان نوّے
ہزار سے زاید تھی اُن مین سے آٹھہ رجمنٹ پیادگان انگریزی کی تھین جنسے تین
رجمنٹ ریاست مدراس پر اور تین حکومت بنگالہ پر اور دو ریاست بنبئی پر
متعیّن تھین علاوہ اُسکے بارہ سو گولنداز اُن ریاستون پر تعین کیے گئے تھے اور
ایک ہزار سپاہی مسن و ناتوان جنکو جنگ وجدال مین کسی طرح کا صدمہ یا
زخم پہنچا تھا واسطے حفاظت و حراست قلعجات کے مقرّر تھے اور فوج ہندی
چوستھہ پلٹن جنسے تیس رجمنٹ ریاست مدراس پر متعیّن تھے جن مین چار سو
فرنگستانی تھے اور باقی ہندوستانی جنریل اسمتھہ کے ہمراہ پانچ ہزار مرد
جنگی فرنگستانی اور دو ہزار پانسو سپاہی اور دو ہزار پانسو سوار جنمین

دو سو مرد فرنگستانی تھے اور بارہ سو ہندوستانی اور باقی سوار نواب محمد علی خان کے تھے جمعیّت اِن سواروں کی بہ نسبت سواران حیدری کے بہت ہی کم تھی اور بہ سبب عدم مشاقی کے قواعد جنگ مین اور گھوڑون کی ناشایستگی کے باعث بالکل مقابلے کی طاقت سواران حیدری سے نہین رکھتے تھے القصّہ تمام فوج انگریزی جو واسطے حمایت و حراست آرکات کے جمع کی گئی تھی جنود نواب محمد علی خان اور مراررائو مرھٹہ اور بعضے راجون کی فوج سمیت پچاس ہزار شمار کی گئی نواب بہادر کو اِس درمیان مین یہ ضرورت واقع ہوئی کہ خود واسطے مدافعے اُس آٹھ ہزار سپاہی انگریزی کے جو ریاست بنبئی سے منگوا کر تاخت لائے تھے متوجّہ ہو ٭

بیان خصوصیات کا دونون لشکر کے اور اظہار تفاوت کا اُن دونون مین

جنریل اسمتھ اِس جہت سے اپنے حریف پر بالائی رکھتا تھا کہ سپاہ اُسکی آداب و قواعد سے رزم و پیکار کے ماہر و آزمودہ تھی اور بڑی جمعیت اُسکی فوج مین فرنگستانیونکی تھی جو لاکھون سپاہیان ہندوستانی پر بھاری تھے اور مظفّر ہوسکتے جسطرح سے اُس جنگ مین جو نادر شاہ ایرانی اور محمد شاہ ہندوستانی کے درمیان واقع ہوئی نادرشاہ نے تھوڑی ہی سپاہ ایرانی سے محمد شاہ کو جسکے ساتھ بارہ لاکھ سپاہ ہندوستانی تھی شکست دی تھی سوا اسکے جنریل اسمتھ کے ساتھ توپچی و منصبداران انجنیر واسطے مدد کے موجود تھے اور جنریل موصوف خود بھی ہنر حرب و ضرب مین کچھ کم نہ تھا ان جہات

بالائی کے سبب جنریل موصوف کو مرتبہ یقین کا حاصل تھا کہ اگر میدان جنگ خاطر
خواہ اُسے ملے اور تاخت تاراج سے سواران حیدری کے ایمن رہے تو وہ
بیشک مظفّر و منصور ہوگا لیکن ان خصوصیات آیندہ مین پلّہ جنریل موصوف کا پائے
سے نواب بہادر کے مرجوح تھا ایک تو اُسکے سوارون کی قلّت جسکے باعث
اُسے اضطرار کے رو سے مقام جنگ کا درمیان کوہستان کے ڈھونڈھنا پڑتا تھا
تا حملون سے سواران حیدری کے محفوظ رہے دوسری یہہ کہ بسبب کثرت
سواران حیدری کے جو ملک پر تاخت و تاراج بھی کرتے اور سپاہیان نگاہ بان
رسد کی بھی راہ مارتے تھے اُنکے مدافعہ پر وہ قادر نہ ہو سکتا تھا تیسری قلّت
بیل بار برداری واسطے توپخانہ اور سامان جنگ کے جو بدشواری دستیاب
ہوتے تھے اِسی واسطے جنریل موصوف اضطرار کی راہ سے توپخانہ اور اذوقہ
و اسباب ضروری سے فقط خفیف و قلیل ہی ہمراہ لیتا لیکن سخت دردسر
اُسکو یہہ تھا کہ ہر طرح کی مہم و امور جنگ مین اُسکو اطاعت حکم گورنر مدراس
اور اُسکے کونسلیون کی کرنی ہوتی تھی اور چونکہ وے لوگ خصوصیات
سے اُس ملک اور افواج حیدری کے ناواقف تھے اسطرح کے حکم جنریل
موصوف کو لکھ بھیجتے جو صواب دید کے مباین اور اصول مقرّرہ جنگ کے مخالف
ہوتے اگرچہ جنریل بہادر نے آغاز جنگ سے پہلے ہی سب مفاسد سے خبر دی
تھی تو بھی گورنر نواب بہادر کی تاخت و تاراج کے باب مین جنریل کو ملامت و
سرزنش آمیز باتین لکھتا تھا اور چونکہ ہر طرح کے کام مین انگریزون کو فراہم
کرنا زر کا منظور رہتا تھا اِس لیئے تاجرون کے وسیلے سے جو اُنکے ساتھہ سازش
رکھتے تھے مہیّا کرنے مین اذوقہ اور سامان لشکر و جنگ کے سعی کرتے اور
اسباب ناگزیر لشکری بہم پہنچانے کے بہانے سے مدراس کے رہنے والونپر

انواع و اقسام کی بدعت و ظلم کرنے واسطے تباہ کرنے ملک اور جمع کرنے
ساز سامان سپاہ کے اُنھون نے دو حیلے ایجاد کیئے تھے ایک توسپاہیان
فرنگستانی کے باب مین جنکو شراب دیسی روزمرّہ سرکار سے ملتی تھی یہہ
مقرّر کیا تھا کہ عوض مین اُس شراب کے اُنکو دام ملے کیونکہ چونکہ دم
جزیرۂ بیتنادی سے لائی جاویگی اُس صورت مین ذریعہ معقول واسطے
منفعت تاجرون کے جو اُنکے بھائی برادر دوست وغیرہ تھے مہیّا ہوگا دوسرا بیل
بارکش کے باب مین جنکی کوچ کے وقت لشکر کو بہت ضرورت ہوتی ہی
جب رعایاے مدراس بیلونکے دینے مین واسطے کھینچنے توپخانہ وغیرہ کے ابا
کرتے تو اُن بیچارون سے بزور بیل لے لیتے تھے اور چھہ یا آٹھہ ہون فی راس
قیمت واجبی کے دینے کی جگہہ اُنکو کرایے کے طور پر ایک ہون ماہیانہ دینا قبول کرکے
ایکھون اخیر مین پہلے مہینے کے مالک کو دیتے اور دوسرے مہینے میں اُس سے کہتے کہ
بیل تیرا مرگیا ہے بیل جو اسطور پر مالکون سے لیئے جاتے تھے دفتر اخراجات
کنپنی مین یون لکھتے تھے کہ قیمت واجبی دیکر مول لیئے گئے اِس صورت مین
ایک راس نرگاو کی ایک ہون قیمت ہوئی اور اگر بیل کا مالک اپنے بیل کی
حفاظت کے لیئے کوئی چاکر بھیجتا تو پانچ روپیہ مشاہرہ اپنے پاس سے اُسکو
دیتا اِس حالت مین ڈیرھ روپیہ مالک کا خسارہ ہوتا تھا چنانچہ اِسی تعدّی
کے باعث ملک مدراس مواشی سے خالی ہوگیا اور نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ
ڈیرا ڈنڈا اور تمام اسباب لشکر کا بیلون کی جگہہ آدمی لیجاتے تھے اگرچہ سابق
لکھا گیا کہ جنرل اسمتھہ واسطے تسخیر کرنے کئی موضع کے قلمرو حیدری سے
روانہ ہوا لیکن خصوصیات اُسکے ہنوز بیان مین نہین آئے اسواسطے کہ نامہ نگار
نے چاہا کہ تمام امور کو اِس رزم وپیکار اہتمام طلب کے ایک ہی روایت

مین سلسلہ بند کرے جس زمانے مین کہ نواب بہادر مہیّا کرنے مین اسباب جنگ اور عہد و پیمان کرنے مین ساتھ امیران ہم عہد کے متوجہ تھا سپہسالار انگریزی جنرل اسمتھ نے قلعہ ترپاتو روو انبارؔی و سنگو من و کبیری پتن کو کہ ہر ایک قلعہ ساز و سامان حمایت و حراست کا جیسا چاہئے نرکھتا تھا مسخّر کرلیا اور کشنگیری کو محاصرہ کیا اور اِس سبب سے کہ یہہ قلعہ چھوٹے پہاڑ پر واقع ہی دو مرتبہ حملہ کرکے محاصرہ موقوف رکھا تیسرے حملے مین چوبیس جوان گرانقدیاں معہ دوسرے سپاہیون کے کام آئے اور وقت محاصرہ کرنے اِس قلعہ کے افواج متّفقہ نواب حیدرعلی خان نے اِس شتابی سے کوچ کیا کہ دوسرے دن شام کو اُس مقام مین پہنچی جو کوہستان سے چار فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی برابر راہ ویلور کے جو چار فرسنگ پر کبیری پتن سے جاری ہی شہر کبیری پتن سات فرسنگ کشنگیری سے اور قلعہ اُسکا رود پالر پر واقع ہی جنرل اسمتھ وسیلے سے جاسوسون کے جو اُسکی طرف سے لشکر مین نواب نظام علی خان کے متعیّن تھے خبر روانگی افواج متّفقہ کے بنگلور سے سُن جہت محاصرہ کشنگیری سے ہاتھ اُٹھا ایک مقام پر جہان سے ویلور کی راہ سے عبور کرنیکو لشکر حیدری کے مانع ہوسکتا تھا ڈیرا کیا یہہ تدبیر جنرل بہادر سے بہت خوب ظہور مین آئی کیونکہ واسطے گذرنے توپخانے کے صرف وہی ایک راہ تھی اور اِس سبب سے کہ لشکر انگریزی مرکزی بہرے مین تھا اور کبیری پتن عقب اُسکے جنرل بہادر کو اختیار شایستہ حاصل تھا کہ وہان سے اُس راہ کی جسّے فوج حیدری گذر کرتی نگاہبانی کرے اور وقت ضرورت صحیح و سالم وہانسے کنارہ گیر ہو اِس مقام پر نواب حیدرعلی خان نے ایک مجلس شورا کی جس کے ارکان سب امیر و منصبدار اور رکن الدّولہ دیوان نواب نظام علی خان تھے جمع کی تا سب اہل شورا متّفق ہو تجویز کرین کہ

تین راہون مین سے کونسی راہ سے گذر کرنا بہتر ہی اور نقشہ تینون راہ کا
جس مین تمام کیفیت راہ کی لکھی ہوئی تھی اہل شورا کے روبرو رکھا تا اُسکے
وسیلے سے ایک راہ کو ترجیح دے سکین آخرالامر اصحاب شورا کی راے
اُسپر متفّق ہوئی کہ راہ ویلور کو سپاہ انگریزی نے روک رکھاہی اور
راہ کشنگیری کی لایق گذرنے توپخانہ کے نہین صرف تیسرے راہ ینگتنگیری
کی قابل عبور کے ہی تب نواب بہادر نے ایک فوج کو اپنی سپاہ سے
جیوش متّفقہ کا ہراول مقرّر کیا اور اُسکو یہہ حکم دیا کہ دو ساعت صباحی کے
وقت صف باندھکر جریدہ ینگتنگیری کی طرف کوچ کرے افواج کرناٹکی وغیرہ
پیشرو اُس صف کی تھین اور پیچھے صف کے سپاہی اِس وضع پر کہ آگے
ہر ایک قشون کے ایک رجمنت گرانڈیلونکی پیچھے اُسکے رسالہ سوارن کا
اور اُسکے پیچھے توپخانہ جسکے قاید دو ہزار بندوقچی و گرانڈیل و گولانداز فرنگی تھے
پیچھے سبکے دو رسالے سواران فرنگستانی نواب حیدر علی خان خود دو ہزار سوار
خونخوار کے ساتھ داہنی طرف اُس پرے کے روانہ ہوا افواج انگریزی اِس نظم
ونسق سے کوچ کے آگاہ ہوا سطے مقابلے نواب کے اور تصرّف مین لانے ینگتنگیری
کو نواب کے کوچ سے پہلے ہی روانہ ہوی لیکن موافق منصوبہ جرید نواب بہادر
کے سپاہی فرنگستانی اور گرانڈیل اور جماعہ طوپاس اور پیچھے اُنکے توپخانہ
اور دوسرے پیادے دست راست کی طرف پھرے اور جلد راہ ویلور کو متوجّہ
ہوے یہہ چال نزدیک انگریزون کے نامتوقّع تھی اِس مغالطے نے سرانجام نیک
پایا کیونکہ سوارون کے رسالے اُس راہ سے جو دراز و تنگ وہموار تھی گذر
گئے اور پیچھے اُنکے گولندازان فرنگستانی اور رتناوران تفنگچی نے بھی بسرعت
تمام چار فرسنگ راہ طی کی جنرل اسمتھ نے احتیاط و ہوشیاری سے

ایک گروہ پیادون کو نواب محمد علی خان کے اور ایک رسالہ سواران
ہندوستانی کو مدخل مین اُس راہ کے متعیّن کیا تھا لیکن ناگاہ رسالے سواران
حیدری کے راہ نگہبار کشنگیری سے گذر میدان مین نمایان ہوے سپاہ قلعہ دار
پیرو اُنکے ہوئی اور انگریز جنود کو اپنے اُسی جگہہ چھوڑ جلد کبیرپٹن کی طرف
روانہ ہوے اِس مین ہودخان رسالہ دار سرگروہ سپاہیان فرنگ ملازم سرکار
حیدری کے پاس آیا اور خبر دی کہ وہ کسی اعادی سے راہ مین دوچار نہوا تب
سرگروہ سپاہ فرنگستانی نے حکم دیا کہ توپین اعلام کے لئے تین تین ایک ایک
مرتبہ سر کی جاوین اور یہہ درمیان اُس سپہدار اور نواب بہادر کے ایک اشارہ تھا
اِس معنی پر کہ راہ مخالف سے پاک ہی نواب نے اِس اشارے کے دریافت کرنیکے
ساتھی حکم دیا کہ تمام لشکر ویلور کی راہ سے کوچ کرے اور خود بدولت معہ اپنے
سواران خاصہ اُس مقام مین پہنچکر دیکھا کہ توپخانہ حیدری حمایت مین سپاہ بندوقچی
کے آگے جاتا ہی جب جنریل اسمتھہ نے یہہ خبر پائی کہ افواج حیدری ویلور
کی راہ سے آگے گئی ناچار بسرعت تمام کبیرپٹن کی طرف کوچ کر وہان جا پہنچا مگر
اپنا توقّف کرنا وہان بھی مناسب نہ جان ایک جیش کو اُس مقام کی حمایت کے
لئے چھوڑ ترپاتور کو روانہ ہوا تا اُسکی مدد کے لئے متّصل ہی مستعد رہے اور اُس
فوج بدرقے سے جسکے آنے کی مدراس سے توقّع تھی اور اُس آتھہ ہزار مرد جنگی
سے بھی جسکا قاید جنریل عود تھا جلد جا ملے جنریل عود اُسوقت محاصرے مین قلعہ
اھتور کے مشغول تھا چنانچہ بعد محاصرے پندرہ روز کے وہ قلعہ مفتوح ہوا
جنریل اسمتھہ کوچ کے وقت ایک سو سوار هندوستانی پیچھے اپنے چھوڑ آیا
تھا تا وے جو وقایع اُسکی غیبت مین وہان واقع ہو اُنکی خبر دین تمام فوجین اور
توپخانے حیدری ایک ہی روز مین اُس راہ سے گذر گئے اور نواب بہادر نے

اپنے سوارونکی جمعیت سمیت کوہستان سے عبور کر میر مخدوم علی خان کو معہ چار ہزار سوار جرّار روانہ کیا کہ افواج انگریزی کا تعاقب کرے اور کبیرپٹن کو محاصرے مین لاوے،

محاصرہ کرنا افواج حیدری کا کبیرپٹن کو مسدود کرنا راہ اخبار کو انگریزون پر اور تعاقب کرنا میر مخدوم علیخان کا جنود انگریزی پر جو ترپاتور کی طرف گئی تھی اور کمین کرنا مخدوم علیخان کا اور بچ جانا جنریل اسمتھ کا اُس مہلکے سے

موافق حکم حیدری کے میر مخدوم علی خان نے بجالا کی تمام کبیرپٹن کو محاصرہ کر تمام راہون کو جو ترپاتور کو معسکر انگریزی مین پہنچتی تھین اِسطور پر مسدود کیا کہ ممکن نہ تھا کہ جنریل اسمتھ کو اُن سوارون کے وسیلے سے جنھین اخبار کے لیئے حدود کبیرپٹن مین چھوڑ گیا تھا ایک خبر بھی پہنچے چنانچہ خبر لیجانے والے پکڑے اور خطوط جو اُنکے پاس نکلے وے سب حضور مین پڑھے گئے مضمون سے خطوط کے یہہ بات متحقّق ہوئی کہ وہ بدگمانی کہ نواب حیدر علی خان دربارہ مراسلات پنہانی درمیان جنریل اسمتھ اور اکثر سرداران نواب نظام الدّولہ کے رکھتا تھا بر غلط نہ تھی اِس اثنا مین میر مخدوم علی خان نے مہم محاصرہ کبیرپٹن کو ذمّے مین ایک سپہدار دوسرے کے سپرد کر ترپاتور کی طرف بسرعت تمام کوچ کیا اور رات کو پیچھے ایک کوہچے کے جو اُس مقام سے ایک فرسنگ پر واقع ہی پہنچا جنریل اسمتھ جب اپنے لشکر مین شام کو آیا اور کوئی خبر قلعہ دار کبیرپٹن سے اور اپنے ہواخواہون کی طرف سے

جو لشکر مین نواب نظام الدّولہ کے تھے اُسے معلوم نہوئی اِس بات کو آرام طلبی پر حیدر علی خان کے حمل کرا اپنے چاکرون کو اجازت دی کہ کل علی الصباح دے سب معہ بیل بارکش واسطے تلاش کرنے ازوقہ کے جاوین چنانچہ تڑکے وے لوگ بموجب حکم بیل لیکر چلے میر مخدوم علی خان اُنکو دیکھتے ہی اپنے سواران غارتگر کو اشارہ کیا اور اُنھون نے آن کی آن مین اُس گروہ ازوقہ جو کو پریشان کر دیا چونکہ یہہ واقعہ قرب مسافت کے باعث قلعہ اور لشکر انگریزی سے بھی مشاہدے مین آیا ایک رسالہ ہزار سوار کا واسطے مدافعہ اُن غارتگرون کے روانہ کیا گیا غارتگران حیدری نے جونہین سوارون کو دیکھا موافق اشارے کے اُس طرف کو بھاگ چلے جدھر مخدوم علی خان معہ سواران منتخب کمینگاہ مین مترصّد بیٹھا تھا سواران انگریزی کے محاذی کمینگاہ کے پہنچتے ہی خان موصوف بلاے ناگہانی کی طرح اُن پر آ ٹوٹا اور ہزیمت دے کر اُنکا تعاقب کیا اُن سوارون مین سے ایک جمعیّت جو اپنے لشکر کی طرف بھاگ نہ سکی اور بزور روکی گئی تھی سراسیمہ ہو واسطے پناہ کے شہر کی طرف بھاگی سوار مخدوم علی خان کے بھی اُنکے پیچھے چلے گئے اور اُنکے ساتھی شہر مین جا داخل ہوئے اگرچہ قلعے سے آتشباری ہوتی رہی پر اُنھون نے شہر کو اپنے قبضے مین کر لیا اب جنرل اسمتھ نے جو سواران حیدری کو دیکھ طیّار کرنے مین اپنی فوج کے مصروف تھا تو تمام اسباب کا کیا کہ عنقریب دونون لشکر اُسکو درمیان مین گھیر لینگے اِس لیئے یہی مصلحت ہی کہ جلد تر اُس مہلکے سے باہر نکل جاوے اور ازوقہ لشکر کا جو نبڑ گیا تھا فراہم لاوے اور اِس مابین مین فوج جدید کے ساتھ بھی جسکی اعانت کی توقّع تھی جا ملے چنانچہ اِنہین وجھون سے جنرل موصوف جس قدر نرگاؤ اور ساز و سامان میسّر و دستیاب

ہوسکا فراہم کر کے توپخانہ و اسباب و آلات جنگ قلعہ ترپاتور سے سنگومن کی طرف جو سلسلہ کوہستان کو چک کے درے مین واقع ہی مقابل پہاڑ بلند کے جو متّصل ترناملی کے گذرتا ہی اور جہنجی کے پاس منتہی ہوتا بر جناح استعجال روانہ ہوا اور صحیح و سالم منزل مقصود مین پہنچا مگر اثناے راہ مین تاخت و نہب سے میر مخدوم علی خان کے بہت سی اذیّتین پائین خان موصوف نے بہت سے بیل لدے ہوے اور دوسو سوار کو گھوڑے سمیت جنمین چھ آدمی فرنگستانی تھے جنریل کی فوج سے پکڑ لیا تھا اس ترکتاز سے مخدوم علی خان کے اور بند ہونے سے راہ اخبار کے جو ہوشیاری اور ذوفنونی سے حیدر علی خان کی ظہور مین آئی البتّہ جنریل اسمتھ پر ظاہر ہوا ہوگا کہ نواب حیدر علی خان امیرون اور لشکر کشون مین ہندوستان کے کیسا سپہسالار سرفراز اور کفایت کرنے مہمّات رزم و داوری مین امور جنگ کے اپنے ہم عہدون سے کیسا ممتاز ہی جنریل اسمتھ اِس گمان سے کہ حیدر علی خان بدون محاصرہ کرنے کیسر یپٹن اور وانمباڑی کے جنگی سپاہ محافظ البتّہ راہ رسد کو لشکر حیدری کے قطع کریگی اُسکی طرف متوجّہ نہین ہو سکتا ہی اور اِس خیال سے بھی کہ وہ خود سنگومن مین جو پانچ فرسنگ ترنامل سے ہی مقیم ہی جہان پشتی قلعے کی اور پناہ تالاب و رودخانے کی بھی ہی عزم مصمّم کیا کہ وہ اُسی جگہہ انتظار ورود کرنیل عود بہادر کی کرے اور اُسی جہت سے کارگزاران دولت مدراسیہ سے درخواست صدور فرمان کی واسطے تلافی دونون انگریزی لشکرون کے کی ؎

پہنچنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا حوالی مین کبیرپٹن کے جسکو سواران حیدری محاصرہ کر رہے تھے اور حکم کرنا نواب کا واسطے یورش اور مورچہ بندی کے اور امان چاہنا قلعہ والون کا بادیگر حالات

نواب حیدر علی خان نے اُسی روز شام کے وقت ویلور سے گذر کر کے کبیر پٹن سے ڈیڑھ فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا اور کبیر پٹن کو سواران حیدری محاصرہ کیئے ہوے تھے نواب ایک پہاڑ پر جو کبیر پٹن پر مشرف تھا چڑھ گیا تا وہان سے شہر کا تماشا کرے دیکھتا کیا ہی کہ سپاہ حیدری نے گھرون مین آگ لگادی ہی اور شہر کے رہنے والے مستعد ہین کہ شہر کو چھوڑ قلعے مین پناہ لین نواب نے منصبدار کو توپخانے کے حکم دیا کہ اسباب یورش طیّار کرے اور کرنا ٹکی فوج دیوار شہر پر چڑھ جاوے ہرگز انگریز لوگ اسباب و مال اپنا شہر سے قلعے مین لیجانے نہ پاوین اِس منصبدار نے تیس ضرب توپون سے جو پہاڑ کے پیچھے لگا رکھی تھین آٹھ ضرب توپ کو میدان مین لاکر باوجود آتشباری اُن توپون کے جنھین انگریزون نے شہر کی دیوار پر لگا رکھا تھا شہر کی خندق پر جا لگایا کرنیل قلعے کا اِس حملے سے اب تلک بے خبر تھا کہ فصیل قلعے پر ایک خیمے مین اپنے سپہدارون کے ساتھ بیٹھا میز پر شیشے شراب کے چنے ہوئے ساتھ کمال فراغ خاطر و اطمینان کے سواران حیدری کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اس اثنا مین اُنھین آٹھ ضرب توپ کو محاذی دروازہ شہر کے لگا گولہ انداز ان حیدری نے سب سے پہلے خیمہ منصبدار انگریزی کو نشانہ بنا آتشباری شروع کردی ایک آن مین سارا معاملہ برہم ہو گیا ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ؎

بعد اُسکے شہر کے دروازے اور برجون پر گولہ زنی ہونے لگی اور سپاہیون نے
جو ساتھ توپخانے کے تھے اپنے تئین پیچھے کانٹون کی باڑ اور دیوار کے اور باغون کی
خندق مین منہ کے بل زمین پر ڈالا تا گولے گولیون سے توپ و تفنگ کے
محفوظ رہین دو پہر دو ساعت کے وقت جب آتشباری شروع ہوئی قریب دس
ہزار سپاہ اور اُسی قدر سواران غارتگر میدان مین منتشر ہو باغون اور
خالی گھرون مین چھپ رہے منصبداران انگریز نے ایسا تماشا قبل اِسکے کدھی
نہ دیکھا تھا یہہ خیال کیا کرتے ہیں لوگ جو کسی طرح کا سلاح جنگ اپنے پاس نہین رکھتے ہین
شاید لوٹنے میوہ وغیرہ کے آئے اور گرد شہر کے پھر رہے ہین اور یہہ بھی خیال
کرتے تھے کہ بعد شکست حصار کے فوج حیدری ہلّا کریگی اور اُس صورت مین
اِسقدر فرصت حاصل ہوگی کہ اوائل شب مین شہر سے معہ اسباب قلعے مین
بخوبی چلے جائین شہر کبیر پٹن کے گرد دیوار یا فصیل ہی جسکے بروج سنگ سے
تراشے ہوئے ہین اور ایک نہر فصیل کے نیچے جاری ہی تین پہر کے وقت
سرداران افواج حیدری جو واسطے یورش کے مامور ہوے تھے مسلّح ہو اعلام کے لئے
اِس امر کے کہ وے یورش کرنے کو طیّار ہوے ہین آٹھہ ضرب توپ کی
دو شلّک سے اشارہ کیا چنانچہ دوسری شلک مین بیس ہزار مرد ہر طرف سے
شور و غل کرتے ہوئے آ ٹوٹے ایک جماعت تونڈی سے پار ہونے لگی دوسری
بانس کے زینے لگا خندق مین اُترنے بعضے بڑی بڑی لاٹھیان ہاتھہ مین رکھتے تھے
اور کتنے حلقہ آھنین اپنی اپنی دستارون کے کنارے مین باندھ کمند کیطرح کنگرہ
حصار پر پھینکتے اکثر سپاہی نہایت اہتمام سے دروازون کو تبرون سے توڑنے
پھاڑنے مین مشغول ہوئے الغرض ایک تماشا قابل دیکھنے کے تھا انگریزون نے
کسیطرح کا قصد مقابلہ و مقاومت کا نکر قلعے کی راہ لی پچاس نفر سپاہیان

ہندوستانی اور ایک کپتان ایک لفٹنٹ اُن سے راہ مین مارے گئے اور جو اِس چاٹ مین بھاگتے تھے رخت و لباس سے برہنہ کئے گئے لیکن اُس شہر کے اغنیا قبل اُسکے کہ انگریز اُس شہر کو محاصرہ کرین اور شہرون مین چلے گئے تھے، وقت شب کے مورچہ بیس ضرب توپ کا باندھا گیا جنکا گولہ بارہ سیر کا تھا اور علی الصّباح چھہ بجے توپین چلنے لگین پوشیدہ نرہے کہ لشکریون کو نواب کے باندھنا دمدمے کا توپون کے لگانے کو اِن دو وجھون سے کچھ دشوار نہین ہی ایک تو زمین اُس ملک کی بہت سخت ہی اور دوسرے بیلدار ملازم ہموار و درست کرنے زمین اور اِسی طرح کے کامون مین) جیسے سرنگ کھودنا یا دمدمہ باندھنا) بہت چابکدست سپہدارون نے انگریز کے جو قلعے مین تھے دو مورچے سے جو نسبت بروج و دیوار قلعے کے بلند تر اور اُنپر توپین لگی ہوئین تھین گولے لشکریون پر مارتے تھے جنسے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوے اِس مابین مین ناگہان سپہدار حیدری کے ذہن مین جو یورش کے لئے ماموز تھا یہہ گذرا کہ قدیم سپاہیون نے ہماری قوم سے اکثر قلعجات کو ضرب سے قرابینون کے فتح کئے ہین چنانچہ اِس خیال پر اُسنے دو سو سپاہی تفنگچی کو یہہ حکم دیا کہ وے دیوار کے آسرے مین آتشباری کو عمل مین لاوین (آگے لکھا گیا ہی کہ یہہ گروہ بندوقچی اچوک اور حکم اندازی مین نے بدل ہین) چنانچہ گولیان اُنکی ایسی ٹھیک نشانے پر لگتی تھین کہ ایک ہی ساعت مین تمام آتشباری کو قلعے کی موقوف کردیا دس یا بارہ توپچی اور بہت سے سپاہیون کو اُنکی اوّل ہی شلّک نے گرا دیا چنانچہ عرصۂ قلیل مین یہہ نوبت پہنچی کہ قلعدار انگریزی اپنے بندوقچیون کو سامھنے ہونے سے منع کرتا جب کوئی شلّک برتی توپ کی قابے سے ہوتی کم سے کم ایک گولنداز گولی سے مارا جاتا یا ایسا زخمی ہوتا کہ قابل کام کے نرہتا یہہ آتشباری ایسی مصیبت بار ہوئی

کہ موافق روایت خود انگریزون کے اہل قلعہ کو بمقتضاے اضطرار اس پر لائی کہ صبح کو نو بجے بعد آتشباری تین ساعت کے آخر درجے مین علم سپید کو جو نشان امان مانگنے کا ہی بر پا کیا جب یہہ خبر نواب حیدر علی خان نے سنی متعجب ہوا اور اوّلا راستی پر اُس امر کے وثوق نکر اپنے خیمے سے باہر نکل ایک پشتۂ بلند پر چڑھکر صورت واقعہ کو اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا تب سپہدار سربراہ کار یورش نے واسطے استمزاج صلح کے اہل قلعے کے ساتھ حضور مین حاضر ہو کیفیت مفصّل عرض کی نواب بہادر نے اُسکو اجازت دی کہ کسی امر سے جسکی انگریز درخواست کرین ابا و انکار نکرے اور جو وے مانگین دے موافق اِس حکم کے کپطان تم نے اجازت پائی کہ بالا فوج قلعے سے اُس حرمت کے ساتھ جو لایق مردان جنگ کے ہوتی ہی قلعے سے باہر چلا جاوے اور لشکر فرنگستانی ترپاتور ویلور آرکات کی راہ سے مدراس کو روانہ ہو اور سپاہ ہندوستانی جہان اُنکا جی چاہے جاوین یا سلک مین سپاہیان حیدری کے منسلک ہون چنانچہ سب سوار و پیادے ہندوستانی سرکار مین نواب کے ملازم ہوئے اور یہہ حکم دیا گیا کہ سب منصبدار و سپاہی اپنا اپنا رخت وغیرہ ساتھ لیجاوین مگر وہ سلاح اور ساز و سامان جنگی اور ذخیرہ وغیرہ جو بادشاہ اِنگلستان یا کمپنی بہادر یا نواب محمد علی خان سے علاقہ رکھتا ہی گماشتگان دولت حیدری کو حوالہ کرین کپطان تم نے جب دیکھا کہ اُسکی تمام درخواستین قبول ہوتی ہین یہہ ظاہر کیا کہ اذوقہ لشکری جو قلعے مین فراہم ہی مین نے اپنے روپیے سے خرید کیا ہی اور مجھکو یقین نہین ہی کہ گورنر مدراس وہ روپیے مجھے دیوے یہہ اُسکا اظہار محض بے حقیقت تھا کیونکہ وہ اذوقہ بزور و جبر اُس مملکت کے رعایا سے لیا گیا تھا اور نواب حیدر علی خان نے جو انگریزون سے بابت اموال مغروقہ کے بازپرس مین

و رگذر کی موجب اُسکا یہہ تھا کہ اس جہت سے دوسرے قلعے بسہولت انگریزون سے ہاتھہ آوین؛

ایلغار کرنا نواب حیدر علی خان کا بعد انتزاع کبیر پٹن کے سنگومن کی طرف جہان جنریل اسمتھہ انتظار کرنیل وود کی کررہا تھا تا اُنکی تلافی سے مانع ہو اور جنریل اسمتھہ کو جبرًا ترنا ملی کی راہ سے پھرا کر ترپاتور اور آرنی کی طرف متوجّہ کر کے وہان ایک میدان وسیع مین اُسکی فوج کو اپنے سوارون سے مغلوب ومقہور کرے اور گھوڑون کے سمون سے اونہین لکدکوب و پامال

جب نواب حیدر علی خان نے کبیر پٹن کو تصرّف سے انگریزون کے نکال لیا دوسرے دن دو ساعت صباحی کے وقت وہان سے کوچ کر دو پہر روز کو پالرندی پر ڈیرا کیا پھر معسکر وبنگاہ کو حمایت مین سپاہ ناموظّف کے وہین چھوڑ اور سپاہ جنگی رود سے عبور کر پیادے تو قطار باندھکے چلے اور سوار اُن کے ہراول ہوئے پیچھے اُنکے جمعیت سپاہ گراندیلون کی روانہ ہوئی توپخانہ و باقی سپاہ پیادون کی چنداول تھی افواج حیدری نے اِس ترتیب سے دس گھڑی رات تک راہ طی کی پھر دو ساعت تک ایک کشت زار مین دم لے قریب نصف شب کے وہان سے روانہ ہوئی جب سپیدۂ صبح نمودار ہوا سواران ھندوستانی و فرنگستانی سوارون سے میر مخدوم علی خان کے جو جنگل مین گرد لشکرگاہ انگریز کے پراگندہ و منتشر ہو رہے تھے ملے سترہ روز کے عرصے سے رسالہ میر موصوف کا بدون خیمہ و خرگاہ اور بے اسباب مایحتاج وساز و سامان کے اُس جنگل مین

شب و روز بسر کرتا تھا اور خان موصوف خود بھی اپنے سوارون کا اُس حالت عسرت مین شریک تھا اس رو داد سے یہہ امر واضح ہوتا ہی کہ جیسی فوج ہندوستانی اور سب ہندوستانی لوگ استراحت و آسایش دوستی مین مطعون ہین فوج حیدری ویسی نہین بلکہ کمال درجے مین مشقت و محنت کی عادی اور نہایت جفاکش پانچ ہزار گرانڈیل سپاہی جو توپخانے کو پیچھے سوارون کے لیئے آتے تھے سترہ فرسنگ راہ چوبیس ساعت مین طی کر اُسی وقت مقام گاہ مین پہنچے سپاہیان حیدری ہر طرح کی ورزش و چالش زحمت طلب اور قواعد جنگ مین مشّاق و خوکردہ ہو رہے تھے کہ ایسی ایسی مشقّتون کے متحمّل ہو سکتے تھے مقام استعجاب کا ہی کہ ایسا توپخانہ سنگین جسکو بیل کھینچتے ہین لشکر کے ساتھ اسطرح جلد منزل مین پہنچتا تھا اگرچہ آگے توپخانے کے بیلدار راہ کو ہموار و درست کرتے جاتے تھے جنریل اسمتھ نے تصوّر کیا تھا کہ سنگومن مین چند روز صدمات اعادی سے ایمن و بے خطر رہیگا اور اس عرصے مین کرنیل عود اپنی فوج کے ساتھ اُسسے آملیگا کیونکہ اُسکے نزدیک یہہ بات متحقّق تھی کہ تسخیر کرنے مین کبیرپٹن کے نواب کو کم سے کم اُسیقدر دیر لگے گی جسقدر خود جنریل موصوف کو اُسی شہر کی تسخیر مین بیشتر لگی تھی لیکن نواب جلد تر اپنے لشکر و توپخانہ معیت اُسکے سر پر جا پہنچا اور میر مخدوم علی خان نے ایسی چوکسی کے ساتھ اپنے سوار پیادون کو وہان منتشر کر رکھا تھا کہ وے تمام مداخل اور راہون پر لشکرگاہ انگریزی کے متصرّف و قابض ہو گیئے تھے نواب کامرکوز خاطر یہہ تھا کہ جب باقی پیادے لشکر کے پہنچ لین تمام اپنے لشکر کو اُس میدان کی طرف جو درمیان سنگومن اور ترنا ملی کے واقع ہی لیجاوے اور کنارے پرندّی کے جو اُس حدود مین بہت گہری ہی خود مقام کرے اور جنریل اسمتھ کو جو تب بحکم ضرورت

ترناملی کی طرف اُس ندّی سے عبور کرنا بڑی پریشانی مین ڈالے اور تلاقی عسکر بن سے مانع ہو کیونکہ اِس صورت مین جنریل موصوف بمقتضاے اضطرار راہ ترپاتور و آرنی و آرکات کی لیتا اور اُن صحراؤن مین گذر کرنا جنمین جنگ کرنی نواب بہادر کے ساتھ بسبب کثرت اُسکے سوارون کے مورث سراسر زیان و نقصان فوج انگریزی کی ہوتی ؎

خبردار کرنا رکن الدّولہ کا اپنے نقّارے کی آواز سے انگریزون کو نزدیک ہونے پرافواج حیدری کے اور کوچ کرنا انگریزون کا شتابی وہانسے اور تعاقب کرنا افواج حیدری کا اور متحصّن ہونا انگریزون کا ایک کوچے مین اور لڑنا فوج حیدری کا نشیبستان سے اُنکے ساتھ اور نوسو سپاہیون کا فوج حیدری سے اور تھوڑے سپاہیون کا انگریزی مے کھیت رہنا ؎

س ساعت صباحی کے وقت رکن الدّولہ نے خلاف حشمداشت نواب حیدر علی خان کے سرکردگی مین ایک بڑی جمعیت اپنے سوارون کے نقّاریکی آواز بلند سے جماعہ انگریز کو عمداً اپنے وہان پہنچنے سے آگاہ کیا اور احتمال قوی ہی کہ اُسنے پہلے ہی انگریزون کو حیدر علی خان کے فتح کرنے پر کبیر پٹن کو اور پہنچنے سے لشکر حیدری کے حدود لشکرگاہ انگریزی مین البتّہ آگاہ کیا ہوگا کیونکہ انگریزون نے قبل دو پہر کے اپنے خیمے اُکھڑوا کر اُس مقام سے کوچ کیا اِس خبر کو سن نواب فوراً اپنی سپاہ کو حکم مسلّح ہونے کا دیا چنانچہ سواران ہندوستانی و فرنگستانی نے حکم کے پاتے ہی جنگل سے نکل افواج انگریزی پر اپنے تئین ظاہر کیا اور دیکھا

کروے ندی کے کنارے جلد چلے جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ اپنے تئین شتاب
اُس کوہچے پر جو اُنکے قریب تھا پہنچاوین سپہدار سواران فرنگستانی جو واسطے
ملاحظہ کرنے کیفیت کوچ انگریزون کے مامور ہوا تھا چگونگی سے اُسکے حضور مین
اطّلاع دی نواب نے سپاہ گراندیاں اور رسالے سوارون کو حکم دیا کہ فوج
انگریزی پر حملہ کرین اور سپاہیون کو جو پیچھے دور آتے نمایان ہوئے تھے دوڑنے
اور حملہ کرنیکا حکم کیا اِس جنگ کی ناملایمت نسبت نواب بہادر کے اِسی
سے قیاس کیا چاہیئے کہ اُسوقت سپاہی بہ سبب طی کرنے بڑی مسافت
کے نہایت خستہ وکوفتہ تھے تو بھی وے کمال جوش و دل گرمی کے ساتھ
واسطے جنگ اعدا کے آپہنچے یہ حال دیکھکر انگریز حیران ہو گئے آخر کار
لشکر انگریزی کوہچے پر پہنچا اُسوقت اُس مین تین ہزار مرد جنگی فرنگستانی
دس ہزار سپاہی ہندوستانی دو ہزار سوار موجود تھے تمام پیادے ایک
صف مین اور انگریز سب مرکزی بھرے مین علاوہ اُسکے چھ سو گراندیلون کی دو
ٹکری تھی اور توپخانے مین چوبیس ضرب توپ قلب وجناح فوج مین لگی ہوئی
اور ساتھ ہر قشون کے ایک توپ میدانی جمعیّت سوارون کی آگے اور پیچھے
اسباب و آلات جنگی کے متعیّن تھی اگرچہ وہ پہاڑ بہت ڈھالو نہ تھا لیکن
چھوٹے چھوٹے درختون سے جو باہم متشاجر تھے بالکل چھپا ہوا تھا پچیس
قدم تک پیادگان حیدری اوپر چڑھ گئے اور باوجود آتشباری توپ و تفنگ
مخالف کے خوب ہی لڑے اور اتنی دیر تک اُس محل مرد آزما مین ثابت قدم
رہے کہ دوسرے پیادے اُنکی مدد کو پہنچ گئے آٹھ یا نو سو پیادے جنکے قائد سپہداران
فرنگستانی تھے میسرے پر صف انگریزی کے دو تا دو ضرب توپ چھین لین
لیکن ایک ٹکری نے فوج انگریزی مین سے جو واسطے کمک میسرے کے فی الفور پہنچی تھی

سپاہ حیدرنی سے دونون ضربین مستردکین اس مابین مین طلیعہ شب نے آتشباری طرفین کو موقوف کردی؀

بیت

ہوئی رات عالم ہوا سب سیاہ
ہوئی سست دونون طرف کی سپاہ

دونون فریق جنگی میدان رزم مین استراحت طلب ہوے اور واسطے جنگ دوسرے روز کے آمادہ و طیّار ہونے لگے ساتھ دیکھنے اس ناملایمت حال اور مقام جنگ کے جس مین پیادگان حیدری فوج انگریزی سے ایسی مردی و پردلی کے ساتھ لڑے سب فرنگستانی جو ھندوستانیون کی شجاعت و جوان مردی مین بدگمان تھے حیران رہ گئے اور نزدیک جنریاں اسمتھ کے بھی جان بازی ھندوستانیون کی پایۂ ثبوت کو پہنچی؀

کوچ کرنا لشکر انگریزی کا رات کے وقت اُس مقام سے جہان لڑائی واقع ہوئی بعد دفن کرنے مقتولون کے اور زخمیون کو گاڑیون پر اُٹھا لیجانا اور بعض اسباب کو دریا مین ڈال دینا اور پہنچنا صحیح سلامت قلعہ ترناملي مین اور تعاقب کرنا نواب کا فوج انگریزی کو اور ترناملي سے ڈیڑھ فرسنگ پر پہنچ کر ڈیرا کرنا؀

گیارہ گھڑی رات کو ایسا معلوم ہوا کہ انگریزون نے چپ چاپ میدان جنگ سے کنارہ کیا تب نواب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کوئی متعرّض اور مانع اُنکا نہو مصلحت اس مین یہہ تھی کہ ہاری ماندی فوج استراحت کرتا زہ دم ہو؀ پھر سپیدہ صبح

کے نمایان ہوتے ہی سواران حیدری نے انگریزون کی فوج پر جو ساز و سامان جنگی چھوڑ اپنے زخمیون کو گاڑیون پر ڈال روانہ ہوئی تھی تاخت کی بعضے آلات باورچیخانہ جنریل موصوف کے اور دو صندوق میجر بانجو صاکن جنیوہ کے جو درمیان انگریزون کے محترم اور عہدۂ میجر جنریل کا رکھتا تھا اُنکے ہاتھ لگے اور یہہ معلوم ہوا کہ انگریزون نے بہت ساز و سامان جنگی اور ذخیرے اذوقے کے ندّی مین ڈالدیا تھا تا اُنکی گاڑیون پر اپنے زخمیون کو لیجائین چنانچہ اُس ندّی سے گولے اور چاولون کے بستے نکالے گئے اور انگریزون نے واسطے مخفی کرنے اِس امر کے کہ اُنکی طرف کے بہت لوگ مارے گئے ہین لاشون کو دفن کر دیا تھا لیکن جلدی اور اندھیری رات کے سبب اکثر مدفون لاشین روادی مین کھلی رہ گئین لوگون نے طمع سے مال و لباس کے اکثر لاشون کو زمین سے اُکھیڑ جو کچھ پایا لے لیا اگرچہ سواران حیدری نے افواج انگریز کا تعاقب کیا لیکن انگریز صحیح و سالم قلعہ ترنامل مین پہنچے مگر دو ضرب توپ اُن سے چھٹ گئی تھی اِس جنگ سبک مین جو ترنامل کے قریب درمیان پیادگان انگریزی اور سواران حیدری کے وقوع مین آئی صرف ایک ہی آدمی فوج انگریز سے زخمی ہوا اسطرح جنریل اسمتھ اِس مہلکے سے صاف نکل گیا اگر نواب بہادر موافق اپنے منصوبے کے دوسرے کنارے پر ندّی کے مقام کرتا تو بے شک جنریل موصوف سخت بلا مین گرفتار ہوتا نواب بہادر اِس تصوّر سے کہ انگریز سامھنے سے اُسکے بھاگ گئے خوش ہو کر آگے بڑھا اور ڈیڑھ فرسنگ پر اُس مقام میں ترنامل سے جہان بڑے بڑے پہاڑ اور درمیان اُس کے و ترنامل کے ایک میدان حائل تھا ڈیرا کیا چونکہ خیمہ گاہ حیدری اعادی کے مقام سے قریب تھا حزم و احتیاط کو کام مین لایا تا کہ تاخت ناگہانی سے محفوظ رہے

تمام تیلون پر کچھ کچھ فوج حراست کے لیئے متعین کی گئی اور طلایہ سوارونکا بانون کے ساتھ سرحد ترنامل تک بھیجا گیا ناچھوڑتے نے سے بانون کے انگریزون کی چالش پر اعلام دیتے رہین چنانچہ اس چوکسی اور احتیاط کے سبب انگریز کسی طرح سے لشکرگاہ حیدری پر ناخت نکرسکتے تھے اور جنریل اسمتھ نے بھی ہرگز مناسب نجانا کہ (جبتک کرنیل عود معہ فوج آکر اس سے نملے) اپنے کو معرض اخطار مین جنگ نواب کے ڈالے'

ضایع کرنا نواب حیدرعلی خان کا فرصت مانع ہونے کو تلافی سے دونون فوج جنریل اسمتھ وکرنیل مود کے اور مصاف آرائی کرنا اسکا ایسے مقام مین جہان فوج سوارون کی محض بیکار تھی اور ملجانا ان دونون فوج کا اور کوچ کرنا جنریل اسمتھ کا ترناملی سے اور روانہ ہونا نواب کا اپنے سوارون سمیت ایک راہ سے اور حیدری پلتنین معہ توپخانہ دوسری راہ سے'

شایستہ حال و مقام یہہ تھا کہ نواب بہادر ایک بھاری جیش واسطے سد راہ ہونے تلاقی عسکرین کے متعین کرتا لیکن مشورت کے خلاف جو اس خصوص مین اسکو دی گئی تھی نواب نے دونون لشکرون کو ملنے دیا اور خود معہ فوج اسی جگہہ مقیم رہا اور محرک جنگ کا اس ناحیے مین ہوا جہان سوار اسکے محض معطل تھے خصوصاً اسوقت جب جنریل اسمتھ اپنے لشکرگاہ کے بیچ ترچناپلی مین جو درمیان دو پہاڑون کے واقع ہی جنپر قلعے بنے ہوے ہین مقام رکھتا تھا اور مقدمہ اسکی فوج کا ایک بڑے تالاب

پر تھا جہان فوج غنیم کی سوا اے ایک راہ تنگ سے جو توپخانے و خندق کی حمایت مین تھی نہین پہنچ سکتی تھی مرکوز خاطر نواب کا یہ تھا کہ انگریزون کو اُن کے لشکرگاہ سے باہر نکالے اسی واسطے اپنے پیادون کو حکم دیا تھا کہ ظاہرا بدستور روزش و قواعد کے ہر روز نکلا کرین اور کبھو خود بھی ایک گھوڑے کے پیٹھ تلک اُسے جاتا اسی طرح سے نواب نے فرصت وقت کو ایسا تلف کیا کہ جیش کرنیل عود کی فوج سے جنریل اسمتھ کے مل گئی اگرچہ فوج انگریزی پچیس ہزار تھی جسمین ساڑھے چار ہزار سپاہی فرنگستانی تھے لیکن جنریل اسمتھ زنہار مناسب نہین جانتا تھا کہ میدان مین نواب بہادر کے ساتھ مصاف آرائی کرے بلکہ اُسکی یہی نیت رہتی کہ ایسے موقع مین نواب پر حملہ کرے جو اُسکے پیادون کے مناسب و ملایم ہو اور جہان سواران حیدری کچھ کام نکر سکین چنانچہ اسی باعث اپنے لشکرگاہ کو چھوڑ علی الصباح ترنا ملی سے کوچ کر دو فرسنگ پر جا کے خیمہ کیا تا اُسکی فوج بنسبت سابق مقام کشادہ و فراخ مین رہے نواب بہادر نے جنریل کے منصوبے پر واقف ہو چکا تھا کہ ایک دام فریب اُسکی راہ مین لگاوے مگر اِس راز کو اُسوقت کسی پر منکشف نکیا تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی چونکہ لشکر انگریزی کو عبور کرنے سے ایک میدان کے جو ہر طرف جنگل اور ٹیلون مین محصور تھا گزیر نہ تھا اِس لئے نواب نے شام کے وقت اپنے توپخانے کے سردار اور سپاہیون کو حکم دیا کہ وے سب اُس میدان کی طرف ایک مدخل وادی نما سے کوچ کرین اور نواب نے خود اپنے منصوبۂ ناگفتہ کے موجب معہ سب رسالے سوارون کے دو بجے شبکو کوچ کیا اور ان رسالون کے پرے کو صورت پر ایک کمان کے بنا اُس مقام کی طرف جو مشرف تھا

اُسی میدان پر سے چلا منصبداران قائد افواج پیادون نے روانگی سے نواب
کے آگاہ ہو ساعت معہود مین کوچ کیا اور اُنکو یقین تھا کہ وے نواب اور اُسکے
خاص سوارون سے میدان مین ملینگے لیکن جب منصبدار لوگ مع فوج
پیادون کے اُس میدان مین پہنچے اور نواب اور سوارون کو اُسکے وہان
نہ دیکھا متحیّر ہوے تب جمعیّت پیادون کو پھیلا کر صفین جنگ کی آراستہ کین
وہ میدان اگرچہ ظاہر مین ہموار معلوم ہوتا تھا پر ایک ٹیلے بلند کے سبب
اُس مین واقع تھا وہ بہرہ ہو گیا تھا بعضے منصبدار حیدری جو پیشتر پہنچے تھے اُس
ٹیلے پر چڑھکر دیکھا کہ جنود انگریزی ٹیلے کے پیچھے صفین آراستہ کئے ہوے
جنگ کے لئے آمادہ ہین چونکہ منصبداران حیدریکو حملہ کرنے کے باب مین
کچھ حکم صادر ہوا تھا اور کچھ خبر نواب اور اُسکے سوارون کی بھی نہ ملی
اسلئے منصبدارون نے اُس جا پر مجلس شورا منعقد کی اتّفاق سب رایون
اِس پر ہوا کہ سارے منصبدار اپنے افواج سمیت اُسی وادی نامدخل مین
پھر جا کر واسطے اپنے ایک مقام حصین حاصل کرین جبتک کہ جاسوس
خبر نواب کی یا حکم جنگ کا اُسکے حضور سے لاوین چونکہ انگریزون نے سنا تھا
کہ سواران حیدری کمین گاہ مین ہین آغاز شب تک آمادۂ جنگ رہے آخر کار
اپنی لشکرگاہ جدید کو پھر گئے پیادگان حیدری بھی مع توپخانہ اپنی منزلگاہ مین
پہنچے اور نواب مع سوار شب کو بہت دیر کے بعد دس فرسنگ راہ طی کر
بھوکھا پیاسا اُس مقام مین پہنچا نواب جانتا تھا کہ جنریل اسمتھ حیدری سوارون
کے کوچ سے بیخبر ہی اور خواہ نخواہ منخدع ہو کر قصد کریگا کہ پیادگان حیدری
پر جو ظاہرا استظہار سوارون سے نہین رکھتے حملہ کرے اِس صورت مین
حیدریونکو انگریزی لشکر پر تاخت کرنیکی فرصت بخوبی حاصل ہوگی چون ٹیپو سلطان

اسن زمانے مین سترہ برس کے سن و سال مین حیدر نامدار کا دست راست اور اکثر قوم انگریز پر فتحیاب ہوا تھا نامہ نگار نے شایستہ اس مقام کے سمجھا کہ تھوڑا سا حال اُسکے چالش کا بھی یہان بیان کرے حیدر علی خان اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کے ساتھ کمال محبّت رکھتا تھا اور غیرت و بردلی سے اُسکے خوب واقف اور اُسکی نوجوانی کے سبب اُسکی جان عزیز پر بہت ساترسان و لرزان رہتا یہی سبب تھا کہ اُسکو اکثر واسطے حفاظت و حراست معسکر کے مامور فرماتا تھا اور میدان جنگ مین جانے کی اجازت نہین دیتا چنانچہ اس جنگ مین بھی سلطان موصوف موافق حکم پدر عالیقدر کے پاسداری و حراست مین لشکرگاہ کے مصروف و مشغول تھا جبکہ فوج پیادگان حیدری لشکرگاہ مین پہنچی اور نواب بہادر اور اُسکے سوارون کی کچھ خبر معلوم نہوئی تب سلطان کو کمال پریشانی و تشویش پیدا ہوئی تمام سپہدار و نکو افواج حیدری کے اپنے پاس بلا صورت حال کو اُنپر ظاہر کیا سبھون نے بالا تفاق یہ عرض کی کہ انگریزونکی فوج مین سوار نسبت سواران حیدری کے بہت کم ہین اس سبب سے وے معسکر حیدری پر شبخون نہین مار سکتے علاوہ اُسکے درمیان لشکرگاہ حیدری و مقام انگریزون کے مسافت دور دراز و راہ دشوار گذار ہی بدون اُسکے کہ وے تین فرسنگ راہ طی کرین اور اُس کوچہ تنگ سے جس مین سپاہ محافظ حیدری راہداری و حراست مین مشغول ہی گذرین شبخون ممکن نہین اہل مجلس ہنوز اسی گفتگو ہی مین تھے کہ جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ میر مخدوم علی خان بہادر سپہسالار لشکر جو اپنے سوارون کے ساتھ ہراول لشکر کا تھا معسکر حیدری مین داخل ہوا نواب بہادر نہایت زحمت کش و رنج بردار تھا کوفتہ و ماندہ کبھو نہوتا اُسی شب سپیدۂ صبح کے نمایان ہوتے ہی چار ہزار پیادے اور چالیس

ضرب توپ کے ساتھ ترناملی کی طرف تاخت کی اور شہر کو مفتوح پایا لیکن جب
قصد کیا کہ قلعے پر حملا کرے خبر دار خبر لاے کہ جنریاں اسمتھ فوج حیدری پر
ہجوم لایا چاہتا ہی اِس خبر کے سنتے ہی حملا موقوف رکھا اور حریف پنجہ
کار سے اِس مقام مین جہان سوار بیکار رہتے صف آرائی مناسب نجان دوسرے
روز وہان سے کوچ کیا کیونکہ وہان سے لشکرگاہ انگریزی تک اگرچہ مسافت
چار فرسنگ سے زاید نہ تھی بدون قطع کرنے ایک راہ تنگ کے جو دس فرسنگ سے
زیادہ تھی پہنچنا ممکن نہ تھا آخر الامر نواب بہادر نے قریب لشکر نواب نظام الدّولہ
کے جو پیشتر وہان ایک سبزہ زار مین پڑا ہوا تھا دست چپ پر اُس لشکر کے
خیمے استادہ کرواے ؏

متّصل پہنچنا دونون لشکر جنگجو کا اور بند کرنا نواب حیدر علیخان
کا راہ اذوقے کی لشکر پر اعادی کے اور قصد کرنا اُنکا صورت
وتنگی کے سبب اُس تنگچے سے نکلنے کا اور حملہ کرنا لشکرگاہ
پر نواب نظام الدّولہ بہادر کے اور خوف کرنا نواب حیدر علیخان
بہادر کا بدانجامی سے اُسکے اور مانع ہونا حملہ کرنے سے ؏

جب معسکر انگریزی کو سوار اور پیادون نے فوج حیدری کے چارون طرف
سے گھیر لیا اور سب راہین اور مداخل آمد و شد کے اپنے تصرّف مین
لاے اذوقہ وساز وسامان جنگی انگریزون کو سواے ترناملی کے کسی اور جگہہ سے
نہین پہنچ سکتا تھا فوج انگریزی بہت زحمت و تکلیف اُٹھانے لگی اس لیئے
کہ ترناملی مین سواے ذخیرے چاول کے دوسری کوئی چیز مایحتاج موجود نہ تھی

اور یہہ سب خبر نواب بہادر کو وسیلے سے قاصدان انگریزی کے جو لشکر
انگریزی سے مدراس کو خبر لیجاتے اور بموجب حکم نواب بہادر کے گرفتار
کئے جاتے اور دوسرے مخبرون کے جو خاصکر واسطے خبر رسانی کے مامور
تھے خوب تحقیق پہنچتی تھی وہین سے یہہ باتین معلوم ہوئین کہ گورنر مدراس
جنریل اسمتھہ کو معرض عتاب مین لایا اِسلیئے کہ اُسنے عوض مین شراب
متمرّدی کے سپاہیون کو زر نقد دیا تھا اور یہہ اسکو لکھہ بھیجا تھا کہ اس باب مین
یہہ امر کافی تھا کہ سپاہیون سے اسطرح پر کہتا کہ لشکر مین زر کی تنگی ہی
تمھارا وظیفہ سرکار سے مدراس کے ادا کیا جائیگا اور گورنر مدراس نے ڈاکٹر
داروغۂ فوج کو لکھہ بھیجا تھا کہ وہ تمام روداد لشکر انگریزی کی ہمیشہ گورنر
ممدوح کو لکھتا رہے نواب بہادر نے جب معلوم کیا کہ انگریز عسرت و تنگی مین
پھنسے ہین عزم مصمّم کیا کہ اُنکی لشکر کو محاصرے مین رکھے اور ملک کو تاراج
کرے چون انگریز اِس حالت محصوری پر صابر نہ تھے اور چاہتے تھے کہ کسی
طرح اِس مقام ناملایم سے باہر نکلین اُنھون نے دس بجے رات کو کوچ کیا اور
نواب بہادر کو جب معلوم ہوا کہ کوچ انگریزون کا لشکرگاہ کی طرف نواب
نظام الدّولہ کے ہوا تب اُسے سخت تشویش لاحق ہوئی کیونکہ بدگمانی اُسکی
مقدّمے مین خط و کتابت رکن الدّولہ اور انگریزون کے ایک اساس محکم رکھتی
تھی اور اِس جہت سے اُسکو اعتقاد تھا کہ نظام الدّولہ اُسکے ساتھہ چندان
صاف نہین ہی اور درصورتیکہ نواب موصوف انگریزون کے ساتھہ موافق
ہی تو معسکر حیدری البتّہ در معرض اخطار ہی اور اگر دونون ہمداستان نہین
ہین اُس صورت مین انگریزون کا تاخت کرنا لشکر پر اُسکے ہوا خواہ نواب
نظام الدّولہ کے بڑا سبب بے انتظامی و پریشانی کا اُسکے لشکر کے واسطے

ہی اِنھین جہتون سے نواب بہادر نے اِس خصوص مین اپنے خیمہ خوابگاہ مین اہلِ شورا کو طلب کر اِس بات مین اُنکی راے طلب کی یہہ مقرّر ہوا کہ فوج حیدری فی الفور مسلّح ہو کوچ کرے اور انگریزون کو نواب نظام الدّولہ کے لشکر کی طرف متوجّہ ہونے نہ دے اور یہہ امر کچھ مشکل نہ تھا کیونکہ لشکر حیدری کو واسطے اتمام اس امر کے ڈیڑھ ہی فرسنگ کی مسافت طی کرنا پڑنا اور انگریزونکو معسکر نواب نظام الدّولہ تک پہنچنے کے لیئے چھہ فرسنگ نواب بہادر نے اِس اثنا مین اپنے منصبدار ان فوج فرنگستانی کو حکم دیا کہ راہ فوج انگریزون کی روکین اور ایسی تدبیر کرین کہ وے پریشان ہو کوچ مین درنگ کرین اور جبتک روز روشن نہ ہو لشکر نواب نظام الدّولہ تک نہ پہنچ سکین اور فرمایا کہ دور سے اعادی پر آتشباری نکرین بلکہ جب دونون لشکر نواب و انگریز کی قریب ہو جاوین تب جس قدر ہوسکے اعادی پر آتشباری عمل مین لاوین اور باڑھ مار کے زمین پر لیٹ جاوین چنانچہ فوج حیدری نے اطاعت مین اِس حکم کے سعی و کوشش کی اور انگریزون کو جبرًا اُسپر لائی کہ اُنھون نے اپنی جناح کی سپاہ کو صف میانگی مین ملنے کو طلب کیا اِس خوف سے کہ مبادا ہر سپاہ حیدری کے محاصرے مین گھر جاوین آخرکار جماعہ کالیرو نے آتشباری شروع کردی انگریز بھی اپنی سپاہ کو مربّع شکل بناکر لڑنے لگے دو ساعت تک دونون لشکرون سے آتشباری عمل مین آئی لیکن طرفین سے کسی لشکر کو ضرر نہ پہنچا جماعہ کالیرونی جواب دہی انگریزی فوج کی قرار واقعی کی آخر دوپہر دو بجے دن کے انگریزون نے دست چپ کی طرف کوچ کیا اور لشکرگاہ جدید مین ترناملی کے نزدیک کنارے پر ایک بڑے چشمے کے جو دست چپ کی طرف واقع تھا اقامت کی سامھنے انگریزون کے ایک پہاڑ بہت بلند تھا چارون طرف ٹیلون اور

ستے درختون کا احاطہ اس طور پر تھا کہ اصلاً سوار وہان جا نہ سکتے تھے بعد
ظہ کرنے خیمہ گاہ جدید انگریزون کے نواب بہادر نے اپنے خیمے وہان سے
ٹھوا کر دوسری جگہ پر جو انگریزون کے خیمہ گاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے
ی اس وضع پر کھڑے کروائے کہ انگریز بدون مقابلہ کرنے ساتھ لشکر نواب
ر کے نواب نظام الدّولہ کے لشکر پر حملہ نہ کر سکین ؎

ما مور کرنا نواب بہادر کا شاہزادہ ٹیپو سلطان کو پانچہزار سوار
جرّار کے ساتھ واسطے غارت کرنے قرب وجوار مدراس کے بعد
بدگمان ہونے نواب کے سپہدار فرنگستانی سے ؎

اس مقام مین سواران حیدری بیکار و معطّل تھے اور فراہم کرنا
قے کا دشوار ہو گیا تھا نواب والا فطرت نے یہ تجویز فرمایا کہ ایک
ی جیش سوارون کی واسطے تسخیر کرنے گوڈیلور کے جہان کارخانہ
یزون کا ہی اور جہان سے دو فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچیری واقع
روانہ کرے تا یہ لوگ بعد تسخیر کرنے گوڈیلور کے سواحل دریا کو
س کی طرف پھر کر حوالی کو اُسکے تاراج و ویران کرین غرض اس سے یہ تھی
گزاران دولت مدراسیہ مضطر ہو افواج انگریزی کو واسطے اپنی حمایت
بھر بلا لین اور اس جہت سے نقصان عظیم کار و بار انگریزون مین واقع ہو
بھلے یہ جیش سرکردگی مین ایک منصبدار فرانسیس کے جسنے یہ مشورت
ب بہادر کو دی تھی اور وہ تسخیر کرنے پر گوڈیلور کے اس جہت سے کہ
خصوصیات سے خوب واقف تھا وثوق رکھتا تھا کوچ کرنے پر طیار ہوئی تھی تب

ایک جاسوس انگریزی جو معسکر حیدری مین خفیہ رہتا تھا اور میر رضا علی خان کے نزدیک جو مرد کوتاہ اندیشہ رشک و وسواس کا بندہ تھا بڑا اعتمادی قابو سے وقت پا کر میر رضا علی خان کے ذریعے سے نواب بہادر پر یہہ ثابت کیا کہ تمام یہہ منصوبہ و ایجاد بے اصل وحقیقت ہی بلکہ منصبدار فرانسیس چاہتا ہی کہ اِس بہانے سے اِس جیش کے ساتھہ پانڈیچیری کو چلا جاوے کیونکہ وہان کے گورنر نے اِس منصبدار کو طلب کیاہی یہہ خبر جو جاسوس انگریزی نے نواب کے خدمت مین ظاہر کی محض دروغ تھی صرف فریب مین ڈالنے کے لیئے اُسے مشہور کردی تھی لیکن اسمین شک نہین ہی کہ نواب بہادر بھی سپاہ فرنگستانی کو پانڈیچیری کے قرب مین جانے سے احتیاط واجب جانتا تھا اِسی واسطے منصبدار فرانسیس سے جو اس جیش کے ساتھہ واسطے تسخیر کرنے گوڈیلور کے جانے پر طیّار ہوا تھا یہہ کہا اِس جنگ مین ہمارے پاس جمعیّت پیادون کی بہت نہین ہی کہ واسطے تسخیر گوڈیلور کے تمہارے ساتھہ کردین اِس صورت مین مناسب ایسا معلوم ہوتاہی کہ بالفعل یہہ تسخیر ملتوی رکھی جاوے لیکن سردست ایک جماعت سوارون کی بھیجی جاتی ہی کہ تخریب اُس ملک کی دروازے تک مدراس کے کرے اور اِس مہم کے لئے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کا سرکردگی مین پانچ ہزار سوار کے مقرّر و ماموُر ہونا مناسب ہی یہہ سب سخن سازی نواب بہادر کی واسطے دلجوئی منصبدار کے تھی السحق کوئی امیر ہنر مین موم کرنے سنگ خارا کے اور نرم کرنے مین کسی وضع کے سخت و درشت انکار کو نواب بہادر پر فوقیّت نرکھتا ہوگا آخرکار بعد اس گفتگو کے سلطان نوجوان اُن رسالون کے ساتھہ اِس مہم پر روانہ ہوا اور ساتھہ اُس سرعت کے مدراس کی طرف تاخت کی کہ گورنر معہ صاحب

اور نواب محمد علی خان اور اُسکا بیٹا و کرنیل کال بلکہ سب صاحبان کونسل
جو اُس وقت خیمے کے اندر کنپنی کے باغ مین تھے، گرفتاری سے اُس حادثے
کی جو ناگہانی اُن کے سر آپڑا تھا مشکل سے بچے، بڑی خیریت یہہ ہوئی کہ
ایک جہاز جو مقابل اُس باغ کے لنگر پر تھا اُنکی قسمت سے مل گیا، جسنے اُنکی کشتی
حیات کو ساحل نجات تک پہنچایا نہین تو اُن کو اُس قضای آسمانی سے بچنا سخت
مشکل تھا، اِس ناگہانی واردات مین اِسقدر اُنھین گھبراہت تھی کہ گورنر
اپنی توپی اور تلوار وہین چھوڑ کنارے نکل گیا، چنانچہ سارا اسباب و سامان
حاضری کا اُس کی کلاہ و شمشیر سمیت لتیرے سوارون کے ہاتھ لگا کیونکہ
مدراس کے صاحبون کا معمول ہی کہ ہرروز اطراف و نواح مین اُسکے ہوا کھانے
کو نکلا کرتے ہین اور حاضری بھی دہات کے بنگلون مین کھاتے اگر نوکر
فرانسیس جاسوس کا (جو انگریزون کی طرف سے نواب بہادر کے لشکر مین تھا
اور جو بقصد اِسی نیّت سے بھیجا گیا تھا کہ اُن کو اِس ناگہانی تاخت کی اطّلاع
کرے) بر وقت پہنچکر اُنھین آگاہ و خبردار نکر دیتا، تو اِس جنگ مین گورنر
اور اُسکے رفقا بیشک گرفتار ہوتے الغرض حیدری سوارون نے اُن کے
پیچھے دھاوا کر اُن کے مدراس پھر جانے کی راہ کو روک لیا، نواب محمد
علی خان جو بڑی سڑک سے بھاگتا تھا، بہ سبب تیز رفتاری اپنے گھوڑے کی اُنکے
ہاتھ سے بچ گیا، مدراس کا گورنر اگر اِس ہلّے مین پکڑا جاتا تو یہہ گرفتاری،
اُسی کی خودرائی اور ناعاقبت اندیشی پر محمول ہوتی اِس لئے کہ اُسکے رفقا
ہنوز جمع نہین ہوئے تھے کہ گانوون کے لوگ مرہٹہ مرہٹہ فریاد کرتے ہوئے آئے
(کیونکہ ساکنان حوالی مدراس نے سواے مرہٹونکی تاخت کے ابتک اور
کوئی بلا نہین دیکھی تھی) لیکن گورنر اور صاحب لوگ اِس شور و فریاد

سے اندیشہ مند ہونے کی جگہہ سب تاسّف کرنے لگے مگر جب بہت سے لوگ
فراریون کے آئے تو گورنر کو اُسکے ایک رفیق نے کہا مناسب اِس امر
واقعی کی کچھ تدبیر کی جاوے اُسنے جواب دیا اگر غنیم کے سوار درحقیقت
جوار مین سچ مچ آتے تو ہم کو پہلے اُسکے راہ کے قلعہ دارون نے خبر کی
پس یہہ خوف و دہشت اِن بزدلون کی نامردی کے سوا اور کیا ہی اِس
واسطے آج کی تاریخ سے مین حکم دیتا ہون اگر کوئی اِس طرح سے واویلا اور فریاد
ہمارے پاس آیا تو قابل تعزیر و سزا کے ہوگا اِس حکم پر سب حاضرین نے
خوشامد گویون کا دستور ہی گورنر کی تحسین اور تعریفین کین اتنے میں
*منطامس کے ایک گروہ نے کہ بہت سے اُن مین زخمی تھے وہان
سردارون اور اہلیون کے خاطرنشین کیا کہ اعدا شہر کو تاراج و
کر رہے ہین تب تو سبکے سب ترسناک ہو کر سہم گئے اور
اعلام کے جو بر وقت پہنچا تھا اُنھین اتنی فرصت مل گئی کہ وہان سے بھاگ
بچاو کے لیئے دریا کنارے جا چھپے جب تک اُدھر ٹیپو سلطان شہر
کے تاراج و لوٹ مین مشغول و متوجّہ تھا اُسی عرصے مین اُسکے والد بزرگوار نے
پلٹن کے حالات کو اُس پہاڑی کے اُوپر سے جسکا ذکر سابق ہو چکا ملاحظہ
پلٹنون کو توپین مار کر درہم برہم کر دینے کا خیال کیا اِسی منصوبے سے
دوسرے دن تڑکے ہی اپنی فوج کو وہانسے کوچ کرنے اور کئی ضرب توپ
اُس ٹیلے پر چڑھا انگریزی لشکر پر سر کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہہ امر بخوبی

---

*منطامس توم برطکیش کے ایک شہر کا نام ہی
اور جھنٹ اُنکا اُتک بھی اُسپر پھرا تا ہی

ہوا کیونکر خیمون کے اُکھاڑنے اور کھڑے کرنے کی جہت سے لشکریون کو
حیرانی ہوئی ' نواب حیدر علی خان نے مشاہدے سے اِس حال کے خوش ہو کر حکم کیا
کہ تمام توپخانہ اُس پہاڑی پر لیجائین ' غرض اُسکی ' اِس بات سے فقط تمکنت
اور شان فوجکشی کی دکھلانی تھی ' کیونکہ اُسکے توپخانے کے اکثر گولے انگریزونکی
لشکرگاہ تک پہنچ نہین سکتے تھے ' باین ہمہ اِس حرکت سے اتنا ہی اُسے منظور تھا کہ
انگریزون پر اُسکے لشکر کی کثرت ثابت و معلوم ہو اور بڑے بڑے توپخانے
اور اُسکے کارگزارونکی چالاکی اور تیزدستی کے دیکھنے سے اُنکے دلون پر خوف
و رعب چھا جاے اِسی اراد یسے آپ بدست خاص توپچیونکو جو اپنا جوہر ہنر
دکھلاتے تھے ' اشرفیان انعام دے دے دوسرے سپاہیون کو سرگرم جنگ کا
کرتا تھا ' نظام علی خان نہین چاہتا تھا کہ اِس کارزار سے اپنے کو الگ اور بیکار رکھے
اِسواسطے اُسنے بھی اپنے رسالے سمیت آگے بڑھکر سوارون کو حکم کیا کہ انگریزونکی
چھاونی کو چارونطرف سے گھیر لین ' مگر تین گھنٹے تک اُسکی پیدل سپاہ نے
انگریز کے پلٹن والون پر ' جن کو جنریل اسمتھ نے ایک پہاڑ پر کھڑا کیا تھا حملہ کیا
انگریز اُنکے حملے سے ' اپنے بچاو کے واسطے گھبراہٹ کی مارے ایسی جگہ سے
نکلے کہ وہان توپخانۂ حیدری کا گویا اپنے کو لقمہ اور نشانہ پایا ' لاچار جب ایسی بلا
کے منہ مین آپڑے ' تب کئی بار اُنھون نے اشارے کنائے سے جنریل
موصوف کے نزدیک اپنا حال ظاہر کیا تاکہ وہ مع فوج جلد اُنکی مدد اور کمک کو پہنچے '
شام کی چار گھڑی کے قریب انگریز کا لشکر پرا باندھکر روانہ ہوا نواب بہادر نے
جھٹ اپنے پیدل سپاہیون کو توحکم دیا کہ وے مع توپخانہ اُس پہاڑی سے اُترپڑین
اور سوارون کو فرمایا کہ سبکے سب بہیئت مجموعی انگریزون سے مقابلہ کرین '
حیدری فوج ابھی صف باندھ چکی تھی کہ نواب نظام علی خان کی کل پیدل سپاہ

بد حواس ہو بھاگنے اور ادھر اُدھر چھٹکنے لگی ' اور اُسکے سور مان سوار نظام علی خان سمیت بے باکانہ انگریزون سے لڑنے متوجّہ ہوئے ' اور اُن کے پیچھے نواب بہادر کا توپخانہ بھی روانہ ہوا ' لیکن یے لوگ رزمگاہ مین حیدری فوج کے متّصل پرا بندی نکر حیدری اور انگریزی لشکر کے بیچ مین آکر اُن دونون لشکر کے درمیان بالکل آڑ اور حجاب واقع ہو گئے ' انگریز ایک چشمے کے کنارے جو پہاڑ کے قریب تھا آگے بڑھنے کو تو بڑھ گئے ' پر گذر اُنکا ایسی راہ پر ہوا کہ کنکریون اور جھوڑ سے بھری ہوئی تھی ' انگریزی پلٹن مین دو ٹولیان بنائی گئی تھین سوارون کا رسالہ تو پیچھے چنداول مین اور توپخانہ بجاے ہراول کے تھا ' توپخانے کے لوگون کی آواز سے نظام علی خان کی سوارون کے دلون مین ایسا دھڑکا پیٹھا کہ وے کمال حواس باختہ ہو حیدری لشکرگاہ سے پس پا ہو کر نکل بھاگے ' اُن کے نکلتے ہی لشکر حیدری مین ایک تہلکہ اور ہلّڑ پڑ گیا ' نواب بہادر کے دل مین لشکر کی اس بد انتظامی سے ایک اندیشہ اور کھٹکا پیدا ہوا ' اور اتّفاق کے باب مین تو گویا بدگمانی اور عہدشکنی کا خیال ظہور مین آچکا تھا ' اب اس بات کا بھی دغدغہ اُسکے دل مین پیدا ہوا کہ تا وقتیکہ وہ انگریزون کے ہٹانے اور دفع کرنے مین مشغول رہیگا یے بے غیرت بھگوڑے اُسکی چھاونی مین لوٹ پاٹ مچا دینگے ' اور بڑا وسواس اُسکو رات کے آجانے سے ہوا ' جب نظام علی خان کی فوج جو انگریزون کی چھاونی کا حجاب اور اُوٹ تھی منتشر ہو گئی تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ انگریزی لشکر ہیئت مجموعی سے صف بندی کر آگے بڑھا چلا آتا ہی اور سوار اُن مین بطور التمش کے ممتاز دکھائی دیتے ہین ' حیدری توپخانے سے جو پیدل فوج کے آگے تھا اتنے گولے چلے کہ حریف کی جانب کے بہت لوگ مارے پڑے ' پر

سمجھئے کہ کثرت آتش باری سے جو اُس پہاڑی کے اُوپر عمل مین آئی تھی سارا اُسباب لڑائی کا نبڑ گیا تھا بڑی بڑی حیدری توپین اب بیکار تھین بناچار سوارون کو یہہ ارشاد ہوا کہ غنیم کے لشکر پر ٹوٹ پڑین حکم ہوتے ہی ھندوستانی اور فرنگی سوارون نے حملہ کرنے کی نیّت سے گھوڑے اُٹھائے لیکن انگریزون کی طرف سے توپ و تفنگ کی ایسی بوچھاڑ تھی کہ ٹھہر نسکے جب نواب بہادر نے دیکھا کہ شام کا وقت عنقریب پہنچا اور رات کو انگریز کے پیدل سپاہی خوب کوشش اور جان فشانی کرسکتے ہین اسواسطے میدان جنگ سے کنارہ کیا ایک چھوٹی توپ انگریزونکی جسکے بیل مارے پڑے تھے حیدریونکے ہاتھہ لگی اِس لڑائی مین حیدری فوج کا کوئی اسیر (سواے ایک پرطکیس کے جو تفنگچیون کا عہدہ دار تھا اور ایک دوسرے سوار کے کہ یہ دونون بہت ہی زخمی ہوگئے تھے) انگریزون کے ہاتھہ نہ لگا باقی مجروحون کو لشکر کے ساتھہ لے گئے دونون (یعنے حیدری اور نظام خانی) لشکر کے مقتولون کا عدد چار سی سے زیادہ نتھا انگریز نواب بہادر کا پیچھا کرنے مین سرگرم تھے مگر چونکہ اُسکی چھاونی درمیان دو پہاڑون کے واقع ہوئی تھی اور راہ مین ایک چشمہ اور دو پہاڑی بھی تھی وبر تقدیر تعاقب لامحالہ اُسی راہ ہوکے اُنھین جانا پڑتا لاچار اُس چشمے کے اُوپر سے فقط کئی گولے حیدری فوج کی طرف مار کے بس کیا نواب بہادر نے جب اپنی چھاونی مین آکے اُسے برہم درہم پایا کیونکہ اُسکے درمیان سے نواب نظام علی خان اور اُسکے سپاہی اپنے خیمون کو چھوڑ نکل بھاگے تھے اِسلئے اپنے پیدل سپاہیون کو بعد اِسکے کہ چھوٹے چھوٹے قلعون مین اُنکی سکونت و اقامت کی جگّہہ مقرّر کردی تھی یہہ ارشاد فرمایا کہ توپخانۂ حیدری اور لشکر کا سامان عقب اُس مورچے کے جو بمبر دست

بنایاگیا تھالیجائین ؛ چنانچہ یہ امرشتابی عمل مین آیا ؛ نواب بہادر مقام کے واسطے مکان (جہان لشکر اُسکا اعدا کے تاراج سے محفوظ و سلامت رہ سکے) ٹھہرانے اور احتیاط کرنے کا ایک ایسا خاص سلیقہ رکھتا تھا کہ اُسے اِس مادّے مین جنریل اسمتھ کہ وہ بھی اِس کام مین کامل تھا ؛ نہایت تعریف کرتا ؛ ترنا ملی کی لڑائی سے پھرتے وقت ؛ نواب بہادر کی منزل گاہ مین پشت کی طرف سے کوئی راہ نتھی ؛ بجز ایک تنگ گذرگاہ کے جسّے گذرنا ایک جھگڑے کا مشکل تھا ؛ یہان دو راہین تھین ؛ ایک تو جو نظام علی خان کی لشکرگاہ کو گئی تھی اسی طرف سے لشکری ساز و سامان جاتا تھا ؛ اور بہت لشکریون نے داھنے ہاتھ کا رستا لیا جدھر سے نظام علی خان بہادر کا بھی لشکر کمال بے انتظامی کے ساتھ توپخانے سے ملا جلا چلا جاتا تھا ؛ اِسی بدانتظامی سے توپ خانہ حیدری کو کوچ سے باز رکھا ؛ ہرچند آگے جانے کے واسطے مشعلون کی روشنی کر بہتیری کوشش اور تدبیرین عمل میں آئین ؛ آخر کچھ نہ بن آیا بجز اسکے کہ ایک رسالہ بھیجین تا اُن لوگون کو جو پہلے کوچ کر گئے تھے ؛ آگے بڑھنے سے باز رکھے اور اِسکی تاکید کرے کہ اثناے راہ مین جو کوئی جہان کہین ہو فجر تک وہین ٹھہرا رہے ؛ بھور ہوتے ہی سررشتہ راہ کا پھر ہاتھ لگا جب نظام علی خان کی فوج میدان مین پہنچی تھی ؛ اگر ایسے وقت جنریل اسمتھ اپنے پیدل سپاہیون کا لشکر روانہ کرتا تو بیشک غنایم فتح کے بہت سے اُسکے ہاتھ لگتے ؛ کیونکہ نظام علی خان ہزیمت کے بعد اپنی چھاونی مین آٹھ ضرب بڑی بڑی توپ چھوڑ گیا تھا ؛ چنانچہ بعد اُسکے جانے کے حیدر علی خان نے اُسکے توپ گاڑیون کو مرمّت کرمعہ چاندی کے باسن اور اور اُسکی بیش قیمتی چیزین جو راہ مین چھٹ گئین تھین ؛ اُسے بھیج دین ؛ نواب بہادر صبح ہوتے ہی میدان کارزار مین اپنی فوج لیکر نظام علی خان کو

باندھ کھڑا ہوا پیدل سپاہی تو اُسکی پہلی صف مین ستھے اور تو ا زدو طری مین
تو پخانہ اور جنگ کا لوازمہ میدان مین آچکا ' وہ اپنے لشکر سمیت اِس
ے سے کہ تنو مند اور ہمّت کے پورے سپاہیون کو ہمراہ لیکے فوج کا چنداول
ھے کو پھر گیا ' انگریز اُنکے پیچھے سے اُن پر حملہ آور ہوگئے گولے بر اکتفا
اِن گولون سے افواج حیدری کے چار ہی شخص مارے پڑے ' ایک
ن سے فرنگی سپاہیونکی چھاونی کا سردار تھا ' جنریاں اعممتہ نے بے شبہہ
نح کی سرگذشت سے مدراس کے کارگزارون کو جلدی اطّلاع کی ہوگی
ن لوگون نے اس خبر نصرت اثر کے سنّنے سے اُن اندیشون سے جن
یچ غلطان پیچان ہو رہے تھے رہائی بھی پائی ہوگی ' یہ لوگ ان دنون
کی ناگہانی تاخت سے از بسکہ خوف و ہراس مین گرفتار تھے ' کیونکہ تمام
قلعہ سنط جارج یعنے مدراس کی پاسبان تھی ' صرف دو ہی سو اُسمین
سپاہی اور چھ سو ہندوستانی تھے ' چنانچہ شہر سیاہ کہ بلدۂ مدراس
سے مراد ہی ٹیپو سلطان ہی کے اختیار مین تھا ' شہر سیاہ مین انگریزون
مار موافق اُن دنون چار لاکھ آدمی سے کم نتھے ' اور اُسوقت جمعیّت اُن کی
کے فراریون سے دوچند ہو گئی تھی ' اگرچہ اس شہر کا نام شہر سیاہ
ہی مگر اکثر فرنگستان کے لوگ یہان بستے ہین اور سوداگری
تاع کی بھری بھرائی کو ٹھیان رکھتے ' ہر قسم کی نفیس نفیس اشیا
س وہان میسّر آتی ہین ' بہ نسبت اور قوم کے ' بڑے بڑے
اور مالدار ادمی اور گجرات کے جوہری بود و باش کرتے اور
تی و بیش قیمتی جواہر کی خرید فروخت کرتے ہین ' جس وقت کہ
نے فراریون کو اِحس واقعۂ ہولناک کے باعث ' دہات سے شہر کی

طرف بھاگتے دیکھا، بڑا خوف و رعب اُنکے دلون مین سما گیا تھا اور یہہ دھڑکا پیدا ہوا کہ حیدر علی خان بہادر آپ ہی اپنی تمام فوج لے کر اِس شہر کے لوٹنے اُجاڑنے کو آیا ہی، سو اِسی گمان پر اُدھر سے تو زن و مرد خان و مان سے آوارہ ہو مال متاع گھر بار چھوڑ چھاڑ بچاو کے لیئے قلعے کی جانب بھاگ آئے، اور یہان چونکہ گورنر صاحبان کونسل، سالار فوج وغیرہ ابتک شہر مین داخل نہین ہوے تھے، کسی نے حکم نہ کیا کہ اُسکے دروازے بند کرین، چنانچہ تھوڑے ہی عرصے مین اِس قدر خلق اللہ نے قلعے کے اندر رولا کیا کہ اُسکی تنگ راہین اور خندق پشتون تک بھر گئی یہان تک کہ گورنر صاحب جب وہان وارد ہوا تو آدمیون کی بھیڑ بھاڑ کے سبب بڑی مشکلون سے اپنی کوٹھی مین داخل ہوا اور دو دن تک مارے اندیشے کے میز پر سر رکھکر بڑے سوچ مین پڑا رہا اور کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو کہ کارکردہ اور ہوشیار تھا بلا کر اُس سے کہا تاوہ ہر طرح کے کام کا اہتمام کرے، چنانچہ کرنیل مذکور سر انجام کرنے مین اُن اُمور کے سرگرم ہوا، اور بعد گذرنے اُس واقعے کے، گورنر اِس کابھی اقرار کرتا تھا کہ اگر ٹیپو سلطان شہر سیاہ کو لے لیتا اور اُسکے فراریون کا تعاقب کرتا تو سنط جارج قلعے کے تصرف کر لینے مین بھی کوئی مانع مزاحم اُسکا نہ تھا، لیکن خیریت گذری کہ یہہ سلطان نوجوان ناتجربہ کار تھا اور اُسکے سوار جو سنط طامس سے شہر سیاہ کے قریب پہنچے تھے کہ اتنے مین کئی گولے جو قلعے پر سے اُنپر چلے، اِسی باعث وے منزل مقصود کی طرف قدم بڑھانے مین جھجھک گیئے، آخرش سلطان نے اُنھین دونون ارباب شورا کی ایک مجلس جمع کر سردست کی لڑائی کے باب مین اُن سے صلاح و استصواب کیا، ایک شخص نے اہل شورا سے جو سرکار حیدری مین

سیرا اور قاسم خیربات اُس سیرکار کا تھا اور اس مہم مین بطور اتالیقی
شاہزادے والا تبار کے ہمرکاب بھیجا گیا تھا ' یہ صلاح دی کہ شہر کے
جانا اور بلاؤن کا ہدف ہونا مصلحت و مناسب نہین ' حکم حیدر بیگ ہی ہی
راف مذ راسے کو لوٹین و غارت کرین ' لازم ہی کہ ہم سب ہرگز اس
کے روادار نہون کہ شہر مین داخل ہونے کے سبب اُسکے نور چشم کو قلعہ
، جارج یا اور حصار کے گولے سے خدا نخواستہ کسی طرح کا ضرر یا
پہنچائین ' مشیر و صلاح کارون نے اُسکی راے کو پسند کی '
قام مین کہہ سکتے ہین کہ شہر سیاہ کے جلا دینے یا گورنر اور کونسلیون کو
نہ صلح پر مجبور کرنے کی صورت مین انگریزون کو عظیم زیان ہوتا ' اب
اور شہر کے مالدارون کو پانچ کروڑ روپیہ سے سوا کا صرفہ اور بچاو ہوا
سیس مولّف ان اوراق نے نواب بہادر کو صلاح دی تھی کہ مدراس کو '
کر کے اُسمین آگ لگادے اگرچہ اُسکے سمجھ مین یہہ کام سہج نتھا '
اجانتا تھا کہ اس مین کچھ نہ کچھ فایدہ ہو ہی رہیگا ' اور راقم کو اس تاخت مین
سپنے فرزند ارجمند کے نکلا اس نظر سے کہ کہین اُسکو خطرے کے سامھے
ن ' اور اسی صلاح نے گورنر کو میری ایذا رسانی پر مستعد اور آمادہ
انچہ آخر کو اُسنے یہہ ٹھہرایا کہ دارالعدالت مین اس شخص کی صورت حال
ی جاسے ' مگر کوئی دلیل اور گواہ میرے قصور کے ثابت کرنے پر سواے
ی جاسوسون کے نتھا چنانچہ اُن لوگون نے اس بات کی گواہی دی کہ
نے اپنے کانون سنا کہ اس شخص نے ایسی صلاح و مشورت نواب کو دی '
بسا سلوک جو اُسنے میرے حق مین کیا ہرچند ہر طرح کے دستور
ف اور ہر قوم کے آئین کے خلاف ہی ' ہندوستان مین جہان انگریز

جبّارانہ حکمرانی کرتے ہین ایسے اُمور متعارف وشایع ہین ؀

اگرچہ شہر مدراس کا اس حادثۂ ہولناک مین (اِسلیئے کہ کرنیل کال نے پہلے ہی تمام فرنگیون کو فوراً جمع کر ہتھیار بند ہتھا اُسکی گھانٹیون اور راہون پر نگاہبانی کے واسطے چوکیان بٹھادی تھین جنھون نے لوٹنے والون کی جماعت کو شہر کے نزدیک پھٹکنے ندیا) کچھ اتنا نقصان نہوا لیکن انگریزون نے اُس سے بری جوکھم اُٹھائی جسمے اُنکا بڑا خسارا ہوا کیونکہ مدراس کے اطراف مین اُنکی امیرانہ کوٹھیان جو اسباب و لوازمے سے سجی سجائی تھین اور اُسکے پڑوس کی بستیان جو گوناگون اہل حرفہ سے آباد سب لُٹ گئین بلکہ بچے بچایون نے بھی اپنے لوٹے جانے کا اظہار کیا تاکہ شہر کے مالدارون کا جو مال و اسباب اُنکے پاس تھا یا پیشگی روپیہ بطور دادنی کے اُنھون نے لیا تھا اِس حیلے سے اُنھین دینا نہ پڑے اِس تاراج عام مین ڈینانیر نام ایک فرانسیس سوداگر فقط بچ رہا تھا اور وجہ اُسکے بچ جانے کی یہہ ہوئی کہ اتّفاق سے خاکی شاہ دولت حیدری کا امیر قاسم خیرات سنط طامس کے پہاڑ پر جو مدراس سے ساڑھے چار میل یا سوا دو کوس کے فاصلے پر واقع ہی اُس فرانسیس کے گھر کو جو ایک خانہ باغ تھا خالی پاکے اُس مین وارد ہوا اور وہان کے باغبان سے کہا اب لوٹنے والون کا منہ نہین ہی کہ اِس گھر کی طرف رخ کرین اور اپنے نوکرون کو بھی منع کردیا کہ خبردار کوئی یہان کی چیزونکے لینے اور برباد کرنے کا قصد نکرے اور ایک مالی کے ہاتھ اپنے نوکر کی معرفت اُسکے لڑکون کی چیز بست بستانی پھلون اور ساگ سبزی کے ساتھ اُسے بھیج کر اِس پیغام سے اُسکی دلجمعی کی کہ انشاء اللہ ایک چیز بھی تمھارے گھر کی نقصان نہونے پاویگی مالیون پر تاکید رکھونگا تادے ہر روز ڈالیان باغ کے حاصل سے تم کو پہنچایا کرین چنانچہ اِن وعدون کو اپنے بخوبی پورا کیا ؀

ن دنون مدراس کے گرد نواح مین اُن فراریون نے جو آوازہ ہو نکلے تھے
واہ اُڑادی کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے مدراس لے لیا بلکہ یہہ خبر
بیری ترنکوبار اور دوسرے فرنگی معمورون مین ہو کے فرنگستان
لکون تک پھیل گئی تجّار اور شہر بشہر کے وارد صادرون نے
ہی بخوشی جہان تہان اِس خبر کی شہرت کردی اور ولایت فرنگ کے
قوم جنھین قدیم سے انگریزون کے ساتھ رشک و دشمنی تھی ترناملی کی
انگریزون کے نام ہوئی تھی اور خود اُن لوگون نے بھی پہلے اُسے مشہور
اب اُسی خبر کو وہی چھپانے لگے اور اِس جھوٹھی خبر کا نتیجہ یہہ ہوا کہ
ندن مین اِکبارگی سرمایۂ کنپنی کا بھاو ۲۷۰ سے ا تا ۲۲۲ ہو گیا

ا سمتھ نے پیش بندی کر چالاکی یہہ کی کہ ترنت اپنی فتحیابی کی خبر
ں کے کارکنون کے پاس اِس فریب سے بھجوایا کہ ایک سانڈنی سوار
نامہ اُسکے ہاتھ دے نواب بہادر کے لشکر کی جانب جو مدراس کی
ف مین تھا یون سکھلا پڑھا روانہ کیا کہ تو وہان پہنچ کے پہلے لوگون سے پوچھنا
سلطان کہان ہین پھر اس توپ سے کہنا کہ مجھے اُن کے پدر بزرگوار نے
پیغام کے ساتھ اُنکے پاس بھیجا ہی کہ ترناملی کی لڑائی تو ہاتھ سے جا چکی اب
ادے کو مناسب ہی کہ جلدی اپنے تئین مجھ تک پہنچاوے

کلام وہ سوار اس چھل کے ساتھ خیریت سے آ پہنچا مدراس کا گورنر
دیکھتے ہی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور چھوٹتے ہی اُسنے اوّل تو
سوایک توپ چھوڑنے کا حکم دیا تا شہر والون کو جو دلگیر ہو رہے تھے فتح کی
م ہو جاسے دوسرے اخبار کے کاغذ کے وسیلے بھی مبالغے کی راہ سے اس
شہور کر نے فرمایا تا کہ خلق اللہ جانین کہ انگریز حیدر علی خان پر غالب آے

اُدھر شاہزادے کو، جب یہہ خبر نا سترقّب پہنچی تو فکر مند ہو کے صلاح کارون سے اِس باب مین مصلحت پوچھی اُنھون نے سبکے سب ایک زبان ہو غرض کی کہ جلدی (جہان تک ہو سکے) لشکر حیدری مین پہنچا چاہیئے، چنانچہ سلطان سعادت نشان بشکوہ و شان وہان سے روانہ ہوا، اور چار شخص عیسائی دین کے پادریونکو بھی اپنے ساتھ لیا، اِسلیئے کہ نواب بہادر نے چلتے وقت اُسے فرمایا تھا کہ قوم انگریز کا ایک ایسا مرد ہشیار صاحب اعتبار اپنے ہمراہ لانا، جو انگریز کے لشکر اور اُن کمک کے سپاہیون کی چال ڈھال سے، جن کے پہنچنے کے (فرنگستان یا اور مکان سے) وے منتظر اور امیدوار ہین، اُسے آگاہ و خبردار کرے، مگر شاہزادے کو چونکہ اِس صفت اور سلیقے کا آدمی نملا لاچار اُنھین چارون کو دلاسا بھر و ساد سے ہمراہ لے چلا،

ترنامَلی اگرچہ کچھ ایسے عمدہ مکانون سے نتھا اُسکی شکست کی خبر، شتابی تمام ہندوستان مین پھیلی اور اُس کے ناقلون کے طور اور بیان سے ایک نئی نئی صورتون مین نقل کی گئی، نواب بہادر کو اِس افواہ سے کچھ ملال نہ گذرا، کیونکہ اِس لڑائی کا ہاتھ سے جانا مرنا یا نظام الدّولہ کی چوک تھی، حال اِسکا یون ہی کہ جب نواب نظام الدّولہ نے یہہ معلوم کیا کہ لینا اور مسخّر کرنا آرکات کا، ویسا سہل الحصول نہین ہی جیسا پہلے وہ اپنے زعم مین سمجھکے خوشدل ہوا تھا، تب اُسنے اپنے دار الامارت کو پھرجانے کا منصوبہ ٹھان کے چاہا کہ کسی طرح چھل بل کر نواب بہادر اور نواب محمد علی خان اور انگریزون سے خاطرخواہ مبالغ کثیر حاصل کرے، اگرچہ اُن دونون نوابون کی مختلف غرضون نے اُن کے دل کی بدگمانیون کو بڑھایا، باوجود اِسکے دونون آپسمین ایسے طریقے پر سلوک کرنے لگے کہ اُنکی الفت وملاپ، خلق اللہ کے نزدیک ثابت رہی،

لے نواب نظام الدّولہ نے اُس ایّام مین کہ ٹیپو سلطان اطراف مدراس
وقت اور تاراج کر کے پھرا ۔ ایک بزم شاہانہ آراستہ کر نواب
خان بہادر اور اُسکے تمام ارکان دولت کو بطور ضیافت کے دعوت
تعظیم تکریم کی خوب شرطین بجالایا ۔ اور اسباب مدارات مین ایک
یہ کیا کہ اُسکو ایک زرّین تخت جما نشستگاہ مین جہان زردوزی
تکیہ لگوایا اور زربفت کا شامیانہ طلائی استادونپر کھڑا کروایا تھا بیٹھایا ۔
رخصت ہوتے وقت اُس بیٹھک کو معہ کشتیہاے خلعت و جواہر گران
ہدیہ و پیشکش کے ہمراہ بھجوادیا ۔ کئی دن بعد نواب حیدر علی خان
اُسے دعوت کر بلایا ۔ اور روپون و اشرفیون سے بھرے ہوئے تودون کا
چبوترا ۔ جسپر عمدہ ابریشمی غالیچا بچھا اور مسند تکیہ زردوزی لگا
بٹھلانے کے واسطے تیّار کروایا ۔ اور رخصت کے وقت لے
اسباب معہ خوانہاے جواہر و مروارید و خلعتہاے عمدہ بطریق پیشکش
ساتھ کر دیئے ۔ اب اِس ملاقات مین دونون نواب اِس بات پر متّفق
اب دونون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہون ۔ اور نظام الدّولہ اپنے
ملک کو مراجعت کرے ۔ اگرچہ یہ جدائی اور تفرقہ ۔ اُس وقت تک
علی خان نے وانمباڑی کو لیا اور ابنور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا تھا وقوع
یا ۔ اور اِسپر بھی اُن دونون نے آپس مین اتّفاق کیا کہ حیدر علی خان تو
خان اور انگریزون کے ساتھ آرکاٹ مین لڑائی مین مشغول اور
الدّولہ انگریزون پر مچھلیپٹن کی طرف تاخت کرتا رہے ۔ اِس طور
ملکی فوجین آپس سے جدا ہوئین ۔

تشریف لانا نواب حیدر علی خان کی والدہ بیگم کا اپنے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کو اور نواب کا اپنے لڑکون سمیت اُنکے استقبـــال کو جانا اور بڑی تعظیـم سے اُنھین اتارنا ؛

تا معلوم ہو کہ نواب بہادر کس قدر محبّت والفت اپنے خاندان سے رکھتا اور خویشون کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتا تھا ؛ مناسب یہہ ہی کہ اِس مقام مین کیفیّت ملاقات نواب کی ؛ اُسکی والدہ ماجدہ کے ساتھ بیان کی جاے ؛
جناب والدہ بیگم یہہ خبر سنکر کہ حیدر علی خان نے اِن روزون دشمنون کے ہاتھ سے بہت سی تکلیف اور زحمت اُٹھائی (اور ناقلون نے اُسکا حال مبالغے کی راہ سے خلاف واقع کچھ کا کچھ بیان کیا تھا) اپنے فرزند دلبند کی مشتاق دیدار ہو حیدر نگر سے روانہ ہوئین ؛ ہرچند ایّام بارش کا اور فاصلہ ساڑھے چار سو میل کا تھا ساتھ اِسکے بھی بڑی بڑی منزلین طی کر کے کئی دنون کے عرصے مین حیدری لشکر گاہ کے قریب پہنچین ؛ نواب بہادر اپنے موکب پر شکوہ کے ساتھ استقبال کے لیئے روانہ ہوا ؛ اور تین میل ورے والدہ بیگم کی سواری دیکھ ؛ اپنی ساری فوج وہین رکھ ؛ خود نواب اور اُسکے لڑکے ٹیپو سلطان و کریم شاہ گھوڑون پر سوار ہو واسطے استقبال کے آگے کو چلے ؛ یہان تک کہ والدہ بیگم کے محفّے پاس جا پہنچے تعظیم و تسلیم کے آداب بجا لا کر محفّے کے داہنے بائین ہو لیئے چنانچہ بیگم صاحبہ کی سواری حیدری لشکر کے درمیان ہو کر گذری ؛ لشکر والے بھی مجرا اور تسلیم بجا لائے ؛ بیگم صاحبہ کی جلو مین اڑدابیگنیون کی قسم سے دو سی پردہ نشین خواصین سر سے پیر تک برقے مین چھپین عربی گھوڑون اور گجراتی بیلون پر سوار تھین اور محفّے کے پیچھے آٹھ رتھ تھین زردوزی سقرلات کی پوششون سے چھپین جنھین ناگور کے بیل

تھے اور دس ہاتھی اور بہت سے اُونٹ اور چار پائے بار بردار ؛ زنانی سواری
آگے آگے فرنگستانی سوار ؛ چھہ سو بھالے بردار جنکے نیزون مین گھنگھرو اور پر
تھے اُسکے گرد ؛ اور سواری کے آگے پیچھے چار سی ہندوستانی سوار تھے ؛
والدہ بیگم کی سواری اپنے خیمے مین اُتری ؛ نواب بہادر نے دست بستہ
ی کہ اِس برسات کے ایّام مین کہ بارش اور سیلاب سے رستا قابل
کے نہین رہا ؛ ایسی تکلیف اُٹھانے اور دور دراز کی راہ طی کرنے کا باعث
ا ؛ والدہ بیگم نے فرمایا کہ ای نورچشم اندنون جو تمہین ایسے رنج و زحمت
مناپڑا دل نمانا اور بے اختیار جی چاہا کہ ایک نظر تمہین دیکھون کہ ان زحمتون کو
برداشت کرتے ہو ؛ نواب نے عرض کی آپ کے تصدّق سے خیریت
ہے کچھ ایسا مشکل امر نتھا ؛ دعا فرمایئے کہ خداوند تعالی اِس سے کسی سخت تر
ت مین مجھے گرفتار نکرے اور اگر کرے تو اُسکے برداشت کی بھی
بخشے ؛ والدہ بیگم نے فرمایا اگر ایسی بات ہی تو مین جلدی رخصت
ہون تا تمھارے امورات مین کچھ خلل انداز نہ ہون ؛ چنانچہ دو ہی دن
بیٹے پوتون کے ساتھ رہکر اُسی طور سے کہ آئین تھین روانہ
؛ اور وے لوگ جلو مین اُسی مقام تک ہمرکاب گئے جہان تک پہلے دن
نبال کو آئے تھے ؛

کی لڑائی کے دو دن بعد نواب کے لشکر نے مقام سنگومن سے
ی جو بارش کے سبب سے خوب ہی چڑھی ہوئی تھی پار ہو کر کبیر پٹن
انچ اور روانبا ڑی سے چھہ فرسنگ پر ایک میدان مین ڈیرا کیا ؛ سلطان
ونی مین آپہنچا ؛ نواب حیدر علی خان اور نظام علی خان نے پچھلے عہد و پیمان کو
آپس مین استوار کیا ؛

جانا نواب حیدر علی خان کا قلعہ وانمباڑی کو اور انگریزون کے دخل سے اُسے نکال لینا

والدہ بیگم کی روانگی کے دوسرے دن حیدری لشکر نے وانمباڑی کی جانب کوچ کیا، سوارون کے رسالے اور ہندوستانی فوج کے کچھ سپاہی قبل اِسکے وہان جاچکے تھے، تا خوب دیکھ بھال کے ڈیرا کرین چنانچہ اُن لوگون نے اُس مکان کو خوب سا دیکھا کہ قابل اِسکے ہی کہ وہان لشکر پانی کے قریب جنگل جھاڑی کی اُوٹ مین مقام کرے اور ایک باغ سے جو اُونچے ٹیلے پر جھرنون کے بیچ واقع تھا حملہ بھی کرسکے، چنانچہ اسی رات کو ایک ایسا مورچہ کہ بار دضرب توپ اُسپر چڑھا سکین بنکر طیّار ہوا، چونکہ یہ مکان اُس رستے سے جو ویلور کو گیا ہی نو میل کے فاصلے پر واقع ہی سپاہیون کی ایک پلٹن اُس راہ کو دخل مین کر لینے کے واسطے، توپ خانہ سمیت بھیجی گئی، اِس جہت سے کہ فرنگستانی فوج کے سردار نے کچھ زخم کھایا تھا، نواب بہادر نے اُس شب کو اُس سے کام لینا مناسب نجانا بلکہ بتاکید فرمایا کہ خیمے مین جا آرام کرے، اور خود آپ ہی دمدمہ سازون کی تعلیم و مورچے کے کام کی اہتمام مین ساری رات متوجّہ رہا اور ایسی جگہ پر کہ گولے کا نشانہ تھی جس مین بہت سے کارکن اور عہدہ دار مارے بھی پڑے ایک درخت تلے بیٹھکر رات کاٹا، اور اُس حالت مین ہر شخص کو ہنسی چھل کی بات چیت سے خوش کرتا رہا اُسوقت تک کہ وہ فرنگستانی سردار بعد طلوع آفتاب آیا، تب نواب اپنے خیمے کو گیا، فجر نو گھنٹے کے وقت اُس مورچے کی توپون سے گولون کی ایک ایسی آگ برسنے لگی جسنے انگریزی توپخانے کو جلد ٹھنڈا کردیا، کپطان، جو وہان کا حاکم تھا، اُس نے مارے گھبراہٹکے سفید جھنڈا کہ امان مانگنے کی

نشانی ہی کھڑا کیا، اور مسٹر طرد نے اپنے شریک کو ایلچی کر نواب کے حضور قول قرار کرنے کے ارادے سے بھیجا، جب وہ وکیل حیدر علی خان کی انگریزی فوج کے سردار پاس پہنچا اور وہی اقرار و اجازت جو کبیرپیٹن کے قلعہ دارون کو اُسکے حوالے کرنے وقت دی گئی تھی چاہا کتنی ردّ بدل کے بعد آخرش فرمان عالی کے بموجب درخواستین اُسکی قبول کی گئین اِس شرط پر کہ وہان کا حاکم اور سارے انگریز سردار اور سپاہی انگریزون کی طرف سے برس دن تک نہ حیدر علی خان کے ساتھ لڑین اور نہ اُسپر ہتھیار پکڑین، جب طرفین اِس قول قرار پر راضی ہو چکے مسٹر طرد نے عرض کیا کہ اب نواب بہادر اِس اقرار نامے کو اپنی مہر سے زینت بخشیے، نواب ممدوح نے وکیل کو ارشاد کیا کہ سرکار کی بڑی مہر یہان موجود نہین، پر اِسلیئے کہ کسی طرح بکھیڑا چکے اپنی دستی چھوٹی مہر تو پہچانے کے ایک سردار کے ہاتھ دے یہہ حکم کیا کہ جیسا تو مناسب جانے کر، اُس نے قولنامے پر مہر کر دی اور نواب کے اخلاق و خوبی کے سبب اِس قیل و قال کا جلد انفصال ہوگیا، اِس حصار مین ہندوستانی سپاہی ایک ہزار تھے اور انگریز تیس نفر قلعہ دار اور چودہ توپین، سوا ان توپون کے جو انگریزون کو اُس قلعے مین ملی تھین، سپاہیون کے رجمنت کی دو توپ اور بھی ہاتھ لگی، اِس گڑھ کے قلعہ دارون سے مقابلہ خوب نہو سکا، اگرچہ جنگ کے اسباب اور غلّون کے ذخیرے اِس مین بہت اور ارباب پیشہ توپ کے چھکڑے رہکلے کے مرمّت کرنے والے بکثرت تھے،

کتاب فتوحات برطنیه مین یه حال اس طرح منظوم و مرقوم هی

چو زین رزم آمد بسر روز چند — بزین کرد حیدر بکینه سمند

بسوی و نیینبدی با سپاه — روان گشت و چون تیر پیمود راه

چو نزدیکی شهر آمد فراز — بسرکوب و سنگرش آمد نیاز

که سرکوب کردن پیٔ دار و کوب — بود ویژهٔ کاردار ان توپ

یکی از فرانسیس با نام و جاه — که بدٔ مهتر توپزن در سپاه

بدانگه تنش بر ز تیمار بود — بستر بیفتاده بیمار بود

شده ناتوان سست و زار و نزار — نیارست برخاست از بهر کار

بحیدر چو سرکوب بدٔ ناگزیر — گزیده یکی جای نغز و هژیر

بکوشید خود اندر ان کار سخت — همه شب نشسته بزیر درخت

ز گاه فرو رفتن آفتاب — بدان تا بر آمدن آفتاب

ز آسایش و خواب کرده کران — نشسته بگرد اندرش مهتران

چو آگنده بودش ز پیکار مغز — بیاراست سرکوب زیبا و نغز

همه شب ز دژ زاندرون انگریز — گلوله بسویش همی راند تیز

از ان هیچ حیدر نیاورده باک — ز دل زنگ اندیشه بزدوده پاک

دو لب پر ز خنده زبان بذله گوے — بلاغ و ببازی بیاورده روے

همی بود با سرکشان شاد دل — ز آسیب بدخواه آزاد دل

بچوگان خاور چو زرّینه گوے — بمیدان خاور بیاورده روے

نهاده بسرکوب توپ دراز — بدان سان که بازیگر حقّه باز

به نیرنگ و دستان و بند و فسون بکار آورد مهرهٔ دست خون
ز توپ آتشین مهرهٔ تافته سوی باره و شهر بشتافته
بهر جا رسیده بر افروخته تن جنگیان را چو خس سوخته
ز آتش خس و خار ناورده تاب چه یارا بدریا ستیزد سراب
سپه بود با حیدر نامدار چو مور و ملخ بیمر و بی شمار
ز انگریزیه بود بسیار کم کجا آورد تاب بار و دنم
ز انگلندیه سی ز هندی هزار سراسر سپه بود اندر حصار
بدانست کپطان که هنگام نیست که مردنست این که نام نیست
سر از جنگ پرداخت و زنهار خواست نشان امان کرد بر باره راست
بر حیدر آمد یکی انگریز بدُه لفطننط او بگفتار تیز
که پیمان زنهار گیرد ازو سخن آنچه گوید پذیرد ازو
سپس زانکه شد گفت هر دو دراز برین بر نهادند گفتار باز
که باره ستانند و از انگریز نباشد کس آنجا ز بهر ستیز
دهان بهر سوگند کرده فسیح بانجیل عیسی و دین مسیح
بنجود کرده متّی و مرقس گوا بیاورده پیمان بدینسان بجا
کز امروز تا سال آید بسر نبندد کسی تیغ کین بر کمر
نگیرد سلاح دلیران بجنگ بحیدر نگردد برابر بجنگ
چو سوگند و پیمان شده استوار تهی کرده انگریزیه آن حصار
بجا مانده آلات کین سر بسر برفتند ناکام و پر خون جگر
ده و چار بُد توپ مردم شکار دران آلت کینه و کارزار

بعد اسکے کہ جب سپاہیون کی ایک پلٹن وانمباڑی کے قلعے کی محافظت کے لئے تعیّنات کی گئی ٭ حیدری افواج نے اُنبور کی طرف جو تین مستحکم اور الگ الگ حصارون سے بنا ہی کوچ کیا اِس دُھن سے کہ انگریز لوگ وہان اناج کا بہت سا ذخیرہ اور توپ خانہ٭ سلح خانہ اقسام طرح کی بندوقون (لوٹ کی چیزون) اور حربے ہتھیارون اور خیمون سے بھرا ہوا طیّار رکھتے ہیں٭ پہلا اِن تین قلعون سے تو ایک گڑھ ہی پہاڑ کے اوپر کہ چڑھائی اُسکی نہایت مشکل ہی٭ علاوہ پاسبان اور قلعہ دار اُسکے بہت سے اور پانی سے بھرے ہوے دو بڑے بڑے چشمے بھی اُسمین موجود٭ دوسرا گڑھ اِس سے نیچے اُتر کر ہی٭ جسے انگریزون نے خوب مضبوط اور استوار کیاہی اور تیسرا قلعہ جو درمیان شہر کے ہی دیوار اُسکی خشتی اور اطراف مین برجین اور گرد بگرد دکھائی٭ آدھا شہر دشمنون کے حملے سے بسبب ایک بڑے تالاب کے محفوظ٭ اُسکے ایک طرف انگریزون نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایاہی واسطے روکنے اُس راہ کے جو بیچ مین تالاب اور چشمے کے جانکلی ہی حیدری لشکر نے وانمباڑی کے تین میل قریب ندّی کنارے ڈیرا کیا تو اب اُسی دن شام کے وقت عین شدّت کی بارش مین شہر کا رنگ ڈھنگ دیکھنے گیا جب تالاب کے کنارے پہنچا٭ ایکاایکی اپنے تین نشانہ گولون کا اُس چھوٹے قلعے سے جو اُسکی نظرون سے درختون اور تالاب کے پیچھے چھپا ہوا تھا پایا٭ پندرہ سوار کھیت آئے٭ اِس حادثے کے ساتھ بھی نواب اُلوالعزم اپنے مطلب کی کھوج سے نہ جھجھکا بلکہ اُسکے آس پاس کی جانبون کو دیکھ بھال کے یہ قصد کیا کہ اپنی فوج سمیت پھر اُس ندّی کے پار ہو کر شہر کی دوسری لنگن کو خیمہ گاہ بناوے اور اِس حکمت سے ایک ایسا من مانتا فائدہ حاصل کرے جس مین اُسکا لشکر

بھی نقصان و ضرر سے بچ رہے اور شہر انبور کے گھیر لینے کا بھی قابو ہاتھ لگے ؛ کیونکہ اِس حالت مین وہ شہر دو طرف سے محدود و محصور رہیگا ؛ یعنے ویلور و ساتگرڈھ کی جانب تو حیدری فوج سے اور وانمباڑی وینتپگیری کی جانب نظام الدّولہ کے لشکر سے ؛ اِسی عزم پر اُسینے اپنا لشکر ندّی سے اُتارا اور قبل صبح کے اُس ندّی سے پار اُترا کئی آدمی فوج اور شاگرد پیشہ کے جو رستے سے اِدھر اُدھر بھٹک گئے تھے مارے پڑے ؛ اُس پار ندّی کے جہان لشکر حیدری کی منزلگاہ تھی اور پہاڑون کا سلسلہ ؛ جو انبور سے ساتگرڈھ تک چلا گیا ہی ؛ ایک میدان نو میل کی لنبائی اور قریب نصف کے چوڑائی مین واقع ہی اِس میدان کے اُس طرف شہر انبور اور اُسکا قلعہ اور ندّی ہی نواب بہادر نے بانس کی سیڑھیان بنانے فرمایا ؛ اور اِس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ قلعے کے پاسبان سپاہی بہت ہمین مقابلہ اچھی طرح کرینگے اپنے کراندیل بہادرون کو حکم دیا تا وے ہلّا کرنے پر آمادہ ہون ؛ تب عہدہ دار اِس فکر میں ہوئے کہ دن رہتے اُن مقامون کو جہان کی تاخت منظور ہی دیکھ رکھین ؛ آخرش وے بہ منصوبہ تھان کھانے پینے سے فراغت کر مع اُن سیڑھیون کے میدان مین گئے اور شہر کے اُس محلّے کے آمنے سامنے جسپر ہلّا کیا چاہتے تھے پہنچکر ارشاد عالی کے موافق زمین سے لگے ہوے چپچاپ حکم کے انتظار مین دبے بیٹھے رہے ؛ تو بھی خالی اور افتادہ گھرون مین جو گھنے درختون کے درمیان سامھنے اُس محلّے کے کہ ندّی سے نزدیک تھا لے گئے ؛ انگریز ؛ چونکہ دن کے وقت اِس ہلّے کی طیّاری کو دیکھکر خبردار ہو گئے تھے ؛ رات بھر بڑی محنت و کوشش سے دوڑ دھوپ کر کے اُن گھرون پر گولے برسانے لگے ؛ لیکن اِس طرف کا صرف ایک ہی آدمی نقصان ہوا ؛ غنیم بان اور حقّے بارود بھرے داغتے تھے تا اُسکے روشنی

مین حریف کا آگے بڑھنا اُنھین معلوم ہو' یے لوگ فجر کے وقت' بہرصورت سپہ بیڑھیون جمعیت' بڑی طیاری سے نقّارہ بجاتے جھنڈیان اُڑاتے آگے بڑھ گئے' یہان تک کہ کھائی کے کنارے پہنچکر اُس مین کود پڑے' دیوارا برجون پر چالاکی اور چُستی سے چڑھ گئے حیدری نشان قلعے پر کھڑے ہو گئے تھے۔ اُسی وقت کہ غنیم کی توپ و تفنگ سے آگ برس رہی تھی' ہر چند روک اور دفعیہ اُس زور شور سے جیسا گمان تھا ظہور مین نہ آیا اِس جہت کہ وہان کے حاکم نے ایسا دریافت کیا تھا کہ اِسّے زیادہ حریف کی چھیڑ چھ مناسب نہین چنانچہ انگریز دیکھتے ہی حیدری توپون کے جو اُس جگہ لگائی گئی تھ سہم زدہ ہو کر سبکے سب وہان سے کنارہ کش ہوئے' کیونکہ نواب بہادر کے پردل سپاہ نے قلعے پر چڑھتے ہی شہر مین لوٹ پاٹ مچادی اُنمین سے ایک غول نے قلعے کے پشتے تک فراریون کا تعاقب کیا' گولون کے سامھنے جا چنانچہ بہت سے جوان حیدری کام آئے' خاکی شاہ پیرزادہ' بھی بہادرون اور مخبّرون کے شمار مین گنا جاتا اور سرکار حیدری کا قاسم خبرا تھا' اُن کے ساتھ مارا گیا'

نواب بہادر خود آپ بھی یورش کے وقت فوج میسرہ کی سر براہی گھوڑے پر چڑھے تلوار کھینچے ہوئے کھائی کے کنارے تک پہنچ چکا تھا کہ شام وقت ایک انگریزی گولنداز جو قلعہ چھوڑ کے بھاگتا تھا خبر لایا کہ آج ہی رات اس قلعے کی فوج و قاعد ارمعہ شہر والے حصار مین چلے جائینگے اور بالفعل و اس فکر مین ہین کہ عمدہ و بھاری دام کی چیزون کو نکال لے جائین اور باقی جلاد اسپہ سپہداران فرانسیس ملازم حیدری نے نواب بہادر کی خدمت مین ع کی کہ یہی فرصت کا وقت ہی کہ تمام سپاہ گران ڈیلون کے ساتھ

سپہدار اُنکے فرنگستانی ہمین فوراً قلعے پر ہلّا کرین اِس بات پر سب متفق ہوئے ؛ شام بعد آٹھ گھڑی کے وقت حیدری فوجین شہر کے کوچے گلیون سے نکل قلعے کی دیوار پر چڑھ گئین ؛

پچیس سپاہی ؛ ایک ہندوستانی عہدہ دار اور چھہ نفر انگریز جن سے دو زخمی ہو گئے تھے اسیر ہوئے ؛ انگریزون نے بہت سے توسدان اُس حوض مین جو قلعے کے درمیان تھا ڈبو کر سلح خانے کے اندر آگ سلگائی تھی اِسلئے کہ فرنگستانی سپاہیون کے خاص لباس و ہتھیار جلادین تسپر بھی حیدری سپاہیون نے بہت سی چیزین جن مین اٹھارہ ضرب برنجی توپ تین ہزار بندوق اور بیشمار گولے گولیان اور پتھری وغیرہ سواے غلّجات کے تھین اور اور جنس اور انبارین خیمون بندوقون کی پائین ؛

نواب بہادر کو اِن فتوحات سے جو باسانی عمل مین آئین یہہ خیال بندھا کہ انبور کو بھی محاصرہ کرے ؛ اگرچہ اِس بات کی خبر پہنچ چکی تھی کہ انگریز ہر ایک نواح سے روانہ ہو کے ویلور مین جمع ہوتے ہین ؛ چونکہ ہمیشہ سے نواب بہادر کا معمول تھا کہ چھوٹی مہمّون مین بھی احتیاطاً مضبوطی اور استواری کی شرطین بجالاتا لہذا اُن دنون جو لوگون نے اُسے صلاح دی کہ ویلور کی طرف جلدی کوچ کیجیئے اِستے اُسنے پہلو تہی کیا اور اُنکی اِس بات کو نمانا ؛

حیدرعلی خان کو انبور کا قلعہ جو ایک پہاڑ پر واقع ہی (جیسا اوپر لکھا بھی گیا) لے لینا مشکل تھا ؛ اِس جہت سے کہ اُسکے پاس قلعہ سر کرنے کے آلات جیسے غبّارے وغیرہ اُسوقت موجود نتھے ؛ لاچار حیدری سپاہیون نے شہر کی خندق پر ایک دمدمہ بنا کئی توپین اُسپر چڑھادین اگرچہ اِس کام کے تردّد مین کئی عمدے توپچی قلعے کی توپ سے اُڑ گئے بہرصورت نواب

بہادر کے حکم بموجب، توپین اُس پہاڑ کے اوپر جو شہر سے ملا ہوا تھا چڑھ
گئین، جن سے قلعے کی بالکل توپون کا منہہ مارا گیا، سترہ دن کے محاصرے
اور فرنگستان کے کتنے جوان، اور بہت سے گولے بارود نقصان ہونے
بعد بھی ہنوز روزاول کا سا حال تھا، اتنے مین خبر پہنچی کہ افواج انگریزی و
مین جمع اور اِس فکر و طیّاری مین ہین کہ یلغار ون آپڑین اور محاصرے کو
دین، اِس خبر کے سنتے ہی نواب فطانت انتساب نے پیش بندی ا
دور اندیشی کر وہان سے کنارہ کیا، اور یہہ کنارہ کشی ایک اشارہ تھا
نواب نظام الدولہ کی جدائی کے واسطے کیونکہ وہ اُسی وقت کرپہ کو روانہ
ہوا، اُسی دن کہ نواب بہادر اپنے لشکر سمیت وانمباڑی مین اُترا جنر
اسمتھ بھی اپنی فوجون کے ساتھ کہ اٹھائیس ہزار کا جماو تھا، جن مین انگ
پانچ ہزار تھے، انبور سے آپہنچا، اُس بڑے لشکر سے بنگالے والی فوج مین چھ
فرنگستانی اور چھہ ہزار ہندوستانی سپاہی تھے جن کو انگریز بہ زعم خود ہند کے عم
سپاہیون مین جانتے تھے، جنریل انگریزی قدرے آسائش و آرام کے بعد
شام کے وقت، اُسی دن وانمباڑی کو روانہ ہوا،
چونکہ حیدر علی خان جانتا تھا کہ انگریز اُسکا پیچھا نکرینگے، اِسی لحاظ سے وہ اپنی
معمولی احتیاط اور چوکسی کو (یعنے غنیم کی طرف ہراول سوار اور جریدہ سپاہ کا بھیج
عمل مین نہ لایا، اور سوارونکا سارا جماو ندی کے اُسی پار چھوڑ آیا تھا
پر وہان پیدل ہراول کے واسطے ایک موقع کی جگہہ دو چھوٹے چھوٹے ق
تھے جن پر توپین چڑھائی گئی تھین، فجر سات ساعت کے وقت اِن دونو
قلعے کی شلک کے وسیلے سے جو اشارہ تھا دشمن کے نزدیک آپہنچنے
اُنکا آپہنچنا معلوم ہو گیا،

چونکہ نواب بہادر انگریزی لشکرگاہ اور مدراس کی طرف بھی ایلچی کے ہاتھ صلح کا پیغام بھیج چکا تھا یہہ خیال رکھتا تھا کہ انگریز ادہر کو نہین آئینگے خلاصہ اِس پیام کا یہہ تھا کہ ہرایک بند و بست بدستور سابق بحال و برقرار رہے نواب بہادر کو گمان غالب اِس بات کا تھا کہ پیام صلح البتّہ منظور و مقبول ہوگا اور جنریل اسمتھ نے بھی سمجھ لیا تھا کہ ملاپ کی بنیاد قایم کرنی اُس کی قوم کے حق مین مفید پڑیگی خیر بعد اِسکے جب نواب کے وکیل نے مدراس پہنچکر گورنر اور کونسلیون کو دیکھا کہ سب کے سب مارے خوشی کے محظوظ و باغ باغ ہو رہے ہین اور اگلے خوف و ہراس کو سب بھول گئے ہین ایسے پیغام کے بھیجنے کے سبب اُسکے موکّل کو ایک نو جوان نا آزمودہ کار گمان کر کے اُن شرطون پر جو اُسنے مقرّر کر بھیجی تھین بہت ہنسے لیکن آخر کو اِس ہنسی کا ایسا نتیجا ملا کہ اُن کی پشیمانی کا باعث ہوا تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ حیدرعلی خان غنیم کی آمد آمد کی خبر سنتے ہی خود اپنے سوارون کو ہمراہ لے ندّی پار گیا اور یہہ حکم کیا کہ بہ ارادۂ جنگ پیدلون کی پرا بندی آراستہ اور خیمہ توپخانہ لشکر کا سامان ولوازمہ کبیر پیٹن کو روانہ ہو جاوے اور میر مخدوم علی خان کو ارشاد کیا کہ وہ اپنے سارے سوارون سمیت اُسکے ساتھ چلا آوے

جب خان والاشان اُن چھوٹے قلعون تک جن کا بیان اُوپر لکھنے مین آیا انگریزون کے لشکر کا مقابلہ کرنے گیا تو وہان کیا دیکھتا ہی کہ اُن کے پیدل سپاہی تو تین قطار باندھے چلے آتے اور چوکی پہرے کے لئے کل سوار بطور چند اول کے ہین

پہلا حکم جو حیدرعلی خان نے وہان دیا یہہ تھا کہ اُن دونون چھوٹے قلعے پر سے توپون کو اُتار لین اور اُنھین سے کراگلے سوارون مین جا ملین اور جب اُسنے دیکھا کہ

انگریزون کا لشکر وہان نہ ٹھہرا ' تب آپ ندّی پار اُترا اِدھر آیا اور مِیر
مخدوم علی خان کو سوارون کی ایک بڑی جمعیّت کا سپہ سالار اور فرنگی سپاہیو
کے سردار کو ہزّارون اور ڈراگونون کا سالار کر وہان چھوڑا یہہ حکم دیا
انگریزی لشکر کا آگے بڑھنا نظرون مین رکھین اور اُنکو گھبراہٹ مین ڈالنے او
پاشیدہ و پریشان کرنے مین قرار واقعی کوششین کرین اور اُن پر حملے کر
دہمین تاوے پیچھے کو ہٹ جائین اور حیدری افواج منزل مقصود پہنچنے کی فرصت
پاے ' چنانچہ مخدوم علی خان کے سوار جن کے آگے آگے ڈراگون اور ہزّا
کے رسالے تھے چل نکلے تا انگریزی پرون کے بائین جانب کی صف پر حملہ کرین
کیونکہ اُن کے طور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وے سب سے پہلے حیدری فو
کے نزدیک آپڑینگے کس واسطے کہ دہنے قطار والے بلندی پر تھے جو ایکایکی پار نہیں
آسکتے تھے اور فرنگستانی سوار ملازم حیدری بھی نہایت چالاکی اور پیش قدمی
کرکے آگے آگے بڑھے جاتے تھے تا غنیم کی قلبگاہ پر ٹوٹ پڑین ' کہ اتنے مین داہنی
کی قطار سے کئی گولے اِن پر چلے جن سے اِن کے دو گھوڑے مارے پڑے ایک
تو اُس فرنگستانی رسالے کے عہدہ دار کا تھا جو زین سے پشت زمین پر گر پڑا ' انگریزونکے
سوارون نے ترنت اُسے گھیر لیا اور اُسکے رفقا اُسے چھوڑ کافور ہو گئے ' یہہ امر اُنکی دغا او
بے وفائی سے وقوع مین آیا کہ اپنے سردار کو یون انگریزون کے حوالے کر دیا
اور اُس بیچارے کو گھوڑے سے گرنے کے سبب بڑا صدمہ پہنچا چنانچہ تین مہینے
تک مدراس مین بچھونے پر پڑا رہا ' ہندوستانی سوار بھی ایسی نمکحرامی
فرنگی سوارون سے ظاہر ہوئی دیکھکر حملہ کرنے سے رُک رہے بلکہ پھر گئے ' او
جنرل اسمتھ نے فورًا اپنے سپاہیون کو مقام کرنے کا حکم دیا تا حیدری
فوجین وہان سے نکل جائین اور اُسی کے حکم سے کئی گولی بھی اُس حیدری

رسالے پر جو اُسکی فوج کا طور طریق دیکھنے گئے تھے چلی انگریزی لشکر شام تک اُسی مقام مین رہا کیونکہ لشکری سرانجام و اسباب جلد پہنچ نسکا ٭ جب سب ساز و سامان آموجود ہوا تب وہان سے پیچھے کو کوچ کر آیا ٭ اور اُس راہ پر جو انہو رکو گئی ہی ڈیرھ میل پرے اُس ندّی سے خیمے کھڑے کرنیکا حکم دیا گیا ٭
جنریل اسمتھ نے اُس فرانسیسی عہدہ دار کی جو گھوڑے سے گر اسیر ہو گیا تھا حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی چنانچہ اُسکے سونے کی جگہہ اپنے خاص خیمے مین مقرّر کی اور اُس بھید پر بھی اُسے خبردار کیا کہ اِس کوچ مین غرض ہماری قوم کی کچھہ اور نتھی بجز اِسکے کہ فرنگستان کے لوگون کو نواب کے لشکر سے بھاگ نکلنے اور انگریزون مین آن ملنے کا قابو ملے ٭ اور یہی بڑا نتیجہ تھا اُس بندش اور سازش کا جو بہت دنون سے عمل مین آئی تھی ٭

بیان اُس سازش و بندش کا جسکا انجام یہہ ہوا کہ فرنگستانیون نے حیدر علی خان کے ساتھہ یہہ نمک حرامی اور غدر کیا ٭

غیرت و ننگ کا پاس و لحاظ ہی کہ جامع اوراق کا دل نہین مانتا کہ اُس نفرت انگیز سازش و بندش کا حال جو اُن دنون وقوع مین آئی ذکر نکرے یا مطلقًا ناگفتہ چھوڑ دے اب تفصیل اِس کلام کی سنا چاہیئے کہ بعد مسخّر ہونے کبیر پیٹن کے نواب بلند اقبال نے اجازت دی تاوہ بھروپیا مکّار فرنگی [*] جو جرّاحی کا پیشہ کرتا تھا

---

[*] اُس شخص نے جسکا نام مین اسکے گھرانے کی شرافت کا پاس کر کے ظاہر نہین کرتا ایسی ہوچ بد سلوکی کی جسکے باعث فرانسیسی سرکار مین بدنام ہوگیا ٭ اور ان دنون قید خانے کی اذیّت و مصیبت کھینچتا ہی ٭

شرقی سواحل کو جو بنام کارومنڈل مشہور ہی اُن انگریزی عہدہ دارون کے ساتھ (جن سے اِس لڑائی مین قسم و قول لیا گیا تھا اور جو اُن دنون مین اُس سمت کو روانہ ہوتے تھے) جاوے البتہ نواب کو ایسا اذن دینا دور اندیشی سے بعید تھا لیکن بیچارہ انسان کیا کرے اُسکی سرشت ہی مین بھول چوک خمیر کی گئی ہی ہرچند اِس حکم مین کچھ تھوڑا سا فائدہ بھی متصوّر تھا یعنے کہ وہ مکّہ لشکرگاہ سے نکل جاوے قطع نظر اِسکے اُس ناتراشیدہ سے کسی طرح کا شک اور کھٹکا بھی تو نتھا دیکھا چاہیے کہ اُس نالایق کو کیا کیا سنجوگ اور اتفاق اسباب بہم پہنچا ہوگا جسسے اُسکا یہ جگرا ہوا تھا کہ ایسی ایذا اور آزار کا بانی مبانی ہوا

جب پہلے پہل یہ شخص کو پنا تو رمین آیا اُنہ نون اظہار اُسکا یہ تھا کہ مین دُ سنط لونیز کے بہادر سپاہیون مین کا ایک جوان ہون اور اگلے کسی وقت پر توپخانے کا کپطان بھی تھا اور بالفعل پانڈیچیری کو جاتا ہون حیدری فوجون کے فرنگستانی سپاہدار نے (چونکہ اِس جرّاح نے ملازمت حاصل کرنے کے اُسکی منّت و سماجت کی تھی) اُسکے کہنے کو مان لیا اِس سبب سے کہ کالیکوٹ کے فرانسیسی کارخانے کے سرگروہ نے اُسکے پاس اِسکی سفارش کی تھی اور پچھلے فرنگستانی اخبار کے کاغذ مین جو اُسکو بھیجا یہ عبارت لکھی کہ یہ خبر قابل سچ جاننے کے ہمین کیونکہ ایک معتبر آدمی کی طرف سے مجہ تک پہنچی ہمین اور لانے والا اِن کا نام لی شیو یلیٹرڈی کریسط جو فرنگستان کے قافلے کے ساتھ تازہ وارد اور پانڈیچیری جانے کا قصد رکھتا ہی خیر اِس سردار نے ایسی سپارش کو دیکھا اور پڑھکے جناب شیو یلیٹر کی طرف سے کسی طرح کے شک و شبہے کو اپنے دل مین جگہ نہ دی کیونکہ وہ (چاپا کا تمغا) عیسا

دین کی ایک وردی اِس شکل کی (کہ اُسکی پاکدامنی اور صلاحکاری کا گواہ تھا) بڑی دھیٹھائی اور مگرائی کے سبب گلے مین پہنے ہوئے تھا اِس جھوٹھے قول پر وہ سادہ دل سردار نپٹ تپاک سے اُسکا مطیع بن گیا یہان تک کہ اُسکو نواب کے دربار تک لے پہنچایا چنانچہ نواب نامدار نے بھی اپنی ایک فوج کی سرداری مین اُسے سرفرازی بخشی اور بیشس قرار درماہہ مقرّر کردیا چون یہہ شخص ایک سیّاح مفلس قلندر کچھ چیز و اسباب نرکھتا تھا اُسی سردار نے اُسے ضروری سامان ولوازمہ بہم پہنچادیا اور اُسنے انواع طرح کی مہربانیون کے بدلے ایسی بیوفائی اور بداطواری اختیار کی جسکے باعث تین ہی مہینے کے عرصے مین نظرون سے اُترا پنے تمامتر درجون سے گر گیا جب محتاجی اور گدائی کی نوبت پہنچی تو اُسنے اپنے جرّاحی پیشے کے گھمنڈ سے طبابت کی دوکانداری پھیلانے کے لئیے حضور والا مین درخواست کی چونکہ سرکار حیدری کا ایک جرّاح جو بیشتر موشیر لالی کے رجمنط مین ایک ہی دربار مین اُسکا ہم پیشہ تھا درمیان مین واسطہ پڑا التماس اُسکا حضور مین مقبول و منظور ہوا جب اُس ذوفنون کی یہہ حکمت چالی اور طبابت اُسکی یون جاری ہوئی تو اُس نے وسیلے سے اُس صاحب کے جو اُسکے تحصیل مطالب کے لئیے ایک دلیل ہاتھہ لگ گئی تھی اپنے تائین شیوالیہر دی کریسط یعنے مسیحی بہادرون کا ایک بہادر مشہور کیا حالانکہ وہ صاحب سنط لوئزکی ملک تھی جس کا ایک رخ جدھر تلوار اور لالرل (ایک درخت کا نام جسکے پتے سدا ہرے رہتے ہین اور اُسکی ایک ٹوپی بنا کر تمغا و صلے کی طرح فتحمند جوانون کو انعام دیتے ہیں تاکہ اُنکی جوانمردیون کے مانند نام دایم باقی رہین) کی کلاہ کا نقشہ ہوتاہی ابتک ساہوت و درست تھا مگر وہ مکار اُسکی

دوسرے رخ کو جس پر سنط لوئز کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہی مٹا کر اُسکی جگہہ
اپنی طرف سے ایک صلیب کی صورت بنا یہہ دعوی کرتا تھا کہ اِس چاپیہ
ایسے خاص ڈول پر پرتگال مین مین نے بنایا ہی کہ اِس سے فرانسیسون کی نم
ظاہر ہو ۔ فرانسیسی عہدہ دارون نے اُسے منع کیا کہ اِس چاپیا کو مت
کیجئے ۔ قصہ کوتاہ ۔ آخر کو وہ خر نا مشخص بہ سبب اپنے مکار پنے کے بندیخانے
مقید اور بعد چندے اپنے اُس ہم پیشے کے وسیلے قید سے رہا اور پور
کے ساحلون کی جانب ہمراہ انگریزی منصبدارون کے جن کو مدراس جانیکا
حیدری ہوا تھا روانہ ہونے کے لیئے ماموا ہوا ۔ چونکہ یہہ بہروپیا عیار انگریزی خو
بولتا تھا ۔ وہان اُسنے یہہ دُھن باندھی کہ کسی طرح سطرم کے پاس ا
تئین مقبول و منظور نظر بناوے ۔ بعد ان بعد ذکر مذکور کرنے اپنی اگلی تجربہ کا
اور بڑائیون کی نقلون کے جنھین اُس مرد بزرگ نے سچ جان مان
یہہ بھی اُسنے بیان کیا کہ حیدر علی خان کی سرکار مین جتنے فرنستانی سپاہی جو
اُسکے لشکر کی ناموری ہی سب کے سب خاص کر بڑے عہدہ
نواب کی تابعداری اور فرمانبرداری سے نہایت دل شکستہ و آزردہ
ہو مین اِس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اگر مجھکو انگریزی سرکار کے نوکرور
سرفراز کرین تو ایسی تدبیر کرون جس مین وے سب حیدر علی خان کو چ
کنارہ کش ہو جائین اور اِس مطلب کے انجام دینے مین حیدری سر
جراح جو میرا قدیم آشنا ہی ہر طرح کی مدد کریگا ۔ انگریزی منصبدار اُ
اِسطرح کی باتین سنکر اُس فتان کو حضور مین کرنیل کال انجنیہ
کے سردار کے جو مدراس کے دفترخانے مین بڑا اقتدار و اخ
رکھتا تھا ۔ لیگیا ۔

کرنیل مذکور جو اور متعصب انگریزون کی طرح اِس بات کا یقین رکھتا تھا کہ ہندوستان کے امیرون سے بے فرنگستانیون کی مدد کوئی بڑی فتح نہین ہوسکتی، اِس مکّار کی تدبیر پر بہت خوش ہو اُسکو ایک تحفہ جان مدراس کے گورنر اور نواب محمد علی خان کے پاس لیگیا، اور اِن دونون نے بھی اُسکو فرشتہ رحمت کا نوع بنوع کے دُکھ و مصیبت سے بچانے والا جانا، اب اُس بہروپئے دغاباز نے جو لشکرگاہ حیدری سے جرّاحی کے پیشے سے ناشایستہ سمجھکر نکالا گیا تھا، ایکاایکی اپنے تئین گورنر مدراس اور محمد علی خان کے خیرخواہون مین داخل کیا، یہان تک کہ بڑی بڑی طیّاری کی مہمانیون مین بُلایا گیا اور بیش قیمتی تحفہ تحائف کے پانے سے اُسکی عزّت و آبرو کچھ کی کچھ ہوگئی، باوجود اِسکے اِس حال مین بھی وہ بعضے بعضے انگریزون کے طعنہ تشنے کا نشانہ ہی رہا جو اُسکو بہ سبب اِس قدر و منزلت کے کہ اُسنے اپنے چھال اور فریب سے خاص ہندوستان ہی مین حاصل کی جانتے تھے، اِن دنون ایسے وقت کہ حکومت مدراس کے کارگزار اپنے ٹھہرائے ہوئے مطلب کے پیش رفت ہونے مین غور اور فکر کر رہے تھے کہ کس طور اُس مین قدم رکھین، فرانسیسی کمپنی کی فوج کے ایک قدیمی فرانسیس عہدہ دار نے وہان آکر یہہ شکایت کی کہ مجھپر اُس کمپنی کی طرف سے کچھ ظلم واقع ہوا ہی، سو اِس نیّت سے مین یہان آیا ہون کہ انگریز کے لشکر مین مقرّر اور بھرتی ہوکر نواب حیدر علی کی شکست دینے مین کوشش کرون، تب اُسے وہ صلاح و تدبیر کہ اُس مکّار جرّاح نے تجویز کی تھی سنائی گئی، جسپر بے تامّل اُسنے اِس امر دشوار کا انجام کرنا اپنا ذمّے لیا چنانچہ اُسکا کہنا پسند پڑا اور وعدہ یہہ ہوا کہ اُسکو اُن سپاہیون پر جو حیدر علی خان کے یہان سے بھاگ آوینگے، لفٹنٹ کرنیل کا عہدہ جلیلہ دیا جایگا، اِس عہدہ دار کے صندوق اور مال و اسباب

نا لوگون کو معلوم ہو کہ مدراس کی سرکار کا کس قدر اُسپر اعتبار ہی
گورنر کے پاس بھیج دیئے گئے، چنانچہ اُن سب چیزون کو گورنر نے اپنے خاص
کمرے مین رکھوایا، اور اِس خیال سے کہ کہین حیدر علی خان اِس سازش و اتّفاق
کی سنگنی نہ معلوم کر لے پانڈیچیری مین یہہ نیا جاسوس بھیجا گیا، اِسنے وہان پہنچکر
نا نواب بہادر کے ہوا خواہ اُسکے کہنے کو باور کرین یون ظاہر کیا کہ مین
نواب کے حضور مین جانے کا ارادہ رکھتا ہون، اتنا سنتے ہی کتنے عہدہ دار
فرانسیس اور سپاہی بخوشی اُسکے ساتھہ جانے کو مستعد ہو گئے، تب اُسنے
اِس امر مین چالاکی اور دانائی یہہ کی کہ اُن لوگون کے نام ایک فرد پر لکھکر مدراس
کے گورنر پاس بھیجدیا اور آپ وہان سے آگے روانہ ہوا اور وہ یہہ جانتا تھا کہ
البتّہ مدراس کا گورنر اِس بات کی شکایت پانڈیچیری مین لکھہ بھیجیگا چنانچہ ایسا ہی
ہوا اور فرانسیس کے گورنر نے شکایت نامہ پاتے ہی اُن لوگون کو جنکے
نامون کی فرد اُسکے پاس موجود تھی اپنے روبرو بلوا کر اُن سے اِس بات کا
اقرار لیا کہ وے بے اُسکے حکم پانڈیچیری سے نہ نکلین، اور اُدھر یہہ جاسوس
بے کھٹکے کوچ بکوچ منزلون پر پہنچتا، کیونکہ اِدھر کا ملک انگریزون کے عمل مین
تھا، الغرض اُسنے کئی دنون مین اہتور کے قریب کرنیل عود کی چھاونی مین پہنچ دو دن
دم لیا، جب وہانکا لشکر جنرپال استمہ کے مقابلے کو روانہ ہوا تب اِسنے اہتور
مین جا کر ظاہر کیا کہ مین نواب حیدر علی خان کے پاس جاتا ہون، راہ خرچ کی ضروری
چیزین جو اُسنے مانگین بہم پہنچادی گئین، یہانتک کہ وہ حیدری لشکر مین جا پہنچا
فرنگی فوج کا سپہسالار ملازم حیدری اُسکے آنے کو غنیمت سمجھہ خوش ہو
کہ حسن اتّفاق سے ایسا یار غمگسار اُسکے ہاتھہ لگا اِسلیئے ہر طرح سے اُسکی
تعظیم و خاطرداری مین کوتاہی نکی، آخر کو کچھہ دنون بعد خدمت مین رضا علی خان کی

جو اُسکو بہت دنون سے پہچانتا اور اُسکے عالی خاندان کے لحاظ سے اُسپر بڑا اعتماد بھی رکھتا تھا گیا ؛ خان موصوف اُسکو نواب بہادر کے حضور مین لے گیا ؛ نواب عالی فہم باوجودیکہ ہمیشہ اُسکا یہہ معمول تھا کہ فرانسیس سپاہی کو بڑی خوشی و رغبت سے باریاب ہونے دیتا لیکن اُسے دیکھہ ایسا چین بجبین اور برہم ہوا کہ حاضرین کو اُسسے حیرت اور تعجّب آیا باعث اِس خلاف عادت کا یہہ تھا کہ قبل اِسکے میر مخدوم علی خان نے اِسی شخص کو فرانسیسون کے سوارون کی سپہسالاری مین ان دنون کہ یہہ پھلچری سے پانڈیچیری کو انھین لیئے جاتا تھا دیکھکر اُسکا ہیتھاپنا اور بزدلاہو نابوجہ معقول نواب کے خاطرنشین کر چکا تھا اب یہہ بات غیر ممکن تھی کہ نواب کسی کے کہنے سننے سے اُسپر مہربانی کرتا ؛ اور یہی سبب ہوا کہ وہ جاسوس ہزّارونکے اُس رسالے کی منصبداری کے عہدے مین جسکا ان دنون کپطان تھا بھرتی نہ ہوا ؛ چونکہ سپاہدار مذکور کے خیال مین ہرگز یہہ صورت نہین سماتی تھی کہ اچّھے گھرانے کا نام و ننگ والا آدمی اپنی عزّت میں نامردی اور بددلی کا بٹّا لگا بدنام ہو اِسواسطے اُسنے یہہ گمان کیا کہ ظاہراً میر مخدوم علی خان نے اُسے بوجہ نواب بہادر کی نظرون سے گرایا ؛ قضاکار ؛ اُس جاسوس کے آنے کے کئی دن پیچھے ترناملی کی لڑائی درپیش ہوئی ؛ رسالون کے سردارون نے حکم سے اپنے سپہدار کے جو توپخانے کی اہتمام و سربراہی پر متعیّن ہوا تھا یہہ چاہا کہ اِسی جاسوس کو لڑائی کے وقت اپنی سرداری مین اختیار کرین ؛ یہہ کم بخت اُس کام کو انکار کر ہمیشہ نواب کے پیچھے رہا کرتا ؛ اِس وقت مین نواب نے اُسکو ہزّارون کے ایک شخص کے گھوڑے پر سوار دیکھہ ارشاد کیا کہ اُسکو اُسکے بدلے ایک دوسرا گھوڑا دین جسکا سوار ہنداردن سے گروہ سے اُن دنون مارا گیا تھا ؛ یہہ حکم اُسکے لیئے بڑی ذلّت و خفّت کا سبب ہوا ؛

جب حیدری فوج سنگومن سے روانہ ہوئی تا کبیر پیٹن و انباڑی کے درمیان اُترے سپہدار حیدری نے پالر ندی کی طغیانی کے سبب وہان کچھ توقف کیا، تب نواب بہادر نے ہزارون اور ڈراگونون مین باہم ناچاقی ہونے کی خبر اُسکے پاس بھیجی، بیان اِس مجمل کلام کا یہہ ہی کہ ان دونون گروہ نے اپنی تنخواہ لینے مین اگرچہ ضابطے کے موافق اُنھین دی جاتی تھی انکار کیا سونے کے سکّے کے عوض روپیے کا سکّہ لینے پر اڑے کیونکہ اِس صورت میں فی ماہ اُنھین اڑھائی روپیہ کا فایدہ ہوتا تھا، چونکہ اِس طرح کا بکھیڑا آگے کبھی نہین ہوتا تھا، لاچار اُس سپہدار کو اُن کے قایل معقول کرنے کے لئیے پچھلی لڑائی کا ماجرا جس مین اُنھون نے شکست اُٹھائی تھی یاد آیا اور چشم نمائی اور تنبیہہ کی ایک دلیل مل گئی، تب اُس نے اُنھین سمجھانے اور یاد دلانے کے واسطے یون کہا جوانون تمھاری وہ مثل ہی کہ گولا باروت کہین جاے طلب لینے سے کام، یہہ شرم کا مقام ہی کہ ایسا لیتے وقت تو ردّ و کد کرتے ہو پر حق ثابت کرنے کی فکر و کوشش نہین کرتے، اِس بات پر وے سب کے سب آزردہ ہو اُسی دن شام کو اپنے ساز و ہتھیار سمیت رام چندر مرھٹے کے لشکر مین جا نوکری کے خواہان ہوئے اور سردار اُنکا یہہ خبر سن گران ڈیل بہادرون کا غول ساتھ لے اُنکے پیچھے چڑھ دوڑا، اُدھر رام چندر نے نواب بہادر کے غضب سے ڈر کے مارے یہہ حکم کیا کہ یے لوگ ہماری لشکر گاہ مین رہنے نپائین، جب اُن لوگون نے اپنا یہہ حال از ینسو رانده و از ان سو مانده دیکھا مجبور ہو اُس سپہسالار کے پہنچنے کا رستا تک رہے تھے جب وہ آیا تب تو اُنھون نے اُسکے حکم سے ہتھیار کھول اُسکے آگے رکھ دیا، اُس نے کچھ دن اُن کو قید رکھا، آخر نواب عفو شعار کے فرمان سے پھر اپنے اپنے عہدے پر سرفراز ہوے، اخبار کے

قاصد ویلور سے حیدر علی خان کے حضور مین اور سلطان سے اُس سپہدار
کے نزدیک یہہ خبر لائے کہ انگریزون نے ایک طرح کی دغابازی اور فریب کی
جڑ قائم کی ہی یعنے اُن فرنگیون کو جو حیدری فوج مین ہین بھگوانا منظور ہی
اِس خبر کے سنتے ہی اُس سپہدار کے ذہن مین آگیا کہ اِسّے بہتر کوئی علاج
نہین کہ سب فرنگی سپاہیون کو اپنے سامھنے بلا چاہیا اور کتاب آسمانی کی یہہ
قسم دے کہ وے ایمانداری اور اخلاص سے نواب کی نوکری بجا لایا کرین
اور جب کبھی کوئی بات خلاف مطلب، خواہ نواب بہادر کے ہو خواہ اُسکے واقع ہو
تو اطّلاع کردین اور زنہار نواب کی نوکری چھوڑنے کا قصد و جرأت بغیر اُسکے
استمزاج کے نکرین، فرنگی جاسوس نے لشکرگاہ حیدری مین اُس زمانے کا ایک
اچھا آشنا پایا جو حیدری سرکار کا جرّاح اور شیوالیئر ڈی کریسط کا خیرخواہ تھا،
کیونکہ یہہ شخص جو فتنہ فساد کا تو خواہان اور آرام و قرار سے بیزار تھا اپنی سرشت
کے تقاضا اور طبیعت کے فتوے سے خطرناک کامونکا چسکا رکھتا اور خواہش
چاہتا کہ اپنے تئین خلائق مین بدنام اور انگشت نما کرے، چنانچہ اُس نے سرکار
مدراس کے کارگزارون کے پاس یہہ پیغام بھجوایا کہ اگر مجھے سرجیئن میجر کا
عہدہ ملے تو اِس شرط پر مین ہر طرح کے کام مین اِقدام کرون، مگر جبکہ اِس جعل
و بناوٹ کی بات کے موافق اُسکی کچھ دال نہین گلتی تھی کہ اُن سپاہیون کو
جنھون نے سردست قسمین کھائین تھین الف سے بے کہے اور اپنی حکومت
دکھلاوے یا نواب کی نوکری چھوڑنے کے لیئے اُن پر جبر کرے، تب یہہ
سارا ماجرا مدراس لکھ بھیجا، اور اپنی اِس ضرورت کی بھی اطّلاع دی کہ اب کئی
پادری جیسوط نام کہ بالفعل لشکرگاہ حیدری مین ہین ہمارے ساتھ
اِس کام کے انجام کرنے کے واسطے مددگار رہین، اور مناسب ہی کہ

پانڈیچیری کے گورنرکا ایک سپارشنامہ جعلی پادریون کے پاس بھیجا جاے جس مین اِس امرکا ذکر رہے کہ یے بزرگوار فرانسیس قوم کے آدمیون کو سمجھاکر اِس راہ لگاوین کہ وے نواب بہادر کی نوکری و رفاقت ترک کرین اور انگریزون کی چھاونی اور ملک کے رستے پانڈیچیری کو روانہ ہو اپنے فوج مین جاملین ؁

اب اِن پادریون کا حال سنئے چونکہ بالکل یے خیرات خور سے انگریزون کے ٹکرون پر پلتے تھے اور ہندوستان مین کسی طرح کی وجہ گذران یا روزی نہین رکھتے مگر جو کچھ کہ انگریز خوشی سے اُنھین دین ؁ اب اِس گروہ نے اپنے کو پابند اِس بات کا جانا کہ وے اُن حکم احکام مین جو اُنھین بھیجے اور سکھلاے گئے تھے بدل مصروف ہون ؁ خیر یہ تو اِسی فکر مین تھے کہ اُنھین دنون پانڈیچیری کے گورنر کی طرف سے ایک جھوٹھا بنایا ہوا خط اِس مضمون کا کہ اُن پادریون کے گھرون مین نوکرون کے آنے جانے کی سنط جارج مین کچھ روک ٹوک نہو ؁ نواب بہادر کے پاس پہنچا ؁ چنانچہ سرکار والا سے اِس امرکی پروانگی پادریون کو ملی تب تو یے لوگ اِس بہانے سے انگریزون کے وکیل بنے ؁ اِنکا خط اور نامہ پیام اُنکے جاسوسون کی طرف بھیجنے لگے ؁ اور اسی کے ضمن مین ایک ایسے اچھے قابو کے بھی مترصّد تھے جس مین انگریزون کی اُس فرمایش اورکام کو پورا کرین ؁ چنانچہ اِسی خیال سے اُن فریبیون نے خفیہ وہ جعلی خط فرانسیسی سپاہیون کو نواب سے پھرجانے کے لئے دکھلاکر یون کہاکہ ہمین اِس امرکی مناہی ہی کہ یہ خط تمھارے سپہدارکو دکھلاوین بلکہ گورنر نے یہ خط ہمارے پاس بھیجاہی تاہم لوگ عیسائیون کو اِس گھاٹ اُتارین کہ وے امیر مومنان حیدرعلی خان کی نوکری سے بازآوین ؁ اور چونکہ اِنھین بزرگوارون کے

کلام کا نام دین عیسائی ہی یہہ بھی اُنہین کا ایک مسئلہ تھا جو سپاہیون کو سنا دیا کہ بھائیو غیر دین والے کے ساتھہ قول قسم کرنے کا کیا اعتبار ہم اقرار کرتے ہین کہ تم اِس عہد شکنی کے سبب زنہار پروردگار کے دربار مین ماخوذ و گرفتار نہو گے اِس بات کو کہ پادریون نے ایسا خط فرنگی سپاہیون کو دکھلایا ممکن نہین ہی کہ کوئی نمانے اور اُسکا انکار کرے کیونکہ اِس کا چرچا ایک جہان نے سناہی چنانچہ بہت سے آدمی جو بالفعل فرانسیس کے دارالسلطنت مین موجود ہین گواہی سے اِسکو مقام ثبوت مین پہنچا سکتے ہین اور اِسمین توشک ہی نہین کہ وہ خط جعلی تھا کسواسطے کہ پانڈیچیری کے گورنر کے ہاتھہ مین اِس بات کی کوئی دستاویز نتھی کہ وہ اِس خط کو فرانسیسی سپہسالار سے چھپانے کہتا کیونکہ اُسکے دستخط خاص کے بہت سے خط اُس سپہدار کے پاس تھے جن سے ہر طرح کا بھید جعل یا سازش کا فاش ہو جاسکتا تھا الغصہ جیسوئٹ پادریون نے اِس امر مین انگریزون کی خیر خواہی کی بعد اِسکے پرطکیشون کے تین پادری انگریزی پادری کے ساتھہ جو صلح کا پیغام لیکے مدراس جاتا تھا روانہ کئے گئے جب پرطکیشون کے پادری ویلور مین پہنچے اور جیسوئٹ پادریون نے دو چٹھیان جنرل اسمتھہ اور وہان کے گورنر کو دین وے دونون اِس مقدمے مین کہ اِن دین عیسوی کے مرشدون نے کیون اِسطرح کی قاصدی اختیار کی ہی سخت متعجب ہوئے خصوصاً اِس بات کے معلوم کرنے سے کہ وہ کام ناگہانی واردات کی قسم سے نتھا بلکہ قدیمی اور واقعی جیسوئٹ پادریون نے ڈرتے کانپتے اِس حقیقت کو بیان کیا اور یہہ کہا کہ ہم اِس امر مین محض بے قصور ہین اور ہرگز و ہرائینہ اِس فریب اور بناوٹ سے کہ خلاف مرضی ایسے منیب کے جسکے احسانون سے ہماری گردن جھکی جاتی ہی عمل مین آئی ہی واقف

نہین، سچ ہی کہ نواب بہادر نے اُن کے چلتے وقت ایک ایک کو تین تین سی روپیہ مرحمت کیئے تھے، اگر نواب چاہتا تو اُسے یہہ دست قدرت تھی کہ اِن کمینون کو ایسی تنبیہہ و سزا جسکے یہ سزاوار تھے کرتا، جب نواب بہادر کبیرپٹن کو پھر گیا تب جنرل اسمتھ نے وانمباڑی کو محافظ سپاہیان حیدری سے خالی پا کے اپنے دخل مین کر لیا، پر اِس جہت سے کہ وہ، اسباب و لوازمہ اور رسد و غلّہ پہنچنے کا جو دور دور سے وہان آنے والا تھا انتظار کرتا تھا یہہ اُس سے نہو سکا کہ حیدرعلی خان کا پیچھا کرے، اور بار برداری کے لیئے چارپایون اور چھکڑون کی اِسقدر قلّت اور نایابی تھی کہ ناچار اُسے ضرور پڑا کہ تھوڑی سی اپنی فوج رسد لانے کو آگے بھیجے، جنرل اسمتھ کے مطلب مین دیری ہونے کی وجہ یہہ تھی کہ بالکل جنگی اسباب و لوازمہ اور غلّہ اور لشکری ذخیرہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا جو انبور مین حیدرعلی خان کے قبضے مین آیا،

اِن دنون گورنمدراس نے اپنے وعدے کے موافق ایک جماعت سوار و پیادون کی نگاہداشت کر اُسکا نام اجنبی سپاہ رکھا اور اُسکی سرداری کا اختیار اُس فرانسیس جاسوس کے ہاتھ جو حیدری لشکرگاہ مین تھا سونپ دیا اور شیویلیئر ڈی کریسٹ کو اُسکا داروغہ بنایا، اب اِس ناپسندیدہ اور نفرت انگیز روایت کے مختصر اور ختم کرنے کی نظر سے اِس جگہہ پر اتنا ذکر کر دیا جاتا ہی کہ اُس نئی نگاہداشت سپاہ کا انجام کار شیویلیئر کے مکر و فریب کے موافق جسنے نہ فقط حیدرعلی خان کے اذیّت و آزار پہنچانے کے واسطے بلکہ اُسکے مار ڈالنے کو بھی کی تھی سب کا سب برباد ہو گیا، اور جو جو لوگ پانڈیچیری یا اور مکانکی جانب نئے سپاہ نگاہداشت کرنے گئے تھے اُنکے بھید ظاہر ہو گئے اور نئے سوار بالکل پانڈیچیری کی طرف بھاگ نکلے و نواب بہادر کی خدمت مین التجا لائے اور گھوڑے جو لیے لا—

تھے، ہرچند اُسے اُسی سرکار کے چرائے ہوئے تھے، تو بھی اُسنے قیمت دے دے مول لیئے، اِس اجنبی سپاہ کا بدنصیب سرغنہ، انگریزون کے حکم سے جن کی خیرخواہی کے واسطے دین ایمان سب اس نے دھو پیا تھا لشکری محکمے عدالت مین اِسطرح نااہل ٹھہرایا گیا کہ ایسا آدمی سالاری کے قابل نہین کیونکہ کم حوصلہ اور بزدلہ ہی چنانچہ وہ، لشکر سے نکالا گیا اور شیویلئیر ڈی کریسطجو اُس بدکرداری کی بنیاد کا بانی تھا قید و بند مین گرفتار ہوا، جب نظام علی خان (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) حیدر علی خان سے رخصت ہو کر پہ کو روانہ ہوا تو اُس کی سرکار کے دیوان مختار کال رکن الدّولہ نے نواب محمد علی خان کو جسّے وہ برادری کا رشتا رکھتا تھا یہ لکھ بھیجا کہ مین نے بڑی کوشش و جان فشانی کرکے آخر اپنے آقا کو اِس بات پر راضی کیا کہ اُس نے نواب حیدر علی خان سے جدائی اختیار کی، اب اگر آپ اور انگریزون کو منظور ہو تو مین بطور مختار ایلچی کے مدراس مین آؤن تا آپ کی خاطرخواہ آپسمین قول قرار کیا جاے،

اِس پیغام خوشی انجام کے سنتے ہی فوراً گورنر اور صاحبان کونسل نے اُسکی ملاقات کے لیئے اپنا اشتیاق لکھ بھیجا، چنانچہ رکن الدّولہ اور رامچندر سردار مرھٹہ جو نواب نظام الدّولہ کے ایک اخلاص مندون مین تھا نہایت کرّ و فر سے روانہ ہو مدراس مین پہنچ نہیت عزّت و تپاک سے استقبال اور ہر روز فرنگ کے نادر و غریب عجائبات کے دکھائے جانے اور عمدہ عمدہ تحفہ تحائف کے پانے سے کمال محظوظ و ممنون کیئے گئے، تب اُن عالیقدر وکیلون نے اُس اقرارنامے کو بھی (جو نظام علی خان کی طرف سے بالکل اُسکی جگہہ زمین کی مالکی اور آرکات کی نوابی محمد علی خان کو مقرّر کرنے پر مشتمل تھا) اپنی اپنی دستخط کر مضبوط اور استوار کیا، اور نظام علی خان کی جانب سے مچھلیپٹن

کی اُتّروالی چارون سرکارون کو معہ اُسکے شہرانگریزون کے واسطے انعام کے طور سے مقرّر کردیا؛

بعد اِسکے دو کونسلی مدراس سے حیدرآباد مین نظام علی خان کے پاس بطریق ایلچی روانہ کیئے گیئے؛ جب یے وہان پہنچے تو اُس نے بیش قیمتی تحفے و ہدیے اور بیش بہا سوغاتین اُن کو اور مدراس کے گورنر کے واسطے بھی دے کر بڑی توقیر و عزّت سے اُنھین رخصت کیا؛

مراررائو سردار مرھٹہ جو سرا کے اُسطرف ایک چھوٹی سرزمین کا مالک تھا دو ہزار بان سمی سوار اور تین ہزار پیادے کی جمعیّت سمیت لاچار و مجبور انگریزی لشکر مین آداخل ہوا کیونکہ انگریزون نے اِن دنون جابجا سے کمک و مدد مانگی تھی؛

جنریل اسمتھ کا کوشش کرنا صلح کرنے مین نواب حیدرعلیخان کے ساتھ اور نا امید ہونا اُسکا اِس کام مین

جنریل اسمتھ نے جو حیدرعلی خان کے ملک اور اُسکی لڑائی کے حال سے بخوبی خبردار تھا؛ بہت سا چاہا کہ مدراس کے کونسلیون کو نواب کے صلح کا پیام مان لینے پر راضی کرے؛ لیکن جب اُسکی کوششون نے کچھ فائدہ نہ بخشا تب اُسنے صاحبان کونسل کے حضور مین یہ عرض کی کہ میرے نزدیک تو قلعون کے محاصرے مین اوقات ضائع کرنی عبث ہی؛ اُسکے بدلے مناسب ہی کہ نواب کی افواج کا تعاقب کرکے ہرطرح اُسے تنگ کرین اور درصورتیکہ حریف سامھنا نکرے تو اُسکے بعضے نامی قلعون کو گھیر لین؛ چنانچہ دارالسّلطنت بنگلور قابل محاصرہ ہی اگر اجازت ہو تو ہم اُسکا قصد کرین؛ لیکن سرکار مدراس کے

کارگزاروں نے یہ ارادہ مصمّم کیا کہ پہلے اُن سب مکانوں کو تسخیر کر لینا ضرور ہی جو گھاٹیوں یا ایک بڑے پہاڑ کے سلسلے کے اُس طرف ہیں، چنانچہ جنریل موصوف پر بتاکید حکم صادر ہوا کہ وہ اپنا لشکر دو حصّہ کرے، آدھے پر تو کرنیل عود کو سردار مقرّر کر واسطے محاصرہ و تسخیر کرنے اُن قلعوں کے جو وادیوں کے درمیان واقع ہیں بھیجے، اور دوسرا حصّہ وہ آپ لیکر حیدر علی خان کو لڑائی بھڑائی مین لگا رکھے،

جنریل اسمتھ اِس حکم کو بجا لایا اور جیسا اُسے منظور تھا بخوبی انجام پایا، کرنیل عود نے اکثر مکانوں کو جنکے محافظ، جنگ و قتال کے قاعدے قانون سے واقف نتھے اپنے دخل مین کر لیا، چونکہ جہازات نواب بہادر کے اُن دنوں گویہ کے ملک کی طرف تھے اُنکی دست درازی سے بچ رہے، ایسی فتحوں کے ہونے سے مدراس کے کونسلی اور گورنر مارے خوشی و افتخار کے پھولے نہین سماتے تھے خاص کر جب اُن لوگوں نے سنا کہ بنبئی سے آٹھ ہزار جہازی جنگی سپاہ منگلور مین اُتر کے اُسے فتح کر چکے، اور تین سو ضرب توپ بھی اُنکے ہاتھ آگئین، بعد ازان اُس لشکر کے سپہدار نے یہہ اطّلاع دی کہ اب مین چاہتا ہون جتنی جلدی ہو سکے حیدر نگر پر چڑھائی کرون کیونکہ یہہ بے کھٹکے مفتوح ہو جائیگا اور بہت سا حیدری خزینہ دفینہ بھی جو وہان گرا گرایا ہی ہاتھ آئیگا، خلق اللہ کے سنانے کے واسطے اِس خبر بشارت اثر پر قلعہ سنط جارج سے ایک سو ایک توپ کی شلّکین ہوئین اور منگلور کے بھی مسخّر ہونے کا حال کیا ہندوستان کیا اور مرز و بوم مین جہان فرنگی معمور سے تھے سب جگہہ اشتہار کر دیا گیا،

آمادہ ہونا حیدر علی خان کا بنبئی کے لشکر کو مار ہٹانے پر اور انگریزون کا بنگلور کے لینے کے واسطے تہیّہ کرنا

چونکہ منگلور مین انگریزی لشکر کے اُترنے کی خبر فی الفور نواب بہادر کو پہنچ گئی تھی اِسواسطے اُنکے مدافعے کو ضرور جان بسنگر سرا سرینگپٹن کی فوجون کو حکم ہوا کہ ترت کنڑے کی طرف روانہ ہون ٹیپو سلطان بھی اِس فرمان کے سنتے ہی تین ہزار سوار جرار ہمراہ لے جلد روانہ ہوا نواب بہادر آپ بھی تین ہزار گرانڈیل سپاہی کئی ضرب توپ اور بارہ ہزار چیدہ سوار معیت اُس طرف کا عازم ہوا اور باقی افواج کی سپہسالاری میر مخدوم علی خان کو دے ارشاد کیا کہ اپنے کو خطرون سے بچاکر دونون انگریزی لشکر کے ساتھ اِسطرح مقابلہ ومحاربہ کرتا رہے کہ وے آگے بڑھنے سے مجبور و پریشان ہو کر پچھلے قدم ہٹ جائین نواب بہادر کے کوچ کرنے کی خبر جنریل اسمتھ نے سنتے ہی بنگلور محاصرہ کرلینے کو مدراس کے کونسل مین لکھ بھیجا کونسل والون نے جو بنگلور ہاتھ لگنے کے مشتاق ہی ہو رہے تھے اُسکے اِس التماس کو پسند کیا لیکن چونکہ پہلے منگلور کا مسخر کرنا اُن کے نزدیک بڑا ضرور تھا اِس لئے یہہ تجویز ٹھہری کہ کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو اِس مہم کی اہتمام دی جاے اور اِسواسطے کہ وہ جنریل اسمتھ کا تابعدار ومحکوم نہ بنے اُس لشکر مین مشورے و صلاح کی ایک مجلس مقرّر ہو جسکا بار ان تین بڑے سردار یعنے نواب محمد علی خان کرنیل کال مسطر ماکس کے ذمّے رہے پچھلے دونون صاحب مدراس کے کونسلی تھے اور انہین کو اِس لڑائی کے سب امورات جنریل اسمتھ کے ساتھ فیصل کرنے کا اختیار تھا اِس خوف سے کہ مبادا ایسے نامی اشخاص اِس لڑائی پر جو

انگریزونکے نزدیک بھاری مہم ہی فتحیاب نہونے یاناکام ہونے کے باعث عتاب و خطاب مین پڑین احتیاطاً قلعہ سر کرنے کے واسطے سولہ غبّارے یا خمپارے پینتیس بڑی توپ پچاس چھوٹی اور بعضی ضروری چیزین اُن کے ہمراہ کردی گئین چونکہ یہ سب سامان و سرانجام بنگلور تک اسّی فرسنگ کے فاصلے پر لیجانا تھا اور باربرداری کے بیلون کا بہم پہنچانا مشکل اِسلیئے کتنی منزلین ٹھہرائی گئین جہان وے لوگ توقّف کرین جبتک کہ سارا لوازمہ محاصرے کا موجود ہو ؛

دخل کرنا جنریل اسمتھ کا بعضے حیدری قلعون پر حیلے سے اور پھر لے لینا میر مخدوم علیخان کا اُسکو اُسیطرح کے حیلے سے

جنریل اسمتھ نے یہ منصوبہ باندھا کہ بنگلور کی راہ مین جو قلعے واقع ہین پہلے اُنھین لے لیا چاہیئے ؛ جسّے رسد آنے کا رستہ کھل جاے اور کچھ روک ٹوک باقی نرہے ؛ اِس ارادے سے دغا و فریب کر وہان کے ایک گڑھ پر متصرّف ہو گیا ؛ تفصیل اُسکی یہ ہی کہ اُسکے جاسوسون نے میر مخدوم علی خان کے ایک ہرکارے کو پکڑا جو اُسکی طرف سے بنگلور کے قلعدار پاس خط لیئے جاتا تھا اِس مضمون کا کہ آج ہی شب کو پانسو سپاہی کی کمک پہنچیگی ؛ چوکس رہا چاہیئے مبادا اِس مکان کو اعدا محاصرہ کرلین ؛ تب جنریل موصوف نے اِس خط کو اپنے ہرکارے کے ہاتھ جو حیدری لشکر کی راہ و رسم سے بخوبی آگاہ تھا دیکر اُس قلعدار کے پاس روانہ کیا اور زبانی بھی اُسے یون کہا کہ وہان جاکر ظاہر کرے کہ ابھی کوئی دم مین کمک آپہنچتی ہی ؛ اور اُدھر سے رات کو پچھلے پہر انگریزی لشکر قلعے پر ٹوٹ پڑا اور اپنا دخل کرلیا ؛

جب میر مخدوم علی خان پر حریف کا یہہ چھل کھل گیا، چند روز بعد وہ بھی اُسکے ساتھ اُسی طرح کا حیلہ عمل مین لایا، یعنے اُسنے اپنے ہندوستانی سوارون کو جن مین کتنے آدمی انگریزی ڈراگونونکی صورت نیلی بانات کا لباس رکھتے تھے حکم کیا تا وے اُس قلعے کے میدان مین جا اپنے تئین نمایان کرین، اور اُنھین سے ایک شخص کو جو انگریزی ڈراگونون کے رسالے کا تھا اور اپنے گھوڑے سمیت انگریزون کی نوکری چھوڑ حیدری افواج مین آن ملا اور محلّ اعتماد تھا، قاصد بنا کر اُس قلعہ دار کے پاس بھیج دیا تا اُسے اس پیام کو انگریزی زبان مین یون بیان کرے کہ حیدری سوارون کے ایک بڑے غول نے ہمارا پیچھا کیا تھا، سو بہزار خرابی ہم اُن سے بھاگ نکلے، اب ہمارا رسالہ دار ساتھیون سمیت اِس مکان کی نواح تک آیا اور مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا اور التماس یہہ کیا ہی کہ آپ شفقت کی راہ سے قلعے کا دروازہ کھلا رکھئے تا ہم اُن سے بچ کر قلعے مین چلے آئین، بعد بھیجنے اِس قاصد کے تھوڑے ہی عرصے مین غٹ کے غٹ سوار اُس دروازے سے جو کھلا ہوا تھا قلعے کے اندر داخل ہو گئے، اُدھر کرنیل عود نے صاحبان کونسل کے اشارے سے کئی قلعون کا محاصرہ کیا تھا، پر آخرش سپاہ کی کمی کے سبب مدراس کے کونسل مین کمک بھیجنے لکھہ بھیجا، بعد اِسکے دارماپوری کے محاصرہ کرنے کی فکر کی، پایندہ خان نامے قلعے دار نے کہ مرد شجاع اور دلیر تھا قلعے کے بچانے مین بڑی ساونتی اور بہادری کی، اور جبتک دیوار نہ گری اور کھائی نہ بھری سفید علم کہ علامت امان مانگنے کی ہی ہرگز کھڑا نکیا، اور جب اُسکے وکیل کرنیل عود کے پاس گئے تو اُس نے سواے قلعہ چھوڑ دینے کے اور کوئی شرط درپیش نہ کی، چونکہ وکلا بغیر مرضی قلعہ دار کے کچھہ اور بات کا اختیار نرکھتے تھے، قلعے کو پھر آے، اِتنے مین انگریزی سپاہ خندق سے نکل نکل دریچون تک آگئی، پیچھے سے اور سپاہ بھی آملی،

تمام پاسبان سپاہی، قلعہ دار معہ اپنے لڑکے، اور دوسرے عہدہ دار بھی مارے پڑے، فقط بارہ نفر فرانسیسی تو پچی انگریزی افسرون کی سفارش سے جانبر ہوے،

اِس مقام مین کہ انگریزی سپاہیون نے باوجود سپید نشان قلعے مین قایم ہونے کے جو ایسی بیرحمی و بیدردی کا کام کیا وجہ اِسکی ایک دوسری روایت سے یون معلوم ہوتی ہی کہ کرنیل عود کے لشکر والے نپٹ جھنجھلائے ہوے تھے کہ کہین بھی اِن فتح کئے ہوے قلعون مین کچھ لوٹ کی چیزین اُنکے ہاتھ نہ چڑھی تھین کیونکہ حیدر علی خان نے پہلے ہی اُن قلعون کے رہنے والون کو تاکید کر دیا تھا کہ اُن مکانون کو چھوڑ اپنا اپنا مال اسباب لے نکل کھڑے ہون، اور ایساہی حکم پایندہ خان قلعہ دار کو بھی صادر ہوا تھا کہ سپاہیون کے پاس سواے اُنکے ضروری اوڑھنے بچھونے یا لباس پوشاک کے اور کچھ نرہے، اور یہہ بھی نواب بہادر کا قول تھا کہ انگریز صرف لوٹ تاراج ہی کرنے کے لالچ سے جنگ جدال کرتے ہین مین نہین چاہتا ہون کہ وہ اپنے مطلب پر فیروز ہون، یہہ مشکل کہ کرنیل عود اور اُسکے دوسرے عہدہ دارون نے اپنے سپاہیون کو ایسے کشت و خون ریزی و قتل سے باز رکھا، بآسانی حل ہو سکتی ہی، کیونکہ وہ امر اُسکے بے حکم واقع ہوا تھا، کچھ دنون بعد میر مخدوم علی خان نے دارماپوری کے مظلومون کا خوب بدلا لیا کہ ویلور کے میدان مین انگریزی سپاہیون کے پلٹن کو قتل عام کروایا، اور حیدر علی خان کے دل مین کرنیل عود کی طرف سے ایسا بغض و کینہ جما گیا کہ خاص کر اکثر اُسکے لشکر پر تاخت کرنے اور زک دینیکا ارادہ رکھتا تھا، فی الحقیقت اگر یہہ کرنیل اُس کینہ کش نواب کے پالے پڑتا تو گمان غالب تھا کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے عذاب و سیاست مین گرفتار ہوتا،

بعد مسخّر ہونے دارما پوری کے کرنیل عود کی فوجین حسب الحکم کونسل مدراس کے جنریل اسمتھ کی فوج سے جا ملین تب اُس سپہسالار نے رسد کی راہ کا بند و بست کر کے بنگلور کی طرف کوچ کیا اور اُسکے قریب کے کتنے گڑھون کو جیسے کولار، ہسکوٹہ وغیرہ لے لیا اور چونکہ اُسے یہہ منظور تھا کہ آیندہ اور مکانون کے محاصرہ کرنے کی نیّت سے ہسکوتے مین ذخیرہ جمع کرے اِس واسطے اُسکے مظبوط و استوار کرنے مین بڑی کوششین کین

پہنچنا وکیلون کا دیونہلّی کے باشندون کی طرف سے امان نامہ مانگنے جنریل اسمتھ کے پاس اور حسن سلوک اُس سپہسالار کا اُن کے ساتھہ اور یہہ ماجرا سنکر حیدر علی خان کا خوش ہونا

جنریل اسمتھ جب ہسکوٹہ کو پہنچا تو باشندگان دیونہلّی کے وکیلون نے اُسکے حضور مین حاضر ہو مبالغ کثیر بطور نعلبندی کے گذران کر یہہ عرض کی چونکہ یہہ قصبہ اور قلعہ حیدر علی خان کے مولد یا جنم بھوم ہونے کے سبب فضیلت و شرف رکھتا ہی اور اِسی واسطے اُس امیر اقبالمند کے نزدیک بہ نسبت اور شہرون کے اُسکی بڑی قدر و منزلت ہی جنریل نے اُن کے جواب مین کہا کہ مین بھی اِن مراتب کا خیال و لحاظ رکھہ پہلے بسر و چشم اِس امر کی پاس داری و رعایت کرتاہون تا دوسرے بھی میری پیروی کرین چنانچہ خوشی سے اُسنے ایک عہدنامہ جسکے سبب وہ شہر اور اُسکے آس پاس کی بستیان تاراج سے انگریزی افواج کے محفوظ رہین لکھکر اُنھین دیا اور روپیے جو وے لائے تھے پھیر دیا اور اپنی سپاہ پر تقیّد کیا کہ بلا اجازت کوئی اُدھر

کا ارادہ نکرے ، جنریل ابمستھ کی اِس انسانیت و مدارات نے اُسکی اُس
ت و آبرو کو جو مدت سے نواب بہادر کے دل مین تھی دوچند کردیا چنانچہ نہایت
ش ہو کر دو راس اسپ عربی خاص گھوڑون مین سے جڑاؤ زین معیت
بان موصوف کو بطور پیشکش بھیجا ،
ج بنبئی کے سپہدار نے منگلور مسخر کرنے کے بعد جب دیکھا کہ اب کوئی
باقی نہین مگر یہہ کہ وہان سے کوچ کر حیدر نگر لے لے ، تب مدراس کے
سال مین اِس حال کی اطلاع کی لوگون نے ہرچند اُسے دشوارگذاری راہ کی
کی اور کہا کہ اول تو حیدر نگر یہان سے ساٹھ فرسنگ کے پلّے پر ہی اور
مین علاوہ گنجان درختون کے ، جنگل پہاڑ ندی نالے بھی کثرت سے پاتے ہین
صًا شہر کے قریب تو عجب بیندی کڈھب راہین ہین ، جن سے گذرنا
نت مشکل ہی ، تو بھی اُسنے اپنے قصد کو نچھوڑا ، اُس مہم کے اسباب
ر انجام کی طیاری مین لگا ہی رہا ، اُن دنون اُسکے لشکر کے ڈیرے منگلور
دروازون کے باہر پڑے تھے ،

لغار کرکے آپڑنا ٹیپو سلطان کا فوج اعدا پر ھزیمت دینا اُنھیں
خبری مین پکڑ لینا بہتون کو اسیری مین ، اور اُسی دن شام کے وقت
پہنچنا حیدر علی خان کا شفقت و پیار سے اپنے فرزند سعادتمند کو آغوش
ر مین لینا اور چشم گہر بار سے قطرے اشک کے نثار کرنا ،

دہ ٹیپو سلطان غنیم کے ارادے سے مطّلع ہو جوانی کی ترنگ اور نام و نشان
کرنے کی اُمنگ مین بنگلور چھوڑ الغارون کنڑہ کی سرحد مین آپہنچا ، رعیّت

پر جا وہانکی جو غنیم کی آمد آمد کے سبب لرزان و ترسان ہو رہی تھی اپنے حاکم کے فرزند سعادتمند کے تشریف لانے سے قوی دل ہوئی کہ آنا اُسکا اُنکے حق مین ہرطرح کا رنج و عذاب سے رہائی و نجات کا باعث ہوا، خلق اللہ اُسکے آنے سے ایسی شاد و خرّم ہوئی کہ گویا اُنکے قالب بیجان مین جان آگئی، شاہزادے کے دل مین اُنکے ماضی و حال کی شادی و غم کا حال دیکھ سن ایسا رحم آگیا کہ اُسنے فوراً منگلور کی طرف کوچ کیا اور ساری حیدری فوجون کو جو ہر ایک صوبے سے اُس مقام پر اکٹھا ہوئی اور راہ مین بھی اُسسے ملی تھین یہ حکم دیکر کہ دو پیچھے پیچھے چلی آئین، آپ پہلے ہی بڑی تیزقدمی سے انگریزی لشکر کے سامھنے جا موجود ہوا، اُسکے پہنچتے ہی غنیم کی فوج مین ہراس و رعب سے ایک ہل چل پڑگئی، شاہزادے نے ذرا بھی آرام و انتظار نکیا بلکہ صف اعدا کی طرف آگے بڑھکر طلائی کو چیر سامھنے لشکر حریف کے جا پہنچا،

بیت

چلاتا تھا سلطان جدھر تیغ کین
لہو سے تھی بھرتی اُدھر کی زمین

بہتون کو تہ تیغ کیا کتنون کو مار بھگایا قلعے کے دروازے تک فراریونکا تعاقب کیا سوار اُسکے بھگوڑون کا پیچھا کرتے ہوئے شہر کے اندر گھس گئے، اتنے مین اُنکی پشت پر حیدری فوج بھی پہنچ گئی، انگریزون کے ڈیرون کو خالی سنسان پا تعجب کرکے لگے لوٹنے، چھاونی اور شہر مین جو کچھ اُنھین ملا لوٹ لیا، شاہزادہ بھی اِس لوٹ تاراج سے خوش تھا، کیونکہ اُسے شہروالون کی جنھون نے دشمن کا سامھنا کرتے کچھ دل چرایا تھا تنبیہہ منظور تھی، اِس لڑائی مین انگریزون نے ایسی شکست کھائی کہ اُنکے بہت ہی تھوڑے آدمیون نے

فرصت پائی کہ اِس ناگہانی آفت سے بچ کر جہازون پر پناہ لین ' حال یہہ تھا کہ خود
والے بھی اِس طوفان بلا کی ڈر سے کانپ رہے تھے ' دشمنون کا بھاگنا
مکر حیدری سپاہی کیا فرنگستانی کیا ہندوستانی دونون ایسے دلیروبیباک
گئے کہ ترنت جہازون پر چڑھ اُنکے تین جہاز لشکری ساز و سامان پہنچانے
لے لیئے ' انگریزی لشکر کے باقی لوگ جو بھاگ کر بچ گئے تھے وے بھی
مار ہوآئے ' اِن اسیرون مین ایک تو جنریل تھا اور چوالیس ۴۴ عہدہ دار '
سو تیس انگریزی سوار ' قریب چھہ ہزار کے ہندوستانی سپاہی حربی ہتھیار
لشکری سرانجام و اسباب سمیت تھے '

ری فتح جسّے حیدری سرکار کامیاب ہوئی منگلور کے قبضے سے نکل جانے
، آٹھہ دن بعد وقوع مین آئی سبب اِس شکست کا غفلت انگریزی جنریل
ہی جسنے ایک مہینے تک اُن خاص راہون کی خبرکو جدھر سے غنیم کے آنے کا
ن تھا جاسوس نہ بھیجے کہ اعدا کی آمد سے آگاہ کر دیتے '

ر علیخان فتح ہونے کے دن شام کے وقت وہان آپہنچا ' شاہزادے نے
پکے حضور ' مجملًا صورت حال جولیس قیصر کی طرح اِس مختصر جملے مین کہ
گیا ۔ دیکھا ۔ لے لیا عرض کی '

ہتے ہین کہ حیدر علی خان جب اپنے فرزند عزیز سے ہم آغوش ہوا جوش مسرّت
، سبب بے اختیار اُسکی آنکھون سے قطرے اشک کے نکل پڑے '

سیاست کا حکم تجویز کرنا حیدر علی خان کا پرطکیشی سوداگرون کے حق میں اسلئے کہ اُنھون نے انگریزون کو مدد دی حالآنکہ حیدری رعایا کہلاتے تھے

پرطکیشی سوداگر مدّت سے منگلور مین بستے تھے ' جب اُن لوگون نے اِس لڑائی بھڑائی کے ایّام مین بنبئی سے جہاز پر انگریزی فوجون کا آپہنچنا اور جنرل اسمتھ اور کرنیل عود کا کتنے حیدری قلعون اور سرکارون کا لے لینا دیکھا ' اِسّے خواہی نخواہی اُنکے ذہن مین یہ بات آگئی کہ اب انگریز اکثر حیدری ملکون کو لے لینگے ' اگر اور کچھ نہو تو لامحالہ منگلور تو اُن کے عمل دخل مین رہیگا ' وے اس خیال خام پر انگریزی جنرل کے ساتھ ایسی دوستی و خیرخواہی کی راہ چلے جو احتیاط و ہشیاری سے کوسون دور تھی اور اُن لوگون نے اُسّے یہ بھی قول قرار کیا کہ ہم لشکر کے ضروری اسباب و رسد کی سربراہی کرینگے ' حضور والا مین یہ خبر پہنچتے ہی اُن کی طلبی کے لیئے یہ فرمان صادر ہوا کہ وے جلد اُن پرطکیشی کارخانے کے سردارون اور عیسائی دین کے تینون قوم کے پادریون کے ساتھ جو منگلور مین ہین حاضر ہون ' جب وے دربار میں حاضر ہوئے ' نواب بہادر نے اُن سرگروہون اور پیشواؤن سے پوچھا کہ مسیحی مذہب والے ایسے گنہگارون کے حق مین جو اپنے آقا و حاکم کے ساتھ دغا اور عہد شکنی کرکے اُسکے دشمنون کی اعانت کرین کس طرح کی تعزیر تجویز کرتے ہین ' تب بے تامل بول اُٹھے کہ ایسے قصور پر قتل کرنا واجب ہی ' نواب نے فرمایا مین اُن کو ایسی سخت سیاست نکرونگا ' کیونکہ شرع محمّدی مین اتنی سختی جائز نہین ' پر چونکہ اُن لوگون نے اِس خیرخواہی و وفاداری کے

ے اپنے کو انگریزون کی قوم سے ظاہر کیا ہی بناچار اُن کا مال اموال انگریزون
ملکیّت مین دیا جایگا ' اور وے ہاتھکڑی بیڑی پہن قید خانے مین جبتک کہ مین
ین عفو نکرون مقیّد رہینگے ' نواب بہادر نے اُن پرطکیشون کے مقدّمے مین
ام دے منگلور کا بند و بست کر جلدی بنگلور کو جانے کی طیّاری کی '

دنون نواب بہادر منگلور سے دور تھا اِدھر جنریل اسمتھ نے فرصت پاکر
انہ و سرانجام و لوازمہ جنگی بہم پہنچایا اور اُدھر سے محمد علی خان اور صاحبان
نسل بھی صرف اقسام طرح کی شرابون سمیت آپہنچے ' پر اِن سب طیّاریون
ے بعد جب اُنھون نے چاول گیہون کی قسم سے غلّے کی ایسی کمی دیکھی کہ
واری مدّت محاصرہ تک وفا کرے اِس نظر سے کہ اِندنون حیدری
اج ' عمل کرلینے مین اُن قلعون کے جن کے نگہبان اُس رسد کے سپاہی تھے
رکات سے آتی تھی متوجہ تھی اور ممکن نتھا کہ وے لوگ حیدری لشکر کا مقابلہ
سکین تب جنریل اسمتھ کو ضرور ہوا کہ اپنی سب فوج کو قلعہ ہاسکوتہ کی نگہبانی
اصرے کے لیئے جس مین سب ذخیرے امانت رکھے گئے تھے ' اپنے
ے تابع رکھے '

رر اوسر دار مرھتے نے صاحبان کونسل کو یہہ تدبیر بتلائی کہ پہلے کوچک بالاپور
جو ایک قلعہ ہی بنگلور سے دس اور شانور افغانون کے ملک سے تین
سنگ کے فاصلے پر ' محاصرہ کرلیا چاہیئے ' کیونکہ جب بالاپور ہمارے ہاتھ آیا تو
پنے ہی ملک یا شانور وغیرہ سے جس قدر کہ برنج و گوسپند درکار ہوگی مل
سکیگی ' یہہ صلاح کونسل والون نے پسند کی ' اور اب جنریل اسمتھ تھوڑی
سی فوج واسطے نگہبانی قلعہ اور اسباب شورا کے وہان چھوڑ جلد بالاپور کی
ف روانہ ہوا '

روانہ ہونا نواب حیدر علی خان کا ہسکوتہ کی طرف اور اُسے مسخّر کرنے کے لئے ایسی طیّاری کرنی جسے محمد علی خان دیکھکر گھبرا جاے ' آخر کو بلایا جانا جنریل اسمتھ کا تا اِس اضطراب سے اُسکو بچا مدراس پہنچاوے '

جن دنون جنریل اسمتھ نے بالاپور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا نواب بہادر نے بھی اُسکا پیچھا کرکے کبھی سوارون کو اور کبھی توپ خانہ ساتھ لے اُسے تنگ کرتا رہا آخرش نواب نے معلوم کیا کہ بالاپور کے سامھنے مورچا بنانے مین غنیم کا روکنا ممکن نہین تب فوراً ہسکوتے کا عزم کیا اور بھور نہوتے ہوتے وہان جا پہنچا ' قلعہ پر حملہ کر اُسکے پشتے کھائی کو جو گرد بگرد انگریزون نے بنائی تھی اپنے اختیار اور فرنگستانی و ہندستانی سپاہیون کو بھی جو انگریزی بیمارستان مین تھے ہمراہ کر لیا ' اور چونکہ محمد علی خان کی بزدلی کو خوب جانتا تھا اُسے یہہ منظور رہا کہ محمد علی خان کو کچھ ڈرایا اور گھبرایا چاہیئے چنانچہ اِدھر تو اُسی قلعے پر یورش کرنے کا اسباب مہیّا کرنے کو حکم کیا اور اُدھر آپ اِس کام کی اہتمام مین متوجّہ ہو کارکنون کو روپیے و اشرفی بخشتا اور سپاہیون سے انعام کا وعدہ فرما کر اُنکے دل بڑھاتا تھا تا وے اُس مکان کو لیکر محمد علی خان کو اسیر کرلین ' محمد علی خان نے جو اسباب کی یے طیّاریان دیکھین اور بعضے قیدیون کی زبانی بھی جنھون نے حیدر کی قید و بند سے بھاگ کر قلعے مین پناہ لی تھی یہی باتین سنین اُسکے دل پر ایسی ہیبت و دہشت غالب ہوئی کہ کرنیل کال کی مرضی کے برخلاف یہہ بات ٹھہرائی گئی کہ فوراً جنریل اسمتھ کے پاس اِس مضمون کا فرمان بھیجا جاے کہ بالاپور کے محاصرے سے دست بردار ہو کر ہسکوتے کی محافظت کے واسطے جلد آپہنچے

علی خان جو نہین چاہتا تھا کہ پھر اپنے حریف قوی دست کے پالے پڑے
یاں اسمتھ کے پہنچتے ہی خوشی خوشی مدراس کو روانہ ہوا اور کرنیل کال
اس صلاح پر متفق ہو آپ بھی اُسکے ہمراہ مدراس جانے مین مستعد
ا، جنریل اسمتھ چونکہ جانتا تھا کہ جبتک اُسکی تمام فوج ساتھ نجائیگی ممکن
کہ اُن دونون کو حملات حیدری سے بچاکر مدراس پہنچا سکے لاچار مجبور ہو
اسباب اور غلہ ذخیرہ جو بنگلور محاصرہ کرنے کے ارادے جمع کیا تھا اسکو تے
چھوڑ اپنی سب سپاہ ہمراہ لے اُنھین لے نکلا، حیدر علی خان نے پھیر لینے
اُن قلعون کے جن کے بچانے پر انگریز متوجہ تھے رنج اُٹھانے کو مناسب نجان
ریزی افواج کا تعاقب کیا اور پہی درپہی کے حملون سے اُنھین گھبرا دیا،

عذر خواہی کر پھر آنا مرزا علی خان نواب بہادر کے خسر پورے کا
بعد اُسکے کہ بعضے بد اطوار آدمیون کے اُرغلانے سے بہت
دنون تک عاصی رہا تھا، اور پھر پیدا ہونا اسباب
فیروزی و شادمانی کا بعد تفرقے اور پریشانی کے

دنون مین کہ جنریل اسمتھ بالاپور کے محاصرہ کرنے کو آیا نواب بہادر کے
سطے خوشی کا ایک سبب یہ ہوا کہ اُسکا سالا مرزا علی خان، جسکا باغی ہونا
اب پر بڑا قلق گذرا تھا، اپنے اگلے قصور کو یاد کر، خواہ نیک ذاتی کی جہت سے
ہ اُس سبکی کے سبب جو اُسکو مادھو راو مرہٹون کے سپہ سالار اور اُس
وہ کے اور سرداروں کے پاس ہوئی نہایت شرمندہ و نادم تھا، ہمیشہ
ے موقع شایستہ کا متلاشی رہتا تھا تا پھر حضور مین نواب کے درجہ

قبولیت کا پاسے ، چونکہ اُن دنون اِدھر تو نظام علی خان نے حیدر علی خان کی رفاقت سے کنارہ کیا تھا اور اُدھر جنرل اسمتھ نے بنگلور مسخر کرنے کو لشکر کشی کی تھی اور نواب حیدر علی خان ٹیپو سلطان کو ہمراہ لے منگلور کی حفاظت کے واسطے روانہ ہوا تھا کیونکہ دوسری انگریزی فوج نے اُس پر چڑھائی کی تھی مرزا علی خان نے تامل کر کے دیکھا کہ اِسوقت مین بڑی زحمتین اُسکے بڑے بھائی کے سر پڑین ہمین تب اپنی راست کرداری اور اخلاص کے سبب ترنت فوجون کی نگاہداشت کر جلدی سے بیس ہزار جوان ساتھ لے سرا اور میسور کی راہ ہو حیدری لشکرگاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر آ پہنچا ، اور اپنے کئی سوارون سمیت اُس مقام تک جہان حیدری قراول لشکر کے باہر پاسبانی مین تھے جا کر اپنا نام بتلا میر مخدوم علی خان کو تلاش کرنے لگا کہ مجھے اُنسے کچھ کہنا ہی ، خان مذکور ایکا ایکی یہہ پیغام سنتے سے اُسکی آواز پہچان گیا اور تعجب کر کے اُسکی ملاقات کو خیمے سے باہر آیا اُسے دیکھکر پوچھنے لگا خیریت تو ہی کیا تھا جو اِدھر آپ کا آنا ہوا مرزا نے جواب دیا مین اِس نیّت سے آیا ہون کہ مقدور بھر ، اپنے قصور کا تدارک کرون اور اُس فوج سے جسکو مین نے نواب عالیجناب سے جدا کیا تھا اب ایک بڑی فوج لایا ہون ، مجھے در دولت تک پہنچا نیے تو اُس آستانۂ عالی کی خاک پر جبین اِرادت کو گھسون ، خان موصوف نے کہا پہلے تمھارے آنے کی خبر تو کرون مرزا نے منّت کی خدا کے واسطے جلد مجھے لیچلیے تب خان مذکور نے کہا اچھا میرے پیچھے پیچھے چلے آئیے ، الغرض وے دونون حیدری بارگاہ مین داخل ہوئے ، جمال حیدری دیکھتے ہی اُس رئیس زادے نے اپنا سر اُسکے پیرون پر رکھدیا ، نواب بہادر نے اُسے زمین سے اُٹھا چھاتی سے لگا بہہ فرمایا کہ ہمکو اِس روداد مین کچھ تعجب نہ تھا مگر رنج فراق ہی کا شاق تھا ، آخرش دونون لشکر ایک ہوا اور مرزا کا آنا شگون نیک ،

تبین غول بنانا حیدرعلی خان کا اپنی سپاہ کو مدراس
پر حملا کر کے وہان کے کونسلیون کو خوف و ہراس
مین ڈالنا، اور خاطرخواہ غالبانہ صلح اُن سے کرنا،

علی خان نے ویاورتک جنریل اسمتھہ کے لشکر کا پیچھا کر کے بالکل اپنی
ے کا طور بدل ڈالا، سوارون کا تین جتھا کیا، ایک کی سپہسالاری آپ لی
دو ٹکڑیون کی سرداری میر مخدوم علی خان اور مرزا علی خان کو دی، اپنے
ہ قدآور جوانون کا لیروؤن کرناٹکیون کو لیئے اور انکے بھی تین حصّے کیئے،
ن تین چالاک و چابک فوجون نے تاخت تاراج کے سبب اعدا کے تمام
ن پر ایسی زور شور کی ہلچل ڈالی کر تمام شہر کے لوگون اور مدراس کے
سلیون کے دلون مین ایک دھڑکا بیٹھ گیا، اور یہ امر ہندوستان کی
سب فرنگستانی قوم مین بڑی خوشی کا باعث ہوا کیونکہ اُن کے ساتھ
یزون نے اپنے تھوڑے ہی دنون کی کامیابی و حکمرانی مین چھیڑ* چھاڑ
وع کر دی تھی،

چھیڑ یہہ تھي که انگریزون نے پانڈیچیري کے گورنر سے اُن فرانسیس سوارون کو
حیدرعلي خان کي سرکار سے بھاگ اور اُسکے یہان کے گھوڑے بھي چرا کر اُسطرف
ئے تھے، اُن اسپون سمیت منگوا بھیجا تھا سوا اِسکے انگریز صوبۂ ترنکوبار کے عاملون
ھي تنبیه وسختي کر اُن سے اُس جاسوس کو جسے انگریزون نے اُن کے قلعه دار
ھیون کے ورغلانے کو بھیجا تھا لیا چاہتے تھے، علاوہ پالیکیٹ (قوم ڈچ کے
قلعے) کے گورنر پر بھي جبر کیا تھا تا وہ اُس فرانسیس کو جسنے اُن کے
آسرے مین پناہ لي ھی حوالے کر دین

مدراس کے کونسلیون نے بھی حیدری روتیے پر انگریزی لشکر کی تین تولیان بنائین تھین ۔ ان مین سے سپاہیون کا ایک گروہ جسکا سرغنہ کرنیل فریچمن تھا اور یہہ کرنیل قبل اِسکے کبھی حیدر علی خان کے مقابلے کو نہین بھیجا گیا تھا ۔ اُدھر روانہ کیا گیا ۔ جسوقت کرنیل مذکور اپنی چار ہزار سپاہ ہمراہ لے جن مین چھہ سو جوان فرنگستانی تھے اُس میدان کی راہ ہو جو تین طرف جنگل سے ملا ہوا ہی ۔ جاتا تھا ۔ اکبارگی کئی سوار نظر کے سامہنے ۔ اُس میدان کے کنارے دکھلائی دیئے تب لشکری عہدہ دار کرنیل سے کہنے لگے اب بہتر یہہ ہی کہ سپاہیون کو حکم دیا جاوے تاوے آپسمین پرا باندھ جنگل کی جانب دب کر چلین تاکہ حریف کے حملون سے پناہ کی جگہہ ہو ۔ اِس بات کے سننے سے کرنیل بہادر نے ہنسکر اُنھین کہا تم دیکھہ لینا کہ اِن سپاہون کو کیسا مزا چکھاتا ہون ۔ کرنیل کو تو اِدھر یہہ زعم تھا اور اُدھر ہردم سوار برھتے جاتے تھے لیکن یہان اب کسکا مقدور تھا کہ اِس مقدّمے مین کرنیل کے روبرو زیادہ بات کہے ۔ سب دم بخود ہو رہے ۔ اِتنے مین ایکا ایکی گردغبار ایک ابرسا نمودار ہوا اور تین ہزار سوار جرّار آپڑے ۔ دم بھرمین اُنکی جمعیّت توت پھوت گئی ۔ کرنیل بھاگ نکلا ۔ سوارون نے اُسکا پیچھا کیا ۔ پر وہ اپنے گھوڑے کی تیز قدمی کے سبب اُنکے ہاتھہ نپڑھا نہین تو اُسے تکرے تکرے کر ڈالتے ۔ میر مخدوم علی خان نے دار ماپوری کی خونریزی یاد کرکے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ اِن بیرحمون کو قتل کرنے مین ہرگز دریغ نکرو ۔ پچاس سے زیادہ عہدہ دار مارے اور قید پڑے ۔ کپطان رابھی جسنے وانمباڑی کا قلعہ حیدر علی خان کے حوالے کیا اور یہہ قول دیا تھا کہ برس دن تک حیدریون پر ہتھیار نہین باندھونگا باوجود اِسکے کہ ابھی زمانۂ موعود کے دن باقی تھے جو اِس لڑائی مین پکڑ آیا ۔ لیکن ماجرا یہہ تھا کہ وہ زبردستی گورنر مدراس کے حسب الحکم قلعۂ مادورا کی

نگہبانی کے واسطے کرنیل مذکور کے ساتھ چلا تھا ' آخر میر مخدوم علی خان کے کہنے سے اُسکو پھانسی دی گئی یہہ حال سنہ ۱۷۶۸ ع مین واقع ہوا '
بعد اسکے ۱۷۶۹ ع مین حیدر علی خان کرنیل عہودکا جو آٹھ ہزار سپاہی لیکر تھیاگر ھ کے نزدیک آ پہنچا تھا تعاقب کر اُسکے چنداول پر آپڑا اور ایسا تنگ و مجبور کیا کہ اُسنے جنگل مین پناہ لینا ضرور ہوا ' اور اُسوقت اُسے اِس کی بھی فکر تھی کہ قلعہ یاوا نیسور کی حفاظت کے لیئے کچھ سپاہی تعینات کرے کیونکہ اُسکا قلعدار کپطان بڑا متوالا تھا بہرصورت کرنیل مذکور نے اِس لحاظ سے کہ نواب بہادر اس قلعے کو محاصرہ نہین کرنیکا ' وہان کے سپاہیون پر اُسی نشے باز کپطان کی سرداری بحال رکھی ' لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ نواب معہ کتنے سوار و سپاھیون اور کئی ضرب توپ کے وہان آ اُترا ' تب وہ قلعدار کپطان سرشار نشے کی حالت مین اپنے گھوڑے پر چڑھ قلعے کا دروازہ کھلوا حیدری فوج کی طرف چلا اور وہان پہنچکر نواب کی ملازمت حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا ' آخرش جب وہ سرکاری ملازمون کے وسیلے حضور مین آیا تو مجرے کے بعد چاپلوسی وخوشامدکی راہ سے اِسطرح عرض کرنے لگا کہ فدوی اِس قلعے کا توُن میجر ہی اور اِس امرکےتین کہ اِس قلعے کو آپ سری کا بادشاہ اولوالعزم محاصرہ کرے اپنی حرمت و فخر کا موجب سمجھتا ہی اور بندہ تو جان و دل سے قلعے کی حفاظت و حراست کے واسطے حاضر ہی اور امیدیہہ ہی کہ آیندہ ایسی کوشش و جانفشانی کرے کہ اپنے کو تحسین و انعام کا مستحق بناوے لیکن بالفعل چونکہ قلعے مین سپاہیون کی شراب نبڑ گئی ہی اِس لیئے نواب نامدار کی فیض بخشی کے بھروسے التماس یہہ کرتا ہی کہ اگر غریب نوازی کی راہ سے خواہ بطور بخشش خواہ بطور فروخت کے یہہ اُنھین ملجاے تو وے

خوش ہو کر قرار واقعی قلعے کی نگہبانی مین مستعد رہین، نواب عالیجاہ نے اِس
واہیات تقریر سے اُسکو دیوانہ سمجھا اور یقین نہ کیا کہ وہ توّن میرہی
بہرکیف اُسنے وعدہ کیا کہ اچھّا تمھین شراب وغیرہ دی جائیگی، بعد اُسکے کئی
طرح کی نشے والی شرابین سامھنے منگا کر اُسے چکھنے کو فرمایا، وہ عاشق نشہ
بے اندیشہ نوش کرنے لگا، ایک لحظے مین ایسا بے ہوش ہوگیا کہ اور لوگ
اُسے کندھون پر اُٹھا خیمے مین پہونچنے تک لے گئے، اُسی خواب مستی کی
حالت مین واسطے پہچان نے کے شہر کے آدمیون کو بلا کر اُسے دکھلایا، جب
اُسکا نشا ٹوٹا، لوگون نے بموجب تلقین نواب کے اُسکو کہا کہ نواب فرماتا ہی چونکہ
یہہ شخص بھید پا بن کر اِس لشکر مین آیا تھا اِسے پھانسی دینا صلاح ہی، اور اگر
حقیقت مین یہہ توّن میرہی تو اپنے سپاہیون کو حیدری ملازمون پر قلعہ و شہر
چھوڑ دینے کا حکم دے، اِن دو باتون مین جسے چاہے وہ اختیار کرے یا حصار خوالے
کروا دے یا دار پر چڑھے، جب میر نے دیکھا کہ قلعہ تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی
تدبیر نہین حکم دیا کہ قلعہ تسلیم کرین، یہہ بیچارا تو کیفی ہی تھا، لیکن زور لطف تو
اِس مین ہی کہ عہدہ دار جو اُسکے حکم کے تابع تھا اُس نے بھی اُسکا
کہنا مان قلعے کا دروازہ کھول حیدری جوانون کو آنے دیا، اِدھر تو نواب بہادر
نے اِس حکمت سے وہان عمل کر لیا اور اُدھر کرنیل عود کی ناتجربہ کاری
ظاہر ہو گئی کہ ایسے شخص کو قلعدار مقرّر کیا تھا،

اُسی زمانے مین کہ نواب یہان قلعہ بلوانیسور کی تدبیر و انتظام مین مصروف
تھا وہان ٹیپو سلطان و مرزا فیض اللہ خان جو ایک بڑی فوج اور توپخانے پر
حاکم تھے، تیے دونون پھیر لینے مین اُن مکانون کے جن کی نگہبانی مین انگریز
ساعی تھے مشغول ہوے، بلکہ سب جگہین سواے ھسکوٹے کے جو بہت سپا

اور بڑا توپخانہ رکھتا تھا ' اُنکے قبضۂ تصرّف مین آچکی تھین اُسکے لینے کو نواب فطانت مآب نے دل مین یہہ ارادہ کیا کہ ماںباپ کا قول و قرار کرا اُسپر بھی قابض و دخیل ہو جائیے '

اُن دنون کہ حیدری تاخت تاراج سے گورنر اور کونسلی لوگ حیران ہو رہے تھے ' ولایت انگلستان سے ایک جہاز آپہنچا ' جس پر سطر ڈپری مدراس کا سابق کونسلی بھی آیا جو انگریزون کے نزدیک بڑا دانشمند اور صاحب فراست مشہور تھا ' ولایت والون نے اِس نیّت سے پھر اُسکو بھیجا کہ مدراس پہنچکر ریاست کا بند و بست اس سال ۱۷۷۰ کی ابتداے جنوری سے اپنے قبضے مین لاوے ' الغرض یہہ کونسلی ۱۷۶۹ کے اوائل مارچ کو مدراس مین وارد ہوا اور بادشاہ کا ایک فرمان بھی اپنے ہمراہ لایا اِس مضمون کا کہ مدراس کے گورنر اور کونسلیون کو واجب و لازم ہی کہ حیدر علی خان کے ساتھہ دوستی و آشتی کی بنا قایم کرین ' اور کسی نوع کی شرطین کیون نہون مان لین ' ایسے حکم کی وجہ یہہ تھی کہ کار فرمایان کمپنی ' کار پردازان مدراس کے خطوط سے جو سادہ دلون کی سمجھوتی اور اُمید فتح کی تسلّی آمیز اخبار پر مشتمل ' ہر بار یہان سے بھیجے جاتے سنتے سنتے ناخوش و تنگ ہو گئیے تھے ' وہان تو یہ لوگ حیدر علی خان کے جواہرات و خزینے دفینے پر دانت لگائیے ہوئے تھے کہ کب اُن کے ملنے کی خبر آے اور یہان سے اُن کے پاس اور تو کوئی چیز نہین پہنچتی تھی مگر ہنڈیان جن کے روپیے جبراً بھیجنے پڑتے تھے ' اِسلئیے اُن صاحبون نے بہتری اپنی اِسی مین دیکھی کہ نواب کے ساتھہ جسطرح ہو سکے میل کیا چاہئیے تا کمپنی بہادر کے سرمایے کے بہاو مین گھٹتی نہ آوے ' کمپنی انگریز بہادر کے عمّالون نے حیدر علی خان سے صلح کرنے کے لئیے جو اتنی تدبیرین

کین (حالانکہ یہ تدابیر و تعلیمات عمدہ اسرار ملکی سے تھین) ملاپ ہونے کے
پہلے ہی سب پر معلوم ہو گئین چنانچہ اسی کونسل نے بر سر مجلس یہ اظہار کیا
کہ حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کو معہ پیام صلح بھیجا چاہیئے، حاصل کلام وکیل
معتمد روانہ ہوا اور جب اُس نے حیدری دربار مین پہنچکے پیغام گزارش کیا تو
اُسکے جواب مین نواب بہادر نے اتنا ہی فرمایا کہ پیام سلام کی کچھ احتیاج نہین
انشاءاللہ مین تو آپ ہی مدراس کے پھاٹک تک آپہنچتا ہون، تب جو کچھ گورنر
اور اُسکے کونسل کا قول و قرار ہی وہین سن لونگا، اس جواب سے
چونکہ اُنھین یہ شبہہ گذرا کہ حیدر علی خان مدراس محاصرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی
لہذا گورنر مذکور نے مقابلے کے لئے سامان جنگ کی طیّاری کو یہ حکم دیا کہ جنرل
اسمتھ اور کرنیل عوداں دونون کی فوجین اطراف مدراس مین جاکر اُترین،
اِدھر نواب بہادر بھی (جیساکہ ہمیشہ سے اُسکے ایلغار کا طور تھا) کوچ کرتے
پہلے تو پانڈیچیری اور گوڈلور کے قریب آپہنچا، پھر یہان سے کولنتر کی نوا
مین جو مدراس سے سات فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچیری کی راہ سے واقع ہے
آکر اُترا، اور جس وقت انگریزی سپاہی سنٹ طاس کے گھا
کے چوکی پہرے کی طیّاری کر رہے تھے کہ وہ بہادر دیکھتے دیکھتے مثل آفتاب شام
نظرون سے چھپ گیا، اُسکے غائب ہونے سے لوگ دریاے حیرانی
ڈوب رہے تھے جو پھر ایکبارگی اُدھر سے کاوادیکر معہ فوج مدراس کے درواز
پر پالیکیٹ کی طرف، مانند خورشید خاور جلوہ گر ہوا، اور مدراس کے کارکنون
کہلا بھیجا کہ اب ملاپ کے باب مین تمھین جو جو شرائط درپیش کرنا ہو سو کر
صاحبان کونسل نے مسٹر ڈپری کو جو نیا گورنر مقرّر ہوا تھا اور گورنر سابق
بھائی پو شبیر کو وکیل کر نواب بہادر کے پاس بھیجا، یہ اُن دونون کے

نہایت خلق و محبّت سے پیش آیا، بعد پیام و کلام کے یہہ بات ٹھہری کہ مدراس مین جنگ و جدال واقع نہو، حیدر علی خان نے سنطاس کے پہاڑ کو اپنی چھاونی مقرّر کرنے کا وعدہ کیا، بعد اسکے اپریل مہینے کی پندرہوین کو دو عہد نامے مُہرا ور دستخط کئے گئے،

پہلا عہد نامہ جو شاہ انگلستان اور نواب معلّا القاب حیدر علی خان کے نام سے تھا اُسکا یہہ مضمون ہی کہ آیندہ بادشاہ کیوان بارگاہ انگلند اور نواب گردون جناب حیدر علی خان بہادر اور اِن دونون سلطنت کے رعایا بھی آپسمین ملے جلے رہینگے، طرفین کے قیدی چھوڑ دیئے جائینگے، اور سوداگری و بیوپار کا طور جیسا کہ لڑائی کے پہلے جاری تھا اُسیطرح دونون سرکار کی رعیّت پر جا کے درمیان بحال رہیگا،

دوسرا عہد نامہ جو نواب حیدر علی خان اور محمد علی خان کے نام پر تھا اُسکا یہہ عبارت تھی کہ محمد علی خان شتابی قلعہ اور شہر اسکوتہ حیدر علی خان کو چھوڑ دے اور یہہ قلعہ و شہر، عہد نامہ دستخط کرنے کے وقت جس حال مین ہی ویساہی وے اور توپخانہ، ہتھیار، جنگی لوازمہ جو کچھ اُس میں ہی سب کا سب حیدری ملازمون کے سپرد کردے، قلعہ دار وہان کا ایسے رستے ہو کے جسّے بہت جلد جا سکے، کرناتک کی جانب روانہ ہو جاے، اور محمد علی خان سال بسال چھہ لاکھہ روپیہ نواب بہادر کو نعلبندی دیا کرے، اور پہلے برس کا خزانہ سردست داخل کرے اور جتنے رئیس صاحب عزّت کہ سابق آرکاٹ مین سکونت رکھتے تھے اور بالفعل وے اسیر ہین اُن سبھون کی اِس طرح رہائی کی جاے کہ وے جہان چاہین رہین،

[illegible]نی بہادر نے اِن کامون کے انجام پذیر ہونے مین کوشش اور ایک جہاز پچاس

توپ والا نواب بہادر کو نذر دینے کا وعدہ کیا بدلے اُس پرانے جہاز کے جسے
کمپنی کے علاقہ دارون نے سابق مین نواب کے تصرّف سے لے لیا تھا؛ علاوہ
یہہ بھی وعدہ کیا کہ جب آپ چاہینگے ایک ہزار دو سو انگریزی سپاہی آپ کو ملینگے؛
مدراس کے صاحبان کونسل نے بھی؛ نواب بہادر کی خدمت مین بیش
قیمتی سوغاتین نذر گذرانی؛ نواب بہادر کی طرف سے اُنھین بہت سا جواہر
گران بہا و سونے چاندی کا مال و اسباب ملا؛ انگلستان وغیرہ مین اُس عہد
نامے کا اشتہار ہو گیا؛

اِس ملاپ کے موانع سے ایک کرنیل کال تھا اور یہی شخص جنگ اخیر کا باعث بھی
ہوا؛ جنریل اسمتھ جسنے پہلے نواب بہادر کے پاس پیام مصالحہ بھیجنے کے باب مین
ارباب کونسل کے نزدیک اِس طرح اپنی راے ظاہر کی تھی کہ نواب ممدوح
سے میل کرلینا ہماری قوم کی حرمت و آبرو کا وسیلہ ہوگا؛ اِن دنون وہی جنریل
اِسی صلح کے مقدّمے مین ممانعت کرتا تھا؛ اور کسی طرح راضی نا تھا بلکہ یہہ
کہتا تھا کہ اب نواب بہادر انگریزون کو کچھ ضرر پہنچاوے ممکن نہین کیونکہ مین
اُسے ہر طرح کے محاصرہ کرنے سے باز رکھ سکتا ہون اور یہہ بھی کہتا تھا کہ نواب
انگریزون کی لڑائی سے جس مین اُسے کسی نوع کا فایدہ متصوّر نہین؛ بیشک
احتراز کریگا؛ خصوصاً اِن دنون کیونکہ مرہٹون مین اور اُس مین جو صلح موقّت
مقرّر ہوئی تھی اُسکی مدّت؛ اِسی برس پوری ہو جایگی؛ پس یہہ قیاس
بعید ہی کہ وہ ہوشمند کار آگاہ اِدھر انگریزون سے بھی لڑنے کا قصد کرے او
اُدھر مرہٹون سے بھی نزاع و خرخشہ رکھے؛ علاوہ اِن دلیلون کے جنریل موصوف
یہہ بھی قول تھا کہ انگریز حیدر علی خان کے ساتھ ایسی مغلوبانہ صلح اور ویسے ہیتہ
عہد نامے پر دستخط کر کے ساری حرمت و آبرو اپنی قوم کی جنھون سے

ہندوستانیون کی کسی لڑائی مین کبھی ایسی بدنامی و ذلّت نہین اُٹھائی ہی کھووینگے ؏
اب راقم اوراق اِس جنگ و یساق کی داستان کو چہرہ آرائی کرنے اور
خط و خال دکھلانے پر ایک تصویر کے ختم کرتا ہی ؏ جو زبان حال سے ٹھیک ٹھیک
مخالف رائین اُن لوگون کی کہ اُن دنون مین مدراس کی حکومت و سرداری
کرتے تھے ؏ ظاہر کرتی ہی ؏ سو یہہ ہی کہ قلعے سنط جارج کے دروازے پر جو
بنام بادشاہی دروازہ مشہور ہی ایک ایسی تصویر لگائی گئی تھی ؏ جسّے
یہہ معلوم ہوتا تھا کہ نواب حیدر علی خان ایک شامیانے کے سایۂ مین توپونکے
ڈھیر پر بیٹھا ہی اور اُسکے سامنے سطرڈپری اور دوسرا ایلچی دونون مودّب
دو زانو بیٹھے ہین ؏ اور نواب بہادر داہنے ہاتھ سے سطرڈپری کی ناک کو
(جو ہاتھی کی سونڑ کی طرح نہایت لنبی بنائی گئی تھی) پکڑ کر مل رہا ہی اِس لیئے
تا اُسّے اشرفی و ہون نکلے ؏ اور اُس وکیل مطلق کے منہہ سے زر ریزی
ہو رہی ہی ؏ اِس تصویر کے پیچھے قلعے کا نقشا بھی کھینچا ہوا تھا اِس صورت
سے کہ اُسکے ایک برج مین گورنر اور کونسلیون کی یہہ حالت تھی کہ نواب کے
روبرو گھٹنے کے بل کھڑے ہاتھ پسار رہے ہین اور اُس مین کونسلیون کے
ہمراہ ایک بڑے کتّے کی بھی ایسی تصویر تھی کہ حیدر علی خان پر بھونک رہا ہی
اور یہہ دو حرف ج ک جسّے جان کال مراد تھا اُس کتّے کے پٹّے مین لکھا ہوا تھا ؏
اِس بڑے کتّے کے پیچھے ایک چھوٹے فرانسیسی کتّے کی شکل تھی جو کمال حرص
سے بڑے کی مقعد چاٹنے مین مشغول تھا ؏ اِس پچھلے کتّے کی مورت کا ہو بہو
ایسا رنگ روپ بنایا تھا جیسا شیو یلئیر ڈی کریسط کرنیل کال کا معتمد تھا اور
اِس تصویر سے بہت تفاوت پر انگریزی لشکرگاہ کا نقشا دکھلائی دیتا تھا ؏ جہان
جنرل اسمتھہ موافق مضمون اِس بیت فارسی کے ؏

بیت

بیا ناچہ داری ز شمشیر و جام

کہ دارم در ین ہر دو دستی تمام

ایک ہاتھ مین صلحنامہ دوسرے مین تلوار لیئے کھڑا تھا ؛
اِسطرح سے میاں ملاپ کرکے نواب حیدرعلی خان نے انگریزون کی لڑائی بھڑائی بخوبی تمام انجام کیا ؛ ہرچند تمام ہندوستان مین شہرت تھی کہ اِس جنگ کا خاتمہ اُسکے حق مین خوب نہوگا ؛ جب نواب بہادر اِس مہم سے فارغ ہو مدراس سے روانہ ہوا تو ہوسکوتہ اور بنگلور کے رستے گیا تا ہوسکوتے کا بند و بست کرے چنانچہ گورنر کے حکم موافق اُسکے قلعدار نے توپخانہ اور سب جنگی لوازمہ ملازمان حیدری کے حوالے کردیا نواب بہادر نے بعد بند و بست قلعہ و شہر کے اپنی افواج مناسب مکانون کو روانہ کیاتا وے بعد اِتنی تگ و تاز کے آرام پاکر اگلی لڑائی کے لئے جو مرھٹون کے ساتھ ہونے والی تھی سرنو آمادہ و تازہ دم رہین ؛
چونکہ مرھٹون کو یہ خیال تھا کہ ہندوستان کے اکثر صوبون کے خراج مین اُس سند کے رو سے جو اُنھین عالمگیر کی طرف سے ملی تھی شرعاً چوتھ* اُنکا حق ہے پر حیدرعلی خان بہادر اُنکے اِس دعوی کو نہین مانتا تھا مگر یہہ تھا کہ کبھی کبھی مصلحت

---

* چوتھ خراج صوبہ بنگالہ ؛ دکھن وغیرے سے لینے کی سند اورنگ زیب سے جماعۂ مرھٹہ کو ملی تھی ؛ اسی بہانے مقرری ضابطے کے خلاف زبردستی کرکے دکھن ؛ بنگالہ وغیرے کے صوبہ دارون سے اُنکے صوبون کی گنجایش کے موافق بیحساب روپے لیتے تھے ؛ مگر نواب حیدرعلی خان ہی جسکے تحت فرمان مین اکثر دکھن کے صوبے تھے ؛ اُن کے دعوے کے بالعکس عمل کرتا تھا ؛

وقت کے تقاضے سے کچھ کچھ اُنھین دینا اور کوئی صلح بھی سواے صلح موقّت کے اُنسے نکرنا، مرہٹے اُسکے ایسے سلوک کو غنیمت جانتے اور ہرگز نہین چاہتے تھے کہ ہمیشہ اُسّے چھیڑ چھاڑ کرنے کے سبب کہین ایسی مصیبت مین پڑ جائین کہ نے بس ہو کر بالکل محروم کیے جائین،

موشیر م د ل ت کی روایتین تمام ہوئی،

مراجعت کرنا حیدری افواج کا مصالحہ ہوجانے کے بعد کرناٹک کی سرحد سے واسطے دفع کرنے مرہٹے کی فوج کے جو گوپال راو ہرّا اور بابو رام پھڑنویس کی سپہسالاری مین نواب حیدر علی خان کے ملک پر چڑھ آئی تھی اور جوانمردی و چالاکی سے حیدری سپاہ کی جسکا سپہسالار فیض اللّٰہ خان تھا، اِس بلا کا مندفع ہونا،

سال ۱۷۷۱ کے اوائل مین قوم مرہٹے کی ایک فوج عظیم جس مین گوپال راو ہرّا اور بابو رام پھڑنویس سپہسالار تھے حیدری ممالک محروسہ پر چڑھ آئی اِنکے جور و ستم سے رعایا کا احوال تنگ تھا نواب بہادر نے جو اُن کے تاخت تاراج کا یہ طور دیکھا تو کرناٹک کے ارکین پاس پیہم کئی قطعے خط بموجب عہدنامے کی اُس شرط کے جو انگریزون نے کی تھی بھیجے، اور اُسکو انگریزون سے (جنھاین از بسکہ اپنے کہنے کی پاسداری منظور رہی) امید یہ تھی کہ وے ہرگز مدد دینے مین دریغ و پہلو تہی نکرینگے لیکن نواب عالی ہمّت کی جبّاری اور بہادری نے قبول

نکیا کہ کمک کی فوج کے بھروسے رہے بلکہ سرینگپتن سے ایک لشکر جرّار آزمودہٴ کارزار کو فیض اللہ خان سپہسالار کے ہمراہ غارتگران مرہٹے کے قلع قمع کے واسطے روانہ کیا، یہ جری سردار پختہ کار اپنی سپاہ اور گولندازون کی (جو فرانسیس کے قوم سے تھے) پھرتی اور تیزدستی کے بھروسے جمعیّت براعدا کی جو حد سے زیادہ تھے نہ دھڑک ٹوٹ پڑا اور اُن کی کثرت دیکھ ہرگز نہ جھجکا، اِس بہادر نے دلیرانہ یہان تک اُن پر حملے کئے کہ آخرکر مرہٹوں کی ساری جمعیّت کو پاشیدہ کر قرار واقعی شکست دی،

تاخت کرنا مرہٹون کے لشکر عظیم کا مادھوراو پیشوا کی سپہسالاری مین میسور پر اور بسبب لاحق ہونے بیماری سخت کے اُسکا پھر جانا،

اگرچہ اِس جنگ و جدل مین جو حیدری افواج اور مرہٹون مین واقع ہوئی ، حیدری فتح مندرہی اور غنیم شکست نصیب ہو کر پھر گئے، لیکن چونکہ انگریزو کی طرف سے کچھ بھی کمک باوصف اِسکے کہ نواب نے مکرّر طلب کی نہ پہنچی (اور اِس حرکت کو خود انگریز منصف مزاج بھی بیجا اور بدنما جانتے اور اِس مہم اعانت و مدد کرنے سے پہلو تہی کرنے کو، اُن کے آپس کے قول قرار پیمان شکنی پر حمل کرتے ہین) اِس شکست سے مرہٹون کی کچھ سرکشی نہ گھ بلکہ اُنکے دلون مین قدیم دشمنی کی آگ اور بھی زیادہ بھڑکی، چنانچہ آیندہ مین مرہٹون کا ایک جمّ غفیر جن پر مادھوراو پیشوا حاکم و سالار تھا، ملک میسور آپڑا، جس کے آنے سے اُس سرزمین محشر کا سا ایک ہنگامہ آشکار و پیدا فقط سرینگپتن اور دوسرے کئی محکم قلعے تو جن کی سپاہ اُنکے دفع کرنے مین م

ہوئی ' اِس روے سے محفوظ رہے تھے ' لیکن حیدری اقبال کی یاوری اور طالع
کی مدد کے سبب ایکایکی ایک ایسی صرصر نکبت اعدا کی جمعیّت پر چلی جسے
اُن کے جماؤ مین پھوٹ اور تفرقہ پڑا اُسکی شرح یہ ہی کہ مادھوراو پیشوا اُسی
تاراج و غارت کے زمانے مین ناگاہ ایک سخت بیماری مین مبتلا ہو کر پونان کو
پھر گیا ' فوج کے سرداروں نے آپسمین ایسا جھگڑا اور خرخشہ شروع کیا کہ آپ ہی
آپ اُنکا جتھا ٹوٹ گیا ' اُدھر بارش کی شدّت نے اور بھی اُنکا قافیہ تنگ
کر رکھا تھا ' ندّیان ایسی چڑھی ہوئی تھین کہ اُن مین اعدا کی کشتیون کا چلنا
دشوار تھا علاوہ اِسکے مرگی اور وباے عام بھی لشکر مین زور شور سے پھیل گئی تھی '
جب مرہٹون نے اِس آفت و بلا سے کسی طرح بچاوا ندیکھا لاچار ہو صلح کرنے
پر راضی ہوئے اِس شرط پر کہ نواب اُنھین کچھ قدرے قلیل نقد روپیہ اور
چند خطّے و پرگنے دے چنانچہ جولائی مہینے سنہ ۱۷۷۲ع مین بالکل اُنکی فوجین سرحدّ
میسور سے اپنے دار الحکومت کو پھر گئین لیکن رگھوناتھ راو جو پہلے سپہسالار کا
قایم مقام مقرّر ہوا تھا ایک سنگین فوج اُن خطّون کی پاسبانی و نگہبانی کے
واسطے جو اُنھین دیئے گئے تھے چھوڑ گیا '

بعد اِس واردات کے نواب بہادر نے جو اپنے ہم عہدون یعنے انگریزون
اور نظام علی خان کی طرف سے ویسا سلوک پیمان شکنی کا دیکھکر نہایت ناخوش
اور آزردہ ہو رہا تھا اُنسے انتقام لینے کے واسطے صلاح وقت یہ جانا کہ اپنے
قدیم خیرخواہ فرانسیسون کے ساتھ سر نو عہد و پیمان اتّحاد و دوستی کا باندھے '
جسّے انگریزون کی بد سلوکی کا بخوبی جبر نقصان کرے '

مرنو محبّت کی راہ و رسم پیدا کرنا نواب حیدر علی خان کا
اپنے هوا خواہ فرانسیسون کے ساتھ بعد اُسکے که کمک و مدد کے
مقدّمے مین انگریزون کی عہد شکنی کو با رہا اُسنے آزمایا ٭

چونکہ ہوشمند و دور اندیش قوم فرانسیس نے حیدر علی خان کی خیرخواہی و اتّفاق کو اپنے بہت سے سود و بہبود کا وسیلہ تصوّر کیا تھا ٭ جسّے حال و استقبال مین اُنکی مرادون کا بر آنا ممکن تھا ٭ نہایت خوشی سے ترنت نواب بہادر کی دعوت کو اجابت کیا ٭ اپنے عہدہ دارون کو حکم دیا کہ اُسکے ملازمین کے زمرے مین داخل ہو کر اُسکے فوج کو سپہ گری کے فن سکھلائین اور فرنگستانیون کا سا ایک بڑا توپخانہ طیّار کرین ٭ چنانچہ سپہدار اُنکے حیدری سپاہ کی تربیّت و تعلیم مین سرگرم ہوئے اور ہتھیار اور اسباب و آلات جنگ سرکار حیدری مین طیّار کرنے لگے ٭ یہان تک کہ نواب بہادر کو ایسی دست قدرت حاصل ہوئی کہ پہلے مرہٹون پر سرنو لشکرکشی کر کے اُنھین شکست دے ٭ پس پیچھے کرناٹک کی غریب رعیّتون پر اُنکے حاکم کی پیمان شکنی کے سبب تاخت و تاراج کرے ٭

قابض و متصرّف ہونا نواب حیدر علی خان کا سرزمین ترسا و
راسمی اور ریاست زمورین وغیرہ پر سرحدّ ملیبار مین ٭

سنہ ۱۷۷۳ ع مین جو سرداران نائر اور کورگ کے درمیان خانگی جھگڑا شروع ہوا بیان اُسکا یہ ہی کہ کورگ کی راج گدّی کے مقدّمے پر ٭ ایک گھرانے کے دو گروہ مین باہم ایسا خرخشہ و مناقشہ پیدا ہوا کہ وے دو فریق ہو گئے ٭ ایک فریق

دوا پانام نے فتحمند ہوکر دوسرے فریق کو (جن کی جمعیت ۂ لڑی کہلاتی تھی) ملک سے نکال دیا، اِس ملک بدر کیئے ہوئے فریق نے پناہ کے لیئے سرینگپٹن مین آکر نواب بہادر سے مدد مانگی، نواب نے یہہ بات غنیمت جان اُن طالبان اعانت کی درخواست منظور کر اُن کی مدد کے لیئے اپنی فوج کو اُدھر روانہ کیا تا کہ اُن کے دشمنون کو ملک سے نکال دین، لیکن بر خلاف اُسکی چشمداشت کے وہان سے اُسکی فوج بے نیل مرام پھر آئی، تب پھر نواب نے اُن کی کمک کو ایک بھاری فوج بھیجی، یہہ فوج قہاّر غنیم پر غالب و فیروزمند ہوئی، اور ۂ لڑی راجا گدّی پر بیٹھا، دوا پا راجا نے ہزیمت پا کو یتّیوُت مین جا پناہ لی،

اِس دستگیری و یاری کے شکرانے مین راجا ۂ لڑی نے سرزمین تُرسا اور راسمی کا باقی آدھا ملک بھی ملازمان حیدری کے حوالے کیا، جس کا دوسرا نصف سنہ ۱۷۶۱ مین پہلے ہی مل چکا تھا، اِسکے سوا اُس نے یہہ بھی شرط کی کہ سال بسال خراج بھی سرکار حیدری مین پہنچایا کریگا، اِس فتح کے بعد فوج حیدری ملیبار کے ملکون مین داخل ہوئی، اور سنہ ۱۷۷۵ ع مین بالکل ریاستین زمورین، کالیکوٹ، کویتّیوُت، کارتّیناڈ، کانینور، کی حیدری عمل دخل مین آگئین، کوچین کے راجا نے بھی بہ جبر تعابندی قبول کی،

یاد کیا چاہیئے کہ اگلی لڑائی مین سرینگپٹن سے مرہٹّون کی فوجون کے پھر جانے کی ایک وجہ یہہ تھی کہ اُس فوج کے سپہسالار مادھو راو پیشوا کو ایک سخت عارضہ لاحق ہوا، چنانچہ ۱۷۷۲ ع کے آخر مین اِس جہان سے کوچ کرگیا اور اُسکے بھائی نارائن راو کو لڑکپن ہی مین پونان کا راج پاٹ ملا، پر دوسرے ہی برس دغا بازون کے ہاتھ وہ بیچارہ بھی مارا گیا،

کہتے ہین کہ یہہ خون ناحق اُسکے چچا رگھوناتھ راو کی صلاح سے ہوا تھا، اور یہہ

وہی رگھوناتھ ہی جو بعد مرنے مادھوراو کے اُس لڑکے کی حین حیات نیابت مین پیشوائی کے اُمور کو انجام دیتا تھا، بعد اُسکے مارے جانے کے میراث کی راہ سے خود پیشوا ہوکر بالاستقلال راج پر قائم ہو گیا، اگرچہ رگھوناتھ راؤ نے پونان کے تمام علاقون اور کارخانون پر بخوبی دخل کیا اور وہان کے اکثر عملے فعلے کو بھی اپنا کرلیا تھا، ولیکن اِس جہت سے کہ عموماً خلق اللہ کا طعنہ تشنہ اُسپر تھا اور اِس شبہے سے کہ وہی اُس بیچارے کے قتل کا بانی مبانی ہوا تھا سب کے نزدیک متّہم و بدنام ہوا اِس سبب نہایت دلگیر اور برخاستہ خاطر رہتا آخرش اُسکے بداندیشون کے ایک گروہ نے جس مین نانا پھرنویس نام ایک شخص (نہایت ہی عاقل و اُسکا سرغنہ تھا) آپسمین اتّفاق کیا اور پیشوا کی مقتول کی رانی کے ساتھ جو اپنے کو حاملہ ظاہر کرتی تھی مل کر رگھوناتھ راو کی ہلاکت مین کوشش کی، قصّہ کوتاہ رگھوناتھ راو اُن کی سازش و تعدّی کے سبب مجبور و بےبس ہو کے شہر پونان سے بنبئی کے جزیرے کو بھاگ نکلا، جب پونان کی ریاست مین اسطرح کا خلل اور تہلکہ واقع ہوا نواب بہادر نے دیکھا کہ دونون گروہ اُسکے غنیم مرھٹے اور انگریز ایک دوسرے کے ساتھ خصومت وعناد مین اُلجھ رہے ہمین اور مرھٹون کے سردارون مین ایسا تفرقہ پڑا ہی کہ ہر فریق ایک دوسرے کی بیخ کنی و بربادی کی گھات مین لگ رہا ہی تب نواب نے اِس فرصت کو غنیمت جان کے یہہ قصد کیا کہ جو خطّے اور پرگنے سنہ ۱۷۷۲ ع کے عہد و پیمان کے موافق مرھٹون کو دیئے تھے، اب اُنھین پھیرلے چنانچہ نواب نے سنہ ۱۷۷۴ مین مرھٹون کی قوم کو اُن خطّون سے نکلوا دیا،

———

قبضے مین لانا نواب حیدرعلی خان کا قلعہ بلھاری اور گتّی کو اور اس سبب سے نواب حیدرآباد کی غیرت خوابیدہ کو جگانا اور اُسکا امیر ظفرالدّولہ کو بھاری لشکر ہمراہ دیکر حیدرعلی خان کے ساتھ لڑنے کو روانہ کرنا اگرچہ اس مہم مین مرہٹون کا بھی ایک بڑا فول اُسکا مدد کار رہوا لیکن حیدرعلی خان نے حکمت عملی سے اُن کے جماو کو توڑ دیا کہ اُن سے کچھ نہ بن پڑا

اسی مابین مین قلعہ بلھاری واقعہ خطّہ ادھونی کے زمیندار نے جو خراج گذار نواب بسالت جنگ کا تھا جسے اُسکے بھائی نظام علی خان صوبہ دار حیدرآباد نے ادھونی کی سرزمین جاگیر کے طور پر دی تھی سرکشی کرکے نواب حیدرعلی خان سے مدد مانگی نواب نے اِس واقعے کو حسن اتفاق اور اپنے حوزہ مملکت کی فراخی کا معقول وسیلہ جان کرنول شانور کرپہ کی طرف جو افغانون کے شہر تھے لشکر کشی کی اور بظاہر دوستداری و خیرخواہی کے لباس مین قلعہ بلھاری کا قصد کر نواب بسالت جنگ کی فوج کو جو اُسکے محاصرے مین سرگرم تھی وہان سے مار نکالا اور قلعے مین اپنا دخل کر لیا اور اُسکے زمیندار کو جسنے اُسسے مدد طلب کی تھی قید کرکے سریرنگپٹن کو بھیج دیا تب اُس مقام سے شانور کرپہ کرنول کا عازم ہوکر اِن تینون جگہون کے حاکمون سے کئی لاکھ روپیہ بطور تعلقبندی کے لئے

سنہ ۱۷۷۶ ع مین نواب بہادر جنوبی ملکون کو مسخّر کرنے کے ارادے گتّی کے رستے روانہ ہوا گتّی کی سرزمین جو از بسکہ سیر حاصل ہی سنہ ۱۷۵۸ ع مین جو تہ خراج پر مرہٹون کو اجارے مین دی گئی تھی کئی بڑے بڑے قریے اور محکم

قلعے اِس خطّے کے متعلّقات سے ہیں، چنانچہ کنجی کوٹہ گرم کندہ بینی کندہ اور گتّی بھی کہ یہی لفظ اِس سرزمین کا نام پڑ گیا اُنھیں مین داخل ہی حاکم اِس خطّے کا اُس ایّام مین قوم مرہٹے کے بڑے گھرانے سے مرارراو نام ایک شخص تھا، جو کئی مہینے تک حیدری افواج کا سامہنا کرتا رہا آخرش مقابلے کی طاقت نہ لاکر گتّی کے قلعے مین پناہ جو ہوا، وہان بھی بڑی جوانمردی سے قلعے کو بچایا کیا، پر اِس سبب سے کہ پونان والون نے ابتک بھی اُسکی کچھ مدد نہ کی تھی اور قلعے کی باولیان بھی سب کی سب سوکھ گئین تب تو بے بس ہو کر اُسنے نواب بہادر کی اطاعت مین سر تسلیم جھکایا نواب اِس امر کی کچھ رعایت نفرما اُسے اسیر کر سریرنگپٹن کو بھیج دیا، وہ وہان پہنچ کر تھوڑے ہی دن جیا نواب حیدر علی خان اُن خطّون کا بندوبست اور اپنے عمّال وہان مقرّر کر سریرنگپٹن کو پھر آیا،

جب سنہ ۱۷۷۷ ع مین سیامارا وجی میسور کا راجا لاولد موا، اور رسومات اُسکی ماتمداری کی ہو چکین تب نواب بہادر نے آٹھ یا دس لڑکون کو جن کے نسب نامون سے ٹھیک ٹھیک راجگی نسل ثابت ہوتی تھی بلوا بھیجا تا اُن مین سے کسی ایک کو راج پر قائم کرے، جب یے راج کنور بارگاہ عالی مین پہنچے تو نواب نے اُنکے شعور و عقل کے امتحان کے لیئے ہر ایک کو کچھ پھل پھلاری دلوایا اور آپ اُنکی نظرین بچا کر اِس تاک مین تھا کہ دیکھئے یے اِن پھلون کو نیکار کیا کرتے ہیں اتنے مین ایک لڑکے نے جو سب مین شایستہ اور ہونہار تھا وہ پھل لیکر اپنے باپ کو دیا، اور دوسرے آپ ہی کھانے لگے، حیدر علی خان نے اُسی پہلے کریم لڑکے کو جسنے اپنا حصّہ باپ کو دیا راج تلک کے لایق سمجھ کے گدّی نشین کیا، بعد اِس کے خود بادولت و اقبال اپنے لشکر مین جسے نئے مفتوح ملکون مین چھوڑ آیا تھا گیا،

اس دخل و تصرّف کو دیکھکر جو نواب بہادر نے نواب نظام علی خان کے بھائی کے محالات اور صوبجات پر کیا سرکار حیدرآباد کے ناظمون نے خواب غفلت سے بیدار اور مستی ناز و نعمت سے ہشیار ہوا میر ظفرالدّولہ کو جسنے حرب و ضرب کے قاعدے قانون مین بڑی ناموری پیدا کی تھی بیس ہزار سوار کی جمعیّت اور توپخانے کا سرلشکر بنا کر نواب بہادر کے مقابلے کو روانہ کیا اور پونان کے بھی امیرون نے تیس ہزار سوار اُن کی مدد کو بھیجے تا حیدر علی خان کو اس تغلّب سے باز رکھین ادھر سے تو ان دونون فوجون نے اس طرح کوچ کیا اور اُدھر نواب بہادر کو (جو ہمیشہ ایک زمانے کی اخبار کا جویان ہی رہتا تھا اور ہر ایک شہر و دیار سرکار و دربار مین اُسکے گویندے اور خفیہ نویس تعینات تھے جنکے لیئے بیش قرار درماہے مقرّر تھے اور اسی جہت سے ہر نوع کے واقعات و حالات پر پہلے ہی خبردار ہوجاتا) ان دشمنون کے بھی اس قصد کرنے کی خبر ترنت پہنچ گئی تب اُسنے خرد دوربین کی صلاح سے یہہ مناسب جانا کہ قبل آپس مین ملنے اُن دونون فوج کے اُن مین سے کسی ایک پر اپنی چابکدستی و غلبہ دکھلاے آخرش جب ظفرالدّولہ اپنا لشکر لیئے الغارون کوچ بکوچ آگے بڑھکر کنچی کوٹہ آ پہنچا اور اُس سنگستانی سرزمین مین اُسکی فوج پریشان و متفرّق ہوگئی گمان غالب تھا کہ اُسکے سپاہی سب کے سب حیدری سوارون کے ہاتھون مارے اور بری طرح سلوک کیئے جاتے اگر نواب بسالت جنگ نواب بہادر کے آنے سے جلدی خبردار ہو ظفرالدّولہ کو اس امر سے آگاہ نکر دیتا چنانچہ ظفرالدّولہ اپنا لشکر امتیاز گڑھ کے قلعے کے گرد نواح مین لے گیا اس لیئے تا اُس قلعے کی توپین اُس کی فوج کو حریف کے حملون

سے بچاے ؛ اِس عرصے مین نواب بہادر شتاب روی کرایسا اُن کے لگ بھگ آپہنچا کر کئی دن تک اُسنے شام کو اُسی مقام پر ڈیرا کیا جسے صبح کو چھوڑ کر غنیم آگے نکل گئے تھے ؛

اب ظفرالدّولہ چونکہ یونان سے اُسکو مدد آپہنچی اور اُسکی سپاہ کا جماو چالیس ہزار سوار کا ہو گیا ؛ اُس مقام سے حیدری فوج کا سامھنا کرنے چلا ؛ لیکن نواب بہادر (اِس ارادے پر کہ غنیم کی فوجون کو ایک اپنے قابو کی جگہہ مین محصور کر مصاف آرائی سے ہاتھہ اُٹھا اُن پر حملہ کرے) پہلے گتّی کی طرف گیا ؛ بعد اِسکے پنیکاندہ کا عازم ہوا ؛ اور نظام علی خان کی فوجون نے گتّی ہی مین مقام کیا ؛ اِتنے مین ظفرالدّولہ کو اُسکے جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ کئی دنون مین افواج مرھتّے کے پچاس ہزار سوار جن کا ہریرام پنڈت نام سپہسالار ہی آپ کے پاس آپہنچتے ہیں ؛ اِس خبر سے اُسے یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہو کہ مرھتّون کی فوجین اِس کام مین سبقت کر اُس مال و غنیمت سے جسکا حاصل کرنا کنچی* کوٹے کی لوٹ سے اُسنے تک رکھا تھا کامیاب ہو جائین اِس لیئے جھٹ پٹ وہان سے کوچ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ فائزالمرام ہوا اب وہ مرھتّے کے سوار آکر اُسسے ملے ؛

ظفرالدّولہ کو قبل داخل ہونے افواج مرھتّے کے اُسکے لشکر مین چیتل درگ کے راجا کا ایک خط پہنچ چکا تھا اِس مضمون کا کہ اگر نظام خانی فوج اِدھر آنے کا ارادہ کرے تو اُنھین رسد وغیرہ ضروری چیزون کی تکلیف نہوگی بلکہ اِس باب مین اِس طرف سے مدد کی جاٰئگی اور رستا بھی ایسا سیدھا دکھلا دیا جائگا

---

* کنچی کوٹے کے گرد نواح مین ہیرے کی کھانین ہین جن کے سبب سے وہ مکان نہایت زرخیز ہی

کہ جلد سرّیرنگ پٹن کے دروازے تک پہنچاوے، ظفرالدّولہ نے اِس خط کو پڑھکر
ہریرام کے حوالے کیا آخر کئی دن کی صلاح مصلحت کے بعد اُن سب کی رائین اِس
تدبیر پر قرار پائین کہ اُس راجا نے اُنھین دکھلائی تھی، وے سب تو اِسی اُدھیڑ بن
مین مشغول تھے کہ حیدر علی خان کے ہشیار و آزمودہ کار جاسوسون نے جو اُس دانشمند
کی طرف سے دشمنون کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے اُن مین پھوٹ بگاڑ ڈال دیا
یعنے بیس لاکھ روپیہ رشوت دیکر افواج مرھٹے کے سردارون مین ایسا ایک
بلوا ے عام پیدا کیا کہ اُنکے سوار اِس بات پر آ کر اڑے کہ جبتک اُنکی پچھلی تنخواہ
نملیگی ممکن نہین کہ وے سرّیرنگ پٹن کی جانب ایک قدم بھی آگے بڑھین، تب
ہریرام پنڈت نے جو اُس رشوت کے روپیون سے اپنا حصّہ لیچکا تھا اور کنچی
کوتے کی غنیمت کے مال سے جسپر اُسکا دانت تھا، بالکل بے نصیب و مایوس
ہو گیا تھا، بہانے تو ظفرالدّولہ کے روبرو اپنے سپاہیون کے روے کا حال سنایا،
بعد اُسکے یہہ معذرت درپیش کی کہ ایّام برسات کے سامھنے آپڑے ہین
جسمین کسی طرح کی لڑائی بھڑائی بھی ایسے زبردست حریف کے ساتھ
خصوص اُسی کے ملکون مین کچھ نہ بن پڑیگی، علاوہ اسکے مجھے کئی ایک ایسے ضروری
کام پونان مین درپیش ہین کہ بغیر میرے انجام ہونا اُن کا غیر ممکن ہی، چنانچہ
وہ اِس بہانے اگلے دن ظفرالدّولہ سے رخصت ہو اپنی سپاہ معیت پونان کو
روانہ ہوا بیچارا ظفرالدّولہ اِس روداد سے نہبت ناشاد و نامراد ہو کے کئی دن کنچی کوتے
مین رہا آخرش پاکتور کے رستے گلکنڈے کی طرف روانہ ہوا اور ناحق بیٹھے بیٹھاے
بارش کے موسم مین اپنی فوج کو حیران و پریشان کیا، اِسطرح سے یہ
لڑائی کے دن بدون جنگ و قتال کے بسر ہوے،

لے لینا نواب حیدر علی خان کا ملک پونان کے درو بست متعلّقات ومحالات کو جو کشتنہ ندّی کے دکھن طرف واقع ہین اور آنوگندی وغیرہ کے سرزمینون پر اُسکا دخیل ہونا ٴ

تفصیل وار لکھنا اُن فتوحات کا جو ملک پونان کے قلمرو مین نواب حیدر علی خان کو حاصل ہوئے اِطالت کلام سے خالی نہین اِسلیئے اتنا ہی بطریق اختصار یہان لکھا جاتا ہی کہ سنہ ۱۷۷۸ ع مین حیدر علی خان نے قلعہ دھاروار کے سوا ملک پونان کے علاقے کی بالکل سرکارین اور صوبجات جو کشتنہ ندّی کے جنوب واقع ہین لے لیا ٴ بلکہ اِس ندّی کے پار جا کے پرسرام بھاو کی حکومت مین شہر مرینۃ پر بھی قابض ہو گیا ٴ اور سنہ ۱۷۷۷ ع کی جنگ و حرب کے زمانے مین نواب عبد الحلیم خان پٹھان حاکم شانور کو جبراً اِسپر لایا کہ اُسکی تابعداری و باجگزاری اختیار کرے اور اُسکے فرزند سعید نواب صفدر علی خان عرف کریم شاہ کی زوجیّت مین اپنی بیتی کو بھی دے ٴ اور اِنہین دنون آنوگندی کی سرزمین کو بھی جسکے بیچ مین بیجانگر کا پرانا شہر واقع ہی پہلے اپنے عمال مین کر لیا ٴ آخرکار حال زار پر امیران ملک تلنگان کے جہان کے فرمانروا اگلے زمانے مین شاہان عالیشان کیسی شان شوکت رکھتے تھے رحم اور ترس کھا کر اُسے اُنھین حوالے کیا ٴ اور اُنکے کتنے شاہی حقوق کو بھی بدستور سابق قایم رکھا ٴ بعد اِسکے سنہ ۱۷۷۸ ع مین پھر دوسری دفعہ نواب حلیم خان حاکم کرپے کے ملک اور محال پر تاخت کی اور اُسے اُسکے لواحق سمیت اسیر کر سریرنگپٹن کو روانہ کیا ٴ اِس تسلّط و تحکّم کے سبب نواب بہادر کا تمام اُن سرحدون مین جو حیدرآبادی کرناٹک بالاگھات کے نام سے مشہور ہین بڑا اقتدار حاصل ہو گیا ٴ تحصیل

اس ملک کی ۴۷ سینتالیس لاکھ روپیہ کی ہی سنہ ۱۷۷۹ ع مین جو نواب بسالت جنگ نے انگریزون سے صوبے کنتور کے دینے اور آپ اُنکی پناہ وپشتی مین رہنے کا اقرار کیا تھا اِس حرکت سے نواب بہادر جنکے دل مین ابتک انگریزون کی طرف سے دشمنی و بغض باقی تھا نہایت ناخوش ہوا اور عین جوش و غضب کی حالت مین موضع ادھونی کو لٹوا دیا جسّے مبالغ کثیر اُسکو مل گئے بسالت جنگ جب غلبۂ حیدری کی تاب نہ لاسکا لاچار وہانسے بھاگ امتیاز گڑھ مین آکے قلعہ بند ہوا

اِس عرصے مین موشیر لالی فرنگی سپاہیون کی کئی پلٹن سمیت جنکو انگریزون نے صلاح کر بسالت جنگ کی خدمت سے معزول کروا دیا تھا حیدرعلی خان کی سرکار مین آملازم ہوا اور قوم فرانسیس کے بھی کتنے آدمی جو سنہ ۱۷۷۸ ع مین پانڈیچیری کے محاصرے کے وقت وہان سے جان بچا بھاگے تھے اُن سے آن ملے اور حیدری سپاہ کا جتھا اُن سپاہیون کے ملنے سے جنھین نواب محمد علی خان نے اپنی نوکری سے برطرف کر دیا تھا اور بھی بڑھ گیا

جوش میں آنا کینہ دیرینہ نواب حیدرعلیخان کا انگریزون کے اوپر
جنھون نے ماھی نام قلعے پر جو قلمرو مین اُسکے تھا حملہ کیا تھا اور وے
نواب بسالت جنگ کی اعانت کے لئے کڑپہ مین آئے تھے اور نواب
بہادر کا مرھٹون کے سردارون کو تحفہ تحایف اور اس مضمون کے
خطوط بھیجکر ملا لینا کہ ہم دونون اکٹھے ھوکر انگریزون کو شکست
دین اور حتی المقدور ھندوستان سے اُنکی بیخ کنی کرین

دانشمند انگریزون کو خوب معلوم ہی کہ اُسی تاریخ سے کہ سرکار کرناٹک کے
ناظمون نے حیدر علی خان کے کمک مانگنے پر سنہ ۱۷۶۹ ع کے عہد و پیمان کے
موافق فوج بھیجنے سے پہلو تہی کیا تھا اُس بہادر صاحب غیرت کو یہی منظور تھا
کہ جس طرح ہو سکے اِن سے عہد شکنی کی کسر نکالا چاہیے اور تبھی سے اِن دونون
سرکارون کے درمیان اخلاص و اتفاق کی جگہ خلاف و نفاق نے راہ پایا تھا اور جب
انگریزون نے فرانسیس کے قبضے سے پانڈیچیری کا قلعہ نکال لیا اِسکا رنج بھی اُسکو
کم نتھا علاوہ اِسکے انگریزون کی اور فتحون کی خبرین بھی اُسکے دل پر کہ اُن کی
اِن بدسلوکیون سے بھرا ہوا تھا نہایت گران گذرین پر جب انگریزون نے
فرانسیس کے ماہی نام قلعے پر جو ممالک محروسہ کے بیچون بیچ واقع تھا حملہ
کیا اور کرنیل ہرپر جرأت کر کر کڑپے مین نواب بسالت جنگ کی اعانت کو آیا
اُسنے پھر حیدری کا دریا یہان تک جوش مین آیا کہ آخر کو اُس نے یہہ تدبیر
ٹھہرائی کہ اگر ہو سکے تو سردست مرھٹون کے ساتھ اتفاق کر کے انگریزونکو
ہندوستان کی سرحد سے دفع کیا چاھیے چنانچہ یہہ مصلحت دل مین ٹھان کر اپنے
خاص ملازمون سے ایک فہمیدہ شخص نور محمد نام کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا

اِس کام کی سفارت کے لیئے تجویز کیا، چنانچہ پہلے تو اُسے ملکی اموز و مراتب کی مخفی تعلیم فرما کر تیرہ لاکھ روپیہ کا تمسّک اور پانچ لاکھ کا جواہر، اِسکے سوا کئی مکتوب بھی نانا پھڑنویس اور دوسرے سرداران پونان کے نام پر اُسکے حوالے کیا، سرنامہ اِن مکتوبون کا ایّام بوقلمون اور زمانۂ پرمکر و فسون کی بیوفائی و شکایت پر مشتمل تھا، جسکے سبب اِن دونون سرکار پونان و میسور کے درمیان سابق مین ویسا خرخشہ و عناد واقع ہوا، اور خلاصہ مضمون یہہ تھا کہ دل صداقت منزل میرا نجوشی و رضا اِس بات کا خواہان ہی کہ زرخراج دولت پونان کے اُن صوبون کا جو جنگ و حرب کے وقت، مملکت میسور مین داخل ہو گئے ہین اُس سرکار کو واصل کرے، اور چونکہ انگریزون کی قوم تمام ہندوستان پر تسلّط کا ارادہ اور طرفین سے عداوت قلبی رکھتی ہی بنابرا سکے عموماً ہندوستان کے تمام امیرون خصوصاً ہم دو رئیسون پر لازم و اہمّ ہی کہ قرار واقعی باہم متفق ہو کے اِن مشترک اعادی کو سرزمین ہند سے نکال دین اُس ایلچی کے ہمراہ مرھٹّے کے سردارون کو تحفہ دینے کے واسطے بڑے دامون کے کئی ہاتھی معہ عماری بہاے جواہرنگار اور بیش قیمتی سوغاتین بھی کردین،

الغرض وہ سفیر حضور سے رخصت ہو کے جب ملک پونان مین داخل ہوا تو اُسنے وہانکے سردارون کو اِس جہت سے کہ جنریل کارنوالس کا لشکر یہان آ پہنچا تھا نہایت بدحواس و حیران پایا، اور افواج بنبئی کے بھی حملہ کرنے سے اُن پر ایسی دہشت غالب ہو گئی تھی کہ قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کا ارادہ انگریزون کے ساتھ صلح کرنے کے لیئے زیادہ ہی بہ نسبت نواب بہادر کے مصالحہ کے، تب اُس سفیر خوش تقریر نے سرکار پونان کے سردارون کو ہدیے پہنچا کر دانشمندی و شہ... سازی کی قوّت سے بعضون کو موافق و ہواخواہ بنالیا،

اگرچہ پہلے مرہٹے کے دونون گروہ یعنے وے جو انگریزون کی طرفکشی کرتے تھے اور وے جو اُن کے بد اندیش تھے، قوت و اقتدار مین برابر تھے پر آخر کو سیندھیہ کی قید سے رگھوناتھ راو کے بھاگنے اور برخلاف اُس قول قرار کے جو کام (نام مقام) مین درمیان آیا تھا دوسری بار انگریزون کے نزدیک اُسکے پناہ لیجانے نے اُس فریق کے اقتدار کا پلّا بھاری کیا جو انگریزون کے بدخواہ تھے، اور اِس جہت سے نواب بہادر کے ایلچی کا مطلب نکل آیا، چنانچہ سرکار میسور و پونان کے ملاپ کا عہد و پیمان اِس طور پر کہ آیندہ طرفین سے آپس مین رعایت و مروّت کی شرطین بجالائی جائین درمیان مین آیا اور عہدنامے لکھے اور اُن پر دونون طرف کی مُہر و دستخط ہو گئی، کہتے ہین کہ اُسی ایّام مین کہ نواب بہادر نے یہہ ایلچی پونان کو روانہ کیا تھا نواب نظام علی خان کے پاس بھی جو اُن دونون انگریزون سے اِس سبب کہ اُنھو نے شمالی چار سرکارون کی بابت پیشکش بھیجنے مین تاخیر کی، علاوہ اِس کے کنتور کی سرکار بھی لے لین تھین، اور اُسکے بھائی بسالت جنگ کے خیرخواہون مین اپنے تئین داخل کیا تھا بغیر اِسکے کہ نظام علی خان کو اِسکی اطّلاع ہو، رنجیدہ و کشیدہ خاطر ہو رہا تھا، دوستی کا نامہ پیام بھیجا تھا، کیونکہ آیندہ بات سے اِس خط کتابت کا شبہہ یقین کو پہنچتا ہی کہ ہنوز سرکار پونان اور میسور کے درمیان قرار مدار ہوتے دیر نہوئی تھی کہ طرفین کی رضامندی سے یہہ بات مکرّر ثابت و ظاہر ہوئی کہ نظام علی خان بھی اِس اتّفاق و اجماع مین داخل تھا، آخرکار یہہ امر بخوبی معلوم و آشکار ہو گیا کہ اِس عہد و پیمان مین شریک ہونے اور سرزمین ہندستان سے انگریزون کی بیخ بنیاد اُکھاڑ ڈالنے مین متّفق ہونے کو نہ فقط براڑ ہی کا راجا مادھو جی بھونسلا بلایا گیا تھا، بلکہ اور سردار لوگ بھی اِس قضیئے کے شریک تھے، نواب بہادر نے دشمنون پر چڑھائی کرنے کا

جو نقشا باندھا تھا، صورت اُسکی یہہ تھی کہ جس وقت وہ آپ ملک کرناٹک پر لشکرکشی کرے، نظام علی خان کو چاہیئے کہ وہ اُتّر کے صوبون پر حملہ کرے، اور جب حیدری و نظام خانی دونون سپاہ آپسمین ملکر انگریزی لشکر کو ہزیمت دے چکین تو مدراس گھیرلینے کی فکر کرین اور افواج مرھٹہ جزیرۂ بنبئی کے تاخت تاراج کو روانہ ہو، برار کا راجا لشکر جرّار لیکر بنگالے پر چڑھ دوڑے، نواب نجف خان اور دوسرے سردارون کو حدود دہلی کے مناسب ہی کہ گنگا پار ہو کے صوبۂ اودھ کو عمل دخل کرلین، ولیکن اگر ناظم وہان کا اس صلاح مین شریک ہو کے آپ ہی قوم انگریز کو اپنی سرحد سے جس طرح ہو سکے نکال دے تو وہان کا جانا ضرور نہین، فی الواقع یہہ تدبیر تو انگریزون کے مستاصل کرنے کے لئے نہایت معقول تھی اگر وے اشخاص جنھون نے اِس امرمین اتّفاق کیا تھا، اپنے اپنے قول کی پاسداری کرکے قرار واقعی کوشش کرتے، تو یقین تھا کہ اُس ایّام مین انگریزون پر بڑی مشکل آپڑتی، لیکن ایسا کم اتّفاق ہوتاہی کہ جدی جدی قوم کے لوگ کسی کام مین شریک ہو کے اپنے وعدون کے پورا کرنے اور نباہنے مین سعی کرین، اب اُن خیالی اور زبانی مددگارون کا حال سنیئے کہ مادھو جی بھونسلا اور غربی ممالک ہندوستان کے کسی امیر نے اِس مہم پر ذرا بھی التفات نکیا، مرھٹے اپنے قلمرو کے (جسکے شرقی شمال اور غربی جانب پرانگریزون نے چڑھائی کی تھی) بچانے کی فکر مین لگے، نظام علی خان کا وہ سب جوش و خروش اُس لطف و لبق اور عہد وپیمان کے سبب جو گورنر بنگالے نے اُسکے ساتھہ کیا، گھٹ گیا، سنہ ۱۷۷۹ ع مین نواب محمد علی خان نے مدراس مین انگریزون کے عملے فعلے کو اُس قول قرار کی حقیقت سے جو نواب حیدر علی خان اور مرھٹون کے ساتھہ واقع ہوا اور بھی اُس اتّفاق

و میل کی کیفیت سے کہ اِن دو سرکار دن اور نظام علی خان کے درمیان برخلاف قوم انگریز کے ظہور مین آیا خبردار کردیا'

اب چند سطرین انگریزون اور مرہٹون کے درمیان عداوت ہونے کی اور نواب بہادر اور مرہٹون مین برسون لڑنے کے بعد اُن کے مصالحہ کرنے کی بابت مین بطور اختصار لکھی جاتی هین اور واسطے ربط سررشتہ سخن کے مرہٹون کے ترقّی کرنے کا حال بیان کیا جاتا هی'

مرهٹّون کی ریاست عالمگیر کے وقت سے شروع ہوئی اِس صورت سے کہ جون اُنہون نے سلطنت دہلی کے کمال کو زوال آچکا تھا اور عالمگیر جو شرع مین بڑا هی متعصّب اور نہایت بیدرد و سفّاک تھا ہند کے سارے رئیس عموماً اور قوم ہنود کے راجے خصوصاً' اُس کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہو رہے تھے' اور تمام دکھن مین جہان ہر خطّے اور صوبے مین ہر ایک حاکم برای خود مستقل ہو گیا تھا' طریقہ ملوک الطوایف کا پیدا ہو گیا' اور یہ حکّام کبھی تو آپس مین ملے جلے رہتے اور کبھی ایک دوسرے کے مخالف ہو جاتے' اُنھین دنون قضا کار پہلے تو مرهٹّون مین سے سیوا نام ایک شخص طالب ننگ و نام نے خروج کیا اور کچھ سوار اکٹھا کر فی الجملہ جمعیّت بہم پہنچا کتنے دنون تو اِدھر اُدھر لوٹ پاٹ مچاتا رہا' نہ ان بجائے خود حاکم وقت بن شہر ستارہ کو اپنا دارالحکومت بنایا' خیر سیوا کے دن جب پورے ہوئے' تو سنبھا اُسکا بیٹا اپنے باپ کی جگہہ مسند پر بیٹھا' اور عالمگیر سے لڑنے کو مستعد ہو آخر مارا پڑا' نسب ساہو اُسکا خلف کہ سلیم و حلیم

تھا قایم مقام باپ کے تخت نشین ہوا اس نے لڑنے بھڑنے سے احتراز کر
آٹھ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ اہالی ملک سے چنکر اُنکو اپنے راج کے انتظام کے لیئے
مدار المہام بنایا؛ بعد مرنے اِس کے جبکہ اُسکا کوئی فرزند صلبی نتھا؛ رام نراین
نامے ایک شخص کو اُسکے خویشون مین سے گدّی ملی؛ چونکہ یہہ آپ تو عقل
و دانائی سے محض معرّا تھا لہذا اُس نے ملکی بند و بست کا بالکل اختیار اُنہین آٹھ
ہشیار کارون کو دیا؛ جن مین سے بالاجی نامے ایک کوکنی برہمن نے جو دانشمندی
و ہوشیاری مین یگانہ تھا؛ آخرکار یہہ مرتبہ و اقتدار پیدا کیا کر راجا رام نراین کو قدر و
منزلت کے ساتھ مقام ستارے میں قایم کر پونان مین اپنی حکمرانی کا ٹھاٹ
پھیلانا نا پردھان پیشوا پنڈت کے لقب سے شہرت پائی ہرچند وہ آپ ہی
جزوی و کلّی امورات ملکی مین باستقلال اختیار رکھتا تھا تو بھی راجا رام کی
باوجود اُسکی بداطواری و خامکاری کے بڑی توقیر و عزّت کرتا؛ آخرش پونان
کو اپنا دارالامارت قرار دیا؛

حاصل کلام یہہ کہ انگریزون نے پہلی لڑائی کے بعد قباحت اور برائیم اُس صلاح کی
جس پر سردار بنبئی نے راگھو کی مدد کو لشکر بھیجا اور مرھٹون کے ساتھ
جنگ و پیکار کی بناڈالی؛ خوب معلوم کرکے کرنیل آپٹن کو مصالحے کے لیئے
پونان کی طرف روانہ کیا؛ اِن دنون رام نراین کی رانی جو حمل سے تھی ایک
لڑکا جنی؛ پونان کے رئیسون نے اُس لڑکے کو اُسکے باپ کی جگہہ پیشوائی کی
گدّی پر بیٹھلایا اور اُسکے بالغ ہونے تک سکھارام اور نانا پھڑنویس کو
وزارت اور نیابت کے منصب پر مقرّر کیا؛ مگر راگھو نے جو پونان جانے کا انکار
کیا اِس سبب سے میل ملاپ کا سوال جواب طی نہ ہوا بلکہ ادھورا رہ گیا؛ اور
وہان راگھو کے خیرخواہ نت نیا فتنہ و فساد اُٹھایا کرتے تھے؛ پونان والے

سمجھتے تھے کہ یہہ سارا ہنگامہ در پردہ انگریزون کا کام ہی چنانچہ پھر کشت و خون کا گانون مشتعل ہوا، آخر کو انگریزون کے لشکر مین غلّہ اور دانہ و کاہ کی ایسی نایابی و قلّت ہوئی کہ وے سخت مجبور و مضطر ہوئے، کرنیل اگرتن بہادر انگریزون کے سر لشکر نے بیبسی کے سبب مرھٹون سے سر نو ملاپ کا قول قرار کیا جب یہہ خبر کہ کرنیل موصوف نے ناچاری و مجبوری کی جہت جماعہ مرھٹے کے ساتھہ میل کیا بنبئی کو پہنچی تو انگریزی سردار اِس مغلوبانہ میل سے ناخوش ہوئے جسّے پھر جنگ و حرب کی نوبت آئی اور جنریل گودرد جو مرھٹون کی لڑائی پر تعینات ہوا تھا حسن آباد سے برہان پور کو چلا کیونکہ برار کا راجا بھونسلا مرھٹون سے لڑنے کو راضی نہ ہوا، راگھو جنریل کی خبر روانگی سن کر سیندھیا کی قید سے بھاگ جنریل سے جا ملا،

از کتاب جارج نامه

مصالحہ کرنا قوم مرھٹے کا حیدر علی خان بہادر سے اور ملا لینا نظام علی خان آصفجاہ و نجف خان اور سارے ھندوستان کے امیرون کو اپنے ساتھہ انگریزون کی لڑائی پر،

نظم

بدان گاه راگھو کہ بر انگریز | بیامد بپا کرده رزم و ستیز
جہانے پراز شور و آشوب کرد | خردمند داند کہ ناخوب کرد
مرھٹہ بحیدر علی داشت جنگ | ہم آختہ تیغ الماس رنگ

دو دوستی ز دندی شده کینه ور | پی جستن ..شی بوم و بر
چو شد رزم آغاز با انگریز | بیک سو نهاده به حیدر ستیز
به بسته در جنگ با نام جوی | ز کینه سوی آشتی کرد روی
ز خود کرده خشنود بنمود یار | که باشد ورا یار در کارزار
نظام آنکه بُد بردکن باج خواه | بدو نیز بکشوده از مهر راه
بگرمی در دوستی باز کرد | ورا نیز با خویش انباز کرد
نجف خان که بُد نامدار بزرگ | بمیدان پیکار گردی سترگ
فراوان سپه داشت آراسته | همه نرّه شیران نوخاسته
جز اینان هران کس که بُد نامدار | بخود کرده دمساز و انباز و یار
همه گشته با یکدگر هم زبان | بدین رای گشتند هم داستان
که حیدر علی یک شده با نظام | کشیده به پیکار تیغ از نیام
بکرناتک و بوم سرکار نیز | که نازد بدان هردو جا انگریز
روان ساخته لشکر جنگجوی | به پیکار بدخواه بنهاده روی
بدان بوم و بر شور و شر افگنند | ز دشمن بن و بیخ را برکنند
بگجرات راند مرهته سپاه | که یابد بد اندیش آنجا نه راه
یکی مهترے از مرهته سپاه | که سودے سر جاه بر چرخ و ماه
موداجیش نام و لقب بهونسله | مقرّر چنان گشت کو با سپه
سوے بوم بنگاله گردد روان | به بسته به پیکار کردن میان
حماید مرآن مرز زیر و زبر | نخاریده یکسر ز پیکار سر
بدست آیدش هرکه از انگریز | برانگیزد از جان او رستخیز
نجف خان ز دهلی براند سپاه | سوے لکهنؤ یکسره رزم خواه

فروزندہ ران آتش کینہ تیز | بہ پرداز د آن بوم و برز انگریز
گرش آصف الدولہ یاری کند | درین کین بخود خوب کاری کند
وگرنہ نجف خان گہ کارزار | چو دشمن ز جانش بر آرد دمار
چو اینگونہ کنگاش آمد بسر | روان گشت ہر سو یکی نامور
کران تا کران جہان شد سپاہ | بدان بدکہ اختر بند نیک خواہ

آنا انگریزون کے ایلچی کا حیدر علی خان بہادر کے دربار
مین ملاپ کی اُمید پر اور بے نیل مرام اُسکا پھر جانا

اُن دنون مین مدراس کے گورنر نے اِس امر کو صلاح وقت سمجھا کہ نواب حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کاردان کو روانہ کرے اِس امید پر کہ وہ وہان جا کر کسی طرح پھر ملاپ کی راہ کو جو بہت دنون سے مسدود ہوگئی ہی کھولے اور اِس ضمن مین اُسکے ملک کا دستور و آئین بھی کما ینبغی دیکھے بھالے خیر جب اِس امر مین نواب بہادر کا استمزاج کیا گیا تو اُسنے بڑی مشکلون سے ایلچی کو اپنے ملک مین آنے کا اِن شرطون کے ساتھ حکم دیا کہ سریرنگپٹن سے چار میل کے فاصلے پہ اُترے اور کوئی اُسکا نوکر چاکر شہر مین نہ آوے اگر کسی چیز کی حاجت ہو تو حیدری سوارون کی معرفت جو اِسی واسطے متعیّن ہوئے ہین شہر سے منگوا لے آخر کو نواب نے اُس سفیر کو بعد بہت انتظار کے اپنے حضور مین بلایا اور سب اُسکا پیام کلام سن کر یہہ جواب دیا کہ ابتدا مین مین نے یہہ گمان کیا تھا کہ قوم انگریز بہ نسبت اور قوم کے صدق و وفا کی صفت سے موصوف ہین لیکن اِن دنون امتحان و آزمایش سے ایسا معلوم ہوا کہ اُن پہ

اِن دو جوہر کا ذرا عکس بھی نہین پڑا' چنانچہ سنہ ۱۷۶۹ع کی شرط و قول پر جب افواج
مرہٹے کے مارہٹانے کو اپنے تم لوگون سے مدد مانگی' تم نے اِس مین ڈھیل کی اور معاذیر
سست و نامقبول کرتے کرتے یہانتک امروز فردا کیا کہ وقت ٹل گیا اور
اِس سرکار کے غنیمون کی بن آئی' اور یہہ بھی تمھاری طرف سے' خلاف
عہد و پیمان کے ظہور مین آیا کہ تمھاری فوجون نے ہمارے قلمرو کا قصد کیا اور قلعہ
ماہی لے لیا' ابتک بھی تمھاری جانب کے عہدہ دار وہان حکومت کر رہے ہین'
اِس سبب سے ہمین اب تم لوگون کے قول فعل پر کچھ اعتماد باقی نرہا' قطع نظر
اِس کے ہم کو ایسے سردار کی دوستی و اتّفاق سے کیا فائدہ ہوگا جو بذات خود
مستقل اور اپنے کام کا مختار و حاکم نہو' اور ہر ایک مقدّمے مین ارباب شورا
ہی کی تجویز و راے کا منتظر و محتاج رہے' مثلاً اگر ہم اُسّے مدد چاہین تو وہ پہلے
تو صلاح کارون سے فتوا اور اجازت طلب کریگا' بعد اِس کے نواب محمد علی خان
کے نزدیک مدد خرچ کے باب مین التجا لائیگا' اور اِس بات مین کچھ شبہہ ہی
نہین کہ وہ اِس مادّے مین چند در چند عذر در پیش کریگا اور کیا کیا نہ تاّل متوّل
کرکے کام کو ملتوی رکھیگا جب اِسپر بھی تم اُسکے پاس الحاح وزاری کروگے تو
وہ بعضے بعضے اجناس اور کچھ جواہر نکال دیگا کہ انھین بیچکر اپنا کام نکالو' خیر جب
ہزارون بوک و مگر کے بعد' یہہ بھی ظہور مین آیا تب اللّٰہ اللّٰہ کرکے تمھارا ڈیرا ڈنڈا
شہر سے باہر نکلتا ہی' پھر کوچ کا تمھارے یہہ حال ہی کہ اگر ایک دن کوچ ہو
تو دو دن مقام ہو' اِس رنگ ڈھنگ سے جبتک تمھاری کمک ہمارے
ملک مین آتی ہی تبتک یہان غنیم لئیم پہلے ہی اپنا کام کرچکتے اور ملک کو ویران
و تباہ کر ڈالتے ہین' جب تمھارا یہہ وتیرہ ہی تو ہمارے تمھارے درمیان اتّفاق
و ملاپ کیونکر ہوگا' مین صلاح و شورا کا پابند نہین مین اپنی ہی عقل صلاحکار کے حکم

مرچلتا ہون ' اپنے عزم پر آپ حاکم ہون ' حتی الامکان ضرورت کے وقت غفلت نہین کرتا اور فرصت کو ہاتھ سے جانے نہین دیتا ' لحظے بھر مین ایک لشکر یار سا جنگ آزمودہ سوارون کا جہان درکار ہو ' بھیج سکتا ہون ' جن کا ہر روز ساتھ مین کوچ معمول ہی خدا کے فضل و کرم سے غلے اور ہر طرح کی ضروری چیزون کے ایسے انبار خانے ' ذخیرے کثرت سے بھرے بھرائے طیار رکھتا ہون کہ برسون کے خرچ اخراجات کو کفایت کرین '

بھلا ایسی دو سرکارون مین جو اس طرح متخالف اور متضاد ہین کس طرح ملاپ اور ہمداستانی صورت پکڑے ' سو اب آپ رخصت ہو جیئے اور اپنے موکل جا کہیئے کہ آیندہ نامہ پیام بھیجنا عبث بلکہ میرے درد سر کا باعث ہی حیدر علی خان اُس قاصد کے ساتھ یہی عتاب خطاب کر کینہ کشی مستعد ہوا یہانتک کہ شہر رجب کی بیسوین سنہ ۱۱۹۴ یا جولائی مہینے سال ۱۷۸۰ مین بہت سے گھاٹ پار ہو سیلاب جوشان کی طرح اکبارگی کرناتک مین جا داخل ہوا اُسکے پہنچتے ہی اُس سرحد مین ایک شور محشر ہو گیا ' اُس یورش مین جتھا اُسکے لشکر کا تیس ہزار سوار جرار اور چالیس ہزار پیادے خونخوار کا تھا ساتھ اُسکے بڑے زور شور کا ایک دھوان دھار توپخانہ بھی ہمراہ جس مین فرنگستان کے گولنداز اور مشیر لاور اور فرانسیس عہدہ دار سرغنے تھے ' اس جنگ مین قلب لشکر نواب بہادر آپ سپہسالار تھا اور میسرے کی سرلشکری ٹیپو سلطان کے حوالے تھی ' اس تاکید سے کہ وہ شمال رویہ صوبون پر چڑھ دوڑے اور میمنہ کے غول کو ' اپنے ایک مور سالار کے ہمراہ موضع مادو اور دکھن والے پرگنات پر مقرر کیا کہ ان مکانون مین لوٹ مار مچا دے ' قلعہ

کی فوجین پالام نائر نام گذارے گھاٹ کے متصل چتّور گڑھ مین جا اُتری ' چونکہ یہ قلعہ برسر کوہ واقع اور نہایت محکم واب تواریے لگاو دشوار گذار ہی ' سابق مین اِس کو نواب انور الدّین خان نے سنوح حوادث کے وقت اپنے قبائل کے لئے مسکن و ماوا مقرر کیا تھا ' اور اب یہ حصار اور اُسکے مضافات محمد علی خان کے بھائی ناصر الدّولہ عبد الوہّاب خان کے دخل مین تھے ' افواج حیدری نے پہلے اُسی پر غارت و تاراج کا ہاتھ ڈالا ' خواہ اِس خیال سے کہ اُس مین نقود و جواہر گرانبہا کا خزینہ ہی یا اُس دشمنی کے سبب جو حیدر علی خان کو محمد علی خان کے ساتھہ تھی ' یہان کا قلعدار اور اُسکے عیال اطفال سبکے سب اسیر و گرفتار اور انواع طرح سے ذلیل و خوار ہوئے ' اشیا اجناس قلعے کی لٹ گئی ' نفایس و اموال وہان کے سرینگاپٹن روانہ کئے گئے ' اِن لوٹ کی چیزون مین نہایت عمدہ کتابخانہ تھا جسکی کتابین نواب انور الدّین خان نے جمع کی تھین اور پچھلے دنون مین اُسکے جانشین نے بھی ہزار ہا جلدین اُس پر اضافہ کین ' یے کتابین اُن نسخون سمیت جو کرناٹک کے بعضے قلعون اور نواب کرپہ وغیرہ کے کتابخانے سے ہاتھہ لگے تھے بعد شہید ہونے ٹیپو سلطان کے معہ کتبخانۂ سلطانی انگریزن کے قبضے مین آئین حیدری لشکر اِس تاخت مین چتّور گڑھ اور اُسکے آس پاس کے قلعے مسخّر و مفتوح کرنے پر قانع نہو کر آگے بڑھا ' چنانچہ آگسٹ کی دسوین تاریخ اُسکے سوارون کے ایک غول نے مدراس کے قرب و جوار کے کئی دہات لوٹ مار کر شہر مین ایسا ہلّڑ اور بلوا مچادیا کہ وہان کے انگریز باشندے حصار مین پناہ جو ہوئے ' بعد اِسکے اکیسوین کو افواج حیدری نے کرناٹک کا دارالامارہ شہر آرکاٹ لوٹ لیا ' لیکن چونکہ انگریزون کی فوجین نزدیک آگئین بعضی مدراس

سے سر ہاطر منرو کی اور بعضی اثر کے صوبون سے کرنیل بیلی کی سپہسالاری مین ، اِسلیئے نواب بہادر آرکات کے محاصرے سے تو باز آیا ، پر اس امر مین کوشش کی کہ نہ دونون فوجین آپسمین ملنے پائین ،

ترجمہ بعضے مقام بارھوین باب کا رسالۂ ملیطری بیاگریفی یعنے تذکرہ بہادران انگلستان مین سے (جو سنہ ۱۸۴۱ ع مین چھاپا گیا) بیان مین حال جنریل سر ڈیوڈ بیرڈ کے جو بہت دن تک ٹیپو سلطان کی قید مین اور قلعہ سرینگپٹن کی تسخیر کے وقت تاخت کرنیوالون کا سرکردہ تھا مشتمل جنگ کوھستانی کی خصوصیات پر جو کنچی کوتے کے درمیان واقع ھوئی ، اور یہہ ایک اُن جنگون مین سے ھی ، جن مین طرفین سے ھزارون جنگجو مارے جانے کے بعد نواب حیدر علی خان فتح نصیب ھوا ،

ہندستان کی سب ریاستون مین ، اُن دنون (جب تیموریہ سلطنت کو کمال زوال آچکا) میسور والی ریاست بڑی مشہور و نامی تھی ، جس پر نواب حیدر علی خان قابض تھا ، اور اِس بہادر نے مرتبہ سپہداری سے بیاوری طالع و اقبال ، فرمانروائی و شہریاری کے درجے پر ترقی کی ، ذات عالی صفات اُسکی ، فنون سپہسالاری کے سوا ، جہانداری و ملکداری کے آداب و قانون کی بھی ایسی حاوی تھی کہ اُس ایام مین فرنگستان کے فرمانفرمایون کے درمیان بھی ایسا شخص مجموعۂ نوادر و کمالات ، عدیم المثال تھا ، چونکہ ایسا حاکم جابر و مدبر کے قرب سے انگریزون کی ریاست کو جس کی بنیاد ابھی بخوبی

قایم نہین ہوئی تھی کھٹکا اور خطرا تھا، بناچار مصلحت نیک تو یہہ تھی کہ انگریز اُسّے اتّفاق و میل رکھتے، یا ایسا قول و قرار ہی کرتے جسّے وہ اُن کی سرحدون پر ہاتھہ نہ ڈال سکتا، لیکن حیف کہ برخلاف اسکے، انھون نے نواب کی دشمنی پر کمر باندھی، چنانچہ سنہ ۱۷۶۷ ع مین انگریزون نے نواب بہادر کے ساتھہ جنگ و جدل کی بنا ڈالی مگر نواب ہی اس لڑائی مین فتحیاب و مظفّر رہا، اور مقام کرناٹک سے جہان اُسکے ناراج عام کے سبب واویلا مچاتھا، عین مدراس کے دروازے تک جاپہنچا، یہان بھی اُس نے ایسی لوٹ لاٹ مچادی کہ وہان کے حکّام ہارمان کر مغلوبانہ صلح پر راضی ہوئے چنانچہ آپسمین یہہ قول قرار ہوا کہ ضرورت کے وقت طرفین ایک دوسرے کی رعایت وحمایت سے پہلو تہی نکرین، ابھی اس عہد و شرط کو دیر نہوئی تھی کہ نواب کو مرھٹون کے ساتھہ ایک جنگ کا سامھنا ہوا، تب اُس نے چاہا کہ اپنے اُن نئے ہوا خواہ انگریزون کی دوستی کے نقد کو کسوٹی پر کسے، گورنر مدراس کو ایک نامہ لکھہ براے نام امتحاناً پیان سی انگریزی سپاہی کی اُسّے کمک چاہی، گورنر موصوف نے برخلاف راہ و رسم دوستی، بسم اللّٰہ ہی غلط کی، اور اُسکی درخواست پذیرانہ کی، خیر بعد اسکے سنہ ۱۷۷۰ ع مین بھی جب دوبارہ لٹیرے مرھٹون نے نواب کو تنگ کیا تو پھر مدراس کے کارپردازون سے مکرّراً عہد و پیمان یاد دلا کر مدد طلب کی، ابکی بار بھی اُن کی جانب سے غفلت کا وہی عالم رہا جیسا اوّل ظہور مین آیا تھا، اس عرصے مین مرھٹون کی بار بار غارت و ناراج کے باعث میسور کی ریاست مین بہت سا اختلال راہ پایا اور اُسکے اکثر خطّے اُن کے قبضے مین آگئے، تیسری بار نواب نے پھر بھی انگریزون سے استمداد مانگی، اور اس یاری و مدد سے جو فائدہ اُنھین

ہونیوالا تھا، اُسپر بھی اُن کو مطّلع کیا، اِس طرح سر کرجب ابھی اِن بے دست و پا و کم مایہ مرہٹون نے ہندستان کی بالکل شمال رویہ مستقل ریاستون مین یہہ آشوب قیامت مچا رکھا ہی خدا جانے اگر یہے لوگ قوت پائین اور کچھہ ساز و سامان اِن کے ہاتھہ چڑھہ جاے تو دکھن کے تمام ملکون مین کیا ہاتھہ پانوٗ نکالین اور کیسی ہل چل ڈالین، اِس اطّلاع و استمداد سے بھی کچھہ حاصل نہوا اور کنپنی کے کارگزار اِس تغافل مین مرتکب بڑے ننگ و عار کے ہوے، لیکن چونکہ ابھی نواب بہادر کی ترقّی کے ایّام باقی تھے اُسنے اپنی عقل صلاح کار کی چارہ سازی سے سب دشمنون کو زیر کیا، اور بغیر کسی کی اعانت و مدد کے پہلے تو سنہ ۱۷۷۲ ع مین مرہٹون کے ساتھہ بخوبی مصالحہ کرلیا، پھر اُن مرہٹون کے آپس مین خانگی قصے قضیے اور سرکار پنہئی کے کارکنون کی بدانتظامی کے باعث نواب نے ایسی دست قدرت حاصل کی کہ جو جو محالات اُس کے قبضے سے نکل گئے تھے اُنھین پھرا لیا اور ساتھہ ہی اِس کے اپنے ملک کی وسعت و فسحت کو بھی خوب ہی پھیلایا،

نواب بہادر نے جب اپنی ضرورت کے وقت فرقے انگریز کو آزمایا اور اُن سے بارہا عہد شکنیان دیکھین تب آیندہ اُس کے دل سے اُن کے قول فعل کا اعتبار جاتا رہا، اُنھین دنون مین فرانسیس نواب سے آن ملے اور ہر طرح کے جنگی آلات و سامان سے اُسکی مدد و خدمت کی اور اِس امید پر کہ کسی نوع سے کرناٹک کا ملک اُن کے ہاتھہ آجاے نواب کے ساتھہ اتّفاق و میل رکھنے کو مناسب جانا، چنانچہ اُن کے کارآزمودہ عہدہ دار لوگ خیرخواہون کے طور پر نواب بہادر کی ملازمت مین حاضر رہکر اُس کے

سپاہیون کو فرنگستانی جنگ وپیکار کے قواعد سکھلانے مین بدل متوجہ ہوئے
چونکہ انگریزون کی بدسلوکیون سے نواب کا دل بھر ہی رہا تھا اور اِس
امر مین حق بجانب اُسکے تھا ' اب اُس نے دشمن سے کینہ کشی مین
اپنے کو خوب توانا پایا ' اور اُن دنون سرکار کمپنی کے ناظمون کا حال یہہ
تھا کہ یہ لوگ آپ تو اُسکی اعانت و مدد سے تجاہل کرتے ہی تھے اور
راجاؤن نوابون سے بھی ایسا سلوک کرتے تھے کہ نواب کے ساتھ اِن صاحب
ثروتون کا ملجانا اُنھین کی شکست کا باعث تھا نواب بہادر نے اِس فرصت کو غنیمت
جان مرھٹون اور نظام علی خان کو خفیہ ملاکر یہہ تدبیر ٹھہرائی کہ باہم متفق ہو کے
انگریزون کو ہندستان سے نکالا چاہیئے ' اِدھر تو سب بند و بست اِس منصوبے
کا ٹھیک ہو چکا تھا اور اُدھر کمپنی کے کارکن ہنوز بے پروا غفلت کی نیند مین پڑے
سوتے تھے ' یہان تک کہ بیسوین جولائی سنہ ۱۷۸۰ ع مین نواب بہادر نے بڑے
زور و شور کے ساتھ فوج دریا موج سمیت سرزمین کرناٹک مین پہنچکر اُسے
لوٹ لیا ' اِس تاخت مین حیدری فوج اسّی ہزار جوان سے بھی زیادہ تھی '
اِس لشکر کی ہیبت اِس راہ سے اور بھی بڑھ گئی تھی کہ اُس مین موشیر لالی کی
فوج اور بہت سے فرانسیس عہدہ دار ملازم تھے ' اور فوج انگریزی جسکا
سرلشکر جنرل سر ہکٹر منبر و تھا قریب چھہ ہزار کے تھی جو مدراس کی سرحد مین
کوہستان پر مقام رکھتی تھی جس وقت تہتروان رجمنٹ جو تازہ ولایت سے
آیا تھا اُسی دن جہاز سے اُتر گورنر کے حسب الحکم لڑائی کے واسطے
انگریزی لشکر سے جاملا ' جب نواب بہادر کرناٹک کی سرحد سے آگے بڑھا
اور راہ کی تمام بستیون کو آتش زنی اور قتل عام سے جلاتا ویران کرتا ہوا
آرکاٹ کی جانب روانہ ہوا اکیسوین آگسط کو شہر کے سامھنے پہنچ خیمہ کیا '

بیت

جوانان جنگ آور و پیلتن
ہوئے سامھنے قلعے کے خیمہ زن

اُندنون وہان کرنیل بیلی شمال رویہ صوبون کے بند و بست کو ایک بڑی فوج لیئے رہتا تھا اور چونکہ وہ حیدری سپاہ جو آرکات کے محاصرہ کرنے پر تعینات تھی، درمیان اِس فوج اور انگریزون کی چھاونی کے، حائل واقع ہوئی تھی اِس لئے مدراس کے گورنر نے کرنیل بیلی کو اِس مضمون کا ایک فرمان لکھا کہ وہ جلد اپنے تئین بہادر پر انگریزی لشکر مین داخل کرے، لیکن نواب نے جالاکی کی راہ سے اُسکے لشکر جانے کے رستے کو جو ایک ہی تھا چھینک لیا، جبکہ کرنیل موصوف نے بہتیرا زور مارا پر کچھ پیش رفت نہوا، آخر پرنباکم نامے مقام مین نوبت جنگ کی پہنچی، اِس مین کرنیل بہادر نے جس کے ہمراہ سوار تو مطلق نتھے مگر پیدل سپاہی، اپنی اُسی جمعیت کے موافق صرف ایک نام کی فتح پائی، پر اِس ظفر نے اُسے کچھ فائدہ نہ بخشا بلکہ کچھ ضرر ہی پہنچایا کیونکہ ہنوز انگریزی لشکرگاہ اِس مقام سے کوسون کی راہ پر تھی اور فوج قوی نواب بہادر کی اِس رستے مین سنگ راہ، سپاہی کرنیل موصوف کے رسد بغیر بھوکھون مرنے لگے، تب اُس نے سرہکطر منرو کی خدمت مین اپنی مصیبت کی حقیقت اسطرح لکھ بھیجی کہ بسبب مضرت اور رسوائی کے جو اِس لڑائی مین ہم لوگون کے پیش آئی نہ یہان سے نکلنے کی قدرت ہی اور نہ بن قوت و خوراک ٹھہرنے کی قوت، تب تو اِس مصیبت کی چارہ گری مین اُن سبکی راے اِس پر ٹھہری کہ کرنیل بیلی کے پاس ایسی کمک بھیجی جاے جس مین اِس مخمصے سے اُس کی رہائی ہو، چنانچہ اِسی قصد پر کرنیل فلیچر،

کپطان بیرڈ اور کتنے اور سردار نامور ایک بڑی جمعیّت کے ساتھ اِس مہم پر تعینات، اور چھاونی سے نو بجے رات کے وقت روانہ ہوئے، کرنیل بیلی کی فوج مین کس درجے تکلیف و اذیّت تھی اِسی سے سمجھ لیا چاہیئے کہ کرنیل فلیچر کا ہر ایک سپاہی فقط وہی دن کی معتاد کے موافق تھوڑے سے چاول اور کئی بسکٹ اور قدرے شراب بطور رسد کے اپنے اُن دوستون کی مدد خوراک کے واسطے جو موضع پرنباکم مین تھے ہمراہ لے گیا تھا، جب نواب بہادر کو اِس کمک کی خبر پہنچی تو اُنکے آنے کی راہ روک لینے کو اپنے سوار جرّار بھیجے، لیکن کرنیل فلیچر اور کپطان بیرڈ کے دلون مین اُنکے راہ نمایون کی طرف سے ایسی بدگمانی آگئی کروے سیدھا رستا چھوڑ ایک ٹیڑھی راہ ہو اُس کالی رات مین جو گویا اُنھین کی پشتی کو آئی تھی حیدری رسالے کے دارگیر سے بچ بچاکر کرنیل بیلی کے لشکر مین آ پہنچے، لیکن نواب بلند اقبال نے کہ دشمن سوزی کے باب مین نہایت چالاک و یکتائے زمانہ تھا اتنا توقّف نہ کیا جو ایسے اکٹھی فوجین بے خطر اُسکے پنجے سے نکل جائین، چنانچہ قلب مکانون و دشوارگذار راہون پر جدھر سے انگریزی پلٹنون کو جانا تھا، توپ کے مورچے طیّار رکھنے اور اِس لیئے کہ اُن کے کوچ کرنے کا وقت اور راہ اور مراتب بخوبی معلوم کر لیا تھا، اپنے اچھّے اچھّے پیدل جوانون کی ایک بڑی جمعیّت کو غنیم کے دستون پر گھات مین لگے رہنے کا حکم دیا، بعد اِسکے خود آپ اپنی فوجون کا بڑا جتھا ہمراہ لے اُن بہادرون کے حملے کرنے کا انتظار کرنے لگا، تا بر وقت اُن کی مدد کو پہنچے، جب اِدھر کا یہہ سب انتظام و اہتمام کر چکا تب پنڈارے سوارون کا ایک بڑا غول کانجیورم کی اطراف مین نہب و تاراج کرنے کے واسطے تعینات کیا کہ قابو کا وقت دیکھکر انگریزی لشکر کو اُنکے قصد سے باز رکھین، دسوین سپطنبر کو جو

انگریزی پلٹنون کے کوچ کا دن ٹھہر چکا تھا حیدری جوانون نے (جو ترکے ہی دبے پانو چپچاپ اُس مقام پر جہان غنیم کے لئے دام بچھگئے تھے، اُن پر آپڑنے کی تاک مین جابیٹھے) دشمنون کا پہنچنا دیکھ لیا، تب ایک مورچے کے گھات والے سپاہیون نے بارہ توپین اُن پر مارین، اور ہنوز وے آگے بڑھنے نائے تھے کہ اُن کے پیچھے سے دوسرے مورچے کی توپین بھی دغنے لگین، اب اُن لوگون سے بجز اِس کے کہ آگے بڑھ جائین کچھ علاج نہ بن پڑا، لیکن اور بھی مورچے توپون کے اُن کے واسطے طیّار تھے، آدھے گھنٹے مین ستاون ضرب توپ انگریزون کے لشکر کو مار بھگانے کے واسطے آپہنچین، فجر کو سات گھنٹے کے وقت بیشمار فوج فوج سپاہی بھی ان کم بختون پر آن پڑے یہانتک کہ نوبت پہنچی کہ طرفین کے جوان آپس مین ایک دوسرے کے سامھنے ہو گئے کپطان بیرڈ اور کران ڈیلی جوانون نے اُس مہم مین بڑی بڑی جوانمردیان اور بہادریان کین آخر حلقے مین پچیس ہزار سوار اور بیس پلٹن کے (علاوہ حیدری ملازم فرنگی سپاہیون اور بڑے توپخانے کے جو ایک نیر کے فاصلے پر سے سر ہوتا تھا) جنھون نے چارون طرف سے نقطے کی طرح انگریزون کو گھیر لیا تھا، ایسی ثابت قدمی و استقلال سے حریف کے مقابلے مین اڑے کھڑے ہوے ہر ایک جانب سے نوبت بنوبت اُن کے وارون کو ٹال رہے تھے کہ حیدری لشکر کے فرانسیس وغیرہ انگریزی دلاورون کا ایسا جگرا دیکھ سب کے سب دنگ ہو گئے، انگریزون کی فوج مین صرف دس میدانی توپ تھی لیکن وے ایسی پھرتی اور صفائی سے اُنھین چھوڑتے تھے جسّے حریف کے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا تھا، صبح سے نو بجے تک کشت و خون واقع ہونے کے بعد انگریزون کی

نصرت و فتح کا آفتاب طلوع و گرم ہونے لگا، اور چیدہ چیدہ حیدری رسالے کے سوار حملے پر حملے کرتمام ترشکست نصیب ہوئے، میسرہ اور عمدہ حیدری فوجین کشش و کوشش کرتے کرتے خستہ اور ماندی ہو گئین قریب تھا کہ گھونگھٹ کھا جائین، حیدری توپخانے کے فرانسیس منصبدار بھی اُسکی اہتمام سے ہاتھ کھینچ چکے تھے، اِس عرصے مین ایک ایسا اتّفاقی حادثہ نازل ہوا جسے کھیت کا اور ہی رنگ ہو گیا،

تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ اتّفاق سے (جو نواب بہادر کے حق مین مفید اور انگریزون کی نسبت مضر پڑا) اُنکی باروت و گولے کی بھری لدی پیٹیان آگ لگ کے بالکل جل گئین، یہ مصیبت جان سوز اُس گولے سے پیش آئی جو حیدری گلنداز نے مارا تھا، اِس واقعے مین بہت سے سپاہی باروت کی طرح جل بل سوخت ہو گئے، اور جو کہ جلنے سے زندہ بچ رہے وے عجیب رنج و بلا میں مبتلا ہوے کہ بالکل جنگی اسباب ولوازمہ ضائع و نقصان ہو جانے کے سبب مردون سے بھی زیادہ مردے بنے، ٹیپوسلطان ایسی فرصت کو غنیمت جان اپنے پدر جلیل القدر کی بلا اجازت سوار ان خونخوار کی جمعیّت ہمراہ لے برق کی طرح انگریزون کی فوج پر جا گرا، ساتھ ہی اسکے فرانسیسی لشکر کے لوگ بھی کمک کو آ پہنچے،

بیت

سپاہ گران لیکے سب ہمرکاب   کمک کو وے ٹیپو کے پہنچے شتاب

حیدری بہادرون نے ایسی رستمانہ کوششین کین کہ انگریزی سپاہیون کے خون سے ندّی نالے بہا دیئے،

آخر انگریزی عہدہ دارون نے، کچھ فرنگستانی اور آوارہ سپاہیون کو جمع کر عین

ایسے وقت مین کہ حریف کے توپخانے سے گولے چل رہے تھے پناہ کے لیئے
ایک اونچے ٹیلے پر اُن کے پرے کھڑے کیئے، لیکن گولا بارود کہان،

نظم

جہان جو نے لشکر جو دیکھا کھڑا — تو آسامنے اُسکے باندھا پرا
لگی لڑنے پھر دونون جانبکی فوج — لگا مارنے خون ہر طرف موج
چلاتا تھا سلطان جدھر تیغ کین — لہو سے بھرے تھا اُدھر کی زمین

منصبدار تو اپنی اپنی تلوارین اور سپاہی سنگینین لے لے لڑتے تھے اور داد دلیری
کی دیتے تھے چونکہ حیدری فوجین کثرت سے تھین اور پے در پے اُنپر گرتی تھین
انگریز بیچارے لاچار و بیبس ہوکر اکثر کشتہ و خستہ اور بعضے گرفتہ و بستہ ہوئے
اور سیکڑون گھوڑون کے سمون اور ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے،
انگریزون کے مقتولون کا عدد ساڑھے چار ہزار سے بھی زیادہ تھا، جس مین
ہندستانی سپاہی چار ہزار تھے اور فرنگستانی قریب چھہ سو کے، کرنیل فلیچر
کشتون کی لاشون کے درمیان ملا، کرنیل بیلی اور کپطان بیرڈ چار چار زخم کاری
کھاکے دو سو فرنگستانی سمیت اسیر ہوے جب اِنھین حضور مین دست
بستہ لیگئے تو نواب اپنی فیروزمندی کے دماغ مین حقارت کی نظر سے اِن کی
طرف دیکھکر فتح کے سرشار نشے مین ملا لا کرنے لگا، اُس وقت کرنیل بیلی نے
جواب دیا کہ نواب صاحب ٹیپو سلطان اِس لڑائی کے حال سے بخوبی مطلع ہی،
اور اُسنے بچشم خود دیکھا کہ اِس فتح کا باعث بلاے ناگہانی تھی جسنے ہمین
تباہ کیا، کچھ آپ کی فوجون سے ہم نے شکست نہین کھائی، اِس سخن تلخ
کے سنتے سے نواب نے جھنجھلا کر حکم کیا کہ اِن سب کو قید کرو، کہتے ہین چونکہ
اِس جنگ مین شدت سے قتل و خون ہوا اور اکثر حیدری نامی دلاور بھی مارے

لئے تھے، اِس جہت سے نواب بہادر کا مزاج کچھ برہم ہو گیا تھا اور انگریزی
اسیرون کے ساتھ اِس قدر خشونت و بد مزاجی کی جو اُسکی خو تھی، کپطان
بیرد اپنی اسیری اور گرفتاری سے کہ اُس مین انواع طرح کی اذیّت و خواری
کا سامہنا تھا (جسکا ایک نمونہ یہہ ہی کہ وہ ساڑھے تین برس تک زندان تیرہ
و تاریک کے درمیان ایک ہی زنجیر مین اور قیدیون کے ساتھ پابند رہا) آخر نجات
پاکے ولایت چلا گیا تھا، وہان سے جنریلی عہدے پر بحال ہو کر پھر ہندستان مین
آیا اور جب سنہ ۱۷۹۹ع مین سرینگپٹن پر چڑھائی کے لئے ویلور کے درمیان
فوجین جمتی تھین اُس مین جا ملا، اور اُس نے بقصد یہہ چاہا کہ سپہسالاری مین
اُس جیش کے جو اس مہم کے لئے نامزد ہوئی تھی خود مقرّر کیا جاے چنانچہ اِس
مقصد پر کامیاب ہو کر اُس نے اُسی سال کے مے مہینے کی چوتھی کو
شہر کے باہر انگریزی نشان اُڑایا، اور ہنوز رات نہونے پائی تھی کہ
سرینگپٹن کا رنگ بدل گیا، حکومت وہان کی انگریزون کے قبضے مین آگئی، گردش
فلکی سے وہی شہر جو کپطان موصوف کے لئے اُس کی سیاست کے زمانے مین
دار الجحیم تھا اب کامیابی مین دار النّعیم بن گیا لیکن باوصف اِس خوشی
و فیروزی کے جو اُسکو حریف کے مغلوب ہونے سے حاصل ہوی، ذرا بھی
انتقام و کینہ کشی کا خیال جو ایسے واقعہ کو لازم ہی اُسکے جوانمرد دل مین نگذرا،

از کتاب جارج نامه تصنیف ملا فیروز

روانا هونا کرنیل بیلی کا جنریل سر هکطر منرو کی یاری وکمک کے لئے اور ٹیپو سلطان کے هاتھ اس کا گرفتار هو جانا

مثنوی

ز ماه نهم روز نه رفته بود | به بیلی زمانه برآشفته بود

شده اخترش کند بر آسمان | به شوریده و تند گشته جهان

خود و لشکر از شهر پیرم بکام | سوی منرّو تیز برداشت گام

فزون پنج صد بود بر پنج هزار | ز هند و یورپ مردم کارزار

چو بسپرده ره چار یک از گروه | ز حیدر رسیدند لختی گروه

میان دو بدخواه پرخاش خاست | ز تیر دو رویه فشافاش خاست

باندک ده و گیر حیدر سپاه | زبون گشته در دشت آوردگاه

نیفشرده پی پاشنه کرده تیز | بپیچیده از کین لگام گریز

روان گشت بیلی از ان جایگاه | یکی درّهٔ تنگش آمد براه

زگیتی نهان گشت زرّین چراغ | سراسر جهان گشت چون پرّ زاغ

دران درّه بیلی بیامد فرود | که تن را از آرام بدهد درود

ناگاه از دشمن کینه خواه | به پیکار آمد دگر ره سپاه

دران درّهٔ تنگ آشوب خاست | چو تندر خروشیدن توپ خاست

زمانی به بیلی بباریده تیر | چو باران که از ابر آید بزیر

فراوان رها کرده توپ و تفنگ ‌ ‌ کشیدند از جنگ و پیکار چنگ

از آن پیش کاید برون آفتاب ‌ ‌ بگیرد جهان گونهٔ زرّ ناب

روان گشت بیلی از آنجایگاه ‌ ‌ بریده از آن درّه یکمیل راه

بناگاه تیپو بدانجا رسید ‌ ‌ سر آتش جنگ بالا کشید

ستیزه به پیوست از دو گروه ‌ ‌ چو انگریز بد در میان دو کوه

بگاه گذر راه بر و تنگ بود ‌ ‌ نه میدان آویزش و جنگ بود

نیارست آراست آوردگاه ‌ ‌ نه صف می توانست بستن سپاه

نه دست چپ هیچ پیدا از راست ‌ ‌ ندانست کس قلب و ساقه کجاست

ز بارو بنه کس نه آگاه بود ‌ ‌ گشاده نه بر مرد کین راه بود

در آن راه دشوار و تاریک و تنگ ‌ ‌ نه بر رسم پیکار و آئین جنگ

توانست کوشش نمودن سپاه ‌ ‌ گسسته رده رفت بایست راه

به بیچارگی جنگ بایست کرد ‌ ‌ بر انگیخت ناچار گرد نبرد

ز تیپو نپرداخته بیلی هنوز ‌ ‌ یکی گرد برخاست شد تیره روز

ز حیدر بیامد سپاهی دگر ‌ ‌ بیکدست تیغ و بدیگر سپر

به تیپو شده یار در کارزار ‌ ‌ ز سمّ ستوران زمین شد نزار

بشد آتش کین و پیکار تیز ‌ ‌ دل توپ اخروختهٔ انگریز

سوی دشمنان گوله انداخت چند ‌ ‌ شدش کار واژون ز بخت نژند

که صندوق باروت او برفروخت ‌ ‌ ز بایسته سامان فراوان بسوخت

بسی چیز شایسته اندر نبرد ‌ ‌ که شاید به مردان گه دار و برد

نگه کرد و دانست تیپو ز دور ‌ ‌ کز آتش به بدخواه افتاده شور

خمیده شد اندر استی پشت او ‌ ‌ ز سامان بود باد در مشت او

برانگیخت از جایگاه او سوار — بکف خنجر و تیغ زهرآبدار
فراوان ز دشمن بکشت و بخست — بسی تن بیفگند بر خاک پست
برید و درید و شکست و ببست — یلان را سر و سینه و پا و دست
چو بیلی چنان دید برگاشت روی — ز انگریز بد انچه همراه اوی
بجا مانده بود اندران کارزار — اگر تندرست است وگر زخمدار
گرفت و تلی دید بالا بلند — بدانجا روان شد ز بیم گزند
نه در تن توان و نه در روی رنگ — تهی دستش از آنچه باید بجنگ
سپه خسته و کوفته از نبرد — بران پشته شد هر ز تیمار و درد
نه سرب و نه باروت توپ و تفنگ — پس پشت او دشمن تیز چنگ
دمادم همی حمله می برد سخت — بران بینوا لشکری گشته بخت
بهر حمله مردان خاک فرنگ — زده دشمنان را بمشت و بسنگ
نموده ز نزدیکا خویش دور — چه تاب آورد زور با بخت شور
چو شد سیزده حمله زینگونه رد — فزون بود دشمن ز دام و ز دد
سواران آسوده از کارزار — ز لشکر برون تاخته بیشمار
چو کوهی که گردد روانه بجنگ — باهن نهان تیغ و ژوبین بچنگ
سر نیزه افراشته باسمان — چو ارغنده شیر و پلنگ دمان
بنزدیک آن خوارمایه سپاه — رسیده چو دیوان واژونه راه
فراوان به شمشیر و باران تیر — بکشتند و افتاد بیلی اسیر
شش و سی ز نامآوران سپاه — تبه گشته افتاد بر خاک راه
همان نیز پنجاه از مهتران — پر از زخم بسته به بند گران
فرومایه لشکر بران تلّ خاک — ازان هر که وارسته بد از هلاک

بیفتاد بر دست دشمن به بند   گر از تیغ بد خستہ گر با گزند
یکی تن نگشتہ رہا از سپاہ   کسی خستہ کس بستہ کس شد تباہ
چنین است پایان رزم و نبرد   سری زیر تاج و سری زیر گرد

نواب جمجاہ حیدر علی خان اِس لڑائی کے فتح ہونے اور اپنے فرزند ارجمند سلطان کی ویسی رستمی و بہادری اور تہوّر و دلاوری کے (جو اِس لشکر کشی اور سر لشکری مین بوجہ احسن اُسسے ظاہر ہوئی) دیکھنے سے کمال نازان اور شادان ہوا ؛

اُسے اسقدر شادمانی ہوئی   کہ پھر تازہ اُسکی جوانی ہوئی

اور جب نواب کے سپاہ کی کوفتگی و ماندگی اِس جنگ و پیکار سے جس مین اُسکے بہت سے دلاوران نامور اور ناموران دلاور کھیت آئے تھے رفع ہوئی ؛ آرکاٹ محاصرہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا ؛ کیونکہ اُسے اِس قلعے کو لینے کی بڑی خواہش تھی ؛ اِس لئے کہ یہان بہت سے ذخیرے اور انبار خانون کے گنج تھے ؛ اور خاص کر اِس سبب سے کہ یہ شہر اُس صوبے کا دارالملک اور وہان کے نواب کا پایۂ تخت تھا ؛ (اگرچہ اندنون اِس صوبے کا ناظم مدراس مین آیا تھا) نواب بہادر یہہ سوچا کہ اگر اِس مین عمل دخل ہو گیا تو صوبے کا صوبہ میرے تحت حکومت مین آیا اور اُسکے کل زمیندار بھی رایت حیدری کے سایۂ حمایت مین آجائینگے ؛ اُس ایّام مین یہان کی قلعداری کی سربراہکاری راجابیربر کی اہتمام مین تھی جو ایک مرد بہادر تھا ؛ لیکن جنگ کے قاعدون سے کم ماہر ہرچند اِس قلعے مین دو ہزار فرنگستان کے اور سات ہزار نواب محمد علی خان کے سپاہی رہتے تھے ؛ لیکن اُن مین سے کسی کا ایسا پتّا تھا کہ ویسی حرب پیکار کی مشتاق و پختہ کار سپاہ کے سامھنے جن کا حیدر نامدار سا سپہسالار ہو

مقابلہ کرسکے ' کیونکہ قلعہ کشائی کے مقدمے مین نواب بہادر کی طرف سے ایسی چوکسی و چابکی عمل مین آتی تھی جسکے تاثیر و آثار کو دیکھہ لوگ یہہ قیاس کرتے کہ کارفرما اُسکا کوئی بڑا ہی دانشمند و مدبر ہی جو گُندازی قلعہ گیری اور جنگ و جدال کے ہرایک آلات وغیرہ کے استعمال سے کمال درجے خبردار ہی ' الغرض وہ بہادر تاخت و دوڑ کے زمانے مین تو بہت ہی بیباک و سرگرم و حملون کے وقت نہیت چوکس اور چالاک رہتا ' تو پخانہ اُسکا بڑی طیاری کا ' جسمین ساز و سامان کی بہتایت ' کارکن اُسکے کاردانی مین ہوشیار نہایت ' چنانچہ انگریزون کے عہدہ دار اُن مورچون پر اِنکی چابک دستیان اور پھرتیان جن کے سبب انگریزون کی توپین پٹ پڑین اُن کے جنگی آلات بکار آمد نہوئے ' دیکھہ دیکھہ گھبرا گئے '

اکطوبر مہینے کے آخری مین حیدری بہادرون نے ہلا کرکے قلعہ لے لیا اور نومبر کی تیسری کو غنیم نے اپنے حریف غالب پر شہر چھوڑ دیا ' نواب بہادر وہان کے قلعہ دار راجابیربر کے ساتھہ بہ اکرام و نوازش پیش آیا ' انگریز لوگ اور نواب محمد علی خان کے لواحق جو ۹۲ کاٹ مین باقی رہگئے تھے ' بعضے تو زندان مین اور کتنے سرینگپٹن کو بھیجے گئے ' اور شہر کی رعیت و خوش باشون کے حال پر ' نواب رحیم دل شرط رعایت و مروت کی بجالایا ' اِس فتح و نصرت کے بعد جلدی سے سرینگپٹن یونان حیدرآباد کی طرف فتحنامے روانے ہوگئے اور سرکار آرکاٹ کے باجگذار زمینداروں کے نام تہدید کے فرمان جاری ہوئے ' تاوے اپنے اپنے لشکر کی افواج موجود کو بروقت آمادہ و طیار رکھین اور سپاہ نصرت پناہ کے لیئے رسد اور دانہ و کاہ بھی روانہ کرین ' واسے برجان اگر کوئی انگریزون کی اعانت کریگا تو اپنے کیئے کا

خمیازہ اُٹھائیگا، سوا ران غارتگر جابجا تعینات ہو گئے کہ اطراف و جوانب سے گائے بھینس بھیڑ بکری پکڑ لائین، دہات اور کھیتون کو آگ لگا جلا دین، تالابون جھیلون کو بے آب و خشک کر ڈالین یا اُن کا پانی بگاڑ دین، اِندارے کوئے لاشون سے پاٹ دین، اُن دنون نواب بہادر کا قول یہہ تھا کہ مین ساکنان کرناٹک کے حق مین غضب آلہی کا آلہ ہون، بہرکیف جو جو اُسکی شمشیر برّان سے بچے، وے قید ہو ہو میسور پہنچے، ہزارہا ہندو بچے متقید باسلام ہو حیدری سپاہ کے زمرے مین داخل کیئے گئے، اور انگریزی اسیرون پر بتاکید یہہ حکم صادر ہوا کہ اِن نومسلمون کو حرب و ضرب کے قواعد سکھلائین، الغرض لڑکون کو توختنہ کر مسلمان سپاہیون مین داخل کیا اور لڑکیان کتنی نوجوان سپاہیون کے ساتھ عقد کی گئین اور کتنی امیر زادون کی کنیزی مین دی گئین،

نواب بہادر آرکاٹ لے لینے کے بعد ویلور واندیواش بر میکا ئیل چنگلپٹ کے محاصرہ کرنے کو متوجہ ہوا، لیکن چونکہ اِن دنون مین جنرل سر ئیری کوٹ بنگالے سے معہ خزانہ وافر و افواج جدید اور رسد بیشمار وغیرہ کے آ پہنچا تھا اور سنہ ۱۷۸۱ جنوری کی سترہوین مدراس سے کوچ کر کے واندیواش کی طرف کمک کے لیئے روانہ ہوا، نواب بہادر جنرل موصوف کے آنے کی خبر سنتے ہی اُن حصارون کے محاصرے سے دست بردار ہوا اپنا لشکر ہمراہ لے دور تر جارہا، چند ماہ بخیریت امن و امان سے گذرے کہ کچھ جنگ جدال درمیان مین نہ آئی اِس عرصے مین یہہ خبر وحشت اثر نواب کے گوش گزار ہوئی کہ جنرل سر اڈوارڈ ہیوس نے کالیکٹ اور منگلور پر تاخت کیا اور حیدری جہازی آلات و اسباب جو منگلور مین تھا سب کا سب تباہ و خراب کر ڈالا،

جون مہینے مین نواب نے شمالی صوبون کی جانب کوچ کیا اِس خیال سے کہ
جنرل سر ٹیبری کو طب بہہ حال سن کر اطراف مدراس سے ہٹ جاے تو
ٹیپو سلطان کو ویلور محصور کرنے یا ترچناپلی کے قلعے کی یورش پر ماموُر کرے
لیکن جب اِس پر بھی انگریزون کی فوجون نے نواب کا تعاقب نچھوڑا تب
اُس نے ایسا سمجھکر کہ اِس ڈھپ کا معاملہ خواہی نخواہی طول ہوگا لہذا متفق
بھیڑ کی لڑائی اور جنگ سلطانی کی طیّاری کی ' اُس وقت نواب بہادر کے
لشکر مین دم نقد چالیس ہزار سوار خونخوار اور ایک پلٹن ولایتی فرانسیسونکی
گیارہ ہندوستانی سپاہیون کی ' اکیس جرّار پیدلون کی پلٹنین ' اور عمدہ
توپ خانہ اور بیحساب غارتگر سوارون کی جمعیّت موجود و اکٹھی تھین سواے
اُنکے تیس ہزار سوار جرّار وکارگزار ٹیپو سلطان کے ہمرکاب تھے ' باوجود اس
انبوہ کے نواب بہادر چون جنرل سر ٹیبری کو طاور فوج انگریزی کی جوانمردی
وہشیاری جانتا تھا ' اپنے ایسی سرسری لشکر پر اعتماد نکر سلطانی جنگ کے
لیئے ایک موقع کی جگہہ ٹھہرا توپ خانے کی اوٹ مین مورچے طیّار کر غنیم کے
حملہ کرنیکا انتظار کرنے لگا '

جولائی مہینے کی پہلی پورطونوؤ کے قریب سر ٹیبری کو طبہادر نے بڑی پھرتی اور
دانوگھات سے فوج حیدری کو شکست دی ' چنانچہ نواب اپنے خسرپورے
میر علی رضا بہادر کو زخم کاری کی حالت مین اور تین ہزار کشتون کو عرصۂ کارزار
مین چھوڑ آیا ' لیکن اُسکی کوئی توپ اور رسد کی گاڑی وہان نچھوٹی اِس
جہت سے کہ اُسکے چارپاۓ نہایت زور اور چالاک تھے برخلاف انگریزون کے '
اِس شکست کے بعد نواب بہادر اپنا لشکر آرکاٹ کے گردنوح مین
لے آیا اور سلطان نے بھی بہ سبب واقع ہونے اِس حادثہ کے ویلور کا محاصرہ

چھوتر برس بیاں تعجیل اپنے پدر جلیل القدر کی خدمت عالی مین آحاضر ہوا،
جنریل سر ٹیری کو ط جو شمال کی جانب گیا تھا ابتدا ے آگسط کو مقام
پالی گھاٹ مین بنگالے کی چھہ ہند سپاہی پلٹن اور انگریزی گاند از ون کی ایک
جماعت جس مین کرنیل پیارس سپہدار تھا اور جو واسطے کمک کے بنگالے سے
روانہ ہوئی تھی اُسّے آملی، تب جنریل بہادر واسطے محاصرہ کرنے
پیارسور کے جو ایک قلعہ ہی اُن قلعون سے جنھین نواب بہادر نے سال
گذشتے مین مسخّر کرکے اناج وغیرہ چیزون کا بڑا ذخیرہ وہان جمع کر رکھا تھا
روانہ ہوا، اُسی دن یہ قلعہ قبضۂ حیدری سے نکل گیا، یہ حال سن کر
میسوری سپاہیون کی ایک پلٹن جو کمک کے ارادے آئی تھی پر نبا کم کی
جانب جہان نواب بہادر کرنیل بیلی پر غالب آیا تھا پھر گئی، تب نواب نے اس
جگہہ کو مبارک جان یہ قصد کیا کہ پھر اُس مکان فتح نشان مین طالع آزمائی کرے،
چنانچہ اسی منصوبے سے اس مہم مین سعی و محنت کا کوئی دقیقہ باقی نرکھا،
مقام کے لئے جو جگہہ اُس نے تجویز کی بہت ہی محفوظ و مامون تھی، اپنی فوجون کو
چھوٹے چھوٹے پہاڑون پر اُتارا، جن کے دامن مین کئی گہری نہرین اور ندّیان
جاری تھین میدان بھی درمیان مین وسیع تھا،

لشکرگاہ کے دہنے بائین سامھنے کتنے بھیانک و مہیب مورچے بنائے جن کے پیچھے
اور بھی دوسرے دمدمے طیّار تھے ان توپخانون مین فرانسیس لوگ سربراہکار
اور کارگزار اور بہت سے پیادہ ابند کرنے مین راہون کے جدھر سے
انگریزونکی فوجین گذرتی تھین سرگرم کار تھے،

ستائیسوین آگسط نو ساعت کے وقت جنگ و حرب شروع اور شام ہوتے
ہوتے تمام ہوئی، افواج حیدری شکست پا کے پیچھے ہٹ آئی، فقط ایک

توپ اُن کی اُس میدان مین چھوٹ گئی مشیر لالی کہ توپخانے کا اہتمام اُسکے
ذمے تھا، نواب بہادر کے حضور مین درجہٴ اعتبار سے اُتر گیا، چونکہ حیدر علی
خان جانتا تھا کہ انگریزی فوج کو رسد کے حلیئے مدراس کی طرف پھر آنا ضروریات
سے ہی، یہہ سوچا کہ ایسے وقت مین جو اُس نواح پر تاخت تاراج عمل مین
آوے تو اُن پر رسد جمع کرنے کی راہ (سواے دریا کے) بند
ہو جاوے، تب اُس نے قلعہ ویلور کے لینے کا عزم کیا، اِدھر تو افواج انگریزی
کی چوکی پر جا بجا سواروں کے طلایے بٹھلاے اور تاکید کردی کہ غنیم کو اُن کے
کوچ کے وقت راہین روک کر تنگ کرین، اور جو رستے سے بھٹک نکلین
اُنھین قتل یا گرفتار کرین، اسباب اور بہیر پر لوٹ لات مچاوین، اور غلّہ وغیرہ
جو کچھ اُن کی راہ مین ہنوز بچا بچایا رہگیا ہو ضائع و تاراج کر ڈالین، اُدھر خود آپ
پیدلون کا غول اور توپخانہ ہمراہ کر اُس قلعے کو گھیر لینے کے ارادے روانہ ہوا،
چونکہ شہر ویلور ایک نامی معمورہ ہی اور قلعہ اُسکا نہیت مضبوط اور سنگین
چنانچہ خوف و ہراس کے ایّام مین کرناٹک کے فرمانرواؤن کا وہی مامن و مقام
رہتا تھا، اِنھین سببون سے نواب کے دل مین بڑی آرزو تھی کہ اُسے اپنے
دخل مین لاوے، لیکن چونکہ اندنون اُسکے پہرے چوکی سے انگریزی سپاہی
بہت ہی چوکس اور ہشیار رہتے تھے، اِس صورت مین برار مطلب اُسکا تب
ہو سکتا تھا جب کہ دیر تک محاصرہ رکھنے کے سبب محصورون کو مجبور کرے اور
رسد کی راہ بند کر کے اُنھین بے آب و دانہ بےبس رکھے، نظر برین سرکاری
منصبدارون پر نواب نے یہہ حکم کیا کہ اِس طرح سے قلعے کو چارون طرف سے
گھیرین کہ کسی کو باہر بھیتر آنے جانیکا قابو نملے، توپخانے کے اہتمام دارون کو
تفقد کیا کہ کسی نوع سے قلعہ گیری کے قانون کی فروگذاشت نکرین، الغرض

اواخر ستمبر مین قلعہ دارون پر بینوائی و گرانی نے زور کیا، اور جب یہ خبر کہ جنرل سر ائیری کوٹ بہت سی رسد لے حصار کی مخلصی کے لیئے آتا ہی نواب بہادر کو پہنچی وہین وہ اپنے غارتگر سوارون کا غول محاصرے کی مہم مین چھوڑ آپ باقی افواج لے شولنگر کی طرف سدھارا، وہان پہنچکر اُس نے ایک موقع کی جگہہ مین دہنے بائین کی فوجین بطور شایستہ آراستہ اور ہراول کو توپخانے سمیت جیسا کہ معمول ہی بڑی مضبوطی سے سامھنے کی جانب تعینات کیا، ستمبر کی ستائیسوین کو یہان انگریز لشکر لے غارتگر سوارون پر چڑھ آئے، حیدری فوج شکست کھا کر اُس مقام سے آگے بڑھگئی جنرل سر ائیری کوٹ فتح ہونے کے بعد وہان سے کوچ کر باشندگان ویلور کو سپاہ حیدری کے دست ستم سے بچا چتّور کا قلعہ لے لیا، لیکن اُسکے پاس اِتنی سپاہ نتھی جو کچھ لوگ رسد لانے جائین اور باقی یہان لڑائی بھڑائی پر مستعد رہین، بناچار وہ اپنی ساری فوج سمیت رسد کے لیئے مدراس چلا گیا اور فوراً نواب نے پھر ویلور کو گھیر لیا قلعہ والون کے پاس ایک ہی دن کی خوراک رہگئی تھی جو دسوین جنوری سنہ ۱۷۸۲ع مین سر ائیری کوٹ نے وہان سے پلٹ حیدری لشکر پر تاخت کر اُن کا محاصرہ اُٹھا دیا، باوجودِ اسکے ہمّت حیدری و حوصلے کا وہی عالم رہا، اِس کا کیا ذکر کہ اُن مین کچھ سستی و کمی آجاے چنانچہ تین ہی دن گذرے تھے کہ نواب نے پھر انگریزون کے لشکر پر جو نشیب زمینون مین ہو کر جاتا تھا تاخت کیا اگر اُس وقت پر اور فوجین بھی کمک کو پہنچ جاتین تو گمان غالب تھا کہ انگریزون کی جمعیّت مین بڑی پریشانی راہ پاتی، بہرحال ابھی اِس روداد پر بڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک اور نیا واقعہ درپیش ہوا، مجمل بیان اُسکا یہ ہی کہ نواب بہادر اطراف ملیبار مسخّر کرلینے کے بعد انگریزون پر اِس جہت سے کہ تیلیچری کے شہر اور

قلعے مین اُن کا دخل ہو گیا نت پیچتاب کھاتا تھا، خاص کر اِن باتون سے اُسے بڑا رنج ہوا کہ دو مرتبہ انگریزون نے اُس شہر پر چڑھائی کی اور یہان سے فرانسیسون کے ماہی نام قلعے پر بھی جو ممالک محروسہ کے ناف مین واقع ہی تاخت کر کے لے لیا، اِسی لیئے اِس قلعے کا محاصرہ اور حفاظت کرنا طرفین کی جنگ و حرب مین بڑا بھاری کام تھا سو بہت سے حیدری جوان اِس اطراف کی پاسبانی مین تعینات تھے، سردار خان نامے سردار فوج نے اگرچہ سپہگری کے داؤگھات مین خوب ماہر نہ تھا مگر اُس قلعے کے محاصرہ کر دینے مین بڑا زور مارا یہان تک کہ ایکبار اُس نے قلعہ والون کو ایسا تنگ کیا تھا کہ وے اُسکے خالی کر دینے پر مستعد ہو چکے تھے کہ اِس درمیان ماہ جنوری سنہ ۱۷۸۲ مین اُنکی کمک کو بمبئی سے سپاہیون کے ایک گروہ نے جن مین میجر اینگڈ رسر غنہ تھا پہنچکر محاصرے کی فوجون کو ہٹا شہر کے آنے جانے کی راہ نکالی بلکہ جنوری کی آٹھوین، فوج محاصر پر چڑھائی کر اُن کے مورچے ڈھا دیئے، سردار خان بے بس ہو اپنے خویشون اور کچھ سپاہیون سمیت ایک پہاڑی کے اندر پناہ کے لیئے جا گھسا، وہان بھی اپنے بچانے مین بہادرانہ کوشش کرتا رہا اُس وقت تک کہ خود اُسے بہت سے زخم کاری لگے اور اکثر اُسکے رفیق قتل ہوئے تب لاچار اعدا کے نرغے مین گھر گیا انگریزون نے توپخانہ ذخیرہ اسباب جنگی اور سو ہاتھی سب کا سب اپنے قبضے مین اور ڈیڑھ ہزار آدمیون کو گرفتار کیا اور تلیچری کا محال اُسکی گرد نواح سمیت حیدری عمّال کے تصرّف سے نکال لیا، فی الواقع اِس روداد سے نواب کے دل پر بڑا رنج گذرا، چونکہ اُس نے ملیبار کی اطراف کو ببجبر و قہر نائر کی قوم سے لے لیا تھا (جیسا کہ قدیم سے بادشاہان کشورکشا کا دستور ہی) اُس سرزمین کے سردارون کو ہمیشہ

یہی فکر رہتی تھی کہ کسی نوع سے کچھ قابو ملے تا وے بے دغدغے و رعب پھر
اپنے اصلی و تیرے پر زندگی کرسکین ۔ اسی عرصے مین مدراس کے ناظمون
نے نئے سپاہیون کی نگاہداشت کا حکم دیا تا وے حیدری غارتگرون کے تاخت
تاراج سے جنوب رویہ صوبون کی پاسبانی وحفاظت کرین ۔ اِس نئی پلٹن کا جس
مین دو ہزار پیدل اڑھائی سو ہندوستانی سوار، تیس میدانی توپ طیّار تھی،
کرنیل بریتھوط جو لشکرکشی کے فنون مین نہایت ماہر تھا سردار ہوا ۔ اِندنون
یے لوگ کولیرم ندّی کے کنارے رہتے تھے، چونکہ یہہ ندّی ملک تنجاور کے اُتّر کی
سرحد اور حیدری ریاستون سے دور ہی ۔ اِس لئے اُنھون نے اِدھر کے ناگہانی
حملے کا کچھ وسواس و کھٹکا نرکھا، لیکن نواب نامدار نے جو قابو کے وقت کا جویان
رہتا تھا جھٹ پٹ ٹیپو سلطان کو چھنٹے ہوئے کارآزمودہ بارہ ہزار سوار خونخوار
و پیدل آٹھ ہزار اور فرانسیس کے چارسی جوان اور بیس توپون کے ساتھ
یہہ حکم دیکر کہ کوچ در کوچ جاکر دفعۃً کرنیل بریتھوط کے لشکر پر ٹوٹ پڑے ، اُس
طرف روانہ کیا، چنانچہ حسب الحکم یہہ کام بخوبی تمام عمل مین آیا، انگریزون کے
لشکر نے قبل اِسکے کہ طرف ثانی کے پہنچنے کی اُنھین خبر ہو اپنے تئین مرکز کے
مانند چارون طرف سے حریف کے حلقے مین پایا، یہہ جنگ بھی اُس لڑائی کے
لگ بھگ ہی جس مین کرنیل بیلی نے شکست پائی ۔ القصّہ سلطان شجاعت
شعار نے سولھوین فبروری کو پہلا حملہ کیا تھا اٹھارہوین تک بھی اِس لڑائی
کا خاتمہ نہوا، انگریزی پلٹنین سوارون کو بیچ مین کرمربّع شکل قلعہ باندھکر کھڑی
اور آگے ہر ایک صفون کے توپین لگی ہوئی تھین ، جب شاہزادے نے دیکھا
کہ گولے اور گولیون کی مار کی دیرتک نوبت پہنچی اور سخت زد و ضرب
درمیان آئی تب اپنے سوارون کو غنیم پر اکبارگی ہلّا کرنے کا حکم دیتا، اگرچہ وے

حکم پاتے ہی بڑی دلاوری سے انگریزی لشکر کے پیدلون پر ٹوٹ پڑے لیکن غنیم کی طرف سے ایسی گولیون کی بوچھاڑ برستی تھی کہ تیے وہان تک پہنچ نسکے گھبرا کر اِدھر اُدھر پاشیدہ ہوگئے

بعد اِس واقعے کے جب تین دن تک برابر بہادرون نے حملہ کیا اور کچھ موثّر نہڑا تب مشیر لالی نے اپنے ساتھ کے فرنگستانی جوانون کی پرابندی کی اور حیدری سپاہون کو اپنی مدد کے لیئے مقرّر کر بندوقون پر سنگینین چڑھا انگریزی لشکر پر جاگرا اِس کارزار مرد آزما مین ہرطرف سے انگریزون کے لشکر پر شدّت وکثرت سے گولیون کے اُولے برستے تھے اور سوار حیدری تھوڑے فاصلے پر منتظر کھڑے تھے کہ کھیت سے غنیم کی سپاہ کے پانون اُکھڑین تو اُنپر ہاتھ صاف کرین آخر کو مشیر لالی نے فتح پائی اور ہندستانی سپاہی جو لڑبھڑ کر ماندے ہورہے تھے تازہ دم فرنگستانیون کے مقابلے کی تاب نلاکر بھاگ نکلے تب اُنکو حیدری سوارون نے ہرطرف سے گھیر کر قتل عام کیا

بیت

ہوا دشت مین اِس قدر کشت و خون
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون

اگر فرانسیس لوگ اُنکی جان بخشی مین کوشش نکرتے اُنمین سے ایک متنفّس بھی جانبر نہوتا اگرچہ مشیر لالی کی اہلیّت وانسانیّت کے سبب بہت سے انگریزی عہدہ دار اِس قتل عام مین جان سے بچ گئے لیکن اُسے اِتنا مقدور نتھا کہ قید و بند شدید سے اُنھین رہائی دلواتا چنانچہ وے سبکے سب سلطان موصوف کے حسب الحکم بیڑون مین بیڑیان پہن سریرنگپٹن کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہنچکر سخت قید و بند مین مقیّد کیئے گئے بعد چند روز کے اور بھی بہت سے انگریز جنھین

مشیر دی سفرین نے پچاس توپ والے جنگی جہاز ہنیبال یا اور جہازونسے جو خلیج بنگالے مین بطریق تجارت آمد شد کرتے ہین گرفتار کیا تھا اُسی زندان مین داخل اور وہان کے اگلے قیدیون کے ساتھ سیاست و عذاب مین شریک کیئے گئے ٭ اِس فتح کے ہونے سے نواب کمال مسرور و محظوظ ہوا اور اُسکاوہ منصوبہ کرناٹک لینے اور وہان سے غنیم کو نکالنے اور اُسکی حکومت پر اپنے ایک فرزند کے تئین بحال کرنے کا جو بہت دنون سے اُسکے دل مین ٹھن رہا تھا ٭ اِن دنون پانڈیچیری مین ایک بڑی فرانسیسی فوج کے (جن مین جنریل ڈیبھیمن سر لشکر تھا) پہنچنے کے سبب (اور یہ فوج ایک ٹکری تھی اُس لشکر قہار کی جو ولایت فرنگستان سے اِس قصد پر کہ سرکار حیدری کے ملازم و شریک ہوکر ہندستان سے انگریزون کی بیخ کنی کرے روانہ ہوی اور ہنوز نہ پہنچی تھی) سر نو تازہ ہوا ٭ تب نواب اِسی دھن پر اپنی میسوری اور فرانسیسی فوجون کو جلد تر قلعۂ گودلور کے مسخّر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اپریل مہینے کی آٹھوین کو وہ قلعۂ حیدری جوانون کو ہاتھ لگا بعد اِسکے اُن لوگون نے پرماکوئل کو بھی لے لیا ٭ ایک مہینا اِس پر نہین گذرا تھا کہ وے بڑی کد سے واندیواش کے محاصرہ کرنے مین سرگرم ہوئے ٭

---

* آگسط مہینے سنہ ۱۷۸۲ مین مشیر سفرین نے پانسو انگریزی اسیر نواب بہادر کے حوالے کیا تھا ٭ جسکے سبب ہمیشہ کی بدنامی اُسکے نام رہی اور عذر جو اُسنے اپنے ایسے جرم صادر ہونے کے باب مین بیان کیا سو وہ یہہ ہی کہ میرا اس مین کیا قصور ہی جس تقدیر مین کہ نہ تومیرے پاس اس قدر غلّہ تھا جو اُن بیچارونکی جانین بچاتا اور نہ مدراس کے ناظم اُن کے مبادلہ کرنے مین راضی تھے بھلا پھر مین کیا کرتا ٭

سر ئیری کوٹ بہادر نے اعدا کی اِن فتحون کا ماجرا سن اور اُن کے
آیندہ قصدون کی خبر پاکر انگریزی سپاہ کی جمعیّت سمیت اُس طرف
کوچ کیا، اور اُسکو خوب یقین تھا کہ نواب بہادر بالفعل افواج فرنگ کی ایسی
بڑی پشتی و مدد پانے کے سبب کمال قوی پشت ہوا ہی اور اُسکے نیچ کی فوجونکا
بھی بڑا جماو ساتھ ہی، بیشک وہ جنگ سلطانی کرنے پر مستعد ہوگا، لیکن یہہ
گمان جنریل سر ئیری کوٹ کا غلط تھا، کیونکہ نواب بہادر ہشیاری اور تجربہ کاری کی
راہ سے باوجود ایسی بھاری کمک کے بھی سنگمہ ہو متھ بھیڑ کی لڑائی مین
جوکھم اُٹھانے کو مناسب نجان کر انگریزی فوجون کے پہنچنے کے پیشتر ہی لال
پہاڑی پر ایک ایسے محکم مکان مین جو ہر طرح کے حملون سے محفوظ تھا چلا گیا، جب
اُس انگریزی سپہسالار کا مطلب نہ نکلا تب اُس نے چاہا کہ جلد دشمن کو لڑائی کا
اشتعال دے، یا اُسکے ساز و سامان جنگ اور رسد و غلّے کے گنجون کو لوٹ
تاراج کر اُس کا جوش و خروش کم کرے، چنانچہ جنریل بہادر نے اِسی
ارادے سے آرنی کی طرف کوچ کر اُس قلعے سے پانچ کوس کے فاصلے
پر آ مقام کیا، اب اِس حرکت سے اُسی امر کا اُسکو سامہنا ہوا جیسے اُسنے
پہلے ٹھہرایا تھا یعنے نواب اِس خبر کے سنتے ہی کہ سر ئیری کوٹ آرنی کے
قریب آ پہنچا، ترنت لال پہاڑی سے اُتر کر اُس حصار کے بچاوے کے لیئے
جہان جنگ و پیکار کے ذخیرے تھے چل کھڑا ہوا، چونکہ افواج انگریزی کو اُس
جگہہ جہان سے آرنی کا قلعہ دکھلائی دیتا تھا پہنچتے دیر نہ لگی تھی کہ اُن کے پیچھے لگی
سپاہ حیدری بھی آ پہنچی، بناچار دونون طرف جنگ کے لیئے صف آراستہ
اور لڑائی شروع ہو گئی اسکے دوسرے دن دوپہر کے وقت فوج حیدری کی شکست

ہوئی' لیکن انگریزون کو فتح پانے کے بعد (اس لیئے کہ اُنکے لشکر مین کوئی رسالہ سوارون کا نتھا جو فراریون کے قتل و اسیر کرنے اور دشمنون کے پس ماندہ جنگی اسباب لوٹنے کے ارادے اُنکا تعاقب کرے) کچھ فائدہ نہوا' اور نواب بہادر کا لشکر باوجودیکہ ہزیمت پا کے اُس مقام سے پیچھے ہٹ آیا' لیکن اُسکی مردانگی و بہادری کو گویا اس شکست کی خبر بھی نتھی دشمنون پر اب بھی اُسنے اپنے رعب و دبدبا کا وہی عالم رکھا' چنانچہ ایک ہفتہ اس لڑائی پر نہ گذرا تھا کہ پہلے تو اُسنے اپنے چیدہ و چالاک سوارون کے ایک غول کو انگریزونکی لشکرگاہ کے قریب گھات مین بٹھلایا' بعد اِسکے کتنے اونٹون اور بیلون کو بوجہ ممیت انگریزی پیناقدارون کی نظرون کے سامھنے سے لیجانے کے لیئے حکم دیا' تا اِنھین دیکھکر اُن مال غنیمت کے بھوکھون کے دل تاراج پر مائل ہو جائین' چنانچہ ویساہی ہوا کہ طالائے کے عہدہ دار ایسا فربہ شکار روبرو پا کے اپنے سپاہیون ممیت اُسے گھیر لینے کے ارادے دوڑ پڑے' پر اِدھر سے پھرتے وقت سبکے سب پانچسے مین حیدری افواج کے جو گھات مین لگ رہی تھی آپ ہی شکار و گرفتار ہو گیئے' ایک بھی اُنکے دام سے نہ بچا'

یہہ لڑائی پچھلی صف آرائی تھی اُن جنگون سے جن مین ویسے دو نامی و گرامی دلاور نواب حیدر علی خان بہادر اور جنریل سر کُیری کو ملنے بذات خود سر گرم حرب و نبرد ہوکر اپنی اپنی سپہسالاری اور جوان مردی کا کمال اور دلیری و مردانگی کا فن دوست و دشمن کو دکھلایا' حیف ہی کہ اِن دو شجاعان نامدار اور شیران بیشۂ کارزار سے ایک بھی اِس جنگ و پیکار کے بعد بہت دن نہ جیا' بلکہ جلد کئی مہینے مین ہرایک نے جہان ناپایدار سے کوچ کیا' گمان غالب بھی ہی کہ چونکہ ان دو دلیرون نے میدان حرب و ضرب مین ازبسکہ تنگ

و د و ا و ر جانفشانی و عرقریزی کی تھی بالکل اُن کی قوّتین زائل ہوگئی تھین اسی لیئے پیام اجل کا شتابی اُنھین پہنچ گیا، نواب حیدر علی خان نے مرھٹون اور نظام علی خان کے اتفّاق و ملاپ سے سواے نقصان کے کچھ فائدہ نپایا اور فرانسیسون کی طرف سے بھی جو جو اُس نے توقّع و امید کی تھی پوری نہوئی، بہرصورت جبکہ اُسے مرھٹون اور انگریزون کے مصالحے کی جو مے مہینے کی سترھوین سنہ ۱۷۸۲ مین واقع ہوا خبر پہنچی اور سواحل ملیبار کے محالون اور بندرون پر انگریزی افواج کے پچھلے حملون کا حال اُس نے سنا فوراً کرناٹک سے اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کو ایک بڑی فوج ہمراہ دے ممالک محروسہ کی حفاظت و حمایت کے لیئے روانہ کیا،

معمور ہونا ساغر حیات نواب حیدر علی خان بہادر کا اور رحلت کرنا اُس نامدار دلاور کا اس جہان بے ثبات و پر غرور سے عالم راحت و سرور کو اور ذکر اُسکے سیر حمیدہ و مآثر پسندیدہ کا معہ بعضے دستور العمل اُس سکندر ثانی کے،

اُسی ایّام مین کہ نواب بہادر نے پھلچری کا بندوبست اپنے خاطرخواہ کر بسعادت وکامرانی مراجعت کی قضا کار عارضہ داء السّرطان جسے راج پھوڑا بھی کہتے ہین پشت پر اُس کی پیدا ہوا، طبیبان ماہر نے ہر چند اُسکے علاج مین جانفشانیان کین، لیکن اُنکے تردّد و تدبیر نے کچھ فائدہ نکیا، اور روز بروز بیماری نے ترقّی کی، آخر جب نومبر مہینے مین نواب نے اپنے حال کو طریقہ اعتدال سے بہت منحرف پایا تب لشکرگاہ کے شور و فریاد سے احتراز کرشہر

آرکاٹ مین سکونت و اقامت اختیار کی، اور بڑی پیش بینی و ہشیاری سے ملکی اور
مالی کامون کے بند و بست کے لیئے جا بجا فرمان روانہ کیئے اسی مابین مین
جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ جنرل کوٹ بہادر اِس مقام فانی سے کوچ کر گیا،
اِس خبر کو سن نواب نامدار نے افسوس کیا اور فرمایا کیا ہی بہادر و عاقل تھا، خدا
اُس کی مغفرت کرے، بعد اُسکے حضوری مقرّبون نے مزاج عالی کا اور
رنگ دیکھکر عرض کی کہ چونکہ ان دنون طبیعت حضرت کی جادۂ اعتدال سے
منحرف ہی شب و روز بنفس نفیس امورات جلیلہ کی اہتمام مین اشتغال
رکھنا سبب زیادتی مرض کا ہوگا اسلئے صلاح دولت یہہ ہی کہ شاہزادہ
عالی گوہر کو حضور مین طلب فرمائیے تا ممالک محروسہ کا انتظام و بند و بست
قایم و برقرار رہے، نواب نے اُن کے التماس کو قبول و پسند کر
ایک شقّۂ خاص شاہزادے کے نام اِس مضمون سے ترقیم فرمایا
نور چشم راحت جان پدر، در صورتیکہ تم کو اُس نواح کے متمرّدون
کی تنبیہہ و تادیب سے قرار واقعی جمعیّت خاطر اور اطمینان کلّی حاصل
ہوئی ہو تو چشم پدر کو اپنے دیدار راحت آثار سے جلد روشن و منوّر کرو اور
اگر کچھ کمک اور فوج کی احتیاج ہو تو اُسکا حال گزارش کرو، دوسری صبح
کو خود بدولت نے جمیع ملازمون کو سرکاری خزانے سے ایک ایک مہینے کی
تنخواہ انعام دی ذی حجّہ کی سلخ کے دن کہ آخری روز گیارہ سو چھیانوّے
سن ہجری کا تھا نواب بہادر نے حاضرین مجلس سے پوچھا آج کون سی تاریخ
ہی، اُن لوگون نے التماس کیا قبلۂ عالم آج ماہ محرم کی چاندرات ہی، بعد اِس
کلمہ کلام کے نواب ہمایون القاب نے غسل کر تبدیل پوشاک کیا اور کچھ پڑھکے
دست مبارک کو منہہ پر پھیر بستر خاص پہ آرام فرمایا، اور اُسی وقت

دس ہزار سوار جرّار شمالی آرکات کے راجاؤن کی تنبیہہ کے واسطے اور پانچ
ہزار سوار نواح مدراس کی پاسبانی و محافظت کے لیئے روانہ کیا چند ساعت بعد
اُسی شب کو کہ سن ۱۷۸۲ کے دسنبر مہینے کی چھٹھی تھی ستّ ستھ برس اور دوسرے
قول سے ستاسی برس کے سن مین اُس بہادر عالی مقام او رحید ر ذو الاحتشام کی روح
بافتوح نے قالب عنصری کے آشیانے سے پرواز کر نشیمن دارالسّلام کو
اختیار کیا ‘ کار پردازان سلطنت اور امیران مملکت نے اِس لحاظ سے
کہ سر دست فاش ہونا اِس واقعہ ہولناک کا خلاف مصالح ملکی ہی ‘
کئی روز تک اُس خبر کو بڑی ہشیاری سے مخفی و پوشیدہ رکھا اور اُسکے جنازے
کو خفیہ سر یرنگپٹن پہنچایا ‘ اور وہان بڑی عظمت و شان سے مقبرۂ عالیشان محکم
بنا مین لال باغ کے ‘ جو ایک عمدہ باغ بادشاہی ہی اُسے مدفون کیا ‘

آثار برگزیدہ اور اطوار سنجیدہ نواب نیک ذات کریم نہاد کے
جو اُن انگریزی اور فارسی معتبر کتابون سے (جیسے نشان
حیدری سیّد حسین کرمانی ‘ فتوحات حیدری لالہ ٹھیم نرائن
دہلوی ‘ فتوحاتِ برطنیہ ملا فیروز پارسی ‘ حمید خانی منشی
حمیدخان ملازم گورنر جنریل لارڈ کارنوالس بہادر ‘ تواریخ منشی
عبدالحق ملازم کپطان کنوی بہادر) نقل کئے گئے ہین ‘

محاسن ذاتی اُسپن ستودہ صفات معدن ذیوضات کے حیز تحریر و حوصلہ تقریر
سے زیادہ ہین فی الواقع نواب حیدر علی خان بہادر سے اکثر بڑے بڑے عمدہ کام
وقوع میں آئے ہین کہ تا بقاے عالم صفحہ روزگار پر پایدار رہینگے ‘

نواب مغفور دم بھر بھی بیکار و جنگ اور توپ و تفنگ کی طیاری بن بیکار نرہتا
اُس یگانۂ زمانے کے اقوال مردانے سے ایک یہہ ہی کہ مرد بہادر سر بے تن کا
اُچھلنا اور تن بے سر کا تڑپنا دیکھکر جیسا شاد و مسرور ہوتا ہی ویسا دیکھنے سے
بازی و رقص سے زنو کے نہین ہوتا، اور توپ و تفنگ کی آواز، لاکھ درجے اُسکو
زیادہ خوش آیند معلوم ہوتی ہی آہنگ سرود و ساز سے، دوسرا یہہ کہ عمدہ ترین
نشستگاہ مردون کے لئے، خانۂ زین ہی لڑائی کے دن، اور یہہ کہ جہان مین، روز
فتح کی جشن سے زیادہ کوئی شادی نہین، اکثر ذکر مذکور مین فرمایا کرتا جو آپ
سا ایک شخص اور پاؤن تو تائید آلہی سے عرصۂ قابلیں مین ہفت اقلیم کو
زیر فرمان اور جہان مین رواج دینے سے دین محمدی کے عمر فاروق کا سا
دور آشکار و عیان کرون، اور یہہ بھی فرماتا کہ ہم کو اِس کا غم نہین جو بعضے
ہمین اُمّی کہتے ہمین، کیونکہ حضرت ہادی و شافع اُمم، ہمارے نبی بھی
تو اُمّی ہی تھے، یہہ بھی ارشاد کرتا کہ مجھ ایک جاہل سے ایسے ایسے کار نمایان
وقوع مین آئے کہ ہزارون عالم فاضل سے ایک بھی ویسا نہ بن پڑا، حق تو یہہ ہی
کہ نواب غفران پناہ حیدر علی خان بہادر نے بے اشتباہ اُن نامور امیرون اور
جلیل القدر رئیسون مین ایک ہی ہوگذرا جو سرزمین ہندستان مین قدیم زمانے سے لے
آج تک جاوہ گاہ شہود وجود مین آئے، پلّا فتوحات حیدری کا کچھ فتوحات تیموری
و نادر شاہی سے جھکتا اور کم نہین باوجودیکہ فضائل ظاہری اور علوم رسمی سے
عاری تھا، لیکن چونکہ ہمّت اُس کی بلند اور طبیعت ارجمند تھی اِس جہت
سے سپہگری اور ملک گیری کے داو گھات اور جہانبانی و بادشاہی
کی رسم رسومات کو خوب اخذ کیا تھا، چنانچہ اُس نے اپنے تئین عزم استوار
اور حوصلۂ عالی کی رہنمائی سے اوج سلطنت پر پہنچایا، عادل و داد گر بمرتبہ کہ ہر طرح

کے خلاف و خصومت مین فتوا عدل کا جاری کرتا، والا نہادی اور مرحمت ذاتی کی
جہت اہل زراعت اور ارباب تجارت کے تقویت دینے مین دل و جان سے
کوشش کرتا، رعایا کے ساتھ نرمی و ملایمت سے پیش آتا، مگر سپاہیون
پر لشکری آئین و قانون کے باب مین بڑی تاکید و قدغن فرماتا، اور سخت
جد و کد عمل مین لاتا، مفسدون اور شورشتون کی تنبیہہ و سیاست مین حد سے زیادہ
تند مزاج، دشمنون کے ساتھ انتقام لینے و سزا دینے مین جبّار و قہّار، کچ
فہم اُس پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ نجومیون کی قول پر چلتا ہی اس لیئے کہ نوروز
اور دسہرے کے دن آئینہ محل مین جشن شاہانہ اور بزم ملوکانہ آراستہ کر آتشبازیون
کا تماشا اور پارتھون کی آپسمین لڑائیان، بھینسون کی باہم زور آزمائیان پیلان
کوہ پیکر کے حملے ایک دوسرے پر، اور پہلوانون کی کشتیان بایکدیگر دیکھا
کرتا، اور اپنی فوج کے بہادر سپاہیون کو بکتر پہنا ر بچھون سے اور بعضے دلاورون کو
اُن کی خواہش و درخواست کرنے پر شیر ببرون سے لڑواتا، احیاناً اگر وہ جوانمرد
اِس کشتی مین شیر پر غالب ہو کر اُسے مار ڈالتا تو تو نواب بہادر اُس
دلاور کو اضافہ و خلعتین گرانمایہ اور انعام دیکے نہال و مالامال کردیتا، اور درصورتیکہ
بالعکس اِس کے وہ حیوان اِس پر غالب و متسلّط ہوتا تو فوراً تفنگ اِس
انداز سے سر کرتا کہ گولی اُس کی شیر کے سر پر بیٹھ جاتی وہ تو اُسی دم
سرد ہو جاتا اور وہ مرد صحیح و سالم اُٹھ کھڑا ہوتا، واقعی نواب والاجناب آلات
جنگ کی ورزش و مشق اور درست شست لگانے اور بیخطا نشانہ اُڑانے مین اپنا ثانی
و نظیر نرکھتا تھا، اپنے قلمرو بھر مین ہتیار گرہ برچور اُچکے کا نام و نشان بھی باقی
نرکھا تھا، جب کہین کسی مہم پر فوج بھیجتا زنہار اُسّے غافل نرہتا، بلکہ ہمہ جہت
اُسکی تایید و تقویت روپی اور سامان جنگ علوفہ و رسد بھیجنے سے واجب و

لازم جانتا، حق تو یہہ ہی کہ نواب مغفور اپنے عصر کا ایک امیر کبیر اور رئیس
بے نظیر تھا، دولت و اقبال نے یہہ سارا کرّ و فر اُسکی ذات باکمال سے پایا،
نہ اُس نے اُن کے سبب یہہ ناموری و شہرت پیدا کی، شجاعت و بردلی کہ
اُسکے قوّت بازو سے مرتبہ ملا، نہ اُسکو شجاعت و بردلی سے، بیم و
ہراس اُس ہالا کوے دوران کی آمد آمد کا، چینا پٹن اور مدراس وغیرہ
ملکون کے صغیر و کبیر برنا و پیر کے دلون مین اس درجے بیٹھ گیا تھا کہ
وے بھاگنے کے لئے ہر آن آمادہ و پابرکاب رہتے، انگریزون کی بھی روحین اُسکے
حملہ کرنے اور توت پڑنے کی دہشت سے کانپتی ہی رہتی، یہان تک کہ اُن کی
جانون کو کھانے پینے کے لالے پڑ گئے تھے، اکثرون کا تو یہہ حال تھا کہ سوتے مین
ڈر کر حیدر س ہارس حیدرس ہارس یعنے حیدر کے گھوڑے حیدر کے
گھوڑے کہتے ہوئے چونک پڑتے، فی الواقع اُن دونون صاحبان انگریز کے
دلون پر رعب اُسکا ایسا چھا گیا تھا کہ ہر گھڑی اُس کی طرف سے ایک
کھٹکا اور دغدغہ اُن کو لگا ہی رہتا اور ہر آن اُسکے ذکر سے خالی نرہتے نامی انگریزون
کی زبانی معلوم ہوا کہ اُن کی ولایت مین جو لڑکا بہت روتا اور مچل پڑتا کھلائی
دائیان حیدر کے نام سے اُسکو ڈراتین کہ وہ دیکھ حیدر چلا آتا اور ابھی پکڑ لیجاتا
ہی، اور یہہ حد مرتبہ خوف کا ہی، شاید کہ نادر شاہ کی بھی اتنی ہیبت نہو گی، فوج
کی پرورش و تربیت کرنے مین وہ بہادر امیرون و زیرون سلاطینون سے گوے
سبقت لیگیا تھا، اُس کے وقت مین رعیت اور لشکری ہزاری بزاری
زمانے کے حادثون سے بہ امن و امان فارغ البال خوش گذران رہتے، بندوق
چلانے کے فن مین ایسی مشق اُس نے بہم پہنچائی تھی کہ گولی اُسکی بندوق کی
مثل شہاب ثاقب بے خطا سینہ اخوان شیاطین کا جلا دیتی، تیر اندازی مین بھی

ایسا قادر انداز وکامل تھا کہ شب دیجور مین بنوک خدنگ چشم مور کو چھید نا ٴ بھنکیت ایساکہ اُسکی سنان کی دہشت سے مچھلیان پانی مین زرہ پوش رہتین ٴ تلوار یا اسطرح کاکہ اُس کی شمشیر برق آہنگ کے ڈرسے گیندے سپربدوش پھرتے ٴ

جودت ذہن اور تیزحسّی اِس درجے رکھتا تھا کہ خواب فراموش کی تعبیر بیان کرتا ٴ رعیّت نوازی اور خلق اللّٰہ کی پاسبانی پدر مہربان کی طرح کرتا ٴ بلند حوصلہ اور عالی ہمّت ایساکہ ادنا چیزون کے عوض تاجرون کو جو مدّاح اور مشہور کرنیوالے نام نیک کے ہین قیمت اعلا عنایت فرماتا ٴ سوداگرلوگ جو اُسکے حضور مین گذرانّنے کے ارادے گھوڑے لاتے قضاکار اگر راہ مین کوئی گھوڑا مرجاتا اور وے فقط اُسکی دم اور کان ہی لاکر درپیش کرتے تو اُسکے بدلے اپنے منھ مانگے دام کا نصف سرکار سے پاتے ٴ قدردان اتنا بڑا کہ اگر سپاہیون مین سے کوئی کچھ بھی دلاوری اور بہادری کا کام کرتا تو اُسکو خلعت و جاگیر اور عمدہ جواہر و نقود انعام دے کر سرفراز کردیتا ٴ لشکریون و سپاہیون کا مشاہرہ مہینے مین دو بار تقسیم کرنا ٴ جرأت و جلادت ایسی رکھتا تھا کہ صف اعدا مین ہرچند وے ریگ صحرا اور ستارے کی طرح بیشمار ہوتے ٴ آفتاب یکہ تاز کی مانند گھس پڑتا ٴ متوکّل ایساکہ پہاڑ اور جنگل کے درمیان فتّاح حقیقی کے افضال پر قوی دل رہتا ٴ ملک بالاگھاٹ مین جہان کچھ فتنہ و فساد کی بنیاد قایم ہوتی فوراً اُسے اپنے عزم درست کی قوّت سے بخوبی تمام مستاصل کردیتا ٴ

مہذّب اور ادب دان ایساکہ اُسکی محفل ہمایون مین دخل کیاکہ بیہودہ سرایون اور بیہودہ گویون کو بار ملے ٴ صاحب رعب ایساکہ مجال کیاکہ کوئی

اُسکی جناب مین بے رخصت کچھ چون و چرا کرسکے یالب کھولے، رحیم دل اور غریب نواز ایسا کہ سلطان محمود غزنوی کی طرح اپنے دار السّلطنت کے کوچے گلیون مین شب گردی کرکے روزینہ اور وجہ گذران فقیر محتاجون اور مسکین مفلوکون کو بانٹتا، ملازم پروری کا اُسکے یہہ حال تھا کہ جان نثار فدویون کو اُن کے ساز و سامان کے واسطے ماہ بماہ شرح مقرّری کے علاوہ اور بھی روپیہ اشرفی عنایت کیا کرتا،

صولت اور سطوت کا اُس کی یہہ عالم تھا کہ جو کوئی سرکش تکبّر کی راہ سے بغاوت کا سر اُٹھاتا تو برق خشم اور طوفان قہر اُس کا بلا کی طرح اُسکے سر پر آپڑتا،

فراست اور قیافہ شناسی مین ایسا درست مدرک تھا کہ معاً دیکھتے ہی آدمیون کی ذاتی کم ظرفی و بدگوہری اور اُن کی خلقی عالی منشی اور نیک نہادی معلوم کر لیتا،

ذہن و ذکا مین بھی ایسا موصوف و مستثنا تھا کہ رائے صحیح اور طبع سلیم کی رسائی سے ارباب حوائج کے مقاصد و مطالب تک بے کہے اُنکے پہنچ جاتا،

میر عبّاس علی، اُس منصف مزاج سکے ایکدن کا ماجرا زبانی غلام علی خان کی جو مقرّب مصاحبون سے تھا اِس طرح بیان کرتاہی کہ سفر کے ایّام مین جب نواب بہادر فوج کشی کی زحمت کے بعد دن کو قدرے آرام و قیلولہ کے لئے مائل استراحت ہوتا، تو مین اکثر اُسکے پلنگ کے قریب خیمے کے اندر حاضر رہتا، ایکبار ایسا اتّفاق ہوا کہ نواب حالت خواب مین گھبرا کر چونک پڑا، مین دیکھکے حیران ہوا کہ آلہی خیر کیجو، بعد بیدار ہونے کے حضور مین یہہ حال پر اضطراب مین نے کہہ سنایا اور حقیقت اُس خواب کی پوچھی، نواب عالیجناب نے میرسے جواب مین اس

طور پر ارشاد فرمایا اے رفیق محرم میری اِس سلطنت سے جسکے بہت حاسد ہین
ایک بھکمنگا جوگی زیادہ خوش حال ہی ' جو چین سے دن رین مگن رہتا ہی
نہ دن کو اُسے کچھ دشمن کے مکر و فریب کی پروانہ رات کو لٹیرے قزاکون
کھٹکا ' سوتے جاگتے سدا عیش و آرام کرتا ہی '
کہتے ہین نواب حیدر علی خان بہادر کا سخن تکیہ تھا کہ خفگی اور غضب کے وقت
خادمون کو لونڈی کا یعنے باندی بچا کہہ بیٹھنا ' علی زمان خان نے ایک دن خلوت میں
عرض کیا گستاخی معاف بڑون کے منہ سے ایسے چھوٹے لفظ کا نکلنا ناز
ہی ' اُس عالی منش نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سب کنیزک زادے ہین
بی بی کی طرف سے صرف حسنین علیہما الصلوٰۃ و السّلام تھے کہ حضرت جناب
خاتون دوجہان سیدۃ النسا کے بطن سے پیدا ہوئے '
اُس جلیل الشان کی قیافہ شناسی اور دور اندیشی کے آثار سے ایک
یہہ ہی کہ اپنے فرزند ٹیپو سلطان کے حق مین کہا کرتا ' حیف کہ وہ عالی طبع
اور بلند حوصلہ نہوا ' ایک دن شاہزادے نے ناگاہ کئی انگریزی سپاہ کو پکڑ کے
جبراً اپنے سامہنے اُن کے ختنہ کرنے کا حکم کیا ' نواب نے جو یہہ حال سنا ' اُسے
کمال ملال و ناگوار گذرا اور فرمایا کہ یہہ سفاک مجھسے سلطنت پا کے
ہاتھ سے کھو بیٹھیگا '

نواب مغفور کی والاتہادی اور عالی منشی کے آثار سے ایک یہہ ہی کہ اُس
کے ملک و لشکر مین ہرمذہب و قوم کے آدمی فراغت سے بے پروا بود و باش
کرتے ' اِس بارے مین کبھی کسی سے کچھ پرسش و پرخاش نکرتا ' اُس
کے حضور ذہن و قوت حافظے کا یہہ حال تھا کہ جدے جدے کام کو ایک ہی وقت میں
انجام کرتا ' اِدھر تو منشی کو نامے لکھنے مین ارشاد فرماتا اُدھر جاسوس کی زبانی اخبار

سنتا، علاوہ اہل کاروں سے بھی اُسی حالت مین پیچ در پیچ معاملے مقدمے کا
سوال جواب کرتا ساتھ اسکے اپنے بعضے ملازمون کو موافق اُن کی خدمتون کے
تعلیم و ارشاد فرماتا جاتا،

مجرمون قصور مندون کی تادیب و تعذیب کے لئے ہمیشہ در دولت پر دو سو
سنتیچی کوڑے لیئے حاضر رہتے سیاست کے وقت ہر قسم اور ہر درجے کے مجرم
برابر تھے، کیا اُمرا کیا خواص اور کیا عوام لوگ،

اُس کے تمام قلمرو بھر مین یہ بھی ایک طریقہ پسندیدہ جاری تھا کہ ہر یتیم و بیکس
کے حال پر جن کے والی و سر پرست نہو تے سرکار عالی سے غور پرداخت کی
جاتی، بعد اس کے یہ لوگ سپہگری کے فنون تعلیم پا کر اُن سپاہیون مین
جو یتیمون کی فوج مشہور تھے بھرتی کیئے جاتے اُس کی رحلت کے وقت وسعت
اُس کے ملک کی، سوائے محالات مفتوحہ ملک کرناٹک کے اسّی ہزار
انگریزی میل مربّع پر مشتمل تھی،

ممالک محروسہ مین اُسکے، ہزار قلعے تھے، اور جس شہر و قلعے کو مسخّر کرتا تو
اُسکی تاسیس و ترمیم کے لیئے سو نو لاکھون روپیہ بیدریغ صرف کرتا،
چنانچہ ہنوز اکثر زمین دوز و کوہی قلعے بالا ئین گھاٹ وغیرہ کے شاہد و ناطق عدل
اِس بات کے ہین،

باج و خراج سے ممالک محروسہ کے سالیانہ تین کروڑ روپیہ بعد منہا کرنے
ملکی و فوجی و خانگی اخراجات وغیرہ کے خزانۂ عامرہ میں داخل ہوتے تھے، صرف سپاہ
کی جمعیّت تین لاکھ چوالیس ہزار تھی علاوہ اُسکے شاگرد پیشہ وغیرہ تھے،

ثقہ لوگون کی زبانی جو دیکھنے والے اُن واردات و حالات کے ابتک بقید حیات
موجود ہین یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہی کہ وہ مغفرت پناہ خزانہ دفینہ بیشمار

قیمتی جواہرات و مروارید اور سونے روپے کی اینٹین اس قدر رکھتا تھا کہ حساب اور تولنے کے وقت من اور پنسیری سے مثل غلّے کے وزن وشمار کیئے جاتے تھے،

فوج اور توپ خانہ توخدا نے جیسا اُس مغفور کو عطا کیا تھا اُسکے معاصرین بلکہ قدیم کے امیروسلاطین کے پاس بھی کم ہی کم تھا، انجام کار ایسا صاحب ثروت ذوا قتدار سارے ساز و سامان سلطنت واساس واسباب دولت کو جنھین بڑے جبرو قہر سے لیا و جمع کیا تھا، مجبوری و بےبسی کی حالت مین سب چھوڑ گیا اور اِس جہان ناپایدار سے افسوس و حسرت ہی لے گیا،

بیت

جہان گرد کردم نخوردم برش
برفتم چو بیگانگان ازسرش

نسب نامہ نواب مغفرت مآب
حیدر علی خان بہادر کا،

شرافت پناہ امارت دستگاہ حسن بن یحیی کہ عرب کے امیرون اور قریش کے رئیسون مین محسوب اور امانت و دیانت کی صفت سے موصوف اور جمال صورت وکمال معنی کے سبب معروف تھا پینتیس برس کے سن مین شہنشاہ اعظم خاقان معظّم سلطان روم کے حضور سے حرمین شریفین کے عہدۂ شریفی پر ماموروم مقرّر ہوا، اُس عالی گہر کی نسل سے، دریاے ثروت کے دوگوہر شاہوار محمد بن حسن اور علی بن حسن پیدا ہوئے، علی بن حسن کا تو دس ہی

برس کے سن مین پیمانۂ عمر معمور ہو گیا ' اور محمد بن حسن ایک فرزند طالع بلند احمد بن محمد نام یادگار چھوڑ آٹھ سی چوہتّر ہجری مین گلزار جنت کا راہی ہوا ' اِس حادثے کے ایک برس بعد ' باپ بھی ان کا حسن بن یحیی شریف مکّہ منوّرہ اپنے لڑکون کے رنج والم مین رمضان شریف کی پندرھوین پنجشنبے کی رات کو سنہ آٹھ سو پچہتّر ہجری مین اِس منزل فانی سے ملک جاودانی کی طرف کوچ کر گیا ' جب یہہ خبر بارگاہ خلافت پناہ مین قیصر روم کے پہنچی تو داؤد پادشاہ کے نام پر یرلیغ قضا تبلیغ شریف مکّے کے مقرّر کرنے کے باب مین صادر ہوا ' اُس نے احمد بن محمد کو باوجودیکہ اُن دنون پندرہ برس اور حفدار اُس عہدے کا تھا کم سن جان کے اُس کی جگہہ مین سیّد عبد الملک بن ابو عبد اللہ کو کہ فصیح زبان اور عالی خاندان تھا خادم مکّہ مقرّر کیا ' احمد بن محمد کہ جوان دلاور اور شجاع باعقل وہنر تھا یہہ ماجرا دیکھ وہان سے برخاستہ خاطر ہو کر جلد ملک یمن کی طرف چل کھڑا ہوا ' کچھ دنون عدن مین ٹھہرا پھر شہر صنعا مین جا وہان کے فرمانروا کی ملاقات سے مشرّف اور اُس کے متوسّلون کے زمرے مین منسلک ہوا ' بعد چندے والی صنعا نے جب اُس کے حسب و نسب کی بخوبی اطّلاع پائی اور اُسے صورت و شجاعت مین بے نظیر دیکھا تو اپنی لڑکی کو اُس کی زوجیّت مین دی اور بالکل امورات ملکی و مالی کا انتظام و بند و بست اُس کے اختیار مین کر دیا ' بیس برس اِس نکاح پر گذرے تھے جو اُس نے مرض موت کی حالت مین سب ارکان دولت کے سامھنے اپنا ایک لڑکا بھی جو پانچ برس کا تھا داماد کو سپرد کر وصیّت کی کہ جبتک یہہ جوان نہو اِسے اپنے فرزند کی طرح تعلیم و تربیت کرنا اور ملک کے نظم و نسق اور رعیّت کی رفاہیت مین ایسی سعی و کوشش بجالانا کہ کوئی فرمان برداری

کی راہ سے قدم باہر نہ نکالے ' الغصہ بعد انتقال فرمانروا ے صنعا کے
تیرہ سال تک احمد بن محمد ملک کے ضبط ربط مین شرایط عدل و انصاف کو بجالاتا رہا '
ایک دن شیخ سالم بخرانی جو اِس سرکار کے ایک معتبر ملازمون سے اور
ظاہراً دنیاسازی کی راہ سے احمد بن محمد کا دوست لیکن حقیقت مین اُس کے
خون کا پیاسا تھا ' حاکم صنعا کے بیٹے پاس گیا ' اور احمد کی طرف سے یہانتک
شکایت کی کہ اُس نوجوان کے دل پر کچھہ میل آگئی ' تب اُس حیلہ گر نے
چاپلوسی و خوشامد کی باتین شروع کر اُس سادہ لوح کے سامھنے یہہ عہد کیا
کہ آپ کو سلطنت موروثی پر بٹھانا اور احمد کا قتل کرنا میرے ذمّے ہی اِس
شرط پر کہ مجھے سپہسالاری کا عہدہ ملے ' اُس لڑکے نے بھی اِن باتون کو غنیمت
جان کے مان لیا ' تب تو وہ مکّار اِدھر لشکر کے سردارون اور سپاہیون
کے ساتھہ لگاوٹ ملاوٹ کرنے اور اُدھر احمد بن محمد کے حضور مین ظاہرا زحد
اپنی دلسوزی و متابعت دکھلانے لگا ' ہر ایک کام پر نہایت مرتبے مین دوڑ دھوپ
کرتا ' مگر ہمیشہ ' وقت قابو کی تاک مین رہا کرتا ' ایک برس اِسی تگاپو
و جستجو مین گذر گیا ' آخر سن نو سو گیارہ ہجری مین اُس بدنہاد نے فرزند والی
صنعا کی مشورت سے اُس بچارے معصوم صفت کے قتل کا دن ٹھہرا زہر کی بجھی
ایک تلوار معیت دربار عالی مین نذر گذراننے کے بہانے حاضر ہو کر اُسی
تلوار زہردار سے اپنے سردار کا سر کاٹ خوشی و افتخار کی راہ سے یہہ احوال
والی صنعا کے لڑکے کو جا کر کہہ سنایا علاوہ یہہ بھی عرض کی کہ داناؤن کا قول ہی
کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن کار خردمندان نیست ' مناسب ہی کہ اِسی
دم اُس ظالم کا بیٹا محمد بن احمد حضور مین بلا یا اور مارا اور مال و اسباب اُس کا
قرق کیا جاے ' قضارا قنبر نام ایک حبشی اُس شہید بیگناہ کا غلام وہان حاضر تھا ' جو نہین

اُس بیدرد کے منہ سے یہ بات اُس نے سنی نمک حلالی کی جہت سے اُسکو ایسی
غیرت آئی کہ مجبوری سے بے قرار ہوکر ریحان نامے ایک دوسرے غلام سے جو اُس کے
پاس کھڑا تھا کہنے لگا کہ بھائی ' آقا کا حق نمک تبھی ہم سے ادا ہوگا کہ جس طرح ہو تو شتاب تر
محمد بن احمد کو جو ہمارا مخدوم زادہ ہی اعدا کی نظر بچا ہمراہ لے بغداد کی جانب لے نکل
اور مین بھی انشاء اللہ المستعان اُس نطفۂ حرام سے اپنے منیب بالطف
واحسان کے خون ناحق کا عوض و انتقام لیکر بشرط حیات وہان آ پہنچتا ہون
اور اگر نہ پہنچا تو جانیو کہ آقا کے قدم پر اِس خاکسار کا سر تصدق ہوا ' خیر
جب ریحان وہان سے روانہ ہوا تو شیخ سالم بھی محمد بن احمد کے گرفتار کرلینے کو
چلا کہ اِتنے مین قنبر نے پیچھے سے آکر ایک گھونسا اِس زور سے اُسکی گردن پر مارا
کہ وہ بد اصل گر پڑا تب اُس وفادار حبشی نے ترنت پیٹھ پر چڑھ اُسی
کی شمشیر سے سر اُس شریر کا کاٹ ڈالا اور چاہا کہ اپنے تئین اُس
مخمصے سے بچاے لیکن شیخ کے ساتھ والون نے اُس بیچارے کو تیغ و خنجر سے
پارہ پارہ کیا ' اُدھر ریحان نے محمد بن احمد کو کہ اُن دنون تیرہوین برس مین تھا جاکر
اُسکے باپ پر جو مصیبت گذری تھی کہہ سنائی اور فی الفور اُسے ایک گھوڑے
پر چڑھا دوسرے پر آپ چڑھ پہاڑون کے رستے بغداد کی راہ لی اور دھاوا مار
دجلے کے پار ہو شہر مین طاہر افندی کے گھر لے پہنچایا ' افندی مذکور نے اُس
رئیس زادے کے اطوار سے آثار سرداری نمایان دیکھ اپنی لڑکی اُسے
بیاہ دی ' اُس صالحہ کی طرف سے تین لڑکے عبدالوہّاب عبدالرزّاق عبدالغنی
پیدا ہوئے ' ساقی قضا نے سنہ ۹۶۸ ہجری مین محمد بن احمد کے پیمانۂ عمر کو
ستّر برس کے سن مین معمور کیا ' عبدالوہّاب بڑا لڑکا اُس مغفرت مآب کا اور
منجھلا عبدالرزّاق دونون لاولد مرے ' مگر عبدالغنی سب سے چھوٹا جسکی آغا محمد طاہر

نام ایک سوداگر کی لڑکی سے شادی ہوئی تھی، ایک بیٹی و ایکہی بیٹا چھوڑ، سن
ایک ہزار تیس ہجری مین اپنی موت مؤا، ابراہیم اُسکا بیٹا بھی جسنے اپنے
باپ کی طرح تجارت کا کاروبار پھیلایا تھا، سنہ ایک ہزار سینتالیس ہجری مین
تین لڑکی ایک لڑکا حسن بن ابراہیم نام یادگار چھوڑ ملک عدم کو سدھارا
چونکہ حسن ابراہیم کے مرتے وقت ایک برس کا تھا کاروباری گماشتون نے
اُس کے باپ کے نقد و جنس پر ایسا خورد برد کا ہاتھ صاف کیا کہ اُس کے بالغ
ہونے تک دو تین ہی ہزار روپیہ بچے تھے، تب وہ صاحب غیرت کہ بارہا اُس
شہر کے وضیع و شریف کی زبانی اپنے بزرگوارون کی تونگری کا حال سنا
کرتا تھا تہی دستی کے سبب اُس شہر مین رہنے کو نامناسب سمجھ اپنی مان بہنون
ہمعیت ہندستان کی طرف روانہ ہوکر اجمیر مین خواجہ معین الدّین چشتی کی درگاہ
کے متولّی پاس جو وہان کے ذی عزّتون مین تھا جارہا، متولّی موصوف نے اُس کا
کردار رفتار نیک دیکھکر اپنی بیٹی کے ساتھ اُسے کدخدا کیا، چھہ مہینے کا حمل
اُس لڑکی کو تھا کہ اُس کے شوہر حسن نے ایک ہزار چھہتّر ہجری مین انتقال
کیا، القصہ اُس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا، نانا نے نام
اُس کا ولی محمد رکھا، جب وہ سن شباب کو پہنچا تو اُس کی پھپھیری بہن
کے ساتھ شادی ہوئی جسّے ایک ہی لڑکا پیدا ہوا، بعد اسکے ولی محمد،
بسبب ناچاقی کے کہ درمیان اسکے اور اُسکے سسر کے واقع ہوئی
رنجیدہ ہو معہ اپنے لڑکے جسکا محمد علی نام تھا شاہ جہان آباد چلا گیا، چند سے
وہان ٹھہر دکھن کی طرف روانہ ہو کلبرگہ شریف مین جا رہا جب محمد علی صاحب
بالغ اور تحصیل علوم و تکمیل فضل و کمال سے فارغ ہوا اُس عالی مقدار کے
پدر بزرگوار نے سیّد معصوم صاحب کی لڑکی (سجّادہ نشین سیّد محمد گیسو دراز

جو شیخ نصیر الدّین چراغ دہلی کے مرید و خلیفون سے اور دکھن کے لوگون مین بلقب
بندہ نواز گیسو دراز مشہور ہی) کے ساتھ اُسکی کتخدائی کر دی اور آپ وہین
عالم بقا کا رستا لیا، محمد علی صاحب بعد انتقال والد مغفور کے اپنے قبیلہ سمیت
بیجاپور کے مشائخ پرے مین اپنے سالونکے گھر جارہا، پھر یہان سے کئی دن بعد معہ اپنے
اہل و عیال کرناتک بالا گھاٹ کا عازم ہو کر قصبہ کولار مین سکونت کیا، آخر چار لڑکے
شیخ محمد الیاس و شیخ محمد و محمد امام و فتح محمد یادگار چھوڑ سن گیارہ سی
نو ہجری مین اِس جہان سست بنیاد سے رحلت کیا اُس کا بڑا بیٹا شیخ الیاس
اپنے چھوٹے بھائیون اور سب خویشون کی تسلّی و پرورش مین مصروف
ہو کر سلامت روی کی چال چلا، بعد چندے فتح محمد وہان سے برخاستہ خاطر ہو
نلے حکم اپنے برادر بزرگ کے کرناتک پائین گھاٹ کی جانب روانہ ہوا اور محمد
الیاس اپنے بھائیون کو معہ ایک لڑکے کے جس کا چار برس کا سن اور
حیدر صاحب نام تھا گھر مین چھوڑ تنجاور کو گیا اور گیارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال
کیا، تب فتح محمد نے کہ شہر ارکات مین تھا تنجاور سے برہان الدّین پیرزادے کو
بلا کر اُسکی لڑکی کو جو ابراہیم صاحب کی سگی بہن تھی اپنی زوجیت مین اختیار کی
اور اپنی اہلیہ کے بھانجی کے ساتھ جو سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی امام صاحب
کے ساتھ شادی کروادی، بعد اِسکے وہ اپنی ستورا تون کو کولار مین
چھوڑ کر میسور کو چلا گیا، وہان دو سال مین اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک
شاہباز صاحب دوسرا ولی محمد نام جسنے دو برس کے سن مین انتقال کیا،
تب فتح محمد کا وہان دل نہ لگا معہ اپنے وابستون کے بالا پور کلان کا عازم ہوا، اب
سنہ گیارہ سی اُنتیس ہجری مین دیون ہلّی کے درمیان اور ایک فرزند
فریدون فر جمشید حشمت دارا شکوہ سکندر طالع ایسی ساعت کے بیچ کہ

آفتاب برج حمل مین تھا متولد ہوا جسکے وجود سے وہ خاندان نورانی و منور ہو گیا نام اِس ہمایون طالع کا حیدر شاہ رکھا گیا

القاب مستطاب نواب والا جناب
حیدر علی خان فردوس آشیان

نواب بہادر

یعنے سپہسالار مظفر فیروز مند دلاور صف شکن میدان جنگ طالب ناموس و ننگ قانون پیکار و حرب مین نہایت مشتاق فنون طعن و ضرب مین یگانۂ آفاق اور اسی لقب سے دکھن کے سب چھوٹے بڑے خاص و عام نواب حیدر علی خان کو بلاتے تھے

نہنداس

یعنے مرزا اور القاب سترگ امیر بزرگ حاکم باشکوہ و شان عظمت و حشمت نشان زیب مسند حکومت و شجاعت حامی شریعت و سلطنت صوبہ دار شہر سرا کا بادشاہ مرز و بوم کوترک کنترا کا سلطان حکمران ممالک جرکولی و کالیکوت کا جسمین کوچین ترا ونکور وغیرہ کئی ریاستین ہین

نواب بنگلور بالاپور باسا پٹن یابسنگر کا

مرزبان فرماندہ فرازستان و نشیبستان یعنے پہاڑون اور اُسکی ترائیون کا

بہادران بہادر

اور طرفہ ار فرمان فرما جزائر مالدیوہ کا جو گنتی مین حساب و شمار سے باہر ہین کہتے ہین کہ عددان جزیرون کا بارہ ہزار ہی

سجع نواب نامدار حیدر علی خان بہادر کا

بیت

بہر تسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

سکۂ حیدری یہ تھا

نایب دین محمد
حیدر آخر زمان
سنہ ۱۱۸۸ ہجری

ثانی
سلطان سکندر قاتل
کل کافران

From Scurry's Captivity under Navab Hyder Allie Khan and Tippoo Sultan.

جون اِن ورقون مین نواب حیدر علی خان کے سیر و اخلاق کی خوبیان لکھنے مین آئین ' اب اُس شیر صولت کی تھوڑی سی بیرحمی بھی جو دشمنون اور اسیرون کے ساتھ عمل مین آتی تھین ' کتاب اسکر بس کپطیو بطی (یا اسکری صاحب کی اسیری کے حال) سے لکھی جاتی ہی ' تا اُس کتاب کے پڑھنے والے مولّف کو طرف کشی کی تہمت نہ لگائین ' ع

ہنرہا بشس شمردی یک بیک آہو شس ہم بشمر

کپطان اسکری لکھتا ہی کہ ہم لوگون نے ایک مدّت تک فرانسیسون کی اسیری مین نوع بنوع کی اذیّت و مصیبت کھینچی ' آخر اُن سنگدلون نے ہماری قوم کے اسیرون کو جو ہان ہی نفر تھے کئی جہازون پر چڑھا دیا چھہ مہینے بعد ہم سب کے سب قلعہ گدّلور مین پہنچے ' جب یہان کچھہ دن کٹے تو ہم کو چیلمبرم مین جو مستحکم قلعون سے نواب بہادر کے ہی ' لیگئے ' وہان ہم اُس قلعے کے درمیان کیا دیکھتے ہمین کہ جا بجا سیکڑون آدمی بحال تباہ پڑے بلکہ مردے بن رہے ہمین ' مارے بھوک کے کتون کی تو ایسی بری حالت تھی کہ اگر ایک سڑی ہڈّی گندی جگہہ مین کہین پڑی دیکھتے تو بھوک کے مارے اُسکی طرف بھی ہاتھہ منہہ پھیلاتے خوراک ہم لوگون کی یہان یہہ تھی کہ فقط گاے کا گوشت اور موٹے چاول کھانے کو ملتے ' ایسی غذا اور لونی زمین کا باعث تھا جو ہمارے ساتھہ کے بہت آدمی رور و موئے ' اور اکثر تن و توش والون کو ہم نے دیکھا کہ گھڑی بھر کے تشنّج کے سبب اعضا اُنکے انکڑ کرشل ہو گئے ' خدا جانے فرانسیسونکو انگریزون سے کیا ایسی عداوت تھی جسکے باعث اُنھون نے ہمین ایسے ظالم کے حوالے کر دیا اور یہہ بھی تعجّب و حیرت کا مقام تھا کہ ہمارے ہم جنس بھائی ہماری رہائی سے کیون دست بردار ہوئے تھے ' لیکن حقیقت حال یون ہی کہ

اگر یزدون سے جو اِس امر مین غفلت واقع ہوئی وجہ اُسکی یہہ تھی کر وے آپ ہی
ہندستان کے درمیان تباہی اور مصیبت مین گرفتار تھے، پہر آپ ہی درماندہ سے
تو شفاعت کس کی کرین مستر اسکزی کہتا ہی کہ جب قریب دو مہینے کے ہم
اِس مقام مین رہے ہم مین سے انیس آدمیون نے لفٹنٹ ولسن کے
ہمراہ بہاگنے کا منصوبہ تہا ان کی کمّل جو اُن کے پاس تھے اُسے پہاڑ کر بطور
رسّے کے باٹنا، اُس کے سہارے سے وے سب شب تاریک مین اُس
حصار کی دیوار پر سے نیچے اُترنے کو تو اُتر گئے لیکن یہہ نہین جانتے تھے کہ کہان
جاتے ہین، آخر کو صبح کے وقت اُنیس آدمی توپکڑ آئے جن کی مشکین بندھی
تھین اور بیسوان شخص اُن مین سے، ایک ندّی پار ہوتے وقت پانی مین ڈوب
گیا، لفٹنٹ ولسن کو ننگا کر کے املی کی ایک ڈالی سے سخت سیاست کی گئی اور
باقی لوگون کے ہاتھ پانون مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائی بعد دو دن کے ہم کو
ایک بڑے محکم زندان مین لے گئے جہان ہماری ساقین چھید آہنی بیڑیان اُسمین
پہنا کر مقیّد کیا اور پاسبانون کا عدد دو چند کر دیا،

دو مہینے کے بعد حیدر علی خان نے حکم بھیجا تا ہمین بنگلور لیجائین، تب ہمارے
پیرون کی بیڑیان کاٹ دو دو آدمیون کے ہاتھ ایک ساتھ زنجیرون مین باندھ
اُس خرابی سے ہم کو ننگے پانون اُس قلعے سے لیچلے، ہم اپنے دل میں کہتے تھے
الٰہی دیکھیئے آگے کو اور کیا کیا تقدیر کا بدا ہی، اس حال مین ہم سب چھوٹے
بڑے برابر تھے مگر اتنا ہی فرق تھا کہ عہدہ دار اور سپاہی الگ الگ باہم بندھے
تھے، حاصل کلام انواع طرح کی زحمت و رنج اُٹھا کر اکیس دن بعد بنگلور جا پہنچے
قسمت سے وہان یہہ معاملہ پیش آیا کہ تین دن بعد اُس قلعے کے سردارون سے
کئی مسلمان اور برہمن ہمارے پاس آئے جنھون نے ہم لوگون کو تین فریق کیا، وہ

فریق جس کے درمیان مین تھا موضع بہرام پور کو روانہ کیا گیا جو بنگلور سے تین منزل ہی مجبور کیا کرین کچھ بس نتھا ہم دشمنون کی جدائی پر صبر کر با چشم پر نم و سینہ پر غم آپس سے جدا ہوئے جب وہان کے زندان مین جا پہنچے ہاتھ ہمارے کھولے گئے لیکن اُسکے عوض پیرون مین بیڑیان پڑین اور ہمارے کھانے کے لیئے دس دن تک تو یہان بھی وہی موٹے چاول تھے بعد اِس کے راگی یعنے منڑوا مقرّر ہوا لاچار کتنے تو ایسی غذا سے ناموافق کھا کھا مرتے بعد تین مہینے کے ہم مین سے پندرہ آدمی نوجوان کو جن مین ایک مین بھی تھا چن کر بیڑیان کاٹ اور یہہ بات کہہ بنگلور کو روانہ کیا کہ وہان تمھاری غم خواری خاطرداری کی جایگی الغرض بعد تین دن کے ہم وہان پہنچکر کیا دیکھتے ہین کہ ہماری طرح اور بھی کتنے نوجوانون کو اور اور زندانخانون سے لے آئے ہین ایک دوسرے کے دیکھنے اور آپس مین ملاقات ہونے سے خوش ہوئے جب ہم لوگ شمار کیئے گئے تو حساب مین باون آدمی تھے تین دن بعد وہان کے قلعہ دار نے ہم لوگون کو اپنے روبرو بلوایا اور ظاہرا شفقت و دردمندی کی نظرون سے دیکھکر کچھ بھلی بھلی ری دے کے یہہ کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہراسان مت ہو نواب بہادر تمھین اپنے لڑکون کی طرح جانتا ہی تم پر بدگمان نہین بلکہ مہربان ہی اُس شخص سے اتنا سن کر بعضے تو ہماری سنگت کے کچھ اور ہی سوچنے سمجھنے لگے اور کتنے غافل رہے خیر بعد اِس کے ہم کو سریرنگپٹن روانہ کیا اِس سفر مین زاد راہ ہمارے ساتھ بہت تھا اور چونکہ اب ہم بے قید و بند تھے راہ چلنا دشوار نتھا نو دن بعد جب سریرنگپٹن پہنچے تو ہم کو اُس قلعے کے دو دروازون مین تین ساعت تک بٹھلا رکھا تا وہان کے لوگ ہمین دیکھین چنانچہ اسی دیکھا دیکھی مین وہ ساعتین کٹین پھر ہم کو ایک چبوترے کے پاس لیگئے یہان بھی ہمارے

حال برسابق کیسی تواضع و مدارات و مہربانیان تھین ۔ بہرصورت ایک مہینا
کمال خوشی خرمی سے گذر چکا تھا جو کتنے حجّامون نے ہمارے پاس آکر یہہ
قصد کیا کہ ہمارے سر کے بال چھانٹ ڈالین جب اِس کام سے ہم لوگ سر چرانے
لگے تو وے ہم پر تقاضا اور جبر کرنے لگے کہ اتنے مین مسلمانون کا سا لباس و عمامہ
پہنے ایک شخص فرنگستانی نے جس کی بڑی بڑی موچھین تھین ہمارے
نزدیک آکر دوستون اور ملنسارون کے طور پر سلام کر کے یہہ ظاہر کیا کہ مجھے
بھی قلعہ دار نے اِسی کام کے انجام کرنے کے لیئے بھیجا ہی تا مسلمانون کے
طریقے کے موافق تمھارے سر وغیرہ کے بال ترشوانے مقدّوانے مین سعی
کرون اور اگر تم اِس امر کا انکار کروگے تو بھی جبراً قہراً یہہ فعل وقوع مین آئیگا ۔
تب تو اُس شفیق کی ایسی دوستانہ باتین سنکر لاچار اِس بار کو بھی
ہم لوگون نے سر جھکا کر اُٹھالیا ۔ یہہ رنج و وبال تو ہم نے گوارا کیا ہی تھا کہ پھر
ایک ہفتے بعد پھر دن چڑھے وہی لوگ دس بارہ خنگے مشتندے آدمی ہمراہ لیئے
آپہنچے ساتھ ہی اِس کے اُسی مرد فرنگستانی نے آکر ہمین جتا دیا کہ اب نواب نے
تمھارے ختنہ کرنے اور مسلمان بنانے کا حکم کیا ہی ۔ اگرچہ اتنا سنتے ہی اور
اُن سفّاکون کو مستعد دیکھکر ہمارے چہرون کے رنگ فق ہوگیئے ۔ لیکن سواے
تسلیم و رضا کے چارہ کیا تھا ۔ چنانچہ پہلے تو اُنھون نے ہم سبکے سب کو نشے والی
معجونین کھلا دین ۔ بعد اسکے ہر ایک کے واسطے ایک ایک چٹائی اور چادر
منگوائین ۔ تب اُن بوریاون پر ہمین دو قطار ہو کر لیٹنے کہا ۔ جب اُنکے کہنے بموجب
یے سب باتین عمل مین آئین تو کتنے نگہبان اور وے حجّام اور اُنکے ساتھ کے وہ
بارہ مشتندے ہمارے پاس آئے ۔ سب سے پہلے رنڈال کا دامن کو دھر پکڑ کر
ایک دیگ پر بٹھلایا اور سبکے سمت حجّام نافرجام نے اپنا کام سر انجام کیا ۔

الغرض اُن بیرحموں نے ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ یہ سلوک کیا، اِس حال میں بعضے تو مجنون کے نشے سے ہنستے اور کتنے روتے تھے، واقعی کہ ہماری ایسی مصیبت و دردکی حالت قابل دیکھنے اور رحم کرنے کے تھی، رات کے وقت کتنے پاسبان ہم پر تعینات ہوئے تا ظلم سے صحرائی بڑے بڑے چوہوں کے جو اُس ملک میں بہت ہیں ہم کو بچائیں، قصّہ کوتاہ دو مہینے بعد کتنی اذیّت و تکالیف اُٹھاکر سوا دو صاحبوں کے ہم سبکے سب چنگے ہوئے، جب یہ مراتب دین و اسلام کے پورے ہوچکے تب اُن لوگوں نے ہمیں مبارک سلامت کی بشارت دی کہ خوش رہو اب تم پیغمبر خدا کی اُمّت اور نواب عالیجاہ کے مقرّب حضرت ہوئے،

جو بندوں پر حالات نواب مغفور اور سلطان مبرور کے پوشیدہ نرہے، کہ وہ قدیم دشمنی جو ان دونوں عالی ہمّتوں کے دلوں میں قوم انگریزی کی طرف سے تھی (کیونکہ یہی لوگ مہمات دکھن کے مسخّر کرنے میں اُن بہادروں کے مزاحم تھے) اور وہ تعزیر و سیاستیں کہ انگریزی اسیروں پر ہوئی تھیں ممکن نہیں کہ اُن کی اخبار کا کوئی راوی انکار کرے، کیونکہ ستر اسکری کی ہزار! روایتیں انواع و اقسام طرح کی اذیّتیں بھری جن میں سے یہ قدرے احوال یہاں بیان کیا گیا، ایک شمّہ ہی اُن مصائب و محن کا جو حیدری قید و بند میں انگریزی اسیروں پر گذرے، اور ایک جرعہ ہی اُن تلخابوں سے جسے انگریزی قیدیوں نے اُس دور میں قدح قدح پیا ہی چنانچہ یہی حالات دفتر دفتر لکھے گئے ہیں، جیمس برشطو نے جو اپنی دس برس کی اسیری کی مصیبت لکھی ہی اور بھی ستر ڈونالڈ کنبل کا سفرنامہ ایک باب ہی اُس کتاب غم افزا کا، بہتیرے یہی بچارے مصیبت کے مارے قید کی حالت میں سختیاں کھینچ کھینچ

مرے اور کتنے لوگ نوع بنوع کے عذاب سے مارے گئے اکثر لڑائیون مین
فتح ہونے کے بعد انگریزون کے باقی ماندگان مجروح کم بچنے پاتے تھے، جنگ
کوہستانی مین جو بیلی کی لڑائی مشہور ہی انگریزون کی طرف کے ہزارون سپاہ
ہندوستانی و فرنگستانی قتل ہوئے، سیکڑون اسیر اور پابزنجیر کئے گئے، اور
کولیرم ندّی کنارے کرنیل بریتھوئت کی لڑائی مین بھی جیسے سلطان نے
فتح کی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر انگریزون کی جانب مارے پڑے، بقیۃ
السّیف گرفتار ہو آئے اور بڑی سختی و اذیّت کے ساتھ سریرنگپٹن بھیجے
گئے اگر موشیر لالی اُن کی شفاعت کے لئے درمیان نہ پڑتا تو باقی ماندون مین
سے ایک کی بھی جان نہ بچتی، القصّہ جن لڑائیون مین حیدری سپاہ کی فتح ہوتی
تو وے حریف کے مجروحون اور باقی ماندون پر ترحّم کم کرتے اور اسیرون پر
سیاست و تنبیہ بہت، اگرچہ اُن کی طرف سے کیسی کیسی سنگدلیان اور
بیرحمیان عمل مین آئین پران رحیم دل کریم نہاد انگریزونکی جانب سے بعد تسخیر
سریرنگپٹن کے نوازش و کرم لطف و احسان ہی نواب حیدر علی خان مغفور
اور پادشاہ شہید کی آل اولاد کے حال پر مبذول ہوا اور اب بھی ہوتا جاتا ہی
اور وے سب انگریزی حکومت کے سایۂ مرحمت مین بعزّت و حرمت آرام
و فراغت کے ساتھ خوش و خرّم زندگانی بسر کرتے اور اُس سرکار دولتمدار کی
ترقّی جاہ و اقبال ابد اتّصال کی دعاگوئی و شکرگزاری مین اشتغال رکھتے ہین،

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرمانا شاہ عالیجاہ ٹیپو سلطان کا دکھن کے تخت سلطنت پر اور لشکر کشی کرنا جنریل لانک اور جنریل اسطوارط کا واند بواش کی طرف ،

جب آفتاب جاہ و جلال نواب ہمایون فال کا وسط السماے عروج و کمال سے ہبوط و زوال کو پہنچا تو جتنے ملازمان سلطنت اور مقربان دولت جیسے غلام علی خان شوشتری ، عبد المجید خان کابلی سردار خان اور اسد اللہ خان قندھاری محمد علی کمیدان ، بدر الزمان خان مہا مرزا خان محمد رضا خان حیدر علی بیگ سید حمید خان غازی خان ابو محمد پورنیا کشن راو ، وغیرہ جو اُس وقت حاضر تھے ، سب کے سب وفاداری و خدمت گزاری کی شرطین بجا لائے اور کارخانہ سلطنت کو ابتر نہ ہونے دیا اور نظم و نسق امورات ملکی کا اُسی طور و ضابطے سے بحال رکھا جیسا نواب مغفور کے حین حیات جاری تھا ، اُسکے جنازے کو راتون رات خفیہ بڑی اہتمام سے سر برنگپتن لے پہنچایا ، وہان درمیان لال باغ ، متصل ایک بڑی مسجد کے مقبرۂ عظیم الشان مین جسکی تعمیر کے واسطے نواب مغفور نے پائین گھاٹ جاتے وقت حکم دیا اور اِن دنون طیار ہو چکا تھا ، مدفون کیا ، اور مصلحت وقت جان کر فی الحال شاہزادۂ خرد صفدر شکوہ عرف کریم شاہ کو باپ کی جگہ تخت حکومت پر بٹھایا ، اِس نونہال دولت و اقبال نے ایسا بند و بست و انتظام مہام ملکی کا کیا اور مراتب و مناصب کو ارکان دولت کے بحال و برقرار رکھا کہ مطلق نقصان و اختلال اُس مین نہ آیا ، خاص و عام کیا لشکری کیا ملازمان سرکاری سب کے سب ایسے آسودہ و مرفہ

الحال رہے جیسے نواب مغفرت مآب کے وقت مین تھے چنانچہ اُس کریم نہاد کے حکم سے ممالک محروسہ کے عہدہ دارون اور فوجدارون کی تسلّی واطمینان کلّی کے لیئے حیدری دستور کے موافق تنخواہ تقسیم ہوئی اور اُسی دن مقام نیلور اور انگریزی لشکر کی جانب دو دو ہزار سوار بھیجے گئے بعد اسکے سہا مرزا خان کو شاہزادۂ بزرگ ٹیپو سلطان کی خدمت مین کر اُن دنون کو ننباتور اور پالیگھات کی نواح مین تھا معہ ارکان دولت کئی عرضیون کے جن مین اس رودادکا حال اور یہہ التماس مندرج تھا کہ حضرت جلد تربسعادت واقبال اس طرف کا عزم فرمائین روانہ کیا ‘ اگرچہ شاہزادۂ گرامی منش نے مرزا موصوف کے آنے اور صورت ماجرا معلوم کرنے کے بعد خلوت مین اُس اخلاص مند وفادار سے لشکر کے سردارون کا حال بخلف پوچھکر دلجمعی تمام حاصل کی لیکن کریم شاہ کے جلوس سے سلطان کو بڑا خلجان رہا ‘ بہرحال چون تائید الٰہی پہنچ چکی تھی ہردم طالع یاور اور بخت راہبر یہہ مژدہ سناتے تھے ‘

قطعه

ہمین بنہ پای عزیمت در رکاب ای شہریار ‘
تا دوداند در رکاب دولتت فتح و ظفر
شاہباز از صعوہ نہراسد میندیش از حریف
چون ترا اقبال یار است وسعادت راہبر

بناچار وہ ہمایون اختر اُن دعاگویان دولت کا التماس قبول کر جلد لشکر مین آداخل ہوا ‘ باتفاق سردار اور عہدہ دار شاہزادہ کریم شاہ معیت استقبال کو آ کے دست بوسی مین مشرّف وسرفراز ہوئے ماتم پرسی کی رسمین ادا ہونے کے بعد ‘ ساعت سعید اور شروع سال گیارہ سی ستانوّے ہجری مین بروز

یکشنبہ اُس فخر سلطنت نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا ' اُمراے دولت اور رؤساے ریاست نے تہنیت و مبارک بادکی شرطین ادا کرکے نذرین گذران عرض کیا '

بیت

شہا ہم سبھی ہین تیرے خیر خواہ   سلامت رہے تیرا تخت و کلاہ

اُس عالی گہر جوہر شناس مردم نے بھی ہر ایک کو اُن کی جان نثاری اور حسن خدمت کے درجون کے لایق الطاف خسروانہ سے سرفراز کرکے قدر و منزلت بخشی ' پھر جشن نشاط اور بزم انبساط کی طیّاری کے واسطے حکم کیا '

مثنوي

سران سپہ محفل آراستند   ہمہ دست بر سینہ برخاستند
بگفتند کای شاہ گردون سریر   ہمہ چاکرانیم فرمان پذیر
سر ماست بر خط فرمان بری   ز تو حکم کردن ز ما چاکری
تنِ ما سرشتہ از آتش و آب و خاک   فدای ہوا خواہیت جان پاک
چو سلطان لقب یافتی از نخست   کنون تخت و تاج شہی زان تست
پسر در جہان آن بود نیکنام   کہ برتر نہد از پدر چند گام
ز رخسار چون ماہ برکش نقاب   نہان چند داری با بر آفتاب
چو ایزد ترا داد فر شہی   بتقدیم فرمان مکن کوتہی
سکندر صفت ملک تسخیر کن   سر دشمنان زیر شمشیر کن
بزن سکّہ خویش بر سیم و زر   کہ از سکّہ نام شہان شد سمر
بسر جای دہ تاج شاہنشہی   بنہ پای بر تخت فرمان دہی

بفتح و ظفر پای نه در رکاب جهان گیر شو چون بلند آفتاب
سپه نامداران و گردن کشان پی خدمتت تنگ بسته میان
اگر حکم سازی بوقت وغا چو جوهر در آهن بسازیم جا
بفرمانت ای شاه مالک رقاب بدریا بتازیم همچون حباب
بفرمانت ای شه در آذر رویم نداریم غم چون سمندر رویم
باقبالت ای سرور دین پناه ربائیم از فرق کیوان کلاه
خدایا ور و بخت یار تو باد جهان از کرم زیر بار تو باد
سریر تو بادا سپهر برین سم مرکبت باد تاج زمین
سرحا سدان زیر پای تو باد همه عیش عالم برای تو باد

شاعران شیرین زبان اور ندیمان رنگین بیان سے لآلی نظم و نثر نثار کیا اور اُس جوان بخت ستوده سیر نے صله و انعام سے اُن کے دامن مراد کو بھر دیا، بعد گذرنے ایام عیش و طرب کے سلطان عالی تبار عدالت شعار نے مہمّات ملک کے انتظام و بندوبست پر توجہ فرمایا، قلعه دارون اور عمل دارون کو شقّے بھیجکر امیدوار و قوی دل کر ہرایک کو بطور قدیم اُن کے منصب و عہدے پر قائم رکھا، اِس اثنا مین فرانسیس کے سپہسالار نے مشیر بلیش کے ہمراہ دو ہزار فرنگی جوان حضور فیض گنجور مین روانہ کیا، اب سلطان گیتی ستان امور سلطنت کے ضبط و ربط سے فراغت کر مع لشکر ظفر پیکر کاویری پاک کو رونق افزا ہوا، جب اُسے یہہ خبر پہنچی کر جنریل اسطوارٹ اور جنریل لانگ انگریزی لشکر کے سرغنه جنگل پیتا کی راه سے مقابلے کے ارادے فوج لے واندیواش مین آپہنچے تو وه بہادر فوراً اپنی ساری فوج دریا موج معیت دوشی ماسیرو کے رستے غنیم کی مدافعے کے واسطے روانه ہوا اور واندیواش سے تین کوس ورے آپڑا، دوسرے

دن بآئین شایستہ میمنہ میسرہ قلب آراستہ کر توپخانہ سامہنے جما آمادۂ کارزار و
پیکار ہوا، اگرچہ عہدہ داران انگریزی اپنی سپاہ لیکر لڑنے کو طیار ہوئے، پر اُس
کے لشکر جرار کی جماوت و آراستگی اور فرانسیس کی پرابندی دیکھ دیکھ اُس
دن لڑنا مناسب نہ سمجھکر اپنی جگہہ پر جمے رہے، اُسکی صبح کو گورنر مدراس کے
حکم بموجب وانڈیواش کا قلعہ توڑ بالکل سامان و اسباب لے مدراس پھر گئے،
سلطان نے بھی وہان سے کوچ کر نرپاتور کی نواج مین آمقام کیا، اتنے مین جاسوس
خبر لائے کر ایاز خان نواب مغفور کا لےپالک جسے اُس مغفرت مآب نے نگر اور
کوڑیال بندر و غیرہ ممالک کی فرمانداہی دی تھی، اِن دنون نمک حرامی کی راہ
سے وہان کے سب قلعے انگریزون کے حوالے کر آپ لواحق واسباب اور بہت سا
سامان وزر وجواہر سمیت جہازپر بیٹھ بمبئی کو چلا گیا اور انگریز اُن ملکون مین متصرف
ہوے، اور اور بدخواہان قابو جو کر اسی تاک مین تھے ہرایک ناحیہ سے بغاوت
کے ہاتھ پانوٗن پھیلا رہی فتنہ و فساد ہین چنانچہ آنجی شامیا سرکاری ڈاک
گھرکے سردار نے وہان کے قلعہ دارون سے ملکر اپنے آقا کے تباہ کرنے کے
منصوبے برپا ہنگامہ مچایا ہی، اور سید محمد خان نے بھی جو نواب عبد الحلیم خان
کڑپے کے پٹھان کا داماد ہی قابو پاکے پیادہ و سوار جمع کر مچھلیپٹن کے انگریزون
سے کڑپے کی تسخیر کے مقدمے مین قول قرار استوار کر اُس اطراف مین
فتنہ فساد برپا کر رکھا ہی،

متوجّہ ہونا رایات نصرت آیات سلطانی کانگرا ور کوڑیال بندر و غیرہ کے استرداد کو لوٹ لینا لشکر ہنبشی کی ایک ٹولی، صلح مقرّر ہونا سلطان اور انگریزون کے درمیان، انتقال کرنا محمد علی شجیع کا،

جب سلطان عالی جاہ نے ایاز ناممحود کے فتنہ اُٹھانے اور نگر و غیرہ ملکون مین انگریزون کے دخل کرنے اور دار السّلطنت کے قلعدار کے باغی ہونے کی خبر سنی تو بہ نہادون کے شرو فساد مٹانے کا قصد کر بدر الزمان خان کو سات ہزار تفنگچیون کے ساتھ، اور صلابت خان و میرزا غضنفر بیگ بخشی کو چھ ہزار ساحدار، اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر معین الدّین بہادر سپہسالار کے ہمراہ پائین گھاٹ کے سرکشون کی زیادتی اور خیرہ سری گھٹانے کے واسطے تعینات کیا، اور خود اپنی فوج دریا موج کو ساتھ لے چنگم گھاٹ پار ہو محمد علی شجیع کو اُس کی جمعیّت سمیت دار السّلطنت کے بند و بست اور بد سگالون کے نکالنے اور جان نثار نمک حلالونکو اُنکی جگہہ پر بٹھالنے کے لیئے پیشتر روانہ کردیا، بعد اِس کے میر قمر الدّین خان بہادر کو معہ لشکر انبوہ، سید محمد خان کے ہٹانے کے واسطے کل اختیار دے کر کڑپہ کی طرف بھیجا، اور آپ دیون ہلّی مدگیری صوبہ سرا کے رستے فوج و حشم سمیت کوچ کر چیتل درگ مین جا ڈیرا کیا، یہہ خبر سن کرد و لتخان وہان کا فوجدار اپنے اعوان و انصار کو ہمراہ لے دولت خواہی کی راہ سے بارگاہ عالم پناہ مین آحاضر ہوا، سلطان بلند اقبال نے اُس کے حال پر کمال نوازش فرماکر نو اُسے خلعت دے کر بحال کیا اور آپ وہان سے آگے کا عازم ہو نگر گھاٹ

کے میدان مین جا نزول فرمایا ، اُدھر محمد علی جو حضور سے دار السلطنت کے نظم نسق کو بھیجا گیا تھا کوچ بکوچ بنگلور کے رستے جا کر کڑی گتے کی پہاڑی تلے ایک ندی کے کنارے اُترا اور اُس نے چالاکی یہ کی کر اُس بغاوت شعار قلعدار کو گرگ آشتی کی راہ سے برفق و مدارا یہ پیغام کہلا بھیجا چونکہ مجھے کل صبحدم حسب الحکم سلطان کے کرک کے بند و بست کو جانا ہی اِس لیئے مین چاہتا ہون کر اگر ممانعت نہو تو ذرا آج کی رات تنہا اپنے گھر جا کر اہل و عیال کو دیکھ لون ، قلعدار نے اُس کی ان باتون پر اعتماد کرا اُسے نروکنے کی قلعے کے پاسبانون کو پروانگی دی ، جب اِس حکمت عملی سے ، محمد علی نے اپنا منصوبہ پورا کیا تب اُس نے شب کے وقت اپنے سب جوانون سمیت دریا پار ہو حصار کی دیوار پاس بہادرون کو گھات مین بٹھلا انھین تاکید کر دیا کہ خبردار جب مین قلعے مین جا کر کرنا پھونکون ساتھ ہی اُسکے تم جھٹ پٹ اندر چلے آنا اور قلعے کی برجون دیوارون کے اوپر حفاظت و پاسبانی پر مستعد ہو جانا ، اُن کو اِس طرح تعلیم کر آپ پچاس دلاور سپاہیون سمیت قلعے کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور کرنا بجانا شروع کیا نگہبانون کو قید کرا اُن کی جگہہ پر اپنی سپاہیون کی چوکی بٹھادی ، اور اِتنے مین وے گھات والے بہادر نفیر کی آواز سن کر فوراً ایک بارگی قلعے پر ٹوٹ پڑے اور جا بجا چوکی پہرے مین بٹ گئے ، تب اُس شجاع نے چالاکی و جرأت کر اُس قلعدار اور ڈاک کے سردار اپچی شامیا وغیرہ ہنگامہ آرا سرکشون کو اُن کے گھرون مین گھس کے گرفتار کر لیا اور بعضون کو سلطان والاشکوہ کی والدۂ ماجدہ کے حکم سے توپ کے منہہ پر اُڑا دیا اپچی شامیا کے شریکون کو دار پر کھینچا اور اُس مفسد کو طوق و زنجیر کر لوہے کے پنجرے مین مقیّد کیا تا وہ دم واپسین تک اِس دار مکافات مین نمک حرامی کا خمیازہ کھینچے ، بعد اِس

سے کے وہ بہادر دار السلطنت کی قلعداری سید محمد خان مہدوی کے حوالے اور قلعے کی پاسبانی اسد خان رسالہ دار کے ذمے جو مرد دلیر اور صاحب تدبیر تھا سونپ کر اپنی جمعیت سمیت حضور مین آ پہنچا، جب اُس نے شرح وار اس روداد کو گزارش کیا سلطان نے اُس کی خدمتگزاری سے نہایت خوش ہو کر الماس مال مروارید اور خلعت فاخرہ اُسے عنایت فرما اُس کے دوسرے دن گھات کے پار جانے کا حکم کیا، چنانچہ جوانان طالب نام و ننگ تیلے کی اُن راہون کو جنھین انگریزی سپاہ نے توپ و تفنگ سے بند کر رکھی تھی چھوڑ کے کاوادے کر دوسری طرف سے چڑھ گئے اور اُن کے پیچھے جا کتنی شلکین مارین لیکن انگریزی لشکر اپنے بچاو کے لئے ایک جگہہ مجتمع ہو کر بڑی چالاکی سے صحیح سلامت قلعے کے اندر پہنچ گیا، تب سلطان گیتی ستان کے بہادران جان نثار قلعے کو محاصرہ کر مورچے لگا حصار توڑنے پر مستعد ہو گئے، قضاکار ایک پتھر اُن پتھرون سے جنھین مورچے سے بارود کے زور سے قلعے پر مارتے تھے مورچے پر قلعے کے جس کی دیوار کے نیچے ایک کوا تھا جا گرا جسے اُس النگ کی دیوار ٹوٹ کر سب کی سب کوئے مین جا پڑی کنوا ان بھر گیا، تب تو قلعے والے بے آبی کے سبب پانی پانی کرنے لگے، آخر جب وے نہایت بے تاب ہوئے تو ایک دن رات کے وقت قریب ایک ہزار تفنگچیون کے ہمراہ، دو تین ہزار مزدور اور کتنے اور لوگ وہان کے رہنے والے، تانبے پیتل کے بڑے بڑے گھڑے لیئے قلعے سے باہر نکلے اور اُس تالاب سے جو قلعے کے نزدیک تھا شب تار مین پانی جو اُن کے لیئے حکم آب حیات کا رکھتا تھا لیگئے، یہہ خبر سن کر فوج سلطانی نے دوسری رات کو اُس تالاب کی راہ روکی، قلعے والے پھر بدستور سابق آئے اور پانی

لیجانے کے اضطراب مین ہرچند بادل کی طرح اِدھر اُدھر بہت گھومے، لیکن
برق اندازون کے ہاتھہ سے بعضون نے شربت مرگ پیا اور بعضے
دستبرد دلیرون کی دیکھہ آبرو سے ہاتھہ دھو بپاے گریز قلعے مین جا گھسے
اور آخر کو بعد کئی دن کی لڑائی کے اُن لوگون نے قلعہ سلطانی ملازمون
کے حوالے کر دیا، تب سلطان وہان سے فوراً کوڑیال بندر کی طرف روانہ ہوا
اور راہ مین انگریزون کی فوج کو جسکا سرلشکر جنریل کیمل قلعہ نگر کی مدد
کے لیئے بہت سی رسد لیئے آتا تھا اُسنے گھیر لیا اور پالیکار کے سوارون
کو لوٹ کا اسباب معاف اور غارت گرون و سلحدارون سے گھوڑے
پیچھے جو مارے پڑین دو دو سو روپیہ کا وعدہ کر کے اُنھین فوج کے
تاراج کرنے پر قوی دل کیا، اور تفنگچیون بیدلون باندارون نے اُن دونون
تالاب کی راہ پر جو میدان جنگ سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھے بہ موجب حکم کے
توپ خانہ لگا گولے مارنے لگے بہیر و بنگاہ مین ہاڑ ڈالنے کے واسطے چابک دست
غارت گر سوار تعینات ہو گیئے، اور سلطان خود آپ کتنے خواص اور خاص سوارون
کو ہمراہ لے جنگ قراولی مین مشغول ہوا لیکن جنریل کیمل نے دو پہر دن
تک بڑی جوانمردی و جرأت سے ہنگامہ کارزار کو قایم رکھا، آخر کو باروت گولے کی کمی
اور پانی کی نایابی کے باعث اُسکی جمعیّت جو چار ہزار سپاہی ایک ہزار دو سو
گورے کی تھی ٹوٹ گئی، اور اُسنے بڑی شکست اُٹھائی، تب تو سلطان اقبال
نشان اُس فوج کا سب کا سب جنگی اسباب و ساز و سامان اپنے قبضے مین کر لیا، بہادر
جان بازون کے ہاتھون مین سونے کے کڑے ڈلوا دیئے اور بدک الماس اور مالہ
مروارید عطا کئے، بعد اُسکے جلد آگے کوچ کر ایک ہی حملے مین شہرپناہ
لے سپاہ ترقّی خواہ کو قلعہ محاصرہ کرنیکا حکم دیا، اُن کارآزمودہ خانہ زادون نے

تھوڑے ہی عرصے مین باوصف ایام بارش کے کہ اُن دنون شدت سے تھی مورچے متعدد مضبوط بنا تفنگ و توپ اور بان کی آتش زنی شروع کر دی اور دریا کے رستے رسد آنے کی راہ بند کر لی، اہل حصار نے برجون کنگرون پر از دحام کر مردانہ کوششین کین، اور دو تین مہینے تک دلیری و دلاوری کی داد دین، آخر کار ایام محاصرے کی درازی اور رسد کی کمی سے لاچار ہو حضور مین ایک قاصد کو بھیجکر امان مانگی اور سلطانی دولت کے سائے مین آکر پناہ لی، ہر ایک نے موافق اپنے مرتبے کے درجہ و عہدہ پایا اور اطاعت و بندگی اختیار کی، جب منگلور اور بنادر وغیرہ سلطان کے تحت فرمان آ گئے، تب افواج سلطانی بفتح و ظفر کورگ اور بال کی جانب پھری، ان دنون کے بھاری واقعات سے ایک یہ بھی کہ محمد علی شجیع جو خاص جان نثارون اور ترقی خواہون سے تھا اِس منزل فانی سے عالم جاودانی کو رخت ہستی لے گیا اور خیر خواہون کے دلون پر قلق و غم کا صدمہ دے گیا، حاصل کلام بعد اِس قضیے کے سلطان گیتی ستان نے اُس اطراف کے قلعے اپنے خیر اندیشون کے حوالے کر اور بدرالزمان خان کو کہ سید صاحب کے لشکر سے گوڈپور کی لڑائی کے بعد جکا ذکر اُسکے مقام پر کیا جائگا بلوا بھیجا تھا الک نگر کی فوجداری دے کورگ کا عزم کیا، انہین دنون مین مسٹر شبلرزو اور کرنیل والس نے گورنر مدراس کے حسب الحکم حضور مین آن کر دوستی و اتفاق کی بنا قایم کرنے مین کوششین کین اور بہت سے نادر و بیش قیمت جواہر کی نذرین دین، اور تقریر معقول و سخنان شستہ بیان کر گرد ملال و غبار نااتفاقی کو خاطر انور سے دھو دیا، اِس طرح وے صلح کی بنیاد محکم کر نواب محمد علی خان کے بھائی عبدالوہاب خان کو جو دارالسلطنت مین قید تھا اور اہل فرنگ کے اسیرون کو ہمراہ لے فایز المرام

پھر گئے، جب سلطان کو اِس مصالحے کی جہت سے اطمینان حاصل ہوی تو اُسنے ممالک محروسہ کے سرکش قلعہ دارون اور عاملون کو بر طرف کرا پنے دارالسلطنت کی جانب کوچ کیا، قلعۂ بال کی نواح میں پہنچ اُسے بنام مظفر آباد مخصوص کرایک پردل قلعہ دارکو وہان مقرر فرمایا، کو رگ کی چھاونی کی سرداری پرزین العابدین خان مہدوی کو جو خاص ترقی خواہ دولت تھا سرفراز کرا اوّل تو اُس پران اطراف کے باغی و سرکشون کی تادیب و تعذیب کے لیئے قدغن کیا بعد اِس کے قلعۂ پر کرا کا جو صوبہ نشین تھا ظفر آباد نام رکھکے اُس مین خان موصوف کے تئین اقامت گزین ہونے کو رخصت فرمایا، اور خود بدولت و اقبال دارالسلطنت کو روانہ ہوا، ارکان مملکت اکابر و اشراف، سادات سب اہالی موالی استقبال کے لیئے آحاضر ہوئے اور جلو فیروزی پرتو کے ساتھ ساتھ بارگاہ عالی مین پہنچ کر الطاف سلطانی سے مفتخر و مباہی ہوئے، اِس کے بعد اُس والامقام نے فوج و رعیت اور کار خانجات شاہی کے بندوبست و انتظام کی فکر کر سرنوشہریاری و فرمانروائی کے ضوابط و قوانین ایجاد کیئے، لشکری و جنگی اصطلاحون کو جو نواب مغفور کے ایام سلطنت مین فرانسیسی زبان مین تھین اُٹھادیا اور زین العابدین شوشتری کی تجویز سے جو سگا بھائی ابوالقاسم خان مخاطب بہ میر عالم نائب نواب نظام الملک کا تھا، لشکری قواعد کے الفاظ موافق اُن اِصطلاحون کے جیسا سنے فتح المجاہدین مین لکھا ہی، فارسی و ترکی مین بدل دیئے،

بیان اُس جوانمردی و بہادری کا کہ میر معین الدین بہادر عرف سیّد صاحب سپہسالار سلطانی سے جو پائین گھات مین تھا ظاہر ہوئی اور احوال اُس جنگ وجدال کا جو اُس مین اور انگریز و فرانسیس مین واقع ہوی اور حضور اعلا مین طلب ہونا اُس کا بعد مقرّر ہونے مصالحہ سنہ گیارہ سی ستانوّے ہجری کے

اتنا یاد رہے کہ سیّد صاحب اپنی فوج سمیت اُن دنون والپندل ندّی کے کنارے تھا جب سلطان گیتی ستان دارا سلطنت کو روانہ ہوا، حضور مین جاسوسون نے خبر کی کہ جنریل لانگ بہادر کرور اور ڈندیگال کی تسخیر کے ارادے لشکر لے ترچناپلی سے روانہ ہوا، یہہ خبر پہنچتے ہی پہلے تو بدرالزّمان خان بموجب حکم عالی کے تفنگچیون کے بارہ رسالے اور توپین لے اعدا کی سرکوبی کو گیا، پیچھے سے موکب شاہی بھی روانہ ہوا، جب خان مذکور الغاردن ترور پالے مین پہنچا، مقام کرور کا قلعہ دار عثمان خان کشمیری باوصف سپاہ و ذخیرے اور جنگی اسباب کی بہتایت کے بزدلی کی راہ سے قلعہ جنریل موصوف کے حوالے کر آپ روشن خان اور سرپت راو کے پاس جو نائرون کی تنبیہہ کے واسطے مقرّر ہوئے تھے جا کر ملتجی ہوا، ادھر جنریل نے اُس قلعے مین اپنا تھانا بٹھاوہان سے کوچ کر قلعہ ارواکرچی کو محاصرہ کر اُس کے لینے کا قصد کیا، تب خان سطور نے اُس پر تاخت کر امراوتی ندّی کے اُس پار اپنی فوج سمیت ڈیرا کیا، جنریل بہادر یہہ خبر سن مورچہ چھوڑ دریا پار جا مقام کیا، پھر دوسرے دن جب اُس نے سلطانی جمعیت کو کم دیکھا بے کھٹکے قلعے کو گھیر توپین مارنی شروع کی تب خان موصوف نے اپنے رسالہ دارون مین سے قمرالدین خان

قابلی کو معہ اُس کی فوج چن کر مراتب قلعہ داری اور دفع اعادی کے باب مین
تقیّد کر ہمت۔ خان بختری اور بہیر علی بیگ کے رسالے ہمراہ دے رات کے وقت
روانہ کیا، جب یہ دونون رسالدار بڑی ہمّت و شیر دلی سے انگریزی ہراول
پر حملے کر قمر الدّین خان کو اُس کی جمعیت سمیت قلعے مین پہنچا کر پھرے، تو جنرل
نے اِس کمک کے پہنچنے کا حال معلوم کر بڑے قدغن سے اپنے لشکریون کو ایسا
حکم دیا کہ اُس کے توپچیون تفنگچیون نے چھ ہی ساعت کے عرصے مین
اُس قلعے کی دیوار کو ایک طرف سے ڈھا کر قلعے والون پر ہلّا کیا محصورون نے
ہر چند اُن کے دفع کرنے مین کوششین کین کچھ مفید نہوئین، سب کے سب
مارے پڑے، انگریز فتح ہونے کے بعد قلعے کا بند و بست کر خان مذکور کی فوج
کے مقابلے کو آئے، وہ غریب بھاگ کر لشکر میں جا داخل ہوا، بدر الزّمان خان بھی
فوج انگریزی کا سامہنا نکر سکا، لاچار ڈھر اپور چلا گیا، لیکن روشن خان اور سرپت
راو اُس لشکر کے گرد بگرد لوٹ لات مین لگے رہے اور سیّد صاحب نے چار
پانچ دن بعد وہان پہنچکر کڑور کے قلعہ دار عثمان خان کشمیری کی نمک حرامی کا
قصور ثابت کر اُسے سولی دی، بعد اِس کے لشکر انگریز کے دفع کرنے کو
فوجین آراستہ کین اِسی درمیان مین فرانسیسی سپہدار موشیر بھوسی کا ایک خط
اُسے آ پہنچا اِس مضمون کا کہ انگریزونکا لشکر لڑنے کے قصد پر گوڈپور مین
چلا آتا ہی، سو تم بھی جلد اپنی جمعیّت سمیت یہان آ پہنچو تو ہم دونون مل کے پہلے
غنیم کو مار نکالین بعد اس کے اُس اطراف کے بند و بست کو چاہین، سیّد صاحب
بہادر نے اِس خط کے پاتے ہی روشن خان اور بدر الزّمان خان دونون سردارون
کو بلا کر تاکید کی کہ بہادرو خبردار تم قرار واقعی ہشیار و چوکس رہنا ایسا نہو کہ
پھر بھی دشمن کی سپاہ یہان کی رعیّت پر کچھ اذیّت پہنچاے بعد اِس کے

اُس نے نانگکار پتی کے رستے ہو کر تو نیم سلی مین پہنچ ایک دن مقام کیا ' اُسی دن جاسوس خبر لائے کہ کریلم گڑھی مین انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ جمع اور طیّار ہی اور پاسبان اُس مین تھوڑے سے ہین ' وہ بہادر یہ خبر سن اپنی فوج ہمراہ لے محاصرے کے ارادے اُس گڑھی کے گرد بگرد جا پڑا ' اُس گڑھی کی یہ صورت تھی کہ اُس کے اِدھر اُدھر کاویری ندّی کی کھاڑیان بہتی تھین ' اہل حصار اگرچہ ایک سو تیس سے زیادہ نتھے لیکن حریف کے ٹالنے مین نہایت کوشش بجالائے ' آخر سیّد موصوف نے سواران غارتگر کو حکم دیا تامعہ توپون اور سیڑھیون کے جاکر گڑھی مسخّر کرلین اور انگریزون کے تھانہ دارون کو آرواکرچی کے مقتول تھانہ دارون کے بدلے تہ تیغ کرین ' اُدھر قلعہ والے چونکہ مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اُسی رات کو اپنا کچھ اسباب و ضروری چیزین لے باقی مین آگ لگا ترچناپلی کی راہ لی سیّد موصوف وہان سے کوچ کرکو ڈپور کو گیا ' اور خان سطور رسالے اور توپین موشیر بھوسی کی کمک کو قلعے مین بھیج آپ معہ سوار و پیادے کے سلمبر کی راہ سے روانہ ہوا ' سخن مختصر انگریزون کا لشکر جنرل اسطوارٹ کی سرکردگی مین پلچری اور ناگور کے رستے الغارون آکر قلعے کے پچھم کورتے ندّی کنارے اُترا ' فرانسیس ملازم سلطانی اپنے ڈیڑھ ہزار سوار بارہ توپ معیت انگریزی فوج کے پائین مین قلعے کے سامھنے آمادہ کر رکھا تھا ' سلطانی رسالے خان سطور کے حکم سے فرانسیس کے ہراول کے دہنے ہاتھ ایک دمدمہ بنا اُترے ' بعد دو روز جنرل بہادر اُس پہاڑی پر جو سامھنے تھی رات کے وقت توپین چڑھا جب اُن کے سر کرنے مین آمادہ ہوا تھا کہ اِتنے مین صبح کی پہلی ساعت مین مدراس کی جانب سے ایک جہاز آپہنچا جسے تین گولے قلعے کی طرف آئے ' دمدمے پر کے لوگ تو جہاز کے دیکھنے

مین مشغول تھے کہ اچانک اُس تیکرے سے علی التوّاتر کتنی توپین چلین اور
انگریزون کی فوجین فرانسیس کے غول اور رسالطانی رسالون پر تاخت کر کے
نزدیک آگئین یہہ حال دیکھہ فرانسیس کے سوار طیّار ہوکر توپون کو وہین چھوڑ قلعے
کی طرف پھرے، اور رسالون کے لوگ بھی توپین چھوڑ چھاڑ دریا کی
سمت بھاگ نکلے، لیکن بہادر خان رسالہ دار اور رہبر علی بیگ بڑی بہادری و دلیری
سے اپنے رسالے کی توپین لے قلعے کی کھائی پر آ پڑے انگریز اُن دمدمون پر قابض
ہو گئے فرانسیس کے سپہ سالار نے جب کھیت کا یہہ رنگ دیکھا تو اپنے
ڈیرھ ہزار فرنگستانی جوانون کو آراستہ و مسلّح کر بغیر توپ موشبر پنلش
اور موشبر کرمیو کرنیل کے ہمراہ انگریزون کے دفع کرنے کو مقرّر کیا، تب تو
فرانسیسون نے بازوے جوانمردی سے عرصۂ کارزار مین بڑی داد دلیری کی
دی اگرچہ انگریزون کی سپاہ نے کتّھم چار ہزار تھی مارے گولون کے بہتون کو
کشتہ و خستہ کیا فرانسیس کے سردار بھی خوب ہی لڑے،

مثنوي

نتھی جنگ جو شان تھا دریاے چین — تھلکتی تھی جیسے سراسر زمین
اُڑے تھی زبس گرد کھاپیچ و تاب — نہ خورشید ظاہر تھا نہ ماہتاب

پھر بھر تک ہنگامہ کشت و خون کا قائم رہا، آخر تفنگ اندازی سے دست بردار
ہو سنان لے لے جوان پل پڑے طرفین سے ایسی کشش و کوشش وقوع
مین آئی کہ چرخ تیز رفتار اپنی چال بھول گیا، روئین تنون کے تگ و تازکی
دھمک سے زمین کے روئین کھڑے ہو گئے، مقتولون پر اُس صف جنگ کے
ایام پر نیرنگ باوصف سنگدلی کے پھوٹ پھوٹ رودیا، جلاّد فلک خونریزی
کی کثرت دیکھہ حصار بنجم مین جا چھپا، القصّہ دو ساعت تک ایسی سخت

لڑائی ہوئی کہ انگریز مقابلے کی تاب نہ لاکر پسپا ہوئے، تب تو ادھر سے میمنہ میسرہ سے کرناٹک کی فوجین پہنچکر فتحیاب ہوئین فرانسیسون مین سے پانچ چھ سی آدمی جو بچ رہے تھے قلعے مین پھر آئے، اور یہان سے اعدا کے مدافعہ کو ایک بڑی فوج قلعے سے روانہ ہوئی، پر انگریزی سپاہ جنگ بر فردا کہہ منزل گاہ کی طرف پھر گئی،

بیت

رکھین جنگ کو آج موقوف ہم　　کرین حشر برپا یہان صبحدم

فرانسیسون کے جماوے نے قلعے کے متّصل ڈیرا کیا، دو دن بعد جب یہان انگریزون نے حریف اور فرانسیس کے دفع کرنے کا قصد کیا تھا خبر صلح کی جو انگریز اور فرانسیس کے درمیان ولایت مین ہوئی تھی آ پہنچی جسّے جنگ وجدال موقوف ہوگئی طرفین کے سردار ایک ہی میز پر کھانے پینے لگے اور اُسی زمانے مین فرانسیسون کے وسیلے اور محمد علی خان کے مشورے سے سلطان اور انگریزون کے درمیان بھی مصالحے کا عہد وپیمان ہوا، تب بدر الزّمان خان اور سیّد صاحب دونون تروادی کی جانب گئے اور بعد مقرّر ہوجانے صلح کے فرانسیسی سردار کی اجازت سے وے آگے کو روانہ ہوکر پلیور کی سرحد مین جا اُترے، اتنے مین سیّد موصوف کے نام پر فرمان سلطانی ملک پائین گھاٹ وغیرہ انگریزون کو حوالہ کروہان سے پھر آنے کے باب مین صادر ہوا، چنانچہ بموجب حکم عالی کے اُس اطراف کے سب قلعداروں اور عاملون کو اکٹھا کر اور بعضے کوہی اور زمین دوز قلعے معہ صوبۂ آرکاٹ کی شہرپناہ کے جسکی نئے سر سے ترمیم ہوئی تھی توڑ بالکل فوج وحشم کے ساتھ حضور پرنور مین آحاضر ہوا، اُنھین دنون مین میر محمد صادق جسنے مدّت تک آرکاٹ کی کوتوالی

کفایت شعاری سے انجام کیا تھا منظور نظر ہو کر منصب دیوانی پر بحال ہوا اور
اسی اثنا میں حاکم پونان اور ناظم حیدر آباد کی طرف سے مبارک باد جلوس کے
تہنیت نامے معہ نوادرات و جواہرات بیش قیمتی کے آئے

مسخر ہونا کوہ نرکونتہ کا، راجہ بنکورکا شرارت کرنا، اور بعد
تعینات ہونے افواج شاہی کے اُس بد اصل کا مستاصل ہوجانا،
رحمان گڑھ کا مرمت ہونا گیارہ سے اٹھانوے ہجری میں

اِس ایام میں صاحب تنب بھدراندی کے خفیہ نویسوں نے اپنی اخبار کے
ذریعے سے یوں گزارش کیا کہ ان دنوں سرکار والا کے اکثر باج گزاروں نے
سرکشی اختیار کر جمہور خلایق کے حال پر جور و ستم کا ہاتھ دراز کیا ہے اور حاکم
نرکونتہ نے بھی رعایا کے ساتھ عہد شکنی و بد مہری آغاز کی ہے، علاوہ اِس کے
دو سال سے نذرانے کے روپیے بھی حضور میں نہیں گذرانے اور سدم گڑھی
پر جو صوبہ گرم کنتہ کے تحت میں ہے تاخت کر وہاں کے دہات کو لوٹ لیا اکثر
لوگوں کو شہید کیا، اور مدن ہنّی کا راجا بھی اُس کے ساتھ مل گیا ہے، اِن خبروں
کے سنتے ہی قہر سلطانی کی آگ دہک اُٹھی، تب اُس عالی صفات
نے رعیت پرجا کی رفاہ و آرام کے لحاظ سے اُن حالات کے تحقیق کرنے کے
واسطے اُسی دم سید غفار کو اُس کی فوج سمیت اُس طرف روانہ کیا، جب
اُس سپہسالار نے وہاں جا کر معلوم کیا کہ پرسرام ناظم مرچ کے اُرغلان نے
سے اُس مفسد یعنے نرکونتہ کے حاکم کے دماغ میں یہ خیال سمایا ہے کہ کشتنا
اور تنب بھدراندی کے درمیان کی ریاست کو اپنے قبضے میں لاوے اور بالفعل

سپاہ نصرت پناہ کا آنا سن کر وہ مستعد بجنگ ہوا ہی، تب سید متّو فنو
نے یہان کا احوال سر حوار حضور مین لکھ بھیجا، جس پر برہان الدّین خان
سپہدار تین پلٹن اور پانچ ہزار سوار جرّار ہمراہ اُس سرکش کو اسیر اور
اُس کے ملک کو تسخیر کرنے کے واسطے رخصت ہوا اور شیخ عمر سر
لشکر دو ہزار سوار اور دو پلٹن چھہ توپ جمعیت مدن پلّی اور دیتون ہلّی کی
راہ سے اُن کی بانچکی کو روانہ ہو بنکور جا پہنچا، ہرچند اُس سپہدار نے وہان
کے راجا بد بخت کو نصیحت کر کے اطاعت پر رہنمائی کی اور بہت سمجھایا پر وہ
گمراہ سرکشی کر بارہ ہزار پیادون سے راہ روک لڑنے کو طیّار ہو گیا، دو دن
تک رام سمندرم کی نواح مین جو اُس کی سرحد تھی بڑی معرکہ آرائی ہوئی،
مردان غازی کافرون کے سر و سینے کو تیغ و سنان سے پارہ و چاک
کرتے رہے آخر کار سلطانی سپہدار تہوّر شعار نے سر اُس بشقاوت
کردار کا تن سے جدا کیا، یہ حال دیکھ کفّار کی جماعت نے فرار اختیار کر پھوئی
کندے کے پہاڑ مین جس کے چارون طرف بڑا بیابان و جنگل ہی جا کے پناہ لی، تب
لشکر نصرت پیکر اُس شہر کو قتل و غارت کرنے اور رام سمندرم کی گڑھی
لے لینے کے بعد پھوئی کندے مین جا پڑا یہ بھی پانچ دن کے درمیان فتح ہو گیا، راجا
یہان کا جس کا چکر اباں نام تھا جو نہین اُس نے اپنی فوج کی خبر شکست سنی خوف
کے مارے بنکور کی پہاڑی سلطانی بہادرون کے حوالے کر اول بلّی پہاڑ کے
اوپر جو ایک گھنے جنگل کے درمیان واقع ہی جا پناہ لی اور وہان چار ہزار جرّار
پیادون کی جمعیّت بہم پہنچائی ادھر سپہدار مذکور نے بہانے تو بنکور کے پہاڑ کو محاصرہ
کر اُس کی دیوار و پشتے کو مارے توپون کے گرا قلعے مین کار آزمودہ سپاہ تعینات
کئے بعد اُس کے آپ تسخیر کے ارادے پر اُس پہاڑ تک دھاوا مار جا پہنچا

لیکن چونکہ وہان گنجان درختون کے سبب غازیون کی چڑھائی مشکل تھی غنیم کی فوج نے اُن کا رستا چھینک مقابلہ کیا ہرچند اِس سپہسالار نے ایک مہینے تک از بس کوشش کی مگر صورت کشایش کی کچھ بھی نظر نہ آئی تب مجبور ہو حضور مین عرضی واسطے کمک کے لکھی جس پر امام خان کابلی اپنی سپاہ سمیت اُسکی کمک کو جا پہنچا تب تو یے دونون سپہدار بوسیلہ رہنمائی باشندون کی اُس نواح کے دو طرف سے لڑتے بھڑتے جنگل مین گھس پڑے اور اڑھائی مہینے کے عرصے مین اُس پہاڑ کو اپنے قبضے مین لائے ' راجا وہان سے کئی آدمیون کے ساتھ جنوُر کی طرف بھاگ نکلا اور افواج سلطانی کے حملے سے بچ گیا وے دونون بہادر اِس نصرت و ظفر کے بعد سالم و غانم یہان سے معاودت کر ملازمت عالی مین پہنچ غنیمت کا سارا مال و متاع ہاتھی اونٹ حضور سلطانی مین درپیش کر کے الطاف خسروانی سے سرفراز و کامیاب ہوئے '

فتح ہونا کوہ نرکندے کا میر قمرالدین خان بہادر کی پردلی سے اور حضور مین بلایا جانا اُس نامدار کا معہ اور واقعات کے جو سن گیارہ سو اٹھانوے ہجری مین واقع ہوئے '

جب برہان الدین خان سپہدار حضور عالی سے رخصت ہو کر دھارواڑ کی نواج مین سید غفار سے مل کوہ نرکندے کی حدود مین جا پڑا اور وہان کے حاکم کو یہہ پیغام بھیجا کہ اگر تمھین ملک داری کی خواہش ہو تو خیریت اسی مین ہی کہ نرکندا سلطانی قلعدار کے حوالے کر دو تا اِس کے بدلے سر نو تم کو سند ملک و دولت ملے ' اور اُس کو اسنانی سنگدل کی طرف سے سخت جواب پہنچا تو خان

موصوف کے حکم سے دو خیرخواہ سپہدار سیّد حمید اور سیّد غفّار بڑی دلیری سے سبقت و چالاکی کر اُس پہاڑ کو گھیر لیا اور حصار توڑنے اور سر کرنے کے ارادے پر توپ و بندوق سر کرنا شروع کر دیا، اتفاقاً وہان کے حاکم نے ایک رات قابو پا شبخون مارا جس مین صلابت خان بخشی دو سو سوار جمعیت شہید ہوا جب اُن دونون سرداران جلادت نشان کی ویسی تگ و دو پیش رفت نہوئی تب اُن لوگون نے بڑی زحمت و کوشش کر مورچون کو حصار کے قریب پہنچایا، اب اُس حاکم نے ڈر کر ناظم مرچ اور حاکم پونان سے اعانت طلب لی جس پر ناظم مذکور نے پانچ ہزار سوار اُس کی مدد کو بھیجے تب سوار ایک ندی کنارے جو شدّت سے اُمنڈ رہی تھی اُترکے انتظار اُن دس ہزار سوارون کی جو پونان سے کمک کے لیئے آتے تھے کرنے لگے، جبتک ادھر سپہداران مذکور نے ایسی فرصت کو غنیمت جان حضور مین اِس کیفیت کی اطّلاع دی، تب میر قمر الدّین خان بہادر کے نام پر فرمان سلطانی اِس مضمون کا صادر ہوا کہ اپنی جمعیت لے اُن سپہدارون کی کمک کو چڑھ دوڑے اور غنیم لیئم کی تنبیہ اور کوہ ترکندے کی تسخیر مین سعی کرے،

پوشیدہ نرہے کہ انہین دنون مین سیّد محمد کو جو نواب حلیم خان ناظم کرپے کا داماد تھا یہہ فرصت مل گئی کہ وہ پانسو سوار اور دو ہزار پیدل کی جمعیّت جمعیت مچھلی بندر کے انگریزون سے آملا اور اُن سے ایک پلٹن دو توپ لیکر کرپے کے استرداد اور اُس اطراف کے قلعون کے مسخّر کرنے کے ارادے روانہ ہو قتل و غارت کرتا ہوا جلد بدّویاں گڑھ مین آپہنچا اور جب یہان کے بادشاہی پاسبانون کو کچھ انعام دے لگا ملا اُن کی مرضی سے اپنے سپاہیونکا ایک غول اُس قلعے مین بھیج کر جونہین کرپے کو چلا تھا کہ ادھر سے میر قمر الدّین خان بہادر بھی

حسب الحکم سلطانی اُس نواح مین جا پڑا ؛ تب دونون طرف کے جوان کھیت مین اُتر پڑے صبح سے دوپہر تک خوب ہی لڑے ؛ آخر خان موصوف حریف کے دھوکھا دینے کو اُن کے سامھنے سے اپنی سپاہ سمیت ٹل کر اُس جنگل کے درمیان جس کے مقابل ایک تالاب پر آب اور چھوٹا سا پہاڑ بھی تھا آچھپا اور وقت فرصت کا منتظر رہا ؛ سید محمد نے اِس حرکت کو اپنی فتح پر حمل کر وہین اپنے لشکر کے ڈیرے کرواۓ اُن کے پیچھے انگریزی سردار بھی اعدا کی طرف سے بے کھٹکے ہو اُتر پڑا ؛ خیر بعد اُس کے جب سید مذکور نے سوار اُس تالاب پر گھوڑون کو پانی پلانے گئے خان بہادر کے سوار جو ایسے ہی قابو کی گھات مین لگے ہوۓ تھے اُن اجل گرفتون پر آپڑے ؛ اُس جماعت مین سے اکثر آدمی اپنے لشکر کی جانب اِس بلاے بے ہنگام کی آمد کا شور مچاتے بھاگ چلے خان دلاور کے سوارون نے اُنکے پیچھے گھوڑے اُٹھا کر سبکے سب کو گھوڑون کے سمون تلے کچل ڈالا ؛ کوئی اُن مین سے نہ بچا ؛ لیکن سید مذکور اور انگریزون کا سردار بہزار خرابی اُس مصیبت و بلاے ناگہان سے بچ نکلے ؛ اب خان فیروزی نشان بڈویل پہاڑ اور کھمم کو قبضۂ تصرف مین لایا اور فرمان سلطانی کے پہنچتے ہی غنیم کی تنبیہ و تادیب کے لیئے آمادہ ہوا چنانچہ اُسنے چار ہزار سوار خونخوار سمیت کشتنا ندی کے اُس پار جا شبخون مارخون کا دریا بہا اور مرھٹون کو اُس مین ڈبا دیا بہتون کو اُنسے اسیر و گرفتار کر لیا بعد اِس کے آپ اُس پہاڑ کا قصد کر اپنے سپہدار شیخ امام کو سید غفار کی شتاب کو بھیج دیا ؛ جب اُس پہاڑ کا حاکم اِس سردار کے آنے اور مرھٹون کے شکست پانے سے آگاہ ہوا تو اُس کی ہمت کی کمر ٹوٹ گئی ؛ تب اُسنے صلح کرنے اور قلعہ چھوڑ دینے کا پیغام خان مذکور کو بھیجا اِس نے اُس کی صبح

کو سید حمید اور حیدر علی بیگ بہادر رسالدار کی معرفت عہد نامہ بھیج اُس کو پہاڑ سے اُتار معہ عیال و اطفال گرفتار کرلیا اور احمد بیگ و غضنفر بیگ کی فوج اُن پر تعینات کرکے حضور مین روانہ کیا اور وہان کی حکمرانی پر ایک امانت شعار دولتخواہ کو مقرّر کیا ؛

سر اُٹھانا باغیان کورگ کا ؛ متوجّہ ہونا موکب سلطانی کا اُس نواح کے مفسدون کی تنبیہہ و تادیب کے لیئے ؛ اسیری مین پکڑ آنا ہشتا د وہشت ہزار مرد وزن کا معہ دیگر واردات جو سن گیارہ سی اٹھانوے ہجری مین واقع ہوے ؛

اُن دنون مین چونکہ زین العابدین خان مہدوی کورگ کا فوجدار قدامت و دوام کے باعث مختارِ کل بن تمام ممالک محروسہ کو بے انتظام و زیر و زبر کر اکثر امورات سلطنت اپنی خواہش و رغبت کے موافق انجام کرتا تھا اور غربا رعایا کی عزّت وابرو پر ہوا وہوس کی دست دراز یان کرزبردستی خوبصورت عورتون کو اپنی ہمخوابہ بناتا ؛ لاجرم اِن بیجا حرکتون سے کورگ کے سب نجبا و شرفا جنگ و جدل کرنے پر مستعد ہو گیئے اور وہان کے راجا کے عمّال ممو تی نائر اور رنگا نایر نے سب کی سب رعیّت پرجا کو اکٹھی کر ظفر آباد کے تئین چارون طرف سے گھیر اُس کی گرد نواح مین لوٹ تاراج مچا دیا محصورون کو ایسا مجبور و عاجز کیا کہ اُنھین قلعے سے نکلنا مشکل ہوا لاچار خان موصوف نے اپنے کیئے سے ندامت اُٹھا ایک جاسوس کو اِس کیفیت کی عرضی معیت حضور انور مین روانہ کیا جس پر شاہ گیتی پناہ نے اِس معروضے کے مضمون پڑھنے کے ساتھ ہی باشندگان

کوڑگ کی سیاست وگوشمال کا حکم دے رایات بہری اور خیمۂ زنگاری
سلطان پنیتا کی نواح مین کھڑے کروائے اور سپہدار زین العابدین شوشتری
کو اُس کی فوج اور دو ہزار سپاہی کے ساتھ بہت سی رسد ہمراہ دے
اُس طرف تعینات فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلد تر ظفر آباد کے قلعے مین پہنچ
مفسدون کی تنبیہ عمل مین لائے، القصّہ جب یہہ سپہدار اُس گھاٹ کے
دروازے تک جا پہنچا وہان کے باغیون نے اِدھر اُدھر سے رو لا کر یہان تک
تیر تفنگ کی بوچھاڑین ماربن کہ اُس کے اوسان خطا ہوگئے کیونکہ اِس سردار
نے ہمیشہ عیش و عشرت ہی مین اوقات کاٹی تھی کبھی عمر بھر رزم کی صورت
بھی نہین دیکھی بناچار ہمّت ہار سرا بور مین آپناہ لی ہرچند اُسکے ساتھ والے
رسالہ دار اور سپاہی آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کو اُسے ترغیب و انگیز دیتے رہے
پر اُس خوف زدہ سپہدار نے تپ و لرزہ اور پیچش کی بیماری کا بہانہ کر ایک
قدم بھی حریف کی جانب نہ اُٹھایا، جب یہہ خبر حضور مین پہنچی سلطان نے اُسکی
بزدلی اور نامردی پر لعنت بھیجی اور دو ہفتے بعد آپ ہی بیس ہزار سپاہی اور
بارہ ہزار سوار جرّار کی جمعیت سے بیالیس ضرب توپ ہمراہ لے سنہ مذکور
کے شہر ذی حجہ کی پندرھوین کو بڑے طمطراق اور کرّ و فر سے اُس طرف روانہ
ہوا، جب شاہی موکب کوڑگ کے خاربند کے قریب جا پہنچا تب خود بدولت
واقبال نے معہ فوج بے وسواس اُس دشت ہولناک مین قدم رکھا، وہ عجیب
سرزمین تھی جس مین بستانون کی کثرت اور نشیب و فراز کی بہتایت،
ساگوان، صندل، رال سفید، عود خام وغیرہ کے بڑے بڑے عظیم الشان
درخت، سیاہ مرچ کی بیلین ہر ایک گاچھ کی ڈالیون پر پھیلی ہوئین، الائچیون
کے ہرے ہرے کشتزار، دارچینیون کے سایہ دار اشجار، بوستانون مین

جہان تہان بھانت بھانت کے پھل پھلے ہوئے، گلستانون مین ہر طرف چمن چمن پھول پھولے ہوئے اِن مین رنگ برنگ کی بو باس اُن مین شہد و شکر کی سی مٹھاس، نہرین سدا جاری، رستون مین حوض تالاب آبجوئین جا بجا رواں جنگلی بھینسے اور ہاتھی بھی بڑے بڑے اُس دشت مین پھرتے تھے ہاتھیون کے بچّے آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ سونڈ ملا ملا بازی کرتے اور کہیں چیتے، ریچھ بندر لنگور بھیڑیے و شیر بھی بیشمار تھے مکانات اُس ملک کے چھوٹے چھوٹے پہاڑون کی ترائی مین درختون اور محکم حصارون کے درمیان جن کے اندر بہت سے کوٹھے اور کوٹھریان گھرون کے گرد بگرد اِس خوف سے کہ ہاتھی اکثر اُنھین خراب و تباہ کر ڈالتے ہین گہری گہری کھائیان کھدی ہوئین، مرد وہان کے قد آور اور خوب صورت ہوتے ہین جنکا لباس، صرف گلون مین ایک دُہرا کرتا موٹے کپڑے اور لنبے لنبے دامن کا ایسا کہ پنڈلیون تک پہنچے، اور ایک ایک کالا پٹکا کمرون مین، چمڑے کی ٹوپیان سرون پر، پر سب کے سب سپاہی پیشہ، چنانچہ توڑے دار بندوقون کے علاوہ وے ایک ایک چوڑا چکلا چھرا بھی کمر مین باندھا کرتے ہین، عورتین اُن کی ناک نقشہ چھب تختی سے درست، حسن کی سرسائی کے ساتھ زیبائی و شیرین ادائی مین چالاک و چست حورون کی طرح ہر طرف اُس روضۂ غیرت رضوان مین خرام ناز کرتی ہین، لیکن زینت و سنگار اُن کا فقط اِسی پر موقوف ہی کہ چھہ ہاتھ کا تہبند ناف سے زانون تک اور دو دو ہاتھ کے رومال سینون پر باندھتیان ہین، برخلاف مردون کے جو سرد اور خنک ہوتے ہین تیلے گرم مزاج اور تیز طبع ہوتیان ہین، مذہب مین یہان کے لوگون کے اِس کا مضائقہ نہین کہ اگر ایک گھر کے چار بھائی ہون تو ایک ہی اِن مین سے بیاہ کر لے اور اُس کے

دوسرے بھائیون کا بھی اُن کی بھاوج ہی سے کام نکلے یہہ تو وہ مثل ہوئی کہ
مانگے نانگے کام چلے تو بیاہ کرے بلاے الغرض نواب مرحوم نے جب اُس
سرزمین کو فتح کیا تھا تب یہہ بدرسم وہان سے اُٹھادی تھی بلکہ اُس قوم کی اکثر
عورتین جو پکڑ آئین سپاہیون کی خدمت مین دی گئین سرما اُس ملک کا بشدت
یہانتک کہ گرمیون کے موسم مین بھی روز و شب سردی کا یہہ عالم ہوتا ہی کہ
آفتاب باوجود اُس گرمی و حرارت کے سدا بالاپوش سحاب بردوش
اور ماہتاب نت نیلی بارانی مین روپوش رہتا ہی اور عین زمستان کے ایام
مین تو ایسا جاڑا پالا پڑتا ہی کہ جوانان الف قامت و گرم خون راتون کو تنگ
کوٹھریون مین بشکل نون خمیدہ و پابستہ ہو سوتے ہین قصہ کوتاہ چھہ مہینے تک
اِس اطراف کے لوگ از صبح تاسہ پہر سے پہر تلک پشمین کپڑے
پہنے یا کنبل اوڑھے اپنے اپنے کاروبار کیا کرتے ہین دیوچہ یا جونک کی اِس
نواح مین بڑی افراط و کثرت ہی اکثر ٹڈی کی طرح اُڑ کر آدمیون اور چارپایون کے
بدن مین چمٹ جاتی ہی جسسے وے نہایت اذیت پاتے ہین اجگر اور بڑے
بڑے موذی سانپ و بچھو بھی اُس اطراف مین بہت ہین جنکے ڈنک مین ایسا
زہر بھرا ہوا ہی کہ کوئی جاندار اُن کا ڈسا ہوا جانبر نہین ہوتا حاصل کلام جب
سلطان عالی مقام پتکال کے رستے ہوکر وہان کی سرحد مین جا پہنچا اور اُس
خارستان رن منڈل نام کے دروازے کے اِس طرف بادشاہی ڈیرے
کھڑے ہو گئے اُسکے دوسرے دن دونون سپہسالارون نے بموجب حکم عالی
افواج ہمیت اُسی دروازے پر جسکے آگے اُن گمراہون نے گہری
کھائی کھود کر دیگر دیوار اُٹھائی تھی تاخت کر لڑائی شروع کر دی لیکن اکثر
غازیون کو کافرون نے زخمی اور قتل کیا تب تو اِدھر شاہ دین پناہ نے معہ لشکر

ظفر پیکر راہ دشوار گذار سے جابہت سے ضلالت شعارون کو جہنم واصل کیا، اور اُدھر شیر لالی کی سرکردگی مین فرنگستانی فوجون اور نواب مغفور کے خاص پروردہ چیلون کے رسالون نے (جنھین اُس مرحوم نے اسد اللّٰہی کالقب دیا تھا) کفّار فجّار کو نیزہ و تلوار کا لقمہ بنا ڈالا، جلودار پیدلون نے بڑی جرأت سے کتنے اہلِ عناد کو مارے بھالے برچھی کے فی النّار والسّقر اور ہزارون اشقیا کو اسیر کرلیا، جب بتائید الٰہی اعداے دولت قرار واقعی مغلوب و مقہور ہو چکے سلطان نے وہان سے کوچ کرسوادھانکلی بار میں جامقام کیا، افواج شاہی نے خوشحال پور پر تاخت و تاراج کر بہت سے شقاوت نہادون کو زن و بچے سمیت پکڑ لیا، اور حضور سے چار رسالے اسباب جنگ اور رسد لیکر ظفرآباد کے قلعے کو بھیجے گئے، بعد اس کے خود بدولت و اقبال نے شہر محرّم الحرام کی پندرھوین گیارہ سی ننانوے مین اُس رستے جسے امرا اور خوانین نے حسب الحکم آگے جاکر ہرروز قریب دو کوس کے اُس کا جھاڑ جنگل کٹوا جاتا تھوڑے ہی عرصے مین وہان کے صحرانشینون کا قافیہ ٔ وقت تنگ کردیا تھا، کوچ کیا، اور اِس مابین مین پیدلون نے دشمنون کا مقابلہ کر دو تین ہزار کو کشتہ و خستہ کر گرایا اور کئی منزل آگے بڑھ کر قلعے کے پورب طرف آ خیمے و خرگاہ برپا کروائے، جب کفّار نابنجار لشکر اسلام کے ہاتھ سے عاجز آئے مقابلے و محاربے سے منہ موڑ پناہ کے لیئے پہاڑ اور گھنے جنگل مین چلے گئے، سلطان نے بھاڑے سے فوج کفّار کی گوشمالی اور اُس دیار کی تسخیر کے واسطے تعینات کیا، چنانچہ شیر لالی تو کوہ الایچی کے متمرّدون کی آتش فتنہ کے بجھانے کو گرم عنان ہوا اور فوج شوشتری دوسری افواج سمیت حسن علی خان بخشی کے ہمراہ عقرب نار وغیرہ کی جانب روانہ ہوئی، میر محمد محمود بہادر اور امام علی خان بخاری و غیرہ تھل کاویری

اور خوشحال پور کی طرف گیے، سلطان خود آپ دو تین مہینے وہین رہا اور بخشی مذکور نے اہال بغاوت پر تاخت کر آتھ ہزار مرد و زن گرفتار کر لیے شیر لالی بھی اُس پہاڑ کے قرب و جوار سے بکری بھیڑی کے طرح پہاڑ سے لوگون کا ایک گلہ بٹور کے حضور مین روانہ ہوا، اس کے بعد سلطان آگے بڑھکر دکھن طرف تھل کاویری پہاڑ کے جس پر کاویری ندی کا چشمہ یا سوتا ہی علم ظفر پرچم قایم کر متمردون کی تنبیہ کے لیئے اپنی افواج قاہرہ کو آگے روانہ کی، سرداران نہوڑ دستگاہ ہر ایک طرف سے تاخت کر بڑی تگ و دو سے ایک انبوہ عظیم اُس قوم سے جس کی بیخکنی مد نظر تھی پکڑ لائے، سات مہینے اور کئ دن کے عرصے مین اسّی ہزار آدمی زن و بچہ سمیت اسیر کیئے گیے اور اُنکے سردار بھی الایچی پہاڑ پر موشیر لالی کے ہاتھ دستگیر ہوئے باقی سرکش مطیع و حلقہ بگوش بنے، سلطان عالی شان وہان کے نظم و نسق اور لکڑ کوٹ نامے جویون کے کئ چھوٹے چھوٹے قلعون کی طیاری کے بعد محظوظ و مسرور سراپور کے رستے مظفّر و منصور دارالسّلطنت کو پھرا، موتی نایر کارکن تھوڑے ہی دنون مین اس جہان سے گذر گیا اور رنگا نایر سلطان دین پناہ کے ہاتھ سے دولت اسلام حاصل کر شیخ احمد نام رکھا گیا اور سپہسالاری کا مرتبہ پا کے معزز ہوا، کنبا نور کی بلیار انی جو ماپلہ کے قوم سے تھی کاویری سرحد تک آئی اور حضور مین باریاب ہو پیشکش دو سالہ نذرانے کے روپیے اور کئی ہاتھی گھوڑے اور اور تحایف درپیش کر خلعت شاہی پا کے خوشی خوشی رخصت ہوئی جب سلطان اپنے دارالسّلطنت مین پہنچا تو اُسنے اہال کورگ کے سب اسیرون سے جن کو مسلمان بنا کے احمدی لقب دیا تھا رسالے کھڑے کر قدیمی رسالہ دارون کو اُنکے تعلیم کرنے کے لیئے مقرّر کیا چنانچہ اُن سردارون نے

تھوڑے سے ہی دنون مین اُنھین تربیّت کر لڑائی کے قواعد کا طیّار کیا ٗ اِنھین دنون مین حضور والا سے سلطانی فوج اور اسد الّلہی و احمدی لشکر کے سردارون کو طلائی اور جڑاؤ پدک مرحمت ہوئے ٗ شائقین اُن لوگون کی بہری کپڑے کی قسم کی تھین جو ایک نئی طرز سے بنوائے گئے تھے ٗ اِسی ایّام مین شہر کوڑگ کے بسانے کے واسطے ملازمون مین سے چھہ سات ہزار آدمی اشراف شیخ و سیّد کی قوم کے جن کر اُس طرف روانہ کئے گئے ٗ

چڑھائی کرنا نواب حیدر آباد اور مرھٹون کا واسطے مسخّر کرنے ممالک خداداد کے لیے لینا اُن لوگونکا اُس اطراف کے کئی قلعون کو روانہ ہونا سلطان عالیشان کا ادھونی ہوکر دشمنون کے دفع کرنے کو اور رفتہ ہوجانا اِس کا سن گیارہ سو نوے ہجری مین ٗ

جب ناناپھڑنویس نواب نظام علی خان بہادر کے ساتھ ملکر افواج متفرّق کو اکٹھا کرنے لگا اور تھوڑے ہی دنون مین پونان کے سب امیر سپاہ لے لے آملے تب نظام علی خان معہ شیر الملک اور سیف جنگ و تیغ جنگ وغیرہ کے چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل ہمراہ لے حیدر آباد سے بادامی قلعے کی جانب جو سلطانی سرحد تھی روانہ ہوا اور پیچھے سے ناناپھڑنویس بھی اسّی ہزار سوار چالیس ہزار پیادہ پچاس ضرب توپونکے ساتھ وہین جا پہنچا ٗ اور اِن دونون امیرون نے آپسمین اتّفاق کر اُس اطراف کے قلعون کے تسخیر کرنے کی تدبیر کی اور بادامی گڑھ کو جس کا قلعہ دار ایک مرد بہادر تھا گھیر لیا سپاہی اُن کے قلعہ توڑنے کے لیئے مورچے باندھنے لگے آخر بعد کام آنے ہزارون جوان پختہ کار کے نو مہینے مین

اُن لوگون نے قلعہ مفتوح کیا؛ بعد اِس کے رسد اور اور جنگی اسباب جمع کرنے کی
نیّت سے وہین مقام کرکے اپنے امیرون کو اور اور قلعون کے مسخّر کرنے اور
قصبون کے لینے کے واسطے ہر ایک اطراف مین بھیجا چنانچہ اِنھون نے دھارواڑ
اور جالی ہال کے قلعدار حیدر بخشی نام کو تیس ہزار روپیہ کی طمع دیکر
اُنھین لے لیا اور یہ بے وفا غدّار قلعدار اپنے مال اسباب سمیت پونان کو
چلا گیا علاوہ اِس کے اور نمک حرام قلعدارون نے بڑے منصب کی اُمید اور
تھوڑے نقد روپیہ کی طمع پر قلعۂ کپچن گڑھ نولکند انرکونڈ اور تنب بھدراندّی
کے اُس پار کی ساری سرزمینین بھی اُنھین حوالے کردین اور اُس نواح کے
راجے رجواڑے بھی جیسے راجا سرہتی؛ دمل؛ کنک گیری؛ آنی کندی سب کے سب
اُن سے مل گئے؛ جب جاسوسون نے یہ حقیقت حضور مین عرض کی اور ارکین
سلطنت و اُمراے دولت بھی دشمنون کے دفع کرنے پر باعث ہوئے
تب سلطان عالی جاہ نے سپاہ و آلات جنگ کی طیّاری کا حکم دیکر سن مذکور
کے شعبان کی چھٹی کو لشکر جرّار اور توپ خانۂ بیشمار سمیت دار السّلطنت
سے بنگلور کی جانب کوچ کیا؛ جب اُس مقام مین جا پہنچا تو اُس اطراف کے
راجاؤن کے حاضر ہونے کا (اِس شرط پر کہ جبتک اِن دشمنون کے ساتھ
لڑائی رہے وے اسباب جنگ اور رسد کی سربراہی کیا کرین اور سرکار سے
اِس ایّام کا زرِ پیشکش و نذرانہ اُن پر معاف کیا جائگا) حکم دیا چنانچہ راے
درگ؛ چیتل درگ ہربن ہلّی وغیرہ کے راجا اچھی اچھی جمعیتون سے آحاضر
ہوئے؛ القصہ سلطان والا شان شب قدر کے بعد بالکل لشکریون کی تقسیم
تنخواہ سے فراغت کر اور ساز و سامان لشکر وغیرہ پورنیا دیوان کی حفاظت مین سپرد فرما
جریدہ وہان سے ایلغار دون آگے کو روانہ اور کنگلی کے سواد مین پہنچکر ایک رات

وہان پھر صبح ہوتے ہی ادھونی کے پہاڑون کے متصل لشکر کے ہراول تک جا پہنچا وہان کے حاکم نے کہ نواب مہابت جنگ بیٹا نواب بسالت جنگ داماد نواب نظام علی خان کا تھا جب لشکر ظفر پیکر کے متصل آنے کی خبر سنی خوف زدہ ہوا اپنے دیوان اسد علی خان کو پیام صلح پہنچانے کے بہانے حضور انور مین روانہ کیا اور خود اسی فرصت مین اپنی چیز بست معہ زنانہ پہاڑ پر بھیج دیا ' یہان سفیر نے جب ملازمت حاصل کر کے پیغام گزارش کیا سلطان نے اُسکے جواب مین یہہ فرمایا کہ تم لوگون سے ہمین کچھ دشمنی نہین مگر چونکہ نواب نظام علی خان نے بے وجہ ہم سے چھیڑ شروع اور مرہٹون سے میل کر کے اِس سرکار کی بربادی کی فکر کی ہی ' دین اسلام کا کچھ بھی پاس نکیا جو اِس سلطنت کے اعداے قدیم سے سازش کر یہان تک نوبت پہنچائی ہی کہ بت پرستون نے مسجدون اور اہل اسلام کے گھرون مین آگ لگا لوٹ پاٹ مچا ملک خداداد مین فتنہ و فساد اُٹھا رکھا ہی مقتضاے دینداری یہی ہی کہ ہم سب باہم متفق ہو کر پونان پر چڑھائی کرنے کی طیاری کرین اور مذہب و ملت کی پشتی ' خدا کی رضامندی ' خلق اللہ کی رفاہیت کے لئے جہاد پر کمر باندھین ' خیر حاکم مذکور جب اِس صلاح کو عمل مین نلا ستعد بجنگ ہوا لاچار سلطان نے ہیبت سلطنت کی رعایت اور اعادی کی عبرت کے واسطے اُس کے دوسرے دن ایسا حکم صادر فرمایا کہ لشکر کے سردارون نے اُس شہر پر تاخت کر اُسے ویران و بےچراغ کر ڈالا ' جب وہان کے حاکم نے میل و ملاپ کی راہ اختیار نہ کی طرفین سے لڑائی ٹھن گئی اور غازیان لشکر فیروزی اثر داروغہ آتش خانہ سمیت اُس حصار فلک اساس کے مسخر کرنے کے ارادے کوچ کر چارون طرف سے اُس کو گھیر توپین مارنے مین مشغول ہوئے ' سلطان

دین پناہ کو ہرگز اس طرح سے اُس قلعے کے لینے کا خیال نہ تھا بلکہ اُس نے اپنی نیک نہادی سے یہہ سمجھا تھا کہ چون صوبہ نواب نظام الدولہ کی اُس قلعے مین ہی وہ محاصرے کی خبر سنتے ہی ننگ و حمیّت کی جہت سے البتّہ صلح کر لیگا، جب کہ یہہ بات وقوع مین نہ آئی تب سلطان نے حصار کے محاصرہ کر لینے کا حکم دیا جسوقت فوج سلطانی صبح کے وقت ہلّا کر شلّکین مارتی ہوئی قلعے کے دروازے تک جا پہنچی بہادرون نے دیکھا کہ قلعے کا دروازہ کھلا ہی اور قلعہ والون پر رعب و دہشت مستولی، یہہ حال دیکھکر بعضے امیرون نے حضور مین عرض کیا کہ قلعہ لے لینیکا یہی وقت ہی اگر حکم ہو تو قلعے مین داخل کر صاحب جنگ کو حضور مین حاضر کرین اِسیطرح رستم جنگ اور موشیر لالی فرانسیس بھی کئی بار عرض پرداز ہوئے، سلطان رحیم دل نے فرمایا ازنہار ایسا نکرنا، اللہ چاہے تو آپ ہی کل پرسون تک کلید فتح دستیاب ہو جایگی، راقم حروف بھی اس واقعے مین حاضر تھا، اور مشاہدہ کیا کہ اُسی دن بعد دوپہرے حاکم محصور نے قلعے مین جنگ و مدافعہ غنیم کا حکم کیا، اُسوقت اُسکے حشم خدم کہ سات ہزار جوان تھے قلعداری کی اہتمام اپنے ذمّے لے سلطانی سپاہ‍ن کے حملون کے دفع کرنے مین متوجہ ہوئے، ناظم حیدرآباد نے جونہین اِس سرگذشت کی خبر پائی نہایت گھبرا کر حاکم پونان کو بھی اِسکی اطلاع دی اور اپنے امیرون سے بھی اِس امر کی تدبیر پوچھی، اُن مین سے بعض دانشمندون نے التماس کیا کہ جب بادامی گڑھ کا قلعہ جو ایسا سخت و مستحکم نتھا نو مہینے کے تردّد و جانفشانی کے بعد ہاتھ لگا، سو بھی بطور مصالحہ کے اور برس دن تک نظم و نسق اُس کا جیسا کہ چاہیے کسی طرح عمل مین نہ آیا، اِس لڑائی کا انجام کار تو ظاہر ہی ہی کیونکہ جب سلطانی سپاہ اپنے آقا کی غیبت مین لڑائی بھڑائی مین کوتاہی نہین کرتی تھی تو روبرو اُسکے

کیا کیا جانفشانیان عمل مین نلائنگی، اس صورت میں آپ دونون صاحبون کے حق مین بہتر یہی ہی کہ اپنے چند سرداروںکو ہماری جمعیت کے ساتھ حدود سلطانی کے ویران و خراب کرنے کے واسطے تعینات کر خود اپنے دارالحکومت کو سدھارین، چنانچہ یہہ تدبیر اُن دونون کو پسند آئی، تب ناظم حیدرآباد نے مشیر الملک اور تیغ جنگ و سیف جنگ کو فوج سنگین سے ادھونی کی جانب کمک کے لیئے مقرر کیا، پونان کے حاکم نے جسونت راو ہلکر اور پرسرام ناظم مرج اور ہری پنڈت و غیرہ کو تمامی سوار و پیدل اور توپ خانہ سمیت سپہداران حیدرآباد کی مدد اور ممالک سلطانی کے تاراج کے واسطے حکم دے کر خود دے دونون امیر جلیل القدر بیماری کے عذر سے اپنے اپنے دارالامارت کو پھر گیئے، سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی قلعہ ادھونی کے مسخر کرنے کی تاکید کی اگرچہ سرلشکران سلطانی نے بیس دن تک قلعہ سر کرنے اور اُس کی فصیل کے توڑنے مین بہتیرا سر پٹکا لیکن کچھ نہو سکا، کیونکہ یہہ قلعہ بادشاہ عادل شاہ کا بنایا ہوا ایسا حصین و متین تھا کہ بڑی بڑی توپون کی مار سے بھی اُسمین کچھ خلل نہ آیا، آخرکار بموجب حکم عالی کے ادھر تو بہادران رستم توان بسالت جنگ کے مقبرے کی طرف سے، اور سید صاحب و قطب الدین خان بہادر اور دولت رای تنبال دروازے کی جانب سے، اور اُس طرف مشیر لالی و امام خان سپہدار پہاڑ پر سے ہٹا کر چڑھ گیئے، ادھر حسین خان اور محمد حلیم نے سیڑھیان بنا قلعے کی تسخیر کا قصد کیا اہل حصار نے اُن لوگون کے حملون کو ٹال بہتون کو تہ تیغ کیا، وجہ اِس کی یہہ ہوئی کہ اِن کی سیڑھیان قلعے کی بلندی تک نہ پہنچ سکین اگرچہ بہادرون نے اُنھین نردبانوں پر چڑھ رسیون کے سہارے سے کنگرہ حصار تک پہنچے تب بھی فتحیاب نہوئے اِس روداد سے

خاطر ہمایون پر ملال گذرا بہرصورت کئی دن صبح سے شام تک سلطانی سپاہیون کا
سوا سے پیکار و کارزار کے اور کچھ کام نتھا ہر گھڑی جنگ و حرب کا سامنا تھا
آخر جب یہ لوگ بڑی بڑی مضبوط سیڑھیان طیار کر معہ طناب و کمند تاخت کرنے
پر آمادہ ہوئے تو شمشیر جنگ اور سیف جنگ مرھٹون کے لشکر سمیت
اُس قلعہ دار کی اعانت کو آپہنچے ٭ سلطان یہہ خبر سنتے ہی فوراً وہانسے
نگر کے پہاڑون مین آ اُس کے ہرچہار طرف ہراول بھیج لڑنے کے
تدبیر مین مصروف ہوا ٭ اتفاقاً دو دن بعد سلطان اور مرھٹون کے طلایہ
دارون مین بڑا محاربہ واقع ہوا اور بخشی حیدر حسین سلحدار جو خود رائی
اور ناآزمودہ کاری کی راہ سے غازیخان کے سات ہزار سوار ہمراہ لے
مرھٹون کے دس ہزار سوارون پر چڑھ دوڑا تھا اِس بھاری جماو کے
مقابلے کی تاب نہ لاکر اُسنے ہزیمت اُتھائی لیکن غازیخان اپنے اُنہین غازیون کو
جو موجود تھے ساتھ لئے بڑی جرأت اور دلیری سے دو ساعت تک تو لڑائی
سنبھالے رہا ٭ آخر جب کئی زخم کاری اُسے لگے تب رن سے پھرا ٭ دشمن کی
طرف کے لوگ پیچھا کر اُسکے ساتھ کے کتنے آدمیون کو مار گرایا دو سو گھوڑے
سوار سمیت پکڑ لیگئے ٭ قادر خان کابلی رسالہ دار کافرون کا یہہ دستبرد دیکھ اپنے
جوانون کو لیکر اُنپر چڑھ دوڑا چنانچہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے اپنے رسالے
کے تو ستر سوار چھڑا اور ساتھ ہی اِسکے پچاس سوار اعدا کے پکڑ حضور
مین لایا ٭ اور ولی محمد اور ملا جودھری بھی اِسی دار و گیر مین دو ہاتھی آٹھ
اُونٹ بھرے ہوئے خزانے سے اور پچاس گھوڑے نواب موصوف کے
لشکر سے لوٹ لائے ٭ سلطان اِس حال سے واقف ہو اپنی ساری فوج ہمراہ
لے جنگ کا نقارہ بجوا الغارون وہان جا پہنچا اور ایسی آتشباری عمل میں آئی کہ

غنیم کے طلایہ دار دہشت کے مارے نامردی کی راہ سے اپنی لشکر گاہ مین جا چھپے ' الغرض حریف کی دونون فوج شکست کھا کر میان حصار کے قلعہ بند ہوئی اور پھر کسی رنے میدان کی طرف رخ نکیا ' تب سلطان اعدا کے مقابلے کو دو پلٹن یہان رکھ اپنی لشکر گاہ کی جانب پھر آیا اسکے دوسرے دن جاسوس وہان سے خبر لائے کہ مشیر و غیرہ حاکم کو معہ زنانہ اور لوازمۂ ضروری کے راے پور کے قلعے مین لے گئے ' اِس کیفیّت کے سنتے ہی شاہ گیتی پناہ نے میر صادق کو بڑی جمعیّت کے ساتھ اُس قلعے کے مسخّر کرنے کو روانہ کیا ' چنانچہ اُسنے وہان پہنچکر قلعے کو تسخیر اور ناظم کی خاص حویلی کو ضبط کر کے نواب بسالت جنگ مرحوم کے سلاح خانہ و کتاب خانہ وغیرہ کارخانون کا بالکل اسباب ریاست ' توشکخانۂ سلطانی مین روانہ کیا ' بعد اِسکے اُس قلعے اور پہاڑون کے پائین کا حصار توڑ کر قطب الدّین خان اور دولت راے کو اُس صوبے کی سرداری پر قائم کیا '

متوجّہ ہونا موکب سلطانی کا مرہٹون کی تنبیہ کے لئے جو تنب بھدرا ندّی کے اُس طرف ہنگامہ مچا رہے تھے ' اور مفتوح ہونا کنچن گڑھ کا اور دریا پار ہونا سپاہ نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا اعدای بدخواہ کا '

جب ادھونی کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی تو سلطان دین پناہ نے مرہٹون کی تادیب کے قصد پر کنچن گڑھ کے رستے کوچ کیا اور کتنے سوار اُس زن حاکمہ کے گرفتار کرلانے کو جو اپنے شوہر کے بعد مسندحکومت پر بیٹھی تھی تعین کیئے ' لیکن وہ ہشیار عورت اِس کیفیت سے خبردار ہو بہت سے جواہرات

بیش قیمت اور چند ملازم وخدمت گار معیت راتون رات تنب بھدرا پار ہو
اپنی جان بچا نکل گئی پر بیتا اس کا پکڑا گیا اور اسلام سے مشرّف و مختون ہو کر علی
مردان خان نام رکھا گیا باقی شرح احوال اُس کے گھرانے کا کنچن گھڑھ کے بیان
سے جسکو جامع اوراق نے جداگانہ لکھا ہی معلوم ہوگا خیر بعد اس کے
موکب شاہی نے وہان سے کوچ کر سوندے مین جا مقام کیا حاکم یہان کا گوبند راو
برادرزادہ مرار راو کا جس نے اُس کے قید ہو جانے کے بعد پونان مین جا کر
وہان کے سرداروں سے وزیر سلطان کے نام پر ایک سفارش نامہ
حاصل کیا تھا بارگاہ سلطنت مین حاضر ہوا سلطان رحیم دل نے سرداران
پونان کا پاس خاطر کر کے اُسسے ایک اقرار نامہ اِس مضمون کا کہ کبھی اِس سرکار
سے سرکشی اختیار نکرے لیکر سوندے کا تعلقہ اُسی کے نام پر بحال رکھا
اور بعد انتظام اِس مقام کے جب کپّل کی جانب کوچ کیا تو قلعدار یہان کا لڑنے پر
آمادہ ہوا جسپر سلطانی امیرون نے فرمان برداری وانقیاد کے مقدمے مین بہتیرا
اُسے سمجھایا پر کچھ مفید نہوا تب تو بموجب حکم عالی کے سرداران جلادت
توامان اور شیر دلی نے اس کو گرفتار کیا بلکہ اُن کافرون کے ملک و ناموس
پر بھی گمراہون کے رعب و دہشت کے واسطے غارت و تاراج کا ہاتھ پھیلایا
ساہوکار بیپاریون کے گھرون مین ہزارون روپیہ نقد مع جنس و اسباب
اُنھین مل گئے اکثر عورتین پاک دامن اُن شقاوت کردارون کی مارے
غیرت کے دریا مین ڈوب موئین اور قلعدار بھی وہان کا مارا پڑا سلطان نے
اِن عورتون کے مرنے کی خبر سن اپنے سپاہیون پر بڑی سیاست کی اور
چونکہ اُن دنون پار ہو ناتنب بھدرا ندی سے جو بڑے جوش و خروش مین تھی
دشوار تھا ناچار کئی دن تک اُسی کے کنارے ڈیرا رہا اعدا اِس عرصے مین

در و بست اُس پار کے ملکون مین اپنا عمل دخل کر لشکر اسلام کے شمکش ہونے کے ارادے ندّی کے اِس پار آپڑے اور سلطانی فوج کے پار ہونے کی راہ پر توپ و تفنگ لے سنگ راہ ہوئے، بعد اِس کے اُن لوگون نے اپنے ایک سردار کو بڑی جمعیت کے ساتھ کپل اور بہادر بندا وغیرہ کے مسخر کرنے کے واسطے تعینات کیا چنانچہ سردار مذکور نے اِس نواح پر تاخت کر اِن دونون قلعون کو محاصرہ کر دو مہینے کے تردّد و تگاپو سے بہادر بندا لے لیا لیکن کپل کا قلعدار اپنے حریف کے ساتھ (اِن کی فوج کے دام فریب مین نہ آکر) بڑی دلیری سے لڑا کیا بلکہ اکثر اُن مشرکون کے مورچے پر حملہ کر کے اُنکی جمعیّت کو پریشان و متفرّق کرتا رہا، چونکہ طغیانی آب کی شدّت کے سبب لشکر اسلام کا ندّی پار ہونا ممکن نتھا سلطان نے اکتیس ضرب بڑی بڑی توپین ندّی کنارے لگا شلّک مارنے کا حکم دیا گولندازون نے بموجب امر عالی کے جب توپون کی باڑھ ماری تو فوراً پانی گھٹ گیا اُدھر اعدا کے دلون پر اِن شلّکون سے دو طرح کا کھٹکا ہوا کہ یا تو فرانسیس کی طرف سے کمک پہنچ گئی یا سلطانی لشکر کے سوارون نے حیدرآباد پر چڑھائی کر کے وہان کے حاکم کو مغلوب کر لیا، بہرحال وے اِسی شش و پنج مین اُس مقام کے رہنے کو نامناسب سمجھ بارہ ہزار سوار ندّی کا کنارا چھوڑ شانور کی جانب چلے گئے، جب اُس ندّی کا پانی کمتا تو سلطان کے حکم سے پہلے تو دو پلٹن اور دو ہزار سوار نے توپخانے سمیت رات کے وقت پار جا حریف کے سوارون پر جو غفلت مین پڑے ہوئے تھے تو ٹ کر تیغ و تبر کے زخمون سے اُن کو اتّو کر ڈالا، سات سو گھوڑے، علم و نقارے کے ہاتھی اور نقد خزانہ سمیت لوٹ لائے، باقی لوگ اپنے اپنے گھوڑے اسباب چھوڑ لشکرگاہ کی جانب بھاگ نکلے اور وہان جاکر اُن لوگون نے اپنے سردار کو سلطانی سپاہ کے اِس پار آنے سے آگاہ

کیا، ادھر دوسرے دن سلطان فوج سمیت ندّی پار ہو خیمہ کیا۔ بسبب توقف ایک مہینے کے جو مورچہ بندی مین بسر ہوا اعدا لشکر و توپخانہ لے بقصد مقابلہ چار فرسنگ پر آپڑے تب سلطان عالیشان کل سوار و پیدل اور توپخانہ ہمراہ لے اُنکے مقابلے کو دو فرسنگ آگے بڑھا اور جب حریف نے وہان آکر صف آرائی کی تب لشکر سلطانی کے سرداروں نے اِدھر تو نشیب زمینوں مین تفنگچیون کو گھات مین بٹھلا توپین چن طیار کر رکھین اور سواری سلطان دین پناہ کی باتجمل و شان مع سواران شجاعت نشان کے ایک زمین بلند پر کھڑی تھی اور غازیخان ولی محمد خان کابلی ابراہیم خان اور کتنے اور سپہسالار حسب الارشاد لشکر اعدا پر چڑھ دوڑے اور جب وے ان سے مقابل ہوئے تو غازیخان وغیرہ کے سوار فریب کی راہ سے بھاگ غنیم کو اپنے پیچھے توپخانے تک لگا لائے، تب تو سامھنے سے گھات والے جوانون نے روبرو آکر توپ و تفنگ کی مار سے اُن کے منہ پھیر دیئے اور پیچھے سے سوار بھی آپڑے جنھون نے قرار واقعی مردمی و مردانگی کی داد دین اور اِسی ہنگامۂ قتال و جدال مین آتش دست باندارون نے بانون کے مارے دشمن کی جمعیت مین ہل چل ڈال دی چنانچہ اُن کے سردارون نے معہ لشکر فرار کا رستہ پکڑا، سلطانی بہادرون نے دو فرسنگ تک تعاقب کر کے اکثرون کو قتل اور گرفتار کیا، جب اعداے دولت اِس طرح مغلوب و مقہور ہو چکے تو فوج سلطانی نے بفتح و نصرت وہان سے آگے کو کوچ کر ایک بڑے میدان مین پہنچ مقام کیا، اُس دن لشکر کی منزل کا نقشہ یہہ تھا کہ خاص خیمۂ سلطانی کے چارون طرف توپلٹنون نے معہ توپون کے قلعہ بندی کی تھی، داہنے سوارون کے دستے، بائین سلحدار، سرا پردے کے آس پاس اسد اللّٰہی اور احمدی رسالہ، اور یتیمون کی پلٹنین جنداول مین احشام وکند اجاری

فوج اور بھیر و بنگاہ کے اوس ؛ علاوہ اسکے راجاؤن کے پیادے و سوار ؛ اور آگے ایک فرسنگ کے فاصلے پر غارتگر سوار بطور ہراول کے ؛ غنیم بھی اپنی سپاہ سج سجا لڑنے کے ارادے کشنا کی ندّی کنارے آ اُترا ؛ تب سلطان نے شبکے وقت اپنی فوجین آراستہ کر شیخ امام شیخ عمر و امام خان سپہدارونکو سامان جنگ و توپ اور بہت سے بان دارون کے ساتھ ؛ اور حسین علی خان و مہامرزا خان کی سرداری مین غازی خان کو دو ہزار سوار خونخوار سمیت حریف کے لشکر مین شبخون مارنے کے لیئے روانہ کیا ؛ جب یے سب سپہدار اور بخشی تین پہر رات کے وقت غنیم کے طلایے تک پہنچے تو شیخ عمر نے جو اُن سبھون سے آگے تھا کتنی جگہون مین جلتی آگ دیکھ کے گمان کیا کہ یہین اعدا کا لشکر پڑا ہی چنانچہ اُس نے اِسی خیال پر بے کہے اُن سرداروں کے توپ اور کتنے بان بھی داغے جس سے حریف کی سپاہ آگاہ ہوگئی اکثرون نے تو اپنی راہ لی ؛ اور بعضون نے حملہ کیا تب باقی سپہدارون نے ترنت آکر حضور مین یہ حقیقت عرض کی ؛ سلطان نے یہ خبر سن نہایت برہم ہو شیخ عمر کو برطرف اور اُس کی فوج فاضل خان رسالدار کے حوالے کر آپ اُس کی صبح کو بالا نام ندّی کے کنارے نزول کیا ؛ وہان حریف نے بھی فوج ظفر موج کے آمنے سامنے آتین فرسنگ پر ڈیرا ڈالا ؛ دوسرے دن رات کے وقت حضور سے امام خان ؛ فاضل خان ؛ میر محمود سپہدار ساز و اسباب جنگ لے کر دس ہزار سوار اور ایک ہزار باندار سمیت قادر خان اور غازی خان کی سرداری مین لشکر غنیم کے تاخت تاراج کے لیئے رخصت ہوئے چنانچہ یے ذی ہوش سپہدار اپنے اپنے سپاہیون کو کنبل اڑھا سب کے سب لشکر غنیم کے عقب جا پڑے اور جب اُنکے طلایہ دارون نے اِنھین روکا تب اِن لوگون نے مرھٹی بولی مین اپنے تئین

لشکر مغل کے مددگارون سے ظاہر کیا اور اِس فریب سے اُس فوج مین گھس
جنگ وکارزار کا بازار گرم کردیا، تب تو حریف کے سردار مغلوب ہو خالی ہاتھ
بے زین و ہتھیار گھوڑون پر سوار ہو اپنے توپخانے کی طرف فراری ہوئے اور
سپہسالاران منصور بہت سی غنیمت، نقد وجنس اور تمام آلات جنگ
ڈیڑھ ہزار سواری کے گھوڑے اور اکثر جو رولڑکے کو اُن کافرون کے اسیری مین لیکر
باریاب حضور ہوئے اور بیگ ہے الماس، مالہ مروارید، جڑاؤ کڑے اُنھین
انعام ملے، بعد اس کے سلطان نامدار نے اُن اسیر عورتون کو بیش قیمتی
خلعتین دے، پالکیون پر سوار کروا بعزت تمام سوارون اور بان دارون کے
ہمراہ غنیم کے لشکر مین روانہ کر دیا اور خفیہ اِنھین کے ساتھ بڑے بڑے
چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصّع اور بہت سے جواہر و نقد روپے
ہری پنڈت و راستیا اور مادھو پاہتی کے واسطے بھیج کر اُن کو اپنا بندہ و مطیع
بنایا چنانچہ اُنھون نے وہان سے آگے کوچ کرسرہٹی مین جا مقام کیا،

پیچھے ہٹنا آنا سلطان کا واسطے مصلحت کے اور تعاقب کرنے غنیم
کے، پہنچنا سلطانی سپہسالار کا مع سپاہ نصرت پناہ کے، رسد
لیکر آنا بدرالزمان خان فوجدار نگر کا، مسخّر ہونا شانورو
بھاگ جانا نواب حکیم خان کا اور لشکر کفر و اسلام مین جنگ واقع ہونا،

جب سلطان نے اُس شبخون کے بعد دوسری شب کوچ کرکے اُس مقام
مین جہان بالا نام ندّی، تب بھدرا سے آملی ہی پہنچ کر مقام کیا انوتی
کی طرف سے ایک سپہدار سلطانی اپنی فوج سمیت حضور مین آپہنچا اور
بدرالزمان خان بھی بہت سی رسد کے ساتھ نگر سے آکر شرف اندوز ہو

اور بعد اِسکے الغارون دشمن کا تعاقب کرکے فوج نصرت موج کی پیچھے
دو فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا تب دونون لشکر کے نیافذ ار ایک
دوسرے کے حملون کو تاڑتے رہے ' اب سلطان نے یہ تدبیر کی کہ اپنے
سپاہیون کو وہ دونون وقت صبح و شام قواعد سپاہگری کی مشق کے لیئے
برای نام میدان مین جانے ورزش کرنے اور بندوق چھوڑنے کا حکم دیتا چنانچہ
کئی دن بھور سے پہر دن چڑھے اور سہ پہر سے گھڑی پہر رات تک اُن کا یہی
کام تھا اور اِسی عرصے مین اُس نے میر معین الدّین کو دو پلٹن ' پانچ توپ
اور فرانسیس کا رسالہ ساتھ دے حریف کے میمنہ کی جانب روانہ کیا اور
برہان الدّین کو تین پلٹن چھ توپ سمیت میسرہ کی طرف بھیجا ' اور
آپ دس پلٹن اور خاص سوارون پیدلون سے دشمن کے قلب کی فوج
توڑنے کے قصد پر آگے بڑھا ' چون اُس رات کو تاریکی شدّت سے تھی '
بڑی زحمت سے راہ کٹی ' لیکن برہان الدّین نے پوہنچتے ہی سب پر پیشدستی
کرکے بڑی شدّت اور رراستیا کی نوجون پر ہنگامۂ قیامت مچادیا ' اُدھر سے
میر معین الدّین بھی بڑی توپین پیچھے چھوڑ فرانسیس کی دس توپ ہمراہ لے لشکر
سے پہلے الغارون بلا کی طرح اُن اجل گرفتون پر ٹوٹ پڑا اُسیوقت سلطان بھی
حریف کے قلب پر بروقت چڑھ آیا ' تب تو اعدا کو اُس میدان میں ٹھہرنا دشوار
ہوا ' سردار اُن کے جو دربردہ اِس سرکار کے خیرخواہ تھے اُس جمعیت سے
پھوٹ نکلے ' نواب نظام علی خان کی فوج مین بھگیڑ مچ گئی ' مال اسباب اُن کا
غازیون کے گھوڑون کے سمون تلے پامال ہوا باقی مرہٹے سردار گھوڑون پر
سوار ہو نکل بھاگے ' لشکر کا سامان مال اموال خیمہ نشان ' ہاتھی گھوڑے اونٹ
سب کا سب مال زمان سلطانی کے ہاتھ لگا ' پہر دو ساعت کے عرصے مین اعدا نے

باہم مجتمع ہوا ایک فرسنگ کے فاصلے سے اس طرح توپین سامھنے جما رکھین
اُڑائین کہ اُسسے اکثر مظفّر بہادرون کو نہایت ضرر پہنچا ' فرمان سلطانی '
غنیم کی ایسی دلیری و جرأت کے دفع کرنے کو صادر ہوا چنانچہ حسب الحکم
والا سیّد حمید ' شیخ انصر ' احمد بیگ اور دوسرے سپہسالار موشیر لالی
کی فوج سمیت غنیم کے توپ خانے پر چڑھ دوڑے ' اتّفاقاً اثناے راہ مین
انھون سے اور دشمن کے سپاہیون سے جو ایک سوکھے تالاب کے درمیان
چھپے ہوئے غازیان نصرت مند پر دھاوا مارنے کی تاک مین لگ رہے
تھے مقابلہ ہو گیا تب تو اُن شجاعت نشان سپہسالارون اور فرانسیس
نے بندوقین طیّار کر ایسی شلکین مارین کہ اعدا کے سپاہی جو اژدہام کے
سبب سے بھاگ نسکے مارے گولیون اور تیر و سنان کے اُنکے سینے چھلنی
بن گئے ' دو نامور سردار مارے پڑے اور باقی اپنے مال سے دست بردار ہو
اُس معرکے سے نکل بھاگے ' حاصل کلام بات کی بات مین حریف کی جانب کے
سات ہزار جوان کھیت آئے اور جو بچے وے وہان سے پچھلے قدم ہٹے ' سلطان
نصرت رکاب غنیمت کا اسباب ہمراہ لے شادیانے بجواتا سراپردۂ
خاص مین آداخل اور دوسرے دن یہان سے شانور کی جانب روانہ ہوا '
پوشیدہ نرہے کہ نواب عبدالحکیم خان شانور کا ناظم جو بعد رحلت نواب مغفور کے
خواہی نخواہی سلطان سے بیر بڑھا مرھٹون کے ساتھ جاملا تھا اب جو اُسنے بادشاہ
کو اپنی طرف آتے دیکھا ڈرتے کانپتے آپ توراتون رات وہان سے بھاگ
غنیم کے لشکر مین جا داخل ہوا اور اپنے بیتے نواب عبدالنحبر خان کو شہرمین
چھوڑ گیا ' جب سلطان عالیشان نے یہ ماجرا سن تعجّب کیا اور رات کے
وقت سیّد حمید ' سیّد غفّار وغیرہ سپہداروں کو تو شہر کے ضبط کر لینے کے

واسطے روانہ فرمایا اور آپ شہر کے حوالی مین اُترکے میر صادق کو مہدی خان بخشی کے ہمراہ بتاکید اِسس بات کی تاکید کی کہ تم بالکل اساس و اسباب امارت جو اگلے خوانین جمع کر چھوڑ گئے ہمین حضور مین روانہ کرنا چنانچہ اُن لوگون نے جو کچھ نقد وجنس وہان پایا بموجب حکم حضور مین حاضر کیا ؛ چنانچہ سب اسباب بعد ملاحظے کے توشکخانے مین داخل ہوا ؛ توپین وغیرہ توپ خانے مین رکھوائی گئین ؛ نواب عبدالخیر خان باریاب ہو کر سرفراز ہوا ؛ سلطان نے اُسّے پوچھا کہ تمہارے باپ نے یہہ کیا کیا ؛ اپنا شہر کیون چھوڑ دیا ؛ ہم سے سوا ے پاس داری و رعایت کے اُن کے حق مین کچھ ایسا برا سلوک بھی تو واقع نہین ہوا ؛ یہہ کیسی خوبشی و قرابت تھی کہ تم ہمارے اعدا کے ساتھ مل کر ہم سے یون پھر گئے ؛ وہ اِس کے جواب مین عرض پرداز ہوا اوا قعی یہہ تو اُن سے نادانی کی حرکت وقوع مین آئی پر بندے کو مطلق اِس کا علم نتھا نہین تو بیشک اُنھین منع کرتا ؛ سلطان نے بعد اِسس گفتگو کے اُسکو اپنے خاص خیمے کے پاس جگہہ دے نظر بند رکھا ؛

زچ ہوجانا اعدا کا سپاہ منصور کے ہاتھ سے صلح قرار پانا فریقین متخاصم مین راجاؤن کے تعلقون کا بند و بست معہ بعض کیفیتون کے جو سن بارہ سی مین واقع ہوئین ؛

سلطان نے بعد بند و بست شانور کے جوبن گڑھ کی نواح مین آکر نزول فرمایا اور عشرۂ محرّم تک وہین توقف کیا بعد اِس کے اپنے تمام لشکر کو چار حصّے کیا ہر حصّے مین پیدل پچیس ہزار سوار چودہ ہزار توپ بندرہ ضرب تھی ؛ ایک کا

سپہسالار میر معین الدّین دوسرے کا برہان الدّین تیسرے کا مہامرزا خا
چوتھے کا حسین علی خان میر بخشی کو مقرّر کر یہہ حکم دیا کہ تم یہان سے دو کوس
دور جاکر ڈیرے کرو چنانچہ وے تو اُدھر موافق ارشاد عالی کے ایک میدا
پکر ضروریات جنگ کی طیّاری مین مصروف ہوئے اور ادھر سلطان خود بدولت
و اقبال پیدلون کی دس پلٹن اور اسد الّٰہی و احمدی کی تیس پلٹن سوارو
کا آٹھ دستہ اور تین رسالہ و چار ہزار بندارے دس ہزار پیادہ ہا
احشام سمیت اُسی مقام مین قایم رہا اور افواہ یہہ ہوئی کہ ایک
سپہسالار توحید ر آباد کے تسخیر کرنے دوسرا پونا ن لے لینے تیسرا
راے چور اور کوتور وغیرہ کے تصرّف مین لانے چوتھا راجاؤن وغیرہ کے
قلعے تعلقے ضبط کر لینے کو بھیجا گیا ہی اور یہان سلطان آپ دشمن کے
مقابلے کے لئیے قائم ہی اعدا یہہ خبر سن تھرّا گئیے میر معین الدّین نے
سیّد حمید و سیّد غفّار تہوّر شعار کے اشتعال سے رات کو کوچ کر مندر گ
درگ پر جو غنیم کا تھانہ تھا حملہ کیا دم بھر میں اُس گھاٹی کو لیکر حریف کی فو
مار لی شہر کو لوٹ کر ساز و سامان اور زر و زیور سمیت بازگشت کی برہان الدّین
نے بنکاپور اور مصری کوٹے کو جو غنیم کے عمل سے تھے قتل و تاراج کیا یہان سلطا
ممالک ستان بھی اُن ضلالت نشانون کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا لیکن
اعدا اہتما کرچند اول پر لشکر سلطان کے آپڑے اور اناج بھرے دس ہزا
تھیلے بنجارون سے لوٹ لیگئے تب سلطان عالیشان نے اُس لشکر کے سردار کے
کہلا بھیجا کہ بے قصور جمہور خلائق اور رعایا کو بار بار ستانا انصاف و مروّت سے
آئین سے دور ہی مقتضا جوانمردی کا تو یہہ ہی کہ ایک ہی دن مین اِس لڑائی بھڑائی
کے قضئیے کو یکسو کردین اِس پیغام سے حریف نے چونکہ اپنی جنگی سپاہ

نازان تھا ٗ جنگ سلطانی مان لیا ٗ سلطان نے کتنگ ندّی کے کنارے ہماری فوجین
اکٹھی کر بآئین جنگ صف آرائی کی اور دائین بائین پلٹنین مقرّر کر جلوداروں
سمیت خود بدولت ہاتھی پر سوار ہو پہلے توپ شجاعان فوج کو حرب و ضرب کا حکم
کیا جس پر غول کے غول بہادران طالب جنگ کھیت مین اُتر پڑے اعدا بھی
مقابلے کے ارادے بڑے جوش و خروش سے سامھنے آئے طرفین سے
زور شور کی لڑائی شروع ہوگئی ٗ لیکن یہہ بات ٹھہری تھی کہ ہر ٹکری کے جوان
نوبت بنوبت آدھی ساعت تک لڑین جسّے سب سپاہیون اور سرداروں کی
جرأت و جانبازی ظاہر ہو ٗ اِس صورت مین ایک ایک سورما ایسا لڑا کہ رستم
و اسفندیار کی پردلیان دلون سے محو ہو گئین ٗ دوپہر تک جنگ کا بازار گرم
رہا ٗ تیر و تفنگ سے نوبت گذر گئی ٗ خنجر و جمدھر لے لے بہادر سنمکھ ہو گئے
دونون طرف لاشون کا انبار لگ گیا ٗ سلطانی بہادرون اور سلحدارون نے
اپنی اپنی پردلی دکھلا میدان مین خون اعدا سے دریا بہا دیا ٗ تب غنیم کے سردارون
نے اِس خیال سے کہ اُنکی سپاہ بہت تھی یہہ ارادہ کیا کہ اب اکبارگی ہلّا کر کے
سلطانیون کو مغلوب کرین چنانچہ اِسی قصد پر اُنھون نے اپنی سپاہ سمیت
کہ اسّی ہزار سوار سے زیادہ تھی اپنی جگہہ سے جنبش کی ٗ اِدھر سے بھی
توپچیون نے بموجب ارشاد کے مارے توپ و تفنگ کے اُنھین بدحواس
بنا ہٹتا دیا ٗ جب اعدا بھاگنے لگے تو لشکر ظفر اثر کے سوار دو فرسنگ تک اُن کے
پیچھے لگے چلے گئے اور تین ہزار گھوڑے ٗ دس ضرب توپ اور اسباب و آلات
لوٹ لائے ٗ غنیم دو تین منزل تک دن رات پس ہم بھاگتے گئے ٗ کنک گری کا راجا
ہری نایک جو حریف سے سازش رکھتا تھا اُس کا یہہ رنگ دیکھ حضور سلطانی
مین حاضر ہو کر مورد عنایت ہوا ٗ سلطان یہان سے اپنے لشکر سمیت بنکاپور

لوروانہ ہو شانور کے متصل جا اُترا ٬ پر کتنے سلطانی غارتگر سوار جو تاراج کے ارادے محالون پر دوڑ گئے تھے قضا کار غنیم کے تیاقداردن نے اُن سے دوچار ہو کر ایک ہی حملے مین سب کو مار لیا ٬ سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر کے سوارون پر تو یہہ حکم دیا ٬ کہ کوئی بے اجازت چھاونی کی حد سے باہر نہ نکلے اور آپ ایک مہینے وہین رہکر مرہٹے کے کتنے سردارون کو بہت سے روپے اسباب بھیج کے اپنا مطیع بنالیا چنانچہ اِنھین کی صواب دید سے ایک دن چار ون فوج کو شبخون کے لئے مسلح کر روانہ کیا ٬ وہان غنیم کے طلایہ دارون نے کہ ہری پنت پھرکیا کے ملازم تھے جان بوجھ کے اُنھین آنے نردیا یہان تک کہ وے دلاور فوج کی فوج حریف کے لشکر کے قریب جا پہنچے ٬ تب کسی شخص نے اِنکے آنے کی اطّلاع پاکر ہلکر کو جا خبر کردی کہ پاسبانون کی خطا سے سلطانی سپاہ لشکر مین داخل ہو گئی ٬ اُسنے اتنا سنتے ہی پیادہ پا خیمے سے نکل بان وشاتک اور بندوق کی آواز سن فرار کی راہ لی اور اپنی حرم خاص کو بھی جو اُسکی بڑی پیاری تھی ڈیرے ہی مین سوتے چھوڑا ٬ اور سردار بھی بھاگ نکلے ٬ تمامتر غنیم کی سپاہ پراگندہ اور فوج مغل کی بھی سراسر منتشر ہو گئی اٹھارہ عورتین اُس قوم کے سردارون کی موتی جواہر بھری اسیری مین پکڑ آئین جب فجر ہوئی ٬ وے بہادر سر لشکر منصور و مظفّر ٬ اسباب غنیمت جھنڈ خیمہ ہاتھی اُونت خزانہ اور چودہ ضرب توپون کی لیکر پھر آئے ٬ ہرچند غنیم نے بقیۃ السّیف کے اکٹھا کرنے کو اُنکی راہین روک کر بہتیرا زور مارا پر کچھ بکار آمد نہوا ٬ بناچار ناکام پھر گیا ٬ اِدھر سلطانی سپہسالارون نے لوٹ کی چیزین مع اُن اسیر عورتون کے نظر انورمین گذرانین ٬ سلطان عطا پاش نے اُن سب سردارون اور سپاہیون کو بسبب اُنکی جان بازیون کے دو دو مہینے کی

طلب اور چوتھائی غنیمت بطور انعام کے اور اچھے عہدے دیکر مسرور و ممتاز کیا اور اُن عورتون سے یہ قول لے کرکہ کسی نوع اپنے شوہرون کو جنگ وحرب سے باز رکھین اُنکے زیور و اسباب سمیت بڑی عزّت و آبرو کے ساتھ سلطان کے لشکر مین بھیج دیا، پر اُنکے شوہرون نے جب اس شبہے سے کہ وے مسلمانون کے ہاتھ لگ گئی تھین گمان بد کر کے اپنے خیمون مین اُنھین آنے نہ دیا تب اُن نیکبختون نے اپنے شوہرون کی نادانی و کم ہمّتی پر لعنت و ملامت کر کے، اُن سے سلطان فتوّت و مروّت نشان کی پاسداریون اور حسن اخلاق کا اظہار کر سلطان سے آشتی و صلح کرنے کے لئے اصرار کیا تب اُنھون نے اپنے دلون سے بدگمانی اور کینے کو میاں ملاپ کے قصد پر بالکل دور کیا چنانچہ اب فوج ظفر موج جدھر متوجّہ ہو کر صف آرا ہوتی وے لوگ اُس جنگاہ سے پھر جاتے، جب سلطان گیتی ستان نے دیکھا کہ اب سپاہ اعدا مین دم مقابلہ کرنے کا باقی نہین رہا تب بعد ایک مہینے کے خلائق کے حال پر ترس کر کے لشکر غنیم کے سردارون اور مغلون کی صلاح سے بدرالزّمان خان کو اور کئی خوانین کے ساتھ مع خطوط متضمّن صلح اور بہت سے نقود و نفیس تحفون خلعتون اور گرانبہا جواہر کے جن مین ایک جڑاو گلوبند ہی پانچ لاکھ روپیے کا تھا حاکم یونان کے پاس بھیجکر اظہار دوستی کا کیا اور اُدھر سے ہلاکر وغیرہ سرداران لشکر نے بھی کہ کئی بار افواج قاہرہ سے نوع بنوع کی زکین اُٹھائی تھین، ساری حقیقت سلطان کی شجاعت و ہمّت کی شرح وار لکھکر آشتی و صلح کو ترجیح دی، تب اِس مقدّمے مین حاکم یونان نے اپنے ارکان سلطنت سے صلاح کی اُن لوگون نے بھی عرض کیا کہ واقعی مناسب یہی ہے کہ ہم سلطان سے اتفاق کرین اور ایلچیون کو یہان کے تحفے ہدیون کے ساتھ بھیج کر اُس کی خاطر آزردہ کو شاد

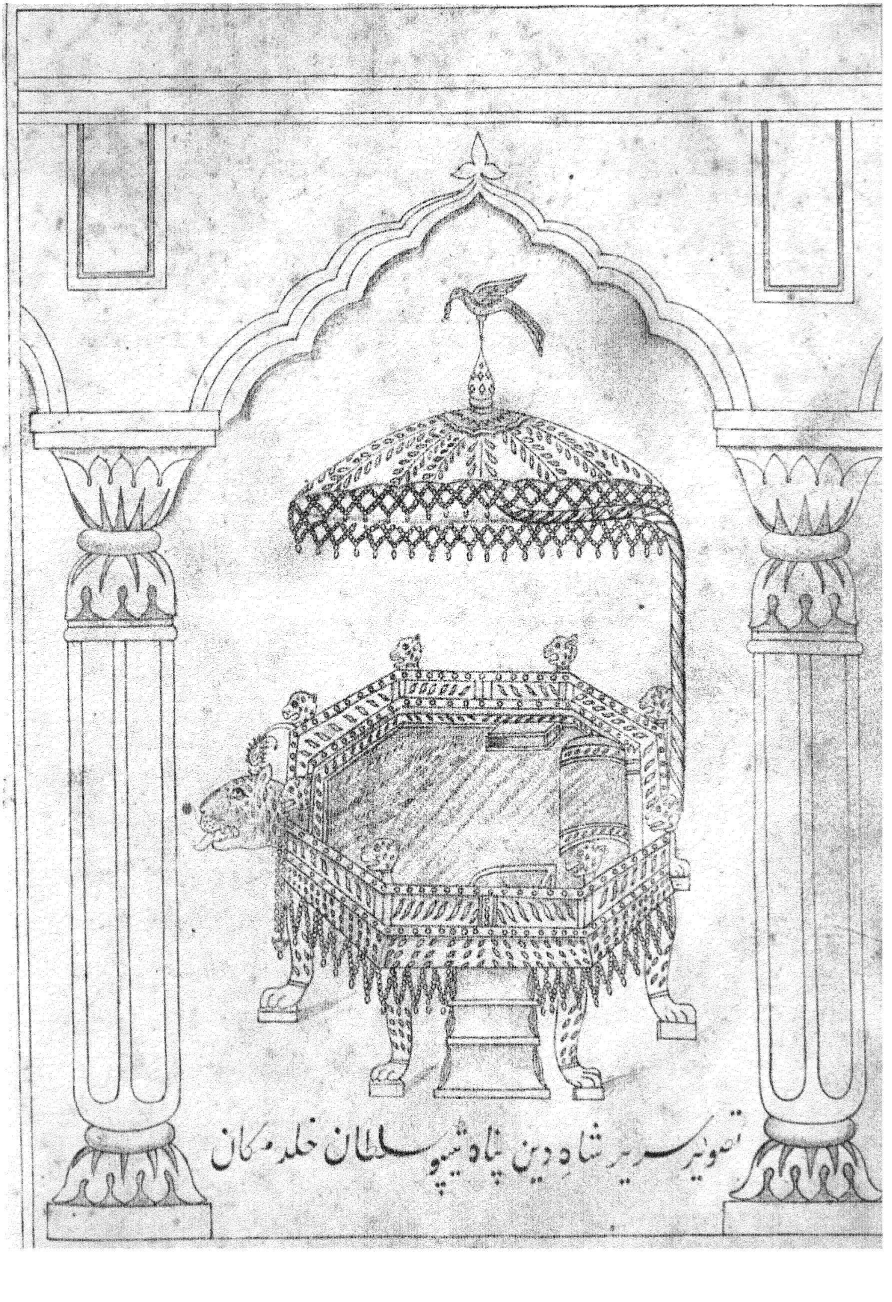
اور یہ امر ہماری سلطنت کی ایمنی کا باعث ہوگا کیونکہ جوانمردی و دلاوری اُس عالی ہمّت
کی خود ظاہر و باہر ہی جب اِدھر کا قصد کریگا تو بالا تکلّف یہ ہمارا ملک مسخّر کریگا ٬
جب حاکم پونان نے اُن خیر خواہون کی بھی رائین اسی طرف مائل دیکھین اور
سلطان کی کمک کے لیئے فرانسیس کے جہاز پہنچنے کی خبر بھی اُسے پہنچ چکی تھی
اِسی واسطے اُس نے سلطان عالیشان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت
جان کے ایمنی اپنی ریاست کی اِسی مین سمجھی کہ ایک سفیر کے ہمراہ بہت
سے تحفے ٬ زر و جواہر اور نجیب بادپا گھوڑے ٬ بڑے بڑے ہاتھی حضور مین بھیج کر
نرکونڈا ٬ نولکنڈا ٬ جالی مال کے تعلّقے بطور انعام کے درخواست کیئے سلطان
نے بمقتضاے مصلحت ٬ اِس التماس کو قبول کر کے سند تینون تعلّقون کی
اُسنے بھیج دی ٬ تب قلعے اور صوبے اُس گرد و نواح کے جو سپاہ اعدا کے
تسلط مین تھے سر نو سرکار عالی کے تحت مین آگئیے ٬ اِسی تقریب سے
حضور سلطانی مین ہری پنڈت نے نواب حکیم خان کے قصورون کی طلب عفو کے
لیئے عرض معروض کر شانور کا صوبہ پھر اُسے دلوادیا ٬ جب حاکم پونان کے
مصالحے کے سبب اُس جانب سے خاطر ہمایون کو اطمینان حاصل ہوئی تو لشکر سلطانی
بفتح وفیروزی مراجعت کر کے شانور مین آپہنچا اور سلطان عالیشان نے ہری
پنڈت پھڑکیہ کو جو ہوا خواہون کے حلقے مین داخل ہو کر باعث صلح کا ہوا تھا کنچن
گڑھ کا تعلّقہ اُس کے مضافات سمیت اور کئی اور قریئے بطور جاگیر کے
دے آگے کوکوچ کر محل دروجی کے تالاب پر نزول اجلال فرمایا ٬ اب راجا راے
درگ اور راجا ہرپن ہلّی از خود عسکر نصرت اثر مین داخل ہو کر مجرا کرنے کی
امید رکھتے تھے ٬ لیکن جون سلطان کی خاطر مین اِس جہت سے کہ جب نئے بلائے
گئے تھے اُس وقت حاضر نہوئے بلکہ سرگرم بداندیشی کے تھے ٬ غبار تھا

سلطان نے رات کے وقت پلٹنین بھیج کر اُنھین مع جمعیت اسیر کر بنگلور بھجوادیا، ملک و مال اُن کا بالکل ضبط ہو گیا بعد اس کے سلطان یہان سے کوچ کر اپنے دارالسّلطنت کو رونق افزا ہوا،

ذکر بند و بست دارالسّلطنت اور تمام ممالک محروسہ کا، معزول ہونا میر صادق دیوان کا، مسجد اعلی کی بنا کا سبب، پھر آنا وکیلون کا حضور سے سلطان روم کے جو گیا رہ سو اتھانوے ہجری مین گئے تھے، جانا وکیلون کا حیدرآباد کو سن بارہ سی مین

جب سلطان عالیشان نے ملک و لشکر کے نظم و نسق کا ارادہ کیا پہلے احوال دیوان سرکار عالی کا جسنے ادھونی اور شانور کے صوبے مین کچھ خورد برد کیا تھا حضور مین ظاہر ہوا اور وہ اپنے عہدے سے برطرف ہو کر مقید ہوا اسباب اُسکے گھر کا سب حسب الحکم سرکار مین ضبط ہو گیا، کہتے ہین دس لاکھ روپیہ اور ایک لاکھ محمد شاہی اشرفی نقد اُسکے گھر سے نکلی، علاوہ جواہر و ظروف طلاؤ نقرے کے اور دیوانی خدمت مین مہدی خان نائط اُسکی جگہہ پر بحال ہوا، مسجد اعلا جسکی گیارہ سی اتھانوے مین درمیان قلعۂ دارالسّلطنت کے بنا ہوئی وجہ اُسکے احداث کی یہہ تھی کہ جب کھنڈی راؤ کافر نعمت نے اقبال خدادادکی تباہی کے ارادے اپنے مخدوم سے باغی ہو (جن دنون نواب مغفور تنہا بنگلور کو گیا تھا) نواب کے زنانہ محل کو مع سلطان کہ اُس وقت سات برس کا تھا ایک مکان مین قید کیا جسکے سامھنے ایک بتخانہ وسیع صحن کا تھا سلطان اُن دنون بتقاضاے سن اپنے مکان سے اکثر اُس بتخانے مین جہان لڑکے کھیلا کرتے

اُن کا تماشا دیکھنے کو جایا کرتا قضاے الٰہی ایک دن کسی فقیر روشن ضمیر نے وہان وارد ہوکر یہہ خوشخبری اُسے سنائی کہ او بابا خوش نصیب تو کے کچھ دنون صبر کر آیندہ تو ہی اِس ملک کا بادشاہ ہوگا، اُس وقت میری نصیحت یاد کرکے اِس دیول کو توڑ ایک مسجد بنانا کہ تیری نشانی تاقیامت باقی رہے، سلطان نے مسکراکر فرمایا اگر خدا مجھے تخت نشین کرے تو بیشک آپ کے ارشاد کو بجالاؤنگا چنانچہ اپنے والد کے بعد فرمانروائی پاکر بتخانے کو تڑوا وہان ایک مسجد عالیشان کی بنا قائم کی، دو سال کے عرصے مین چھہ لاکھہ روپیہ کی لاگت سے بن کر طیّار ہوئی تب اُس نے بارہ سی چار ہجری مین نماز عید الفطر کی وہین ادا کرکے مسجد اعلا اُس کا نام رکھا، اور انہین دنون مین ہر ہر شہر و قصبے اور قلعے کے گرد بگرد ایک ایک فرسنگ کے فاصلے پر گھنی گھنی بنسواڑی لگوا کر چار دروازے مقرّر کئے، جہان طلایہ دارون کو بٹھلا کر یہہ تاکید فرمائی کہ قلعدار کے پروانے بغیر کسی کو اُس کے اندر آنے نہ دین، اور ممالک محروسہ و علاقہ کرنا تک پائین گھاٹ کی سرحدون کے درمیان، اور ڈونڈیگل و کروڑ سے بدّو یل گھاٹ اور لچھم کی حدون تک خار بند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار جرّار جابجا پاسبانی کے لئے تعینات کئے تا نہ پائین گھاٹ سے سلطان کے ملک مین کوئی آنے پاوے نہ بالا گھاٹ سے اُس طرف جانے، اور اِسی سال مین سلطان روم کے پیشکش کے واسطے بہت سے نفیس و لطیف اسباب و تحفے، نو ساخت ہندو قین نئی ضرب کے دس لاکھہ روپئے، قماشہاے فاخرہ، زر و جواہر گرانبہا میر غلام علی خان وغیرہ کے ہمراہ بھیجوائے چنانچہ وے اُس دربار عالی سے پھرتے وقت ایک نوازش نامہ جو مبارکباد سلطنت کے جلوس پر محتوی تھا اور جڑاؤ تیغ و سپر اور بیش قیمتی جواہر اور بہت سے نوادر رومی لیتے آئے،



تصویر سریر شاہِ دین پناہ ٹیپو سلطان خلد مکان

...ین سمکی تب یک مبارک مین پہنچین تب تو سلطان نے بموجب فرمانے ...م کے ہرطرح کا سامان سلطنت آمادہ اور تخت شاہی کو نئی طرز پر طلا اور جواہر بیش قیمت سے مرصع اور مبالغ خطیر خرچ کر بشکل شیر طیار کروایا ، چنانچہ یہ تخت ابتک انگریزون کی ولایت مین موجود ہی ، اور ہر برس اُن کے بادشاہ کی سالگرہ کے جشن کے دن حاضرین بزم شاہی اور ناظرین دربار عام کی نظرون مین مع اور نادر نادر نفایس دن و اعجوبون کے جو بعد سخر ہو جانے سرنگپٹن کے اِس سرکار سے اُن کے ہاتھ لگے جلوہ افروز ہوا کرتا ہی ، اور قوم انگریز و فرانسیس کے اچھے اچھے ہنرورون اور استادکاریگرون کو جمع کر کے توپ بندوق قینچی چاقو گھڑی و بانات و کمخاب اور ظروف چینی وغیرہ کے بنانے مین بڑے قدغن سے سرگرم کار کیا ، اسطرح کے کارخانے چار مقام دارالسلطنت ، بنگلور ، چیتل درگ اور نگر مین تھے ، لیکن اوقات ہمایون سپاہیون کے اکٹھا کرنے مین صرف ہوتی تھی ، قدیمی خدمتگزار سپاہیون اور جنگ آزمودہ منصبدارون کو جنھین نواب مرحوم نے لاکھون روپیہ خرچ کر کے ہر ایک ملک سے جمع کیا تھا سلطان نے بالکل اپنی نظرون سے گرا دیا ، اور نا آزمودہ کار جوانون کو اُن کے قایم مقام کیا ، اِسی جہت سے تھوڑے ہی دنون کے درمیان اُس ملک و سلطنت مین بہت سے خلل واقع ہوئے ،

فوجکشی کرنا سلطان کا کلیکوت کی طرف، پھر چڑھ جانا کوچی بندر اور حاکم ملیبار کے تعلقوں پر، مجروح و مقتول ہونا کتنے جوانان مظفر کا، لے لینا اُس بندر کا بارہسی پانچ ہجری میں،

جب سلطان عالی شان دارالسلطنت وغیرہ کے نظم و نسق سے فارغ ہو جاسوس خبر لائے کہ کلیکوت کے نائر سرکشی و بغاوت پر مستعد ہیں ہرچ وہاں کا حاکم ارشد بیگ خان اُن کی شورش کے فرو کرنے میں سعی کرتا ہے کچھ مفید نہیں پڑتی، اتنا سنتے ہی سلطان عالیشان چار پلٹن تین رسالے اور توپخانہ ساتھ خود اُس طرف روانہ ہوا اُن کو چکدا ن نے سلطان کی روانگی سے اپ جان و مال کا خوف کر پہاڑ اور جنگل کا رستا لیا، جب یہاں کے حاکم نے موکب والا کا استقبال کر کے مجرا حاصل کیا سلطان نے عتاب کی راہ سے اُس خطاب کیا کہ رعایا کا دل ہاتھ میں لینا اور ملک کا ضبط و ربط کرنا جیسا کہ چاہیے تم نہو سکیگا، بعد اسکے مہتاب خان بخشی کو اُس صوبے کا ناظم کر دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی، بخشی مذکور نے اگرچہ اُس ضلع کی رعیتوں کو دلاسا بھر دے دے بلایا لیکن اُن شوریدہ بختوں نے کوچی والوں کی پرچک و اغوا سے جنگ و جدال کا قصد کیا، جب یہ حال ملازمان سلطانی کے گوش گذار ہوا تو اُ بلند اقبال نے اِدھر تو آپ معہ لشکر آمادۂ قتال ستی کال اور کورکال کے ر فوراً کلیکوت کی جانب کوچ کیا اور اُدھر اپنے سپاہیوں کو اہل ضلال کے ملک کے خراب کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ان لوگوں نے قصبوں قریوں میں قرار واقعی لو بات مچادی، اکثر مفسد تمرد پیشہ مارے پڑے، باقی مغلوب ہو کر مطیع و فر بردار ہوئے، اسی عرصے میں کتنے ہند اردوں نے ترچناپلی کی اطراف پر تاخ

کر اُسے ویران و بے چراغ کیا ، اور اُس قلعے کے سردار نے حضور والا مین ایک عرضی اِس مضمون کی بھیجی کہ تنبیہ اِن احمق قزّاکون کی جو سرکار خداداد اور سرکار کمپنی انگریز کے باہم اِن دنون میاں ملاپ کو دیکھ اِس صوبے کے علاقے کے محالون کو لوٹ کرچاہتے ہین کہ کسی طرح اِس اتّفاق کو برہم کرین ، ضرور ہی ، سلطان نے اُس کے جواب مین فرمایا ، ممکن نہین کہ سرکاری سپاہی بغیر اطّلاع سرکار کے ایسی حرکت کرین ، شاید اُس نواح کے کسی راجانے قابو پا کے ایسی دلیری کی ہی اب جاسوسون سے کوچی بندر کی حقیقت تحقیق کر آپ ہی سب فوج خاص سمیت اُس طرف تاخت کی ، کوچی والے اِس حال سے خبردار ہو مورچہ اور گہری کھائی بنالڑنے کو آمادہ ہو گئے ، اِدھر سے بھی حسب الامر عالی بہادرون نے رات کے وقت ایسی جوانمردی کی کہ اُس بندر کو سر کیا ساتھ ہی اِس کے سلطان آگے بڑھنے پر مستعد ہوا ، خیر خواہون نے حضور والا مین عرض کیا کہ اِس وقت آگے کا عزم کرنا اچھا نہین کیونکہ سامہنے راہین ناہموار اور بڑی بڑی ندّیان واقع ہین خدانخواستہ اعدا غالب اور غازی مغلوب ہو جائین پر سلطان اپنے جان نثارون کے اِس کہنے کو خاطر مین نہ لاکر فوراً اندھیاری رات مین پالکی پر سوار ہو دو پلٹن اور دو ہزار سوار سمیت روانہ ہوا ، اور حضوری فدائیون نے ایک ہی ہلّے مین دشمنون کو مار ہٹا حصار مسخّر کرلیا اعدا قلعے کی جانب بھاگ گئے سلطان نے آپ وہین اقامت کر فوج اور توپ خانون کی طلب کے لیئے ہرکارون کو حکم دیا ، جب اِنھون نے دو پلٹنون کو جوشکر کی ہمراہ لی اور لڑا ، پر تعینات تھین خبر کر روانہ کردین اور دوسری پلٹنین جانے کو طیّار ہوتی تھین کہ اچانک حریف کے سپاہیون نے دغا کرکے نور کے

نہر کے پانی کے پنبون کا منھ کھول دیا جسے کھائی چشمے سب بھر گئے اور نو
سلطانی بر کناے پہنچنے کی راہ بند ہوگئی، تب تو اعدا نے چارون طرف سے
بہادرون کو گھیر لیا، ہر چند بیے اُن گمراہون کے ہٹانے مین کوشش عمل مین لا
پر ناکام نوع بنوع کے دام بلا مین گرفتار ہو گئے اور چار ہزار نجیب و چابک سوار دلیر
و شجاعت کو کام فرما اپنے آقا کے سامھنے زخمی و شہید ہوئے، تب میر قمر الدّین خان بہا
نے کہ سواری خاص کے متصل تھا بر وقت پہنچ جھٹ سلطان کو پالکی پر سے
اُتار لیا اور بخیر و عافیت لشکر گاہ مین پہنچایا، مگر سلطانی جاودارون مین سے
کوئی بچ نہ نکلا اور وہ اورنگ نام مرصّع کار پالکی جسکے بنانے مین نو لاکھ روپیہ
خرچ ہوئے تھے مع بچھونے اور ایک قبضے کتار کے جسکا دستہ ایک زمر
کے دانے کا تھا اعدا کے ہاتھ لگی، الغصّہ حضرت سلطان اور میر قمر الدّین خا
نے اُس ورطے ہلاکت سے نکل کر پھر رودخانے کے پار جاشقیون پر خوب
تیغ زنی کی اور سپہسالارون نے بھی بموجب امر عالی کے، تلوار و تیر
کی وارون سے جتنے چھوٹے بڑے کو پایا مار کھپایا، باقی بچے بچائے ملک و ما
چھوڑ چھاڑ مالیبار کی طرف نکل بھاگے اور سلطان عالی شان نے اُس بند ر سے
قلعے مین داخل ہو کر سب مال متاع توپ وغیرہ سمیت ضبط کر لیا،

چڑھ آنا جنریل مبندّوس بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو،
لڑنا فریقین کا ستی منگل کی نواح مین، روانہ ہونا رایات
ظفر آیات کا بائین گھات کی طرف اور وہان کی فتحونکا بیان،

جب سلطان عالیشان نے اس نواح کے بندوبست سے فراغت حاصل کی

ملیبار کے راجا سے خراج طلب کیا، اُسنے سپاہ سلطانی کے رعب سے، خوف کھا کر گورنر مدراس کے پاس اُس امر کی نالشس کی جس پر جنریل میڈوس بہادر سلطان کے مقابلے کو متعیّن ہو کر شہر نگر مین آپڑا اور یہان سے راجا کی مدد کے واسطے آگے بڑھا، کوئنباتور اور ستّی منگل کی نواح مین سلطانی فوج ہراول کے ساتھ بڑی لڑائی واقع ہوئی دونون طرف سے توپ بندوق بان کی آوازون سے غوغای محشر برپا تھا قزاکون نے جنگل مین خیمہ و خرگاہ اعدا کے لوٹ زن و مرد کو اُنکے گرفتار کرلیا اگرچہ دونون لشکر آپسمین لڑبھڑ کر برابر رہے، لیکن شام کے وقت جب جنریل مذکور ایک پہاڑ کی ترائی مین اُترا تو سلطانی سپاہ نے بڑی تک ودو سے اُسکو نرغے مین کر رسد کی راہ روک لیا، دوسرے دن جنریل نے آگے کوچ کیا اور ستی منگل کے قلعے مین عمل کر چندے وہان ٹھہرا، بعد اسکے کوئنباتور کی جانب جو خاص خیمہ گاہ سلطانی تھا روانہ ہوا یہہ خبر سنتے ہی خسرو گیتی ستان اپنی ساری فوج و سپاہ ہمراہ لے اُس پر جاپڑا اور لڑائی کے دستور پر صف آرا ہوا، مگر جنریل بہادر بھوانی ندّی کے کنارے اُتر کر اُس دن لڑنے کو طرح دیگیا اور کرنیل کسویل کو بنگالے سے پانچ پلٹن لیئے ہر ایک مین جسکے ایک ہزار فرنگستانی جوان تھے آیا تھا کالستری اور نیگت گری وغیرہ کے راجاؤن کی فوجون معیت کوچ کر کے وانمباڑی اور ترپاتور مین پاسبانون کو مقرّر کر تپّور گھاٹ کی طرف روانہ ہوا سلطان اِس حال سے آگاہ ہو سیّد صاحب سپہسالار کو اُسکے مدافعے کے لیئے بھیجا اور اپنا ڈیرا نگر مین رہنے دیا، جبکہ یہہ سپہسالار اپنی فوج معیت الغارون چلا تب کرنیل بہادر جو دھرم پوری کی جانب گیا تھا ترنت کندلی کی نواح مین پھر آیا وہان سیّد غفّار نے پندرہ ارونکے سوار معیت اُس سپہسالار نے لشکر سے آگے بڑھکے انگریزون کی فوج کے ہراول پر حملہ کرتپ کے ڈیرھ سو

سوار اور دو سو سپاہی اسیر کر لیے، کرنیل بہادر نے اُس دن جنگل پہاڑ مین بسر
کرکا و بری بتن کو کوچ کیا، جب راہ مین فوج قاہرہ کو اپنے گرد دیکھا تو پہاڑ کی ترائی
اور میدان مین ہو کر تیور رکھاتے کا رستا لیا اُدھر سے جنرل میڈوس بھی اُسی
گھاٹی سے نیچے الغاروں اُسے آملا لیکن اِسے کچھ آگے ہی سلطانی جانبازون
نے وہان پہنچ جوانمردی و تہور کا جوہر ظاہر کر سخت زد و ضرب مچا دیا تھا، پر جب
حریف کی جانب سے سردار بھی حملہ آور ہوئے اور افواج سلطانی مین تہلکہ پڑ گیا
تب سلطان خود بنفس نفیس جلد تر اسد اللّٰہی رسالون اور توپخانے سے
اُن کے پیچھے تاخت کر ایسا اُن کا قافیہ تنگ کیا کہ کسی طرح بچا و کی
صورت نتھی جنرل اپنے سپاہیون سمیت قلعہ باندھ بہیر و بنگاہ کو درمیان کر
پھر ستی منگل کی جانب روانہ ہوا، قصہ کوتاہ جبکہ دو تین مہینے تک باہم جنگ
و پیکار یکسو نہوئی، انگریزی لشکر مین رسد و آذوقہ نبڑ گیا اِسے اُن پر بڑی
تکلیف و سختی گذرنے لگی اور جون رسد وغیرہ ضروری چیزون سے پہنچنے کی بھ
اُمید نتھی، بضرورت جنرل بہادر معہ تمام لشکر ترچناپلی کی سمت پھر چلا
بہادران ظفر توامان ستی منگل کے میدان مین اُس کی راہ چھینک چار و نطرف
سے اُس پر ٹوٹ پڑے اور ایسی جوانمردی و مردانگی بروی کار لائے کہ منصف
مزاج سردارون نے تعریفین کین اُنکے پے در پے حملون سے قریب تھا کہ س
اعدا پراگندہ و پریشان ہو جائے، لیکن رات کے آجانے سے جب جانباز ا
لشکر سلطان جنگ سے باز رہے، جنرل بہادر لڑائی سے ہاتھ اُٹھا بہت س
سامان و اسباب وہین چھوڑ چھاڑ آگے چل نکلا، غازنگر سوارون او
دوسرے رسالون نے پھر اُسے گھیر کر جنگ آغاز کردیا، قضا کار سلطا
ہراول کا سردار مارا پڑا، سلطان مرحمت نہاد نے اِس واقعے پر تاسف کھا

اُس دن جنگ کو موقوف رکھا اگرچہ سپہدار اور رسالے کے سردار لوگ حرب و پیکار کا خرخشہ مٹا دینے کو تاخت کرنے اور گھوڑے اُٹھانے پر مستعد ہو کر طالب حکم تھے لیکن چون اجازت نتھی حسرت کا ہاتھ مال مال کر رہگئے اور اسی سبب سے جنرل کو اُدھر بڑی فرصت مل گئی کہ وہ بے کھٹکے کوچ در کوچ ترچناپلی کے قلعے مین جا پہنچا ؛ اب سلطان نے میر قمر الدین خان بہادر کو ستہی منگل کا قلعہ عمل دخل کرنے کے واسطے روانہ اور سواروں کے تئین ترچناپلی کے محالون پر تاخت و تاراج کرنے اور بھی تنجاور کے قصبون قریون کے اُجاڑنے پھونک دینے کے لیئے تعینات کیا ؛ جب تک جنرل بہادر اپنے لشکر سمیت دریا کنارے کے رستے اُفتان و خیزان مدراس پہنچا ؛ سلطان بھی چنجی اور ہر موکال گڑھے سواد تک اُسکا پیچھا کیئے گیا ؛ اور اُدھر قمر الدین خان بہادر نے ستی منگل کے قلعے کو محاصرہ اور ہر طرف سے رولا کر حصار کے توڑنے ڈھانے مین سعی کی ؛ لیکن قبل اِس کے کہ اولیاے دولت مظفر و منصور ہون اُس گروہ کے سردار نے رسد و آذوقے کی کمی ؛ سامان جنگ اور پانی کی نایابی کے خوف سے وکیل بھیجکر صلح کا پیغام کیا اور قول قرار درمیان آنے کے بعد قلعہ سلطانی ماازمون کو چھوڑ دیا ؛ خان مذکور اسیرون کو لیکر حضور مین آ پہنچا ؛ تب حکم ہوا کہ سردارون کو میجر سانبر سمیت قید کر کے دار السلطنت مین پہنچائین اور اُس کے سپاہی ؛ سلطانی فوجون میں بھرتی کیئے جائین جب جنرل مذکور مدراس مین پہنچا ؛ سلطان نے سوارون کے رسالے اطراف و نواح کی تسخیر و ویران کرنے کو بھیجے چنانچہ قمر الدین خان نے جو ہر موکال پہاڑ کے عمل کرنے کو تعینات ہوا تھا اپنی فوج سمیت وہان پہنچ اطراف کے ہزارون غریبون رعیتون کو جنھون نے انگریزون کے تھانون کے آسرے پر اُس پہاڑ کو اپنی پناہ کی جگہہ سمجھا تھا تباہ و پریشان

کروالا کیونکہ اُس قلعے کے سردار نے جو اوایل مین کچھ دنون نواب مرحوم کی قید کا مزا چکھ چکا تھا سپاہ نصرت پناہ کے پہنچتے ہی اُسکی بہنایت اور اپنی اگلی مصیبت کا دھیان کر دوسرے کے بہانے سے ایک کوٹھری مین گھس کر قلعے کا انتظام اپنے کار گزارون کے ذمّے کیا تھا اُن لوگون نے جب ایسی ابتری اور خانہ خرابی دیکھی لڑنا مناسب نجان کے قلعہ اپنے سردار کی مرضی کے موافق حوالے کردیا،

بنگالے سے آنا گورنر جنریل لارڈ کارنوالس کا، اور ملا لینا اپنے ساتھ نظام علی خان اور مرہٹون کا، لشکرکشی کرنا ان تینون سرداران ہم عہد کا سلطنت خداداد پر، مستعد کرنا بالا گھاٹ کا، لڑائیان واقع ہوئی سلطانیون اور ان تین سردارون کے سپاہیون مین معہ اور رودادون کے جو سن بارہ سو چھہ ہجری مین واقع ہوئین،

دربار کے اخبار نگارون نے جب پائین گھاٹ کی جانب سلطان کے متوجہ ہونے کی خبر گورنر جنریل بہادر کو لکھی کہ فوج سلطانی، درو بست کرناٹک پائین گھاٹ کی سرزمین کو تاخت تاراج کر اُس کی اطراف پر متسلط ہوگئی، کچھ دنون تک تو جنریل میدوس اُن کا سامنا کرتا رہا، آخر وہ بھی رسد اور ساز و سامان حربی کے چک جانے کے سبب بے بس ہو کر مدراس کو پھر گیا، اور گورنر جنریل کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر جلد حریف کی سپاہ کا مدافعہ عمل مین نہ آوے تو خوف ہی کہ مدراس سمیت یہہ ملک بھی تباہ و برباد ہو اور عنقریب ہاتھ سے نکل جاوے تب اس ضمن مین نظام علی خان کے وکیل ابوالقاسم خان عرف میر عالم

سے نے جو قبال اسکے بانتجو بز مشیر الملک دیوان ناظم حیدر آباد بنگالے مین آکر
گورنر جنریل موصوف کو اقبال خداداد کے استیصال کے لیئے اشتعال
دینے مین مصروف تھا، فرصت وقت پا اُس بات مین بڑی کوشش کی
یہان تک کہ گورنر جنریل کو ان گھاتون اُتارا کہ اُدھر تو اُس نے ناظم حیدر آباد
اور حاکم پونان کو آپس مین متفق ہو نے اور تمام ملک بالا گھات کے تسخیر
و تقسیم کرلینے کے واسطے شقّے لکھہ بھیجا، اور مدراس کے سرداروں کو بھی
سامان حرب و ذخیرے اور سپاہیون کے جمع کرنے کا قدغن کیا، اور ادھر آپ
اپنے کام کا بند و بست و تدبیر کرنا شروع کیا، چونکہ حیدر آباد کے ناظم اور مرہٹون کو
ملک خداداد کے لینے کی بڑی فکر و تلاش ہی رہا کرتی تھی، اس لیئے اب وے
گورنر جنریل کے لکھنے بموجب فوج اور آلات جنگ کی طیاری مین سرگرم ہوئے
اور انگریز کے سردار بھی رزم و پیکار کے اسباب و آلات جمع کرنے لگے،
کرنیل ریت اخبار نویسون کے داروغہ نے جو انبور گڑھ کی چوکی پر تعینات
ہوا تھا تدبیرات شایستہ اور زرپاشی و شیرین زبانی سے بالا گھات کے
راجاؤن کو جنھون نے نواب مرحوم کی جباری اور سلطان کی بیرحمی کے باعث
اپنا اپنا ملک چھوڑ دیا تھا، ایک اقرار نامہ رسد جمع کرنے اور راہ اور اسباب بہم
پہنچانے کی شرط پر بھیجکر اُنھین اپنے علاقون کی سرحدون مین دخل و تصرّف کی
پروانگی دی اور نقشہ سرتاسر ملک بالا گھات کا باوصف ایسے ضبط و انتظام
کے کہ مجال کیا کہ کوئی ایک موضع سے دوسرے موضع مین بے حکم وہان کے
حاکم کے جاسکے مبالغ کثیر خرچ کرکے اور ہوشمند جاسوسون منشیون کو سوداگرون
کے بھیس مین بھیج کر منگوایا اور سرکار خداداد کے کتنے سردارون عہدہ دارون کو
بھی اپنے ساتھہ ملا لیا، خیر یہہ تو یہان اس تدبیر سے گورنر جنریل کے پہنچنے کی

انتظار مین تھا اور وہان اُس کا خفیہ نویس سیّد امام جسنے دارالسّلطنت
پٹن کی سکونت اور سلطان کی نوکری اختیار کرلی تھی بعد ظاہر ہونے اِس
بھید کے کہ وہ ہمیشہ یہی دریی یہان کی ٹھیک ٹھیک خبرین لکھ بھیجا کرتا ہی
حضور مین بلایا اور یہہ کہا گیا کہ جو کچھہ تونے کیا ہی اگر سچ سچ کہدیگا تو تیری
جان بچیگی، اُس ناآزمودہ کار نے کئی اور سردارون کے بھی نام جنھون نے دغا کی
راہ مین قدم رکھا تھا لکھکر حضور مین گذرانے، چنانچہ بعد تحقیقات شایستہ
مدارک بایستہ پندرہ آدمی جلّادون کے حوالے کیئے گئے، پھر اُس کافر نعمت
سے جب پوچھا گیا کہ تونے جو اِس سرکار کا نمک کھاکے ایسی حرکت کی اب
تیری سزا کیا ہی، وہ چپ رہا تب حکم ہوا کہ اِسے بھی اورون کے ساتھہ قتل
کرین، یہہ خبر سنکر دوسرا اخبار نویس امام الدّین نام بھی جو اِسی کام پر مقرّر ہو
کولار اور نندی گڑھ مین رہا کرتا تھا، راتون رات سات گڑھ کے علاقے مین کرنیاٹ
کو اُڑ گیا، ہرچند اِس طرح سے کرنیل ریڈ کے جاسوسونکا حال کھل گیا او
وے قتل ہوئے تسپر بھی اُسنے اِس کام کو نچھوڑا، الغرض جونہین گورنر جنرل بہ
بہادر کو لشکر وغیرہ کی طیّاری کی خبر پہنچی تو وہ پانچ ہزار بنگالی اور دو ہزار فرنگی
سپاہیون کو ساتھہ لے جہاز پر سوار ہو مدراس مین آ اُترا، پھر یہان سے ایک مہینے بعد
چار پانچ چھہ ہزار اہل فرنگ تین ہزار سوار معیت بڑی طیّاری سے بالا گھاٹ
کی تسخیر کے اِرادے سے روانہ ہو راے دیلور مین داخل ہوا، جس وقت سلطان
پہلچری کے سردار فرانسیس کے ساتھہ کمک کا سوال جواب کر رہا تھا جاسوسون
نے اِس سپہسالار کے کوچ کرنے کی خبر عرض اقدس مین پہنچائی جسپر
محمد خان بخشی اُس روداد کی تحقیق کے واسطے بڑے جماعہ کے ساتھہ حضور سے
رخصت ہو چنگم گھاٹ کے رستے ترپاتور جا پہنچا، تب تو ڈبرھ سی انگریز

جو قلعے مین تھے اور کالستری راجا کا سردار علاقہ دار جو تین سو پیادون سے اُس قلعے کی نگہبانی کیا کرتا تھا یہ سب کے سب سورج نکلنے کے پہلے ہی گڑھ سے نکل انیور گڑھ کے رستے چل کھڑے ہوئے، پر تہوّر شعار سوارون نے دھاوا مار ایک ہی حملے مین اُنھین لوٹ لیا، اور دماغ دار سردارون کو بھی اسیر کرکے مراجعت کیا، نظام علی خان خود تو چالیس ہزار سوار، بیس ہزار پیدل سے معہ امرا اور اپنے دونون فرزند عالیجاہ و سکندر جاہ کے حیدر آباد چھوڑ پانگل مین آرہا اور اپنے امیرون کو اُسنے بہت سی فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کے سر کرنے کو روانہ کیا، جب گورنر جنریل بہادر موگلی گھاٹ اور نیگنت گری پار ہو، مو پر واکل، کولار، ہسکوتے مین تھانے مقرّر کر سیدھا کشنراج پور مین جو بنگلور سے تین کوس پر ہی داخل ہوا، سلطان یہہ خبر سنتے ہی الغارون چڑھ دوڑا، پوشیدہ نرہے کہ جب سردار فرانسیس نے انگریزی لشکر کے قصد کرنے اور اطراف بالا گھاٹ کے درہم برہم ہونے کا حال سنا تو کمال وفاداری و جان نثاری کی راہ سے چاہا کہ سلطان کی ملازمت مین اپنے ہزار جوان تعینات کردے، مگر سلطان کے بعض بعض بد باطن ملازم جنکی گفتار و کردار کا اُسکے حضور مین بڑا اعتبار تھا ظاہرا دلسوزی کی راہ سے عرض پرداز ہوئے کہ لشکر اسلام کو کمک فرانسیس کی جو کسی کے ساتھ وفا نہین کرتے کچھ حاجت نہین ہی القصّہ سلطان عالیشان تنہا اپنی ہی سپاہ سے حریف غالب کے دفع کرنے کا قصد کر اُسی شب قزّاقون بان دارون کو انگریزی لشکر کے گرد بگرد آتشباری کرنے کا حکم دے آپ بنگلور کی جانب روانہ ہوا، اور اِن چالاک سپاہیون نے حسب الامر تاخت کر اُس رات کو مارے بانون کے بھور کر دیا، گورنر جنریل بہادر بے کھٹکے آگے بڑھ کر بنگلور سے ایک فرسنگ پرا

اُترا، تب سلطان نے سیّد حمید سپہسالار کو اُس کی فوج سمیت دوسرے
چوکی پہرے کے لئے تعینات کر محمد خان بخشی اور بہادر خان قندھاری کو قلع
کے کام پر مقرّر کیا اور شیخ انصر سپہدار کو قلعے مین بھیج آپ آگے کا
ننگی کی نواح مین خیمے کھڑے کرنے کا حکم کیا لیکن ہنوز خیمے برپا نہو چ
پیادے سوار دہات کی طرف لکڑی گھاس لانے چلے گئے تھے اور یہ
پلٹن پیدل، اسد اللہی رسالہ، خاص اصطبل کے تین ہزار سوار جرّار
طرف سے خاص سواری کو گھیرے کھڑے تھے جو کرنیل فلایڈ توپ سے
سوارون سمیت پیش قدمی کر سلطانیون کی منزل گاہ پر چڑھ دوڑا اور
توپ خانے کی طرف جھکا، تب توپچیون اور فوج کے سردار نے
کر مارے توپ و تفنگ کے اُسے ہٹا دیا، اتّفاق سے اُسکے کلّے پہ
ایک گولی لگی جسسے اُس کی زبان بند ہوگئی، بناچار کھیت سے اُس کے سر
کے پانون اُکھڑ گئے، اور سواران نصرت نشان نے خوب ہی بہادری کا حق
انگریزونکے چار سَو سپاہی کو گھوڑے سمیت اسیر کر لیا، باقی ماندہ گر
اپنے لشکر کو نکال بھاگے، دوسرے دن کرنیل مورس اور جنریل میڈو
انبوہ سپاہ سے شہر پر ہلّا کیا، جب دونون طرف کے ہزارون سپاہی ک
شہر مسخّر ہوا، مال اموال زر و جواہر اِس قدر ہاتھ آیا کہ اُنکی تنگدستی جاتی رہی
غنیم کی فوج سے کرنیل مورس مارا پڑا، تب وے مورچہ باندھ دو ہفتے تک
کے توڑنے مین مصروف رہے، بموجب حکم سلطان کے، قمرالدین خا
اپنی فوج لئے اِس مہم مین قلعہ والون کی پشتی کو سرگرم تھا، جب قلعے کی
ٹوٹ گئی، سلطان نے قلعہ خالی کر دینے کا حکم دیا، کشن راو نے سارا امرا انجا
خزانہ اور ادر کارخانون کا سامان و لوازمہ دارالسلطنت کو روانہ کیا

کلہم تین ہی پلٹن رکھی، بعد اُسکے بعضے ترقّی خواہون کی مرضی سے یہہ بات ٹھہری
کہ قلعے کی محافظت موشیر لالی فرانسیس کے سپرد اور میر قمرالدّین خان بہادر
اور سیّد صاحب کو فوج سنگین کے ساتھہ لشکر اعدا کے مدافعے کو مقرّر کر
سلطان خود نظام علی خان اور مرھٹون کے مقابلے کو روانہ ہوا القصّہ یہہ سردار
فرانسیس رخصت ہو کر نہر تک بھی نہ پہنچا تھا جو کشن راو نمک حرام نے
یہہ حال معلوم کر اِدھر تو انگریزون کے ہرکارون کی معرفت جنھین وہ اپنے
نوکرون کے لباس مین اپنے پاس رکھتا تھا مورچے والون کو ہشیار
کروادیا کہ ہلّا کرنے اور قلعہ لے لینے کا یہی وقت ہی اور اُدھر آپ قلعے
سے نکل اُس نہر کے باندھہ پر آ اُس سردار فرانسیس سے ملاقات کی
اور دوستی کی راہ سے اُسکا ہاتھہ پکڑ کر دیر تک اُسے وہین بٹھلا اِدھر اُدھر کی
واہی تباہی باتون مین لگائے رہا، جبتک اُس کم بخت کے اشارے کے موافق
مورچے کے سردار جھٹ پٹ اپنے جوانون کو مسلّح کر دو پہر رات کے بعد
اکبارگی وہان جا ٹوٹے اور طرفہ تر یہہ کہ یہان کے قلعدار اور سیّد حمید سپہدار نے
بھی اُسی خانہ خراب کے کہنے پر اپنے اپنے سپاہیون کو جو اعدا کے مقابلے کے
لیئے آمادہ وطیار رہتے کھانے پکانے مین لگا دیا تھا، آخرکار یہی دونون سردار کتنے
یتافدار ونکو ہمراہ لے ہمّت کر اعدا کی سپاہ پر جا پڑے بلکہ اُنھین دروازے کی
زنجیر سے اُدھر ھٹا بھی چکے تھے کہ اِسی مابین مین فرنگی لوگ شراب پی پی دوڑ پڑے
اور لشکر قاہرہ کے جمع ہونے ہوتے حملہ کر برج و فصیل پر چڑھ گئے، سیّد محمد کو ر
بغیر فوج کے وہان ٹھہرنا مناسب نجان، کر لشکر کی طرف پھرا، آخرکار یہ دونون سردار
قلعے کے دروازے کے سامھنے قدم مردانگی جما کر مع اپنے چالیس پچاس رفقا
کے لڑ بھڑ کر مر مٹے، شیخ انصر سپہسالار اپنے جوانون سمیت اسیر ہوگیا

اور قلعہ بھی سر ہوا، محصور اور اُن کے اہل و عیال گرفتار ہو گئے، قمر الدّین خان
بہادر اور سیّد صاحب انگریزون کی فوج پر حملہ کرنے کے واسطے طالب حکم
ہوئے، سلطان نے فرمایا اب تو قابو کا وقت ہاتھ سے جا چکا ہی سپاہیون کی
جمعیت منتشر نکرو، اُنھین یون سمجھا صبح کو آگے کوچ کر ما کرتی کی نواح مین
مقام و خیام کرنے کا حکم دیا، اِس روداد بر چار دن گذرے تھے کہ گورنر جنریل بہادر
تین ہزار سپاہی اور چھہ سو فرنگی قلعے مین حفاظت کے لیئے رکھہ اُس طرف
جہان تک بالاپور، بنگلور، مدن پلی کے راجاؤن نے سلطانی قلعدارون سے
اپنے آبائی قلعے قصبے قریے بعضے کو لڑ کر اور بعضے کو صلح سے لیکر اپنے اپنے قول کے
موافق رسد اور مواشی موجود کر رکھا تھا روانہ ہوا، ہر چند اِدھر سے خان بہادر
مذکور دشمنون کا ناکا روک کر اُن کے مقہور کرنے مین سعی بجالایا، پنڈارے
بھی پیچھے سے آکر ٹوٹ پڑے اور لشکر والون کو پراگندہ و پریشان کر بہت سا
مال اموال لوٹ لے گئے اور فوج اعدا کے ہٹانے کو نہت ساعی ہوئے، مگر
چونکہ نصرت و اقبال نے یاوری نہ کی بناچار وے پیچھے ہٹے اور گورنر جنریل
بہادر نے اُس کی صبح کو آگے بڑھ دیون ہلی مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا
اور یہان سے قلعہ دار کو صلح پر راضی کر سارا ذخیرہ اور ہر جنس کا اناج جو اِس مین تھا
اپنے سپاہیون پر تقسیم کر دیا، پھر دو دن بعد یہان سے کوچ کر چھوٹے بالاپور کے
قلعے سے قریب آ مقام کیا، قلعہ دار یہان کا قبل اِس کے کہ انگریزون کی فوج
اُس حوالی مین آکر اُترے بموجب امر عالی کے قلعہ خالی کر بالکل سپاہ و آلات
جنگ جمعیت سمیت نندی درگ کے پہاڑ کو چلا گیا اور انگریزون کی فوج ہراول بے تردّد قلعے
مین داخل ہوا، اسباب و ذخیرے پر قابض و دخیل ہو گئی تب گورنر جنریل بہادر
نے وہان کے راجا کے حال پر ترس کھا کر اُس کے ساتھہ لاکھہ روپیہ نذرانے کا

بند و بست کر قلعے کو مع متعلّقات اُس کے حوالے کر دیا اور آپ انباجی درگ کی طرف کوچ کیا، جبکہ اِس راجا کے نصیبون نے مدّت کے بعد اُسے یہ دن دکھلایا تو وہ بھی نیک ساعت دیکھ قلعے میں داخل ہوا، یہان کے بند و بست سے دلجمعی حاصل کر ننداکو ندراکی جانب چلا گیا، اب سلطان کشورستان نے نیگت نایر کو انگریز کے سردارون سمیت جو ترپاتور کے قلعے مین اسیر ہو آئے تھے اور صوبہ آرکات کے نائب جوگی پندت کو جو حضور سے برادر یہ اور راجا رام چند خطاب پا کر بنگور کے تمام تعلّقون کی سرشتہ داری پر متعین اور اِن دنون دشمن سے متّفق ہو گیا تھا، ہرپن ہلّی اور راے درگ کے راجاؤن کے شامل شمشیر سیاست و تعزیر سے قتل کروایا اور کشن راؤ کو دارالسّلطنت کے بند و بست اور خرچ لشکر کے واسطے خزانہ بھیجنے کے لیئے رخصت اور آپ افواج انگریز کے عقب کوچ کر چھوٹے بالاپور کا عزم کیا، جب رایات ظفر آیات وہان جا پہنچا تو قلعے والون نے اپنی نادانی و شامت کی راہ سے برج و حصار مین قرنا و نقّارہ جنگ کا بجایا، جس پر اِدھر سے بھی نہنگان بحر ہیجا نے بموجب حکم والا کے نکل کر قلعہ مسخّر کر لیا، ہرچند اہل حصار نے پہلے ایسی جوانمردی کی کہ دو ہزار غازی کام آئے، لیکن آخر کار روسے بدکردار لاچار ہو کر مارے گئے اور تین سو پیدل جو اسیر ہو آئے تھے عبرت کے لیئے اُن کے ہاتھ پاؤن توڑ کر چھوڑ دیا، القصّہ ایک ساعت کے درمیان اُس مکان مین شور محشر برپا ہو گیا، بعد اِسکے سلطان نے وہان سے کوچ کر سالکنے کے گرد و نواح مین جا مقام کیا اور گورنر جنرل بہادر نے انباجی درگ محمد خان کابلی سے لے قلعے کو توڑ دو دن وہان توقّف کیا تھا کہ اِسی مین اُن راجاؤن نے جنکا ذکر اُوپر گذرا رسد کا لوازمہ اور مواشی وغیرہ انگریز کے لشکر مین پہنچایا، اِسکے بعد وہان سے

کوچ کر میرک ملاّ کی اطراف مین جا ڈیرا کیا، اتنے مین اسد علی خان اور بھرا مل مشیر الملک کا دیوان پانچ ہزار سوار سمیت لشکر مین داخل ہوئے اسکے دوسرے دن یہ لوگ یہان سے کوچ کر چنتامنی اور موپر داکل کے رستے بالا بنگات گری کو جا پہنچے، اُنہین دنون جبکہ سلطان والا شان سپاہ فیروزی نشان ساتھ لیئے سرگرم حرب و پیکار تھا جو اُس جناب کی والدہ محترمہ کے حضور سے ایک قاصد نے دار السّلطنت سے پہنچ کر خلوت مین عرض کیا کہ کشن راو نے بعضے نمک حرامون کو ملا لیا اور رہنبسی سے لشکر بھی منگوایا ہی غالب کہ ابتک دار السّلطنت مین بڑا فتنہ و فساد برپا ہوا ہوگا یا آج ہی کل مین ہوا چاہتا ہی، جسکا علاج سہل نہین، جونہین اُس عالی شان نے یہہ ماجرا سنا سیّد صاحب کو انبوہ فوج دریاموج کے ساتھ واسطے تسکین دینے اِس ھنگامے کے دار السّلطنت کی طرف روانہ کیا،

ذکر دار السّلطنت کے بند و بست و انتظام اور سزاے عمل کشن راونا فرجام کا، پہنچنا سلطان عالیشان کا دار السّلطنت مین، ھنگامہ و فتنہ مچانا نواب نظام علی خان اور مرھٹے کا سلطانی مملکت مین،

جب سیّد صاحب حضور سے رخصت ہو دو پہر رات کے وقت دار السّلطنت کے نزدیک آ پہنچا تو اُسنے اپنی فوج کو ندّی کے اِسی پار رکھ آپ نور کے تڑکے مان سی سوارون سے قلعے کے پاس جا کر آواز دی کہ یارو دروازہ کھولنا، تس پر اسد خان رسالدار جو اُس دروازے کی نگہبانی کرتا تھا سیّد موصوف

پہنچنے کو فتح الباب جان کشادہ روئی سے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ تب سیّد نے
کے اندر جاکے اپنے سواروں کو بعضے کارخانوں پر تعینات کر دیا اور آپ
ن کی والدہ ماجدہ کی خدمت مین حاضر ہو تسلیمات بجالا کر سرکاری کچہری مین
نا جہان کشن راؤ کے بھیدیے دارالسّلطنت کے قلعدار نے آ کر اپنی
اری اور اُس نابکار کی بدکرداری بیان کر کے اُس کے قید کر لینے مین مبالغہ
تب سیّد مذکور نے ایک عصابردار کو اُس کے حاضر کرنے کے واسطے
یا جس پر اُس سرکش نے کہلا بھیجا کہ مین تم سے کچھ سروکار نہین رکھتا۔
. اِس جواب سے صاف اُس کافر نعمت کی خیانت ثابت ہوگئی تو حضّار
رنے سیّد موصوف کے حکم مُحکم سے اُس ناپاک کے گھر مین گھس
تیغ اُسے تہ تیغ کر کے اُس کی لاش کو ایک مزبلے پر ڈال دیا۔ لیکن مرتے
۔ بھی جان کے مارے وہ جہنمی یہہ چنگاری چھوڑ گیا کہ دیکھنا مین وہ زور
دہکتی آگ چھوڑے جاتا ہون جو سلطان کے حین حیات تو ٹھنڈھی
نے کی نہین۔ الحق زبان اُس کی خالی نہ گئی۔ جیسا اُس نے کہا تھا زبانہ اُس
س فتنہ کا ویساہی پھیلا۔ قصّہ کوتاہ بعد روانہ ہونے سیّد صاحب کے اِدھر
لطان نے میر قمر الدّین خان کو دس ہزار سوار آمادہ حرب وپیکار کی سرداری مین
ن کر یہہ ارشاد کیا کہ تم قابو کے وقت حریف کے لشکر و بنگاہ پر دوڑ مارتے
اور اُدھر آپ دارالسّلطنت کے بندوبست کے واسطے سیّد کے پیچھے
کیا۔ گورنر جنرل بہادر اپنی فوج وغیرہ سمیت بنگلور کو گیا۔ سلطانی سپہ سالار
فوج غنیم کا قصد کر ایسی تدبیر و قدغن کیا کہ پنڈارے مغلیہ سپاہیون کا
سج حریف کے چنداول پر جا پڑے اور اُسکے تاراج و غارت کرنے مین کچھ
ر نکیا چنانچہ پانچ ہزار بیل اناج کی گونون سمیت اور دو سو سوار پکڑ لائے

غرض کہ ہر روز سپاہیان و سرداروں پٹھانوں دکھنیوں کا گویا یہ معمول ہو گیا تھا کہ وے
مقدمہ کے دل کی طرح انگریز اور مغل دونوں کے طلایہ اور ہراول پر توٹ بعضوں
کو لوٹتے و بعضوں کو تیر و تفنگ سے مار گراتے اور دشمنوں کے آنے جانے کی
راہ کو ایسی چوکسی سے روک لیتے کہ وے بیچارے مجبوری کے مارے
اپنے لشکر کی حد سے پانوں باہر نہیں رکھتے تھے اور جنگ کے مقدمے میں
تو خود مدد الٰہی اور سورما بہادروں کے جد و جہد سے بے حد و نہایت ہی رعب
و داشت دشمنوں کے دلوں پر چھا رہا تھا اور وہ گمان غلط جو سلطان کے
بذات خود مقابلے کو نہ آنے کے سبب اُن کو تھا اب ترس و بیم سے بدل
گیا، جیسے وے نہیت بد حواس و مضطر تھے، نظام علی خان اور مرہٹے کی تو یہ
حالت تھی کہ ادھر تو نواب موصوف نے پانگل میں مقام کر اپنے امیروں
کو ممالک محروسہ کے تسخیر کرنے کے واسطے روانہ کیا چنانچہ عیسیٰ خان
بار جنگ نے اپنی فوجوں سے قلعہ کنچیکوٹہ، تار پتری، تار مری وغیرہ کو کئی مہینے
میں عمل کر لیا، اور حافظ فرید الدین مخاطب بموید الدولہ لشکر عظیم لیکر گتی کی
جانب چڑھ دوڑا، جہاں قطب الدین خان دولت زئی اپنا جمعاو لیکر اُس کے
مقابلے کو نکل آیا، لیکن پہلے دن فیروز نہوا، دوسرے دن پھر اُس نے دشمنوں کا
سامھنا کر بڑی دلیری کی، تب وہ حضور میں طلب ہو کر اپنی فوج معیت دار السلطنت کا
عازم ہوا، حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ گتی کا قلعہ اُس کے زور سے سر ہونا نظر
نہیں آتا تو اُسے خاک سیاہ کر کرنے کا عزم کیا اور تھوڑی سی محنت و کوشش سے
شہر کو پا اور سد ہوتے قلعے میں اپنا دخل کر چار ہزار سوار، پانچ ہزار پیدل،
ضرب توپ سے گرم کنڈے کو جا کر گھیر لیا، اگرچہ بہتیرے حملے کیے، اور پہاڑ
ترائی کے حصار کے قلعداروں کو خط خدیعت آمیز بھیجے، پر وے اقسام طرح کی

اریان کرنے اور بے دھڑک توپ و تفنگ کی شلک مارنے سے اعدا کو
روسیاہ کرتے رہے اور اُدھر مرہٹے کے سردار بھی حاکم پونان کے حکم
اپنی سرحدون کے قریب کے قلعون کی تسخیر کو مستعد ہو چڑھ آئے،
پرسرام ناظم مرچ نے وہانکے بعضے قلعے اور مکان توڑکر اور کتنے ضلع پر مسخر کرکے
ملک کے داخل کرلیا، اور بدرالزمان خان قلعہ دھاڑواڑ کا صاحب صوبہ نو مہینے
ر (جبتک ذخیرہ و آذوقہ باقی تھا) اعدا کے نرغے مین رہکر داد شجاعت
ی کی دیتا رہا آخر کو جب گولا بارود اور ذخیرہ چک گیا تب بمجبوری قول
کے بعد قلعہ دشمنون کو حوالہ کر آپ دو ہزار جوانون سے متحصن ہوا، اب
نے محصّل تعینات کیے کہ خان مذکور کو طوق و زنجیر کرکے پونان روانہ
ہیئے، خان موصوف یہہ خبر سن اُن ابلیس کردارون کے قول قرار پر
بڑھ اپنے ساتھیون سمیت بڑی دلیری سے لڑتا بھڑتا نگر کی طرف
، اعدا بھی تیغ و تیر لے لے مور و ملخ کی طرح کثرت سے اُن پر آ ٹوٹے،
انی سپاہیون نے ہرچند اُن کے مار ہٹانے مین مقدور بھر قصور نکیا
خرکار خان تہوّر شعار کئی زخم کھا کر گرفتار ہوا اور نرکوندے مین مقیّد رہا،
س کے چار پایون کے سمون تلے کچلے گئے، تب تو اُس ضلعے
ب قصبے قریئے غنیم نے لے لیئے، ہری پنڈت پھڑکیا نے ہرپن ہلّی کے
آکر اُس کی گرد نواح کو ضبط اور شوم شنگر وہان کے راجا کو اُس کے
راج پر مسند نشین کر صوبہ سرا مین اپنا دخل کرلیا، پرسرام ناظم مرچ
ھاڑواڑ، انگولا، مرجان، شانور وغیرہ کے بند و بست سے اطمینان
رچیتل درگ مین پہنچ کے وہان کے قلعدار دولتخان کے پاس ایک
مہ اِس مضمون کا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو چار لاکھ روپیہ کی جاگیر پاؤ اور

اپنے مال اسباب سے بے کھٹکے رہو گے بھیجا، دولت خان نے بظاہر اس امر کو اقبال کر کہلا بھیجا کہ بہت مبارک شب کو انشاء اللہ تعالی یہہ خیر خواہ سامنے آکر اِس مقدمے میں جو کچھ کہنا سنا ہی خاطر خواہ پختہ کریگا، حریف اِس پیغام پر خوش ہو کر انتظار کرنے لگا، اِدھر دولت خان رات کے وقت دو اسد اللّٰہی رسالے اور ایک ہزار جری پیدل سمیت قلعے سے نکل اِس قصد پر کہ حریف کے خیمے میں داخل ہو کر شجاعت کا اپنی جوہر دکھلاوے، اُسکے لشکر کو چلا جب فوج کے بیچوں بیچ جا پڑا تو ایک تفنگچی نے جو شراب کے نشے میں سرشار تھا بندوق سر کی اُس کی آواز پر اعدا کی تمام فوج خوف سے چونک کر طیار ہو گئی دولتخان نے بھی دلاوری کا قدم جما پنجۂ بہادری کھول بہتون کو بستر نیستی پر سلایا، فوج اعدا منتشر ہو کر اپنے سردار کے ساتھ سرا کی جانب چل نکلی دولت خان اعداے دولت کو زیر کر اُس لشکر کا سارا اسباب لوازمہ، خیمہ اور پان سو گھوڑے، جنگ کے ہتھیار لیکر بفتح و ظفر نگر کو روانہ ہوا، اب ناظم مرج سرا سے نکل مدکری پہاڑ میں جا داخل ہوا، وہان اُس نے اپنے بھانجے مادھو کو مدگری مسخر کرنے کے لئے مقرر کر آپ رسد کا سامان اور مواشی سمیت انگریزی فوج میں شامل ہونے کے ارادے کوچ کیا، القصہ اُن دنون میں کہ انگریز بہادر کا سر لشکر اپنی فوج کا انتظام بندوبست کر دار السلطنت کا عازم ہوا، سلطانی سپہسالار کے پیدل سپاہی جو مدکری کے جنگل کے درمیان گھات میں لگ رہے تھے غنیم کی فوج پر بہادرانہ حملہ کر ہر رات اُن کے کان ناک کاٹ بنجارون سے پانچ چھہ سی بیل غلے سمیت چھین لاتے تھے، جو شخص ناک یا کان کاٹ لاتا وہ ایک ہون پاتا، اور اناج بھرے سمیت بیل پیچھے پانچ روپیے اور گھوڑے کا دس ہون انعام

ما پنڈارے نت اطراف و نواح مین فتنہ فساد مچا کر سپاہ اعدا کو نہایت حیران
شان رکھا کرتے اکثر اہال بنگاہ کو پراگندہ و آوارہ کر دیتے رسد اور خبرون
سے بھرے سب بیل گاے پکڑ لیجاتے ، خیر جب انگریزون کی پلٹن کری گھٹہ
سواد مین پہنچی تو بالکل رسد اور ذخیرہ اُن کا چک گیا تھا اور کاویری ندّی بھی
زور شور سے چڑھی ہوئی تھی ، لیکن سلطان والا شان نے انگریزون کی فوج
پہنچنے سے پہلے ہی ندّی کے سامنے چار پانچ مورچے بنوا لیئے ، جن مین کتنے
سالار معہ جوانان پردل مستعد جنگ ہوے ، گورنر جنریل بہادر نے
کے آگے حملہ کردو مورچے لے لیئے ، اور جنریل میڈوس بڑی بھیڑ بھاڑ
لے کری گھٹہ کے پہاڑ پر چڑھ دوڑا ، تب سیّد حمید وہان کے سردار نے
مار پرسے ایسے شلکین توپ و بندوق کی مارین جسسے اُسکی جمعیّت مین تفرقہ
اور ہزارون جنگی جوان کام آنے کے بعد وہ ناکام پھر چلا ، اُسی ایّام مین
فرنگ کے دو رسالون نے حسن خان خالیاں سپہ سالار کی منزلگاہ کی جانب
اُس گڑھی اور قلعے کے تھی دوڑ ماری ہنوز ہلّے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ اُس
ار نے اُن پر توپین چلانا شروع کر دیا اور جب اعدا قریب آگئے ، تو وہ
کو چھوڑ بقدم استقلال اُن کے سنمکھ برآمد تب حرب و قتال مین
تردّد و کوشش بجالایا آخر زخمی و اسیر ہو گیا ، انگریز کے سپہ سالار نے
سر کرنے کے لیئے بہتیری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ نہ بن پڑی اور رسد کی
کے سبب جدھر تدھر الجوع الجوع کی صدا تھی ، غلّے کی گرانی کا یہ حال تھا
چھہ روپیے سیر دال چار روپیے منڈوے کا آٹا تین روپیے ہو گیا اور گھی تو
روپیے سیر بھی میسر نتھا ، لشکر والونکی مارے بھوکھ اور فاقے کے یہ نوبت
سردارون کے تاکید کرنے سے توپ کشی کے بیلون کو ذبح کر کر کھانے لگے

گورنر جنریل بہادر نے جب اپنی فوج کے لوگون کی ایسی بری حالت دیکھی
اور یہہ بھی سنا کہ مالیبار کے رستے جو بہت سے آدمی بری رسد لیئے آتے تھے
اُن پر غازی خان کی طرف کے غارتگر اور سیّد صاحب کے سلحدار توٹ کر
سب کو لوٹ مار کر لشکر سلطانی مین لے گئے، تب صلاح و مشورے کے بعد
اُس نے توپ سب زمین مین گاڑ توپ کے سارے جو بینہ آلات و اسباب
کو آگ لگا جلا دیا، دبلے دبلے گھوڑون کو مار کر کتھ کے رستے ہو کر کوچ کیا،
سلطان نے یہہ ماجرا سن کر بطور خوش طبعی کے چند بنہنگی میوہ سرکار کے منشی
کے نام سے جنریلی منشی کے پاس بھجوا دیا، حریف کے بعضے سردار اِس
ظرافت کو تاڑ گئے چنانچہ اُن لوگون نے میوہ لانے والون کو انعام اور دو بنہگیان
پھیر دین اور یہہ کہا کہ منشی جنریل بہادر کا یہان حاضر نہین، بارکشی کے چارپایون کی
ناداری یہانتک تھی کہ انگریزکی پلٹن کے سپاہی جلوی تو پون کو کھینچتے تھے اور
ہر روز فجر سے دوپہر تک بہزار خرابی کرتے پڑتے ایک فرسنگ پر جا مقام کرتے یہہ
سوانگ دیکھہ بعضے امرا و خوانین دولت خواہ نے حضور اقدس مین عرض کیا کہ
قبلۂ عالم، فرصت کا یہی وقت ہی اگر ارشاد ہو تو ندویان ترقی خواہ سپاہ نصرت اشتباہ
ہمراہ لے اعدا کا تعاقب کر ایک ایک کو آستانۂ عالی مین دست بستہ پکڑ لا ئین لیکن سلطان
عالیشان نے اِس امر کو پسند نکیا، خیر گورنر جنریل ہمّت کر کے اُتری درگ
کی طرف جا پڑا، اُس پہاڑ کے قلعدار بری بھیڑ بھاڑ دیکھہ قلعے کی کنجی سمیت
استقبال کو نکل آئے، گورنر بہادر نے اُن پر مہربانیان مبذول کین، اب ذخیرے
اور مواشی کثرت سے یہان آنے لگے، اگرچہ وہ شدّت فاقے کی کچھ کم ہوگئی،
پر اکثر وے اناج کے توٹے بھوکھ کے مارے فقط گوشت کھا کھا ہیچش کی
بیماریان اُٹھا اُٹھا مر گئے، آخر کار وہ سپہسالار کئی بیل منگوا توپین جتوا وان

سے آگے بڑھا ' بعد ایک مہینے کے سوندکیا مین جا داخل ہوا ' جہان پر سرام مرہٹہ رسد کا سامان اور ذخیرہ لیکر آن پہنچا ' جس نے انگریزکی فوج کو فاقہ کشی سے بچا لیا ' اور کرنیل ریت بہادر بھی رسد وآذوقے کے بہت سے غلّے اور مواشی کے گلّے کے گلّے لشکر مین لاکر گورنر بہادر کے نزدیک سرخرو اور اُس حسن خدمت کے بدلے مین بنگور وغیرہ کی تحصیلداری پر بحال ہوا بعد اسکے اُس سپہسالار نے کئی سردارونکو بڑی جمعیت کے ساتھ ماکڑی درگ اور نندی گڑھ مسخّر کرنے کے لیئے تعینات کیا ' چنانچہ کرنیل کوری نے تین پلٹن اور ایک فرنگی رسالے سے جاکر نندی گڑھ کو گھیر لیا اور کرنیل ریت نے بھی مع چھ سو سپاہیون کے بالاپور سے پہنچکر اُس گڑھ کے لینے مین بڑی کوشش وجانفشانی کی ' ہرچند تیر و تفنگ کا زخم اُٹھایا ' تو بھی اٹھارہ دن مین آخر اُسے لے لیا ' لیکن دھاوا مارنے کی رات کو جنریل میڈوس نے مورچے مین آکر اہل فرنگ کو لوٹ کی چیزین اور محصور عورتین معاف کرکے تاخت کا حکم دیا ' محصورون نے مارے غیرت کے پہاڑ پر سے نیچے آکر اپنی جانین دین ' لطف علی بیگ بخشی اور سلطان خان قلعدار اسیر اور ماکڑی درگ بھی تین دن کی لڑائی مین صلح پر سر ہوگیا '

*

پانکل کے گرد و نواح میں آملنا سکندرجاہ نظام علی خان کے بیٹے کا
مشیرالملک اور بہت سے سپاھیون سمیت گورنر جنرل بہادر کے
لشکر میں تاراج کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدگیری کی فوج
محاصر پر، مارا جانا حافظ فریدالدّین خان کا گرم کنڈے میں،
دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سرینگپٹن پر،
مرہٹون کا وہان آپڑنا اپنے لشکر لیکر، مصالحہ ہونا ان دونون
هم عہدون کی صلاح سے سلطان اور انگریزون میں معہ اور واردات
جو سنہ بارہ سی سات ہجری میں واقع ہوئین

اُنہیں دنون مین کہ گورنر جنرل بہادر ناکام پھر گیا سلطان عالیشان نے کاویری
ندی کا پانی گھٹ جانے کے بعد شاہزادہ فتح حیدر کو معہ فوج سنگین گرم کنڈے
کی طرف رخصت فرمایا اور زر تنخواہ ایک سال اُس قلعے کے محصورین کی بھی
ہمراہ کردیا، جب شاہزادۂ عالی مناقب صوبۂ سرا کی جانب روانہ ہو کلواری اور
بوکاپٹن کے جنگل کی پناہ مین سب فوج چھوڑ آپ چیدہ پیادہ و سوار سمیت
الغارون گرم کنڈے مین جا پہنچا، حافظ فرید الدّین جو اُس قلعے کو گھیرے ہوئے
پڑا تھا اِس حال سے آگاہ ہو کر مقابلے کو نکلا، شاہزادۂ بلند اقبال اور میر علی رضا خان
اور دوسرے جانباز سلطانی نے داد بہ دلی کی دے حافظ کی فوج کو منہزم کیا
اور اُسکا سر کاٹ لیا، بقیۃ السّیف کربے کی طرف نکل بھاگے، شاہزادہ مظفّر
نے اُن مقہورون کا اسباب ولوازمہ قلعے مین بھیج اور زر مشاہرہ قلعدار کے
حوالے کر آپ مدگیری کی طرف کوچ کیا، سکندر جاہ اور مشیرالملک جو
آٹھ ہزار سوار، تین ہزار پیدل لے کر گرم کنڈے سے سترہ کوس پر

ہو رس پلّی اور ہلم باڑی کی نواج مین آ اُترے تھے، وے یہہ خبر سن کر وہان ٹھہرنا مناسب نہ جان پناہ کے لیئے سنگل پالا کے پہاڑون مین جا گھسے، شاہزادہ ستم دل راتون رات وہان سے چل نکلا اور مرہٹے کی فوج محاصر پر جا پڑا اور سرداروں کے سرکاٹ نصرت و فیروزی کے ساتھ حضور مین آ پہنچا، اِنہین نون مین میر قمرالدّین خان رسد اور مواشی وغیرہ جمع کرنے کے واسطے نگر ہو گیا، اِس سے ایک ہفتے بعد، نواب نظام علی خان کے سردار اپنے لشکر سمیت شان خان ہلّی کی اطراف مین گورنر بہادر سے آن ملے، اور جنریل پینڈوس، نندی گڑھ کا قلعہ لے کر کشن گیری سر کرنے کے ارادے پر آ جما او ساتھ لے چڑھ دوڑا، چنانچہ رات کے وقت اُس مشورے پر توت اُسے بت حصار کے دروازے تک پہاڑ کے اُوپر بھی جا پہنچا تھا کہ قلعے کے پاسبانون نے مارے توپ و تفنگ اور بانون کے اِسے مار ہٹایا، اور بھگوڑون کا پیچھا کرکے بہتون کو خاک ہلاک پر سلایا،

بیت

کیا اُنکو اتنا دلیرون نے تنگ
کہ دل سے گیا اُنکے سودائے جنگ

جنریل وہان سے پھر کر اپنے لشکر مین آ پہنچا، اور کرنیل کوپری نے نندی گڑھ سر ہو جانے کے بعد اپنی فوج سمیت آ کر پہلے تو قلعدار کو کچھ روپیہ دے ملا لیا اور قلعے کو قبضے مین لا اُس مین تھانہ بٹھا وہان سے کوچ کیا، جب برسات کے دن گذر گئے، لورنر جنریل بہادر ناظم حیدر آباد کی فوج سمیت سرینگپٹن کے مسخّر کرنے کے قصد سے بڑی بڑی منزلین طے کرتا کوچ بکوچ گری کورے مین آ داخل اور ناظم کی فوج کو پیچھے رکھ اُن مورچون پر جو سپہداروں کی چوک سے خالی پڑے تھے دھاوا کر

دخیل و قابض ہو گیا، بلکہ شلکبن مار نا آر دوے خاص کی طرف آگے بڑھا، تب سلطان نے جو اپنے لشکر سمیت ندی کے اسی پار تھا اور جاسوسون نے اُسے فوج اعدا کے پہنچنے کی خبر بھی نہین پہنچائی تھی، مجبور ہو حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل تفنگچی اور کماندار مجتمع ہو کر دارالسلطنت کی پاسبانی وحفاظت مین سرگرم رہین اور خود سوار ہو جان نثارون کو ہمراہ لے اعدا کے مقابلے کا قصد کیا، لیکن رات کی تاریکی کے سبب لشکروالے اپنے بیگانے کو نہ پہچان آپس ہی میں لڑ پڑے، اُس وقت امام خان قندھاری اور سپہدار میر محمود شیرازی اپنی فوجون سے دشمن کا رستا چھینک بھر مقدور اُنھین مار ہٹاتے رہے یہان تک کہ آخر کو وے دونون شہید ہوے، اِس عرصے مین جنریل میڈوس نے بڑی دلیری سے چڑھائی کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق اور کھائی کے سبب نہایت حصین و استوار تھا پر اُس شب اُسکی برجیان دیوان مہدی علی خان کے قریب سے جس نے حصار کے دروازے پر اُس کے پاسبانون کو تقسیم مشاہرہ کے بہانے بدون حکم حضور کے اکٹھے کیا تھا خالی پڑی تھین ایک ہی حملے مین لے لیا، سلطان نے جب یہ خبر سنی آپ تو ساری فوج سمیت دارالسلطنت کی طرف کوچ کیا اور دو اسد اللہی رسالون کو اُس مورچے کے چھڑالینے کے واسطے جسے انگریزون نے رات کے وقت لے لیا تھا تعینات فرمایا، جب روز روشن ہوا وے شیران بیشۂ ہیجا مورچے پر حملہ کر قلعے کے پاس جا پہنچے، لیکن چونکہ گورنر جنریل بہادر وہان موجود تھا اُس کے سپاہیون نے اُن بہادرون کو وہان تک پہنچنے نہ دیا، ہرچند کئی بار اُن لوگون نے حملے کیئے پر کچھ مفید نہوا، اکثرون نے جام شہادت کا پیا، باقی جو ان قلعے مین پھر آئے، سلطان نے قلعۂ دارالسلطنت کی اطراف و جوانب مین توپ و منجنیق اور نوع بنوع کے آلات آتشبار نصب کر ہر ایک

نب پاسبانون کو بٹھا سوار سب میسور کو روانہ کر دیئے، دو پہر دن ڈھلے پر سرام
ور ہری پنڈت تو دونون اپنا لشکر لیے چرکولی کی نواح مین آ اُترے اور فولاد
نگ و مشیر الملک نے اپنی فوجون سمیت موتی تالاب پر پہنچ کے ڈیرا کیا،
نکہ سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ زمانہ محاصرے اور مقابلے کا طول کھینچیگا، خاتمہ جنگ
ا سہج مین نہین ہوگا اور ایک خلقت ماری پڑیگی، نظر برین تینون امیر ہم عہد
پنے اپنے واسطے مصالحے کی فکر مین تھے، اور گورنر جنریل بہادر ایک مورچہ
گنجام سے ورے قلعے کے دکھن اور دوسرا قلعے سے پورب ندّی کے
س پار بنا جنگ کو آمادہ ہوا، سلطان نے ایسے تین قوی عدو کے ساتھ
ستیز و آویز صلاح وقت نجان بعضے خیر اندیشون کی مصلحت و راے پر گورنر
ریل بہادر کے پاس وکیلون کو معہ بہت سے تحفے ہدیون کے بھیجا،
اوسے میاں ملاپ کی بنا ڈالین، چنانچہ اُن کے پہنچنے پر گورنر بہادر نے
سلطان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت سمجھا پر جنریل میڈوس
س امر میں راضی نہو کر بڑی ردبدل کے بعد سپہسالار سے رخصت لے
ھ سنار پیٹا کی نہر پر چڑھ دوڑا، وہان سیّد غفّار سپہسالار قدم استقلال
فوج اعدا کے سامنے ہو بہادرانہ کوششین کر آخر اُن پر غالب ہوا، حریف
ر ہو کر پچھلے قدم ہٹ گئے، لیکن پھر دو ساعت بعد جب سپاہ منصور کھانے
نے مین مشغول اور دشمن کے حملے سے غافل تھے انگریز کے سپاہیون
نے قابو پا کے اکبارگی ہلّا کیا اور سہج مین سپاہ منصور کو پاشیدہ کر اُن کی جگہہ
لے لی، اِس پر سیّد حمید اور فاضل خان سپہدار اپنی جمعیت سمیت اُس
سپہسالار ہزیمت خوردہ کی مدد کو پہنچے اعدا پر ایک بہادرانہ حملہ کر اُس سپہدار
اُس کی جگہہ پر پھر قایم کیا، انگریزون کے دو ہزار سپاہی مارے پڑے، ناقر

اپنے لشکر کی طرف چلے گئے، اُسی رات کو جنریل میڈوس نے اپنے ڈیرے
مین آکر پستول بھرکر اپنے اوپر سر کیا پر گولی اُسکو نہ لگی، تب وہ دوسرا طپنچا طیار
کرکے چھوڑنے پر تھا کہ اتنے مین کرنیل مالکم جنریل اجنط نے پہلی ہی آواز سن
اُسکے خیمے کے اندر جاکر پستول اُسکے ہاتھ سے لے لیا اور اِس سرگذشت
سے سپہسالار کو آگاہ کر دیا، تب سپہسالار نے اُس کے ڈیرے مین
جاکے اُس کا ہاتھ پکڑ کر یہہ کہا کہ ہر چند قلعے کا تسخیر اور سلطان کا اسیر کرلینا کچھ
دشوار نہین، مگر جون سرداران ہم عہد جو سلطان کے ملک و مال مین کمپنی کے
ساتھ شرکت رکھتے ہمین کمپنی کا بہت ہی کم فایدہ نظر آتا ہی اِس لیئے میری
دانست مین تو بہتر تدبیر یہہ ہی کہ سر دست اُسّے صلح کر لین، اِتنا سن کر
جنریل تسلی پذیر ہوا، قصہ کوتاہ تینون ہمسردارون کی صلاح و مشورے
سے مصالحے کی صورت اِس طور پر ٹھہری کہ سلطان تین کروڑ کا ملک اُنھین
چھوڑ دے اور نقد تین کروڑ روپیہ دے، اور اِن روپیون کے وصول ہونے
تک دو شاہزادون کو بطور اوّل کے گورنر جنریل بہادر کے پاس بھیج دے، غرض
سلطان دور اندیش نے جونکہ اپنی سلطنت کے تمام کارخانون مین نمک حرام
ارکان دولت کی سستی و غفلت کے سبب سے خلل دیکھا بہ مجبوری موافق اِن شرطون
کے بارامحال، سلیم، انور، امنگری، سنکلی درگ، دندیگل، کلیکوٹ وغیرہ ملک
انگریزون کو، اور کڑپا، تاڑپتری، پادمری، بلاری وغیرہ، نواب نظام علی خان کو، اور
تنب بھدراندی کے اُس پار کا سارا ملک مرہٹے کو حوالے کر نقد کڑور روپیہ
تحفون ہدیون سمیت بھیج دیا، اور حسب الطلب گورنر جنریل سلطان عبد الخالق
اور سلطان معز الدین کو بڑے تجمل و حشم سے غلام علی خان کی اتالیقی مین، اور
میر علی رضا خان کو ایلچیگری مین اُس کے پاس روانہ کیا، انگریزون کے شرکا اپنے

ہے کے روپئے لیکر اپنے ملک پھر گئے، گورنر بہادر نے معہ شاہزادگان بلند اقبال
راس کی طرف کوچ کر کرنیل ڈفٹن کو شاہزادون کا خاف امان مقرر کیا جو اُن کی
رمایشات بااعزاز واکرام بجالایا کرے، انگریزکی جانب کے پاسبان کل سلطنت
امداد سے برخاست ہو کر بارامحال وغیرہ کے انتظام و بند و بست کے لئے
روانہ ہوئے، سارے ملک مین امن چین ہو گیا، جب جنریل بہادر مدراس جا پہنچا تو
س نے قلعے کے اندر ایک امیرانہ حویلی شاہزادون کی اقامت کے واسطے
الی کروا اُنھین اُس مین رکھا اور سارا ضروری اسباب ولوازمہ طیار کروادیا،
اب محمد علی خان بھی شاہزادون کی دلجوئی و خاطرداری کرتا اور نت نئے
وسے ہدئے بھیج بھیج دوستی کو بڑھاتا تھا،

کوچ کرنا سلطانی فوجون کا اطراف کے راجاؤن کی تنبیہ کو، بند و بست ممالک محروسہ کا، قلعۂ دارالسلطنت کی تعمیر معہ اور حالات سن بارہ سی سات ہجری کے،

سی تاریخ سے کہ تینون امراے ہم عہد (یعنے انگریز، نظام علی خان، مرہٹے)
پنے اپنے ملک کو گئے، سلطان عالیشان ممالک محروسہ کی مہمات اور تفتیش
ال مین اپنے عمّال اور کارگزارونکے متوجہ ہوا، جب اُن مین سے ہر ایک کے
ون کا اُسنے حساب لیا اور تقریباً دریافت کیا کہ مہدی خان مدارالمہام، کرناٹک
کے کئی ساہوکارون اور دوسرے نمک حرامون کے ساتھ متفق ہو اطاعت کی
سے پانو باہر نکال کر چاہتا ہی کہ اپنے آقا کی سلطنت کو تباہ کرے، انھین
بختون کی صلاح سے، توپین جن مین ریت کیچڑ بھری گئی تھی عین جنگ کے

وقت بیکار بڑی تھین، پس ایک ایک کے عملون کی سزا دیکر گھر اُن ناعاقبت اندیشون کے لٹوادیئے، لیکن میر محمد صادق علی کہ ایک ہی نمک حرام اور ظالم بافرجام تھا پھر منصب دیوانی پر قائم ہوا، گویا گرگ مردم خوار کہ شبانی ملی، تب وہ قابوجی گرگ کہین جو اپنی معزولی کے وقت سے عداوت قلبی سلطان کے ساتھ رکھتا تھا اکثر بڑ[illegible] نے وفادار خان خوانین امیرون سردارون کو ہیچ پوچ دلیلون سے سستی و غفلت کی تہمت لگا حسب الحکم والا قتل کرنے لگا، اُنہین دنون بعضے امیرون اور جاسوسون نے حضور عالی مین خبر پہنچائی کہ دارالسلطنت کے اُتر جانب ہر ایک اطراف و نواح سے مفسدون اور جبارون نے بغاوت پر سر اُٹھا فتنہ و فساد کا قدم بڑھا ممالک محروسہ کے رعایا کی اذیت و ضرار پر کمر باندھی ہی چنانچہ تمربنسی راجاؤن کی طرح ایک شخص نے اپنے تئین مرگسی راجاؤن کی اولاد مین ظاہر کرمدگیری عمل کر لیا اور دوسرا رتن گیری لیکر سرگرم جنگ و جدال ہی اِسی اثنا مین سید محمد خان چیتل درگ کے آصف یا تحصیلدار اور دولت خان وہان کے فوجدار نے حضور مین عرضی گذرانی کہ ایک اجنبی آدمی جو بعضے کے نزدیک راجاہربن ہلی کے عالا و دارون مین ہی اپنے کو بےپانانک مقتول قرار دیکر سرداری کا دعوا کرتا ہی بلکہ اُس نے چار ہزار پیدل جوان جمع کرکے ہوجنگی درگ اور کوتور گڑھ کو جو صوبہ ہربن ہلی کے متعلقات سے ہی اپنا مسکن ومامن ٹھہرایا ہی سلطان نے سنتے ہی اِن خبرون کے سید صاحب کو تو بڑی جمعیت سے مدگیری وغیرہ کی جانب شقاوت نشانون کی تنبیہ کے لیئے اور میر قمرالدین خان کو بڑی فوج کے ساتھ ہربن ہلی کے راجا بدبخت کی گوشمالی کے واسطے تعینات کیا، خان موصوف وہان جا اُس گڑھ

سر کر ہو چنگی درگ پر چڑھ دوڑا، تب سپاہ سلطانی کے دفع کرنے مین وہ
ر سرکش قلعے کو غلّے اور جنگی آلات سے سجا دو ہزار پیدل لیکر
سات مہینے تک مقابلہ کرتا رہا، آخر ایک دن خان مذکور جوش مین آ اپنے
نون معیت اُس حصار کے مسخّر کرنے کو سوار ہوا، بہادران نصرت مند
نے دشمنون کے جماؤ کا کچھ بھی کھٹکا نکر اُس مردود کافر کینہ کش کا قصد
، بلکہ نہایت پردلی کی راہ سے فصیلون کنگرون پر چڑھ کر کوس و نقّارہ بجایا،
کافرون نے بھی خوب ہی جرأت کر داد جنگ کی دی اور خان مذکور کو زخمی
، مگر آخر کار بہت سختی پریشانی و سرگردانی اُٹھا کر اُس شقی کو چار سی کفّار
ت اسیر کیا شوم شنکر بھتیجا نائک مقتول کا جو مرہٹون کی پشتی کے
بب ہرپن ہلّی کے اکثر تعلّقون کو عمل کرنا رائن گیرا مین رہتا تھا یہ خبر سن کر
ر آیا، خان موصوف نے تھوڑے اسیرونکو عبرت کے لیئے ہاتھ پانو کاتے
رہٹون کو خوجا کروایا اور ہرپن ہلّی وغیرہ پہاڑ کے قلعون کو ڈھا کر وہان سے
جعت کی، بیر جنگ صوبہ دار جو چیتال درگ مین پناہ کے لئے آرہا تھا اُسنے
ر اطراف کا قصد کر آنی گنڈی اور کناگری مین اپنا دخل کرلیا، بلکہ کناگری کے
جاہری نائک کو بھی قولنامہ بھیج کر بلوا اور اُس کے تعلّقے کی واگذاشت
سند معہ خلعت اور ایک ہاتھی چاندی کی عماری معیت دے کر اُسے مطیع
ا چنانچہ نایک مذکور بندگان سلطانی مین داخل ہوا اور سیّد صاحب
موف اکثر گمراہون کے کان ناک کاٹ پھر آیا اور سیّد حمید سپہدار اپنے
سن خدمت کے عوض نوبت نقّارہ فیل معہ سنہری عماری اور نواب کا
اب پا کر حیدر نگر کا ناظم متقرّر ہوا، قصّہ کوتاہ اُس اطراف کے حکّام کو جب
ین ہوا کہ سلطان عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے پیرون پر آپ کلھاڑی

مارنی ہی ' اِس لیئے اپنی حرکتون سے نادم ہو فرمان بردار و مطیع ہو لیئے ' اور
بنگور کا راجا بہ سبب گورنر جنریل بہادر کی سفارش کے لاکھ روپی سالیانہ
خراج واگذشت کی شرط پر اپنے تعلّقے کی سند حضور سے پا کے اپنے راج
مین بحال رہا ' اُنہین دنون سلطان عالیشان نے سلطنت کے عمدہ کار پردازون اور
عاملون کی تغیر و تبدیل موقوف کر ایک معقول تدبیر ٹھہرائی کہ ہر برس تعلّقون اور
پرگنون سے آصف لوگ اپنے اپنے دفتر کے عملے فعلے سمیت ذیحجہ کے مہینے
کے اندر ' بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو عید قربان کی نماز ادا کرنے کے بعد ' منبر کے
سامہنے ' قران شریف سر پر لیکر اِس بات کا مچلکا دین کہ آیندہ ہم سب کے سب
زنہار حاصلات کے روپی مین خورد برد اور اُسکے بھیجنے مین تاخیر نہین کرنے کے
اور البتّہ غریب غربا رعیت پرجا کو بھی نہین ستاوینگے بلکہ منہیّات کے تارک ہو کر
امانت و دیانت سے صلاح و سلامت روی کی چال اختیار کرینگے ' اگرچہ یے خدا
فراموش یہان تو اِن شرطون پر راضی ہو خدا کا کلام درمیان لا عہد و پیمان کرتے
لیکن جب اپنے پرگنون پر جاتے تو وہان سب دین و ایمان کا پاس بکسو رکھ وہی ظلم
و ستم قدیم کو عمل مین لاتے ' اِس لیئے سلطان نے کہ بالطّبع اُس کو
ہندؤن کی قوم سے نفرت تھی اہل اسلام کو جو لکھنے پڑھنے مین فی الجملہ سواد رکھتے
تھے جمع کر اُن کو میرزایان دفتر اسپنہ دیوان کا بنایا اور بالکل دفتر خانون کا حساب
کتاب فارسی خطون مین مقرّر کروائے ' اور علی ہذا القیاس اپنی سلطنت بھر مین
ہر پرگنے پر اُنہین مین سے ایک آصف یا تحصیلدار اور ہر ایک محالون مین جہان
سے ہزارہون کی آمد تھی جداگانہ ایک ایک عامل ' سر رشتہ دار ' مجموعہ دار '
امین ' خزانچی مامور کیا اور ہنود قانون گویون کو ایک قلم موقوف ' لیکن
تو بھی یے سپاہی قوم اپنی معاملہ دانی کے سبب (یے اِس کے کہ اُن کا حال

ور مین معلوم ہو عاملون اور آصفون کے ساتھ لگاوٹ ملاوٹ کر کاربار
لداری مین دخل کرنے سے باز نہین آتے تھے یہان تک کہ آصف اور عامل
گ ملکی بندوبست کا بار اُنھین پر ڈال کر آپ تو رات دن ناچ راگ مین
شغول رہتے اور ادھر یہ نابکار سارے تعلقون کو خاطرخواہ تاراج کر آدھون
ہ محاصل تو آپ اُڑاتے پڑاتے اور آدھا آصفون کے پاس
پہاتے، ہرچند اُن کے اِس خورد برد کرنے کے اخبار خارج سے حضور مین
ں گذار ہونے پر سلطان اِس راہ سے کہ اُن دنون اُنھین ظالمون کا دور دورتھا،
ہ و دانستہ طرح دے جاتا، علاوہ اِس کے وہ دین پناہ دنیای دون سے ایسا دل
اشتہ تھا کہ اُمور ملکی مین اُن دنون چندان توجہ بھی نہین رکھتا، اکثر اوقات
و تلاوت قرآن اور تسبیح و وظیفے مین اشتغال رکھتا اور بے نمازون اور بدکارون
دل و جان سے دشمن جانتا، عاملون اور قلعدارون پر اِس مراتب کی تاکید
، باب مین فرمان صادر فرماتا، چنانچہ ایک فرمان فارسی عبارت مین لکھا ہوا
ن ۱۷۹۲ ع کا جس پر مہر بھی اُس بادشاہ دین پناہ کی تھی کلکتے مین برش کرسپ
ےکو پرنے کرنیل جان مارس صاحب کے حکم سے انگریزی مین ترجمہ کیا تھا جس کا
... یہہ ہی کہ ہر ایک عاملون اور قلعدارون کو چاہیئے کہ کیفیت مشاہرہ مقرری
زمین معافی یعنے لاخراجی قاضیان شہر وغیرہ اور مسجدون کے خطیبون اور
نون کی حضور مین بھیجے اور مطابق سند اُن سبھونکے عمل کرے اور دہاتی
سلمانون کے لڑکونکے اکٹھا کرنے اور علم سکھانے مین سعی و اہتمام کرے
دین لین کے باب مین ایماندار ی اور راستکاری اختیار کرے اور احوال
ون کے تربیت اور تعلیم کا حضور مین بھیجے اور قاضی مسئلہ سکھانے مین
اور اسلام کے مشغول رہے اور نئے مسلمانون کا نام اسامیون مین اہل

اسلام کے لکھے اور سواے قاضی کے دوسرا کوئی مسلمان نکرے اور
جہان مسجد نہو وہان پانچ گنبذ والی مسجد بنواوے اور خطیب کی تنخواہ دس
ہون مقرر کر بعوض تنخواہ کے اسقدر زمین دیوے کہ محاصل اسکا برابر تنخواہ کے
ہو اور علاوہ اُسکے اسقدر زمین وقف کردے کہ حاصلات سے اُسکے روشنی
اور فرش وغیرہ مسجد کی بخوبی انجام پاوے اور مسلمانون کے لڑکے بالونکی
تربیت اور تعلیم کے لیئے اور پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے واسطے
رہنے والون پر وہان کے تاکید کرے اور اگر کوئی رعیتون مین سے مسلمان ہووے
تو اُسے خزانہ باغ اور رشالی زمین کالے اور خراج اُسکے رہنے کی زمین کا معاف
کرے اگر وہ نومسلم تجارت پیشہ ہو تو اُسے سوداگری کے مال کا بھی محصول
نلے القصہ جب سلطان عالی ہمّت بسبب تعصّب دین و نہایت مصروف ہونے
سے امور دینی کے مہمّات مین شہریاری اور عاملون وغیرہ کے تدارک
و تفتیش سے دست بردار ہوا تب سب اپنی اپنی جگہہ پر بےباک
ہو گئے اور چونکہ اُس سلطان دین پناہ کی تمامتر یہی نیّت تھی کہ سارے
اہل اسلام اُس کی فیض بخشی سے بہرہ ور ہون اور چھوٹے لوگ
بھی اس طبقے کے بڑے درجون پر ترقی کرین اس جہت سے اُس کی سلطنت
مین بہت سے رخنے پیدا ہوئے بالکل عمائد و خوانین بدظن ہو آپس مین مل
مصدر فساد و شر کے ہوئے میر صادق مذکور تو جہات خسروانہ کے
باعث سب چھوٹے بڑے پر اپنے مکر و فریب کا سکّہ چلانے لگا یہانتک کہ
رفتہ رفتہ سارا ملک اور تمام سلطنت کے مہمات اُسی کے اختیار مین
ہو گئے جب وہ اس درجے کو پہنچا تو ایسا عُجب و رعونت اُس کے دماغ
مین سمایا کہ اکثر ملکی و مالی مہمّون کو بغیر مرضی سلطان کے فیصل کرنے لگا

سر ممالک محروسہ مین فتنہ و ہنگامہ تھا ' بڑے بڑے امورات اپنی
اہ انجام کرنا سحر و نیرنگ کے زور سے سلطان کو مسحور کر دروبست
ے کے بندوبست مین کسی کو دخل نہ دیتا ' صوبون مین بیہودہ و بیجا حکومتون کا
ھیجتا ' کارخانجات شاہی کی خبرین ' رعایا کا احوال ملک کے واقعات و
ات حضور مین گذرنے نہ دیتا ' سلطانی ہواخواہ سب کے سب یہ رنگ
دیکھ تنگ آئے ' اصلاح نیک کے بتانے اور کلمۂ خیر کے کہنے سے خاموش
' اُنہین دنون مین سلطان نے قلعۂ دار السلطنت کے بنانے کا ارادہ کر
و اُس کی بنیاد ڈالی اور پرانے قلعے کو توڑ کر دریا کی جانب ایک حصار
ن معہ گہری کھائی اور برج و فصیل کے اور دکھن کی طرف پانچ حصار
ار بنا گیا '

غیرو عافیت مراجعت کرنا شاہزادون کا سن بارہ سی آٹھ
جری مین مدراس سے ' مقرر ہونا کچہریون کا اسمای حسنا
کے حساب سے ' سرفراز ہونا اراکین کا میرمیزان کا لقب پا کر ' آنا
یران کے شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت مین '
سرانجام پانا شاہزادون کی شادی کدخدائی کا با دیگر وقائع جو
س شادی کی ابتدا سے لیکر بارہ سو بارہ تک ظہور مین آئے '

سے دونون شاہزادے ایک برس کئی مہینے چیناپٹن مین مخالفون کے
رہکر اُنھین اپنے ساتھ موافق بنا اور میعاد کے رو پہی مقام ادا
ر طالی مقدار کی قدمبوسی مین حاضر ہوئے ' شاہ دین پناہ نے اُن کے

ساتھ آنے والوان کو نوازشات خسروانہ سے سرفراز کر رخصت کیا اور بزم شادی و سرور آراستہ کر سب امیرون اور منصبدارون کو الطاف شاہی اور مناصب عالی سے معزز و ممتاز کیا؛

مثنوي

بیفزود شان پایۂ عز و جاہ   بانعام شہ گشت خرم سپاہ
ہمہ خوشدل و شاد و خرم شدند   ز بار عطا جمانگی خم شدند

عمدہ اور نامی ملازمون نے میر میران کا خطاب پایا؛ سلطانی کارخانون کی کچہری اسمای حسنی کے شمار سے جو ننانوے ہین بنی؛ اور ہر کچہری پر ہزار سپاہ تعینات ہوئی؛ اکثر مشائخ پیرزادے جو سپہگری کے فنون مین محض ناواقف تھے بارگاہ سلطنت مین پیش و سرخرو ہو کر میر میران اور صاحب نوبت و نقارہ ہو گئے؛ موتی اور جواہر کے طرّے بھی جڑاؤ پدک سمیت اُنھین ملے؛ اِسی اثنا مین شاہزادہ ایران بسبب آقا بابا خواجہ سرا کی بیوفائی اور استیلا کے اپنا ملک چھوڑ غربت کی منزلین طی کر حضور مین شاہ دین پناہ کے آیا؛ اُس دریا نوال نے سلوک و مدارات شاہانہ کی پاسداریان کر پوشاک خوراک فرش فروش اور امیرانہ اسباب کے علاوہ؛ دس ہزار روپیہ ماہواری اُس کے واسطے مقرر کیئے؛ اور چونکہ تماستر اُس عالی ہمت کی یہ خواہش تھی کہ سلاطین اہل اسلام باہم متفق و موافق رہین اِس لیئے اُسنے بیغرض بارادۂ خالص اپنے کتنے ایلچیون کے ہمراہ بہت سے تحایف اور افیال کوہ شکوہ اور ایک نامہ محبت بنیاد کمک و امداد قبول کرنے کے باب مین والی کابل زمان شاہ درّانی کے پاس روانہ کیا؛ جس پر اُس بادشاہ عالیجاہ نے بھی اُن قاصدون کو گرانمایہ خلعتین اور بہت سا انعام اکرام عطا فرما کر وہان کے تحفون ہیون اور اُس مکتوب کے جواب

ـ جو امور محبت کی درستی اور صداقت کی اُستواری پر مشتمل تھا
ت کیا، اُنہین دونون سلطان نے باقتضاے اخوّت دینی ایک ہی دسترخوان
اپنے سب خوانین و امیرون کے ساتھ شیر برنج خاصہ نوش جان فرما کر
مرحمت بیان سے یہہ ارشاد کیا کہ چونکہ ہم تم سب کے سب دینی بھائی ہین
ہی کہ شریعت کا پاس کرکے کینے کو سینے سے نکال کر زبان و دل سے
فق رہین اور فی سبیل اللہ جہاد کے لیئے شہادت کی نیّت پر کمر ہمّت
ندھین بعد اِسکے سب کو لال لال خلعتین عطا کر فرمایا کہ یارو بہادرو اِسیکو
شہادت سمجھو۔ لو، پر افسوس کہ وے سیہ دلان آخرت فراموش باوصف
قدر الطاف شہریاری کے خیرخواہی و وفاداری کی چال ہی بھول
اب سلطان دین پناہ کی خوشی یہہ ہوئی کہ بتقریب کدخدائی
ہزادگان اقبال نشان، جشن و نشاط کی مجلس آراستہ کرے چنانچہ
امرخیر کے سامان و سرانجام کے باب مین حکم عالی صادر ہوا، سلطنت
کارپردازون نے سارا اسباب و لوازمہ طرب کا طیّار و آمادہ اور
شاہزادون کے لیئے خاندان عالی کی صاحب عصمت نیک بخت بیٹیان ٹھہرا
ستور شاہانہ اُنھین تخت عروسی و دامادی پر جلوہ گر کیا، اِسی ہنگام
ـ انجام مین ایران کا شاہزادہ حضور سے رخصت ہوا، جسکو سلطان
انواع طرح کی تواضع و خاطرداری اور بہت سے نقد و جنس کے
تھ وداع کر فرمایا، لازمہ محبّت یہہ ہی کہ انتظام ایران کے بعد ہم تم
شاہ سے اتفاق کر ہند اور دکھن کے بندوبست مین کوشش کرین
۔ اُسنے بھی اِس امر کا اقبال کر وعدہ کیا، چونکہ قبل اِسکے اکثر
صادق نطفۂ حرام کی زبانی کجروی اور بد اندیشی مہدویون کی جو

فی الحقیقت نمک حلال اور جان نثار تھے اور اسی لیئے وے لوگ اُس
مردود حاسد کی آنکھون مین کانٹے کی طرح چبھتے تھے، حضور مین مذکور ہوئی تھی، سو
ان دنون سلطان بسبب پاس خاطر اُس لعین کے اپنے وبسے فدائیون کو
جورو لڑکے سمیت شہر بدر کیا، بعد اسکے اپنی راے عاقبت بین کے
فتوے پر سر یرنگپٹن، کولار، ھسکوٹا، دیون ھلی، صوبۂ سرا، تنجاور اور
بڑے بالاپور کے باشندون مین سے قوم اشراف دس ہزار آدمی شیخ
سید چن کرزمرہ خاص (جیسا انگلستان مین ملکی امورات کے انجام و انصرام کے
واسطے پارلیمنٹ مقرر رہی) اُن کا نام رکھا، اشخاص اس گروہ کے بتدریج
سرتاسر سلطانی کارخانون پر اقتدار پاکر دخل و تصرف بیجا کرنے لگے، چنانچہ ایک
اُن مین سے میر ندیم تھا جو باوجود ناتجربہ کاری کے دارالسلطنت کی
قلعداری کا اختیار رکھتا تھا، سلطان کو تو اُس زمرے کے لوگون پر بڑا اعتماد تھا،
حالانکہ وے ناتراشید سے اگرچہ بحسب ظاہر اطاعت و فرمان برداری
مین سرگرم رہتے پر در پردہ میر صادق ہی کا کلمہ پڑھتے تھے اور اس
نامعقول نے اپنے آقا کی سلطنت تباہ و خراب کرنے کے لیئے پہلے تو اکثر
لشکر کے سرداروں اور امیرون کی تنخواہین گھٹانے اور اُنھین
اُن کے درجے سے گرانے کے سبب فوج کے توڑنے مین کمر باندھی، بعد
اسکے کلام اتعددرمیان دے سلطان کے دل کو اپنی طرف سے بے کھٹکے کر
سارا دربار کا دربار اپنا کر لیا یہانتک کہ میر عرض، بعضے مصاحب اور
امیر و صغیر اور کان نقیب و یساول، ملازم و جاسوس وغیرہ کوئی بے اُسکی
صلاح و مرضی کے حضور مین کچھ عرض معروض نکرتا، عرضیان خواہ ملکی خواہ مالی
مقدمات کی جو ممالک محروسہ سے پہنچتین بغیر حکم عالی کے وہ آپ ہی پڑھکر

ر النا اور اپنی طرف سے کچھ لکھکر حضور مین بھیج دیتا ، دوسرا امیر آصف
ن حسین جو ایک ہی ماخولیا ز ناکار و شراب خوار تھا کہ تعلقون اور محالون
ر میان ننگی طوائفون کے کندھے ، پالکی پر کچہری مین پھرا کرتا بلکہ کبھی
ن اور لولیون کو بلوا اُنکو ننگا کروا آپ بھی وہ مسخرا اُن کے ساتھ
ی ہیئت سے اس سوانگ مین شریک و شامل ہوتا ، انہین
سون کے اقتدار و اختیار دینے کے سبب ملک و سلطنت کے انتظام
سا اختلال آیا کہ باج و خراج کا آٹھوان حصّہ بھی خزانے مین داخل نہوتا ، فرامین و
ات دار السلطنت کے سوا اور صوبون تک پہنچنے نپاتے ، اسی
ین دنڈوجی وا گر مرد بہادر چار سی دو اسپہ سوارون سے مرہٹے اور
علی خان کے ملک اور ممالک محروسہ مین اپنی بہادری اور نہب و تاراج کا
ار ہا تھا ، سلطان نے اُسے بلوا بھیجا ، چنانچہ وہ اپنے سوارون جمعیت
ین آزمرے مین امیرون کے داخل ہوا پر شیطان مجسّم میر صادق نے
ے گرانے مین سلطان کی نظرون سے ایسے حیلے اُٹھائے کہ آخر کو اُس
ر کی طرف سے بدگمان ہو کر حضور اعلا نے اُسے مقیّد اور سامان
ے جہان خان بہادر شیر جنگ خطاب دیا اور اُسکے سوارونکو
ظفرا ثر مین بھرتی کر دس روپیہ روزان کا مقرّر کیا ، اور جب کچھ دنون
ں بیگناہ کو سوارون کی کچہری کا کام تجویز کر اُسکی مخلصی کرنے کو فرمایا
زیر کژدم نہاد ، نیش زنی کی راہ سے حضور مین یون عرض پرداز ہوا ،
سے دلاور کو اس کام کا مختار کل بنانا ملکداری و شہر یاری کے
سے دور ہی ، خدا نکرے اگر اُسسے کسی طرح کا شر پیدا ہو تو
ارک مشکل ہوگا ، یہہ التماس اُس مردود کا درگاہ سلطانی مین مقبول

ہوا اور وہ خیر خواہ ترقی طلب بدستور سابق زندانی کیا گیا، حاصل کلام وہ پلید اپنے فسون کا ایسا اثر دیکھ ہر ایک کام مین اپنے مطلب ہی کے موافق عمل کرنے لگا، چنانچہ غازی خان رسالدار کو بھی جو بلا شبہہ وفادار جان نثار تھا بوجہ اُس حرامی نے مشیر الملک کے ساتھ سازش کی تہمت لگا سلطان کے حکم سے مقیّد و اسیر کیا،

فوجکشی کرنا جنرل ہارس کا سرینگپٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگطن بہادر اور مشورے ابو القاسم خان شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدر آباد کے، لڑائیان واقع ہونی سلطان اور اِس سپہسالار کے درمیان، مسخّر ہوجانا دار السّلطنت کے قلعے کا، شہید ہونا سلطان کا چوسن بارہ سی تیرہ مین واقع ہوا،

اُن دنون سلطان عالی مقام نے (جو ملکی کامون کو بے صلاح و مشورہ انجام کیا کرتا اور اس باب مین خیر خواہونکا کہنا سننا اُسکی جناب مین مقبول نہین ہوتا تھا) دو سفیر تحفے ہدیون سمیت ایک کو زمان شاہ کے پاس مع خط محبّت نمط بھیج کر آئین دوستی تازہ کیا اور دوسرے کو سلطان روم کے حضور مین روانہ کیا، اسی عرصے مین مورس بندر سے کئی فرانسیس جن کا موشیر بوسسی سرغنہ تھا حضور مین آن پہنچے، چونکہ انگریز اور فرانسیس کے درمیان سات برس سے اُن کی ولایتون مین جنگ وحرب کا ہنگامہ برپا ہورہا تھا اِس لیئے یہان اُن فرانسیسون کے وارد ہونے سے انگریزون کے دل مین دھڑکا پیدا ہوا چنانچہ اُن لوگون نے ڈر کر سلطنت خداداد کی بیخکنی کے لیئے تدبیرین

انسیس کے آنے کو اپنے چڑھائی کرنے کا بہانہ ٹھہرا مشیر الملک اور
کی صلاح سے شرحوال یہ رود اد لارڈ مارنگٹن بہادر کے پاس جو کلکتے مین
بھیجا، لارڈ ممدوح تو ایسی فرصت کے وقت کا طالب ہی تھا چھت پت
ے کی چار پلٹن ہمراہ لے شعبان کے مہینے مین مدراس مین داخل ہوا اور
ے اُسنے فوجین اکٹھی کر جرنیل ہارس کے ساتھ سریرنگپٹن کو مسخر کر لینے
سد پر آگے روانہ کر دین، اُدھر حیدرآباد سے کرنیل راپٹ اور کرنیل
ں بھی چار پلٹن سمیت آکر جنریل مذکور سے ملحق ہو گئے، اور میر عالم
ر سوار ساتھ لے اور روشن رای معہ چھ پلٹن، انگریزکی فوج مین
اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کے لئے حضور مین سلطان کے
بی کئی مکتوب اِس مضمون کے بھیجے کہ اتفاق و دوستی کے آئین
شکنی پر کمر باندھنی جایز نہین، مقتضا محبت و خلوص کا تو یہ ہی کہ پہلے تو
فرانسیس تازہ واردون کو اِس مخلص کے حوالے فرمایئے، اور دوسرا
ں یہ ہی کہ انگریز بہادر کی طرف کا وکیل بارگاہ سلطانی مین حاضر رہا کرے،
مرا یہ کہ کوڑیال بندر، منگلور تھاور و غیرہ قلعے جو جہازون کے آنے
جگہین ہمین سرکار انگریز بہادر کو چھوڑ دیجیئے، اِن التماسون کا پذیرا ہونا
ں ملاپ کا باعث ہوگا، خیر اِس درخواست کا منظور کرنا تو مشکل نتھا،
. میر صادق کم بخت کے ورغلانے کے سبب مزاج عالی طریق مصلحت
سے بہک رہا تھا ایک بھی اُن خطون کا جواب بھیجا نگیا، تب جنریل
رڈ صاحب کے حکم بموجب، جنریل فلایڈ اور جنریل برجس وغیرہ
مضان شریف کی دوسری، سن ١٢١٣ مین کوچ در کوچ راے کوٹے
بعضے خود غرض اور میر صادق کذاب نے جناب والا مین عرض کیا کہ

انگریز اور نواب نظام علی خان جسکے ہمراہ کاٹھ چار پانچ ہزار جوان ہونگے چڑھے
آتے ہین پر اقبال شاہی سے خیریت یہہ ہی کہ حاکم پونان اُن سے نہین ملا ہی
سلطان نے یہہ خبر سن کر پورنیا میر میران کو فوج سنگین کے ساتھہ اور
دوسرے میر میراؤنکو، دشمنون کے مقابلہ کرنے کو روانہ کریہان آپ بھی امیران
اور سپاہیان جنگجو کے جمع ہونے کے باب مین حکم دیا جب میر میران مذکور
انگریز کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا، سوار اُسکے منتشر ہو کر جنگل کے آسرے
مین آ کھڑے ہوئے اور اِدھر انگریز کے رسالے جنگ کو مستعد ہوئے،
تب سلطانی جوان بھی حلقہ باندھ حرب و ضرب پر آمادہ ہو گئے، جنریل بہادر نے
آنیکل کی نواح مین ڈیرا ڈالا تھا کہ سلطان کے سوارون نے اُسکے بنا قدارون
پر دوڑ مار اکثرون کو تہ تیغ کیا جسکے بدلے بچارون نے شاباشی اور
تحسین کی جاگہہ میر میران سے گالیان انعام پائین کہ احمقو کیون تمنے ایسی سبقت
و جرأت کی، اِس لعن طعن سے وے سب کے سب ناز گئے، کہ سردار
نہین چاہتے ہین کہ ہم لوگ جانفشانی کی راہ سے دشمنون کے ساتھہ لڑین، بناچار
اُن بہادرون نے، اُس دن سے لڑنے کا قصد چھوڑ پنڈارون کی طرح
فوج اعدا کے آگے پیچھے چلتے القصہ جب سارا لاؤ لشکر علم شاہی کے
سائے تلے اکٹھا ہوا سلطان نے تختگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سواد کو خیمہ گاہ بنایا،
کیونکہ اِسی راہ سے دغاباز قابو چیون نے انگریزی پلٹن کے آنے کا پتا دیا تھا
پر وہان اور ہی پھول کھلا یعنے جنریل مذکور اُدھر سے بات کر خاتحان ہلی جا پہنچا،
سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی الغار ون گلشن آباد کی سرحد مین پہنچ اعدا کا ناکا کاٹ
جنگ و حرب کا تہیا کیا اور حریف بھی مستعد جنگ ہوئے،

نظم

صف جنگ آراستہ وان ہوئی جہان مین قیامت نمایان ہوئی
ہوا گیر ہوکر غبار زمین گیا تا سر سقف چرخ برین
ہوا بوق اور کوس کا یہہ خروش کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی

س دن وفادار اور خیرخواہ سردار لوگ جو سچے فدائی و جان نثار تھے
ران جنگ مین مارے جانے کو میر صادق سپہکار کی حکومت کے
فضل جانتے تھے، صف جنگ مین پانون جما جما دل کھول قرار واقعی لڑے
ورانہ خونریزی کرتے رہے چنانچہ قریب تھا کہ معاملہ جنگ کا اُسی دن
ے مگر خلاف یہہ ہو گیا کہ میر قمرالدّین خان کو سلطان والاشان نے اپنا معتمد
ہ جان کر غنیم پر حملہ کرنے کے لئے مقرّر کیا اور وہان اور ہی مطلب تھا
لہ اُس بدنہاد کو کارآزمودہ بہادرون کا ضائع و برباد کرنا منظور تھا اِس
ے وہ سلطانی فوج کے چیدہ چیدہ جوانون کو ہمراہ لے جنرل بہادر کے
پر حملہ کیا مقابل ہوتے ہی آپ الگ ہو گیا، ساتھ والے اُسکے بندوق و توپ
ہی با زمین اُڑ گئے، باقی ماندہ سپاہ وہان سے بچ نکلے، انگریز فتح پا کر
ے، اِتنے مین خبر آئی کہ بنبئی سے انگریز کی کئی پلٹن بکثرت لوازمہ رسد کا
یاں اسطوارط کے ساتھ دارالسّلطنت کو چلی آتی ہی، تب سلطان
بیر کی کہ کئی سردار کو معہ سپاہ جرّار دشمن کے سامھنے رکھ آپ اُسکے
ے ساری فوج معیت پہنچکر جنگ کا حکم دیا جس پر ایک جانب سے تو

سیّد غفّار جو بہادری اور دولت خواہی مین مے بدل تھا حریف کے لشکر پر توٹ پڑا اور دوسری طرف سے نواب حسین علی خان نے جا کر بڑے ہی زور شور سے جنگ و جدل کا دماما بجایا اور بہت سے میر میران نے بھی دشمنون کے دفع کرنے مین بڑی بڑی کوششین کین یہانتک کہ مارے تلوار و توپ و تفنگ کے اُنھین بھگا دیا ؏

بیت

ہوا اُس گھڑی اِسقدر کشت و خون ۔۔۔ کہ حیرت مین تھا چرخ فیروزہ گون

ز دو کشت اُسدم ہوئی اِسقدر ۔۔۔ کہ میدان ہوا بحر خون سر بسر

انگریز مقابلہ کرنے سے عاجز ہو اپنے بعضے مال و متاع سے ہاتھ دھو جنگل مین گھس گئے ؏ فتح مند بہادرون نے تعاقب کرنے مین خوب ہی سعی کی ؏ نواب محمد رضا خان حضور سے رخصت ہو کر شیر نر کی طرح اپنی جمعیت سمیت اُن پر جا گرا قریب تھا کہ فوج مخالف بالکل تباہ ہو جاے لیکن چونکہ خواہش ایزدی یہ تھی کہ اہل اسلام کی شکست ہو ؏ اتّفاقاً ایک گولی نواب مذکور کو لگی ؏ جسسے فی الفور اُسکا کام تمام ہوا ؏ سلطان نے اُسکی لاش دارالسلطنت کو روانہ کر آپ دشمن کے مدافعے پر کمر باندھی ؏ اتنے مین جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ اعدا کا لشکر مقابلے سے باز آکر کلیکوٹ کی جانب کوچ کر گیا ؏ اِس حال کے سننے سے سلطان اپنے دارالسلطنت کو تشریف فرما ہوا اور جنرل ہارس قلعے کے پچھم جانب اُتر پڑا ؏ دوسرے دن انگریز کے رسالون نے حملا کر کئی مورچے نئے جو سلطان کے حکم سے قلعے کے سامھنے بنائے گئے تھے لڑ بھڑ کے اکثر جوانون کے نقصان ہونے کے بعد لے لیا ؏ اُسی دن نواب حسین علی خان نے صف

بر بری جوانمردی سے حملہ کر جام شہادت نوش کیا انگریز کے سپاہی
لے پچھم طرف ایک مورچہ بنا کر حصار کے توڑنے مین نہایت کوشش
ئے ' سلطان نے جب اُس فساد کے سبب جو دارالسلطنت کے گرد بگرد
اتھا امورات سلطانی کا ہرج مرج معلوم کیا اور دارالسلطنت سے نکل جانے
لحہ اختیار کرنے کو ہمّت و حوصلے سے شہر یاری کے خلاف جان تقدیر
بر راضی و شاکر ہو کر ننگ و ناموس کی غیرت سے محل سرا کے چارون
ایک گہری کھائی کھدوا اور باروت بھروا طیاّر کروا رکھی کہ مبادا اگر یا سالتا
ے اور قلعہ دشمنون کے ہاتھ آجاے تو اُسے آگ لگا کر اُڑا دے ' تا
زن و فرزند مخالف کے ہاتھ ناگین بعد اسکے حفاظت برج اور فصیل
سلطنت کے قلعے کی زمرہ خاص پر چھوڑ خود بدولت و اقبال نے حرب و قتال کا
ہ کیا اور میر قمر الدّین خان کو جو ایک ہی شتر کینہ تھا بہت فوج کے ساتھ
کی پلٹن کے رسد لانے والون اور جو فوج کہ اُنکے کمک کو چلی آتی تھی لوٹ
کے واسطے بھیج دیا ' اور یہ بھی حکم کیا کہ شاہزادہ کلان سلطان فتح حیدر '
شکر اور پورنیا میر میران وغیرہ سمیت کری کٹ کے میدان مین حرب
کے لیئے مستعد رہے ' چنانچہ سلطانی سوار اس حکم کے موافق کبھی کبھی
کی پلٹن کے ادھر اُدھر گشت کرتے مگر لڑنے کے واسطے چونکہ اُنکے
دارون کا حکم نتھا افسوس کے مارے ہاتھ مل مل دانت پیس پیس
تے ' قصّہ کوتاہ بنبئی کی فوج نے بہادر پور کے گرد نواح مین پہنچ کر نزول کیا '
غازیون کا سواے جہاد و حرب کے کچھ اور کام نتھا ' ہر روز دے
لے ہو فوج دشمن پر بے پروا جیسے شمع پر پروانہ ٹوٹ پڑتے اور اشرار کے
لہ فساد و شر کے بجھانے مین مردانہ کوششین کرتے ' چونکہ ہوا زمانے کی

اُلٹی بہی تھی، خلاف مطلب ہی اُن کے پیش آنا چنانچہ سید غفار جو مہتاب باغ مین انگریزی فوج کا رستا روکے پڑا تھا میر صادق اور دوسرے مفسد و فتنہ انگیزون کی صلاح سے وہ جان نثار سردار وہان سے قلعے مین طلب ہو آیا اور دوسرا اُس کی جگہہ پر گیا، تب تو انگریزون نے اُسی دن ایک ہی حملے مین اُسے لیکر قلعے پر گولون کی بارش برسائی، سلطان نے اُس وقت موشیر بوسی کو حضور مین یاد فرماکر اُسّے پوچھا کہ اب کیا علاج کیا چاہیئے، اُسنے عرض کی کہ خاکسار کی دانست مین تو مناسب یہہ ہی کہ یہان حریف کے دفع کرنے کو لشکر تعینات کرآپ خاص سوارون کا دستہ اور خزانہ و زنانہ ساتھہ لے قلعے سے سرا اور چیتل درگ کی جانب تشریف لیجائین، خواہ نمکخوار کو ساتھیون سمیت انگریزون کے حوالے کردین جس مین کسی طرح یہہ بکھرآ مت جاے نہین تو قلعے کی سرداری و پاسبانی اِس فدائی اور موشیر لالی کے ذمّے مقرّر ہو، سلطان نے جواب دیاکہ اگرتم سے شخص کی سلامتی کے واسطے ہماری ساری سلطنت بھی تباہ و برباد ہو جاے تو کچھ غم و الم نہین، بعد اِسکے خسرو والا مقام نے میر صادق نمکحرام کو بلواکر قلعہ داری کا اختیار موشیر بوسی اور موشیر لالی کے سپرد کرنے کے مقدّمے مین صلاح پوچھی اُس پاجی نے اپنی خواہش کے موافق یون اظہار کیا،، جناب اقدس مین خوب روشن ہوگا کہ اِس قوم نے کسی کے ساتھہ وفاداری کا طریقہ نہین نباہا، آپ بیشک جان لیجیئے کہ قلعہ کا اختیار انھین ملتے ہی اُس مین انگریزون کا دخل ہو گیا، کیونکہ بلحاظ جنسیت کے یہ گورے گورے دونو ایک ہی ہین، مثل مشہور ہی، سگ زرد برادر شغال، جب اِس طریق سے اُس کج رفتار موذی نے عمل خیر مین بھانجی مار سلطانکو اُس راست رجتے کے چلنے سے روک رکھا، اُس عالی شان نے فلک کی

اُٹھ اُٹھا ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بول اُٹھا متوکلا علی اللہ ہرچہ مرضی مولی
لی، قصہ کوتاہ قلعے کی دیوار توٹنے تک کسی نے بھی حضور مین خبر نہ دی،
ذیقعدہ کی ستائیسوین کو خارج سے بعضے حرام خوارون کے قصور کی خبر
مبارک مین پہنچی، اُسکے دوسرے دن صبح کے وقت سلطان نے کئی
ون کا نام خط خاص سے ایک کاغذ پر لکھ اور اُسے لپیٹ کر امیر معین الدین
ہ مین دیا اور بتاکید ارشاد کیا کہ آج ہی کی رات اِس حکم کو بجالایا چاہیئے،
کار خانہ سلطنت کا قائم رہے، وہ بیچارہ فلک ستمگر کی کجرویون سے
عین دربار ہی مین اُس نوشتے کو کھول کر دیکھنے لگا، قضا کار سلطانی
ن سے ایک فرّاش جو لکھنے پڑھنے کا سواد رکھتا تھا اور وہان حاضر تھا،
س نے کن انکھیون سے دیکھ لیا کہ سب سے پہلے اُس جھوتھے نمکحرام
ق کا نام لکھا تھا ترنت یہ خبر ہو بہو اُسے پہنچادی کہ حضرت سلامت
کیا ہین، آج رات کو آپ کے اندھا بنانے مین حکم سلطانی صادر ہوا ہی
نتے ہی اُسکی آنکھون تلے اندھیرا چھاگیا، تب اُس خرنا مشخص نے اپنے
تدبیر کرکے پہردن کے وقت قلعے کی توتی النگ کے پاسبانون کو تقسیم
بہانے سے بلا مسجد اعلا کے پاس اُنکو جمع کیا، اتفاقاً جب وہ مردود قابو کیے وقت
مین تھا جو سلطان اُسی مہینے کے اٹھائیسوین سوار ہو قلعے کی توتی دیوار
یا اور بیلدارون کو اُسکے درست کرنے کے لیئے حکم دیا اور فصیل
شامیانہ اپنے واسطے کھڑا کروا وہان سے پھر دولتخانے مین آ
لو گیا، جب نجومیون اور میر غلام حسین منجم نے بھی تقویم اور
کے روسے اُس دن کی نحوست دریافت کرکے عرض کیا کہ آج
ئی پہرتک جناب عالی کے حق مین ساعت نہایت نحس ہی نظر برین

مناسب تو یون ہی کہ شام تک حضرت لشکر مین تشریف رکھین اور کچھ صدقہ ذات مبارک کا خدا کی راہ مین دیا جاے ۔ سلطان نے پہلی بات کو تو قبول نہ کیا مگر صدقہ جسّے زمینی و آسمانی بلا مندفع ہوتی ہی اُسکے اسباب کی طیّاری کا حکم دیا جب غسل سے فراغت کی باہر آکر ایک ہاتھی کالے مخمل کے جھول سمیت جسکے چارون کونون مین کئی سیر موتی جواہر روپا سونا و نیلم و یاقوت باندھ دیا گیا تھا مستحقون حقدارون کو مرحمت کیا اور محتاج درویشون کو بلوا روپی اشرفی کپڑے خیرات کر خاصہ منگوایا جو نہین ایک لقمہ تناول فرما دوسرا اُٹھا منہہ تک لایا تھا کہ اُسکا کھانا نصیب نہوا کیونکہ لوگون نے اسی بیچ مین واویلا کرتے ہوئے یہہ خبر سلطان کو پہنچائی کہ سیّد غفّار وفادار نے ذات عالی پر اپنی جان کو نثار کیا ۔

نظم

سنی شاہ ٹیپو نے جب یہہ خبر	کہ سید ہوا قتل وقت سحر
یہہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال	کہ دولت کا میرے اب آیا زوال
دل زار سے کھینچکر آہ سرد	لگا کہنے یون شاہ بارنج و درد
ہوا غم سے سیّد کے مین سوگوار	خوشی آتی نہین زندگی زینہار
نہین چاہتا تاج اور تخت اب	شہادت کا پیاسا ہون اب تشنہ لب

سلطان اوسہین کھانے سے دست بردار ہو بیخودی کے عالم مین بول اُٹھا آہ ہم بھی آفتاب لب بام پا بر رکاب کوئی دم کے مہمان ہین ۔

بیت

عدم مین قافلہ سب ہمرہو نکا جا پہنچا
مثال نقش قدم ہم ہین واپسیون مین

ڈ سس نامے گھوڑے پر سوار ہو در یچے کے رستے سے علم بتھرئی کے
تشریف لے گیا، ادھر قابو جو دشمنون نے اُس سیّد کے شہید
نے ہی قلعے پر سے سفید رومال گھما گھما انگریز کے فوج والون کو جو باولی
سے اکٹھے ہو ہلّا کرنے پر آمادہ تھے آگاہ کر دیا چنانچہ دو پہر دو گھڑی دن
فت انگریز کی پلٹن اُسی توٹی دیوار کے رستے قبل اسکے کہ سلطانی
دوسری الگ کی برجون فصیلون پر جمع ہو کر خبردار ہو جائین چڑھائی کر
یسی تگ و تاز مین قلعہ سر کر لیا ہرچند قلعے کے بہادرون نے بھی تگ و دو
ع کی اور تلوار و تبر لے لے راہ گھیر لی تھی، لیکن ہر طرف سے ایسا
و ہنگامہ مچ گیا کہ ہرگز تدارک اُسکا نہو سکا، یہانتک کہ اس جانب
سبھون کے پانوٗ اُکھڑ گئے، اسی بیچ مین اُس پاجی قابو چی نے
واری کو مورچے کی طرف جاتے دیکھ پیچھے سے پہنچ اُس دریچے کو
ین پناہ کے پھر آنے کی وہی راہ تھی بند کر دیا اور آپ کمک لانے کے
سے گھوڑے پر چڑھ قلعے کے باہر نکل اپنا رستا لیا، گنجام کے تیسرے
رے پر آ کر دربانون کو کہا کہ خبردار میرے جانے کے بعد تم چپ چاپ
وازہ بند کر لینا، وہ تو یہہ کہہ آگے بڑھا تھا کہ سامھنے سے ایک سپاہی ملازم
آ کر اُسے لعن طعن کرنے لگا، کہ ای روسیاہ راندۂ درگاہ یہہ کیسی بے حمیتی
تو ایسے سلطان دین پرور اور محسن عالی گوہر کو دشمنون کے جال مین
اپنی جان بچائے لئے جاتا ہی، کھڑا رہ روسیاہی کے کاجل سے اپنا منھ
رے یہہ کہتا ہوا کمال طیش سے ایک ہی وار مین اُسکو آب تیغ
سر بت اجل پلا زمین سے زمین پر مار گرایا، لاش اُسکی چار دن بعد قلعے کے
رے پر بے کفن دفن کرے گئے شہر کے لوگ اتنک بھی آتے جاتے

قصداً اُسکی قبر پر تھوکتے پیشاب کرتے اور ڈھیر کی ڈھیر پرانی جوتیان ڈالتے ہین

بیت

یقین جانیو تم کہ زیر فلک
رہی اُس پہ لعنت قیامت تلک

میر معین الدّین گھائل ہو خندق مین گر کر مر گیا، اور شیرخان میر آصف کا تو پتاہی نہ لگا کہ کیا ہوا، جب شہریار شریعت شعار نے معلوم کیا کہ اب شجاعت و دلیری کا وقت گذر چکا، ملازمون نے صریحاً بیوفائی و دغا کی، تب اُس دریچے پر آکر ہرچند اُسکے کھولنے مین دربانون کو حکم دیا پر وے سب نمکحرامون نے جان سن کر تغافل کیا اور حیرت تو اِس مین ہی کہ خود میر ندیم قلعدار بھی سپاہیون سمیت اُسی دریچے کے پیچھے کھڑا تھا، لیکن اُس ملعون نے بھی حق نمک کا مطلق لحاظ نکیا، القصہ جب حریف حملہ آور شلک مارتے ہوئے قریب آپڑے، سلطان شیر دل نے بڑے تہوّر سے اُن پر حملہ کیا اور باوصف چغفاش و تنگی کے کئی شخص کو تلوار سے مار آپ بھی کئی زخم کاری منہہ پر کھا انجام کار ساقی اجل کے ہاتھ سے جام شہادت کا پیا، اب اہل اسلام کے حال کا تباہ وخراب ہونا اور اُن کے مال و ناموس کا لوٹا جانا کیا لکھین،

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلسرا کے دروازے پر اکٹھے ہو حملہ آورون کے اُوپر شلک مارنے لگے، آخر وے بھی جنگ سے باز آئے، جب تو سارا خزانہ اور مال و اسباب شاہانہ جو شمار و حساب سے زیادہ تھا انگریزون کے ہاتھ لگا جتّے اُن کے سپاہی جو تہیدست و بے سر و سامان ہو رہے تھے غنی و مالدار ہو گئے، شاہزادے معہ زنانہ محل اور کریم شاہ اسیر و دستگیر ہوے، مگر سلطان فتح حیدر مع سرلشکر جو کل فوج و اصطبل اور فیل خانہ و سلطنت و تجمّل کے

لوازمہ عصمیت گری گت کی نواح مین اقامت گزین تھا اُسنے ماتم جگر سوز کی خبر سنکر وہان سے روانہ ہو چندر اسے پٹن کی جانب چلا گیا انگریزکے سردارون نے بڑی تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش پایا رات بھر درمیان پالکی کے توشکخانے مین رکھا صبح کے وقت سب شاہزادون مدیمون خدمت گزارون کو اُسکے آخری دیدار سے مشرّف کر تجہیز تکفین کا حکم دیا سلطان شہید لال باغ مین نواب مغفور کے مقبرے کے اندر مرقد آسایش مین سویا دنیا کے سردرد و رنج سے خلاص ہوا اور نمک حراموںکے مکر و فریب سے رہائی پایا اللہ اللہ خدا کی شان کو دیکھا چاہیئے کہ فلک دوّار کے ایک ہی دورے مین اُس قدر شان وشوکت اور تجمّل وحشمت کسی نے بجانا کہ کیا ہوا اور کدھر گیا

بیت

بیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجا ماند نے نادری

مثنوی

یہ ہی رسم و آئین چرخ بلند کہ گاہے رکھے شاد و گہ دردمند
جہان مین کسیکو نہین ہی قرار کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدارون کو دم مین تباہ کرے سربلند ونکو یون پست آہ
گدا ہووے یا شاہ تاج و سریر قضا سے کسیکو نہین ہی گزیر
جہان مین بجز پاک پروردگار نہین ہی کسیکو بقا زینہار

قطعہ

کدام دوحۂ اقبال سر بچرخ کشید کہ صرصر اجلش عاقبت ز بیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج سروری بر سر کہ بند حادثہ بر دست و پای او نفگند

یے کئی بیتین جنکا اخیر مصرع اِس واقعے کی تاریخ پر ناطق ہی بطور مرثیے کے لکھی گئین ؛

مثنوي

تیپو سلطان شہید شد ناگاہ　　جان خود داد فی سبیل اللہ
بُد ز ذیقعدہ بیست و ہشتم آن　　کہ شدہ روز شنبہ حشر عیان
ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ　　خون ز دیوار و در روان گشتہ
زیست پنجاہ سال با اقبال　　بادشاہی نمودہ ہفدہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد　　گشتہ آخر شہید حسب مراد
آہ تاراجے مکین و مکان　　خون بگرئید ای زمین و زمان
شدہ خورشید و مہ بگریہ شریک　　آسمان شد نگون زمین تاریک
چون غم او بجز وکل دیدم　　سال ماتم ز درد پرسیدم
گفت ہاتف ز نیم آہ بہ تفت　　نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اِس مصرع سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہی ع حامی دین شہ زمانہ برفت
میر غلام حسین منجم نے جو تاریخ کہی تھی اور وہ یہ ہی

نظم

شاہ ما چون بملک برتر شد　　حاضر مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ　　نسل حیدر شہید اکبر شد

مادّہ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہی ؛

ایک ہفتے بعد میر قمر الدّین خان جو خدا سے ایسا دن مناتا تھا خوشی خوشی جنریل کی خدمت مین حاضر ہو اپنی جاگیر گرم کنڈے کی بابت کا سوال جواب پکّا کر سند بحالی پا کے ہشاش بشاش وہان چلا گیا ؛ سلطان فتح حیدر نے بھی انگریز کے سپہسالار اور دوسرے سرداروں کی زبانی چکنی چپڑی باتین اس باب مین کر دے

اُسی کو تخت پر بیٹھائینگے سن کر لڑنے کا ارادہ دل سے مٹا دیا اگرچہ شجاعان کارپرداز جیسے ملک جہان خان جو سلطان جنّت آشیان کے شہید ہونے کے بعد قید سے مخلصی پاکر اُس کے حضور مین حاضر ہوا تھا اور سیّد ناصرعلی میر میران وغیرہ نے اُسے انگریزون کے ساتھ ملنے کو منع اور لڑنے کے لیئے رغبت دلاکر عرض کیا تھا کہ سلطان والاشان نے صرف اپنی جان رضامندی خالق مین نثار کی ہی اب بھی تمام ملک اور محکم محکم قلعے اور قلب جگہین سرکاری گماشتون کے اختیار مین ہین اور فوج بھی فضل الٰہی سے معہ ساز و سامان جنگ آراستہ و آمادہ ہی اگر مملکت ستانی اور داد شجاعت دینی منظور رہی تو بسم اللہ یہی وقت کار ہی اور ہم مین سے ایک ایک لڑنے اور جان نثاری کو مستعد و طیّار، پر وہ حیدر خصال باوجود کمال بہادری اور جوانمردی ذاتی کے ورغلانیے سے پورنیا دیوان کے جو اُس سلطنت کا زوال چاہتا تھا اور دوسرے خودغرضون کے اُنھین کی مرضی اور دم کے موافق چلا اور ذرا بھی اپنے سچّے فدائیون کا کہنا نہ مان سلطنت و ریاست سے ہاتھ دھو جنریل ہارس کی ملاقات کو قلعے مین چلا گیا، اور وہان انگریز کے کارپردازون نے یہ پیش بندی کی کہ ظاہرًا میسور کے تخت سلطنت پر وہین کے راجاؤن کی اولاد سے پانچ برس کے ایک لڑکے کو بٹھلا، تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا مالک، پورنیا زنّاردار کی دیوانی مین اُسکے نام لگا دیا، اور سب شاہزادون اور خانوادہ شاہی کو معہ اُس مغفور کے بھائی نواب کریم شاہ اور اُسکے علاقہ دارون کے راہے ویلور کی طرف روانہ اور ہر ایک شہزادے کے واسطے بیش قرار مد خرچ مقرّر کیا،

خیر بعد اِسکے جنریل ممدوح بہمہ وجوہ بے کھٹکے ہو چیتل درگ تک پہنچ تمام کوہی قلعون اور مکانات کو اپنے اختیار مین لاکر نیل ریڈ اور جنریل فلائد وغیرہ عمیت

ولایت کو روانہ ہوا، اور گتی، رتن گیری، مرگسی، ہربن ہلی، انی گندی، پنہ
مرگ سرا وغیرہ جگہین جو سلطان شہید کے ملکون سے نواب نظام
کے حصّے مین دی گئین تھین بارہ سی پندرہ سنہ ہجری کے درمیا
انگریزی سرکار مین ضبط ہو گئین،

بیت

زمانیکا ہر دم ہی رنگے دگر
کبھی شام ہی اور کبھی ہی سحر

ملک جہان خان بہادر جو سلطان فتح حیدر کی ذات سے قطع اُمید کر فقط ایک
جوڑا لے نکلا تھا تھوڑی ہی عرصے مین اُسنے اپنے حسن تردد اور قوت باز
بدولت ترقی کر تیس ہزار سوار و پیدل جمع کرکے درمیان کشتنا اور تنب
بدی کے خروج کیا، ببرجنگ وغیرہ بھی اُسّے مل گئے تھے، تب اُس شہ
نے کولاپور میں، ایک ہی بہادرانہ حملے سے لکھوکھلا مرھٹہ اور پرسرام ناط
کا سر کات لیا، بعد اِسکے کتنے دنون تک تو انگریزی لشکر کا سامھنا
لڑائی بھڑائی مین رہ، ہرچند اُس ایّام مین اور بھی بہت سی فتحین اور غ
حاصل کین لیکن چونکہ وہ کوئی ایسا قلعہ نہین رکھتا تھا جس مین ضرورت کے
پناہ لے اور انگریزون کے مقابلے کا جواب دے، دو برس بعد کرّپا اور کر
والے پٹھانون کی چوک کے باعث کوتال بھنوکی نواح مین انگریزکی سپا
ہاتھ شہید ہوا، اور زمانے مین سوا ے نام کے کچھ اور نچھوڑا، میر قمر
خان جو باپ کی جاگیر پاکر بڑا متکبّر ہو گیا تھا شامت اعمال کے سبب کوڑھ پہ
ناشاد و نامراد ہو موا، اور کتنے سلطانی سردار جیسے بدر الزّمان خان، غلام علی خان علی
خان اور کئی میر میران اور سپہدار اور غلام علی خان بخشی وغیرہ عوض

اپنے حق السعی کے جو اُنھون نے شہریار دین پناہ کے ملک و تبار کے خراب کرنے مین کی تھی، بھاری تنخواہین کمپنی انگریزبہادر کی سرکار سے پاتے ہین، واہ رے ہمّت و دیانت وپاس اسلام حمیّت، اِسی سن مین نواب فتح علی نام نواب کریم شاہ بہادر کا بیٹا خروج کر مرہٹے کے ملک کو چلا گیا،

بیان اخلاق واطوار اور آئین حکمرانی
اُس سلطان دین پناہ فردوس آرامگاہ کا،

ہرچند اخلاق واوصاف حمیدہ اُس چشم چراغ دودمان سلطنت کے مشہور ہین محتاج بیان کے نہین مگر بطریق یادگار یہان مختصر لکھے جاتے ہین، کہ وہ مغفور ہرایک علم سے بقدر ضرورت بہرہ ور تھا، انشاپردازی مین صاحب سلیقہ، دانائی اور فرزانگی مین اپنے زمانے کا ایسا یگانہ، کہ مہمات ملکی کے انجام کرنے مین کسی کی رہنمائی کا محتاج نتھا، سیرتین اُسکی پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ تھے، ہنرمندون اور صاحب علمون کا قدردان، مسلمانون کی غورپرداخت مین بدل متوجہ فجر سے دوپہر رات تک دربار مین بیٹھتا نماز صبح کے بعد کلام مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتا ہروقت باوضو رہتا اور تسبیح ہاتھ مین رکھا کرتا، غرّے ماہ محرّم سے تیرھوین تک مسند کا بیٹھنا چھوڑ دیتا، ملکی اور خانگی امورات کا عشرہ محرّم مین مطلق دھیان نکرتا، راتون کو تلاوت قرآن کیا کرتا، مسکینون فقیرون کو کھانا کپڑا اچھّا اچھّا بانٹتا، بعد افطار صوم کے ایک ہی وقت اکل و شرب معمول رکھتا، دسترخوان خاص پر اُسکے دونون وقت سب شہزادے و مقرّبان حضرت حاضر ہوتے، تب شاہان عجم و عرب کی تواریخ و حکایتین متداول کتابون سے

اور دین و مذہب کا ذکر اذکار، حدیث و اشعار خود زبانی بیان فرماتا، اور بعض ہمنشین مصاحبوں سے بھی نقلیں برجستہ و رنگین سنتا، پر ایسی مزاح و ہزل کا جسے کسر شان اسلام کی پائی جاے کیا امکان کہ اُس پیرو شریعت کی مجلس میں مذکور نکلے، گفتگو فارسی زبان میں کیا کرتا، محتاط ایسا کہ کسی امر میں بمصداق خیرالامور اوسطہا کے اعتدال سے قدم باہر نرکھتا، رنگین کپڑوں سے پرہیز کرتا، مگر گھوڑے کی سواری کے وقت تلوّن و تفنّن کی رادسے زربفتی بھری کی قبا پہنا کرتا، ولیکن اپنے اخیر عہد میں عربوں کے طور پر سبز پگڑی باندھتا، اور جڑاو طرہ یا کلگی سر پر لگاتا صوم و صلوۃ اور بہت سے دینی مراتب میں خود نہایت کوشش کرتا، اور تمام اہل اسلام کو ایسے کام میں اعلام فرماتا، داڑھی کو جو فقط زنخدانی تھی خلاف وضع جان کر ترشواتا، صاحب حیا ایسا کہ ہنگام بلوغ سے وفات تک بجز اُس کی پنڈلی اور قبضے کے کسی نے نہ دیکھا، چنانچہ حمام میں بھی یہہ حال تھا کہ اعضاو اندام چھپا کے غسل کرتا، بالاگھاٹ کی سرحدوں کے درمیان جو اکثر ہندنیاں سر و سینہ عریان راہوں میں پھرا کرتیاں تھیں، یہہ بیحیائی کی چال بھی دیکھ نسکا، اور یہہ حکم کیا کہ کوئی عورت بے کرتہ و چادر ننگے سر باہر نہ نکلے اگر کوئی نکلتی تو داغی جاتی اسی سبب سے وہ رسم بد موقوف ہوگئی، جوہرشناسی و قدردانی میں یکتا، پردلی اور بہادری میں لاثانی، اسپ تازی اور نیزہ بازی میں اُس سے فائق، گھوڑے اور تلوار کا نہپت شائق، ہر ایک صنعتوں میں نئی نئی اختراع کرتا، چنانچہ انوٹھی انوٹھی شیر دہان توپ دونالی سہ نالی یا دہری تہری چوٹ کی بندوق، قینچی، چاقو، گھڑی یا ساعت نما، قبلہ نما، قطب نما، خنجر و کٹار بنی ہوئیں ڈھالیں ایسی کہ تیر اور گولی اُن پر اثر نکرے بنواتا، اور لاکھوں روپیے شال و

مخمل و بانات وکمخاب وغیرہ کے کارخانون مین خرچ کرنا اور زطیّار کروانا پر سب سے پہلے
دین کی حمایت اور شریعت پیغمبر خدا کی تقویت فرض جاننا، شرع سے باہر ہرگز کوئی کام
نکرنا اور نامشروع رسومات ظاہر سے آپ بھی پرہیز کرنا اور اپنے تمام نوکر چاکر کو بھی
اُنکے عمل سے مانع ہوتا، اتفاقاً اگر کوئی خلاف شرع کرتا تو سلطان اُسپر حد شرع جاری
کرتا، اہل سنّت و جماعت کے رویّہ پر چلتا، حکمنامے ہر امرا اور کارخانے کے
لیئے بموجب حکم کے الگ الگ کئی طرح کے حرفون سے لکھے جاتے، ولیکن ان صفتون
اور ہنرونکو اسی ایک عیب نے چھپادیا کہ جس شخص کو اُسکے عہدے سے برطرف
کردیتا پھر اُسکو اُسی منصب پر بحال کرتا اور اسی عمل نے اُسکی سلطنت مین خلل ڈالا،
فرمانون اور پروانون کی پیشانی پر تمام بسم اللہ دست خاص سے بطور طغرا کے
لکھکر اُسکے نیچے دستخط اپنا اس صورت سے  یعنے نبی مالک ثبت فرماتا،

سکّہ ٹیپو سلطان مبرور

دین احمد
درجہان روشن زفتح
حیدر است، ضرب نگر
سال دلو سنہ ۱۱۹۹
ہجری

ہو
السلطان الوحید
العادل، سیوم بہاری
سال دلو سنہ ۴
جلوس

اگرچہ یہہ سکّہ ٹیپو سلطان مغفور کا ہی پر سلطان نے تبرّکاً و تیمّناً اپنے والد ماجد کے
نام کو بقید سال اُسکے سکّے کے اپنے سکّے کی دوسری جانب مین ثبت کروایا تھا

روایتین نشان حیدری تصنیف میر حسین علی کرمانی کی تمام ہوئین

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

فوجکشی کرنا لارڈ کارنوالس بہادر کا سرنگپٹن پر خانخان ہلّی کے رستے ہوکر، اور سختی اُس راہ کی،

لشکر نصرت پیکر خانخان ہلّی کی راہ ہو کر روانہ ہوا، تمام دن اہل لشکر راہ طی کرتے اور شام کو جہان تھوڑا پانی دیکھتے وہان مقام کرتے، نوین دن ہروڑ کی سرحد مین سرنگپٹن کے قلعے سے تین کوس دورے اُتر کر دو روز تک حریف کے مورچے پر تاخت کرنے کے لیئے جگہہ ٹھہرانے کی فکر مین تھے کہ اسی مابین مین گویندون نے آکر یہہ اظہار کیا کہ موکب عالی کے سامھنے، سلطانی سپاہ توپین لگائے فرصت کی تاک گھات مین لگی ہوئی ہی اور راہ دشوارگذار، جسمین تو جھاڑ کیچڑ اور کنکریون کی ایسی بہتایت ہی کہ پیادہ تو کیا اگر سوار بھی اِس راہ مین جائے تو گھوڑے سمیت گر کر اپنے کپڑے ہتھیار دونون کھو بیٹھے، اور راہ کی دشوارگذاری کے علاوہ اگر سرکاری پلٹن کوچ کر رستا چھوڑ بیراہ چل نکلے تو یہہ بھی خوف ہی کہ طرف ثانی کی کوئی جماعت اِس حرکت سے خبردار ہو چارون جہت سے گھیر لے تو اُس وقت کیسی مصیبت کا سامھنا ہوگا کہ نہ تو سپاہیون کو لڑنے کی سکت نہ بھاگنے کی طاقت رہیگی، اور دوسرا رستا بھی ہرچند ایسا دشوارگذار نہین مگر کریگٹ پہاڑ کے دامن سے لیکر لشکر اعدا کی پچھلی النگ تک شدّت سے اُس مین نشیب و فراز واقع ہی، اگر لشکر بقصد شبخون کسیطرح اُس رستے ہو کر جائے تو البتّہ منزل مقصود مین پہنچ سکتا ہی، گورنر موصوف

جب اِس احوال سے مطلع ہوا تو اُسنے اُسی دوسری راہ کا جانا اختیار کر
اتوار کے دن سے مہینے کی پندرھوین تاریخ پہلے تو انگریزی فوج کے
سرداروں کے نام شبخون کرنے کی چٹھیاں لکھ بھیجیں پھر سوا پہر رات کے
وقت خود بدولت واقبال اور دوسرے صاحبان لوگ گھوڑوں پر سوار
ہو شبخون کے ارادے روانہ ہوئے، اگرچہ اُس شب کو بشدّت باد و
باران تھا لیکن گورنر معہ فوج و توپخانہ وغیرہ اندھیری رات و ناہمواری راہ
کے ساتھ بھی سب کے سب قریب صبح حریف کے لشکر تک جا پہنچے، اِدھر کے
بعضے لوگ جو قضاے حاجت کو نکلے تھے اُنھوں نے انگریزی فوج کی بھیڑ بھاڑ
دیکھ، مورچے میں جا کے خبر کر دی، جب پروہانکے بہادروں نے سرکاری لشکرگاہ
کی جانب توپوں کے منہ پھرا گولے مارنے لگے، گورنر ممدوح توپوں کی آواز
سن چوکنّا ہو گیا، اور کمال آہستگی سے مورچال پر بڑھا، چار گھڑی دن چڑھ
چکا تھا جو اِدھر سے بھی حسب الحکم گولے چلنے لگے دو پہر دو گھڑی تک توپ و
تفنگ کی یہہ لڑائی مچی رہی کہ طرفین سے ہزاروں جوان نقصان اور گھائل
ہوئے، پر دونوں جانب کی سپاہ بہادر نے بڑی پردلی سے پرے جمائے
استعمال جنگی آلات اور سپہگری کے داؤ گھات میں داد مردانگی کی
دیتی تھی اِن کی جنگ کا یہہ ڈھنگ دیکھ اسد علی خان بہادر لارڈ
موصوف کا سپہسالار چھ گھڑی دن باقی رہتے اپنے سواروں سمیت
حریف کے مورچے پر آ پڑا، چونکہ پیدل اور سوار میں بڑا فرق ہی اکبارگی
حریف کا جماؤ ٹوٹ گیا، تب تو انگریز کے سپاہیوں نے سلطانی فوج کا تعاقب
کیا، انتیس بڑی بڑی توپیں اور کئی نشان اُنکے ہاتھ لگے، ہرچند گورے اور
سپاہی کی پلٹنیں فراریوں کے پیچھے کریکٹ کے دیول تک جو کاویری ندّی کے

کنارے واقع ہی دور گئین لیکن اس لئے کہ راہ مین دریا حائل اور چڑھا ہو
لاچار پھر آئین تین دن تک پانی نہ اترا اور نہ سرنگ دور آنے کی کوئی معقول
ملی اناج کا قحط بھی لشکر انگریزی مین نہایت کو پہنچا ہر قسم کی جنسین
ہو گئین لوگ کاہ اور دانہ و آب کی طلب مین حیران و سرگردان پھرتے تھے
کثرت سے مرگئے اور چونکہ برسات کے ایام مین لڑائی بھی غیر ممکن تھی بناچار جنا
لارڈ صاحب نے سر کرنے سے سرنگاپٹن کے اس موسم بھر ہاتھ اٹھا سنہ ١٧٩١
کے ۲۶ مہینے کی اُنیسویں کو مقام کنبہ باڑی مین جاکر نزول فرمایا اور وہان
واسطے کرتو پکشی کے بیل ماندے ہو گئے تھے گیارہ بڑی بڑی توپین تڑوا ڈ
گولے دریا مین پھنکوا بارود کی پیپیون کو جلوا آگے کوچ کرنے کا تہیا کیا اسی
مین سید علی رضا کی بھیجی ہوئین میوے کی ڈالیان معہ ایک چٹھی نام مین خد
نعمت مسٹر چیری صاحب کے سلطانی چوبدارون کی معرفت آ پہنچین مگر صا
موصوف نے بغیر پڑھے اس خط کے گورنر صاحب کی خدمت مین حاضر ہو
کیا کہ سلطان نے جناب عالی کے واسطے میوجات بھیجے ہین جیسا حضور
ارشاد ہو فدوی بجا لاوے تب گورنر ممدوح نے اُس خط کے پڑھنے اور مضم
دریافت کرنے کا حکم دیا کہ دیکھو اُس مین کیا لکھا ہی خداوند نعمت نے
سر نامہ جو دیکھا تو انھین کے نام نکلا کھول کر پڑھا تو یہی مختصر دو سطرین
تھین کہ ہمارے سلطان عالیشان نے کچھ میوے حضور مین بھیجنے
واسطے خادم کے حوالے کیا ہی چونکہ اُس شفیق کی ذات دو
سرکارون کے بیچ محبت وارتباط کا وسیلہ ہوا ہی اس نظر سے اُن پا
کو بھیجو اکر شجر دوستی کو تازہ کرا میدوار قبول کا ہی لارڈ ممدوح نے مط
معلوم کر فرمایا کہ تم اس خط کا جواب عذر خواہی کے ساتھ ایسی تمہید

جنھین ہماری رنجش خاطر مفہوم نہو لکھکر اُنھین واپس کردو، تب
آقاے نامدار نے جواب یون لکھوایا، الطاف نامہ اُس مشفق کا مع
میوے، بھیجے ہوئے سلطان کے جو لارڈ صاحب کے واسطے تھے وصول
ہوا، نیاز مند نے بموجب آپ کے اشارے کے بجنسہ اُنھین بارگاہ والا
مین پیش کرمطالب نیاز نامے کا حرف بحرف گزارش کیا، جس پر جناب
عالی نے ارشاد فرمایا کہ سلطان نے کیون اِس باب مین ہم کو نہ لکھا، دوستون
کے تحفے کو دوسرون کی معرفت لینے کی کیا احتیاج ہی، زیادہ والسلام، اور
اُنھین میوہ لانے والون کے ہاتھ اُن پھلون کو روانہ کر دیا، تب دوسرے دن
وہان سے کوچ کیا، راہ مین مرہتے کی فوج دکھلائی دی، اُن مین سے دو سوار نے
لشکر مین آکر لارڈ صاحب کے حضور مین اپنے سردارون کی طرف سے عرض کی
کہ آج تو راہ کی ماندگی کے سبب ملاقات حسب دلخواہ مشکل ہی، کل
انشاء اللہ تعالی بخوبی حاصل ہوگی، گورنر ممدوح نے اِس بات کو قبول کر
ڈیرا کھڑا کرنے کا حکم دیا، تب اکثر لوگ غلّہ لانے کے واسطے مرہتے کے
لشکر مین گئے اور وہان سے چاول روپئے مین دو سیر گیہون کا آتا ڈھائی سیر
گھی ڈیڑھ سیر کے حساب مول لے آئے اور لشکریون کے چہرون پر
سر نو رونق آئی، اُسکی صبح کو موتی تالاب کے قریب مرہتے کے سردارون
سے ملاقات ہوئی، نوین تاریخ کو جب دونون لشکر نے ایک ساتھ کوچ کرناک
منگل اور وہان سے اوتری درگ مین جا ڈیرا کیا تو اُس جگہہ آپس مین یہ صلاح
تھہری کہ بارش کے موسم بھربھر کرنا اُن بڑے بڑے پہاڑ کے قلعون کا جنمین اعادی
فوج ظفر موج کے رسد و غلّہ لانے والون کے سنگ راہ ہین موقوف رکھا،
اور آغاز بسنت کی رت مین سریرنگپٹن پر چڑھائی کیا چاہیئے چنانچہ یہی بات سب

بڑے سرداروں کے دلون کو پسند آئی ' جولائی مہینے کی دوسری کو وہان
کوچ کر موضع کڑی ماتھلی مین مقام ہوا ' دوپہر کو خبر آئی کہ نواب آصفجاہ
بہادرون کی کوشش سے کنجی کوٹے کا قلعہ مسخر ہو گیا ' ابھی لشکر ظفر پیکر م
چھتری مین اُترا ہوا تھا جو قلعہ دار نے لڑائی اُس حصار کو چھوڑ دیا
گورنر نے یہہ خبر سن کر کپتان اسکاٹ کو وہان کا قلعدار بنا موضع بنور
جا ڈیرا کیا دوپہر کے وقت ہری پنڈت تاتیا کی فوج سے قلعہ دھاڑوار.
فتح ہونے کی خبر پہنچی ' تب وہان سے کوچ کر ہلہل درگ کے قلعے کو محصور
کیا ' اُسکے قلعدار نے دوسرے دن اقرار لیکر کوٹ حوالے کر دیا اُسی د
تاتیا بہادر کے خیمے مین لارڈ صاحب کی دعوت بھی ہوئی ' آگسٹ مہینے
بیسوین تاریخ جب موضع اکرار مین پہنچے تو دہۂ مُحرّم کے باعث سپٹ
کی نوین تک وہان مقام رہا ' چونکہ ہندوستان کے سب سپاہی لوگ
بے لحاظ وبیہودہ آول فول بکنے کے عادی ہین خاص کر عوام الناس عشرے کے
دنون مین اپنے روپ اور بھیس کو بدل تعزیہ خانون کے دنگاں اور محلہا
کے بیچ آزاد قلندرون کی طرح فقیرانہ صداؤن کے نعرے بھرا کرتے ہیں
بلکہ بعضے تو اپنے سر کے بال اور کاکل کو منتشر و پریشان کر بدن مین راکھ
بھبھوت مل فحش و اہیات گالی گوچون مین بڑے بکنے بھرتے ہین ' علاوہ اِسکے
چونکہ سب مغلیئے اور مرہٹونکے سپاہی عشرہ مُحرّم کے پہلے یہہ خوب سمجھے تھے
کہ قوم نصارا قدیم سے دین اسلام کے مخالف ہین ' اُس خیال سے کوئی
لشکری کسی چھوٹے بڑے انگریز کا نام ' تعظیم و احترام کے طور سے
زبان پر نہ لاتا یہانتک کہ بنگالے کے مسلمان بھائی بند جو نوکری کے پاس سے
ہر گھڑی صاحبان عالیشان کو خداوند نعمت اور صاحب کہا کرتے ہین اُس ملک

سے لوگ اُنکی ملّت و مذہب کو سست جانتے اور اُنپر عیب پکڑتے اور جز لفظ کافر یا فرنگی کے ، صاحب کا کلمہ اُن کے حق مین کہنے کو کفر و بدعت جانتے ، اِس لیئے اُنھون نے آپس مین جتھا باندھا کہ عشرے بھر انگریزون کے لشکر مین نجایا چاہیئے اور اگر اُن کے ملازمون سے کوئی بشر جو بصورت مسلمان اور بمعنی کافر ہی یہان کے تعزیہ خانون مین زیارت کو آسے تو اُسے گردنی دے کر محفل سے باہر کر دیا چاہیئے ، یہہ خبر واللہ اعلم بالصواب انگریزون نے سنی یا نہین ، مگر اتنا تو معلوم ہی کہ عاشورے کی رات کو ترک سوارون کے رسالے مین کئی جگہہ مجلسین ہوئین اور جب اُن کے غول کے جوان شدّون اور علمون کے پھرانے کے واسطے ماتم کرتے شیون پڑھتے باجا بجاتے نکلے تو لارڈ صاحب نے اِسی حالت سے اُن سب کو اپنے سامھنے بلوا ادب سے کھڑے ہو تعزیون کی تعظیم اور اُنکو سلام کیا اور کچھ نذر بھی دیا ، جب یہہ بات رفتہ رفتہ مغلون اور مرہٹون کی فوج مین پھیل گئی ایک ایک دو دو تعزیہ دار غول باندھ باندھ شدّے لے لے باجا و روشن چوکی بجاتے گورنر کے ڈیرے پاس آئے اور لعنت ملامت کی واہی تباہی بیہجا بولی ٹھولی سنانے لگے تب گورنر موصوف نے چیری صاحب کی معرفت اُنھاین بھی نہایت توقیر سے حضور مین بلوا ظاہرا بڑے اعتقاد کے ساتھہ بہ مجرّد دیکھنے علمون اور شدّون کے سر و قد اُٹھکر لنبی تعظیم و تکریم کی اور چاندی کی تھالی مین روپی رکھہ رکھہ ہر ایک کو لائق اُن کے مرتبے درجے کے نذر دی ، بعد قبول ہونے نذر کے ، دو تین قدم پچھلے پاؤن ہٹ کر آداب بجالایا ، یہہ خبر بھی جب مرہٹے اور مغل کے لشکر والون مین مشہور ہوئی تو ہر دن چالیس چالیس پچاس پچاس غول تعزیہ دارون کا گورنر کے خیمے مین آنے لگا ، اُنھین استقبال کر کے حضور مین لانا جناب چیری صاحب کا کام تھا ، گورنر بھی

بدستور سابق اپنے ڈیرے سے نکل نکل سلام مجرا بجالاتا اور نذرین دیتے
ساتوین سے دسوین تک جولارڈ صاحب کی طرف سے اِن تعزیہ دارون سے
ساتھ ایسا سلوک تھا البتہ اُس تین دن مین قریب چار ہزار روپیے
بہمہ وجوہ خرچ ہوئے ہونگے، لیکن نیکنامی کی دولت بھی ویسی ہی ملی کہ اُنھیں
لوگون کے منہ سے جو پہلے اِن صاحبون کو کافرون مین شمار کرتے تھے اب ایسا
یہ کلمہ تحسین کا نکلنے لگا کہ واہ واہ نصارا کی قوم تو اہل اسلام سے بھی فوقیت
لے گئی، بعد اِسکے ان سبھون نے صاحبون کی شان مین کافر کا لفظ کہنا چھوڑ د
القصہ جب دہہ آخر ہو گیا تو وہان سے کوچ کر قریب قلعہ نندی درگ عرف
گردون شکوہ کے مقام ہوا اتفاق سے اُسی رات کو بہادران نصر
نے جو پیش ازین اُس گڑھ کے محاصرہ کرنے مین مشغول تھے، پ
کے اوپر کہ کم و بیش تین کوس کی چڑھائی تھی پہنچ کر اُسے فتح کر
نندی کے دبول سے بہت سا مال دولت اور بیشمار جواہر، جڑاؤ زیو
سنگھاسن ہیرے کا، موتی کا چھاتا بیش قیمتی تخمیناً کروڑ روپیے کی متاع اُن
ہاتھ لگی، علاوہ تاخت کے وقت سے لیکر بھور تک بے حساب مال اسبا
کی لوٹ ہوئی، مگر دن چڑھے حکم عام دیا گیا کہ کوئی کسی طرح رعایا کو پچھیڑ
بعد اِسکے ان لوگون نے عثمان قلعدار اور محمد برہان خیلخانے کے سر
اور کئی پیدل و سوار کو جو گرفتار ہو گئے تھے فوج فتح نشان مین پہنچا د
گورنر ممدوح نے اسامی پیچھے ایک ایک روپیہ اور اُنکے اہل خدمت
مصرف کے واسطے تین تین روپیہ روزینہ مقرر کر اُنھیں بنگلور بھیج د
تب خود بدولت و اقبال وہان سے کوچ کر مقام بودی گڑھ پھر گنجو
نائک منگال مین تشریف لائے، سپطنبر کی چوبیسوین کو بنگلور کے قریب م

ساری مین پہنچ چکے تھے جو اُن کے چھوٹے بھائی کارنوالس بہادر میر بحری کی سعی سے قلعہ سوراج درگ کے مسخر ہونے کی خبر آئی' اُسے سن کر جناب گورنر جنرل خوش ہوئے'

اب لکھنا قلعہ مذکور کے اُن عجائب احوال کا جو نگارندہ' اوراق کے گوش زد ہوا ہی ضرور ہوا' جو بندگان اخبار کو معلوم ہو کہ وہ قلعہ مقام کالیکوٹ کے متعلقات سے سمندر کے کنارے واقع ایسا رفیع و متین ہی کہ کسی سیاح کی چشم جہان بین نے ہرگز ایسا قلعہ نہ دیکھا ہوگا' قلعے کی نیو تو ایک اونچے پہاڑ پر ہی جسکے تین طرف دریاے شور محیط' شان الٰہی کو دیکھا چاہیئے گویا سمندر کے پیٹ سے پربت کا بچا نکلا ہی جسکی چوٹی آسمان پر فرقدان کے سر جا چڑھی ہی' طول مین پورب پچھم ایک سو چوالیس فرسخ' اور عرض مین دکھن اُتر قیاساً پینتیس فرسخ ہوگا' اگرچہ تمامتر سنگ ہی سنگ ہی اس پر بھی وہان ہر جنس کی کشتکاری اور نوع بنوع پھل پھلاری موجود' اچنبھا یہ ہی کہ قلعے کے باہر بھی خوش مزہ پانی کے چشمے اکثر' اور بہتیر میٹھا پانی بسان آب حیوان پتھر کی دو چٹان دو قد آدم کی بلندی سے جاری ہو کر نیچے کی طرف روان ہی' قدیم زمانے کے راجاؤن نے جو ایام اسلام سے پہلے وہان راج پاٹ رکھتے تھے اُس سوتے کے منہ پر ایک گوشالے کی مورت بنوادی ہی اُسی کے منہ سے پانی نکلتا ہی اور نیچے اُسکے سنگ مرمر کا ایک حوض بنوایا ہی۔ اور احترام کے رو سے نام اُسکا گوکھر رکھا' قصہ کوتاہ گورنر موصوف نے دسمبر کی پندرھوین کو ساوتی گڑھ کے قلعے کے سامنے پڑاو کر لڑائی کا آغاز کیا اور بائیسوین کو انگریز کی پلٹن نے ویسا سنگین و محکم قلعہ سر کرلیا' سپاہی قلعہ اور وہان کے کچھ تو مارے گیے اور باقی گرفتار ہو آئے' اسی عرصے مین

خبر پہنچی کہ رام گڑھ کے قلعہ دار نے عساکر منصورہ کے پہنچتے ہی ہاتھ امان مانگ قلعے کو معہ مال و متاع حوالے کیا، پھر خبر آئی کہ سپٹنبر کی چوبیس کو کرنیل اشطون نے اویری درگ لے لیا،

محاصرہ کرنا ماکڑی درگ نامے قلعے کا،

چونکہ روداد اس نواح کی سرتاسر راقم حروف کے مشاہدے مین اسواسطے تفصیلاً اُسے بیان کرتاہی جب بہادران نصرت نشان نے ا رستادبرٹھ گڑ جو آدھ کوس کے پلے سے اُس کوٹ سکے پاس جنگل کاٹ نکالا، دانایان فرنگ نے باوصف اسکے کہ وہان کی راہین نہایت ناہموار اور نیچی اونچی ہین، جرثقیل کے قاعدون سے جو لوگ بھاری چیزونکے اوپر اُٹھانے اور لیجانے کے واسطے عمل مین لاتے ہین (اور فی الواقع اُس جگہہ اِس قسم کے آلات کاکام مین لانا قابل دیکھنے کے تھا) توپون کو نہایت آسانی مین اُسی دشوار گذار راہ سے منزل مقصود تک پہنچایا اور قلعہ گھیر

بعضے خصوصیات قلعہ ماکڑی کے،

یہ قلعہ نہایت استوار ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہواہی اور گردیگرد اُس خندق بہت عمیق، اُسکے اطراف مین جنگلستان اور کنٹیلے درخت اور گنجان کہ یون کے پانو اُس رستے سے گذرنے چلنی بن جائین، رستم و اسفند کا ہفت خوان، اُسکی راہ پر فراز ونشیب کے سامھنے افسانہ کہن

اور ما زندرن کا روئینہ دژ باوجود اُس اوج و شان کے؛ اُس کوٹ کی حصانت و مضبوطی کے روبرو لڑکون کے گھروندے کی طرح ناچیز ماہ آسمان کی نگاہ جب اُس مکان عالیشان اور کوہ باشکوہ پر پڑتی تب کلاہ اُسکی سر سے زمین پر گر پڑتی؛ قصہ مختصر ویسا مقام حیرت انگیز نہ چرخ دوّار نے دیکھا ہوگا نہ زمانہ کہن سال نے سنا؛ بیان اُسکا یہ ہی کہ دو بڑے بڑے اونچے پربت ایک دوسرے کے سامھنے پچاس گز تفاوت سطح زمین سے نکل کر اُچان مین پان سَسی گز بلند ہو آخر کو چوٹی کے قریب دونون آپس مین آ ملے ہین گویا دراصل ایک ہی ہین مابین ان دونون کے ایک گھری خندق ہی جو ایام بارش مین پہاڑ کے پانی سے لبریز ہو جاتی ہی چنانچہ قلعہ والے برسات کے بعد اُس خندق کے لبالب رہنے مین بڑی کوشش اور اہتمام کرتے ہین اور پتھر کی بڑی بڑی چٹانون سے پشتے باندھ رکھتے ہین کہ لڑائی بھڑائی کی ضرورت کے وقت اکثر پانی اُسکا کام آتا ہی مگر غفلت یا سہو سے اِس چڑھائی کے زمانے مین اِس قسم کی کچھ بھی تدبیر نہین ہوئی تھی؛ بارہی دن کے عرصے مین وہ قلعہ فتح ہوگیا؛ گورنر ممدوح نے خدا کا شکر کرکے اِس فتح کی خوشخبری میر ابو القاسم خان اور ہری پنڈت کے پاس بھیج دی؛ اِسی مابین مین کرنیل اسطوارٹ بہادر کی کوشش سے اوتری درگ کے مفتوح ہو جانے کی خبر آئی جسسے خوشی خاطر عالی کی زیادہ ہوئی؛

سنہ ۱۷۹۲ کے فبروری مہینے کی پانچوین کو جب سپاہ کنپنی کی مدد کے لئے نواب سکندر جاہ ابن نواب آصفجاہ بہادر معہ مشیر الملک وغیرہ کے تشریف لانے کی خبر حضور والا مین پہنچی تو جناب لارڈ صاحب استقبال کے واسطے معہ اپنے مصاحبون اور جنرل مینڈوس بہادر اور کرنیل فلیٹ بہادر کے

نزکت طوادون کے ساتھ سومیسر کے دیول تک جو فوج نصرت م
کے ڈیرے سے ڈیرھ کوس پر ہی رونق افزا ہو کر چشم براہ
سواری نواب سکندر جاہ کی آ پہنچی، ہری پندت تانیا اور نوا
مشیر الملک بہادر نے جو ہاتھی پر سوار تھے شامیانے کے قریب اُتر گو
جنریل بہادر سے مصافحہ کر ایک دوسرے نے آپسمین مزاج کی خیر و عافیہ
پوچھی اتنے مین ہاتھی پر نواب سکندر جاہ بھی شامیانے کے نزدیک آ پہنچ
گورنر ممدوح آگے بڑھ تعظیم کر سواری سے اُنھین اُتارا، بعد اسکے خود بدولت
اور جنریل مینڈوس بہادر نے نواب صاحب سے معانقہ کر شامیانے کے ا
لا بٹھلایا، ایک آدھ گھڑی باہم دوستانہ گفتگو کر کے اُنھین رخصت
ہری پندت تانیا اور نواب مشیر الملک بہادر بھی جناب عالی سے بات چیت
کر روانہ ہوئے، جناب لارڈ صاحب خرم و محظوظ اپنے ڈیرے مین پھر آئے
جنوری کی چھبیسوین کو مقام اکال کوتہ اور پتر ہلّی سے کوچ کر موضع ہلہال درگ
جا پہنچے چنانچہ اخیر تک جنوری مہینے کے وہین مقام رہا اکیسوین تاریخ منگل
دن نواب سکندر جاہ و نواب مشیر الملک و ہری پندت تانیا وغیرہ گو
کے خیمے مین رونق بخش اور محفل شورا کے شریک ہو کر شام کے وقت
رخصت ہوئے، اور فبروری مہینے کی دوسری کو مقام کیر کوڈا اور ہولل
سرکار کی طرف سے تھانہ بیٹھا سر برنگپٹن کو روانہ ہوئے، اور پانچوین کو اتو
کے دن ہروڑ پہاڑ کے پورب جہان سے سر برنگپٹن کے قلعے تک دو کوس
فاصلہ تھا اور بالکل برج اور دیوار اس حصار کی دکھلائی دیتی تھی ایک دن رہ
دشمن کی فوج پر شبخون مارنے کو مستعد ہوئے، یہان چھٹی تاریخ دو پہر
گھڑی کے وقت جناب گورنر جنریل خیمے سے نکل کرسی پر جلوہ افروز ہو

پہلے تو جنریل میڈوس اور کرنیل ہارسن جناب لارڈ صاحب کے دربار مین آکے کچھ سر گوشی کرا پنے لشکر کی طرف چلے گئے، بعد اس کے کرنیل کاکریل اور کپتان ڈول صاحب بھی اسیطرح خفیہ کچھ کہہ سدھارے، الغرض شام تک یہی حال رہا کہ ایک ایک دو دو سردار آتے اور سرگوشی کر چلے جاتے، اُسی زمانے مین گورنر ممدوح نے چیری صاحب کو ارشاد کیا کہ دو شقّے ہری پنڈت تانیا اور نواب اعظم الامرا کے پاس لکھ بھیجا چاہیئے جن مین شبخون کی اطّلاع اور اس کا بھی ذکر رہے کہ مغلی اور مرہٹّی فوجین اپنی جگہ سے جنبش نکرین اور جب تک کیفیت شبخون کی خوب معلوم اور رات تمام نہو جائے ضرور ہی کہ وے اُسی مقام پر جہان قائم ہین جمے ہوئے اپنی اپنی بہیر و بنگاہ کی چوکی اور پہرے سے قرار واقعی چوکس رہین، بعد شبخون کے جیسا ہم اُن کی خدمت مین اطّلاع کرینگے اُسی طور پر عمل کرین، خیر صاحب مخدومی نے تب راقم اوراق کو بلوا کر اُن شقّون کے لکھنے کے واسطے حکم دیا چنانچہ خیر خواہ درگاہ نے دونون رقعے لکھ گورنر جنریل کے ڈیرے کے درمیان جاکر جناب آقا کے ملاحظے مین گذرانا، اُنھون نے دستخط کر گورنر کی نظر انور مین پیش کیا، گورنر بہادر نے دونون رقعے فدوی کے حوالے کر جناب خدایگانی کو کچھ ارشاد فرمایا، تب چیری صاحب نے حسب الامر عالی کے اِس کمترین سے کہا کہ ابھی تم اِن رقعون کو بحفاظت اپنے پاس رکھ چھوڑ و، جب اِدھر سے توپون کی آواز سنّا تو ہرکارون کی معرفت یے رقعے مرہٹے و مغلیہ کی فوج مین بھیج دینا، فدوی نے بموجب حکم کے اُن رقعونکو جان کی طرح عزیز جان کر رکھا، جب جناب لارڈ صاحب اپنے سب رفیقون مصاحبون سمیت جن مین ہر ایک بہادر میدان جنگ کا شیر اور فنون حرب و ضرب مین ماہر و دلیر تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور

لشکرگاہ سے آگے بڑھے تو پلٹنین موافق ارشاد والا کے تین تولی ہو کھڑی ہوئین، جناب صاحب کلان نے جنریل میڈوس بہادر کو پہلی تولی کے ساتھ اعد کے مورچے پر عیدگاہ کی طرف مقابلے کے لیئے تعین کیا اور دوسری کو واسطے مقابلہ ٹیپو سلطان کے خاص مورچے لعل باغ کی جانب اپنے جلو مین رکھا تیسری مین کرنیل مکسول بہادر کو سرغنہ بنا کے کریکٹ کے مورچے کی طرف متعین کیا، چنانچہ ہر ایک یے تینون سردار اپنے اپنے رستے چڑھ دوڑے اور سلطانی فوج کے چوربھرے والے شب گرد سوارون تک جو لشکر کے چارون طرف برنگ شعلہ جوالا ہاتھون مین بان لیئے پھر رہے تھے پہنچکر آگے بڑھے تھے کہ اتنے مین عیدگاہ کی طرف سے پہلے تو اُن سوارون نے کتنے بان داغے، اسی عرصے مین لال باغ کی جانب سے بھی دستے دستے بان کے بجلی کی طرح درخشان عالم ہوا مین سر کیئے گئے، پل بھر مین کریکٹ کی طرف سے بھی بان کی بہ بارین اڑائی گئین کہ دھوان اُسکا بام گردون تک چھا گیا، بلا تکلف عیدگاہ کے مورچے سے لیکر کریکٹ کے دامنے تک کہ ڈیڑھ کوس سے سوا ہوگا بانون کی کثرت سے شب برات کا عالم نمودار تھا، لیکن سلطانی سپاہیون سے سوائے رادروی کے اور کوئی امر وقوع مین نہین آیا، آخرکار باندار جب بان مار مار تھکے، تب اُنھون نے فرار اختیار کر اپنے لشکر اور مورچے کے لوگون کو انگریزی پلٹن کی تاخت کی خبر جا سنائی، جسکے سنتے ہی سلطانی سردارون نے جو اُشوفت سپاہیون کی تنخواہ تقسیم کر رہے تھے چوکنے ہو کرنے تماشے توپین مارنی شروع کین، چنانچہ لعل باغ کی عیدگاہ کے مورچے سے کریکٹ پہاڑ کے دامنے تک توپون اور بندوقون کا گولا گولی اور بان کی ایسی تابڑتوڑ بوچھاڑ اور بارش ہو رہی تھی کہ ادھر کے بہادرون کو کھیت اُترنے کی فرصت بھی نہین ملتی تھی، و لیکن گورنر ممدوح نے

بکمال بزدلی سے بے خوف حریف کا مورچا لے لینے کا قصد کر حکم دیا کہ جب غنیم کے لشکر سے نرغے کی نوبت پہنچے اُن مین سے جو کوئی سوار جرأت کر کے اسطرف آگے برھے تو ترنت اُسے قتل کیا چاہیئے، قصہ کوتاہ گورنر نے اسی تدبیر و منصوبے سے کاویری ندی کے پار متصل سیکا کائی کی باتر کے جو ایک طرح کا کتیبا جھار ہی جسکے گھنے جنگل مین کسی نوع کا چارپایہ گذر نہین سکتا، (اور سلطان موصوف نے مورچہ بنوانے کے وقت احتیاط کی راہ سے تا اُس مورچے پر تاخت کرنے کی راہ بند ہو جاے اُس ٹتی کے پاس ایک بڑی گہری کھائی کھدوا اُس مین دریا سے نہر کتوا پانی بھر رکھا تھا اور اُسکے سامھنے مورچا بنا اُسپر توپین چڑھا بذات خود امورات جنگ کا انتظام کرنام اُسکا سلطان ہتیری اور اسنے کام اُسکا اپنے ذمے رکھا تھا) پہنچکر کئی جگہہ سے اُس باتر کو کتوا فوج سمیت اُسی کٹھن جنگل خاردار کے رستے ویسی کھائی پار ہو توپون اور بندوقون کے سر کرنے کا حکم فرمایا،

بیت

ہوئی جبکے طیار مردون کی صف
مبارز نکلنے لگے ہر طرف

فوج کے سرداروں نے بھی حکم پاکر کتنی توپین داغین، تب تو دونون طرف سے آگ کشت و خون کی ایسی مشتعل ہوئی کہ پلٹن کے بہت سے سپاہی اُس گرمی کارزار مین مقتول دکھائی ہوئے، فوج کا کپطان برسر میدان مورچے کے گولے سے مارا پڑا جیبری صاحب بہادر کپطان کا یہ حال دیکھ جوش شجاعت سے آپ اُسکی جگہہ پر جا کھڑے ہوئے اور جبتک دوسرا سردار اُس عہدے پر مقرر نہوا بڑی دلیری سے اُس کام کے انجام کرنے مین سرگرم رہے، اُدھر کربکات کی طرف سے کرنیل گمسول بہادر بھی غنیم کا مورچہ اپنے دخل مین لاکر

شہر گنجام کے قریب آپڑا، اور ادھر عیدگاہ کے مورچے والون نے بھی شکست کھائی لیکن جنرل میڈوس بہادر مورچے کے مسخر ہونے کے بعد، رستا بھول کر گورنر کی تائید کو پہنچ نسکا، جناب گورنر نے جو سپاہ منصور کے جمع ہو جانے کی صورت مین کچھ اور منصوبہ ٹھان رکھا تھا، بہ سبب اُسکے حاصل نہونے کے اندیشہ شکستہ خاطر ہو اپنے ساتھ ہی کے سپاہیون سے حملہ کر لال باغ کا مورچہ لینے بعد قلعے کا عزم کیا تھا کرنیل ماسول بھی گنجام مفتوح کر گورنر ممدوح کے جلو کی پلٹن مین آملا، اُس شہر کے لوٹ سے بیحساب اسباب اور لال باغ کے مورچے سے پچھتر ضرب بڑی بڑی توپین سپاہ انگریز کے ہاتھ آئین،

بیت

بہت ہاتھ سپہ کے لگا ہاتھ زر

تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر

اب ملے دونون فوج گورنر و کرنیل کی اکٹھی ہو قلعہ ڈھا گرانے کے ارادے چلین چونکہ ہزیمت خوردون نے قلعے مین آپناہ لیا تھا بھور ہوتے ہی اُنہین سے ایک جم غفیر کے جمگھٹ نے اُقتلوا الکفار پکارتے تلوارین کھینچ کھینچ فوج انگریزی پر آکر ایسا قتل و خون کا ہنگامہ برپا کیا جسکا بیان نہین ہوسکتا، اور قلعے پر سے خود سلطان بھی توپ و تفنگ اندازی کی اہتمام مین سرگرم ہو توپین سرکرواتا تھا،

بیت

برستے تھے وان گولے یون بیشمار

پڑین جیسے اُولے بفصل بہار

یہان تک کہ سلطانیون کے غلبے اور دستبرد کے سبب انگریزی بہادرون کے آگے بڑھنے کی راہ ماری گئی، بناچار دھڑے پچھلے پیرون رجعت کر مورچے مین پھر آئے،

تب لارڈ صاحب نے اس نظر سے کہ ساری فوج رات بھر کی راہ روی اور میدان کی سختی و اذیت کی جہت سے تھک کر چور ہو رہی ہی، اسواسطے سپاہیونکے ضائع ہونے کو مقتضای وقت نجان کر، لال باغ کے مورچے مین گورون کی ایک پلٹن رکھ وہان سے مراجعت کر دریا پار ایک کوس تفاوت جا مقام کیا، اسی طرح کرنیل مکسول بہادر جب گنجام تک لڑتا بھڑتا آ پہنچا تو اُسینے بھی شہرپناہ کے دروازے پر کتنے سپاہی تعینات کر اپنے ساتھیون سمیت پھر کر گھاٹ کی دیول کے متصل ڈیرا ڈالا، سپاہ سلطانی نے اُس پلٹن کے نکالنے اور لال باغ کا مورچا لینے کو حملے پر حملہ کیا پر کچھ پیش رفت نہوا اور اُن لوگون نے گنجام کے پھیر لینے کو بھی اُسکی شہرپناہ کی طرف ہجوم کر حرب کے اقسام طرح کے حیلے کیئے پر کچھ نہ بن پڑا، دو پہر تک جنگ کر قلعے کو پھر گیئے، اُسکے دوسرے دن سلطان عالیجاہ نے ایک نامہ محبت انجام اور آشتی کا پیام انگریزون کے پاس بھیج کر اپنی فوج کے سردارونکے ساتھ یہ صلاح ٹھہرائی کہ کاٹھ البتہ جنریل ابرکرنبی بہادر اور پرسرام بہادر کے لشکر کے ساتھ لڑ بھڑ کر اُس محاصرے کو دفع کیا چاہیئے چنانچہ اسی منصوبے پر کال سپاہیون نے تڑکے ہی چیری صاحب بہادر اور بھاؤ صاحب کی سپاہ پر توپ کر ایسی سعی و کوشش نمایان کی کہ پہلے ہی حملے مین جنریل مذکور کی پلٹن پر غلبہ کر لشکر کو اُسکے پڑاو کی جگہہ سے ہٹا دیا، تب لشکر انگریز کا وہانسے ڈیڑھ کوس پیچھے ہٹ کر ایک نالے کے کنارے آ اُترا مگر سلطانی سپاہ سے خطا یہ واقع ہوئی کہ کچھ بھی استحکام اُس مقام کا نکر کے فقط تھوڑے سے سوار اور پیدل کا جماؤ وہان رکھ شام ہوتے ہی قلعے مین داخل ہو گئی،

بیت

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گئے قلعے کو سارے جنگ آوران

ادھر سے بہادران انگریز اُن کے جاتے ہی اُس موضع کے قریب پہنچ کر غفلت
کا وقت تاک اُن اجل گرفتون پر جو وہان کی پاسبانی مین مقرر ہوئے تے
یہانتک شلکین مار بن کر اکثر تو زخمی ہو خاک پر لوٹتے رہے اور بعضے قلعے کی جانب
بھاگ نکلے ، سپاہ انگریز نے اُس مقام پر قیام کر اسکا ایسا استحکام کیا
صبح کو سلطان ممدوح کے جوان بہتیرا سر پٹتک رہے کچھ نہوسکا جناب گورنر
بہادر نے دو دن کے بعد جواب سلطان کے مکتوب کا دوستی کے اسلوب پر
لکھکر روانہ کیا ، اِس اثنا مین سلطانی سپاہ تین دن تک جیری صاحب کی
فوج سے لڑکر آخر قلعہ گیر ہوئی ادھر لال باغ کی طرف فوج انگریز بہادر نے مورچہ
بنانے کے لیئے سرو وشمشاد کے درخت کاٹ اُن کی جڑ اور ڈال پال سے دمدمے
بنا بڑی بڑی تین توپ اُن پر لگا صبح ہوتے ہی قلعے کی طرف سر کیا چنانچہ ایک گولا
تو سلطان موصوف کے محلسرا اور دوسرا مسجد کے صحن مین اور تیسرا نشان
کے برج پر جہان خود بدولت سلطان بھی کھڑے تھا جا گرا ، اُسی شب کو سلطان
نے کیا صلاح و مشورت کی کسی کو معلوم نہین پر جب رات آخر ہوئی
سلطان نے ایک نامہ ہری پنڈت تانیا اور گورنر جنرل کے نام سے ،
جواب مین خط محبت نمط کے مدامی میل ملاپ کے واسطے اور معتمد لوگوںکے
بھیجنے کے باب مین لکھ سردار ہرکارے کی معرفت ہری پنڈت تانیا کے لشکر مین
بھیج دیا ، ہرکارہ وہان پہنچ اپنا کام انجام کر پھر آیا اور تمام مراتب خلوت مین سلطان
ممدوح سے عرض کیا ، سلطان نے پھر اُسی وقت دو خط نواب مشیر الملک

اور پندت مذکور کے نام پر متضمن اس مضمون کے کہ اپنے اور تینون سرکارون
کے درمیان آشتی دایمی رہے ارقام فرمار وانہ کیا ہری پندت خط پانے ہی
رات کو مشیر الملک کے ڈیرے مین گیا اور دونون نے باہم صلاح مشورت
کر صورت مصالحے کی اس ڈول پر کہ گورنر جنرل بہادر کے نزدیک مقبول ہو
ٹھہرا صبح کے وقت میر عالم بہادر اور بجاجی پندت کو گورنر کی خدمت مین
استمزاج کے لیئے بھیجا تب جناب جیری صاحب بہادر قایم جنگ نے
سلطان کے پیغام کی بایستگی و شایستگی کو اس فصاحت و خوبی سے محل
عرض مین جلوہ دیا کہ گورنر کو خواہی نخواہی اُسکا ماننا پڑا مگر چونکہ اس
جنگ مین مبالغ خطیر سرکار کنپنی کے خرچ ہوئے تھے اسکے تدارک
کے لیئے زبان مبارک سے کچھ کنایتہ ارشاد فرمایا اُن دونون پرکار وکیلون
نے جب یہہ حال دریافت کیا تو تمہید سررشتۂ سخن کی بوجہ احسن کرکے
اس انداز سے سلطان کے ذمے تینون سرکارون کے خسارے ونقصان کے
بدلے کچھ روپیہ لازم الادا ٹھہرایا کہ سلطان کی رضامندی اور اُن سرکارون کی
کفایت وبہبودی کا باعث ہو چنانچہ گورنر صاحب نے شرحوار اُن مراتب
اور سلطان موصوف کے خط کے مطالب دریافت کر اقبال صلح کو صلاح و
فلاح جان سلطانی معتمدون کے آنے کی پروانگی دی جب وے عیدگاہ مین آکر وارد
ہوئے تب گورنر بہادر نے سلطان کے دلی ارادے کے معلوم کرنے کے
واسطے یہہ تجویز کی کہ اب چاہیئے کہ تینون سرکار سے معتمد لوگ جاکر اُنکا
پیغام سن کے عرض کرین چنانچہ سرکار کنپنی کی جانب سے اس مطلب کا
سوال جواب پیر خان کنبو دلاور جنگ بہادر کی وکالت پر متعلق ہوا
اور فبروری مہینے کی چودھوین کو اور سرکار کی سرکارون سے بھی وکلا

حاضر ہو کر سلطان ممدوح کے فرستادون کے بلانے کو ہرکارے بھیجے چنانچہ وکلاے سلطان ڈیرے مین پیرخان دلاور جنگ کے تشریف لائے، تب خود دلاور جنگ و میر عالم بہادر اور بجاجی پنڈت نے جلوخانے کے صحن تک استقبال کو جاکر انھین بڑی تپاک و توقیر سے ہاتھ پکڑ خیمے کے اندر لیجا مسند پہ بٹھلایا سلطانی معتمدون کے درمیان سید غلام علی خان ایک شخص برازی رتبہ و عالی خاندان تھا جو زمان سابق مین سلطان کی طرف سے سلطان روم کی سفارت کو بڑی دانشمندی سے بجالایا جب وہ راہ مین جہاز پر بہ سبب تشنج کی بیماری کے چلنے پھرنے سے مجبور ہو گیا تب اُسنے اپنی چالاکی و ذوفنونی سے سونے کی ایک چوکی بنوایا جسپر بیٹھکر سلطان روم کی بارگاہ مین پایۂ تخت تک پہنچ مُجرا حاصل کیا اور کمال زبان آوری اور فصیح البیانی سے اپنے موکل کی نیکنامی و قدردانی کو حضور اقدس مین کرسی نشین کر ایک فرمان مرحمت نشان سلطان ممدوح کے نام کا دستیاب کرلا پہنچایا، اِس تقریب سے خان معزالیہ سلطان کے نزدیک درجے اور تقرب مین بہ نسبت اور امیرون کے زیادہ محترم و معتمد ہوا تھا لہذا اِن دونون سلطان نے اُسی کو صلح کے بند و بست اور اِس بڑے کام کے انجام کرنے کے قابل جان کر علی رضا خطیب کو کہ وہ بھی ہر ایک قسم کے معاملے خصوصاً ایلچی گری مین نہایت سلیقہ رکھتا تھا خان مذکور کے ہمراہ اپنا سفیر کر بھیجا، چنانچہ خان موصوف اُسی عذر لنگ کے بہانے مسند پر پانو پھیلا بیٹھا اور ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا، حضار محفل نے اُسکی طلاقت اور بلاغت سے سکتے کی حالت مین آ عش عش کیا اور بعد اِسکے کہ ہر طرف سے بہت سی گفت وشنود درمیان آئی اور باہم دارون مدارون کے وکیلون مین انواع طرح کی رد وبدل ہوئی، معاملہ صلح تین

کرور کی تحصیل کا ملک سلطان کے ممالک محروسہ سے چھوڑ دینے اور نقد تین کروڑ روپیہ بعوض اُن اخراجات کے جو مشارک سرکارون کی افواج کشی مین خرچ ہوا تھا ادا کرنے پر ان شرطون سے فیصل ہوا کہ طرفین کے جتنے آدمی پاس لڑائی کی ابتدا سے اسیر ہوئے ہین اور بھی وے لوگ جو نواب مغفور حیدر علی خان بہادر کے زمانے سے قید ہین خلاص کیئے جائین اور زر مصالحہ نصف سر دست، اور نصف موافق میعاد کے ادا کیا جاے اور ممالک مقبوضہ کے دخل پانے اور صلح کے باقی روپیہ قسطبندی کے موافق ادا ہونے تک دو شاہزادے والاگہر سرکار کنپنی کے لشکر مین تشریف رکھین، الغصہ اسی قول قرار پر وے دونون معتمد بنیاد آشتی کو محکم کر عہد و پیمان کی مجمل شرطون سے ایک صلحنامہ لکھ سلطان کے حضور مین گئے تا جمیع مراتب عرض کرین اور پھر کاغذات ضمیمت اُن محالون کے کاغذات ضمیمت حاضر ہون تا حصہ بخرا ملک کا برابر کیا جاے اور تا وقتیکہ یہ تقسیم وقوع مین آے مصالحے کے نصف روپیہ بھی تین چار دن کے عرصے مین داخل کر دیئے جائین اور بتفصیل عہد نامہ لکھ دینے کی طیاری کی جاے، اور جب عہد نامہ طرفین کی مہر و دستخط سے مزین ہو کر ایک دوسرے کو دیا جائیگا چاہیئے کہ دونون شہزادے بھی سرکار کے لشکر مین رونق افزا ہون، خیر بعد جانے اُن دو معتمدون کے دلاور جنگ حضور مین گورنر جنرل کے حاضر ہو کر جواب و سوال کا شمہ وار احوال گزارش کر کے اپنے ڈیرے کو سدھارا، دوسرے دن گورنر نے تڑکے ہی مستر چیری صاحب بہادر کو حکم دیا کہ تم بھی منشی ضمیمت تقرر مصالحے کی محفل مین حاضر رہکر ہوشیاری سے طرف ثانی کے وکیلون کے روبرو دوستی کے قول قرار کو لکھوانا، چنانچہ آقاے ممدوح نے

فدوی کو بلوا کر فرمایا کہ ہم دلاور جنگ کے ڈیرے مین جاتے ہین تم بھی چلو، تب فدوی حسب الحکم وہان حاضر ہو کر کاغذات ملکی کی تفصیل اور تینون حصّو کے متعلق موضعون کی تحصیل کے لکھنے مین سرگرم ہوا، اور سلطان کے وکیلون نے تینون برابر حصّون کا خاکا بموجب ضابطے دفتر کے طیّار جناب خدایگانی کے ذریعے سے حضور مین گورنر جنریل کے پیش کیا، گو ممدوح نے اُسے ملاحظہ اور مہر و دستخط کر فبروری مہینے کی چوبیسو تاریخ کو لڑائی موقوف کرنے کے باب مین حکم صادر کیا اور چھبیسوین جب وے دونون معتمد بموجب قول قرار اُس عہدنامے کے شاہزا سلطان عبدالخالق اور سلطان معزّالدین کو سوار و پیدل وغیرہ کا غو ہمراہ لیئے بڑے بڑے فلک شکوہ ہاتھیون پر جن کے اوپر سنہری عماریا مرصع کار بندھی اور مغرق کارچوبی جھولین پڑی تھین چڑھائے نہایت حشم و دبدبے کے ساتھ قلعے سے لیئے آتے تھے یہہ خبر سنکر دریا کے کنارے تک اُ استقبال کے واسطے مستر چیری صاحب بہادر اور دلاور جنگ اور چند مصاحب کو بھیج اُسکے پیچھے ایک عمدہ گاڑی حضور سے روانہ کیا اور یہان حسب الحک رستے کے دونون طرف گورون کی پلٹن اور ترک سوار ونکے رسالے پرا باندھ کھڑے ہوئے خیمے کے اندر فرش فروش اور ستھری چاندنیان جن پر سنہر کرسیان لگائی گئین تھین بچھائی گئین، اور گورنر خود بدولت و اقبال بھی انتظار رہتا کہ اس مابین مین جنریل میڈوس بہادر نے وہان آکر گورنر سے کیا کیا باتیں کہین کوئی معلوم نکر سکا لیکن جنریل مذکور کچھ غصّے مین ہو نتھہ کاٹتا ہوا نکلا اور اپنے ڈیرے مین جا پستول بھر کر اپنے پیٹ پر مارا، پر خیریت گذری کہ گولی اُسکا بائین پسلی سے تھوڑا سا پوست خراش کر نکل گئی اور وہ بیہوش ہو کر پڑا

گورنر اُس کی اِس ناد انی کی حرکت سے رنجیدہ خاطر ہو لاچار ظاہرداری کی راہ سے جبراً قہراً ڈاکٹر لیٹ اور کپتان مارٹن کو جنرل مذکور کی تیمارداری کے لیئے بھیج آپ شاہزادون کے تشریف لانے کا منتظر رہا ' جب اُنکی سواری دریا کے اِس پار آئی تو دلاور جنگ اور چیری صاحب وغیرہ استقبال کو اُنکی جلو مین پہنچے اور ہمراہ ہو خیمے تک لے آئے شاہزادون کے پہنچتے ہی اُن سب سپاہیون نے سلامی کے قواعد سے بندوقین زمین پر رکھ پھر جلدی سے اُٹھا بار ٘ین داغین اور سلامی کی توپین بھی سر ہوین شاہزادے کہ ابھی باغ سلطنت کے نونہال تھے یہ حال دیکھ سہم گیئے ' میر علی رضا خان وکیل جو خواصی مین بیٹھا تھا اُنھین تسلّی دے کر ہاتھیون کو خیمے کے پاس لا بیٹھایا پھر دوبارہ توپین دغین تب گورنر نے آگے بڑھ دونون شہزادون کو ہاتھی پر سے ہاتھ پکڑ اُتارا اور معانقہ کر خیمے مین لیجا اپنے دہنے بائین کرسیون پر بٹھلا بڑی محبت و مرحمت سے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی ' تب سیّد غلام علی خان اور میر علی رضا خان نے عرض کیا کہ خانطان نے حضور کا لطف و احسان سن اِن دو فرزند ارجمند کو سایۂ مرحمت مین تربیت کے لیئے حوالے کیا ہی ' آپ اِن کے حال پر باپ سے زیادہ اشفاق بزرگانہ مبذول فرمائیگا ' اتنا کہہ کے علی رضا خان نے اُٹھکر دونون شہزادون کو دست بدست گورنر بہادر کے سپرد کیا ' لارڈ صاحب نے اُن کے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھ فرمایا ' چشم ما روشن ہماری عین خوشی ہی کہ اللہ تعالی ہمیشہ اِنھین خرّم و کامیاب رکھے '

بیت

رہے اُنکے اقبال و دولت قرین
نگہبان رہے اُنکا جان آفرین

لے ہمارے نینون کے تارے اور ہمارے فرزند سے زیادہ محبوب و پیارے ہین ؛
اور عزّت و حرمت مین بزرگون سے زاید ؛ ہم سے حتی المقدور انکی خدمت گزاری
اور خاطرداری مین قصور نہین ہونے کا ؛ تم لوگ ہماری طرف سے اچھی طرح ان
مراتب کو سلطان موصوف کے خاطرنشین کرو ؛ الغرض ایک ساعت تک ایسے
ایسے تسلّی آمیز کلمے ارشاد کرکے عطر پان کی تواضع کر رخصت فرمایا ؛ جب
شاہزادے وہان سے برخاست ہوکر چلے تو سلامی کی توپین پھر چلین بعد اسکے
وے بسعادت و اقبال اپنے خیمے مین جو اُنکے واسطے کھڑا کیا گیا تھا داخل ہوئے ؛ لارڈ
صاحب اُسکی صبح کو شاہزادون کے خیمے مین ملاقات کو تشریف لیگئے ؛ اُنکے پیچھے
میر عالم بہادر اور سماجی پنڈت بھی وہان حاضر ہوئے دو پہر تک نشست رہی جب
لارڈ صاحب اپنے ڈیرے کو آنے لگے تو سر برنگپٹن کے قلعے پر سے خوشی کی باڑین
داغین ؛ دوسرے دن نواب مشیر الملک شاہزادون کے حضور مین حاضر ہوکر
اُنھین نواب سکندر جاہ بہادر کے ڈیرے مین ملاقات کے لئے لیگیا ؛ چنانچہ نواب
موصوف بعد استقبال کے کمال تکریم و توقیر سے معانقہ کر اپنی مسند پر بٹھا انواع
طرح سے اُنکے ساتھ پیار اخلاص کی باتین کین اور رخصت کے وقت شاہزادون کو
جواہر کے خوان اور سترہ پارچے کا خلعت معہ سپر و شمشیر و اسپ و فیل اور سنہری
عماری ہرایک کو پیشکش دیا اور اُن دونون متنفد کو چھہ پارچے کا خلعت معہ جیغہ و
سرپیچ اور سلک مروارید وغیرہ تواضع کیا تب نواب مشیر الملک بہادر نے
اُنکو اپنے ڈیرے مین لیجا کر خلعت و جواہر کے خوان اور اسپ و فیل اپنی طرف سے
نذر دے رخصت کیا ؛ شاہزادے اُدھر سے پھرتے وقت نائب صاحب کے
ڈیرے مین تشریف لیگئے وہان بھی ایک لحظہ بیٹھ بیش قیمت خلعت اور
جواہر کے ہوئے لے اپنے خیمے مین داخل ہوئے ؛ ہنوز عہد نامہ سلطان کی طرف سے

ہر و دستخط ہو کر امیران ہمعہد کی سرکارون مین داخل نہین ہوا تھا کہ تینون
سرکارون کے حصّون کی سرحد ٹھہرانے مین سلطانی اہلکارون کے ساتھ کچھ
باحثہ درمیان مین آیا (میر صادق ملعون کی غمّازی اور بد صلاحی کی سبب سے)
لطان نے اِس منظار سے برہم ہو کر اگرچہ شہزادون کو بخوشی و
ضامندی عہد نامہ اوّل کی شرطون سے سرکار کنپنی کی مرحمت کے اعتماد پر
ردٌ صاحب بہادر کی حفاظت مین سونپا تھا، خشم و تندی کی راہ سے عہد محبّت
و توڑ سرکاری فوج پر شبخون کے ارادے سوار ان خونخوار کا دستہ تعینات
ا، اِن سوارون نے چونکہ ہرو ڑ پہاڑ کے پیچھے سے بڑی مسافت طی کر
نواح سرکار کی پشت پر شبخون مارنے کا قصد کیا اور بسبب فاصلے کے بروقت
رل مقصود کو نہ پہنچ صبح ہوتے ہونے ایکا ایکی جو قت کہ اِدھر کے لشکر
لے صلح کے خیال اور بھی اِس نظر سے کہ شاہزادے قابو مین انگریز
در کے آچکے ہین چوکی پہرے سے غافل تھے سرکاری توپخانے پر توڑ زد و ضرب
دی، تو بھی توپخانے کے سردار نے گھوڑون کے سم کی آہٹ پاکر بڑی
لاکی سے اُن سوارون پر کئی توپ جو پہلے سے بھر کر طیار رکھا تھا سر کیا جن سے
بب بیس سوارونکے گھوڑون سمیت کھیت آئے، یہہ ماجرا دیکھ باقی سوار
ین موڑ بھاگ نکلے، لارڈ صاحب نے اِس خبر سے تعجّب کر شاہزادون کا
قلب لشکر مین لانے کے واسطے گورے سپاہیون کی پلٹنین تعینات
ن اور اُنکے سردارون کو حکم دیا کہ شاہزادون کو پالکیون مین بٹھلا بڑی
داری سے لاکر رکھو، تب اُن سردارون نے حکم بموجب معہ پلٹن شاہزادون کے
رے کے نزدیک جا اُسے گھیر لیا اور شاہزادون کو پالکی پر بڑی نگہبانی اور
گیری سے فوج نصرت موج کے درمیان خیمے مین لاکر اُنکے گرد بگرد

چوکی پہرا کھڑا کردیا اور مورچے کی طیاری کو بھی حکم دیا گیا، الغرض کئی دن تک یہہ مجہلہ مچارہا، آخر ہری پنڈت نانا بہادر کے حسن تدبیر کے سبب طرفین سے یہہ قضیہ فیصل ہوا، اور مارچ مہینے کی اُنیسوین تاریخ عہد نامہ سلطان کی مہر دستخط ہو کر شاہزادون کے پاس پہنچا، تب اُنھون نے گورنر کی خدمت مین جا کر بہت معذرت کرکے اُس عہدنامے کو گذرانا، لارڈ صاحب نے سروقد اُٹھکر بڑے شاہزادے سلطان عبدالخالق کے ہاتھ سے عہدنامہ لے دست بسر ہو سلامی کی توپین سر کرنے کو حکم دیا، بعد اسکے شاہزادے سب رخصت ہو کر اپنے خیمے کو گئے، اُسی دن دو پہر دو گھڑی کے وقت گورنر کی ضیافت کے طور پر الوان و اقسام طعام کے خوان سلطان عالیشان کے بھیجے ہوئے محمد علی چوبدار کی معرفت پہنچے، لارڈ صاحب نے خوشی دل سے ضیافت قبول کرچوبدار کو ایک دو شالہ اور نقد دوسو روپیے انعام دیا اور اُن الوان نعمت مین سے کچھ فوج کے سردارون پر تقسیم کروا باقی کھانا خاص باورچیخانے مین لیجانے اور کھانے کے وقت میز پر لانے کو فرمایا، چوبدار مذکور دو پہر رات تک راقم اوراق کے ڈیرے مین تھا بعد اسکے لارڈ صاحب، سرکار کمپنی کے عہدنامے پر اپنی مہر و دستخط کر پہلے دلاور جنگ کے ڈیرے کو تشریف فرما ہوئے، ایک گھڑی وہان بیٹھ میر عالم بہادر اور بجاجی پنڈت کو پیشتر شہزادون کو خبر کرنے کے لیئے بھیج آپ بعد ایک لحظے کے پاپیادہ اُنکے ڈیرے مین تشریف لے گئے، شہزادے استقبال کر گورنر بہادر کو خیمے کے اندر لائے اور گفت و شنود دلپسند سے لوازم اتحاد و دوستی بجا لائے، بندۂ درگاہ بھی عہدنامہ ہاتھ مین لیئے وہان حاضر تھا لارڈ صاحب نے فدوی سے وہ عہدنامہ لے شہزادۂ کلان سلطان عبدالخالق کے ہاتھ مین دے مبارکبادیان دین،

ے آپس مین یہان نہایت خوشی و خرّمی کے ساتھ بیٹھے ہی تھے کہ گورنر کے تشریف
نے اور شاہزادونکو عہد نامہ دینے کی تقریب پر سریرنگپٹن کے قلعے پر سے تہنیت کی
پین چلنے لگین لارڈ صاحب ان شلکون کو سنکر کچھ متردّد ہوئے تب سیّد
ام علی خان بہادر نے عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے کی جہت سے خوشی کی
پین قلعے پر سر ہوتی ہین لارڈ صاحب اس حال سے مطّلع ہو مراتب شکر و سلام ادا کر
شی خوشی شاہزادونکے ساتھ معانقہ کرنے کے بعد وہانسے اپنے ڈیرے کو تشریف
ئے اُسی دن سے سب کے دل کو یقین ہو گیا کہ الحمد اللہ و اہب بے منّت نے خلق اللہ
کے حال پر رحم کیا کہ وے اس رات دن کے دغدغے اور کھٹکے سے چھوٹے
ج کی چھبیسوین تاریخ سنہ ١٧٩٢ مین زر مصالحہ اقرار کے موافق سلطان کی
ف سے تینون سرکار مین داخل کر دیئے گئے جو انواع طرح کے ہون کاس فلم
ی وغیرہ (سونے چاندی کے بنے ہوئے) اکثر ناقص عیار تھے اور سوائے سریرنگپٹن
ر اُسکی اطراف کے اور کہین اُن کا رواج نتھا اس لئے صرّافون نے اُنکے
ھنے سے حیران ہو کر عرض کیا کہ ایسے سکّون کے لینے مین سرکار کا بڑا
صان ہی مگر حیدری اشرفیون اور اُس مغفور کے نام کے کاس
اور روپی سب کے سب کا طلا نقرہ دونون کھرا ہی اور اُن کا وزن بھی
ناپٹن حیدرآباد پونان وغیرہ کے ہون و روپی فلم و کاس سے کئی ماشہ
جو زیادہ ہی اُنکا لینا بازار کے بھاو سے کہ ہون پیچھے سکّہ ساڑھے چار روپی
مضائقہ نہین اور کم وزن سکّون کو گلا کر جس قدر اُن مین سے خالص
نا چاندی نکلے اُس کا حساب کیا چاہیئے لارڈ صاحب نے اس بات پر راضی
کر سلطان کے معتمدون کو شر حوار حالات کہلا بھیجا تب اُن لوگون نے
س امر کا اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالی ہم لوگ سلطان کے حضور مین نمونہ ہر ایک

رقم سکّے کے روپے چاندی کا جو گلانے کے بعد معلوم ہو گا کہ اُنکے وزن مین کس قدر کمی ہی معہ اُسکی فرد کیفیت کے بھیج جواب منگا کر یہہ بکھیڑا بھی مٹا دینگے، القصہ ایک ہفتے مین سرکاری صرّافون کی جنچائی کے موافق طرفین سے نزاع رفع ہو گئی اور خسارے کے بدلے زرخالص کئی اونٹ پر بار ہو کر سرکار کمپنی کے خزانے مین آداخل ہوا، رسید اُس کی گورنر کی مُہر و دستخط سے سلطان کے حضور مین بھیج دی گئی اور دوسری سرکارون سے بھی رسید بن مُہر و دستخط ہو کر داخل سررشتہ ہوئین، اُس کی صبح کو اُس مقام سے فوج انگریزی کے کوچ کا دن ٹھہرا، سلطان نے و فور دوستی و یکجہتی کی راہ سے لارڈ صاحب کی ضیافت کے طور پر پانسی اکاون بڑی دیگین الوان و اقسام طعام کی اور آٹھ سو نوّے پتیلے قلیے و قورمے وغیرہ کے، علاوہ اِسکے سات سو خوان مٹھائی حلوا لوزیات وغیرہ اور پھول کی طلائی جواہرنگار کنٹی چنگیر بان محمد علی چوبدار اور غلام قادر خانسامان کی معرفت معہ ایک نیاز نامہ مشتمل اِس مضمون پر کہ باعتماد محبّت و اتّحاد یہہ ہدیۂ محقّر بھیجا گیا ہی گورنر موصوف نے ضیافت شاہی کا سامان و لوازمہ دیکھ بڑی خوشی و نشاط سے کچھ کچھ تناول فرما چارسی روپے نقد و دو جفت شال اور خط کا جواب اُن دونون لانے والون کو دے کر رخصت کر خود بدولت و اقبال شاہزادون سمیت خوشی خوشی ہردر پہاڑ سے دو کوس اِس طرف آکر اقامت کیا، اِس مقام مین قوم انگریز کے وے اسیر جو پیشتر نواب حیدرعلی خان بہادر کی لڑائی بھڑائی کے وقت اور جو لوگ بالفعل ستی منگل وغیرہ کی لڑائیون مین گرفتار ہوئے تھے سب کے سب خراب خستہ گورنر بہادر کی بارگاہ مین آپہنچے، احوال اُن مصیبت زدون کا کیا کہیئے کہ صرف ہڈّی و چمڑا اور رشتۂ حیات ہی کا اُن مین باقی تھا، عندالتحقیق معلوم ہوا کہ سلطان

لکو پا بزنجیر کر مٹی کاٹنے کے کام مین رکھا تھا خیراب لارڈ صاحب نے سلطانی
اسیرون کی رہائی کے واسطے جو قلعۂ بنگلور مین موافق اپنے رتبے کے سرکار
لی سے راتب روزینہ پاتے اور آرام سے رہتے تھے ایک چٹھی نام پر کرنیل کے
اُس قلعے پر متعیّن تھا لکھی تب وے لوگ بھی بموجب امر والا کے مخلصی پا کر
یرنگپٹن کو روانہ ہوئے بعد اسکے سرینگپٹن کے متعلّق قلعجات بنگلور نندی درگ
ڑی وغیرہ چھوڑ دینے کے باب مین اُن حصارون کے متعیّن سردارون کے نام پر
س مضمون کے پروانے صادر ہوئے کہ تم نے جسقدر جنگی سامان کر سلطانی
سردارون کے دخل سے اُن قلعونکے لینے کے وقت اُن مین پایا ہی اور
ڈ سے اس طول ایّام حرب کے جتنا اسباب و آذوقہ وغیرہ اپنی
مد وکوشش سے قلعون مین جمع کیا ہو چاہیے کہ اُن سب کا تعلیقہ کر کے افواج
ہرہ کے وہان پہنچنے کے منتظر رہو تا کہ جب لشکر انگریزی اُن قلعون کی
اح مین پہنچے تو قلعہ سلطان کے کارپردازون کے حوالہ کرنے مین کسی
ح کا خرخشہ باقی نرہے چنانچہ جونہین افواج دریا موج وہان پہنچی تو سرکار
کے سردار حاضر ہو کر تعلیقے کی فرد قلعے کی کنجی معیت سلطانی اہالکارونکے سپرد
کے معہ اپنی جمعیّت لشکر نصرت اثر مین آن ملے اور اسی مضمون
کے انگریزی پروانے بھی جو سلطانی دہات چھوڑ دینے کے باب مین لکھے گئے
تھے اور گورنری مہر و دستخط سے مزیّن تھے سلطان کے معتمدون
سیّد غلام علی خان وغیرہ کے حوالے کئے گئے تب وہان سے کوچ در کوچ
ڑی کے قلعے کی اطراف مین مقام ہوا یہان کے قلعدار نے بھی اُسی وقت کہ
اج منصورہ اُس نواح مین پہنچی اپنی جمعیت معیت ملازمت حاصل کر قلعے کی
ل الوصول اور جنسون کی فہرست جو سلطانی کارگزارون سے لی تھین حضور مین

داخل کین اسی طرح ہسو ڑکا قلعہ ار بھی غلّے اور دوسری جنسون کا ذخیرہ قلعے کی کنجی معیت سلطان کے کار پردازون کو دے اُنسے رسید لیکر لشکر ظفر پیکر مین آملا، تب یہان سے کوچ کر بعد چند روز کے مقام کونکل مین ڈیرا ہوا اپریل کی پانچوین کو لارڈ صاحب اپنے رفقا معیت بموجب ناتیا صاحب کی استدعا کے بڑی خوشی سے اُنکی محفل ضیافت مین کھانے کے شریک ہو کر گرم صحبت ہوئے اور رخصت کے وقت خلعت و جواہر، اسپ و فیل، عطر و پان کی تواضع قبول کرا اپنے ڈیرے مین تشریف لائے، ہری پنڈت ناتیا اپنے ساتھ کے سرداروں معیت اُسی مقام سے رخصت کے لئے گورنر کے خیمے مین آکر طالب رخصت ہوا، تب گورنر بہادر نے بطور رسم ہندوستان کے بیش قیمتی خلعت وجیغہ و سرپیچ اور موتی کا ہار، ڈھال تلوار، ہاتھی گھوڑا جڑاؤ مینا کار ساز معیت، جھلابور مغرّق پالکی وغیرہ تعظیم و تکریم کا لوازمہ ناتیا صاحب اور اُنکی ہمراہی کے سرداروں کو تواضع کر رخصت کیا، اِسکے دوسرے دن مرہٹے کی فوج لشکر ظفر پیکر سے پونان کی جانب روانہ ہوئی، ساتوین کو جب لارڈ صاحب نواب سکندر جاہ کے ڈیرے مین رونق افزا ہو کر خلعت اور جواہر اسپ و فیل پیشکش لیکے وہان سے رخصت ہو آئے، تو نواب سکندر جاہ و اعظم الامرا و سیف الملک و راے رایان و راے شام لعل بہادر گورنر کے خیمے مین رخصت ہونیکو تشریف لائے اِس طرف سے بھی سب آداب و مراسم بترتیب مراتب ادا کئے گئے، بعد اِسکے فریقین ایک دوسرے سے رخصت ہوئے تب لارڈ صاحب وہان سے شاہزادون معیت کوچ و مقام کرتے ہوئے مے مہینے کی سولہوین کو انبور گڑھ کے نزدیک پہنچ اقامت گزین ہوئے، راقم اوراق اُسکی صبح کو اپنے کئی رفیقون معیت

سے اکثر وہین کے رہنے والے تھے قلعہ دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ بانی اس
، کا پانڈؤن کی اولاد سے ایک راجا بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا کر
رناٹک کا تمام ملک باغ ارم کی سرحد سے لیکر سیت بند رامیشر تک
پنے قبضۂ تصرّف مین رکھتا تھا اور چونکہ ملک بالاگھاٹ کا ایک اور بڑا زبردست
اجانایر کی قوم سے پائین گھاٹ کے مسخّر کرنے کا قصد رکھتا تھا اس لیئے نت
ن دونون مین لڑائی بھڑائی مچی رہتی، بناچار کرناٹک کے راجا نے اپنے ملک
کے بچاو کے واسطے وہ قلعہ بنایا تھا حصانت اور متانت اس حصن کی اسی
سے سمجھ لیا چاہیئے کہ اُسکی تعمیر پر قریب ہزار برس کے گذرا پر اُسکے مکانات کا
عالم ہی گویا ابھی بنے ہین کہین مرمّت کی حاجت نہین، اگر مازندران کے
ر روئین کے ساتھ اُسکو تشبیہ دیجیئے تو سزاوار ہی، الحاصل احقر العباد
ن مکانون کی سیر کرتا ہوا قلعے کے اندر جا پہنچا، چونکہ اُستواری و نادرہ کاری
سکے در و دیوار اور عمارتون کے چھتون کی حیز بیان سے باہر ہی ممند خامہ کو
سکی تحریر سے روک مطلب کے میدان مین جولان دیتا ہی یعنے جب لارڈ
حب مے مہینے کی بیسوین تاریخ وہان سے روانہ ہو کر کوچ در کوچ انتیسوین کو
رچینا پٹن مین پہنچ کر امیر باغ کی جانب جو بنایا ہوا نواب والاجاہ بہادر کا ہی چلے
ھر سے نواب والاجاہ اور عمدۃ الامرا بہادر نے بھی جو اپنا حشم خدم لیئے قدوم
نت لزوم کے منتظر تھے، سواری خاص کے وہان پہنچتے ہی استقبال کے واسطے
گورنر بہادر سے مصافحہ و معانقہ کرکے اُس مکان کو زینت بخشا شاہزادون کے
سطے قلعے کے اندر ایک مکان عالیشان مقرّر کیا گیا، لشکر شہر مین داخل ہونے لگا،
ں وقت شہر کے باہر دو قطار چھوٹے بڑے خاص و عام تماشائیون کی بھیڑ
ڑ اور اُنکا رنگ برنگ کا لباس، طرح بطرح کا ساز و اسباب عجب عالم

دکھلاتا تھا، اہل سواری ستھرے ستھرے گھوڑون پر سنہری زین باندھے
ہتھیار لگائے ادھر اُدھر جلوہ گر اور پالکی نشین بڑی بڑی طیاری سے بطور
استقبال کے جدھر تدھر رواں، مستورات بھی مارے اشتیاق کے
چھتون پر اور دیوارون کے سوراخ سے اِس مشیّت الٰہی کی نظارہ بازی مین
مصروف کہ سبحان اللہ کیا اسکی شان ہی جسنے اپنے بندگان مخلص کو اسطرح
فیروزی و ظفر کے ساتھ قحط و حرب کی بلا سے بچا پھر بخیر و عافیت اس
ملک مین لایا، گویا جان تن مین اور روح جسم مین آئی، بازار مین ہر ایک
پیشے کے دوکاندار دورستہ دوکانین ہر قسم کی اجناس و اشیا کی لگائے،
خریدار مول تول کر رہے تھے، ناظرین اور تماشائیونکا یہہ تھٹ لگا تھا کہ لوگون کو دیدار
فرحت آثار اُن یوسفان دیار ہجرت و غربت و عزیزان مصر عزّت و رتبت
یعنے شہزادگان عالی تبار کی کہ ہمراہ لشکر نصرت اثر کے تھے کم نصیب ہوئی،
القصہ شاہزادے بصحت و کامرانی چیناپٹن کے قلعے مین داخل ہوئے سلامی کی شلکین
دغین، لارڈ صاحب جبتک وہان رونق افزا تھے ایک دن بعد ہمیشہ اُنکے
دیکھنے کو تشریف لیجاتے، بعد چند روز کے شاہزادونکے ملال خاطر کے باعث اس
لحاظ سے کہ طبیعت بشری کا خاصہ ہی کہ سدا ایکہی جگہہ رہنے سے ہرچند گلشن جنّت
کیون نہو اُچاٹ ہو جاتی ہی اُس قلعے کے نزدیک ایک خوش قطع زمین پر
از گل و ریاحین حسین مکانات اچھے خوش فضا دلچسپ تھے شہزادونکی
سیر و تفریح کے واسطے ٹھہرائی گئی، اور اس نظر سے کہ نوجوانونکی طبیعتین
از بس کہ باغ و بستان کے گلگشت اور لہو و لعب کی مائل ہوتی ہین مقرّر یہہ
ہوا کہ شاہزادے دن کے وقت جب چاہین قلعے سے مع اپنے اتالیق و معلم کے
ساتھ جنھین سلطان والا شان نے اُنکے ہمراہ متعیّن کیا تھا اُس گلستان کی سیر

سے لوجایا اور رات کو قلعے کے اندر آکر آسایش و آرام کیا کرین
جسوقت شاہزادے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے دو پالکی بارہ بارہ ہزار
کی طیاری کی کلکتہ مین استو یرت کمپنی کاری ساز کے کارخانے سے
کروا کر معہ تلوارین اور بندوقین و گھڑیان اور اقسام طرح کے تحفے تحایف
سرکار کمپنی بہادر کے طرف سے پیشکش کیا گیا

زوایات منشي حمید خان کی جو ہمراہ گورنر جنرل
لارڈ کارنوالس بہادر کے اِس مہم مین حاضر تھا تمام ہوئین

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ تیپو
سلطان کا اور اُسکی تعلیم و تربیت کا

طالع خسرو ممالک ستان تیپو سلطان کا شہر ذیحجہ کی بیسوین سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین
سترہ سو پچاس عیسوی کے اُفق اقبال سے طلوع ہوا جسّے خاندان حیدری
رو فروغ پایا والدہ ماجدہ اُسکی نواب میر معین الدین کی بیٹی تھی کہتے ہین کہ یہہ
عفیفہ حالت بارداری مین ہندستان کی عادت و اعتقاد کے موافق خدمت
جت مین تیپو ستان نام درویش کے جسکی کرامت اور اجابت دعوت کا
مین شہرہ تھا حاضر ہوکر امید کے باب مین اُس صاحبدل سے دعای خیر کی استدعا کی
اُس پاک طینت نے اُسے یہہ خوشخبری دی کہ بفضلہ تعالی فرزند تیرا بادشاہ
الفیروز ہوگا اُسکا نام تیپو رکھنا چنانچہ اُس درویش کامل کے فرمانے

سے نام اُسکا ٹیپو رکھا گیا اسکے پدر جلیل القدر نے اکثر ملکون سے ہر ایک علم و ہنر کے بڑے بڑے عالم و فاضل و اہل کمال و ہنر بلوا کر بڑی تقید سے اُسے تحصیل علم و ہنر مین مشغول کیا چنانچہ ٹیپو سلطان نے ہر ایک علم مین مہارت کامل حاصل کی اور ورزش سپہگری و کشتی گیری اور تیر اندازی و گوی بازی اور اسپ تازی وغیرہ مین بھی کم سنی ہی مین کمال مشق بہم پہنچائی اور ایام شباب مین حرب و ضرب کے قانون اور رزم و جنگ فرنگ کے قاعدے خوب اخذ کئے سنہ ۱۷۷۷ اور ۱۷۷۸ ع مین جب نواب حیدر علی خان کرناٹک کی تاخت تاراج پر متوجہ تھا سلطان اُنیس ہی برس کی عمر مین چابک و جری سوارون کی ایک بڑی فوج کی سپہسالاری رکھتا تھا پہلی بار اُسنے اپنی سپہگری اور معرکہ آرائی کا یہ جوہر دکھلایا کہ نواح مدراس کی سرحدون کو دروبست مارو تباہ کیا سارے اہل سیف و اہل قلم اُسکے آثار و اطوار خوردسالی کو دیکھ اُسکے ایام سلطنت کے دبدبے اور طنطنے کی پیش بینی کرتے تھے چند نون سنہ ۱۷۸۰ کے جولائی مہینے مین حیدر علی خان کی افواج بحر مواج کی طرح کرناٹک کی سرتاسر سرزمینون پر آپڑی تھی سلطان ہی دہنے کی فوج کا جس مین بارہ ہزار سوار خونخوار اور چھہ ہزار پیادۂ جرار کی جمعیت اور بارہ ضرب میدانی یا جلوی توپ تھی سر لشکر ہو کر شمالی سرکارونکے محالون کی تسخیر کو متعین ہوا تھا چنانچہ اُسنے جمعیت مذکور سے سپطنبر کی چھٹی کو صرف آٹھ ہزار جوانونکے جو اُسکے ماموں میر علی رضا خان کے ہمراہ کمک کے لئے اُتنے جاملے تھے پریا پالم کے گرد و نواح مین کرنیل بیلی کی فوج پر حملہ کرا اور بڑے محاربے کے بعد اُنکا تمام ذخیرہ و بنگاہ لوٹ پاٹ کر اُنھین شکست کا مزہ خوب ہی چکھایا اور اُس مہینے کی دسوین تاریخ جو لڑائی ہوئی اس مین انگریزون کے بالکل لشکر کو مار لیا اور جب کرنیل بیلی کی

ت والی پلٹنون کو جلا کر خاک سیاہ اور اپنے سوارون سمیت آگے بڑھ
زی پلٹن پر تاخت کر اُنھین منتشر و تباہ کر دیا تب تو وہ اپنے والد بزرگوار کے
دمین نہایت مرتبے مین شایستۂ تحسین و آفرین ہوا چنانچہ اُسی دن سے
ب فلک جناب اپنے فرزند ارجمند کو عمدہ سر لشکر اور سپہدار باتہوّر سمجھا
سن ایّام مین کہ نواب بہادر نے آرکاٹ کو محصور اور قلعہ والونکو اُسکے چھوڑ
کے لیئے تنگ و مجبور کیا تھا ٹیپو سلطان بھی وہان موجود اور قلعے کی تسخیر کے
ے اور حیلے دیکھنے مین جو اُس وقت کمال چابکی و چوکسی سے عمل مین آتے
مصروف تھا بعد اُسکے خود بذات خاص ویلور و چنگلپیٹ اور وندیواش کے
کرنے مین متوجہ ہوا اور سنہ ۱۷۸۱ع مین جب نواب بہادر اپنی فوج سمیت
بلی پر چڑھائی کرنے کے ارادے سے جنوب کی جانب روانہ ہوا تھا تو ٹیپو سلطان
سکی جمعیت کے ساتھ واسطے محاصرے ویلور اور وندیواش کے
چھوڑ گیا تھا مگر پورٹو نو مین جرنیل سرئیری کوٹ کے فتح ہونے کی جب اُسے
ہنچی تو بناچار اُس مہم سے دست بردار ہو باپ بیٹے دونون ملکر نئی فوج نگاہ داشت
نے اور اس لڑائی کی جوکھم ہٹانے مین سرگرم ہوئے بعد اسکے ٹیپو سلطان سے
ر ہستم دستان کا وقوع مین آیا کہ فبروری مہینے کی اٹھارہوین سنہ ۱۷۸۲
لیرن نامے ندّی کے کنارے اُسنے کرنیل بریتھویط سے سردار کو اُسکی
فوج سمیت مار گرا ہندوستان مین جوانمردی کے موئے نام کو زندہ کیا پر
ہوا یہی کہ جیسا دوست دشمن اُسکی ہمّت و شجاعت کے قائل ہین ویسے ہی جبّاری
سنگدلی کے بھی ناقل ہین اگر اس فتح کے بعد فرانسیسون مین سے جرنیل
میرلالی اور دوسرے عہدہ دار لوگ دشمن کے اسیرون کی جان بخشی کے لیئے
ن مین نہ پڑتے تو سبکے سب انگریز ہزیمت خوردہ مارے جاتے اکثر انگریزی

عہدہ دار جو زخمی ہوئے تھے سریرنگپٹن بھیج دیئے گئے وہان اُن مصیبت زدے گرفتارونکا
حال یہہ تھا کہ دن بھر تو دھوپ مین جلتے رہتے اور رات کو ایک چھوٹی ہال مین
بھیڑ بکری کی طرح بند کیئے جاتے، بعد اِس روداد کے انگریزون نے مرھٹونکے
ساتھ مصالحہ کرایسا اقتدار بہم پہنچایا کہ اپنی افواج کرناتک پر بھیجنے کا قصد کیا چنانچہ
آگسٹ مہینے مین کرنیل ہمبرسٹن کے ہمراہ ایک بڑی جمعیت بمبئی سے دریا کی
راہ ہوکر ملیبار کی سرزمین پر چڑھائی کرنے کے ارادے بھیجی گئی، کرنیل
مذکور نے کلیکوٹ مین اُتر کر تھوڑے ہی عرصے مین اُسے فتح کیا اس فتح کے
سبب اُسے یہہ جرأت ہوئی کہ ملیبار کے درمیان مین بھی ہاتھ پانوٗن پھیلا،
پالیکاچری کا رستا لیا اور پاینا ری رام گڑھی منگاری کوٹہ کے قلعے مع اور
سخت و قالب جگہون کے (جو متّصل اُس شاہراہ کے ہین جسکے سوا اور کوئی
راہ لشکر کے جانے کی انہین) لیکر تنجاور اور مالوہ کے سیرحاصل محالون کو
اُس نقصان و ضرر سے جو تاخت و فوجکشی کے ہنگام مین واقع ہوتا ہی بچا لیا،
سلطان بھی کرنیل کے دھاوا مارنے اور چڑھائی کرنے سے خبردار ہو ترنت
اپنی فوج دریا موج سمیت اِس ارادے سے کہ اُن لٹیرون کو مار بھگاوے
آپڑا، انگریزی پلٹن اکطوبر مہینے کی نو بن کو شہر پالیکاچری کے گرد و نواح مین پہنچی
لیکن کرنیل ہمبرسٹن چونکہ اُس مکان کو برخلاف اپنے گمان کے نہایت محکم پایا اور
اِسلیئے کہ عوام مین یہہ بھی افواہ مشہور ہوئی تھی کہ ایک بڑی بھاری فوج حیدری
اُسکے پیچھے لگی چلی آتی ہی وہان کا رہنا مناسب نجان کر کوچ کیا، پھر پہلے ہی منزل
مین اِس قلعے کے نگہبان سپاہیون اور ایک بڑے غول نے سلطانی سوارون کے
جو انگریزی پلٹن سے قبل آپہنچے تھے اُنکا پیچھا کر بہت سا اسباب و آذوقہ لوٹ لیا،
چونکہ سلطان کا ارادہ یہہ تھا کہ جس طرح ہوسکے اُسکی فوجین دریا کے ساحل اور

ہکر انگریزی کے مابین حائل رہین تا اُنکے بچاو اور بھاگنے کی راہ بند ہو جائے اسلئے
ں سپہدار عالی وقار نے ہرچند اس بات مین بڑی ہوشیاری و چالاکی کو کام
باتھا لیکن کرنیل ہمبرطن کی نسبت چوکسی اور دور اندیشی کی جہت سے
بہ اُسکا ٹھیک نہ بیٹھا اور انگریزکا لشکر کہ سلطانی سوارون کے حملون اور
ب کے سبب سے خاص کر اُسکے کوچ کے پچھلے دو دن انواع طرح کی اذیّت
ہیبت مین پھنسا تھا وہان سے بچ کر نو نبر کی بیسوین کو بخیریت پانیاری
اخل ہوا، قلعہ یہان کا نزدیک ایک بڑی ندّی کے مہانے پر دریاے
کے کنارے کالیکوت سے انگریزی چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہی،
ں مقام مین کرنیل مکلوڈ جو قدامت کی راہ سے کرنیل ہمبرطن پر فوقیت رکھتا تھا
فوج لیکر مدد کو اُسّے آملا، لہذا فوج کی سرداری اُسی کے ذمّے ہوئی
اُسنے جھٹ پٹ دریا کنارے موقع کی جگہون پر دمدمہ اور پشتہ بنا اپنی فوجون
بسرہ میمنہ، مقدّمہ آراستہ کیا اور جو نو وینڈ یچیری نام دو بادشاہی جہازون
سپہسالارون کو حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے تم کنارے ہی کی طرف لنگر
کے اپنی توپون سے لشکرگاہ کی پشتی مین سرگرم رہو، اِدھر تو یہہ بندوبست
تھا کہ سلطان کی فوج جسمین آٹھ ہزار پیدل، چار سی فرنگی جوان، دس
سوار اور بہت سے سواران غارتگر مجتمع تھے انگریزی لشکر کے سامھنے
کئی دن تک توپین مارتی رہی، آخرکو سلطان نے اپنے پیادون کی تین تولیان
ایک تولی مین جرنیل موشیر لالی اپنے ملک کے جوانون سمیت بڑی
و ہمّت کی راہ سے انگریزی فوجون پر کئی بار چڑھگیا، لیکن بے نیل مرام، سلطانی
کے دو سی آدمی کھیت آئے تب لشکر انگریزنے پانیاری ندّی کے پار جا کر
با اور اُسی مابین مین دسنبر مہینے کی گیارہوین شب کو قاصدون نے سلطان کے

حضور مین آکر اُسکے والد ماجد کے رحلت فرمانے کی خبر گزارش کی تب وہ
بضرورت جلدی سے سریرنگپٹن کی جانب روانہ ہوا اور بیسوین تاریخ اُسی
مہینے کی سنہ ۱۷۸۲ء مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور جب ماتمداری کے رسومات اور
ملکداری کے ضروری امورات سے فارغ ہوچکا تو آرکاٹ کے ملکون کی طرف پھر کر
فوجون کی سپہسالاری کے مہمات مین مشغول ہوا لیکن جنریل میتھوس نے
جو ادنور کی تسخیر کی اور بدنور و ساحل ملیبار کے آس پاس جوانگریزون کی فتح ہوئی
تھی یہہ خبر متواتر پہنچ چکی تھی پس سلطان کا ارادہ یہہ ہوا کہ حال کی بالکل مہمون اور
آرکاٹ کی آیندہ فتحون سے جن کی امید تھی باز آے اور اپنے ممالک محروسہ
کی پشتی و حمایت کے لیئے جو اُسکے نزدیک سب پر ترجیح رکھتی تھی روانہ ہوئے
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مارچ کے پہلے ہی دنون مین سلطانی فوجین چنکامہ کی راہ ہو کر
کوچ کرنے لگین یہانتک کہ مہینا نہ تمام ہوتے ہوتے ایک شخص بھی آرکاٹ مین
نرہا، الغرض سلطان ممدوح بڑی بھیر بھاڑ فوجون کی ساتھہ لیئے شتاب بدنور کی جانب
روانہ ہو اپریل کے اوائل مین وہان جا پہنچا، جنریل میتھوس سے اُس مہم مین
بالکل سہو اور غفلت ہی وقوع مین آئی اُسکو لایق تھا کہ ایسی حصین و محکم جگہہ کو
پہاڑ کی کسی چھوٹی گھاٹی مین پناہ کے لیئے اختیار کرتا جہان سے ضرورت و مجبوری
کے وقت ادنور یا اور کسی مضبوط و استوار قلعے کو بھی جاسکتا اور جہان
ہر طرح کی مدد اور رسد بھی دریا کی راہ سے اُسکو ملتی ولیکن وہ برخلاف اُسکے
شہر بدنور مین جہان کوئی ایسی پناہگاہ نتھی میسور کی ساری افواج بحرامواج
کے سامھنے جسکی سپہسالاری خاص سلطان عالی منش کی ذات سے متعلق
تھی آکر مقابل ہوا آخر لاچار اور بےبس ہوکے محصور ہو گیا حوصلہ تو اُسکا دیکھا
چاہیئے کہ فقط چھہ سو فرنگی جوان اور دو ہزار ہندستانی سپاہی سے وہ بے دھڑک

سلطان کے ایسے انبوہ لشکر کے جسمین لاکھ آدمی کا جماو تھا مقابلہ و مدافعہ
کرنے کو آمادہ ہوا مگر اُس بے باکی و تہور کا خمیازہ بھی اُسے ویسا ہی ملا کہ
پرن سے اپنے چیدہ سپاہیون کو کٹوا شہر حریف غالب پر چھوڑ شتاب
بقدم اضطرار وہان سے بھاگ نکلا اور بناچار ایک حصار مین آکر قلعہ بند ہوا
تب سلطان نے اپنے کتنے دلاور سپاہی کو قلعہ محاصرہ کرنے پر تعینات کیا اور
ایک بھاری جمعیّت اُنکی شاہراہ کی طرف بھی روانہ کردی تاپیے وہان آمادہ جنگ
اور دشمنون کی گھات کی جگہہ سے چوکس رہین جب اِس ڈھپ سے
ناکے بندی اور قلعہ والون کے پھر جانے کی راہ مسدود ہو گئی تو سترہ دن
بعد بدنور کی سب محصور مجبور ہوکر اپنی اسیری پر راضی ہوئے قول قرار اُنسے یہہ
ہوا کہ عزّت و آبرو اہل حصار کی بحال رکھی جایگی پر ہتھیار ونکا اُنکے البتّہ قلعے کے پشتے
پر ڈھیر کروا دیا جایگا اور اُنکو چاہیئے کہ اپنی نج کی چیز بست پاس رکھ لین اور
جو کچھ سرکار کنپنی کا مال ہی سو حوالہ کردین اور نہایت نزدیک کے رستے ہو کر
ساحل تک پھر وہان سے جہاز پر چڑھ بنبئی کو روانہ ہو جائین راہ مین رسد اور
منزل گاہ کی ضرورتون کی اہتمام سرکار سے کی جایگی اور سو سپاہی سپاہیون
سے جنریل کے اپنے سلاح ساتھ اُنکی پاسداری مین مشغول رہین
سنہ ۱۷۸۳ ع کے اپریل کی اٹھائیسوین کو اِس سپاہ محصور نے قلعے سے نکل کر
اپنے ہتھیارون کا ڈھیر لگا دیا اور جب بدنور سے ایک میل کے فاصلے پر جا کے
مقام کیا تو اُنکے گرد بگرد سلطان کی فوج آکر محیط ہوگئی دوسرے دن جنریل کو اپنے
نشان بردارون سمیت حضور مین حاضر ہونے کا فرمان گیا اور جب وے ملازمت
مین پہنچے تو بعد بازجست اور تلاشی کے قید شدید مین مقیّد ہوئے پھر دو دن
پیچھے لشکر کے دوسرے عہدہ دار و داروغہ لوگ اور فوج کا بخشی سبکے سب

طلب ہوئے و مقید رکھے گئے مگر بخشی منزل گاہ کو بھر گیا باقی سرداروں کی
یہہ خرابی ہوئی کہ ننگے کیئے اور تلاشی لیئے گئے اُنکے پاس سے بہت سا
زر نکلا بعد اُسکے اُن لوگونکو سو لہ دن کی راہ دھوپ مین ننگے بدن پابزنجیر
قلعون مین لے گئے اسمین تو کچھ شک نہین کہ جنرل بری تکلیف سے موا پر
یہہ نہین معلوم کہ کون سا خاص صدمہ اُسکے مرنے کا باعث ہوا گمان غالب ہی
کہ بڑی سیاست سے اُسکے سر کو تن سے جدا کیا ہوگا دوسرے سردارون
نے بھی یہی تنائج بے جا نگہ از چکھے سلطان نے اُن قلعے والون کو بھی جنھون نے سر
تسلیم جھکایا تھا برخلاف شرط معہود کے ویساہی سخت عذاب کیا اس
جہت سے کہ جنرل میتھوس کے پاس بدنور مین چوری کا کچھ مال و اسباب پایا
گیا اور اُسکی سپاہ نے بھی ممالک محروسہ کے بعضے محال پر بڑی لالچ سے چڑھائی کر
اُنھین لے لیا تھا چنانچہ سلطان خود اِن باتون کو بیان کرتا تھا بہر تقدیر چون اُسکے قلمرو
مین انگریزکی اُس فوج نے لوٹ پاٹ مچائی تھی جسکے سبب وہ ملک آرکاٹ کی
تسخیر پر قادر نہوا یہہ بھی ایک وجہ قریب الفہم ہی کہ اُسنے بطور انتقام کے
اِس طرح اُنکی سیاست و تعزیر کرنے مین اقدام کیا القصّہ بدنور مفتوح ہوجانے
بعد سلطان ممدوح لشکر جرّار اور بڑی بھیر بھاڑ ساتھ لیئے منگلور کی طرف روانہ
ہوا چون یہہ ممالک محروسہ کے نامی بندرون سے تھا اُسکا لینا بھی خاص کر اُسے
اہم ہوا چونکہ وہان کی حفاظت و پاسبانی کے لیئے میجر کیمبل کی سرکردگی مین
بیالیس وان رسالہ اور ہندوستانی سپاہیون کی کئی پلٹن بڑی چوکسی سے رہتی
تھی اگرچہ سلطان کے ساتھ بھی بڑی جمعیّت تھی تاہم محاصرہ اور قلعہ سر کرنے
کے بالکل کام کا علاقہ فرانسیس کی فوج سے جو سلطان کی ملازم تھی متعلق تھا
چنانچہ یہی لوگ مورچہ اور دمدمہ بنانے مین سرگرم ہوئے اور اُنھین کے تردد

شش کی جہت سے جولائی مہینے کی ابتدا مین قلعے کے درمیان ایسی ہلن
ترزہی تھی کہ محصورون کے دلون مین حریف کی تاخت وچڑھائی کانت ایک
نکاتگاہی رہتا تھا ، انھین دنون فرنگستان سے فیمابین انگریزون اور فرانسیسون
میل ملاپ ہونے کی خبر سلطان کی لشکرگاہ مین پہنچی ، تب سلطانی سرکار
ملازم فرانسیسون نے یہہ خبر سنتے ہی انگریزون کے ساتھ لڑنے سے
ے پہلوتہی کیا ، سلطان فرانسیسن کی جمعیت پر اُنکی اُس حرکت سے نہایت
ناک ہوا لیکن چونکہ جانتا تھا کہ اُسکے ہندوستانی سپاہیون مین اتنا دم نہین
ں مہم کو سر کرین بناچار اُنھین فرانسیسون کو کبھی تو مصلحتاً استمالت
لدہی کی راہ سے اور کبھی تہدید و تنبیہ کرکے پھر اپنے کام مین سرگرم کرنیکا قصد
ا لیکن کچھ ثمرہ نہ بخشا اور آخرکار فرانسیس لوگ اُسکی لشکرگاہ سے چلے گئے ،
منگلورکے محصورون کے آنے جانے کی راہ بند کی گئی اسّے لشکر
ی مین نہایت تنگی و تکلیف گذرنے لگی اور غلّے وغیرہ کی نایابی کے سبب سے
ی وے مجبور وعاجز ہوئے یہانتک کہ سلطان کو گمان غالب یہہ تھا کہ اب کئی
مین وہ مکان ہاتھ آجائیگا لیکن جنرل مکلوڈ کے پہنچنے کی جہت سے جو بنبئی سے
کے رستے بڑی جمعیت اور افراط سے رسد لیکر روانہ کیا گیا تھا ، وہ امید
ی اور صلح کا پیغام درمیان آیا جسکو سلطان نے قبول کیا ، تب سنہ ١٧٨٤
بتدا مین سرجارج اسطانطن اور دوستر دار مدراس سے سلطان کے
مین بعنوان سفارت آئے مارچ کی گیارہوین کو قول قرار مصالحے کا منعقد
س شرط پر کہ جانبین سے سبکے سب اسیر اور وے محالات جو جنگ وجدال
زمانے مین طرفین کے عمل دخل مین آگئے ہین چھوڑ دئے جائین چنانچہ انگریزون
نگلور، اونور اور دوستر سے قلعے جو اُنکے قبضے مین آگئے تھے خالی کر دیا ،

ہر چند قلعے اور محالات کے حوالے کر دینے مین طرفین سے عہد و پیمان کی رعایت عمل مین آئی مگر دوسری شرط یعنے اسیرون کی رہائی ہرگز سلطان کی جانب سے ظہور مین نہ آئی؛ چونکہ انگریزون کے ساتھ عہد و پیمان ہونے سے کچھ دن آگے مرہٹون کی بدسلوکی کے سبب سلطان برہم ہو رہا تھا اور اُن دنون لشکر قہار اُسکے تابع اور زمانہ بھی موافق تھا پس فرصت کو غنیمت جان کے اُسنے یہہ قصد کیا کہ اپنی تلوار آبدار کے زور سے اُس قوم یغماگر کی آتش فتنہ انگیزی کو فرو کرے؛ چنانچہ وہ اُسی عزم پر ملیبار سے بدنور کے رستے ہو کر شانور کی سرزمین سیر حاصل مین آ پہنچا؛ یہہ خطہ قدیم سے نواب عبد الحکیم خان کے بزرگوارون کے قبضے مین تھا جسکا چوتھہ خراج مرہٹون کی سرکار مین داخل ہوتا تھا؛ سنہ ۱۷۷۷ ع مین حیدر علی خان بہادر نے اِس ملک پر تاخت کر بہان کے نواب سے نعلبندی مقرر کی اور اُسکی لڑکی کو اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کے ازدواج مین لی تھی ہر چند شانور کے نواب کو خاندان حیدری مین اِسطرح کا ناتا رشتہ تھا باوجود اِسکے وہ سلطان کے وہان آنے اور اِسکے ملاقات کرنے کو پسند نکر مرہٹون کے پاس چلا گیا؛ سلطان کی طبیعت پر اُسکی یہہ حرکت شاق گذری تب اُسنے سراسر وہ سرزمین کو لوٹ لیا؛ و نواب کے محاسرا کو مسمار کیا؛ بنکاپور کے قلعے کو آگ لگا جلا دیا؛ اور شانور سے حملہ کر دھاروار اور بادامی دونون قلعے لے لیئے اُن دونون کے مسخر ہونے سے حوزہ اُس ملک کا سر تا سر دکھن کے اُن محالون تک جو مرہٹون کے عمل دخل اور کِتپور یا وکشتنا ندیون کے بیچ مین ہین فراخ ہو گیا ایسی فتوح کی تقویت سے اِدھر تو وہ کشتنا ندی پار ہونے اور مرہٹون کے ملکون پر فوجکشی کرنے کا عازم ہوا اُدھر پونان کے کاربردازون نے اِس حال سے واقف و خائف ہو زبان آور ایلچیون کو بھیج کر

کہ سلطان کے شعلۂ قہر کو فرو کر قول قرار آشتی کا درمیان لائین چنانچہ
سنہ ۱۷۸۴ کے آخر مین باہم میل ملاپ کا عہد و پیمان محکم ہوا اس قرار سے
سلطان ممدوح حال کے اپنے تمام ممالک مفتوحہ پر قابض و دخیل رہے مگر شانور
ن کے نواب کے حوالے کردے اِس شرط پر کہ وہ اُسکے محاصل سے چوتھ
دکن کے پیشوا کو دیا کرے خیر جب سلطان نے اُس طرح سے اپنے تمام
ن کے ساتھ صلح غالبانہ کی بفتح و نصرت میسور کے دارالملک سرینگپٹن
طرف کوچ کیا، چونکہ اُن دنون حکومت و سلطنت مین اُسکے خوب استقلال
ہوا اور ممالک محروسہ کے بالکل رعایا اور اطراف کے نواب صوبے
ے سب اُسکے منقاد و فرمان بردار ہوئے اُسنے بسعادت و کامرانی تخت
ن پر جلوس فرمایا، اور سنہ ۱۷۸۵ مین خطہ ادھونی کو جو جاگیر نواب نظام علی
کے بھانجے مہابت جنگ کی تھی بزور سر کیا، علاوہ کرنول اور کرپے کے نواب
ی باقی ماندہ ریاست پر جسکے اکثر محالات کو اُسکے پدر بزرگوار نے
۱۷۷۸ اور ۱۷۷۹ کے درمیان اپنے ممالک محروسہ کے متضاف کیا
صرف ہوا امتیاز گڑھ کا حصار کہ ہندوستان کے محکم و مشہور قلعون مین
گنا جاتا ہے اور مدّت تک اُسپر نواب حیدر علی خان مغفور اور مرہٹون کا
تھا سلطان کے اختیار مین آیا بعد اسکے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سال بھر تک
عہد سلطنت کے سنہ ۱۷۸۶ مین خانگی امورات کے بندوبست اور
محروسہ کے قلعجات کی تحقیق و تدارک اور خزینون و ذخیرون کے تفحص ہی
مشغول رہا، جب اُن مہمات ضروری کے انتظام و ضبط و ربط سے فراغت
ب حکم کیا کہ ہر طرح کی پادشاہی اشیا و جایداد کی تعداد کو قلم بند کرکے الگ
اُنکی فرد بنائین جواہر و زیورات اور نفایس گران بہا کا سیاہہ بقید

قیمت طیار کرین چنانچہ سارا خزینہ چاندی سونے اور بیش قیمتی نفایس کا بعد
قیمت کرنے کے آسی کروڑ کا مال ٹھہرا اسکے سوا نو سو ہاتھی چھہ ہزار قطارِ شتر
تیس ہزار عربی گھوڑے چار لاکھ بیل ایک لاکھ بھینس چھہ لاکھ بھیڑ اور
تین لاکھ توڑے دار اور تین لاکھ چقماقی بندوق ٬ دو لاکھ تلوار بائیس ہزار
طرح بطرح کی توپ شمار مین آئین اور بارود کے انبار ٬ اور جنگی اسباب و
ہتھیار شمار سے باہر تھے یہ سب تو سرکار سلطانی کی اشیاے منقولہ تھین
اور املاک غیر منقولہ جیسے عمارات و باغات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ
جن مین فقط باغات ہی سو اسی تھے اسی سے باقی ملکون کو بھی بہ مضمون
اِس مصرع پارسی کے ؏ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا ٬
سمجھ لیا چاہیے ٬ اور افواج جرار خونخوار سوار و پیدل کی مسلح و مکمل ایک لاکھ
چوالیس ہزار سوا اُنکے ایک لاکھ اسی ہزار سپاہی محالون مخزنون کی چوکی
پہرے کے واسطے جدے جدے تعینات تھے سلطان نے اپنے عمل مین افواج کے
دستورون کو بدل ڈالا یعنے نئے نئے نام لشکر کی جدی جدی ٹولیون کے واسطے
ایجاد کیا ٬ اور وہ احکام جو لڑائی کے ہنگام مین سپاہیون کو دینے ہین قبل اِسکے
انگریزی یا فرانسیسی زبان مین تھے اب اُنکی جگہہ پر فارسی و ترکی الفاظ
مقرر کیئے اور سرینگپٹن کے انبار خانون مین اِس قدر غلون کا ذخیرہ جو سال بھر
ایک لاکھ فوج کو کفایت کرے جمع کرنے کا حکم دیا اِسیطرح اور قلعون مین بھی بقدر
ضرورت ذخیرہ و آذوقہ طیار رکھنے کو فرمایا بعد اِسکے وہ دو برس تک سنہ ۱۷۸۷
اور ۱۷۸۸ مین کورگ اور دکن و ملیبار کے مسخر کرنے مین مشغول رہا کورگ کا
راجا چار برس سلطان کی قید مین رہکر زندان سے نکل بھاگا اور فتنہ و فساد کا
باعث ہوا اگر ملیبار کے نائر لوگ کتنے توجہ بنیاد سے مسلمان اور اکثر مسلمان

ہے باقی اُن مین سے انگریزون یا اپنی ذات قبیلون کے ملکون کو نکل گیے،
سلطان دین پناہ نے ستّر ہزار نصرانیون کو جنھین ملیبار کی سرزمین مین
تھا ایک لاکھ ہندوون کے ساتھ خلعت اسلام پہنایا، اور اِس وسیلے سے
لطان کی جو غلبہ اسلام اور کثرت ملازم وخدّام کے باب مین تھی پوری ہوئی
ن مصیبت زدے مظلوم ہونکے مسلمان ہونے سے سلطان کے ممالک
ہ مین مسلمانونکی جمعیّت بہت سی بڑھگئی سلطان کی حرص مسلمان
لی صرف ملیبار کے باشندون پر منحصر نہ تھی بلکہ کوئنباتور کے رہنے والون اور
سے ہندوون کے ساتھ بھی جو اُسکے محلّ عتاب مین پڑجاتے تھے یہی
ہوتا یہانتک کہ آخر کو اُسکے دیوان پورنیا تک بھی نوبت پہنچی تھی، اگر
ن کی والدۂ محترمہ کہ نہایت رحم دل تھین اُسکی شفاعت نکرتین تو وہ بھی
نخواہی مسلمان کیا جاتا، اُنھین دنون سلطان نے حکم قطعی دیا کہ ممالک
ہ کے بالکل بتخانے اور دیول توڑ کر ڈھادین، اور باوجودیکہ نشے والی
مین کروڑ روپیہ سے زاید سالیانہ نفع سرکار کا تھا سلطان دین پناہ نے
ین اسلام کے اپنے فایدے کا مطلق لحاظ نکر خرید فروخت اُن چیزونکی
اُٹھوا دی اور تمام کھجور اور تاڑ کے درختون کو جڑ پیڑ سے اُکھڑوا
ر آیندہ بھی ان درختون کے لگانے کی مناہی رہی، اور کئی جہاز سرکار
نی سے عند اللہ مقرّر کیے تھے کہ ہر سال حاجیون و زوارون کو
للہ و کربلاے معلاّ کو لایا و لیجایا کرین بعد اِسکے کہ انگریزون کے ساتھ
یمان ہو چکا تھا سلطان نے سنہ ١٧٨٤ع مین سید غلام علی خان اور دو
رے سفیر بر تدبیر کو ملک فرانسیس کی طرف روانہ کیا تا وہان
ب مین مطارحہ کرین کہ اُنکی قوم نے انگریزون سنکے ساتھ جو سلطان کے

وشمن ہمین کیون مصالحہ کیا اور اُسنکے کارپردازون کو مدنو انگریزون سے
خلاف کرنے پر ترغیب و تحریض کرین بیش قیمتی نفایس و تحایف ادر
سلطان روم اور بادشاہ فرانس کے نام کے مکتوب اُنکے ساتھ بھیجے گئے، چنانچہ
وے تینون سفیر سنہ مذکور مین ہندوستان سے فرنگستان کی طرف روانہ ہوکر
قسطنطنیہ مین جا پہنچے، طالبان اخبار کو معلوم ہو جیو کہ یہہ سیّد غلام علی خان دو مرتبہ
سرکار سلطانی سے دولت عثمانیہ کو بطریق سفارت گیا، ایک بار تو سلطان کے
تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے زمانے مین یہان سے عمدہ عمدہ ہدیے سلطان
روم کے حضور مین لیجا کر مورد الطاف سلطانی ہوا اور اُس ملک کے
نفیس نفیس تحفے شاہ روم سے بادشاہ دکھن کے واسطے لیکر پھر آیا پھر دوسری
دفعہ مکتوب محبّت اسلوب لیکر گیا اور اُدھر سے سلطان روم کا نامہ جو اس
کتاب مین داخل کیا گیا ہی لیتا آیا سلطان کو اپنے جلوس کے ایام سے لیکر ہنگام
شہادت تک سدا ہندوستان سے انگریزون کی ریاست اُٹھانے کی دھن تھی
لیکن چونکہ اِس مطلب کے پورے ہونے کی کوئی معقول تدبیر اُسکے خیال
مین نہین گذرتی تھی مگر یہہ کہ قوم فرانسیس کو جو ہندوستان مین انگریزون کے ہمسر اور
کاردانی و فطنت مین اُنکے برابر ہین اپنے ساتھ موافق کر بموجب اِس مصرع کے
ع نشاید کو فت آہن جز بآہن، اِس مہم کے انجام کرنے مین اہتمام کرے،
اِسلیئے جب سلطان کے ایلچی ملک فرانس سے بےنیل مرام پھر آئے تب
اُسنے چاہا کہ پھر دانشمند اور زبان آور ایلچیون کو فرانسیسون کے پاس بھیجے
چنانچہ اپنے مقرّبان بارگاہ مین سے محمد درویش خان اور اکبر علی خان و محمد عثمان
خان کو اِس کام کے واسطے تجویز کرکے دار الملک فرانسیس کی طرف روانہ
کیا، چنانچہ وے جون مہینے کی نوین سنہ ۱۷۸۸ مین شہر طولان مین پہنچکر جہاز سے

اُن سے فرانسیسون کے بادشاہ نے جو سولہوان لوئس کہلاتا تھا بڑی عزّت وتوقیر
سے اِن کی ملاقات کی، پھر تیسری آگسٹ کو اُن سفیرون نے پروانگی باریابی
کی پاکر انگریزون کی قوم کو خطّۂ ہندوستان سے نکالنے کے باب مین سلطان کی
طرف سے کمک و مدد کی استدعا کی اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ اِن دونون سرکارون
کی سعی و کوشش سے جتنے ملک مسخر ہونگے اور جسقدر غنیمت کا مال ہاتھ
لگیگا باہم دوستانہ حصّہ برابر تقسیم کرلیا جائیگا، ہرچند یہہ پیغام متضمّنِ ترقی جاہ
حشمت فرانسیس کے بادشاہ کو نہایت خوشی کا باعث تھا پروہ بالفعل اُن
درخواستون کے منظور کرنے مین بسبب قرضداری کے بار کے مجبور تھا
بااینہمہ اُسنے اُن دوستانہ پیغامون کے جواب مین سفیرون سے کہا کہ تم
ہماری طرف سے بعد اظہار لوازم دوستی و محبّت کے سلطان کے خدمت
مین یون ظاہر کرو کہ یہہ مخلص خیرخواہ بمجرّد فارغ ہونے اپنے خانگی امورات اور
ملکی مُہمّات سے بسر و چشم امداد و کمک کے لیئے آمادہ و مستعد ہوگا، غرض جب
سلطانی سفیر کئی مہینے تک شہر فرانس مین رہے اور شرطین مہمان نوازی کی
بڑے بڑے تکلّف سے اُنکے لئے عمل مین آئین اسکے بعد وے توقیر و تکریم کے ساتھ فرانسیسی
جہاز پر سوار ہو ہندوستان کے عازم ہوئے اور سنہ ۱۷۸۹ کے مے مہینے مین سرنگپٹن
آ پہنچے، لیکن چون وے اِس سفارت مین ناکام پھر آئے اور سلطان کا جو مرکوز
خاطر تھا حاصل نہوا تھا اِس لیئے بڑی بے التفاتی سے اُنھون نے حضور مین بار پایا،
جب سلطان کو فرانسیسون کی طرف سے اعانت کے باب مین مایوسی
ہوئی تب ملکستانی کے حوصلۂ بلند سے کرنگانور اور جیاگوتا اِن دونون قلعونکے
لینے کے قصد پر جنگ کی طیّاری کی، اِن قلعون مین پہلے ڈیرھ سو برس تک قوم
ڈچ کی عملداری تھی سنہ ۱۷۷۹ مین نواب حیدر علی خان نے اُنھین لے لیا تھا مگر

چونکہ وے لوگ اندنون مین کہ نواب بہادر اور انگریزون کے درمیان لڑائی ہوئی اُسکے شریک و مددگار ہوئے تھے، اِس لیئے نواب نے پھر وہ حصار اُنھین کو دے ڈالا تھا یے قلعے تراونکور سے اُتر کی طرف ہین راجا یہان کا جو انگریزونکے ہواخواہون سے تھا اُن حصارون کے دخل کرنے کی بڑی تمنا رکھتا تھا چنانچہ کئی بار ڈچ کے کارپردازون کے پاس اُنکی خریداری کا پیغام بھی بھیج چکا تھا، اور یہی بات سلطان کی ناخوشی کا باعث ہوا کیونکہ وہ قلعے کوچین والے راجا کے متعلقات سے ہین جنکا خراج بطریق تعلبندی سرکار حیدری مین داخل ہوتا تھا پس یے دو قلعے بھی سلطانی قلمرو کے تحت مین تھے اور اِس لیئے سلطان نے سنہ ۱۷۸۹ع مین ڈچ کے کارپردازون سے بجبر اُن حصارون کو پھیر مانگا جسپر اُن لوگون نے سلطان کے رعب و دہشت کے سبب اُس راجا سے قلعون کی فروخت کا معاملہ پختہ ویز کر کے جلد اُنھین اُسکے کارپردازون کے حوالے کر دیا، سلطان اُنکی اِس حرکت سے نہایت برہم ہو کر سنہ مذکور کے جون مہینے مین بڑی جمعیت ہمراہ لے کرنگا نور کی جانب تسخیر کے ارادے روانہ ہوا، تب تراونکور کے راجا نے انگریزون سے کمک مانگی، سلطان اِس حال سے اور بھی آشفتہ خاطر ہو کر اُسکے ملک پر لشکر جرار لے چڑھ گیا، اور اُنتیسوین ڈسنبر کو تراونکور پر حملہ کر کے ناکام پھر آیا اور آدمی بھی اُسکی فوج کے اُس لڑائی مین بہت مارے گئے، چونکہ سلطان کا یہ تاخت کرنا برخلاف اُس مصالحے کے جسکا عہد و پیمان بنگلور مین منعقد ہوا تھا اور راجا مذکور کے ملک کی حفاظت بھی اِس صلح کی شرطون مین ایک بڑی شرط ٹھہری تھی وقوع مین آیا اِس جہت سے انگریزون نے ناخوش ہو کر راجا کی مدد کو کئی پلٹن بھیج دی تسپر بھی سلطان نے اپنی دھن نچھوڑی اور دوبارہ مارچ کی چھٹی سنہ ۱۷۸۹ مین اُسپر چڑھائی کی اور

پھر شکست اُٹھائی، بعد اِسکے سر یرنگپٹن سے بھاری توپخانہ منگوا کر پندرھوین اپریل کو ہلاّ کرکے درو بست اُس سرحد پر دخل کرلیا راجا کی فوجین وہان سے مجبور ہوا پنے ملک کی طرف پھر گئین، سلطان نے اُنکے تعاقب مین لشکر بھیجنا صلاح نجان کر ترنت کرنگا نور پر تاخت کی اور بڑی اہتمام سے محاصرہ کرکے جلد اُسکو بھی مفتوح کیا اور جیکوتہ پارور کوڑ یا پالی اور کئی قلعے سہج مین لے لیئے جب ترا ونکور کے اُتر کی نواح سر ہو گئین سلطان نے اُس سرحد کے تاخت تاراج کرنے کو حکم دیا، جبکہ سلطان کی اِس جرأت و سبقت کو انگریزون نے خلاف عہد اور مقدّمہ جنگ کا سمجھا تب اُنھون نے راجا کی مدد کے لیئے کرنیل ہرطلی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور بنبئی و مدراس کی افواج مین بھی اُنکے سپہسالارون کے نام پر جنگ و حرب کے آمادہ ہونے کو فرمان گیئے اور اُسی عرصے مین مرہٹے اور نظام علی خان کے پاس بھی انگریزون کی طرف سے آشتی کا پیغام بھیجا گیا تا وے لوگ اُن سے ملکر سلطان کے مقابلے کو اپنی اپنی فوج طیاّر کرین وے دونون تو سلطان سے بدل عناد رکھتے ہی تھے اِس پیغام کو جلد قبول کرلیا سلطان نے اِس خبر سے ترا ونکور کی فوجکشی موقوف کر سر یرنگپٹن کی جانب مراجعت کی اور مدراس کے کارپردازون سے درخواست ایک ایلچی کے روانہ کرنیکی کی تا اُسکے ذریعے سے ترا ونکور پر سلطان کے چڑھائی کرنے کی وجہ بخوبی اُنھین معلوم ہو جاسے، پر اس درخواست کو جنریل مینڈوس نے قبول نکیا اور کہا کہ یہہ بات ظاہر ہی کہ سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ کی شرطون کے برعکس انگریزی اسیرون کے بھیجنے مین خلاف عہد کیا اور باوجود اِس عہد و پیمان کے، سرکار انگریز کے خیر خواہ کی سرحدون پر تعدّی کا ہاتھ پھیلایا، القصہ سنہ ۱۷۹۰ کی پندرھوین جون کو جنریل مینڈوس نے ایک فوج جنگین

سے کے ساتھ سلطان کے ممالک محروسہ مین داخل ہو کر پہلے تو کرور سکے قلعے
عمل کر لیا پھر یہان سے دارا پورام اور کو مُنبا تو ر جا کر اُن دونون کو بھی س
اُدھر کرنیل اسطوارط ڈنڈیگال اور پہلیکا چری پر قابض و متصرف ہو گیا ۔ا
جنرل میڈوس نے یہ قصد کیا کہ ہاتھیا گھاٹ ہو کر میسور مین داخل ہو
جبتک یہان انگریزی فوج کو مُنبا تو ر مین آذوقہ و غلّہ جمع کرنے مین مصروف
اپھر کرنیل فلائڈ اپنی پلٹن سمیت ستینگل مسخر کرنے کو آگے بھیجا گیا ۔ تب
جنرل مذکور نے اس مہم کو بڑی آسانی سے سر کر لیا ۔ جس عرصے مین کہ انگریز
پلٹنون نے ایسا تغلب و تصرف کیا لشکر سلطانی کی طرف سے کسی طر
اُنکا مدافعہ ومقابلہ نہوا مگر فقط سید صاحب کے رسالے کے سوار اور کتنے پنڈ ار
لوگ ہی تو کبھی کبھی اُنکی بنگاہ و سپاہ کا اسباب لوٹ تاراج کر پس ماند
یا فوج کے بھولے بھٹکون کو مار لیتے ۔ چونکہ اُندنون سلطان کے کوچ مقام کا کچھ
حال ظاہر نہ تھا یہ گمان گذرتا تھا کہ ابتک وہ سریرنگپٹن ہی کی اطراف مین
ناگاہ سپٹمبر مہینے کی تیرھوین کو لشکر سلطانی کے ہراول نمود ہوئے جنھین کہ
فلائڈ کے طلایہ دارون نے دیکھا ۔ پھر کئی ساعت بعد سلطان کی فوج بھی ح
چار ہزار جوان معہ ایک بڑے توپخانے کے تھے کا ڈوارڈ کے میدان مین آن
بہادرون نے پہنچنے کے ساتھ ہی انگریزی پلٹنون پر گولے اور گولیون کا مینھ برسایا
پھر تو طرفین سے بازار کشت و خون کا گرم رہا اور اکثر دلیران طالب نام کام آئے ۔ شا
وقت دونون لشکر میدان جنگ سے تفاوت آکر اُترا ۔ کرنیل فلائڈ مستعد تھا کہ اگر
لشکر سے جا ملے ۔ پر بار برداری کے چارپایونکے نہونے کی جہت سے آخر کو مجبو
بہت سا بھاری سامان و سرانجام اور توپخانہ پیچھے چھوڑ کر سپٹمبر کی چودھوین ا
فوج سمیت روانہ ہوا ۔ ساتھ ہی اُسکے سلطانی فوجین بھی وہان جا پڑین سادار

طرفین کو دونہی دو رسے گولے مارنیے گذرا لیکن سہ پہر کو چار کے عمل مین جب حریف کا لشکر اپنی منزلگاہ کو پہنچ چکا تھا بڑی لڑائی ہوئی اور تین گھڑی تک قایم رہی ٭

بیت

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گئے تب سوئے خیمہ جنگ آوران

بعد ان جب سلطان نے مراجعت کی تو انگریزی پلٹنین بلے کھٹکے و بلا دقت کی جانب چال نکلی اور دوسرے دن وہان جا پہنچی ٭ اُدھر سے جنربل میڈوس سلطانی فوج کے پہنچنے کی خبر پاتے ہی کرنیل فالائد کی مدد کو چلا ٭ لیکن چونکہ اُسکے رہنما غلطی سے ستیمنگل کے رستے بچا کر اُسکو دامیکوٹے کو لیگئے ٭ اسی لیئے جنربل اور کرنیل سے ملاقات نہونے پائی اور دونون کی فوجین بے دیکھنے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہو گئین ٭ پر سلطان نے جو ان اپنے دل مین جنربل مذکور کی اس حرکت کو دھوکھا سمجھا کہ وہ در پردہ یہہ چاہتا ہی کہ اپنی فوج لیکر سریر نگپٹن اور اسکے لشکر کے بیچ حائل ہو لہذا وہانسے معاودت کر پھر بوانی ندی کے پار جا اُسکے اُتر کے کنارے پر ڈیرا کیا ٭ جبتک اُدھر انگریزی پلٹنین آپسمین ملکر کوئمباتور پھر گئین ٭ چونکہ سلطان کی سرکار مین بار برداری کے چارپائے بہتایت سے اور لشکری اسباب و ذخیرون کے کہین لیجانے مین شدت سے پھرتیلے تھے اور اُسکے غارتگر سوار بھی ہمیشہ اطراف فوج کی چوکی پہرے مین نہایت چوکس اور ہشیار اور انگریزون کے جاسوس سے خبردار رہا کرتے تھے بلکہ جب اُنمین سے کسی کو پاتے بے دھڑک مار ہی ڈالتے تھے اور دمبدم انگریزی پلٹنون کی خبرین سلطان کو پہنچایا کرتے اس جہت سے انگریزون کو تو سلطان کی روانگی کی اطلاع نہوتی اور سلطان کو اُن لوگون کے کوچ مقام کا حال خوب معلوم رہتا ٭ القصہ جب مدراس کے کار پردازون نے جانا

کہ جنریل میدوس کی سپاہ اتنی نہین ہین کہ اُنسے عہدہ برائی جیسی سلطان کے ویسے ابنوہ لشکر کے سامھنے ہو سکے، تب کرنیل مکسوئل ہوا کہ وہ اپنی جمعیّت سمیت کو ئمبا تور مین جنریل مذکور سے جا ملے، جاسوسون نے یہہ خبر سلطان کو پہنچائی تب وہ جھٹ پٹ کرنیل کے مقابلے کو روانہ ہو جا پہنچا اور تین دن تک پیہم اُسکی فوج پر گولے مارتا رہا لیکن کرنیل اُسکے سامھنے ٹل کر جنریل میدوس اور اُسکے لشکر کے پہنچنے کا منتظر تھا، جب ٹیپو سلطان کو جنریل کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو اُسنے ترنت پولامیتی کی طرف کوچ کر فوجون کو حکم دیا تا وے اعدا کے سنمکھ نہو کر اُسّے آملین، چونکہ اندنون مین یہہ سمجھکر کہ اعدا کی افواج کا مدافعہ اُسّے نہو سکیگا، اپنے والد مغفور کے رویّے کو اختیار کر ممالک محروسہ کی محافظت و پاسبانی چھوڑ اعدا کے رعیت کو تباہ کرنے پر مستعد ہوا پس میسور کی طرف نجا کر شمالی اطراف کے دکھن روانہ ہوا اس ارادے سے کہ تنجور کی سرزمین ہو کر ایکایکی ترچنا پلی جا پڑے، مگر جب کلیرون نامے ندّی کے کنارے پہنچا تو اُسکی طغیانی اور جوش و خروش دیکھکر مجبور ہوا، کیونکہ اگرچہ عبور کرنا رود کا ممکن تھا پر اعدا کی افواج اُسکے لوٹنے کی راہ بند کرنے کے لئے تعاقب مین تھی وہ بائین ہاتھ کو مڑ کر مین جتنے دہات اُسکے سامھنے آئے سر تا سر لوٹ پاٹ سے خاک سیاہ کیا پھر ترنت مہینے مین اُسنے جا کر تھیاگر ڈھ کو گھیر لیا، پر کچھ فائدہ نہوا، جب ستره دن محاصرے کو گذرے تو ترنامالی چتاپٹ، واندیواش کے رستے آگے کو کوچ کر راه کے درمیان شہرون کے اُجاڑنے برہمنون، بتخانون کے اسیر و پلید کرنے مین جو اُسکے معمولات سے تھا دریغ نکیا، بعد اسکے وہ پانڈیچیری کو روانہ اس امید پر کہ فرانسیسون سے کچھ مدد مانگے یا سر نو اُنکے ساتھ دوستی و اتحاد کا عہد کرے

مگر اس جہت سے کہ اُنکے حاکم نے انگریزون کے ساتھ یہ اقرار کیا تھا کہ وہ زنہار طرفین جنگجو میں سے کسی کی کمک نہین کرنیکا سلطان نے بناچار وہان سے ناکام پھر کر برما کابل کے قلعے کو سر کیا اور اُس لڑائی کے زمانے مین خوب ہی اپنی سر لشکری کا جوہر ظاہر کیا جنگ کے آلات اور سپہگری و دشمن سوزی کے داؤ گھات کو ایسی ہشیاری اور پردلی سے استعمال کیا کہ اُسکی چالاکی و جوانمردی نے انگریزون کا سارا منصوبہ غلط کر دیا چنانچہ اب اُنھین میسور کی بڑی سرحدون کا لینا تو درکنار ایک اور نیا اندیشہ پیدا ہوا کہ سلطان کہین مدراس کے آس پاس کی سرحدون پر لشکرکشی نکرے اور وہان کے رہنے والون کو طرح بطرح کے رنج و مصیبت مین نہ ڈالے لیکن چونکہ لارڈ کارنوالس ۱۷۹۱ سال مین بنگالے کی طرف سے ایک بڑا سنگین لشکر اور مبالغ خطیر لیکر مدراس مین آ پہنچا اور مرہٹے اور نظام علی خان کی فوجین بھی پونان و حیدرآباد سے انگریزون کی مدد کو روانہ ہوئین زمانے کا رنگ ہی اور ہوگیا تب سلطان نے کرناٹک کی اطراف سے اپنے ممالک محروسہ کی حفاظت و پشتی کے لیئے جلد کوچ کیا اُنتیسوین جنوری سنہ ۱۷۹۱ مین لارڈ کارنوالس مقام دلہوت سے سپہسالاری کا عہدہ لیکر گیارھوین فبروری کو ویلور مین آ پہنچا سلطان نے یہ سمجھکر کہ انگریزی پلٹنین انبور کے گنوارے گھاٹ ہو کر میسور کی سرحد مین داخل ہونگین اپنی فوجون کو اُس اطراف مین جمع کیا لیکن لارڈ ممدوح ویلور چھوڑ کر اُتر کی جانب روانہ ہوا اور پہلے اُسکے کہ سلطان اُسکی اس روانگی سے خبردار ہو مگلی گھاٹ مین دخل کر سلطان کے قلمرو مین داخل ہوا کولار اور ہسکوٹے کے باشندون نے بے دونون قلعے بے مزاحمت و مقابلہ اُسکے حوالے کر دیا پانچوین مارچ کو لارڈ موصوف اپنی پلٹنون سمیت بنگلور کی نواح مین جا اترا اور سلطان نے بھی اپنی فوجین لیکر انگریزی لشکرگاہ کے مقابلے مین آ ڈیرا کیا بنگلور کا قلعہ دونون

لشکر کے درمیان رہا، اُسیدن انگریزی سواروں نے جو حریف کے لشکر کی کیفیت دریافت کرنیکو متعین ہوئے تھے افواج سلطانی کے ایک غول پر حملہ کیا، بڑی جدّ و جہد کے بعد مجبوری کی حالت مین ناکام پھر گئے اور اُنکے شانہ والے بہت مارے پڑے شہر پٹنیہ تاخت کر غنیم نے لے لیا میسور کے بہت جوان کھیت آئے ۴ وا بھی اُسکا اکیسوین مارچ مین بلوے سے مسخر ہوا، قلعدار ہزار سپاہیون سمیت مار باقی ماندہ سپاہ اسیر ہوئے ایسے واقعہ کے حادث ہونے سے سلطان بھاے تو لارڈ کارنوالس کو موقت صلح کے واسطے ایک نامہ لکھا مگر جب جوا اُسکا خاطرخواہ اُسکو نملا تب اپنی فوجون کی سرداری وخبرداری سپہسالارون کو مقرر اور اُنھین یہہ تاکید کر کہ تم یہان اعدا کی تاخت ہشیار رہنا، آپ سر برنگپٹن کی طرف روانہ ہوا تا وہان جاکر پناہ کے ساما سرانجام کرے اٹھائیسوین کو اِسی مہینے کی لارڈ ممدوح اِس ارادے بنگ سے چلا کر سپاہ نظام علی خان اور اُسکے ہمراہ کی فوجون مین جو انبورگرھ چلی تھین جاملے، اپریل کی تیرھوین کو انگریزی لشکر نظام علی خان کے فوج تا جسمین پندرہ ہزار سوار تھے جا پہنچا، بعد اِسکے لارڈ موصوف اپریل مہینے سنہ ۱۷۹۱ کے بنگلور کو پھر آیا، پھر مے مہینے کی تیسری کو اُسنے سریرنگپٹن طرف کوچ کرنا شروع کیا اور مقام اراگیری مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا سلط نے اپنی فوجون کو کاویری ندی کے اُتر کنارے پر جسکے سامھنے چوربالو یادلدل لڑائی کے واسطے طیار کین، پندرھوین کو لارڈ کارنوالس نے اُسپر حملہ اور بڑی کشش وکوشش کے بعد، بسبب لاچاری کے وہان سے قلعے کی توپون کی آڑ مین آکر مقام کیا، اُدھر سے بنبئی کی پلٹن بھی جسکا جنر ابرکرنبی سپہسالار تھا، یہان مدراسی فوج کے پہنچنے سے کئی دن آگے ہی پہنچ چکی تھ

لارڈ موصوف چاہتا تھا کہ ان دونون پلٹنون کو ایک ساتھ شامل کرے مگر چونکہ ایّام بارش کے سبب ندّیان چڑھی ہوئین تھین اِس مطلب مین تاخیر واقع ہوئی، جب تو اُسنے بھی اِس راہ سے اور بھی دوسرے موانع کی جہت سے سرینگپٹن کی چڑھائی، دوسری لڑائی پر موقوف رکھ جنریل ابرکرنبی کو ترنت مالیبار کی جانب جانے کا حکم دیا، جنریل مذکور چون بار برداری کی ناداری کے سبب توپخانہ اور جنگ کا لوازمہ کچھ بھی ساتھ نہین لے گیا تھا، باوجود اِسکے سلطانی غارتگر سوارون کے ہاتھون شدّت سے تنگ کیا گیا، کیونکہ اِن لوگون نے کچھ لشکری ساز و سامان تو لوٹ لیا، سپاہیون مین سے بعض بعض کو اسیر اور کتنون کو قتل کرڈالا اور بالکل انبارون مین باروت کے جو پریاپٹن نامے بتخانے کے درمیان ڈھیر کر رکھی گئی تھی سلطان کے حکم سے آگ لگادی، الغرض کہ اِن سوارون نے انگریزی لشکرگاہ کے آس پاس کی سرحدون مین تنکے بھر کی چیز بھی باقی نہین چھوڑی تھی حریف کے آدھے سوارون کو پیادے چلنے کی نوبت آئی لارڈ کارنوالس کے لشکر مین ہرروز مواشی جانور ہزارون مرنے لگے، رسد کی راہ اِس طور سے بند کی گئی تھی کہ غنیم کی فوج مین ایک بیل چاول بھر لکا بھی پہنچنا ممکن نہ تھا، اسیطرح اخبار و نامہ پیام کی تمام راہین یکلخت مسدود کردی گئی تھین یہانتک کہ خبر مرھٹون کی افواج کی جن کے پرسرام بھاو اور ہری پندت سرغنہ تھے اور سرینگپٹن مین پہلے ہی اُنھین پہنچنا ضرور تھا نہین پہنچ سکتی تھی، بناچار لارڈ موصوف ایسی بے بسی ولاچاری کی حالت مین اِس درجے مجبور ہوا کہ خواہی نخواہی اُسے تمام ساز و سامان اپنے توپخانے کا برباد کرنا گولون کو دریا مین ڈالنا، آلات لشکرکشی کے بالکل چھکڑون عرابون کو جلانا اور سے مہینے کی چھبیسوین بنگلور کی جانب ناکام پھر جانا ضرور ہوا اور اُدھر اِسی جہت سے

سرینگپٹن کے قلعے سے مبارکبادی کی باڑین دغنے لگین رات کے وقت تمام
شہر مین اس خوشی سے روشنی کی گئی ، درباریون اور حضور کے مقربو
نے تہنیت کی رسمین ادا کین کہ الحمدللہ اسنے قوی دست اعداے دولت
اس دوسری لڑائی مین شکست پاکر ناشاد نامراد پھرائے گئے باوجود اس
سلطان کے دل پر جون روز مرہ اُسے فتح مندی کے ساتھ مرہٹون کے آگے بڑ
آنے کی خبرین پہنچتی تھین خوب اس بات کا نقش تھا کہ ہرچند افسون و عزیمت
سے آسیب ان سفید دیوون کا دارالسلطنت سے کچھ دور ہوا لیکن
تسخیر اُنکی ہنوز قرار واقعی عمل مین نہین آئی اسیواسطے لارڈ کارنوالس
پاس صلح کرنے کے باب مین ایک نامہ لکھا ، جب اُسکے مضمون سے لارڈ
موصوف نے معلوم کیا کہ اِنہون جو انگریزون اور اُنکے خیرخواہون مرہٹے اور نظام علی خان
مین باہم میل ملاپ کا عہد پیمان ہوا ہی سلطان اس جتھے کے توڑنے اور
آپ ہی انگریزون کے ساتھ اتفاق اور وفاق رکھنے کا ارادہ رکھتا ہی ، تو
جواب مین یون لکھ بھیجا کہ مین آپ کا کسیطرح کا پیام جسمین خیرخواہان انگ
مرہٹے اور نظام علی خان شریک و متفق نہون منظور نہین کرسکتا ، علاوہ اسکے
سے کچھ عہد و پیمان قرار پانے کے پہلے یہہ بات نہایت ضرور ہی کہ آپ انگ
کے سارے اسیرون کو حوالے کر دیجیئے ، جب پھر سلطان نے ٹھیک ٹھیک حقیقت
حال بیان کیا کہ اُنکے اسیرون مین سے ایک بھی اُسکے یہان نہین ہی ، اور یہ
وہ بیقین جان چکا تھا کہ لارڈ کارنوالس اپنے ہواخواہون کی عہد شکنی جائز نہ
رکھینگا اس لیئے دوسرے ہمعہدون کو اپنے ساتھ ملانے یا اُنھین آپس
معاہدے سے پھرانے اور اپنے تئین انگریزون کی دوسری لڑائی کے خطرون
ڈالنے کے درپے نہوا اب جو انگریزی لشکرگاہ مین مرہٹون کے رسد لیکر

سے تنگی کی جگہہ فراخی کا سامان پیدا ہوا جسّے لارڈ کارنوالس کو کچھ دن
سریرنگپٹن کے حوالی مین ٹھہرنا تو ممکن ہوا پر سر دست دستیاب و درست ہونا
اُن حربی اسباب و ہتھیارون کا جنھین اُسنے ابھی تباہ و برباد کیا دشوار تھا اور نیے اِسکے
محاصرے کا قصد کرنا بھی معلوم ۔ تب اپنے لشکریون کو حکم دیا کہ کرناٹک اور میسور
کے بیچ سے آنے جانے کی کوئی راہ ڈھونڈھ نکالین جسّے اسباب اور ذخیرون
کے لیجانے کی سہولت اور بنگلور مین رسد و جنگی سامان کے جمع کرنے کی
صورت ہو ۔ جون مہینے کی چھٹّھی تاریخ افواج متّفقہ ناگمنگل مولید رگ اور اوتری
درگ کے رستے سے جولائی کی ساتوین کو بنگلور کی نواح مین پہنچین ۔ تب
مرہٹون کی فوجین چیتل درگ کی جانب روانہ ہوئین اور نظام علی خان کے
سوار لوگ کنجیکوتے کی طرف گئے انگریزون کی پلٹن نے بنگلور کو کوچ کیا
جولائی مہینے مین انگریزون کی فوج سے ایک غول نے اوسور کا حصار
سر کرلیا اتّفاق سے وہان ایک روزنامچہ اُنھین ملا جسّے معلوم ہوا کہ تین شخص
فرنگی جو اُس قلعے مین اسیر تھے سلطان کے حکم سے قتل کئے گئے ۔ انگریزون کی پلٹن
اوسور کے گرد و نواح مین رہتی تھی کہ کرناٹک سے بھی ایک بڑی جمعیّت وہین
اُنکے ساتھہ آملی ۔ جب تو انگریزون اور اُنکے ہواخواہون کی سپاہ نے آگسٹ
سپٹنبر اکطوبر اِسی تین مہینے کے درمیان کتنے ہی قلعے اور حصار جن مین یے
کئی اچھیّ درگم اوڈیہ درگ راے کوٹا نندی درگ بڑے نامی اور مشہور
تھے اپنے تحت و تصرّف مین کرلیا ۔ اِسی ایاّم مین جاسوسون نے سلطان کے
گوش گذار کیا کہ کونمبا تور کی سرزمین جو انگریزون کے دخل مین ہی اُسکے نگہبان
سپاہی تھوڑے سے ہین . جب سلطان نے ایسے قابو کے وقت کو غنیمت
جان کر اُسکے مسخّر کرنے کے لیئے ایک فوج تعینات کی ۔ پھر میر قمرالدّین خان سپہسالار

سے کے ہمراہ بڑی کمک بھیجی جسکے سبب سے وہ تعلقہ بھی سر ہو گیا اور لف
کالرس اپنے ایک ہزار سپاہی سمیت اسیر ہو آیا، سلطان اسکے کچھ
بعد ایک جماعت سپاہ کی جو بدنور سے آتی تھی اُسکے مقابلے کے ارادے
طرف روانہ ہوا، وہاں سلطان کے پہنچتے ہی مرہٹے کی فوج مین جو پرسرا
کی اہتمام سے پیتل درگ کا قلعہ گھیرے پڑی تھی ہل چل پڑ گئی، لیکن
اپنے کام کو انجام کر سریرنگپٹن کا عازم ہوا اب لارڈ کارنوالس جیسے کرن
اور حیدرآباد کے درمیان آنے جانے کی راہ ملگئی تھی اِس بات پر
ہو اکر بنگلور اور سریرنگپٹن کے بیچ مین جو قلعے ہین اُنھین لے لے جنمین
ساوندرگ اور اُتری درگ یہ دونون بڑے بھاری اور مشہور حصار
بلکہ ساوندرگ تو جمہور خلایق کے گمان کے موافق اُن حصین و متین قلعو
محسوب ہی جنکے سر کرنے مین بڑے بڑے اُولوالعزمون کے بھی ہاتھ پانو
ہین، ہوا اسکے گرد و نواح کی اِس درجے ردی کہ اکثر طبیعتون کو نا
پڑتی ہی اور اِس لئے اُسے مرت گری یا موت کا پہاڑ کہتے ہین سلطان اُس
استواری اور اُسکی ہوا کی ردائت پر اتنا اعتماد رکھتا تھا کہ جب گو یندے
پاس خبر لائے کہ انگریزون نے اُسکے مسخر کرنے کا قصد کیا ہی تب وہ نہا
خوش ہو کر فرمانے لگا کہ انشاء اللہ تعالی اُنکی آدھی فوج تو غازیون کی
آبدار سے زہرابہ مرگ چکھیگی اور بقیۃ السیف ایکہی باد سموم کے جا
مین برباد ہو جائینگے، القصہ سنہ ۱۷۹۱ کی دسوین دسمبر مین لارڈ کارنوا
نے اُس قلب حصار پر چڑھائی اور اُسکا محاصرہ کرکے گیارہ دن کے عرص
اُسے مسخر کر چوبیسوین کو اُتری درگ بھی سر کرلیا، افواج سلطانی کے لو
ایسے رعب مین آگئے تھے کہ فرنگستانیون کو دیکھتے ہی قلعہ چھوڑ بھاگ

دام گرﮬ وغیرہ بھی بے رنج و مقابلہ انگریزون کے ہاتھ آیا بلکہ دروبست وہ
سرزمین سنگلاخ جو مابین بانگلور اور کاویری ندّی کے ہی اُنکے قبضے مین آگئی
نظام علی خان کی سپاہ نے آگسط مہینے سے نونبر تک گرم کنڈے کو محاصرہ کرکے
نپیچے کی گڑھی سے لی٭ تب اس گڑھی کی محافظت و نگہبانی کو موید الدّولہ عرف
حافظ جی سپاہیون کی ایک بڑی جمعیّت کے ساتھ وہان رہا اور باقی سپاہ جسکا
نواب سکندرجاہ سرلشکر تھا وسط دسنبر مین کولار کی طرف کوچ کرگئی
اُسی مابین مین اُسی مہینے کی اکیسوین کو شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار
سوار کی جمعیّت صمیت مانند بادصرصر روانہ ہو کر ناگہان سرپیتا پر تو ٹ کر مغلیونکی
بالکل جماعت کو جو وہان کی پاسبانی مین مشغول تھی اسیر کرلیا قلعے کے
پاسبانون کو تازی کمک سے قوی دل کیا اور بہت سے سردارون کو اُنکے اہل
و عیال ساتھ قلعے سے نکال بخیر و عافیت سرینگپٹن کی طرف مراجعت کی٭ جون
مہینے مین جب مرہٹون کی فوج پرسرام بھاو کی اہتمام سے چیتال درگ مین آپہنچی
تو اُس سردار نے اُس حصار کے آثار و اوضاع کو دیکھکر یہہ معلوم کیا کہ
لڑ بھڑکر اِسکا سر کرنا دائرۂ امکان سے خارج ہی اسیواسطے چاہا کہ رشوت دیکر
کوتوال کو ملالے تا اِس وسیلے سے قلعہ ملجاے لیکن جب یہہ بھی نہوسکا٭ تب وہ
چندے اُس نواح مین رہکر اُس سرزمین کو خراب و تباہ کرتا رہا٭ آخرالامر اُس
سرحد کے پچھم طرف اُسنے آکر انگریزی لشکر کی پشتی سے ہولی ہانورا اور کئی
اور قلعون کو مسخر کرفتح پائی٭ چونکہ سلطانی ممالک محروسہ مین فقط کنڑے اور
بدنور کی سرزمین افواج متّفقہ کی تاخت تاراج سے بچ رہی تھی سلطان اُنھین
محالون سے حسب احتیاج غلّہ منگوایا کرتا لیکن چونکہ مرہٹّے کے لٹیرون کا بھی خوف
لگاہی رہتا تھا کہ مبادا وے تنگبھدرا ندّی پار ہو کر اُن مکانون پر ظلم و ستم کا ہاتھ

دراز کرین اس لیئے سلطان ہشیاری و پیش بندی کی راہ سے وہان کی خبرد
وحفاظت کے واسطے نواب علی رضاخان کے ہمراہ ایک بھاری جما
سپاہ بہیجی ٬ یہ سردار تنب ندّی کے پچھم کنارے کے پاس جاکر
نام حصار اپنے چند اول مین رکھ اُترپرا ٬ مرہٹون کا لشکر سنہ ۱۷۹۱ کی پچیہ
اور چھبیسوین دسمبر کو آگے پاپیچھے بھدرا اور تنب ندّی جو دونون اُن د
پایاب تھین پار ہوا ٬ تب انگریزی پلٹن اُسکی مدد کو پہنچکر میسور کی فوج پر
پڑی اور بڑی تگدو کے بعد فتح مند ہوئی نواب مذکور اپنی جمعیّت سے
کابید رگ کے قلعے مین جو بدنور سے تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہی اور وہ ا
ہاتھیون اور خزانے کو اسکے پہلے ہی وہان بھیج چکا تھا ٬ آکر پناہ لی ٬ ایک
دسمبر کو جب حریف نے سموکا مین تسخیر کے لیئے مورچہ طیّار کیا
چار دن کے محاصرے کے بعد ٬ اُسپر چھوڑ دیا ٬ پرسرام بھاو دوسرے
کے جنوری مہینے تک مع اپنی فوج سموکا کی نواح مین رہا ٬ بعد اسکے بدنور
حصار مین اُسنے آکر پہلے تو قلعے کے باہر کے بعضے مکانون پر حملہ کرنیکو حکم دیا لیکن
یہ سنا کہ سلطان کے نامور سپہسالارون مین سے قمرالدّین خان بہادر لشکر جرّار ہمراہ لئے
کی پشتی وحمایت کے واسطے آتاہی تب اُس قصد سے باز آکر چاہا کہ لارڈ کارنوالس
وعدیکے موافق جاملے اور محاصرہ کرنے مین دارالسلطنت سلطان کے اُسکا مددگار ہو ٬
پرسرام اسی نیّت پر وہان سے چلا ٬ جب نواب علی رضاخان کے شکست
کھانے کی خبر سلطان کو پہنچی تو اُسنے ترنت قمرالدّین خان کو بدنور کی پشتی
واسطے جانے کا حکم دیا اور اس بات مین قدغن کیا کہ ہرگز مرہٹون کے تعاقب کا
نکرنا بلکہ اُن شریر شورپشتون کو غازیون کے حملون سے ہٹا کر اپنے فوج کے
فوجون کے جمع کرنے مین مصروف رکھنا اور جب اُنکے بہیجنے کی فرصت ہا

تو سریرنگپٹن کی طرف روانہ کرنا، انھین دنون مین سلطان نے ایک فوج
اپنے غارتگر سوارونکی کرناٹک کی جانب اُسکے تاخت تاراج کرنے کے لیئے
روانہ کی، اِسسے غرض سلطان کی یہ تھی کہ انگریزی افواج جو اُسکے قلمرو پر چڑھ
آئی ہین بعضی اُن مین سے ضرور اپنی سرحد کی خبرداری کو پھرجائنگی، اور
اِس تقدیر مین اعدا کا زور البتہ گھٹ جائیگا، القصہ سلطانی غارتگرون نے موافق
حکم والا کے اُس مقام پر جہان سے مدراس کچھ کم تین میل تھا پہنچکر رعایا کو قتل کیا
اور کئی گانو مین آگ لگا دیا آخر کو سلطان نے یہ سمجھکر کہ اِس طرح کا تاخت تاراج
کچھ فائدہ نہ بخشیگا، سر نولارڈ کارنوالس سے صلح کی خواہش اور ایلچی بھیجنے کی
پرسش کی، جب پھر اُسنے اگلی عہدشکنی کی ناخوشیون کے سبب سے اُسی وقت
سلطان کے ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا کہ بدون اِسکے کہ سلطان کو تنباتور کے تمام
اسیرون کو چھوڑ دے مصالحے کے باب مین ایک بھی نامہ و پیام منظور نہوگا،
بعد اِسکے جب وہ محاصرہ کرنے کا بالکل لوازمہ اور ہر قسم کا اناج موجود کرچکا تو
پرسرام بھاو کی انتظار کرنے کو بے فائدہ سمجھ فبروری کے سنہ ۱۷۹۲ مین
نظام علی خان اور ہری رام پنڈت کے لشکر کے ہمراہ اوتری درگ سے آگے بڑھا
اور اِدھر قریب ایک ہزار سلطان کے سوار لوٹ پاٹ مچانے کی تدبیر و تردد مین
تھے، لیکن جب اُنھون نے راہ کے گانؤن مین آگ لگا اُنکے جانورون اور رہنے والونکو
نکال باہر کیا، پانچوین کو افواج متفقہ سریرنگپٹن کے سواد مین آپہنچین اور کاویری
ندی کے پاس اُترین، اِدھر سلطان بھی اپنے لشکر کو ایک محکم جگہہ مین جمع کر
صف آرائی کرچکا تھا، اِس رزمگاہ مین سلطان کے ساتھ پنتالیس ہزار پیدل
اور بیس ہزار سوار کی جمعیت اور سو ضرب توپ کی تھی، لارڈ کارنوالس
چھٹھی تاریخ کی رات کو نو بجے چھہ ہزار سات سے انگریزی پیدلون سمیت

بے توپ ؐ سلطانی پرے کے سامھنے آپڑا طرفین سے بڑی لڑائی واقع ہو
ساتوین کو سلطان نے دلیری کی راہ سے کئی بار ہاتّا کیا کہ کسی طرح ندّی
اُتّر کی النگ ہاتھ آجاے جسّے وہ انگریزون کو ٹاپو سے نکال باہر کرے
لیکن کچھ مفید نہوا ؐ اور اس جہت سے کہ سلطان کے سپاہی رعب مین آگئے
غول کے غول اُسکی فوج سے نکل گئے اور فرانسیسون کی جماعت بھ
سلطان کی خدمت مین تھی جنگ کی بدانجامی سوچ کے لارڈ کارنوالس سے جا
جزیرۂ سرینگپٹن کے پورب رخ کو لال باغ نامے ایک شاہانہ بوستان ہ
نہایت پرفضا اور دلکشا اس باغ مین کئی بڑے بڑے بالاخانے و بارادریان
فرح افزا نشیمن بنے ہوئے ہیں جو انگریزون کے قبضے مین آگئے تھے لارڈ ممدوح
ضرورت جان کر اس باغ کے درختون کے کاٹ ڈالنے اور وہان مورچے بنانے
واسطے حکم دیا اور وہ قصر وعمارت شاہی مریضون اور مجروحون کے بیمارستان بنائے گئے

بیت

آری چہ عجب داری کاندر چمن گیتی
چغد است پئی بلبل نوحہ است پئی الحان

سلطان کا غنچۂ خاطر بھ انقلاب زمانے کا دیکھکر کہ جس باغ و بستان دلچسپ
طیاری مین لک ہا روپیے خرچ ہوئے تھے ؐ اب وہی موافق اس شعر فارسی

بیت

جائیکہ بود آن دلستان با دوستان در بوستان
شد زاغ و کرگس را مکان شد گرگ و روبہ را وطن

ایسا ویرانہ اور وحشت خانہ بنا کہ جہان بہار اور گل کی جگہہ خزان اور خار ہی رہ
نہایت پژمردہ ہوا ؐ تب حسب الحکم والا اُس باغ اور مکانات پر جو بالفعل

کے تحت و تصرّف میں تھے قلعے سے متواتر توپوں کے گولے مارے گئے اگرچہ
اُنمیں سے بعضے گولے انگریزی لشکرگاہ میں جو سامھنے ندّی کے کنارے پرتھی پہنچیے
لیکن اُسّے کچھ اُنکے درد کا درمان نہوا اب جو سلطان نے خوب تامّل کرکے دیکھا
کہ مصوّر خرد کوئی نقشِ مراد کا اُسکی لوح خاطر پر نہین کھیچتا تو پھر یہہ قصد کیا کہ بار دیگر نامہ و
پیام سے صلح کا طالب ہو چنانچہ اِس کام کے انجام دینے کے واسطے لفٹننٹ کلرس
اور ناش کو جو کونُنباتور کی لڑائی مین سلطان کے ہاتھون اسیر ہوئے تھے حضور مین
طلب کرکے یون ارشاد کیا کہ اب مین اِس فکر مین ہون کہ جلد تمہین قید سے مخلصی بخشون
صورت اُسکی یہہ ہی کہ مجھے چونکہ بہت دنون سے خواہش مصالحے کی ہی مین نے
صلح کے باب مین جو نامہ لارڈ کارنوالس کے نام کا لکھا ہی اُسکا تمہین کو حامل بناتا ہون
اُسکو لیجاؤ اور جواب اُسکا مجھے پہنچاو اتنا کہنے کے بعد وہ نامہ لفٹننٹ کلرس کے
حوالے کر دو شال اور پان سی ہون اُسکو دیا اور پیچھے سے اُنکے لواحق
و اسباب کے بھیج دینے کا اُسّے وعدہ کیا بعد اِسکے حکم ہوا کہ اُسے اُسکے
رفیق سمیت حضور کے سوار اور ملازم انگریزون کی لشکرگاہ مین پہنچادین
چنانچہ وے دوسرے دن انگریزی لشکر مین جا پہنچیے سولھوین فبروری کو
بمبئی کی پلٹنین جنکا جنریل ابرکرنبی سرغنہ تھا لارڈ کارنوالس سے آملی اِس فوج مین
دو ہزار فرنگی جوان اور چار ہزار ہندوستانی تھے اٹھارھوین رات کو قلعے کے
اُتر رخ مورچہ طیاّر ہوا تب اُنیسوین تاریخ جنریل ابرکرنبی معہ اپنی فوج کاویری
ندّی پار ہو کر دکھن پورب کی طرف اُتر پڑا اِس لڑائی مین سلطان بذات خاص
مدافعے کے لئے پیادہ و سوار کی ایک فوج سنگین لیکر سرگرم رہا آخر بڑی تگاپو
کے بعد سریرنگپٹن کو چلا گیا بائیسوین کو اُن مکانون پر جنھین جنریل مذکور نے
لے لیا تھا میسور کی سپاہ نے بڑے زور شور سے حملے پر حملے کیا پر کچھ فائدہ نہوا

اسی حرب کے زمانے مین نامہ پیام مصالحے کا بھی باہم ہوتا تھا، آخراً
اسی مہینے کی چودھوین تاریخ وکلاے سلطان اور سرداران ہمداستا
کے وکیلون نے اُس ڈیرے مین جو خاص کر طرفین کے ایلچیون کے مجتمع
ہونے کے لیئے کھڑا کیا گیا تھا آکر آپس مین ملاقات کی، ہر طرح کا سوا
جواب باہم درمیان آیا، لیکن کوئی بات فیصل نہوئی اور رفع شر کی کو
صورت نہ ٹھہری تب مورچہ بنانے کے اسباب کی طیّاری کی گئی، انگریزون کی
کو پرسرام بھاو کے آنے کی خبر بھی گرم تھی، سلطان بتقاضاے ضرورت لارڈ موصوف
کی درخواست کے موافق اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالے کرے
اور بارہ مہینے کے عرصے مین نقد تین کروڑ تیس لاکھ روپیے اُنھین دے
اور اپنے والد بزرگوار کے وقت کے تمام انگریزی اسیرون کے چھوڑ دے
اور اپنے دو فرزند دلبند کو اس لیئے کہ ان شرطون کے ایفا و اتمام
اعتماد رہے، اُسکے پاس بھیجنے پر راضی ہوا چنانچہ چھبیسوین کو یہ دو
شاہزادے بڑے توزک و تجمّل کے ساتھ انگریزی لشکرگاہ مین پہنچے
لارڈ کارنوالس نے کتنے منصبدارون سمیت اپنے ڈیرے کے درواز
شہزادون کو استقبال اور معانقہ کرکے نہایت خاطرداری اور گرم جوش
سے خیمے کے اندر لا بٹھلایا اور اثناے کلام مین سلطان کے وکیل اور شاہزادون
تسلّی کے واسطے فرمایا کہ ہم سے تم صاحبون کی خدمت و دلداری جیسی
چاہیئے موافق مرتبے و منزلت کے بے شبہہ عمل مین آئیگی تب دونون شہزاد
کو ایک بیش قیمتی سنہری گھڑی اپنی محبت کی نشانی دی، بعد اسکے
عطر پان کی تواضع کرکے گورنر موصوف نے اُنکی سواری کے ہاتھی تک ہمراہ آ
بغلگیر ہونے کے بعد، اُنھین رخصت کیا، شاہزادے اُسی مدارات وتعظ

سے کے ساتھ جیسی لارڈ صاحب سے کے خیمے مین اُنکے داخل ہونے سے کے وقت وقوع مین
آئی تھی اپنے خیمے مین آ پہنچے ، دوسرے دن جب گورنر صاحب شاہزادون
سے کے خیمے مین اُنکی ملاقات کو گیا تو ادھر سے بھی اُسکی تعظیم وتکریم کی شرطین
بجالائی گئین ، اور رخصت سے کے وقت جواہر نگار قبضے کی دو فارسی تلوار بطریق
پیشکش گورنر صاحب کو دی گئین لارڈ صاحب نے جو شاہزادون سے کے ساتھ
ایسے حسن سلوک کی رعایتین کین یہہ بات سلطان اور اُسکے محل سرا کی
بیگمون کی خوشی کا باعث ہوئی ، اب عہد نامے پر سلطان نے اپنی مُہر و دستخط
کی ، مارچ مہینے کی نو ہین کو دونون شاہزادے بڑی حشمت و شوکت سے کے ساتھ
لارڈ صاحب سے کے خیمے مین وہ عہد نامۂ کامل مُہر کیا ہوا سلطان کا دینے آئے ، لارڈ
موصوف کمال توقیر و تکریم سے استقبال کر لے آیا ، جب طرفین سے ملاقات کی رسومات
عرفی ادا ہو چکین تو شاہزادہ عبد الخالق نے تین قطعہ عہد نامۂ کامل لارڈ صاحب کے
ہاتھ مین دیا گورنر بہادر نہایت خوشی سے وہ کاغذات لے بڑے تعظیم و
تکریم سے دست بسر ہوا ، بعد اسکے شاہزادے وہان سے رخصت ہو اپنے
خیمے کو پھر آئے ، صحیح روایت سے یہہ بات ثابت ہوئی ہی کہ جب سرینگپٹن سے
سردار ان ہمعہد اپنے اپنے دار الحکومت کی طرف روانہ ہوئے تو سلطان کو اِس
صلح مغلوبانہ سے کے تقرّر سے اسقدر رنج و ملال لاحق حال ہوا تھا کہ وہ کتنے دنون تک
ایک محل مین سب سے الگ ہو کر خلوت نشین رہا ، آخر اُسکے اِس گوشہ
تنہائی سے باہر نکالنے سے کے لیئے محلسرا کی بیگمون نے یہانتک گریہ و نالہ کیا کہ اُسنے
بناچار اُنکی بیقراری و اصرار پر رحم کر سے کے ملازمان بارگاہ سلطانی خصوصاً میر صادق
اور پورنیا کو حضور مین طلب فرما اُن سے اپنی ریاست کی صلاح و بہبود اور خزانہ
عامرہ کی معموری سے کے باب مین مشورہ کیا ، ان صلاحکارون نے اپنے آقا کی

اعانت کو لازم جان کر یہہ بات ٹھہرائی کہ رعایا سے اسقدر روپیہ سلطانی
خزانے مین داخل کیئے جائین جتنے شاہی خزانے سے غنیم کو دیئے گیئے تا اُس
خسارے کا جبر نقصان ہو جاے ' سلطان نے مصالحے کے اُن تین کرور
تیس لاکھ روپیہ مین سے اپنی ہمّت و جوانمردی کے سبب تیس لاکھ کو
وضع کرکے یہہ حکم دیا کہ باقی تین کرور کو بطور اضافہ ' رعایا کے مقدور کے
موافق خراج معمولی پر اِس نسبت سے تقسیم کیا چاہیئے کہ کسی پر جبر و ستم نہو
اگر یہہ زر اضافہ رعیتون سے بسہولت و راستی لیاجاتا تو اُن بیچارون کے حق مین
چندان بار نہوتا پر افسوس یہہ ہی کہ عاملون اور تحصیلدارون نے اِس حکم
اپنے ظلم و تحکّم کا وسیلہ پاکر اطراف کے صوبون کو بھی رشوت دے دے اِس
جور و ستم مین اپنے ساتھہ ملالیا ' تب تو رعایا سے اُن ستمگار ظالمون نے
تین کرور کی جگہہ دس کرور وصول کیا ' اور طرفہ تر یہہ کہ سلطان تک اُ
مظلومون کی داد و فریاد نہین پہنچتی تھی آخرکو سلطان نے تخت حکمرانی پر
جلوس فرمانے کے بعد ' باج و خراج کا نیا دفتر طیار کروایا اور بعد تقرر اِضا
کے نئی فوج نگاہداشت کرنے لگا ' ہرچند لوگ عرض کرتے تھے کہ اِن دنوا
اِس قدر فوج کا بڑھانا مناسب نہین ہی پر وہ بلند حوصلہ اُنکے جواب مین
یہہ فرماتا کہ مین نہین چاہتا کہ کوئی رسالہ یا فوج اگلی افواج مقرّرہ سے کم ہو
باوصف اِسکے حکم والا صادر ہوا کہ اُن قلعون اور گڑھیون کی دیوا
وحصار کو جن کی نگہبانی و پشتی مین اُنکے قلعہ دارون اور محافظون نے اعدا کے
تاخت و حملے کے زمانے مین قرار واقعی کوشش نہین کی تھی ڈھا گرائین او
قلعہ بنگلور چون انگریزی پلٹنون کا ذخیرہ اور انبار خانہ بنا تھا اِس لیئے اُسکے با
مین تو سلطان ایسا برہم ہورہا تھا کہ حکم دیا کہ اُسکے مکانات کو (جنکے بنانے مین

خود سلطان اور اُسکے والد ماجد نے لاکھون روپیہ صرف کیا تھا) جڑ بنیاد سے کھود خاک سیاہ کر ڈالین ۔ اگلے دنون جب حرب و پیکار گذشتہ واقع نہین ہوئی تھی سلطان نے تیمور شاہ پسر احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جو حاکم ملک افغانستان کا تھا طریقہ نامہ و پیام کا جاری کیا تھا اور بالفعل اُسکے بیتے زمان شاہ کے پاس جو اپنے باپ کی جگہہ تخت پر بیٹھا تھا لکھ بھیجا کہ مقتضا دین و اسلام کا یہہ ہی کہ آپ ہندوستان کے مسلمانون کی اعانت اور مملکت دہلی کے مسخر کرنے کو فوجکشی کرین ۔ اور سفیران کاردان پیشوا اور دولت رام سیندھیا اور نظام علی خان کی سرکارون مین بھی ہنگامہ و خلاف برپا کرنے اور فتور و خلل ڈالنے کے لیئے اِس اتفاق وہمداستانی مین جسے اُنھون نے انگریزون کے ساتھ کی تھی بھیجے گئے اور نواب محمد علی خان کے ساتھ بھی جو انگریزون کا قدیمی دوست اور بڑا ہی خیرخواہ تھا ۔ سلطان دانش پناہ نے لگاوٹ کرنے مین قصور نہین کیا تھا سلطان جب گذشتہ عہد و پیمان کی شرطون کو تمام پورا کرچکا تو اُسکے دونون نونہالان سلطنت مدراس سے پروانگی مراجعت کی پاکر میجر ڈفٹن کی اہتمام مین ایک جمعیت معقول کے ہمراہ سنہ ۷۹۴ اکی اتھایئسوین مارچ کو اپنے پدر عالی مقدار کے لشکر مین دیونہلّی کے درمیان آئے اور اُسکے دوسرے دن میجر مذکور نے سلطان کے حضور مین آکر شاہزادون کو پہنچادیا سلطان بڑے الطاف و اشفاق کے ساتھ میجر سے پیش آیا ۔ اُسنے اپریل کی چھٹی تک سلطان کے لشکر مین رہکر کئی بار مجرا حاصل کیا ۔ اور ہرمرتبہ اُسسے انگریزون کا ذکر خیر سنا ۔ انگریزونکی طرف سے پونان مین جو رزیڈنٹ تھا اُسنے گورنر جنرل کو اِس امر کی کہ اندنون سلطان اور مرہٹون مین خفیہ خط کتابت ہی اطلاع کی صلح و آشتی

کے عہد و پیمان درمیان آنے کے بعد بھی سنہ ۱۷۹۶ تک کوئی ایسا مرد
وصوبہ یا رئیس و امیر کیا ایران کیا ہندوستان کیا دکھن کیا کوہستان نیپال
نہ تھا جسکے پاس سلطان کا نامہ یا ایلچی اس پیغام کے ساتھ بھیجا نہ گیا کہ و
سلطان کے ساتھ متفق ہو کر قوم انگریز بزثروت طلب کو ہندوستان سے نکا
مین کوشش کرین ' بہرکیف ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اندنون سلطان کا اختر طا
اوج سعادت پر تھا جو انگریزون کے ہواخواہون کی سرکارون مین باہم نزاع ا
ورخشے واقع ہوئے ' جسنے اُس قوم کی بدخواہی کو نئے نئے دشمن نکلے ' تفص
اُسکی یہ ہی کہ در سنہ ۱۷۹۴ جب رامپور مین رہیلے پٹھانون کا سردار فیض
خان مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا مسند حکومت پر بیٹھا ' جب یہ سردارزادہ اُس
چھوٹے بھائی غلام محمد خان کے جاسوسون کے ہاتھون مقتول اور غلام محمد
مسند ریاست پر مستقل ہوا ' تب انگریزون نے اُس مقتول کے لڑکے
کمک کو آکر غلام محمد خان کو لڑائی مین شکست دینے کے بعد ' گرفتار کر
روانہ کیا پر یہان وہ حج کرنے کے بہانے مکے جانے کے لئے انگریزون سے رخص
لیکر جہاز پر سوار ہوا ' اور قضاکار یا باختیار کسی بندر مین جو ٹیپو سلطان کے
مین تھا مکہ سمجھ جہاز سے اُتر پڑا ' پھر وہان سے جلد سلطان کے ایلچیون
ہمراہ کابل کو روانہ ہوا ' اب وہان اُسنے پہنچکر انگریزون کی بیخ کنی
درپی ہو کر زمان شاہ والی کابل کو اس بات پر تحریض کیا کہ آپ ہندو
کے تاخت تاراج کرنے کے لیے لشکرکشی کیجئے انشاءاللہ تعا
دلی مین آپ کے پہنچتے جتنے رہیلے پٹھان ہمین سبکے سب آپ کے
ہمقدم ہو جائینگے اور پونا مین پیشوا کے ارکان دولت ' جو دو
رام سیندھیا کی بڑی بڑی فتحون اور کثرت سپاہ کو دیکھ دیکھ ر

کی آگ سے جل بھن رہے تھے اُسّے طالب خراج ہوئے جسپر یہ سردار اپنا ہی مبلغ خطیر از روے حساب زمانہ گذشتہ اُس سرکار کے ذمّے پانا ادّعا کر ایک لشکر جرّار ہمراہ لے پیشوا کے دار الملک کی طرف اِس قصد پر کہ تا وار کے زور سے اپنے دعوے کو ثابت کرے روانہ ہوا۔ اِس طرح پیشوا کے امیرون مین سے بھی ایسا قوی حریف پیدا ہوا جسنے اِس ریاست کی جمعیّت مین پھوٹ ڈالی اور اسی وقت سے پیشوا کے ارکان دولت مین خلاف و نزاع پیدا ہوا اور اُسکی ریاست مین اختلال آیا خیر یونان کا تو اِنھون یہ حال تھا۔ اب ریاست حیدر آباد کی روداد سنئے کہ اِس ایّام مین چون صبح جوانی نواب نظام علی خان کی شام پیری سے مبدّل ہو چکی تھی اور اقسام طرح کے رنج و بیماریان اُسپر مستولی ہوئی تھین اُسکے فرزند کہ ثروت و حشمت کے آرزومند اور مسند ریاست کے مشتاق اور ہر سمت سے استعانت و کمک کے جویان تھے۔ سلطان نے اِس فرصت کو غنیمت سمجھ خفیہ امیرزادہ فریدون جاہ کی طرفداری اختیار کر سیّد غفّار سپہسالار کو انبوہ لشکر کے ساتھ اپنے باجگزار صوبون سے تحصیل خراج کے بہانے سے اُس طرف روانہ کیا اور خلوت مین اِس سردار کو حسن و قبح اِس امر کا بخوبی سمجھا بجھا دیا تا وہ اِس بات مین کمال ہوشیاری سے جو کچھ مصلحت جانے بلا تاخیر بجالاے اِدھر انگریز لوگ یہ سب احوال دیکھ سن شدّت سے بدگمان اور حربی ساز و یراق کی طیّاری مین سرگرم ہوے سنہ ۱۷۹۷ کے اوائل مین لشکر پٹھانون کا جن کا زمان شاہ سپہسالار تھا اٹک ندّی پار ہو دلّی کی جانب روانہ ہوا لیکن پنجابی و نانک شاہیون کے مقابلے اور مقاتلے کے سبب نامراد پھر گیا گمان غالب ہی کہ زمان شاہ کا یہ قصد کرنا سلطان کے استدعا سے عمل مین آیا تھا بہر تقدیر ظہور سے اِس

واقعے سے کے ایسا انگریزون کے دلون پر خوف وبیم مستولی کیا کہ ان
آشکارا ایک بڑی جمعیّت سپاہیون کی مہدی گھاٹ مین گنگا کے پچھم
پر اُسکے مدافعے کو جمع کیا سلطان کی فکر و تدبیر اور اِندنون اُسکی
حرکت سے اگرچہ زمان شاہ کے ساتھ اُسکے نامہ پیام کا حال اُسوقت
تھا یہہ قیاس کیا جاتاہی کہ سلطان یہہ ارادہ رکھتا تھا کہ ایسے قابو کو جو اُ
ہاتھ سے نہ دے اور کرناٹک پر چڑھائی کرے اِس لیئے مدراس کی پلٹن
بھیجا گیا کہ جلد جنگ و پیکار کے لیئے مستعد ہو جائین ہندستان سے
کی فوجون کا پھر جانا اور فریدون جاہ کے ساتھ سلطان کی خفیہ سازش و
فاش ہونا قبل اِسکے کہ کچھ اُسکا نتیجہ ظہور مین آسے اور خائف ہ
انگریزی پلٹنون کا طور دیکھکر جو حرب و پیکار پر طیار ہو رہی تھین یے سب
سلطان کو انگریزون سے آغاز جنگ کرنے مین مانع آئے تھے کئی مہ
سلطان نے خفیہ اپنے سفیرون کو جزیرۂ ماریطس مین قوم فرانس
پاس سر نو بنیاد اتحاد کے محکم کرنے کے لیئے بھیجکر دس ہزار
اور تیس ہزار حبشی سپاہیون کی کمک اُن سے طلب کی تھی
کے کھل جانے اور سلطان کو فرانسیسون کے مدد بھیجنے کے با
اُسنے انگریزون سے انتقام کشی لازم جانا سنہ ١٧٩٨ کے جون
ہندستان کے گورنر جنریل کو جزیرۂ ماریطس مین ٹیپو سلطان کے س
کے جانے اور دوسرے مراتب کی خبر ہو گئی جب تو انگریزی ر
کونسل سے جنگی فوج کے اکٹھا کرنے کے لیئے حکم ہوا ہندستان ۔
نے جو احتیاطاً اس مُہم مین منصوبہ باندھا تھا یہہ تدبیر فقط اُسکے قلمرو سے
نتھی بلکہ ایسی کوشش عمل مین آئی تھی کہ سلطان کے بالکل یارو اِ

فرانسیس لوگ جو سرکار حیدرآباد مین تھے ایک قلم مستاصل کیئے جاوین اور نواب
نظام علی خان کو اِس بات پر راضی کیا جاوے کہ وہ انگریزون کے سب دشمنون کے
توڑنے اور شکست دینے مین اُنکے ساتھ شریک و معاون رہے اور پونان کی
ریاست مین جو باہم پھوٹ واقع ہوئی ہی اِس خرخشے کے مٹانے کا بھی
بند و بست ہو چکا تھا، پر اِس جہت سے کہ مرہٹے کے سردار آپس مین بدگمانی
و نفاق رکھتے تھے اور بعض اُنمین سے سلطان کے خیرخواہ بھی تھے، پیشوا کو
اِس مقدمے مین قدم رکھنے کی طاقت نتھی کہ باوجود ایسے خلاف نزاع خانگی کے
اپنے قول قرار کو انگریزون سے نباہے یا اِس لڑائی مین اُنکے متفق ہو ہرچند گورنر
جنریل اِس طور پر دشمن شکنی کا سامان آمادہ کر چکا تھا با وصف اِسکے اِس مہم پر
چونکہ بڑے خرچ کا سامھنا تھا پیش دستی کرنے سے اپنے کو روکے ہوئے تھا،
آخر یہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان سے آشتی کی راہ کھولے تا وہ فیمابین کی اِس
جنگ و پرخاش کو معقول طور پر فیصل اور شر و فساد سے دست بردار ہو کر سر نو
جدید و معقول شرطون کے موافق بنیاد آشتی کی قایم کرے، چنانچہ اُسنے اِسی
نیت سے کئی نامے سلطان کے پاس بھیجے اور جنگ و جدل کا مطلق اُنمین
ذکر نکیا بلکہ بے اُسکے کہ بو اِس امر کی پائی جاوے صاف صاف عبارت اور رہی
انداز سے لکھکر سلطان کی اطلاع کے لیئے اتنے ہی پر اکتفا کیا کہ قوم فرانسیس کے
ساتھ آپ کے نامہ و پیام کا من و عن حال واضح ہوا اب التماس یہ ہی کہ میجر
ڈفطن معتمد سردارون کی جانب سے بارگاہ سلطانی مین بھیجا جاوے تا مقدمات
متنازع فیہا کا بخوبی تصفیہ عمل مین آوے، لیکن سلطان کے نامے جو اِن مکتوبون کے
جواب مین بھیجے گیئے یک قلم بہانے اور بناوٹ پر مشتمل تھے اور میجر مذکور
کے آنے کا مطلق ابا کیا تھا اِس اثنا مین گورنر جنریل کو خبر ہوئی کہ فرانسیس کی

فوج نے مصر کے ملکون کی سمت کوچ کیا اور موشیر ڈوبک فرانس
ریاست کی طرف سلطان کی جانب سے بطور ایلچی گری کے طرنکبار
پرسوار ہوا ' اِن خبرون کے سنتے سے فبروری مہینے سنہ ۱۷۹۹ مین کہ
انگریزی پلٹنین اور دوسرے عہدسردارون کی فوجین سلطانی
چڑھائی کرنے کے لیئے مستعد ہو جائین اور اِس امرمین تاخیرکو ناجا
اِسی بیچ مین گورنر جنریل کو سلطان کا ایک مکتوب اِس مضمون کا پہنچا
ہمیشہ سے میری طبیعت سیر و شکار کی راغب ہی اندنون
اِسی ارادے پر شہر سے باہر ڈیرا کیا ہی ' لازم کہ میجر ڈفطن
ساز و سامان کے ساتھ میرے پاس بھیجا جاوے ' فبروری کی گ
کو جنریل ہارس کی سرکردگی مین ویلور سے ایک فوج کوچ کر اٹھا
کو مقام کاریمنگالم مین نظام علی خان کے لشکر سے جو چھ ہزار سپاہی -
مارچ کی چوتھی تاریخ نے فوجین متصل رباکاتا کے میسور کی سرحد مین آ اُتری ن
ایک مکتوب گورنر جنریل کی طرف سے سلطان کے پاس بھیجا گیا اِس
کہ نامہ آپ کا پہنچا ' اور باقی شرح و احوال جنریل ہارس کی معرفت آپکے خد
روشن ہو جائیگا ' پانچوین کو قلعۂ نیلدرگم اور انچیٹی مسخر کرنے کے -
جنگ و پیکار کا قائم ہوا ' نوین تاریخ افواج متفقہ جسمین سینتیس ہز
جنگجو تھے کلانکالیم کی نواح مین اکٹھی ہوئین بنبئی کی فوج قریب سا
ساہیون کے قبل اِسکے ساحل ملیبار سے کوچ کرکے کورگ کے
سرزمین مین پہنچ سیداپور اور سیداسیر کی راہ مین آ اُتری تھی ' جب
کے اعداد اِس کثرت سے پہنچے ' اُنکے مقابل سلطانی سپاہ کی جمعیت
کم تھی ' سلطان نے اپنے قلمرو کے گرد و نواح مین دشمنون کی گھیر

خبر سن کر اپنے لشکر کے بڑے جمعیت سے کوچ کر مقام ماڈور مین بنگلور جانے کی شاہراہ کے نزدیک خیمہ کیا اور یہان سے اپنے سوارون کے کتنے غول کو جا بجا بھیجا کہ اُن سرحدون کے اُجاڑنے اور دشمنون کے رستے مین جسقدر علوفہ و اذوقہ پائین اُسکے جلا دینے مین سعی کرین، اِسی مقام مین جاسوس خبر لائے کہ بمبئی کی فوج، مملکت محروسہ کے پورب سرحد کے متصّل پہنچی اور کئی توپلی ہوکر سید اسیر سیدا پور اہموتینت مین اُتری ہی، تب سلطان والا شان نے مارچ کی تیسری کو ماڈور سے کوچ کر کے بارادہ جنگ اپنی فوجون کی کہ بارہ ہزار جوان جرّار تھے پراگندہ کر ایک جنگل کی طرف پناہ کے لیئے آگے کا قصد کیا، اور انگریزی تین پلٹن کے ہراول کو جسکا لفٹنٹ کرنیل مانٹریسار سرغنہ تھا دوڑ مار گھیر لیا، ہرچند اُن لوگون نے بڑے استقلال و جوانمردی سے اپنے بچاو کی تدبیرین کی تھین باوجود اِسکے سبکے سب ضرور مارے جاتے اگر جنرل اسٹوارٹ فوج عظیم لیکر اُنکی پشتی و مدد کو نہ پہنچتا، آخر افواج سلطانی بڑی کشش و کوشش کر کے کھیت چھوڑ نکلی، سلطان نے بعد اِس شکست کے پریاپاٹم کی طرف مراجعت کی، اور وہان پہنچکر مارچ مہینے کی گیارھوین تک ڈیرا کر سرینگپٹن کا عزم کیا پھر یہان سے بھی اپنے لشکریون کو چار دن آسایش و آرام کی فرصت دیکر اُس فوج کے مقابلے کے ارادے جسکا جنرل ہارس سر لشکر تھا کوچ کیا، دسوین مارچ کو افواج متّفقہ نے مقام ملا منگالم سے کوچ اور چودھوین کو منگلور کی اطراف مین آکر مقام کیا، اِس چار دن کے عرصے مین سلطانی سوارون نے نہایت چالاکی و چستی سے ہر جنس کے غلّے علوفے کے برباد کرنے اور اُن دیہات کے جلانے مین جو اعدا کی فوجون کے گذرنے کے رستے مین تھے قصور نہ کیا، پندرھوین تاریخ تک افواج متّفقہ

اِس مقام مین اُتری ہوئی تھین اُسے سلطانی سوارون کے رسالے دار نے
یہہ قیاس کیا کہ اِس اقامت سے اُن فوجون کے سردارون کا یہہ ارادہ
ہی کروے بنگلور کو اپنے لشکر کا ذخیرہ خانہ بنائین ، تب اُسنے اُسکے
نواح کے کل دہات مین آگ لگا دی سولہوین کو جنرل ہارس کانکیلی اور
پیتنا کے رستے سے سرینگپتن روانہ ہوا تیسوین مارچ کو سلطان کی طرف
افواج حریف کے مدافعے کے باب مین بڑی سستی اور فروگذاشت
ہوئی کہ اُسنے مادّور ندّی کنارے کی نہایت مضبوط و محکم منزلگاہ جہان
دشمنون کو اُس گھاٹ پار ہوتے بخوبی روک سکتا چھوڑ کر مقام ملوالی
ڈیرا کیا ، دوسرے دن افواج متّفقہ اُسی مقام مین جہان پہلے سلطانی
پڑا تھا آ اُتری ، ستائیسوین کو جنرل ہارس نے ملوالی کی جانب کوچ
یہان پہنچکر دیکھا کہ افواج سلطانی توپ و تفنگ لئے مستعد بجنگ ہے
ساتھ ہی اُسکے اُن لوگون نے گولے اور گولیونکی بشدّت مار شروع
اعدا بھی سرگرمی سے مقابلہ کرنے مین نچوکے ، آخر جنرل ہارس
اپنے سپاہیون کو ڈیرے کی طرف پھر جانیکا حکم دیا ، اِس لڑا
سلطانی تین سپہسالار اور ایک ہزار جوان کام آئے ، اُنتیسو
افواج متّفقہ کاوبری ندّی سے پار ہونے لگی ، سلطان اپنے پیاد
توپخانے سمیت سرینگپتن جانے کا حکم دے آپ سوارون کی ج
ہمراہ لے ندّی پار ہوا اور اپریل کی دوسری اِس قدر قریب جا
اُسنے انگریزی پلٹنون کے تئین دیکھکر اپنے پیدلون کو قلعے کے پورب او
النگ کے متّصل اُترنے اور اعدا کے مدافعے کے لئیے مامور کیا ، پانچو
جنریل ہارس کے ساتھ کے سپاہیون نے سرینگپتن کے پچھم طرف

سامھنے ایک محکم جگھہ مین آکر مقام کیا، دوسرے دن جنرل مذکور نے بڑی جرأت سے سامھنا کرا فواج سلطانی کے ایک گروہ کو جو انگریزی لشکرگاہ کے مقابل نالے اور اُجاڑ بستیون مین اُترے ہوئے تھے اُنکی جگھہ سے ہٹا دیا، سلطان نے اعدا کے مقام کو جو خوب غور کرکے دیکھا تو معلوم کیا کہ اُنکے مدافعے کے واسطے دو مورچے جو دکھن اور پورب طرف بنوائے گئے ہین کچھ مفید مطلب نہونگے، اِس لیئے قلعے کے پچھم اور ندّی کے دونون کنارے پر دو نئی کھائی کھدوائی، ندّی کے پچھم کنارے کی خندق تو پریاپاٹم کے پل سے کاویری کے دکھن کنارے تک ممتد تھی اور دردوبست وہ سرزمین جسپر گذشتہ محاصرے کے زمانے مین سواران سلطانی متصرّف تھے اِس احاطے کے اندر تھی، چھٹھی کو جنرل فلائڈ سوارون کے چار رسالے معیت پریاپاٹم کے رستے اِس ارادے سے بھیجا گیا کہ بنبئی کی فوج سے جاملے، سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی جنرل کی افواج کے تعاقب کے واسطے اپنے سوارون کو میر قمرالدّین خان کی سپہسالاری مین روانہ کیا اور یہہ فرمایا کہ اگرتم سے ہوسکے تو اعدا کی اِن دونون جمعیّت کو باہم اکٹھی ہونے ندینا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِس مادّے مین سپہسالار مذکور کی کوشش وتدبیر ہرگز اُسکے مخدوم کی خواہش واہتمام کے موافق ظہور مین نہ آئی کیونکہ خان موصوف اُسوقت جنرل کی فوج تک پہنچا جب بنبئی کی پلٹن اُسسے مل چکی تھی، اور یہہ پہنچنا بھی اُسکا، مقابلے ومدافعے کے قصد سے نتھا بلکہ صرف اُس فوج کی پچھلی طرف سے پس ماندون کے قتل کرنے اور بہیر وبنگاہ کے کچھ اسباب لے لینے کی گھات مین رہا، جون کی نوین کو سلطان نے اعدا کے اژدہام سے متحیّر ہوکر چاہا کہ انگریزی سپہسالار کے ساتھہ خط کتابت کی راہ نکالے اِس لیئے اُسکو ایک نامہ لکھا اِس مضمون کا

کہ گورنر جنریل لارد مارنگٹن بہادر نے ہمارے پاس ایک مکتوب بھیجا تھا
نقل آپ کے دریافت کرنے کے لیئے ملفوف بھیجی جاتی ہی مجھے اس حا
اطلاع دیجیئیگا کہ ہمارے ممالک محروسہ پر انگریزونکے لشکر کشی کرنے کا سبب
حالانکہ مین اپنے قول قرار کی شرطون پر جیسا کہ چاہیئے قائم ہون زیاد
جاے جنریل ہارس نے اتناہی مختصر جواب لکھا کہ آپ گورنر جنریل
مکتوبون کو خوب ملاحظہ فرمائیے اس مین ہر امر کو بتصریح و تفصیل مندرج
گیارھوین کو مورچے اور نئی کھائی جزیرے کے گرد بگرد طیار ہو چکی اور
پیدلون کی افواج مین سے کچھ لوگ بھی اس مین جار ہے دوسرے دن حسب
سلطان کے انگریزی لشکر پر گولے برسانے لگے لیکن اُسسے کچھ فائد
چودھوین کو بنبئی کی پلٹن جنریل ہارس کی فوجون سے آملی سولہوین تار
سب کاویری ندی پار ہوکر اُسکے اُتر کنارے پر ایک محکم جگہ مین آر ہے سلطا
کر حصار پر سے آنکا آنا دیکھا تھا ترنت اپنی سپاہ کے ایک غول کو ندی پار
اور اکرام نامے گانون مین مورچہ بنانے کا حکم کیا لیکن اُدھر سے جنریل اس
نے دھاوا مار اِنھین ناکام پھرا دیا بائیسوین کو جنریل ہارس نے ندی
دکھن پچھم کنارے کے مورچے کو باوجودیکہ وہان ایک ہزار آٹھ
سلطانی سپاہی تھے ہتیا کرلیا سلطان نے جو اعدا کی طرف سے یہ دراز
دیکھی تو اس کا بدلا لینے کے واسطے چھہ ہزار جری پیدلون کو ج
پیشرو سردار قوم فرانسیس سے تھے ندی پار ہونے اور رات کے
اندھیارے مین جنریل اسطوارط کی فوج پر حملہ کرنے کے لیئے حکم دیا
اِس مہم کا منیر غلام حسین اور محمد حلیم کے ذمّے ہوا جو دونون نامور سر
تھے اِن لوگون نے بڑی دلیری و بہادری سے بنبئی کی فوج پر دو د

لیکن اتنی کی کئی ساعت مین چھہ یا سات ہزار آدمی قتل کروا جنرل اسٹوارٹ
کی آمد سے اپنی کل فوج سمیت بازگشت کی ، بیسوین تاریخ سلطان نے پھر
ایک مکتوب جنرل ہارس کو لکھکر صلح کی استدعا کی ، بائیسوین کو سوّدہ اس
صلحنامے کا گیارہ شرطون پر مشتمل جن پر سرداران ہمعہد متّفق ہوئے تھے
کہ اگر سلطان اِن باتون کو منظور کرے تو پھر آپس مین مصالحہ ہوگا سلطان
کے پاس پہنچا ، اِن شرائط مین بڑی شرطین یہ تھین کہ سلطان یک قلم
فرنگستانیون کو جو اُسکے نوکر ہین اپنے خدمت سے برطرف کردے ، فرانسیسون
کے ساتھ کچھ خط کتابت نرکھے ، اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالہ کرنے
اور دو کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کرے ، اِس طور پر کہ نصف سر دست نقد
دے اور نصف چھہ مہینے کے عرصے مین ادا کرے ، اور بالکل اسیرون کو
چھوڑ دے ، اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی منصبدار کو احتیاطاً عہود مقرّرہ
کے بخوبی انجام پانے کے لیئے یہان بھیج دے ، سلطان کو اِن شرطون کے منظور
کرنے کے باب مین ایک دن رات کی فرصت دی گئی تھی ، نوین تاریخ جسوقت
سلطانی افواج کی ایک جماعت مورچے والی کھائی اور ایک طرف ندّی کے
پچھم کنارے کے مورچے کو متصرّف اور قلعے کے سرکوب دمدمون کے
بنانے سے مانع و مزاحم تھی اور اُس کھائی کی نگہبانی پر سیّد غفّار ڈیڑھ ہزار
جوانون سے مامور تھا جنرل ہارس نے اپنے سپاہیون کو اُس گروہ پر حملہ کرنے
کے لیئے فرمایا چنانچہ چھبیسوین کو اِن لوگون نے ہلّا کیا ، اگرچہ سلطان کے
سپاہی بھی اِس لڑائی مین بڑی جانفشانی سے خوب ہی لڑے پر حریف کے
حملون کے مدافعے پر قادر نہوئے ، آخر جب ڈیڑھ سی جوان کھیت آئے ، تب
وے وہان سے پھر کر ندّی پار ہوئے ، اٹھائیسوین کو سلطان نے جنرل ہارس کے

قیاس مین نہین آتا کہ دن کو وے تاخت کرین اور رات کے وقت تو خود ا
خبرداری کی جائیگی کہ دشمنون کا کوئی حملہ پیش رفت نہوگا، یہان یہ
ہو رہی تھی جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھا کر مارا پڑا سلطان اِس حادثۂ جار
کے سنتے ہی نہایت اندوھگین ہوا اور فرمانے لگا کہ سیّد غفّار ایک
جری تھا موت سے ڈرتا نتھا آخر درجۂ شہادت کا پایا محمد قاسم کو کہو کہ
قایم مقام اُن سپاہیون کی سرداری مین جو حصار کے رکھنے پر تعینات
سرگرم ہو، اِس اثنا مین سلطان کے کان مین قبل اُسکے کہ خاصہ نوش جان ؤ
سے فارغ ہو آوازبڑے غل اور شور کی پہنچی، تب اُسنے فی الفور رکھانا کھ
کھاتے ہاتھ دھو یا تلوار بر تلے مین ڈالی اور اپنی بندوقون کے بھرنے کو حا
بعد اُسکے فصیل کے دکھن کی راہ ہو کر پچھم جانب کے ٹوٹے حصار کا قص
اُسکے پیچھے پیچھے بہت سے ملازم و خدمتگار بھی جنگ کے حربے اور ہتھیار
گئے، اور کئی سپہدار بھی چیدہ چیدہ جوانون کا ایک غول لیئے اُسکے ہ
ہوئے، جب سلطان اِس حصار کے قریب پہنچا تو اُسنے بھگیڑ ون کی
جماعت کو دیکھا اور معلوم کیا کہ انگریزی ہلّے والے پہلی صف کے سپاہ
ٹوٹی دیوار کے رستے اندر آکر فصیل پر چڑھے جبین، چاہا کہ اُنھین بھاگنے سے رو
چنانچہ اِسی ارادے پر دیوار کے قریب کھڑے ہو کر اُن سہم زدہ فرا
اپنے قول اور فعل مردانے سے دل دیتا اور بھاگنے سے منع کرتا تھا او
عرصے مین کئی بار حریف کی جماعت پر بندوق داغی اور سپاہ غنیم کے کئی سپ
مار گرایا باوجود اِس تگاپو کے جب حریف کی سپاہ سلطان کے قریب آ
اکثر لوگ اُسکے بہادرون اور منصبدارن مین سے سلطان کو چھوڑ جی ج
بھاگے اور سپاہیون مین سے بھی کوئی ساتھ نرہا تاہم اُسنے اپنی جگہہ سے پ

ہونے کو آئین حمیّت و شجاعت مین ننگ اپنے مرتبے کا جانا، اسی مابین مین دشمن کی سپاہ نے دروازے کے آدمیون پر گولیان مارین جسّے ایک گولی سلطان کے سینے کی بائین جانب آلگی، باوصف اسکے چاہا کہ بزور وہانسے باہر آئے ولیکن اسی جد و جہد مین فرنگستانی سپاہیون کے ایک غول نے دروازے کے اندر سے بندوقین سرکین ایک گولی سلطان کے زانو مین دوسری گولی داہنے پہلو مین لگی، اور گھوڑا بھی زخمی ہوکر بیٹھ گیا، سلطان زین پر سے زمین پر گر پڑا اس دردناک حالت مین ایک ملازم نے سلطان کی خدمت مین عرض کیا کہ کاش اسوقت بھی خود بدولت انگریزونکے نزدیک تشریف لیچلین وے البتّہ جناب عالی کے وقار و تمکین کے لایق ہرطرح کی رعایت و پاس کرینگے، لیکن اُسنے اپنی غیرت سلطانی کے سبب بڑی حقارت کے ساتھ اس امر سے ابا کیا، اس روداد پر بھی دیر نہین ہوئی تھی کہ فرنگی سپاہیون کا ایک جتھا اس رستے آنکلا، انمین سے ایک نے شمشیر سلطانی کی بیش قیمتی دوال کو دیکھکر اُسکے لینے کا قصد کیا پر سلطان نے اُس زخم کی حالت مین بھی کہ ابھی قبضہ تلوار کا اُسکے ہاتھ سے نہین چھوٹا تھا، لپک کر اُس حریص سپاہی پر وار کر کے گھٹنے کے قریب ایک زخم کاری مارا تب اُسنے ترنت اپنی بندوق سلطان پر چھوڑی گولی اُسکی سلطان کے ماتھے پر آلگی جسّے وہ بہادر جان بحق تسلیم کی، جب انگریزون نے سریرنگپٹن کا قلعہ بخوبی عمل کرلیا، اور سلطان کے مارے جانے کا احوال معلوم کیا تو اُسکے دوسرے دن جنرل بیرڈ نے شام کے وقت سلطان کے قلعہ دار اور نوکرون اور دو شاہزادے صحبت اُس دروازے پر جہان اُس شہید کی لاش پڑی تھی آکر بڑی تلاش سے اُسکے جسد پاک کو اور مقتولون کے درمیان سے نکالا، بشرہ سلطان کا مطلق متغیر نہوا تھا، مگر شجاعت و پردلی کی علامتین ابتک

پائی جاتی تھین ٬ دستار تلوار معہ دوال جواہرنگار اُنمین سے ایک بھ
ناتھی جسم مبارک کو اُسکے ملازمون نے بخوبی پہچانا اور بحفاظت
پالکی کے اندر رات بھر سلطانی قصرمین رکھا ٬ محل شاہی کے ہرمکان پر چوکی
کو سپاہی تعینات ہوگئے تاو دمان شاہی کے باقی ماندون مین سے کوئی
نکل نجاسے اور تمام خزینہ اور بیش قیمتی مال متاع خائنون کے دست
سے محفوظ رہے بعد اُسکے انگریزون کی تجویزسے فوراً سلطان کے سپہسا
اور سردارون کے گھرون پربھی نگہبانی کے واسطے انگریزی سپاہ
ہوئے ٬ یہہ معقول تدبیرجو انگریزون کی طرف سے سلطان کے سرد
اور عمدہ ملازمون کی جان و مال کے بچاو کے باب مین عمل مین آئی
سلطنت میسور کے سر تا سر مسخر کرلینے مین اُنکے لیئے نہایت مفید
کیونکہ جب اُن سردارون نے دیکھا کہ اُنکی عزت و مال کی انگریز
حفاظت کرتے ہیین تب وے از خود بالکل فوجون سمیت جنرل ہارس
مطیع و منقاد ہوگئے سلطانی قلعے مین نو سو اُنیس ضرب توپ نا نو سے
بندوق و قرابین ٬ نرا سی بار و تخانے انگنت گولیان اور گولے زنجیری
و غیرہ نکلے ٬ چونکہ جنرل ہارس نے بتاکید یہہ حکم دیا تھا کہ ہرطرح سے سلطان مرح
نعش کے احترام و تعظیم کرنے مین بھرمقدور قصور نکیاجاے ٬ لہذا
سریرنگپتن کے قاضی القضات نے سلطان فردوس مکان کے کفنانے د
کی شرطون کو بوجہ احسن ادا کیا صرف زر کا کسی نوع سے اِس ماد
ملحوظ نتھا رسمین جنازے کی جو پچھلی سواری اُس سلطان زیبندہ تخت و
کی تھی ایسے توزک اور شان سے کہ اِس حالت و وقت کے شایان تھی
مین آئین سے مہینے کی پانچوین ظہر کے وقت سلطان کی لاش جو اُسکے نو

کے کندھے پر تھی اور فرنگی سپاہیون کی چار کنپنی سرداروں معیت اُنکے ہمراہ، قلعے سے روانہ ہوئی، جنازے کے پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق فرزند دوم سلطان مرحوم کا بڑے سوز و گداز سے گریہ وزاری کرتا تھا اور قلعہ دار و قاضی مفتی اور سریرنگپتن کے اور مسلمان لوگ پیچھے جاتے تھے جب لال باغ کے دروازے پر جا پہنچے، نظام علی خان کی فوج کے بانکاں سردار اور مسلمان آکر جنازے کے شریک ہوئے، رستے مین جس گلی کوچے سے سلطانی جنازہ گذرا باشندے وہان کے دونون طرف راہون کے کھڑے بڑے اندوہ و سوگواری سے تکٹکی باندھ دیکھتے تھے، بہتیرے خاک مین لوٹ لوٹ پھوٹ پھوٹ روتے اور ہائے ہائے کر سر دھنتے اور خاک اُڑاتے، جب نواب حیدر علی خان خلد مکان کے مقبرے کے دروازے پر جنازہ پہنچا سپاہیون نے دورویہ پرا جما اپنے ہتھیارون کو جھکا تکریم و تعظیم کا دستور ادا کیا، تب قاضی نے جنازے کی نماز پڑھا، آخر اُسکے والد ماجد کی قبر کے نزدیک اُسکو مدفون کیا، پانچ ہزار روپیہ گداؤن بینواؤن کو جو جنازے کے ساتھ ساتھ گئے تھے خیرات کیے گئے، جب سلطان کا جنازہ لیکر لال باغ کو چلے تھے اُس وقت سے لے اِس دم تک کہ جسد پاک اُسکا قبر مین رکھا گیا قلعے سے ماتمی شلک کی توپین برابر سر ہوتی رہین اتفاق سے اُسیدن شام کو بڑا طوفان اُٹھا، ساتھ اُسکے بجلی اور باد و باران بھی تھا، اکثر جگہون مین صاعقہ گرا خصوصاً مسجدون اور دیوانخانہ و محلسرائے سلطانی پر، گویا کہ یہ اُس واقعے کا تتمہ تھا،

قطعه

تاریخ شہادت متضمّن تعزیت بادشاه سلیمان جاه ٹیپو سلطان جنّت آشیان جو شہر ذیقعده سنه ۱۲۱۳ ہجری میں واقع ہوئی

موے کنید اے مہان سینه زنید اے گوان
در غم تاج شہان و اندوه فخر انام
مرگ چنان بازلی واقعهٔ نیست خرد
قتل چنان باسلی خطبی باشد عُظام
کز گہر و از ہنر داشت کلاه و کمر
وز پئی مجد و خطر کوچش بود و مقام
صاحب سیف و قلم واہب کوس و علم
کاسر بیت الصّنم عامر بیت اسلام
سرور والا نسب مہتر زیبا حسب
خسرو بیضا لقب ٹیپو سلطان بنام
حامی دین متین ماحی کفر لعین
وارث تاج و نگین از پدر بوالکرام
والی ملک دکھن حیدر لشکر شکن
چون سمیش بوالحسن صفدر عالی مقام
رزم ندیده چو او پہلوے اعداگداز
بزم ندیده چو او خسروے شیرین کلام

چند نیاورده بزچون او درائی دگر
در فر و برز و هنر کیجکاهی کشنجر ام
ذکر اخبار او شیرین سازد زبان
نشر آثار او مشکین سازد مشام
چون ز جهان بست رخت واد بجا تاج و تخت
با این فرخنده بخت پور مهینش تمام
پیرو گام پدر در ره ننگ و خطر
لیک ازو پیشتر در دین بنهاده گام
قاتل اعدای دین از پئ کسب ثواب
رنجبر و گرم کین از پئ تحصیل نام
از نیرنگ خان جوقی رذل از صغار
و ز مکر ناکسان مشتی نذل از لیام
بر دست دشمنان کامده از هر کران
کشته شد آن پهلوان ناکام و تلخکام
کشته شد ای فغان مظلوم آن نامدار
کور اولت کنیز بود جلاّدش غلام
در صف ناورد و حرب اوّل مردان کار
در هنر طعن و ضرب ثانی دستان سام
با فرس و با حسام بود بجان مهر ورز
در سفر و در حضر مونس شان بر دوام
اسپش تازی نسب تیغش هندی نژاد

اینت جواهرفشان آنت مرصّع سنام

هندی او چون نهنگ تشنهٔ خون عدو

تازی او چون پلنگ گرسنهٔ انتقام

تیغ ورا همقرین همچو دلارام جفت

اسپ ورا زیر زین رانش را گشته رام

سلطان بد شاه مرد وین دو نتاج همش

داشته از مردیش هر دو را شادکام

هر دو بقرّ شش بهم همدم و هم همقدم

این آن را همرکاب آن این را همنیام

بیوه شده هر دو تن از مرگش و ز حزن

چاک زنان پیرهن خاک بسر مستهام

سال شهادت ازان خامهٔ معجز بیان

گشت عزادار هم ادهم گفت وحسام

۱۱۵   ۱۰۹۸

سنة ——————— هجری

۱۲۱۳

سلطان اس جهان گذران سے رحلت کرنے کے زمانے مین پچاس برس -
سن کو پہنچ چکا تها لیکن سلطان شهید کے خاندانکے معتبر لوگون سے یهه معلوم
کروقت شهادت عمر اُسکی چهپن برس کی تهی بشره اُسکا گندمی رنگ، ا
قوی بالا بلند، منهه گول، آنکهین بڑی بڑی اور کالی، ناک نکیلی اند کے مابل بک
جسنے چهرے کی شکوه کو دوبالا کیا تها موچهین لنبی رکهتا اور ڈاڑهی کو ترشواتا تها



TIPPOO SULTAUN,

FROM AN ORIGINAL PAINTING, PRESENTED BY LIEUT. COLONEL DOVETON TO THE MOST NOBLE MARQUIS WELLESLEY.

فطرت ہی سے چابک و چست تھا گھوڑے کی سواری کا مشتاق اکثر دور تک
پاپیادہ چلنے مین مشتاق دن کے اکثر اوقات کو قرآن شریف کی تلاوت اور کتابونکے
مطالعے مین صرف کرتا اپنے پدر بزرگوار کے حین حیات مین ہردل عزیز تھا، لیکن
بعد اُسکے کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اکثر منصبدار اور عالی خاندان والے لوگ
چونکہ سلطان کے اطوار و کردار مین ثبات و قرار نہین دیکھتے تھے اِسلیئے اُسّے
دل برداشتہ و بیزار رہتے با اینہمہ اُسکے ملک کے سب چھوٹے بڑے
مسلمان اِس راہ سے کہ وہ دین و شریعت کی طرفکشی اور اہل اسلام کی
پشتی مین بدل منصرف تھا اُسکے جان نثار و خیر خواہ تھے، اور سلطان موصوف
اِسی دین محمدی کی حمایت کی برکت سے تمکین و وقار کے ساتھ شہادت
کے رتبے عظیم کو حاصل کیا، الحق تمام شمایل روحانی مین اُس بادشاہ کے
جسکو سیر نویسانِ انگریز جبّارون سے سلاطین مشرق کے گنتے ہین تعصّب
و سخت گیری دین اسلام مین سرحد بد ادی و ستمگری کو پہنچی تھی چنانچہ
کہہ سکتے ہین کہ جسطرح عالمگیر کا غایت تعصّب دینی اُسکی سلطنت کا قوی
رخنہ گر واقع ہوا تھا اُسیطرح اِس بادشاہ کی مذہبی سختگیریون نے اُسکی
ریاست کو برباد کیا، دشمنی و عداوت اُسکی انگریزون کے ساتھ جسکا سبب
وہی تعصّب و تشدّد دینی تھا اس مرتبے کو پہنچی تھی، کہ ایک انگریزی کتاب مین
ایک شیر کی تصویر کے تلے جو ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے ہی یہہ عبارت لکھی
ہوئی تھی جسکا ترجمہ ٹھیک ٹھیک ہندی مین یہہ ہی

The following sentences have been taken from the Review of the Origin, Progress, and Result of the decisive War with the late Tippoo Sooltan in Mysore, with Notes by James Salmand Esq. of the Bengal Military Establishment. Printed by Luke Hansard, Lincoln's in Fields Strand London, 1800.

ایک ارغنون کہ جسے شیر کی ہیئت پر اُستاد نے بنایا ہی اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوے ہی '

پیٹ مین اِس شیر کے ساز موسیقی اور سرونکی کنجیان وچونگیان بترتیب چنی ہوئی ہین '

آواز جو اِس ارغنون سے نکلتی ہی ملی ہوئی ہی غرّش سے پلنگ کے اور نالے سے آدمی کے جو ایک بڑی بلا کے پنجے مین گرفتار ہی '

اِس ساز موسیقی کو اُسنے اِسطرح بنایا ہی کہ جب وہ بجتا ہی بیچارہ فرنگی بار بار ہاتھہ اُٹھاتا ہی اور گویا اپنی بیچارگی اور بیکسی کو دکھاتا ہی '

شیر و آدمی اِس ارغنون کا تمام قد باکامل اندام بنایا گیا ہی ٹیپو سلطان کے حکم سے جو دیکھنے سے اِس ساز کے اور سننے سے اُسکی آواز کے (جسمین فرنگی تو کنایہ ہی قوم انگریز سے اور شیر سرکار خداداد سلطانی سے) اکثر خوش ہوتا تھا '

یہہ ارغنون بعد فتح سریرنگپتن کے راس محل مین پایا گیا جہان اور بہت سے آلات موسیقی کے رکھے ہوئے تھے '

یہہ ارغنون جو بین اسی موسم کے کوئی جانے والے جہاز پر حضرات ڈیرکٹارس کو انگلستان مین بھیجا جایگا تاوے حضور مین پادشاہ کے گذرانین '

شاہزادے سلطان کی اولاد اور ایک بھائی بعد شہادت سلطان کے
رہوئے اور اپنے اہال و عیال سمیت ویلور کو، پھر کئی برس کے بعد وہان
سنہ ۱۸۰۶ مین بنگالے کی طرف روانہ کیئے گیئے اور اُسکے سرداروں
سپہسالاروں نے امیران ہمعہد سے جاگیرین پائین ؛

مجمل احوال سلطان فردوس مکان کی اولاد وغیرہ کا ؛

سریرنگپٹن کا قلعہ مفتوح ہوا اور میسور کی ریاست جسکا بانی نواب حیدر علی
ور تھا، بعد ساتھ برس کے تقریباً انگریزون کے قبضۂ اقتدار مین آئی
ک ہند کے ناظم ارل مارننگٹن کی راے صواب انتمانے اُن مہمات
رمیان جو ممالک مفتوحہ کے انتظام و بندوبست سے متعلق تھین اِن دو
ی امرکو مقدم اور اہم سمجھا اور اُنمین متوجہ ہونے کو فرمانروائی کے سود و بہبود
مر سے پرضرور جانا، ایک اُن دونون امر سے یہہ تھا کہ نامی سپہدارونکی
الت و خاطرداری اور صاحب اقتدار قلعداروں کی استرضا و دلجوئی
ر اور دوسرا یہہ کہ نواب حیدر علی خان خلدمکان کے لواحق اور سلطان
س آشیان کے فرزندون و منتسبون کو دارالملک سریرنگپٹن سے
اے ویلور مین جو ریاست مدراس کے متعلق ہی روانہ کرے چنانچہ
کی مدد معاش کے لیئے کنپنی بہادر کی سرکار سے پچاس ہزار روپیہ
مقرر فرمایا اور بعد اِسکے ایک سوپر نٹنڈنٹ بھی مہربان و زبان دان کہ
شاہزادون کی دلجوئی اور خاطرداری کرسکے بھیجا گیا تاکہ لوگ عزت

وحرمت سے بیگانے ملک مین گذران کرین، کئی برس تو اسی طور پر خرّمی
وکامرانی کے ساتھ وہان بسر ہوے یہانتک کہ لارڈ ولیم بنٹنک کی حکومت
مین ایک شورش وہنگامہ واقع ہوا کہ ویلور مین سرکار کمپنی بہادر کے
سپاہیون نے باغی ہو کر بلوا کیا، تفصیل اسکی آیندہ ورقون مین معلوم ہو گی،
ہرچند جناب گورنر بہادر اور مدراس کے ارباب کونسل پر پاکدامنی و
بیگناہی شاہزادون کی اس باب مین بخوبی روشن وہویدا ہو گئی تھی لیکن
احتیاط وحزم کی راہ سے صاحبان کونسل کی رایون مین یہہ امر مستحسن ٹھہرا کہ
دودمان سلطانی کی کئی بیگمات کے سوا سبکے سب شاہزادے کیا صغیر کیا کبیر
اُس قلعے سے بنگالے کی طرف روانہ کیے جائین چنانچہ اسی قصد پر قریب آٹھ
برس کی سکونت کے بعد شاہزادے تری کے رستے اور بیگمات اُنکی
خشکی کی راہ سے کلکتے کو روانہ کی گئین، ان صاحبون کے درمیان نواب کریم شاہ
بہادر چھوٹا بھائی سلطان جنت آشیان کا سب سے بڑا تھا جسکا مختصر احوال
شجاعت اشتمال گذشتہ ورقون مین لکھا گیا، یہہ بزرگ معہ اپنے فرزند
ارجمند نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف
امام بخش، اور بارہ شہزادے سلطان کی اولاد صلبی اس تفصیل سے،
فتح حیدر سلطان، عبد الخالق سلطان، محی الدین سلطان، معزّ الدین سلطان،
محمد یاسین سلطان، محمد سبحان سلطان، شکر اللہ سلطان، سرور الدین سلطان،
جامع الدین سلطان، منیر الدین سلطان، محمد سلطان، احمد سلطان،
اور چودھوان شخص اُنمین نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان کا،
یہ حضرات اپنے لواحق وابستون سمیت سنہ ١٨٠٦ مین کلکتے پہنچکر مقام
رسامین مسکن دلوا دیئے گئے، بعد کتنی مدّت کے نواب سید شہباز مرحوم کے

، یعنے سلطان مغفرت نشان کے نواسے بھی ان لوگوں مین آملے ،
سب شاہزادے آسایش و آرام کے ساتھ نوع بنوع کے ناز و
مین پلے ، رفتہ رفتہ ہر ایک باب مین اُنکے حال پر ہر طرح کی غور و برداخت
اور ایک اسکول بھی مخصوص واسطے تربیت شاہزادون کی اولاد
سرکار دولتمدار کمپنی بہادر کی طرف سے عہد حکومت مین گورنر جنریل
کانڈ بہادر دام اقبالہ کے در سنہ ۱۸۳۸ ع مقرّر ہوا اور استادان کامل
کے نوکر رکھے گئے ، اب وے خرّم و شاد قید و بند سے آزاد بود و باش
لگے ، یے چار شاہزادۂ بزرگ فتح حیدر سلطان ، عبد الخالق سلطان ، محی الدین
معز الدین سلطان ، ہر ایک کی گذران کے واسطے مشاہرہ اڑھائی ہزار
روا حد باقی شہزادون کے لیئے دو ہزار روپیہ جناب لارڈ منطو اور
کونسل کی تجویز سے مقرّر ہوئے ، نواب کریم شاہ و حیدر حسین خان اور
ن کے نواسون کے واسطے بھی معقول تنخواہین معیّن ہوئین ، چنانچہ یے
سب اپنے زمانۂ زندگانی کو سایۂ حمایت و رعایت مین اس دولت ابد
کے بہ عیش و کامرانی بسر کرتے رہے ، اور اب بھی کرتے ہین ، اکثر
سے غریق رحمت ہوئے ، جنکے ایک ایک کے انتقال کی تاریخ و تفصیل
عبد الخالق سلطان سنہ ۱۲۲۲ مین شہر شوّال کے غرّے کے دن
یر کی بیماری کے سبب اِس دار فانی سے دار باقی کا راہی ہوا ، جسّے
یے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار رہے ، نواب
ین خان داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپر زماہ رجب سنہ ۱۲۲۴ مین
لی جسّے ایک بیٹا نواب خیر اللہ خان اور ایک بیٹی یادگار رہین ، محیّ الدین
نے چوتھی ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۶ مین اپنے تئین بندوق کی گولی سے

ہلاک کیا، جسّے یے پانچ بیتے شاہزادہ سعید الدین شاہزادہ برہان الدین شاہزادہ
قطب الدین شاہزادہ محمد ٹیپو شاہزادہ غلام دستگیر و کئی بیتیان یادگار رہین،
فتح حیدر سلطان سنہ ۱۲۲۰ مین شہر شعبان کی اکیسوین کو سرسام سکے مرض
مین اِس سرا اسے پر آلام سے منزل دار السّلام کو سدھارا، جسّے بے سات
بیتے شاہزادہ جعفر الدین شاہزادہ محمد باقر شاہزادہ غلام محی الدین شاہزادہ
شہاب الدین شاہزادہ محمد سلطان شاہزادہ سلطان حسین شاہزادہ محمد علی
وکئی بیتیان باقی رہین، معزّ الدین سلطان نے بائیسوین جمادالاول سنہ ۱۲۳۲ مین
ہیضے کے عارضے سے اپنی جان شیرین خالق آسمان و زمین کو سونپی، جسّے بہی ایک
بیتا شاہزادہ نظام الدین اور تین بیتیان یادگار رہین، اگرچہ اِس شاہزادے پر اِس
شبہے کے سبب کہ اُسے اُس بلوا سے عام مین جو ویلور کے درمیان واقع ہوا تھا
شرکت تھی مقام رسامین بہ نسبت اور شاہزادون کے تھوڑے دنون تک
قید و بند مین زیادہ سختگیری عمل مین آئی تھی و لیکن جب اُسکی بیگناہی اور
پاکدامنی کی خبر اُس مادّے مین دار السلطنت لندن سے جہان یہ امر بعد
بڑی تحقیقات کے مقام ثبوت مین پہنچا تھا کمکنے مین آئی تب قید و بند سے اُسنے بھی
رہائی پائی اور دوسرے شاہزادون کی طرح خوش و خرّم و آزاد رہنے لگا،
احمد سلطان دسوین شعبان سنہ ۱۲۳۹ مین بعارضہ سرسام اِس دیر فنا سے دار بقا کو
روانہ ہوا، جسّے تین بیتیان یادگار رہین، نواب کریم شاہ بہادر نے بر اسی
برس کے سن مین جمادی الثانی کے مہینے سنہ ۱۲۴۶ مین اِس عالم ظلمانی سے
عالم نورانی کا رستا لیا، جسّے بے دو بیتے نواب غلام علی و نواب امام بخش اور
دو بیتیان باقی رہین، نواب امام بخش نے بھی سنہ ۱۸۳۲ ع مین انتقال کیا
جسے ایک بیتا نواب نور الحق یادگار رہا، سرور الدین سلطان سنہ ۱۲۴۹ کے

جمادالثانی کی چھٹی کو تپ اور مرگی کی بیماری مین اس جہان غرور سے طرف گلشن راحت و سرور کے روانہ ہوا، جسّے فقط دو بیٹی باقی رہین، شکراللہ سلطان جمادالثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲۰۳ مین ہیضے کے عارضے سے اِس شبستان فرودین سے طرف فرازستان برین کے رحلت گزین ہوا، جسّے نے چھہ بیٹے شاہزادہ بشیرالدین شاہزادہ جلال الدین شاہزادہ اعظم الدین شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین شاہزادہ محمود شاہ اور دو بیٹی یادگار رہین، منیرالدین سلطان دوسری رمضان سنہ ۱۲۰۳ مین سپرز کی بیماری مین اِس خاکدان ظلمانی سے عالم نورانی کو گیا، جسّے ایک بیٹا شاہزادہ انور شاہ اور دو بیٹی یادگار رہین، جامع الدین سلطان سنہ ۱۲۰۸ سترھوین شوال کو پارس مین جو فرانسیسون کا دارالملک ہی روضۂ رضوان کا رہنورد ہوا جسّے ایکہی بیٹا شاہزادہ بدرالدین یادگار رہا، سلطان محمد سبحان نے شہر رمضان کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲٦۱ مین ہیضے کے عارضے سے تلخابۂ مرگ کا چکھا، جسّے چار بیٹے شاہزادہ شوکت الدین شاہزادہ پاک اختر شاہزادہ اللہ نواز شاہزادہ غلام محمود و کئی بیٹیان یادگار رہین، اور نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکون مین سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوتے ہین اب صرف یہ تین شاہزادے محمد رفیع الدین محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین باقی ہین، اب سلطان جنت آشیان کی اولاد سے یہی دو شاہزادے یاسین سلطان اور محمد سلطان کہ اللہ تعالیٰ اُنکے ایّام حیات کو عمر خضر و الیاس کی سی درازی بخشے، باقی ہین، شاہزادہ یاسین سلطان کے یہ پانچ بیٹے شاہزادہ کیقباد شاہزادہ عالی گوہر شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ مظفّر شاہ شاہزادہ بہرام شاہ اور کئی بیٹیان زندہ و حاضر ہین، اور شاہزادہ محمد سلطان کے یہ دو بیٹے

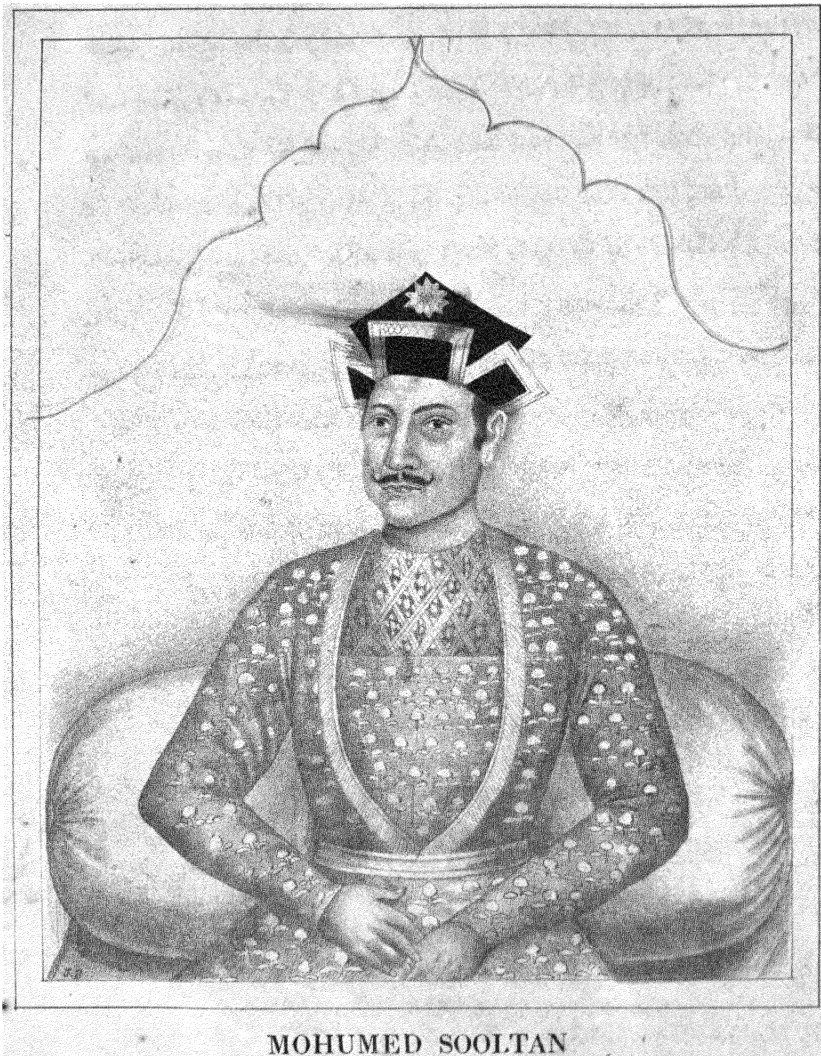
شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ حلیم الزمان اور تین بیٹیان زندہ وحاضرہ
شاہزادہ محمد سلطان عرف شاہزادہ غلام محمد عالی منشی و والا نہادی اور
شناسی وجوادی، نیک نیتی و پاک طینتی، اور محامد اوصاف، و مکارم ا
مین ممتاز و شہرۂ آفاق ہی، ہمیشہ حوصلہ بلند اُسکا خیرات اور حسنات
مائل اور اوقات گرامی نیکنامی کی دولت باقی اور فرخندہ فرجامی کے گوہر بے ب
جستجو مین مصروف، فرزند کلان اُسکا شہزادہ فیروز شاہ جوان رس
پرتمیز ہی. جسمین برگزیدہ سیر شرافت و نجابت کے مجتمع ہوئے ہین
فضائل کسبی نے اُسکے شمائل ذاتی کو دوبالا کیاہی اور فضل وہنر نے
گوہر کو فروغ وضیا بخشا،

شاہزادۂ فرخندہ نہاد غلام محمد کی ابنیہ صوری سے دو مسجد رفیع البناہی، ایک
مقام رسامین نہایت آب و تاب اور بڑی نزہت ولطافت کے ساتھ ج
باندی و رفعت اور تعمیر کی متانت و حصانت وصحن کی وسعت و فضا
قطعے سے جو اس خانۂ پاک کے طیار ہونے کی تاریخ پر ناطق تہی، قدرے ظاہر

قطعه

تاریخ بنای مسجد جو در سنه ۱۲۰۱
ہجری مقام رسا مین بنائی گئی،

نام خدا مسجدی پر ز بہا و صفا	قبلۂ اہل سجو و کعبۂ اہل قیا
نامش گردون جناب و منش مینو نشان	رضوان ہر بامداد دادہ ز خلدش صا
گرچہ بنای جدید ہمسر بیت العتیق	نیست دوئی در گذر بیت اللہ خوانش
جبہت مرہر درش طالب حق را درآ	اینک مروہ صفا زمزم و رکن و مق



MOHUMED SOOLTAN

SURNAMED

PRINCE GHOOLAM MOHUMED,

SON OF TIPPOO SOOLTAN,

BORN IN MARCH 1795, LIKENESS TAKEN IN APRIL, 1848.



SHAHAZADA MOHUMED FEROZE SHAH,

ELDEST SON OF

PRINCE GHOOLAM MOHUMED,

LIKENESS TAKEN IN APRIL, 1848.

حال بنایش ازان گفت سروش اینچنین   گرنہ دوئی خاستے ثانی بیت الحرام

۱۲۰۳

۲

۱۲۰۱

اور دوسری مسجد ناف شہر دارالامارۂ کلکتے مین ایسے مقام نضارت و لطافت آگین اور موضع فرحت و نشاط قرین پر جسکے دکھن طرف ایک سبزہ زار وسیع الفضا و نزہتگاہ دلکشا ہی جو طراوت و نفاست سے ہوا کے تندرستی و آسایش کا آرامگاہ اور اِس شہر خجستہ بنیاد کے متموّلون اور امیرون کے لیئے صبح و شام کا رمنا ہی؛ چنانچہ یہہ قطعہ اُس مکان میمنت بنیان کے بہت سے محاسن مین سے کچھ بیان کرتا ہی؛

قطعہ

تاریخ بنای مسجد جسکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام دھرم تلے مین درسنہ ۱۲۰۸ ہجری اتمام پایا؛

ابن سلطان ٹیپوی مغفور   ہم محمد بنام و ہم بہ ثنا
نہ محمد کہ بندہ اش از دل   پیرو دین او بصدق و صفا
کردہ تعمیر این نشیمن پاک   بہر ذکر و نماز و ورد و دعا
ہمچو سبع شداد محکم بام   ہمچو ذات العماد خرّم جا
در تمتّع چو کعبۂ اسلام   در ترفّع چو مسجد اقصا
خویشی چون بمسجد اقصاداشت   دوئی اندر میانہ ناپیدا
گفت روح الامین ازان تاریخ   بہر اتمام او بہ طرز دعا

عمرک الله مسجد الاقصی بر سول حق و با ہاں عبا

منہ‍ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ‍ہ ہجری

۱۲۵۸

فی الواقع ابتک دارالامارہ کلکتے مین اِس خوبی و خوش اسلوبی کی مسجد نہین بنی اور اُس شاہزادۂ عالی ہمت نے بہت سی جایداد واسطے اخراجات مسجد و نیز ایک باغ وسیع معہ تالاب و گھات سنگین گورغریبان کے لیئے وقف کیا ہی

اور اُس شرف رتبۂ سروری کی ابنیہ معنوی سے کتاب فارسی کارنامہ حیدری ہی، جسکا لقب تاریخی تواریخ گزیدہ ۱۲۶۳، اور جسنے اُسکی کمال جہد و اہتمام و جرح و تعدیل سے زیور اختتام و در سنہ ۱۲۶۳ ہجری پیرایہ انطباع پہنا اور یہہ کتاب ہندی کمالات حیدری جسے اُسکے سلیقہ درست و فطرت بلند نے آراستہ و پیراستہ کیا ہی،

ترجمہ جلد ثانی کے بارھوین رسالے کا

مارکوئس ویلزلی کے رسالون مین سے،

ارل اف مارننگٹن کی طرف سے، لفطننط جنریل هارس، کرنیل ارثر ویلزلی، انرئبل هنری ویلزلی، لفطننط کرنیل ولیم کرکپاطرک لفطننط کرنیل باری کلوز کو جو امور میسور کے انتظام و بند و بست پرا مین تھے،

صاحبان رحیم دل کریم نہاد

یہہ سند جو اِس نامے کے ساتھ جاتی ہی تمھین اُن حالات سے جنکا اختیار ہمے

تم کفایت شعارون کو دینا مصلحت سمجھا ہی مطلع کریگی، چونکہ میسور کے
امور وابستہ نظم و نسق ایسے آسان و سہل نظر آتے ہیں کہ بغیر حاضر رہنے
مخلص کے سرینگپٹن مین سرانجام پانا اُنکا ممکن ہی، اِس لیئے مین نے مدراس
مین اقامت کا قصد کیا ہی، جو تین شخص امینان مذکور سے کہ بروقت پہنچنے اِس
امے کے سرینگپٹن مین حاضر رہے، چاہیئے کہ ترنت انجام کرنے مین اُن
امور کے جو سند مین مذکور ہوئے ہیں آمادہ ہو جاے اور احکام مرقومہ کو بجا لاے،
ب سرداران ہمعہد مین ملک کا بٹوارا ہونے لگے اِسمین حصہ مرہٹون کا باقی
کھنا البتہ ضرور ہی، اور خاندان سے راجہ میسور کے ایک وارث کا
اج پاٹ پر بٹھانا میرے نزدیک امر اہم جسکے لیئے مین نئے بند و بست کی
نا ڈالتا ہون، دو دن کے عرصے مین اِس امر مہم کی شرطین ٹھہرا اور درست
کرکے تمہارے پاس بھیج دونگا، اِس پیش آیندہ دو کامون مین تاخیر و تساہل
طلقاً جائز نہ سمجھا چاہیئے تا وہ نظم و نسق جو منظور نظر ہی بخوبی انجام ہو، اُن
ونون سے پہلا کام جلیل القدر عہدہ دارون کی دلجوئی و خاطرداری اور رکتنے
صار کے قلعدارون کی استمالت و رضاجوئی ہی جو مسلمان ہیں، اور
وسرا کام سلطان مرحوم کے اہل و عیال کو ملک میسور سے نہایت دلاسائی
رخاطرداری کے ساتھ روانہ کرنا، امر اوّل کے باب مین ہمنے مسٹر ہنری
لیرلی کی خدمت مین میر عالم کے نام کا خط اور نقل نظام الدولہ کے مکتوب کی
راقم سطور کے نام پرہی بھیج دیا ہی، اور مجھے اعتماد ہی کہ تم صاحب لوگ
سکے وسیلے سے نواب میر قمرالدین خان کی رضاجوئی مین اچھی طرح سرگرم
سکتے ہو، اور رہنا اُسکا سرینگپٹن کے درمیان اِس جہت سے کہ اُسکی
ت و آبرو لوگون کے دلون مین ثابت ہی، وہان کے مسلمانون کے ملا لینے

مین بغایت مفید ہوگا، مین چاہتا ہون کہ تم لوگ بہت ہی جلد اُسے اِسپہ
وہ گرم کندیکو چلا جاے، اور دوسرے سرداران اہل اسلام کے ساتھ
قول و قرار پیش کرو کہ اُنکے دلون مین نئے بندوبست کا ذرا بھی خوف
نرہے، اور بعمر مقدور کامون کے انتظام مین سدا اِس امر کا لحاظ رکھیو کہ
اخراجات سرکار کمپنی کے خزانے سے متعلق نہو جائین، اور سلطان کے
سرداروں کا وظیفہ بھی فقط کمپنی بہادر کے ذمّے مقرّر نہو بلکہ سب ا
متفق اور راجہ میسور پر تقسیم کیا جاے اور سلطان مرحوم کے اُن سردا
کے واپس ماندگون کو جو اِس لڑائی مین مارے گئے بھی مناسب وظیفہ
کیا چاہیئے، قلعہ دارون مین سے جن لوگون نے اپنا اپنا حصار حوالے کرد
وے جو ابتک اپنے خاص قلعون پر قابض ہین اِن سبکی اپریل وے م
باقی تنخواہین البتہ کمپنی کی سرکار سے دی جائینگی بلکہ جتنے دنون و
حصارون کی نگہبانی و خبرداری پر تعینات رہینگے مہینا پائینگے، اور مناسب
کہ تم پہلے کام کے انجام دینے کے بعد، دوسرے کام مین کہ سلطان مرحو
اہل خاندان کا روانہ اور اُنکا اسباب و لوازمہ سفر کا طیار کرنا ہی بدل
ہو کر اُن مراتب کو جو اِس مادّے مین لازم و ناگزیر ہین. بجا لائیو، مین اِ
درد انگیز کے سپرد کرنے کے لیئے جسکے بن انجام کئے دلجمعی مقصوّر نہین
کے کارپردازون کے درمیان کسی کو ایسا سر. اور جو اِس بھاری ک
شرطین بجالا سکے نہین دیکھتا، سواے کرنیل ویلزلی کے، اِسواسطے بالکل
ضروری کامون کا اختیار اُسکے ذمّے کرتا ہون، کرنیل دّوطن حصار ویلہ
قلعہ داری پر جو عنقریب سلطان مرحوم کے لواحق و توابع کے رہنے کی جگہہ
مامور ہوا، اور اِن لوگون کے ماہواری وظیفون کا پہنچانا اور ویلور میر

سلیئے ہر طرح کی ضروری چیزون کا طیّار کرنا بھی اِسی کرنیل کے ذمّے ہی ؛ اور یہہ بھی مین چاہتا ہون کہ اُنکے واسطے معقول وظیفہ عالی ہمتون کے حوصلے کے لایق مقرّر کرون ؛ تم صاحبون کو بھی ضرور ہی کہ ہر ایک شاہزادے کی وجہ گذران اور زنانہ اخراجات کے لیئے تجویز کرو کہ کسقدر روپیہ کفایت کرینگے ؛ مگر اِس امر مین یہہ شرط ہی کہ کل اہل خاندان کے وظیفے کے لیئے مبلغ زر عالیانہ تین لاکھ یا نہایت درجے کو چار لاکھ ہون سے زیادہ نہون ؛ سلطان کے فرزندون کو اجازت ہی کہ اپنے اپنے خاص ملازم ساتھ لانے کے واسطے اختیار کرین اِس شرط سے کہ اُنکی ایسی کثرت نہو جسّے سلطان مرحوم کے ہواخواہون کا جتھا طیّار ہونے کا گمان ہو ؛ اور بہتر تو یہہ ہی کہ علی رضا خان جو کمپنی کے ایک خیر خواہون اور شاہزادون کے غمخوارون مین سے ہی ساتھ کر دیا جاے ؛ دودمان سلطان کے ہر ایک گھر کی بیگمات اور اُنکے فرزند جسقدر جلد ترکہ امکان ہی شاہزادون کے ساتھ کر دیئے جائین ؛ کرنیل ویلزلی میری طرف سے بخوبی اُنکے ذہن نشین کریگا کہ کسقدر مجھے پاسداری اور اعانت اُنکی منظور ہی ؛ اور شاہزادون کے نام کا فارسی خط* جو ملفوف ہی اُنھین پہنچا دیگا ؛ اور لفٹننٹ جنریل ہارس امور میسور کے بالفعل کے ہرج مرج مین جو جو مشکل پیش آئیگی اُسکی آسانی کے لیئے ہر طرح کی سعی و کوشش مین کوتاہی نہ کریگا ؛

---

* ترجمہ اُس خط کا ہی جو گورنر جنرل لارڈ مارننگٹن بہادر نے شاہزادون کے خدمت مین لکھا تھا ؛

صاحب نہایت شفیق واستظہار اخلاص کیشون کے سلامت

ہون اِن دنون نواح ویلور مین جو اُس مہربان کی جاے سکونت تجویز ہوئی ہی

حیریت وآسایش کے ساتھ اُس مہربان کے پہنچنے کي خوشخبري سے دل اخ
منزل کو نشاط وخرّمي حاصل هوئي ؛ اب یہ بات خاطر مین گذري که اِسي عرصے
پهر محبّت نامے کے وسیلے دوستي وارتباط کے کتنے مراتب کے لکهنے سے اُس مه
کي تسلّي کرے ؛ آپ بیشک بخوبي خاطر جمع رکهیئے که مخلص همیشه رضا جوئي
نیک اندیشي کے آثار ظاهر کرنے مین مائل ومشغول رهیگا اور منظور سب طر
یہ تها که حتي الامکان اقامت کا مکان تنگ وکلفت نهو چنانچه اِس بند وبست وانتظا
لئے حکم بهي ایسا هي دیا تها که جستجو وتکاپو مین کسي عنوان سے غفلت نهونے پاوے ؛
کارگزاران سرکار کمپني انگریز بهادر کي نیّتین همیشه اُس مهربان کے آرام وآسایش سے زند
کرنے پر متوجه رهینگي ؛ اور لفطننط کرنیل ڈفطن بهادر بهي مدام هر نوع سے حق مهر
مهربان کے حسن سلوک کے لوازم خدمتگزاري بجا لاتیگا ؛ اِس تقدیر مین اُمید نوي هـ
وهان کسي قسم کا تصدیعه وملال اُس مهربان کو نهوگا ؛ اور آپ کي خوشي وراحت بلا تکلف
دوستي مظاهر کي خوشي کا باعث هوگي اور مخلص کو یقین هے که اُس مهربان کے اط
اوصاف جمیله کي ایسي کشش هوگي که مجهے بیش از بیش طریقهٔ اُلفت وارتباط کے آداب
کرنے پر بڑهینگے اور خاص کر یہ امر دل محبت گزین کي رضامندي کا باعث بڑیگا که آپ بے تـ
صاف دلي کي راه سے کرنیل موصوف کے پاس دلي اور مخفي باتون کے بیان کرنے مین
اعتماد واعتبار کو دل مین جگہ دیجئے اور صاحب موصوف اِس آرزومند کے اشارے
موافق جو کبهي اُس مهربان کي خدمت مین کچهہ ظاهر کرے اُسے بگوش رضا سن لـ
اور چشم داشت یہ هے که جب اِس اخلاص شعار سے کسي امر کا اظهار ضرور هو تو اُسے آپ صه
موصوف کي معرفت ظاهر کیجئے آپ کا خیرخواه یہ چاهتا هے که تهوڑے دنون مین کسي صه
کے ساتهہ جسپر اپنا اعتماد هو کچهہ تحفه بطور اپني دوستي کي نشاني کے بهیجکر اپنے د
مسرور ومحفوظ کرے ؛ اُمید که همیشه مخلص کو وهان کي خیریتون کا مشتاق سمجهکے مه
بخشش مکتوبونکے لکهنے سے خرم وخوشدل فرماتے رهیئے اور زیاده کیا لکهے والسلام ؛

(Signed,) MORNINGTON.

مجھے اس امر کے سننے سے بڑا تاسف گذرا کہ سرینگپٹن مسخر ہو جانے کے بعد، سلطان کا زنانہ محل دفینے و خزینے کی طمع سے تلاش کیا گیا اور تم لوگون نے کمپنی کے نام و مرتبے کا پاس نکیا، کیا کہون کہ کسقدر اس بات سے مجھے افسوس ہوا، کاشکے سلطان کے محاسرا کی بیگمات اس سبب سے حیران و پریشان نہ کی جاتین، ہان ہلّے کے ازدحام اور چڑھائی کی دھوم دھام کے زمانے مین بے اختیار اس وضع کی زیادتیان اکثر وقوع مین آتی ہیین، مین سدا اس حسرت و افسوس سے آہ بھرا کرونگا اگر یہ زبردستی جنگ وحرب موقوف ہونے کی دیر کے بعد جب تمام و کمال وہ مقام جسپر جھگڑا تھا ہم پر چھوڑ دیا گیا، اور سبکے سب وضیع و شریف وہان کے ہمارے مطیع و فرمانبردار ہو چکے سرزد ہوئی ہوگی، اگر زنانہ محل سے نفائس سے کوئی بیش قیمتی چیز اور کسی رقم کا زیور اس منحوس گھڑی مین ادھر والون مین سے کسی نے اُٹھالیا ہو تو مجھے کمال اعتماد ہی کہ وہان کا فرمانروا سپہسالار اس مادے کی جستجو کو اپنی ضروری خدمتون سے جان کر اُن چیزون کے پھروا دینے مین قرار واقعی کوشش کریگا، بڑی آرزو سے مجھے اُمید یہ ہی کہ اُسوقت تک کہ وہان سے اُن لوگون کے روانہ ہونے کا دن آسے ہر ایک شاہزادون اور اُنکی مستورات کے مال و متاع کی پاسبانی و چوکی مین بڑی ہشیاری و خبرداری کی جاسے، سلطان مرحوم کے اہل خاندان کو اُنکے مسکن مقرر مین لیجانے کے لئے تمھین جتنے انگریزی سپاہی درکار ہون ضرور سپہسالار فرماندہ سے لیجیو کہ رستے مین کسی طور کے خوف و خطرے کا کھٹکا نرہے، لفظ ٹو قطن کے پہنچنے تک بہتر یہ ہی کہ سپاہیون کے عہدہ دارن مین سے ایک شخص جو اس ملک کی زبانون اور چالون سے خبردار ہو شہزادون

کے ساتھ کردیا جاے اور صوبہ کنڑیکے بنظم و نسق کے باب مین جبتک
میرا کوئی حکم پناؤ لازم ہی کہ اُس مین تمہاری طرف سے کچھ دخل و تصرف نہ
جنریل اسطوارط کو لکھا گیاہی کہ کچھ دنون موافق فرمانے اُس صوبے
انتظام کے کام کو انجام کرے، اور مین تا وقتیکہ اُسکے حالات اُس نو
کے دریافت نکرلون وہان کے دستور و قانون کے باب مین حکم ناطق د
نہین سکتا، اگلے امینون کو جو برطرف کیئے گئے ہمین میری طرف سے بجو
اُنکی کارگزاری کی شاباشی دینا اور اِن خدمات کے عوض مین اُنکو
سلام و شکر پہنچانا، بنیاد اِن ضابطون کی اِس راے پر رکھی گئی ہی کہ و
فرمانروا سپہسالار کو ملکی حکمون اور دیوانی کامون مین ہمیشہ اختیار نرہے اور
سواے ایک عصایا اعتماد کی وردی کے اپنے پاس نرکھے دل مین ایسا گذ
ہی کہ کاش تمہاری کچہری سرینگپٹن سے اُٹھ کے بنگلور کو جاتی تو اُس
سردست ایک فائدہ نفع رسان ہاتھ لگتا یعنے اُسکے ضمن مین سرینگپٹن
غول کے غول مسلمان ساتھ چلے جاتے اِس کام مین نہایت جلد سعی کیاجا
کیونکہ یہہ امر سو رمین ہمارے اطمینان کے واسطے بہت ہی ضرور ہی،

عہدنامہ یا وثیقہ

عہدنامہ جوہند وستانی انرئبل کنپنی بہادر، اورنواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر، اور پیشوا راو پنڈت پردھان بہادر کے درمیان آپس مین ہمقول و متفق ہونے کے استحکام اور سلطان شہید کے ملکون کے بند و بست وانتظام کے اتمام کے لئے لکھا گیا تھا۔

اس نظر سے کہ سلطان مرحوم نے بغیر اسکے کہ اُنکے ساتھ، امیران ہمعہد کی طرف سے جنگجوئی کے سببون سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ عمل مین آئی ہو قوم فرانسیس سے ملکر اُنکے سپاہیون کا ایک گروہ انرئبل کنپنی انگریز بہادر اور اُسکے خیرخواہون نظام الدولہ بہادر اور پیشوا راو پنڈت پردھان بہادر کے ساتھ حرب وکارزار کی بنیاد قائم کرنے کے عزم پر اپنے لشکر مین منگوایا، اور انرئبل کنپنی انگریز بہادر اور اُسکے ہواخواہون نے جو اپنی حفاظت و بچاو کے لیئے اُن عزیمتون سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا ضامن اور اول دینے کے باب مین بجا درخواستین کین اور سلطان نے اُنکے اقبال سے پہلو تہی کیا، پس انرئبل کنپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ آصفجاہ نے بیگانی فوجون کے خطرون اور ایسے بیرحم ستمگر دشمنون کے لوٹ و تاراج سے اپنی اپنی خاص حقیت و ملکیت یا سرحدون اور ملکون کی پشتی اور حمایت کے واسطے لشکر متفقہ بہ نیت حرب و نبرد روانہ کیا، اور چونکہ خواہش ایزدی مین انرئبل کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے امیران ہمعہد کی فتحیابی وکامیابی اور انکے ہاتھون سلطان مغفور کا قتل اور اُسکی

رعیتون اور متعلقون کا مفاد ہونا مقدّر تھا؛ اور چونکہ امیران ہمداستان یہہ چاہتے
کہ اِس ملکنت و اقتدار جدید کو کہ خداے تعالی نے اُنھین عطا کیا تھا گذری لڑ
کے اخراجات کی تلافی مین اور اپنے اپنے ملکون کی رعیتون اور آس پاس
کے صوبون کے امن چین کے واسطے کام مین لائین؛ لہذا سلطان مرحوم
ملکون کے بندوبست کے واسطے انرُبل کنپنی انگریز بہادر اور نوا
نظام الدولہ آصفجاہ بہادر کے درمیان بالفعل عہد و پیمان باندھا گیا بمعر
لفٹننٹ جنریل ہارس بادشاہ انگلستان کی فوجون اور انرُبل کنپنی انگریز بہاد
اُس فوج کا سپہسالار فرمانروا جو کرناٹک اور ملیبار مین ہین اور انر
کرنیل ارثر ویلزلی اور انرُبل ہنری ویلزلی، اور لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپاطرک
اور لفٹننٹ کرنیل باری کلوز؛ ریطانرُبل ریچارد ارل اف مارننگٹن گورنر جنر
کی طرف سے اور بمعرفتِ نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہاد
جانب سے تموافق آیندہ شرطون کے کہ تائید ایزدی سے جبتک مہر و ماہ آسم
بر جلوہ گر ہین پایدار و برقرار رہینگی وے اور اُنکی آل اولاد بدل متوجہ رہکر فیما
اِن باتون کی رعایت کرین،

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اس بات کا ہی کہ سرداران ہمعہد اِس
عہدنامے کے ذریعے سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے
جبر نقصان مین اُن اخراجات کے جو خود اُنھین کی حفاظت و پشتی مین ہوئے ہین
اور بھی اپنے خاص ملکون کی قرار واقعی نگہبانی مین کر آگے کو اعدا
بے کھٹکے رہین ضرور کوشش کرین اسبواسطے اِس بات پر اتفاق کیا گیا ہی
فرد آ کی مندرج کی ہوئی سرزمین جسکی تفصیل ذیل مین اِس عہدنامے کے

سلطان مرحوم کے ملکون کی اُن شاہراہون متصیت کہ کمپنی انگریز بہادر یا اُنکے ہوا خواہون یا خراج گزارون کے اُن محالون اور سرکارون سے ملی ہوئی ہین جو درمیان پائین گھاتون کے پورب پچھم کے دونون ساحلون پر ہین یا اُن قلعونسے جو اُن راہونکے آس پاس ہین سرکار انگریز بہادر کے دخل مین رہیگی اور کمپنی انگریز بہادر اِسی سرزمین کے خراج سے نواب حیدر علی خان مغفور کے خاندان اور سلطان مرحوم کے بالکل متعلّقون اور لواحقون کی بخوبی گذران و پرورش کے لیئے معقول خرچ جو دو لاکھ استار ہون سے کم نہوگا (اور یہ حساب کے روسے دو لاکھ چالیس ہزار کانتریہ ہون ہوتاہی جو سات لاکھ بیس ہزار روپی کے برابر ہی اور قیمت ایک کانتریہ ہون کی تین روپی) مقرّر کرنے اور اُسکا بار اپنے ذمّے لینے کا اقرار کرتی ہی چنانچہ فرد آمین جو سرزمین مذکور ہوئی ہی اُسکا خراج سنہ ۱۷۹۲ مین سلطان کے تعین کے موافق سات لاکھ پچھتر ہزار ایک سو ستر کانتریہ ہون ہی اِسمین سے بعد منہا کرنے دودمان حیدر علی خان اور سلطان مغفور کی مدد خرچ کے کمپنی بہادر کے حصّے مین پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سی کانتریہ ہون باقی رہتاہی

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد ب کی لکھی ہوئی سرزمین نواب نظام الدولہ بہادر کے عمل دخل مین اور ہمیشہ اُسکے ملکون کے منضاف رہیگی اور نواب ممدوح اِس سرزمین کے خراج سے میر قمر الدین خان بہادر اور اُسکے اہل و عیال اور متعلقون کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا کفیل ہوا ہی اور اِس مطلب کی تکمیل کے لیئے اُسکے واسطے گرم کنڈے مین ایک جاگیر خاص جسکی مالیانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپی باستر ہزار کنتریہ ہون ہو الگ کردیگا

اور یہہ بھی اُسکا عہد ہی کہ وہ سوا اِس جاگیر کے خان مذکور کے نام ایک محال بھی اُن سپاہیون کی تنخواہ کے لئے جو سرکار نواب موصوف کی ملازمت کے واسطے جمعیّت معقول میر قمرالدین خان بہادر کی سرداری مین نکاہ رکھی جائیگی مقرر کریگا اور جونکہ زر خراج اِس سرزمین کا جو فرد مین مرقوم ہی سنہ ۱۷۹۲ مین سلطان مرحوم کی تعین کے موافق چھہ لاکھ سات ہزار تین سو بتیس ہی اِس صورت مین میر قمرالدین خان کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصے مین پانچ لاکھ تینتیس ہزار تین سو بتیس کنتریہ ہون باقی رہیگا ؛

تیسری شرط

کافۂ انام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمعہد کے بندوبست کے دوام کی نظر یہہ نیک صلاح ٹھہری ہی کہ سریرنگپٹن کا قلعہ کمپنی بہادر پر چھوڑ دیا جاے اور اِس بات پر اتفاق ہوا ہی کہ وہ قلعہ معہ جزیرہ اور اُس قطعہ زمین کے اُسکے پچھم ہی اور مغرب کی طرف محدود ہی اُس ندی سے کہ میسور نالے کے نام سے مشہور ہی اور جنگل گھاٹ کے قریب کاویری ندی سے جا ملی ہی کمپنی موصوف کے حصے والی سرزمین کے منضاف کیا جائیگا اور ہمیشہ کے واسطے تمام تر اُسی کے عمل دخل مین رہیگا ؛

چوتھی شرط

یہہ ہی کہ میسور مین بالتخصیص ایک علاحدہ حاکم مقرر کیا جائیگا یعنے کشنہ راج اودیادر بہادر میسور کا مہاراجا کہ یہان کے قدیم راجاؤن کی اولاد سے ہی اُس سرزمین کا متصرف و مالک رہیگا جو تحدید کی گئی ہی اُن شرطون پر کہ عنقریب اُن کا ذکر کیا جائیگا ؛

پانچوین شرط

امیران ہمداستان بایکدیگر متفق ہوئے ہین کہ یہ شک فرد ج کی لکھی ہوئی سرزمین جو اِس عہدنامے کے ذیل مین مرقوم ہی مہاراجہ ممدوح کو اُن شرطون پر کہ مذکور ہونگی چھوڑ دی جائیگی ؛

چھٹھی شرط

کنپنی انگریز بہادر کو اِس بات کا اختیار حاصل رہیگا کہ وہ اُس مبلغ کو جو موافق شرط اول اِس عہدنامے کے نواب حیدر علی خان اور سلطان مرحوم کے اہل خاندان کا وظیفہ مقرر ہوا ہی جب کبھی چاہے در صورت سرزد ہونے انواع و اقسام واردات کے مثلاً اِس خاندان مین سے کسی رکن کے فوت ہونے یا کسی طرح بغاوت اختیار کرنے یا سرداران ہمعہد کی ریاست و حقیت پر ہاتھ یا اُنکے اور راجۂ میسور کے ملکون کے درمیان امن چین کے مقدمے مین کچھ خلل اور فساد ڈالنے کے زمانے مین جیسا بہتر جانے عمل مین لاوے خواہ اُسے کسی خاص وقت پر منحصر کرے یعنے کچھ مقرر کیئے ہوئے ایام تک روک رکھے خواہ یکقلم بند کر دے یا کچھ اُسمین تخفیف کرے ؛

ساتوین شرط

پیشوا اراوپندت پردھان بہادر ضرور اِس عہد و پیمان مین شریک کیاجائیگا ؛ ہر چند وہ اِس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اُسکے ضروری خرچون اور کوششون مین سرداران ہمداستان کے شامل تھا اور نہ اب کسی وجہ سے فتح کی غنیمتون اور منفعتون مین خواہی نخواہی فریقین متشارک یعنے کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ کے ساتھ حصہ دار ہونے کا مستحق ہی ؛ باایںہمہ چونکہ فیمابین پیشوا بہادر اور کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور مہاراجہ

میسور کشتنہ راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہی اس رعایت سے را
اس بات پر قرار پائی ہین کہ وہ خاص سرحد جسکی تفصیل فرد آ اور ذیل
اس عہدنامے کے مرقوم ہی اُسکے تصرف مین دینے کے لیئے باقی رکھی جا
نادر و بست پیشوا بہادر کی ملکیت اور اُنکے ممالک کے داخل رہے ا
طور پر کہ گویا پیشوا بھی اس عہدنامے کے ہمد استانون مین ایک رکن
مگر اس شرط پر کہ پیشوا مذکور سراسر اس عہدنامے کو اُس دن سے ایک
مہینے کے اندر جسمین امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہدنامے
کی اطلاع کرینگے منظور کرے، اور بھی اُن امور مین کہ ابھی نواب اور پیشوا
کے درمیان شک وشبہے مین ملتوی ہین، اور بھی اُن باتون مین جنکی خبر کمپنی
انگریز بہادر کی طرف سے گورنر جنریل انگریزی رزیڈنٹ کی معرفت پونا ن
اُسکے پاس بھیج دیگا، کمپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کردے

آتھوین شرط

اگر پیشوا موصوف امیران ہمعہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہدنامے
کے منظور کرنے یا اُن باتون کے خاطرنشان کردینے سے جنکا ساتوین شر
مین اشارہ ہوا ہی پہلو تہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین کہ اُسے پہلے اسکے
لیئے مقرر کی گئی ہی کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے شرکت
اور ملکیت مین رہیگی اور اب یہ اُس سرزمین کو چاہین راجہ میسور کے
ساتھ اُسکے اُس محال و صوبے سے جو اُنکے خاص ملکون کے نزدیک ہی مبادلہ
یا معاوضہ کرین خواہ کسی اور طور سے اُسکا بندوبست جیسا بہتر سمجھین ٹھہرائین

نووین شرط

مہاراجہ میسور کشتنہ بہادر کو یہان کے تخت سلطنت پر بٹھلانے کے واسطے

یہہ تدبیر پسند ہوئی ہی کہ ملکی فوجون کی ایک معقول جمعیت سے اُسکی پشتی وحمایت کی جاسے ، اور اسپر اتفاق کیاگیاہی کہ یے فوجین کنپنی انگریز بہادر کے ذریعے سے موافق اُسی جداگانہ قول قرار کے جو عنقریب کنپنی انگریز بہادر اور مہاراجہ مذکور مین ہوگا مقرر کی جائینگی ،

دسوین شرط

یہہ عہد وپیمان دس شرطون پر مشتمل آج کے دن کہ جون مہینے کی بائیسوین سنہ ۱۷۹۹ اور محرم کی سترھوین سنہ ۱۲۱۴ ہی رییط انربل ارل اف مارننگٹن گورنر جنربل بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے نام پرروبرو ایک طرف کے وکلا لفطننط جنربل جارج ہارس ، انربل کرنیل ارثر ویلزلی ، انربل ہنری ویلزلی ، لفطننط کرنیل ولیم کرکپاطرک ، لفطننط کرنیل باری کالوز ، اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے ، منعقد ہوا ، طرفین کے وکیلون نے اِس عہد نامے کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہرودستخط کرایک دوسرے کے حوالے کرکے اِسکا اقرار کیاکہ یہہ عہد نامہ آج سے ایک اتھوارے کے درمیان گورنر جنربل کے دستخط ومہرسے اور پچیس دن مین نواب نظام الدولہ کے دستخط ومہرسے بیشک مزین ومستحکم ہو جائیگا ،

مہر نواب نظام الدولہ کی

نواب نظام الدولہ نے حیدرآباد مین مہرودستخط کیا ، سنہ ۱۷۹۹ کی تیرھوین جولائی کو ، رییط انربل گورنر جنربل بہادر نے سنط جارج نام قلعے مین مہرودستخط کیا ، سنہ مذکور کی چھبیسوین جون کو ،

AN ACCOUNT OF THE MUTINY AT VELORE

IN THE YEAR 1806,

BY J. DEAN, ESQ. M. D.

TRANSLATED FROM THE UNITED SERVICE JOURNAL AND NAVAL AND MILITARY MAGAZINE.

PART II.

1841.

بیان اُس شورش اور قتل عام کا جو ویلور کے قلعے مین سنہ ۱۸۰۶
کی دسوین جولائی کو واقع ہوا، مسٹر جونس سرجیئن اور
مسٹر ڈین معین سرجیئن کی روایت سے جو دونون
اِس واقعۂ شوم کی ابتدا سے انتہا تک وہان موجود تھے،

اُس دن قلعے کا پاسبان سپاہیونکا سرغنہ کرنیل سنٹ جان فنکورٹ تھا، اور نگہبان سپا
وہان چار کنپنی بادشاہی اُنہترھوین رجمنٹ کی، چھہ کنپنی ہندستانی پیادونکی
رجمنٹ سے، دوسرا رسالہ ہندستانی پیادون کی تئیسوین رجمنٹ کا، ایک غ
فرنگستانی گولنداز ونکا، بارکل ہندستانی سپاہی ڈیڑھ ہزار تھے، سنہ مذکور کی دس
جولائی کے پہلے اِس واقعے کا کچھہ بھی خیال اور بدگمانی نتھی، مین کرنیل ماکراس
ساتھہ گذشتہ رات کھانا کھاکر قواعد کے میدان ہو کے جاتا تھا کہ قلعے کے اندر دوا
دوسرا مین غلغلہ عیش و نشاط کا معلوم ہوا شہزادون کے محل مین روشنی
کثرت تھی، ساز و سرود کی آوازسے جشن و انبساط کا سماں بندھا تھا، مگر کچھہ
فساد واقع ہونے کا ہرگز گمان نہ تھا، شبکو مین بندوقون کی شلک سے چو
پڑا، کھڑکی سے نگاہ کیا تو دیکھا کہ کتنے آدمی دوڑے چلے جاتے ہین،
تھوڑی دیر کے میرے رسالے کے دو نوجوان عہدہ دار نے مجھے آکر ک

اُٹھارھوین رجمنٹ کے فرنگستانی سپاہیون نے باہر نکل کر باغی سپاہیون پر بندوقین
مارنی شروع کی ہین ' مین نے کہا کہ مین اسی دم کپڑا پہنکر تمھارے ساتھ
سپاہیون کے بارک مین چلتا ہون پر وے نہ ٹھہرے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے '
بعد اسکے مین موزہ پہن رہا تھا کہ پہلی رجمنٹ کے لفٹنٹ کٹکلیف نے آکر کہا
کہ میرے بازو پر ایک گولی لگی ہی ' مین اُسکو اپنے ہمراہ لیکر مسٹر جونس
جراح کے گھر گیا اور اُسکا زخم دکھلایا ' الغرض اُس مجروح کا زخم بند ہوا ہم
ہندوستانی پیدلون کی پہلی رجمنٹ کے دستۂ اول کے اجیٹن کے گھر گئے '
اور وہان ہندوستانی پاسبانون کے ہتھیار لیکر کل نو آدمی لڑنے کے لئے
طیار ہوئے ' اِس اثنا مین قلعے کی ہر ایک النگ سے بندوق کی بار کی آوازین
آنے اور گولیان چارون طرف سے برسنے لگین اس گھر کے صدر رستے پر
ہمنے کئی آدمیون کے تگ و دو کرنے کی آواز سنا تب باہر نکلتے وقت آدھا
دروازہ کھلا رہنے دیا اِسلئے کہ اگر کوئی اندر آنے کا ارادہ کرے تو دکھلائی
دیے ' اب اُن متمردون کا ایک جتھا جسمین تخمیناً بیس آدمی ہونگے گلی سے
نکل کر صدر بر آمدے مین گھس آئے اور اُنھین جو گولی سے گھائل اور کشتہ
تھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے ' پھر اُنکا کچھ نشان ظاہر نہوا ' ہم لوگون نے یہہ
خیال کیا کہ مسٹر جونس کا گھر چون بارک کے متصل ہی اِن بلاؤن سے
بہت محفوظ ہی ' ایک لحظہ یہی ششش و پنج رہا کہ اب کسی طرح ہم بارک
مین داخل ہو جائین پر اِس جہت سے کہ وے بغاوت شعار سپاہی گھر کے
گرد بگرد محیط تھے وہ تدبیر پیش رفت نہوئی یہانتک کہ رات آخر ہوئی اور
صبح کو یہہ آہٹ آتی تھی کہ بہت سے سپاہی ہمارے گھر کے پیچھے اِدھر اُدھر
گھومتے اور اندر آنے کی راہ ڈھونڈھتے ہین لیکن اُنسے کچھ نہ بن پڑا ' آخرالامر

جوق جوق باغیون نے ہمارے گھر کی پچھواڑے کے باہر والے گھرون کی
دیوار پر چڑھ گئے اور بندوق سر کرنے لگے، ہم دروازے کے بچاو مین مصروف
ہوئے، جب وے قریب آئے تو ہم برامدے کی جانب گئے اور گولی کی جگہ
بندوق کا کندا لے نے اُنکے مدافعے مین سرگرم ہوئے اُنکی طرف سے ہم
گولیون کی بوچھاڑ تھی، مین ایک ضرب کھاکر گرپڑا، اس بیچ مین اٹھترھوین رجمنٹ
کے آدمیون نے بندوق کی آواز سن بارک کی کھڑکی جو ہماری جانب تھی
کھول کر ہم کو بارک مین داخل ہونے کے لیئے آواز دی، باغی لوگ یہ
حال معلوم کرتے ہی ہمارے پیچھے دوڑ پڑے، پر خیریت یہ گذری کہ ہم اُنکی
بندوقون کی مار سے بسبب اُن گولیون کے کہ اٹھترھوین رجمنٹ کے جوان ہمارے
بچانے کو اُن پر مارتے تھے بچکر اُس گھائل جمعیت کھڑکی کی راہ سے بارک
مین داخل ہو گئے، اب اِن مترددون نے تین ضرب توپ سلاح خانے سے
قدیم بارک کے اُوپر لگا اٹھترھوین رجمنٹ کے بارک پر کہ اِن دونون کے درمیان
ایک چھوٹا سا راستا تھا علی الاتصال گولیون کی بوچھاڑ مچادی، گولیان بارک
کے دریچون سے اندر آتی تھین، جسطرح ابھی ٹیپو سلطان کا استادہ تھا، او
گروہ گروہ بے سرکش سپاہی عہدہ دارون کے مکانون پر آنے جانے دکھلائی
دیتے تھے اسلیئے کہ اُنھین اِس درمیان سے نکال باہر کرین، اب دو مقصد ا
نظر آئے کہ وے باغی لوگ قیدیون کی طرح اُنھین قلعے کی جانب لیئے جاتے
تھے اور قلعہ بھی سر تا سر اُن باغیون کے دخل مین آگیا، الغرض بارک کے
درمیان عجب طرح کی ہلچل مچ رہی تھی، بارک کے سپاہی بھور ہوتے ہی
اِس بات پر مستعد ہوئے کہ جبرًا بارک کے دروازے کی راہ اپنے قبضے
مین کرلین، لیکن چونکہ توپین اُسکے قریب ہی لگی تھین کتنے اُنمین سے گولون

سے اُڑ گئے، آخر کو سپاہیون نے بارک کے دروازے کا رستا بند کر دیا،
پھر بھی بارک کی کھڑکیون کی جانب سے پیہم گولیان برس رہی
تھین اور ہم لوگون کو ایک دم لینے کے واسطے کوئی اور پناہ کی جگہہ
سواے بارک کے پیلپایون کی اوٹ کے نہ تھی، ایسے مین کپتان مکالاکلن نے
فرصت کا وقت دیکھہ بالکل حربی اسباب و ہتھیار جمع کرنے کو فرمایا اور یہہ
کہا کہ جسکو چلنے کی طاقت ہو وہ یہان سے قلعے کی دیوار کے پاس کی
کھڑکیون کے رستے باہر چل کھڑا ہو، چنانچہ اُن دریچون کے رستے دو دو آدمی نکلے،
اور بھروسا یہہ تھا کہ ہم غنیم کی مار سے عیالدار سپاہیون کے گھرونکی آڑ مین
بچکر نکل جائینگے اور یہہ بھی اِس نکلنے کا بڑا سبب تھا کہ ہم چھوٹے ذخیرہ خانے کے
پاس جا کر مقام کرینگے چنانچہ کپتان مکالاکان بھی سپاہیون کے ساتھہ اُنہین
دریچون سے نکلا، مین اور مسٹر جونس دونون، سپاہیون کی ٹوپی پہن
بندوق ہاتھہ مین لے سپاہیون کے ہمراہ معہ اُس رفیق مجروح کے باہر آئے،
قصہ کوتاہ جو لوگ اُن گھرون کی پناہ مین جاتے تھے اُنمین سے کئی آدمی زخمی
ہوئے، اور جتنا ہم قلعے کی دیوار کے نزدیک ہوتے اتنا ہی گولیون کے
زیادہ نشانے بنتے، بہرصورت اُس ذخیرہ خانے تک پہنچ کے کیا دیکھتے ہین کہ
اُسکا دروازہ کھلا ہی معلوم ہوا کہ اعدا وہان کی گولیان لیگئے ہین فقط گولیون
کے خالی لفافے ہمکو ملے، تب ہم حصار پر چڑھے، کپتان مکالاکان نے حکم دیا کہ تم
اُس گمٹی مین (جو قریب ہی تھی) جا کر ٹھہرو، جبتک اور سپاہی بھی پہنچ جائین،
لگ بھگ اُسی گمٹی کے جسمین ہم تھے ہندوؤن کا ایک دیول تھا جسپر
باغی لوگ مجتمع تھے، قرب کے سبب بیطرح اُنھون نے ہم پر گولیان
برسائین، سامھنے ہم لوگون کے ایک برج تھا جہان صبح شام کی توپ سر ہوا کرتی تھی

اُسس برج پر بھی باغیون کی ایک بڑی فوج مسلّط تھی، کپطان مکلا کلن ـــ
اُسیدم بہت سے سپاہیونکو جو آ کر جمے تھے آگے بڑھنے کو حکم کیا اور آپ بھ
اُن سپاہیون کے آگے آگے چلا جاتا تھا کہ ران مین ایک زخم کاری لگنے ـــ
سبب گر پڑا، ساتھ ہی اِسکے کپطان بارو جو قلعے کی دیوار پاس اپنے گھر والو ر
ــ سمیت سکونت رکھتا تھا ہمارے سپاہیون کی جماعت مین آملا، اب
جھٹ پٹ ہم لوگون نے وہ برج لے لیا، اِس تگ و تاز مین دونون طرف ـــ
کئی آدمی مارے پڑے، آخر کار متمرّدون نے وہ مکان چھوڑ دیا، تب کپطان بار
اور اُسکے ساتھ والے دروازے کی جانب چلے، پھر اُسس دیول سے لگاتا
ہمپر گولیون کی بارش رہی، جب ہم بخشی خانے کی طرف گذرے، تو معلوم ہو
کہ اُسے باغیون نے لوٹ لیا ہی اور روپے کے توڑے حصار کے نزدیک
رکھا، بعضے سپاہی اُنہترھوین رجمنٹ کے جو حصار سے اُسطرف جاتے تھے
مارے گئے، اُدھر صدر برامدے مین جو سپاہی تھے وے پکار پکار گیا لیا ر
مانگ رہے تھے مین نے کہا آرکاٹ کے روپے گولی کی جگہہ استعمال مین لاؤ
جب اِن مکانون کی محافظت سے فراغت ہوئی تو ہم دروازے کے رستے کی
جانب چلے، اُدھر اُن بہادرون نے کہ وے ہم سے پہلے ہی یہان پہنچ گئے تھے
باغیون کو اُنکے مقام سے ہٹا دیا جہان ایک توڑا روپیونکا جسے وے باغی
بخشی خانے سے بھاگتے وقت چھوڑ گئے تھے ہاتھ لگا، جن پر بعضے سپاہیون اور
عہدہ دارون کا جی للچایا بلکہ بعضون نے حصار پر سے بھی اُترنے کا قصد کیا
کپطان بارو نے یہہ طور دیکھکر پاسبانون کو اُن پر تعینات کر حکم دیا کہ
جو شخص پہلے اپنی جگہہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرے اُسکو گولی مار دین
جس وقت ہم دروازے کی راہ پر تھے عجیب مصیبت جان سوز دیکھنے مین

آئی کہ اعدا کی ایک بڑی فوج آ کے بیمار خانے سے تخمیناً پندرہ آدمی
فرنگستانیونکو پکڑ کر صدر دولتخانے تک لیگئی اور ان بچارون کو اُن
بیرحمون نے شلنک مار مار قتل کیا ، سلاح خانے سے اُن گمراہون نے
دو توپ دروازے کی بھیتر والی راہ پر لگائی تھی شاید اس ارادے سے
کہ ہم کو قواعد کے میدان مین جاتے روکین ، اب گولیون کی نوبت آخر ہوئی ،
کپطان بارو یہہ سوچا کہ سلاح خانے مین بم بروف مل سکتا ہی کیونکہ گولی کے
برے رو پیون کے استعمال کرنے مین بہت وقت ضایع ہوتا تھا ، یہان حصار
سے لگے ہوئے کئی گھر تھے ، کپطان دیوڈ ولسن جو تئیسوین رجمنط کا عہدہ
دار تھا اُسکے گھر کے سامھنے لاش اُسکی ملی ، حصار کی دوسری النگ
یک گھر تھا جسمین لفٹننط ایلی اُنہترھوین رجمنط کے عہدہ دار کے
لڑکے بالے رہتے تھے ، جب اُسکے اندر ہمارے گروہ کے بعض بعض آدمی
گئے تو اُنھون نے اس بچارے کے لڑکون مین سے ایک کو مقتول پایا
ب باغیون کا غول قلعے کی جڑی جڑی جگھون مین دکھلائی دیتا تھا اور
شدت سے گولیان اُن آدمیون پر جو دروازے کی راہ مین تھے برستی تھین
نانچہ ایک گولی لفٹننط میکائیل اُنہترھوین رجمنط کے منصبدار کی کلائی مین لگی
ور اُسسے خون اتنا بہا کہ وہ کمزور و سست ہوگیا ، اب فقط کپطان بارو ، مسطر
نس اور مین سپاھیون کے ساتھ باقی رہ گئے ، باغیون کی گولیون سے محفوظ
اہ گاہون کے مختلف مقامون پر سنگین چوکیان بٹھلا ہماری طرف کی سپاہ
بطان بارو کے ہمراہ حربی سامان کی کھوج مین سلاح خانے کی جانب گئی ، سامھنے
م لوگون کے فرنگی بیمارستان اور کپطان فنکورط قاعدار کے گھر کے قریب
یک برج تھا ، جسے باغیون نے بڑی مضبوطی سے اپنے دخل مین کرلیا تھا ،

جب ہم اُسکے نزدیک پہنچیے بری طرح سے حریف کی مار کے نشانے ہوئے ' کپطان بارو اور راقم سطور کو ایک ایک گولی لگی ' مجھے تو پشت پر جسے اذیت نہ پہنچی ' لیکن کپطان بارو کو پھلّی مین جسّے اُسے بڑا ہی صدمہ پہنچا ' تب اُسنے سپاہیون کے ساتھ جانے کے لیئے مجھسے التماس کیا چنانچہ مین اُنکے شامل برج مین داخل ہوا ' ہرچند اِس مکان مین مختلف جگہون سے بشدت گولیان برستی تھین پر جب اُنہترھوین رجمنط کے دلاورون نے اُسکو دخل کرلیا ' سبکے سب باغی بھاگ نکلے ' سپاہیون نے کپطان بارو کے گھایل ہونے اور چنداول مین اُسکے لیجانے کا حال معلوم کرکے کہا کہ ابتو ہم بے سردار ہو گئے ' مین نے کہا کہ ہم اور سطر جونس دونون تمہارے ساتھ ہر ایک مشکل مین شریک ہین ' اسی بیچ مین بیمارستان کا ایک شخص ہم تک آملا اور اُسنے ظاہر کیا کہ غدر کے وقت باغیون نے بیمارخانے مین آکر بالکل بیمار سپاہیون کو مار ڈالا مین اُنسے بھاگ بچا ' الغرض ہم لوگ اُسوقت کہ چنداول کے اکثر جوان آکر اکٹھے ہوئے اُس سلاح خانے کے جانے پر مستعد ہوئے ' رستے مین ہم پر گولیان چلین ' دو آدمی مقتول اور دوسرے مجروح ہوئے ' ایسے میں کئی سپاہی آکر ہمارے ساتھ ہوئے ' اب ہم حصار سے اُترکر بہیئت مجموعی غلّے کے انبار خانے کی ڈیوڑھی کی آڑ مین پہنچے ' مین نے ایک باغی کے پکڑنے کا ارادہ کیا ' اُسنے بندوق چھوڑی ' تو پی میرے سر سے گر پڑی ' مین نے اِس شخص کو دیکھتے ہی پہچانا کہ وہ ہمارے ہی رسالے کے سپاہیون سے ہی ' بے ساختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل پڑا کہ خبر تو ہی آدم خان یہ کیا تھا ' تب وہ بھی مجھے پہچان گیا ' اور اب ہم سلاح خانے کی جانب چلے ' رستے مین پھر بندوقین پھر چلین ' ہمارے کئی آدمیون سمیت ہم سلاح خانے مین جا پہنچے ' یہان ایک

نئے وحشت انگیز تماشے کا سامنا ہوا کہ تمام پاسبان کیا فرنگستانی کیا سپاہی
سب کے سب کشتہ پڑے تھے، اور عہدہ دار بھی اِنکا مارا گیا تھا، ہمنے چاہا کہ بندوق
کی سنگین وغیرہ سے سلاح خانے کے قفل کو توڑ ڈالین، نہوسکا، جب مسٹر
جونس سے مین نے یہ حال بیان کیا تو وہ مجھے حصار پر چڑھنے کو کہکر آپ نیچے اُترا
اور بول اُٹھا شکر کہ گنج مقصود ملا، الحاصل باروت بھرا ایک خم حصار پر لایا گیا
لیکن گولی ندارد جب گولی کے پانے سے ہمین یاس ہوئی تو سلاح خانے کی جانب
جانے اور راہ مین سلطان کے نشان کو گرا دینے کی صلاح ٹھہری چنانچہ ہم اِسی
قصد پر سپاہیونکے بارک سے کئی جوان ساتھ لیکر قلعے کی برج تک ایسے وقت
مین جا پہنچے کہ سپاہیان باغی اسباب غنیمت کے باندھنے چھاندنے مین لگ
رہے تھے، باوجود اِسکے وے ہمین دیکھتے ہی بندوقین چھوڑنے لگے، ہم وہانسے
پھرے، اور اُن لوگون نے ہمارا پیچھا کیا، ہم جلد اپنے رفیقون مین آکر
بندوق سر کرنے مین سرگرم ہوئے، اِسی طرح لڑتے بھڑتے علم تک
پہنچ گئے، لیکن رستے بھر گولیون کے نشانے تھے، ہم مین سے تین
شخص نشان کی نردبان پر چڑھ جانے کے مستعد ہوئے، پہلا تو گولی
سے مارا پڑا، بعد اِسکے سارجنٹ ماکہاس اِس کام پر مستعد ہوا،
اگرچہ اُسپر قریب کے گھرون سے گولیان برستی رہین، تیسرا
شخص پریویٹ فلیپ باٹم سیڑھی کے نیچے اِس ارادے پر کھڑا تھا
کہ اگر سارجنٹ مذکور کو کچھ صدمہ پہنچے تو وہ اُوپر چڑھ جائے، اِس
عرصے مین کتنے لوگ مقتول اور زخمی ہو گئے، چونکہ میرے دوست جونس
نے سارجنٹ سے علم لے لیا تھا ہم دروازے کے رستے کی جانب پھر آئے اور
اب ہمین اُن زخمیون کو بھی وہان سے اُٹھا لانا ضرور ہوا (ہرچند اِس لانے مین

کثرت سے گولیان ہم پر برسین) کیونکہ اگر یہ لوگ وہین پر سے رہتے تو بے شبہ
مارے جاتے ، مین نے ان مجروحون کو بیمارستان کے ایک کمرے مین
جو قریب تھی رکھا، تب کئی بیکار منصبدار میرے پاس آئے اور بڑی محبت و
دلسوزی سے کہنے لگے کہ اب تو تمہارے نزدیک نہ سامان جنگ باقی رہا نہ اذوقہ
اور نشانیان یاس کی ہر نوع ظاہر ہین اور مدد کی بھی کچھ اُمید نہین ، اس لیئے
مقتضاے وقت تو یہ ہی کہ یہ جو کتنے بقیۃ السیف رہگئے ہین اُنکی جانون پر
ترس کرکے بوجہ معقول کہ امکان سے خارج نہو میل ملاپ کی تدبیر کی جاے، مین نے
اُسکا جواب دیا کہ قلعے سے باہر جو کچھ عہدہ دار لوگ رہتے ہین اُنمین سے
مقرر بعضون نے آرکات کے ناظمون کو اس سانحے کی اطلاع کی ہوگی ، کیونکہ
ایسے واقعۂ خطرناک کی خبر جو یکقلم فروگذاشت ہو یہ بات کسی طرح خیال
مین نہین گذرتی ، بعد اسکے مین نے کہا کہ بالفعل تو صدر دروازے کا رستہ
بھی ہمارے اختیار مین آگیا ہی ، علاوہ باغیون مین کون ایسا شخص ہی کہ
اُسکے نزدیک التجاؤن اور اسمین بھی شک نہین کہ کمک عنقریب آن پہنچی
اور چاہیے کہ ہم دم آخر تک جو کچھ ہمارے تحت مین ہی اُسکے محافظت کی کوشش
کرین اس عرصے مین جونس میرا مونس بھی کپتان ماکراس کے گھر سے حصار
پر آن پہنچا مین نے اُن خانہ نشین عہدہ دارون کی یہ سب باتین اُسسے کہین
اُسنے اس امر مین میری بات کی تقویت کی کہ ابھی کوئی دم مین کمک آپہنچتی
ہی ، اس گفتگو کو چندان دیر نہوئی تھی کہ کرنیل گلسپی اور کپتان ولسن
انیسوین دراگون کے فرمانفرما دروازے کی راہ سے لگ بھگ کمک کو
آپہنچے ، لوگون نے کرنیل مذکور سے ظاہر کیا کہ ابھی بہت سے باغی بو شبہ
کھڑکی کے رستے بھاگئے ہین چنانچہ کتنے ایک سوار اُس طرف تعینات ہوئے

بعد اسکے کرنیل نے میرا حال پوچھا اور ہم دونون حصار سے باہر آئے ' جونس نے میسور کا جھنڈا جو ہاتھ آیا تھا کرنیل کے ہاتھ مین دیا اُسنے کرنیل فنکورٹ کا حال پوچھا چونکہ ہم کچھ اُسکا حال جانتے نتھے بیان نکر سکے ' بعد اسکے کپطان باروکی خبر پوچھی ' مین نے اُس گمٹی کی جانب جسمین وہ تھا اشارہ کیا اور اُسکے زخمی ہونے کی کیفیت بھی ظاہر کی ' تب مجھسے پوچھا کہ تم کو بھی کوئی زخم لگا ہی ' مین نے اپنا پانوٗ اور زخم دکھلایا ' بعد اسکے مجھکو کہا کہ کپطان بارو جس برج مین ہی وہان تک تم میرے ہمراہ چلو ' بتیسوین رجمنٹ کے جھنڈے کپطان ماکراس کے گھر سے قلعے کے صدر دروازے پر لائے اور حصار کے نیچے رکھے گئے تھے ' ایک سپاہی بادشاہی علم لیکے ہمارے ہمراہ دمدمے کی گمٹی مین آیا ' رستے مین ہر چند باغیون نے ہم پر بندوقین داغین پر خیریت گذری ' ہم نے اُس برج مین پہنچکے دیکھا کہ اور بھی کتنے سوار جنکے ساتھ میدانی توپین بھی تھین آرکاٹ سے قلعے کی جانب دوڑتے چلے آتے ہین ' کرنیل گاسپی نے دمدمے کی گمٹی چھوڑنے کے وقت کپطان بارو سے کہا دیکھنا مین توفیق یزدانی کی یاوری سے کیسا تم لوگون کا بدلا لونگا ' جس وقت ہم دروازے کی طرف پھر سے پھر ہندونکی دبول سے گولیون کے نشانے بنے یہانتک کہ دور نکل آئے ' جب دروازے پر پہنچ گئے تو دو کمک کی توپین بھیتر والے دروازے پر منگوائی گئین اور کرنیل گاسپی نے توپون کے سر کرنے کا حکم دیا چنانچہ لفطننٹ بلاکسطین عہدہ دار جو سوارون کے ہمراہ آرکاٹ سے آیا تھا اس سلیقے سے اس کام مین ور آیا کہ دروازہ پہلی ہی شلک مین کھل گیا ' اب کرنیل گاسپی نے جنگ کے لیئے طیار ہونے کو حکم کیا ' اگرچہ وہان لڑنے کے قابل پچاس آدمی سے زیادہ نتھے ' پھر کبتک ہم کرنیل گاسپی کے ہمراہ حصار سے چلے ' ہمارے پیچھے ایک

رسالہ ڈراگونون کا اور ایک رسالہ ہندوستانیون کا تھا، جونہین کرنیل نے
آگے بڑھنے کا حکم دیا ہم میدان کی جانب روانہ ہوئے، وہان پہنچتے ہی اُس
دیول اور قدیم بارک سے ہم پر خوب ہی گولیون کی بوچھاڑ برسی، غول
ہمارے سپاہیون کا صدر محلسرا کی طرف آگے بڑھا اور جب ہم متصل اُس مقام کے
جہان بیمار سپاہی مارے پڑے تھے جا پہنچے، یہان بھی اعدا نے بڑے زور شور
سے گولیونکا مینہہ برسایا، اکثر لوگ ہماری جماعت کے مقتول اور مجروح
ہوئے، الغرض ہماری جمعیت کے انتظام مین خلل واقع ہوا یعنے جب کرنیل
گلسپی ہم کو اِس ارادے سے کہ ڈراگون کے رسالے کے سوارون کو
حملہ کرنے کا حکم دے داہنی طرف جانے کو رستا دکھلا رہا تھا کہ اتنے مین ایک سوار
جسکو شاید کوئی زخم پہنچا تھا صف چھوڑ اپنی جگہہ سے اُچھل پڑا جسکے دھکے سے
کرنیل زمین پر گرا، مین اور سارجنٹ براڈی نے اُسے پکڑ کر اُٹھایا، ہرچند صدمہ
برا پہنچا تھا پر جانکی خیریت ہوئی، اب سوارون نے صدر دولتسرا کی طرف جاکے
بالکل باغیون کو جو وہان سے بھاگتے تھے قتل کر ڈالا، بعد اسکے مین نے دیکھا کہ
کرنیل ماربط اپنے گھر سے نکلا چلا آتا ہی اُسے کرنیل گلسپی کو دکھلا دیا اور ترنت
مین نے بھی اُسکے پاس پہنچکے مصافحہ کیا، یہ دونون کرنیل آپسمین گفتگو
کر رہے تھے جو ہم دولتسرا کے اندر پہنچ گئے، تعجب تھا کہ دولتسرا کی
چھت پر سے کتنے باغیون نے بندوقین سر کر فرار کا رستا پکڑا، کرنیل گلسپی
نے مجھکو فرمایا کہ اُنھین پکڑ کر قید کرو، کتنے باغیون نے تو آپہی ہتھیار رکھدیا تھا
اور جو بندوقین ہاتھ مین لیئے ہوئے تھے اُنمین سے بعضون کو مین نے کہا کہ بندوق
زمین پر رکھدو اور اپنی راہ لو، اور اِدھر پہلے ہی سے مین نے دروازے پر
چوکیان بٹھلا رکھی تھین تا یہ لوگ باہر نکلنے پائین، تب مین نے اُنکا کمربند کھولا

اُنکی جیب سے ہم لوگون نے کتنی گولیان نکالین جن سے اپنی بندوقین بھرین ٭ کرنیل گاسپی اور کرنیل ماریط آپسمین گفتگو کر رہے تھے ٭ کرنیل ماریط نے کہا شاہزادون مین سے ایک بھی اپنے دولتخانے سے باہر نہین نکلا بلکہ میرا دل گواہی دیتاہی اور یقین کلی ہی کہ اُنمین سے کوئی اِس بلوے مین باغیون کے ساتھ شریک نہین ہی ٭ جبکہ کرنیل گاسپی محاصرا کے بھیتر جانے کے باب مین گفتگو کرتا تھا مجھکو اُسکے صحن مین اُسنے قیدیون کی نگہبانی پر مامور کرکے اِس کام مین خوب چوکس رہنے کے لیئے قدغن کیا ٭ یے قیدی تیئیسوین رجمنط کے لوگ تھے ٭ جب سوار دروازے پر جا پہنچے تو سپاہیون کا ایک غول بھیجا گیا جنھون نے بہت سے سرکشون کو جو کھڑکی کے رستے چھپکر بھاگتے تھے مار لیا ٭ ابتک جنگی سپاہیون کے ہمراہ کوئی عہدہ دار سوا کرنیل ماریط کے نہو اتھا ٭ کرنیل گاسپی نے مجھسے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک منصبدارون مین داخل ہو ٭ ذرا وہان کا حال تو جاکے دریافت کرو کہ کیا ہی اور اگر انہترھوین رجمنط کا کوئی منصبدار ملجاے تو اُسے تاکید کر دینا کہ جلد اپنے سپاہیون مین آن ملے ٭ خیر مین رخصت ہوکر قواعدگاہ سے سلاح خانے کی جانب گذرا ٭ جہان ڈراگون کے ایک سارجنط کو مین نے دیکھا اور کہا کہ مین کرنیل گاسپی کے پاس سے یہان کا احوال معلوم کرنے کو آیا ہون اُسنے کہا کہ ابھی کوئی دم مین سلاح خانہ آگ لگاکے اُڑا دیا جائیگا ٭ خدا کے واسطے اُسکے بھیتر نجائیو ٭ آخرالامر مین اندر گھسا ٭ دیکھتا کیا ہون کہ ڈراگونون اور سپاہیون مین جو وہان آچھپے تھے ٭ بیطرح گولیان چل رہی ہین ٭ لفٹنط بلاکسطی کو وہان دیکھکے اُسّے جو مین نے حقیقت حال پوچھی ٭ بولا باغیون نے سلاح خانے مین آگ لگادی تھی ٭ پر جلد بجھائی گئی ٭ جب مین اُدھر سے پھرا اُنہترھوین رجمنط کے دو عہدہ دار ملے ٭

مین نے کرنیل گاسپی کا پیغام اُنھین پہنچایا کہ تم جھٹ پٹ اپنے سپاہیون
مین جا ملو، بعد اِسکے کرنیل گاسپی کو دولتخانے کے صحن مین آکر پایا، اُسکو
اُس لفٹننٹ نے جو کچھ کہنے کہا تھا کہا بالکل مفسد ار جو اپنے طالع کی یاوری سے باغیون
کے ساتھ ظلم و ستم مین شریک نہوئے تھے نرت آن پہنچے، مین نے دولتخانے
سے باہر آکر اپنے گھر کا رستا لیا دیکھا کہ گھر تو لوٹ ہوگیا ہی مگر گھوڑا اور کئی
ایک چیز تاراج سے بچ رہی ہی، مین نے فورًا گھوڑے پر سوار ہو کر پھر
قواعد کے میدان مین جا کے دیکھا کہ بندیون کو دولتخانے سے لیجا کر ایک دیوار
تلے ہتھلایا ہی اور اُنکے قتل کرنے کا اسباب مہیا کیا جاتا ہی چنانچہ قلعے مین میدانی
توپین متصل انہترھوین رجمنٹ کے سپاہیون کے جو بانی فساد و شر کے نکالے تھے
لائی گئین، اُنمین سے ساتھ آدمی توپ کے منہہ پر اُڑائے گئے، دو پہر ڈھلے ایک
گروہ باغی سپاہیون کا جنھون نے صبح کو قلعہ چھوڑ کر پہاڑ پر کی گھاٹی اپنے قبضے مین
کر لیا تھا گرفتار ہو آیا، اِنھین بھی اُن کشتون کی لاشون کے پشتون پر ہتھلا وہی
سیاست کا لقمہ چکھایا گیا، بعد ایک لحظے کے ظاہر ہوا کہ تیئیسوین رجمنٹ والے
ہنگامہ و شورش کا قصد نہین رکھتے تھے بلکہ یہہ فتنہ و فساد پہلی ہی رجمنٹ سے اُٹھا
وے ہندوستانی عہدہ دار جنکی فجر کے وقت رہائی ہوئی تھی جنگی عدالت
کی تجویز سے قتل کئے گئے، بعضے تو توپ کے منہہ پر اُڑائے اور کتنے بندوق
کی گولی سے مروائے اور باقی سولی پر چڑھائے گئے، یہہ تعزیر کئی ہفتون بعد
عمل مین آئی، دونون رجمنٹ کے سپاہی معزول کئے اور جھنڈے اُنکے قواعد
کے میدان مین جلا دئے گئے، مجھے یاد ہی کہ قلعے کے درمیان اُن ضلالت کردارون
کی جماعت سے قریب ساڑھے چار سی آدمیون کے جان سے مارے گئے،

اب وہانکے مقتول و مجروح عہدہ دارونکے نام لکھنے پر خاتمہ اس روایت کا کیا جاتا ہی،

تفصیل کشتون کی یہ ہی ، پادشاہی چونتیسوین رجمنط کا فرمانروا لفطننط سنطجان فنکورط قلعہ دار ، اٹھرھوین رجمنط کا لفطننط ایلی انسبن پوفم ، پہلی رجمنط کے دستہ اول کا کپطان میار ، لفطننط طکیورن ، ریلی ، اسمارط ، تئیسوین رجمنط کا لفطننط کرنیل جیمس ماکراس ، کپطان دیو ووولیسن ، لفطننط وطیشیت ، لفطننط رجالی استھ اسکو نمبر بخشی من ، توپخانے کا ڈپوطی مکساری ، سطرگیل کا نذ اکطرا سبی توپخانے کا ، ہندوستانی پیادون کا فرمانروا میجر چارلس ادم اسطرانگ ، تفصیل مجروحون کی ، اٹھرھوین رجمنط کا کپطان باروا ورمکلا کان ، لفطننط میکائیل ، پہلی رجمنط کے دستہ اول کا لفطننط کطکاییف ، یہ سب کے سب چور زخمی ہو گئے تھے ،

روانگین مسطرجونس سرجئین اور مسطر
ج دین معین سرجئین کي تمام ہوئین ،

نامۂ نواب حیدرعلیخان بہادر فرمان فرماے ملک دکھن
کاچوشاہ ایران کریم خان کونوین رمضان سنہ ۱۱۷۹ مین
بھیجاتھامسودہ لالہ مہتاب راے سرکارحیدری کے منشي کا ،

جبتک آفتاب انور کے ظہور اور ماہتاب منور کے نور سے ساحت آسمان و زمین نوریاب اور گلزار کائنات ابرآذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت

بیت

خداوند اورنگ شاہنشہی سپہدار اقلیم فرماندہی

خدیو زمان شاہ عالی تبار شہ دادگر خسرو نامدار
فرازندۂ رایت سروری فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندۂ خلق اللہ کا شمع تائید ایزدی اور ابر کرم سرمدی سے منور و سیراب رہیو ؛

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا رایحہ فایح تھا ایسے وقت مین کہ دل آرزومند کو وہان کی خبر خیریت کی انتظار تھی بساعت مسعود اور زمانۂ محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نور اللہ اور والا جاہان رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا ؛ اُسکے مشاہدے اور مطالعے سے دل و دماغ مین کمال بسطت و سرور حاصل ہوا ؛ مخلص نیازمند سننے سے اُن مراتب موالات و مصافات کے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے الطاف سامی کا شکرگزار و مشکور ہوا ؛ چونکہ اتفاق و وفاق عامہ بنی آدم زایندہ خیرات و حسنات کا ہوتا ہی جب صاحب شوکت حاکمون اور ذی اقتدار شہریارون کے درمیان موالفت و موانست کی بنیاد قایم ہو تو ظاہر ہی کہ بیحد و شمار فواید اسپر مترتب ہونگے ؛ اسلئے یہہ وفاکیش اُس زیبندۂ تاج و دیہیم کے اوصاف ذاتی و کمالات فطری سن کر برحسب مضمون اِس شعر کے ؛

بیت

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را
ہنوز باد یمن محو نکہت عربیست

اُس جناب سے الفت و ارتباط کا خواہان ہوا تھا ؛ الحمد للہ کہ دل نیاز منزل کو آئین فتوت و مروت سے اُس والا تبار کے جسقدر رشحہ اشت نمرہ مجبور

ظہور مین آئی، اتّحاد و وفاق کا خورشید دلون پر پرتو افگن اور کاشانۂ وداد و اتّفاق روشن ہوا، یہہ بات جو از راہ لطف و کرم قید تحریر مین آئی ہی کہ یہہ اخلاص شعار اپنی سرکاری کشتیون اور جہازون کی لنگرگاہ کے لیئے جو بندر کہ ممالک ایران کے متعلق بنادر سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھ بھیجے، الحق جب بنا ے یکجہتی و اتّحاد کی قایم ہوئی تو جانبین کے امصار و دیار حکم واحد مین داخل ہوئے، نیاز مند ملک ایران کے علاقے کے کل جزیرون اور ساحلون کو از آن خود سمجھتا ہی، اب اُس فروغ اکلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب یہدی الی القلب چشمداشت یہہ ہی کہ اِس صفا کیش کے قلمرو کے سراسر جزائر و بنادر کو اپناہی جان کر جس بندر کی خواہش ہو اُسّے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور سرکاری معتمدون کو وہان روانہ فرمایئے کہ بسر و چشم اُنکے حوالے کردیاجاے تا یہان سے بڑے بڑے شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازون کی طیاری کا سامان جو اِس اطراف مین کثرت سے ہی اور بھی اِس دیار کے تحایف اور عجایب ہمیشہ وہان پہنچا کرین، باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نوراللہ کے ذریعے سے رائے جہان کشا پر روشن ہونگے، شفقت دلی سے رجاے واثق ہی کہ مدام بھیجنے مے مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن و فیوضات کی صحت و آسایش اور تحایف کی فرمایش پر متضمّن ہون دل آرزومند کو خرّم و خرسند کیجیئیگا، الٰہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہیو،

مسودہ اُس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان شاہ نے شہر یار دکھن ٹیپو سلطان کو لکھا تھا ۔

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب الیہ
کے مشاہدۂ خامہ شاہد مدعا کے رخ سے اسطرح نقاب کھولتی ہی ۔
خط مسرت نمط ۔ جو اہر محبت و وفا کا مخزن ۔ کنوز مودت وولا کا معدن جو آپکی
اہتمام و توجہ پر مشعر بدعت محمدی کے رواج دینے اور بد دینان بدعتی کے تباہ
و تاراج کرنے مین متضمن تھا ۔ اور اِس بات سے مخبر کہ سلطانی قلمرو کی جامع مسجدون
مین ہر آدینے کے دن بعد فارغ ہونے نماز کے اِس نیاز مند کی وسعت مملکت
اور نصرت رایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب مین مناجات
کی جاتی ہی ۔ اور اِس امر پر مشعر کہ اُس عالی جاہ کے ایلچی سید حبیب اللہ
اور سید محمد رضا کی زبانی باقی حالات وہان کے اِس نیاز مند درگاہ الٰہی کو معلوم
ہونگا ۔ اور کئی سوغات اُن سفیرون کے ہمراہ بھیجی گئی تھی مع اس درخواست
کے کہ اُس سرکار کے دو شخص ہمیشہ اِس مخلص کے دربار مین حاضر رہا کرین ۔
علاوہ اور بھی کتنے مراتب محبت وولا کے جو اُسمین مندرج تھے ساعت نیک
مین پہنچا ۔ جسسے دوستی و یکجہتی کا گلزار تر و تازہ ہوا ۔

چونکہ اُس سلطان والا شان کو نیست و نابود کرنا بے دینان مخذول اور جاری کرنا
شرع اطہر رسول مقبول کا منظور ہی ۔ ہم بعون الٰہی مع لشکر قاہرہ جلد
اُسطرف کوچ کرتے ہین تا کفار بد کردار و تثلیث کے قائلان ضلالت شعار
کے ساتھ غزا و جنگ کر بضرب تیغ آبدار اُس ملک کو لوث کفر و بدعت سے
پاک و صاف کرین ۔ آپ اِس امر مین خاطر جمع رہیئے کہ شتاب باشندے
وہانکے اپنی داد کو پہنچکے مہاد امن و آسایش مین چین سے رہینگے ۔

اور اُس سلطنت پناہ نے جو فیمابین استواری محبت و ارتباط کے واسطے اپنی سرکار والا کے دو بشخص ہمارے یہان بھیجنے کے باب مین درخواست کی تھی ' ہمنے بخوشی اُسے قبول کیا '
اُس عالی منزلت کے سفیرون کی معرفت کہ وے اپنی سفارت و رسالت کے مراتب و مطالب جسکی گزارش اُنکے مفوض ہوئی تھی بخوبی محل بیان مین لائے کچھ ہدیے و تحفے جو ہمارے وفور محبت و التفات کی نشانی ہی موافق تفصیل ذیل کے بھیجے گئے '
مدام اپنے مرکو زات خاطر معہ خصوصیات دیگر کے اعلام سے ہمارے دل مشتاق کے مذاق کو شیرین رکھا کیجیےگا '

تھیک تھیک ترجمہ اُس انگریزی مکتوب کا ' جو پہلے عربی سے انگریزی عبارت مین لکھا گیا تھا '

هندی ترجمہ انگریزی عبارت سے خوندکار روم سلطان سلیم کے عربی مکتوب کا کہ فرمانروائے دکھن تیپو سلطان کے نام پر آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور سلطان ممدوح کی سرکار سے مسطر اسپنسر اسمتھ کو جو اس دربار مین بادشاہ انگلستان کی طرف سے اندنون رزیڈنٹ مقرر تھا ملا تھا '

اُس سلطان برادر قدردان کو معلوم ہو جیو کہ اِس ایام میرمیکہ فرانسیس لوگ دیار فرنگ کی اکثر ریاستون کے ساتھ سرگرم حرب و پیکار تھے ہماری سرکار نے اُن لوگون کے تعارف و دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آتی ہی کسی

طرح اُنکی دشمنی کے ارادے دوسرون کے شریک و طرفدار نہوکر صلح
کل کا طریقہ اختیار کیا بلکہ اس جانب سے اُنکے حال پر یہانتک لطف و توجہ مبذول
ہوا تھا کہ اور سرکارون کے شاکی ہونے کی نوبت پہنچی تھی ' سرکار عالی کو
چون بہ نسبت اُن لوگون کے نہایت درجے میلان و التفات تھا اور اُنکے تپاک
و یگانگت کی باتون کا کمال اعتماد ' یہی باعث تھا کہ رزم آرا سرکارون کی طرف
سے جو بہتیرے سوال اور پیغام طرف کشی کے مشتمل ہماری دولت کے
سود و بہبود پر حضور مین درپیش کیئے گئے مسموع نہوئے بلکہ ہمنے باقتضاے
حلم و حق بینی جو ہماری سرکار والا کا دستور العمل ہی اُنکی مخاصمت کو تا وقتیکہ
قطعی حجت اور کوئی سبب ظاہر سرزد نہو طرح دینا لازم جانا اور کمال استقلال
سے طرف گیری کی چال نہ اختیار کی چنانچہ ساری خلقت اِن حالات سے مطلع ہی '
اسی عرصے مین اس قوم کے رؤسا کہ ہمارے ایسے سلوک و مراعات کے
بڑے بڑے آثار دیکھہ چکے تھے اور سرکار عالی کو خیال یہہ تھا کہ وے بھی اُن
مدارات کے بدلے لوازم مروت و دوستی بجالاوینگے ' برخلاف اسکے
اُن لوگون نے اندنون حالانکہ کوئی ایسا سبب قوی جسّے آپس کے میل ملاپ
مین خلل پڑے واقع نہوا تھا ایکا ایکی دغابازی اور مکّاری کا طریقہ اختیار کیا ہی
چنانچہ پہلے تو اُنھون نے تولون مین جو ملک فرانسیس کے متعلق بندرون سے
ہی جہازون کی طیّاری کی اس طور پر کہ اُسکی غرض و غایت دوسرون کے
مخیلے مین نہین آسکتی تھی اور ان جہازون کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب
مہیّا کرنے کے بعد لشکر انبوہ اُنپر چڑھایا ' اور بعضے آدمیون کو جو عربی زبان
سے ماہر اور قبل اسکے مصر کے ملک مین گئے تھے ساتھہ کیا اور سرداری
اُسکی بونا پارطی کو دی جو اُس قوم کا سپہ سالار تھا چنانچہ سپہسالار نامبردہ

اُن جہازون وغیرہ سمیت جزیرۂ مالطہ کی سمت کوچ کر اُس مقام کو اپنے قبضے مین لایا، پھر یہان سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو کے سترھوین محرّم سنہ ۱۲۱۳ مین اُسکے آمنے سامنے جا کر اکبارگی اپنے ساتھ کے کل لشکر کو وہان اتار جبراً شہر مین داخل ہو گیا، کچھ دنون بعد اُسنے وہان کے تمام فرقون کے نزدیک عربی عبارت مین اشتہار نامے اِس مضمون کے بھیجوا کر مشہور کر دیا کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ کچھ حرب و پیکار کا سروکار نہین فقط تادیب و تعذیب مصر کے بیگون کی جنھون نے گذشتہ دنون مین قوم فرانسیس کے سوداگرون کے حال پر ذلت و ستم جائز رکھا البتہ منظور رہی اور سرکار موصوف سے بدستور سابق میل ملاپ کی راہ و رسم جاری و استوار، علاوہ عرب کے جتنے آدمی فرانسیسون کی موافقت اختیار کرینگے اُنکے ساتھ حسن سلوک عمل مین آئیگا اور جو لوگ مخالف رہینگے موت کا مزہ چکھینگے، تعجب تو یہہ ہی کہ اُن مفتریون نے اور بھی بعضے دوسری جگہون خصوصاً ہمارے کسی کسی ہواخواہون کی سرکارون مین کنایتہً یہانتک مشہور کر دیا تھا کہ مصر کی مہم ہماری مرضی و صلاح سے واقع ہوئی اور حالانکہ یہہ بات محض جھوٹھ ہی، بعد اِسکے اُس مکّار نے شہر روضہ مین دخل کر لیا، تب تو دولت عثمانیہ کی فوجون کے ساتھ جو شہر قاہرہ سے اِن مصیبت زدون کی مدد کو تعینات ہوئی تھین مقابلے کی نوبت آئی، ہر ایک قوم اور ریاست کا قدیم سے معمول ہی کہ صلح کی مدت باقی رہتے کوئی آپس کی مملکت و علاقے پر دست انداز نہین ہوتا بلکہ جب خلاف عہد و دستور کوئی نئی بات سرزد ہوتی ہی تو پہلے اُسکی وجہون سے یک دوسرے کو آگاہی دی جاتی ہی اور تاوقتیکہ جنگ کا پیغام آشکارا درمیان نہ آئے جانبین کے تعلّقون پر چڑھائی کی قصد سے سبقت عمل مین نہین

آتی ؛ برخلاف اِن ضابطون کے فرانسیسون نے ہماری سرکار کے ساتھ
نے اِسکے کہ ہمارے اور اُنکے درمیان صلح و آشتی کے مقدمے مین کچھ خلل
و رخنہ یا اور کسی طرح کی نااتّفاقی یا بگاڑ واقع ہو فریب کی راہ سے ایسی
نے موقع و نے جہت حرکتین کین جنسے صریحاً ہماری سرکار کی سبکی اور اُن
لوگون کی دغابازی ظاہر ہوئی اور مصر کی سرزمین چون اِس اعتبار سے کہ متصل قبلۂ اہل
اسلام مکۂ معظّمہ اور بھی مدینۂ منوّرہ کے کہ مزار بابرکت حضرت رسالت پناہ
علیہ السلام کا ہی واقع ہی سب مسلمانون کے نزدیک متبرّک و مکرّم اور
حرمین شریفین کے باشندون کے اذوقہ اور رسد کا ذخیرہ گاہ بھی ہی ؛ اِسکے
سوا قوم مذکور کے بعضے نامے جو پکڑے گیٔے اُنکی عبارتون سے ایسا معلوم
ہوا کہ اُن لوگون کا اِس طور پر قصد ہی کہ عرب کے ملک کو لیکے اُسمین
چھوٹے چھوٹے صوبے بنائین اور مسلمانون کے ساتھ اُنکے دین و مذہب
کے نسبت نابود اور خراب کرنے کے ارادے نری کی لڑائی لڑین اور
رفتہ رفتہ یکقلم اُنھین دنیا سے ناپدید کردین اِس تقدیر مین اتنی وجہون کی جہت
سے جو اُوپر لکھنے مین آئین ہمارے دل مین یہہ بات سمائی ہی کہ توفیق الٓہی
اور تائید رسالت پناہی کی استمداد سے اِن دشمنون اور دین کے بدخواہون
کے دفع کرنے مین ہر طرح کی تگا پو عمل مین لائین ؛ پس اُس برادر قدردان کے
ساتھ کہ دین و اسلام کی پشتی و حمایت مین بواقعی شہرۂ آفاق ہمین چون حقیقت
مین علاوہ دینی اخوت کے مدّت سے مراسم یکجہتی ثابت و مستحکم ہمین اور
بارہا ارتباط و یگانگی کی جو رسمین ہمین طرفین سے ظہور مین آئین جنسے جانبین
کے ملکون مین بخوبی ملاپ کا طریقہ جاری ہوا ؛ تو اب اُس برادر کی بلند
ہمتی سے اُمید قوی یہہ ہی کہ غالبا وہ برادر مہربان اِس خرخشے کی صفائی کے

لیئے اپنی خواہش دلی اور ثابت قدمی کے اقتضا سے حمیت دین داری کا
پاس کر کے حتی الوسع اس سرکار عالی کے ساتھہ درمیان عزم و رزم کے
متّفق و معاون ہونے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے اور ہمنے سنا ہی کہ اندنون
قوم فرانسس نے اپنے قدیم دستور کے موافق سرکار انگریز کے علاقے کی
سرحدون مین ہندوستان کے درمیان درپردہ اقسام طرح کی سازش کی
ہی اور اِس تقریب سے درمیان قوم مذکور اور اُس برادر کے نہایت
موافقت و میل پیدا ہوا ہی چنانچہ اُنکے سردارون نے اُس برادر جلیل القدر
کی نوکری کے واسطے مصر کے رستے فوجون کی جمعیّت تعینات کرنے کا
اقرار کیا ہی سو ہم کو یقین حاصل ہی کہ فرانسیس لوگ جو اِندنون سعی و
کوشش کر رہے ہین انجام و نتیجہ اُسکا فراست کی نظر سے اُس برادر
خردہ دان کے نزدیک پوشیدہ و پنہان نرہیگا اور اُنکے مکر و فریب کے اظہارونکا
بھی کچھ اعتبار و فروغ نہوگا چونکہ اِس قوم کے مقابلے کو اُدھر سے تو ناظمان
سرکار انگریز مستعد ہین اور اِدھر ہم بھی اُنکے فتنہ و شورش کے دفع
کرنے پر آمادہ اِسلیئے کہ اُنھین دونون سرکار سے عناد ہی اِس صورت
مین دونون سرکار کے سردارون کو آپس کی یکجہتی کے سبب مناسب ہی
کہ ہر طرح سے ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہین اور
یہہ بات ایک جہان کے گوش زد ہوگئی ہی کہ فرانسیسون کے سردارون نے
سب دین و مذہب کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندھکے آزادی نام کا
یک نیا پنتھہ نکالا اور درحقیقت دہر کا طریقہ اختیار کیا ہی یہانتک کہ ملکون
ہرپا پاے روم کے جو یہان کے قدیم رئیسون سے ہی اور دیار فرنگ کی
ساری قوم کے پاس صاحب عزت و توقیر ہی ظلم و تعدی کا ہاتھہ پھیلایا ہی

اور ریاست پیشگر ان بھی جو بطور ریاست اجماعی کے تھی باوصف اِسکے کہ مالک اُس ریاست کے قوم مذکور کی مہم مین اُنکی دشمنی کے ڈر سے الگ رہے تھے بلکہ اُس زمانے مین اُنکی خدمتین بجالائے تھے اُنکے قبضے سے اُس ریاست کے بالکل ملکون کو دوسرون کی مدد سے لیکر آپس مین بانٹ لیا اور اُس ریاست کا نام و نشان دفتر ایام سے مٹا دیا اور یہہ سرکار عثمانی کے ملکون پر قوم مذکور نے تاخت کی اور بھی بعد اِسکے جو اُنھین ہندستان کے خزانے اور مال کی دھن ہی اِس سے بیشک غرض اُنکی صرف یہی ہی کہ انگریزون پر اذیت پہنچانے کے بہانے خدا نکرے تمام ہند لے لین اور ہر ایک مسلمان کو وہان سے باہر نکال دین ؁ کچھ ہو اِس قوم کو ایک بار ہندستان مین دخل کر لینے کی بڑی خواہش ہی تاوے خاطرخواہ اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑین اور اپنے دل کا بخار نکالین جہان کہین اُن لوگون نے دخل پایا ہی اِسیطرح کی حرکتین کی ہین ؁ الحاصل فرانسیسون کی قوم ایسی بے مروت ہی کہ اُنکے چھل اور دغل آمیز کی لگاوٹ کا کچھ پایان نہین اور جس جگہہ وے قابو پاتے ہین وہان سوائے خلق اللہ کی جان و مال پر دست ستم دراز کرنے اور مذہب و ملت کے استیصال کرنے کے کچھ اور خیال نہین رکھتے ؁ پس جب یہہ سب احوال اُس برادر رفقدردان کو معلوم ہوجائیگا تو رجاے واثق ہی کہ وہ برادر طریقہ دین و اسلام کے اقتضا سے اپنے تمام ہم مذہبون کی کمک و مدد مین بلکہ قوم فرانسیس کے شر و تزویر سے خطۂ ہند کے بھی بچانے کے لیئے شرایط جد و جہد مین دریغ نفرمائینگے ؁ اور بر تقدیریکہ درمیان اُس برادر رقدردان اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط و میل ملاپ ہوا ہی جیسا کہ ہم سنتے ہین تو اُمید یہہ ہی کہ وہ برادر والاقدر حال و استقبال کے آغاز و انجام کے نتیجون اور

اُس نشیب و فراز کو جو اِس ڈھب کی ملاوت مین متصوّر و ممکن ہی
ترازوی دانش مین تول کر اُس سے احتراز لازم جانین اور اگر کسی طرح
فرانسیس کے ساتھہ شریک ہونے کا ارادہ یا انگریزون سے لڑنے کا
قصد رکھتے ہون اُمید یہہ ہی کہ اِس نیت کو دل سے محو کر ڈالین ٭ الحاصل
خلاصہ مطلب ہمارا یہہ ہی کہ وہ قدر شناس انگریزون پر چڑھائی اور معرکہ
آرائی کرنے سے باز آئین اور فرانسیس کے لطف و لبق نہ سنین ٭
اور جس صورت مین کہ اُس برادر کو انگریزون کی سرکار سے کچھہ شکایت
ہو تو ہمین مفصّلاً اُس کا حال لکھہ بھیجین کہ اُسکی صفائی کے لیئے ادھر سے ہر طرح
کی دوستانہ کوشش عمل مین آوے ٭ تمامتر خواہش ہماری یہہ ہی کہ وہ
برادر فرانسیسون کا میل ملاپ چھوڑ کر انگریزون کے ساتھہ موافقت اختیار
کرین ٭ اور ہم کو اِس بات مین بڑی توقّع ہی کہ وہ برادر قدردان اِس
مکتوب کی عبارت اور بھی اِس ضرورت پر کہ اِس جہاد مین تمام مسلمانون
و ہم مذہبون کو اُن مکانات متبرک کئین اعداے بدخواہ کے دخل سے نکال لینے
کے لیئے آپس مین شریک و معاون ہو کر اُسکی شرطون کا انجام کرنا واجب
ہی خوض و فکر کر کے بہ پاسداری دین داری اِس مہم مین جو تمام سرکارون کا
مقدمہ ہی ہر قسم کی سعی و کوشش اِس معاونت مین بجا لا کر اِس وسیلے
سے قدیم دوستی و ارتباط کی بنیاد کو کہ جانبین سے بطور شایستہ اُن دونون
سرکارون مین ثابت و قایم ہی مضبوط و استوار کرین ٭ زیادہ کیا لکھے ٭

جواب خوندکار روم کے مکتوب کا شہریار دکھن ٹیپو سلطان کی طرف سے جو عربی عبارت مین مرقوم تھا

سب ستایش و حمد سزاوار ہی اُس دادار کو جسنے ملوک صاحب احتشام
اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسلام کو ایسا نور و ظہور بخشا،
اور درود و سلام اُسکے رسول مجتبا محمد مصطفا اور اُنکی آل و اصحاب امجاد
پر جنھون نے شریعت خیر الانام کے طریقے کو اوج کمال پر پہنچایا،
بعد اِسکے شہنشاہ جمجاہ، حکومت و ابہت پناہ، ظل ملک صمد، الطاف ربانی
کا مورد، منبع دانش و عرفان، مجمع بر و امتنان، مقدمۃ الجیش فیروزی و اقبال،
برگزیدہ حضرت ذو الجلال، بادشاہ بر و بحر، نائب ایزد داور اعنی سلطان روم
کی بارگاہ والا مین (پایندہ و دایم رکھے خدا اُسکے ملک و بادشاہی کو) پوشیدہ
نرہے، کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین و تذلیل اور جمیع مسلمین
کے ساتھ اُنکے عناد رکھنے اور یکقلم مذہب و طریقے کو صفحۂ جہان سے محو کر ڈالنے پر
مشتمل، اور انگریزون کی توصیف و تحسین اور درمیان اُنکے اور ہمارے
صفائی کر دینے کے لیئے اُس عظمت دستگاہ کے کفیل و عازم ہونے اور
ہم مین اُنمین جو خصومت و دشمنی واقع ہی اُسکا سبب بیان کرنے پر محتوی تھا،
نیکترین ساعتون مین پہنچا اور سراسر مضمون اُسکا معلوم ہوا، خاطر عاطر پر
روشن و مبرہن ہو جیو کہ ہمنے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قایم رکھنے
کے واسطے کمر باندھی ہی، اور فی الواقع فرانسیسون کی ذات جیسا کہ
آپ نے لکھا ہی بڑی بیوفا اور سنگدل ہی ہم اُنکی برائیون سے خوب آگاہ
ہین، اور چونکہ انگریزون کی قوم نے ان دنون ہمارے ملک پر تاخت کرنے مین
پیشدستی اور حرب و نبرد کی طیاری کی ہی ہم پر بلکہ سب مسلمانون پر جہاد

واجب ہوئی ہی ' توقع کہ جناب عالی اوقات خاص مین مناجات کرکے ہمت و دعا سے ہماری معاونت فرمائین ' بعد اُسکے ہم سبکو فضل الٰہی اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہی ' قبل اسکے ہمنے ایک نامہ سیّد علی محمد اور مدارالدین کی معرفت بھیجا ہی. جسمین بخوبی مفصّل حالات مندرج ہین ' علاوہ اسکے مدینے کے رستے یوسف وزیر بھی ایک دوسرا مکتوب لیکر گیا ہی ' عنقریب بارگاہ والا مین حاضر ہوکر باتکل مقاصد و مطالب شرح وار گزارش کریگا ' صلوۃ و سلام خدا کا نبی برحق اور اُسکی آل امجاد و اصحاب پر ہو جیو '

مکتوب مارکوئس ویلزلی گورنر جنرل بنگالہ کی طرف سے ریط انرئبل ولیم بنطک گورنر مدراس کو ' اور یہہ ایک سی اتھتالیسوان مکتوب ہی اُس جناب ثروت مآب کی کتاب رقعات و مکتوبات کی تیسری جلد مین سے '

حضرت من ' آپ کا خط سورت نمط پچیسوین نومبر کا لکھا متضمن کرنیل کنبل ناظم ویلور کی چٹھی کی نقل پر. جسمین شاہزادہ عبدالخالق کے حکم سے ایک کنیزک کے قتل ہونے کی روایت مشکوک مرقوم تھی آج پہنچا '

ازانجاکہ ٹیپو سلطان مرحوم کے فرزندون کی عزت و آبرو اِس بات کا اقتضا کرتی ہی کہ یے لوگ ہمارے دارالعدالت کی تقیّدات و تکلیفات سے معاف و آزاد رہین ' پر ایسی رعایت خاص اُنھین کے واسطے ہوگی اور اُنکے حشم خدم و ملازم اِس حکم سے خارج ہین ' پس وہ شخص کہ عبدالخالق کی جانب سے اِس شبہے کے قتل پر مامور رہا تھا اُسّے بیشک اس امر کی تفتیش و پرسش کی جائیگی ' تابہ نسبت اُسکے عدالت کے آئین کے رو سے فیصلے کا حکم صادر ہو اور بے قصور یا مجرم ہونا عبدالخالق کا ظاہر '

اُس کاغذ سے کہ مشتمل ہی اُس مقدمے کے تفحص و تجسس پر جو درمیان ویلور کے عمل مین آیا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُس لونڈی کے پاس زہر لیجانیوالے کو یہہ خبر کی گئی تھی کہ صرف سچ کہہ دینے سے اُسکی جان بخشی اور رہائی ہو جائیگی ٔ حق تو یہہ ہی کہ اِسطرح کے خبر کرنے سے اُسکی مخلصی عدالت کی تجویز اور تعزیر سے نہین ہو سکتی ہی ٔ با اینہمہ اگر اُسکے قصور ثابت ہونے پر بھی اِسطور کا وعدہ ہوا ہی جسکا اوپر ذکر گذرا تو بالضرور اُسکی جان بخشی کے حکم دینے کا اُس جناب کو اختیار ہی ٔ اگر گماشتہ مذکور کی تحقیقات سے عبد الخالق پر تہمت ثابت ہو تو وہ ایسی سزا کے لایق ہی کہ اُسکی تنخواہ کم کر دی جاے اور قید و بند کی سختی زیادہ ٔ

اگر سچی گواہی سے صاف ظاہر ہو کہ عبد الخالق نے ایسا سنگین جرم کیا ہی تو آپ ویلور کے ناظم کے نام حکم صادر فرمائین کہ شاہزادہ مذکور کو جوابدہی کی مہلت دے تا وہ اپنی صفائی آپ کی جناب مین ظاہر کرے ٔ اور جب وہ اپنی صفائی آپ کی جناب مین ظاہر کرے اور اپنی بیگناہی کا حال لکھے تو اُسکے اظہار کے دریافت کرنے کے بعد اگر عبد الخالق آپ کے نزدیک مجرم ٹھہرے تو التماس یہہ ہی کہ کم سے کم اُسکی تنخواہ آدھون آدھ کم کرنے اور ویلور کے قلعے مین مقید رکھنے کو جو چھہ مہینے سے کم نہو حکم کیجیئگا ٔ

یہہ مناسب ہی کہ عدالت کے آئین قدیم کے موافق عبد الخالق کی بازخواست کی جاے لیکن عبرت کے لیئے چونکہ مصلحتاً ایسے بڑے گناہ کی راہ بھی بند کرنی ضرور ہی چاہیئے کہ لا اقل مدت مذکور تک اُسپر حدود تعزیر عمل مین آوے ٔ

لکھا ہوا دسنبر کی نویں سنہ ۱۸۰۲ ع کا ٔ

تمام شد

غلط نامہ حملات حیدری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	١٤	بانگالہ	بنگالے
٧	١٣	کرتے	کرنے
٨	١	رکھے	رکھتے
٩	٩	اسارس	اسکاریس
ایضا	ایضا	اسکر	اسکری
ایضا	١١	دار	وار
١٥	٤	چشمۂ	چشمہ
ایضا	٢٠	رہے	رہتے
١٦	١	حصّہ	حصّے
١٧	٦	دار	وار
١٨	١٣	جوتیان	چوتیان
ایضا	١٧	ہزار	تین ہزار
٢٤	٥	اودہ	اودھ
ایضا	١٨	یونان	پونان
٢٥	٥	چھوڑا	چھڑا
٢٦	٢	کے	کی
٢٧	١٤	٢٩٠٠٠٠٠٠	٣٩٠٠٠٠٠٠
٢٨	٦	لہ	کہ
ایضا	٢٠	٠٠٠٦	٦٠٠٠
ایضا	٢١	٠٠٠٢	٢٠٠٠
٢٩	٣	پہورا	پہور
٣١	١٣	مبذل	منذل
ایضا	٢٠	حما	جما
٣٢	٧	زارا	دارا
٣٣	٩	چو	چون
ایضا	١٣	نشتہ	نبشتہ
ایضا	١٥	ساز	باز
٣٤	١٦	دار	وار
٣٥	١	بی	بیٹی
٣٦	٨	چھوڑا	چھڑا
٣٧	٨	رسہ	رسم
ایضا	ایضا	عقیدۃ	عقیدے
ایضا	٩	لد	کد
٣٨	١٤	کئی	کی
ایضا	١٨	سانھ	ساتھ
ایضا	٢١	یک	ایک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۵	زیاہ	زیادہ
۴۰	۱	اُسکے	اُسکی
ایضا	۳	سرے	سری
ایضا	۹	اپنے	اپنی
ایضا	۱۳	زمان	زبان
ایضا	۱۶	موافق اُنکے	موافق اُنکی
۴۱	۱۱	افزایس	افزایش
ایضا	۱۷	باشندہ	باشندے
ایضا	۲۰	اپنے	اپنی
۴۲	۳	کے	کی
ایضا	۱۳	روزکی	روزکے
۴۳	۶	مرتبہ	مرتبے
ایضا	۲۱	کی	کا
۴۶	۱۰	سے	کی
۴۹	۵	رکھتا	رکھنا
۵۱	۴	سے ساتھ	کے ساتھ
ایضا	۶	طبقہ	طبقے
۵۳	۳	کے	کی
ایضا	۱۵	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	۲۰	کے	کی
ایضا	ایضا	بنکی	بلکتی
۵۴	۷	عالیمقدارکے	عالیمقدارکی
۵۵	۳	سایفنگی	سایندگی
ایضا	۳	سعادہ	سعادۃ
ایضا	۵	تہوڑتھی	تہوڑ بہی
ایضا	ایضا	مرتے	مرتبے
ایضا	۶	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	ایضا	کے	کی
ایضا	ایضا	معرکہ	معرکے
ایضا	۱۰	سکر	سکرا
ایضا	۱۳	سینہ	سینے
ایضا	۱۶	بیلے	نلے
ایضا	ایضا	صاہ	صاے
ایضا	۲۰	پیداہو	پیداہوا
ایضا	ایضا	نے	
۵۶	۵	استیفا	استعفا
ایضا	۸	تی	نے
۵۷	۴	یک	ایک
ایضا	۱۱	کے	کی
۵۸	۱	ماری	ماری سنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۱۳	کے	کی
ایضاً	۱۸	کے	کی
ایضاً	۲۰	لیارہ	گیارہ
۶۰	۱۱	اعماد	اعتماد
۶۱	۱۳	کوح	کوچ
۶۲	۵	کرے	کرنے
۶۳	۳	سرگردگی	سرکردگی
ایضاً	۸	کے	کی
ایضاً	۱۲	او	اور
۶۷	۱۸	درا	ورا
۶۸	۶	روز	روزہ
ایضاً	۸	بد	بُد
۶۹	۱۸	بھڑا ٗ	بھڑائی
۷۰	۱۷	ہوئی	ہوئین
۷۱	۳	کی بھاری تھی	کا بھاری تھا
ایضاً	۶	کی	کے
ایضاً	۹	کے	کی
ایضاً	۱۱	بڑے	بڑا
۷۲	۱	لے	کا
۷۳	۳	جنش	جنس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۱۳	دیکھائی	دکھائی
ایضاً	۱۴	میرے	میری
۷۴	۱۳	چیز	چیز بن
ایضاً	۲۰	بڑھانا	بڑھانے
ایضاً	۲۱	بہانہ	بہانے
۷۶	۳	کال	کامل
ایضاً	۱۳	کا	کی
ایضاً	۱۷	مکار کے	مکار کی
۷۷	۱۲	کے	کا
۷۸	۳	جہاں خانہ	جیاں خانہ
ایضاً	۱۱	پرور	پرورد
۷۹	۷	پانڈے	پانڈی
ایضاً	۱۲	بسر گردگی	بسرکردگی
۸۰	۱۶	پانڈے	پانڈی
۸۳	۹	بسر گردگی	بسرکردگی
ایضاً	۱۴	چھوڑا	چھُڑا
ایضاً	۱۴	پھوہارین	پھہار بن
۸۶	۱۳	کی	کے
۸۷	۱۲	اُسکے	اُسکی
۸۸	۱۸	قبضے	قبضہٗ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	پرور	پرورد
۹۰	۱۰	اُسکے	اُسکی
ایضا	۱۶	اوترا	اُترا
۹۲	۱۳	کے	کی
ایضا	۱۸	اپنے	اپنی
۹۳	۲	گتری	گتھری
ایضا	۵	اپنے	اپنی
۹۵	۳	قلعہ	قلعے
۹۶	۱۲	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۳	قلعہ	قلعے
۹۷	۴	سہنی ناب	سہنی تاب
ایضا	۹	حوالہ	حوالے
ایضا	۱۸	خانہ	خانے
ایضا	۱۹	کے	کی
۹۸	۱	اوترا	اُترا
ایضا	ایضا	پانچے	پہنچ
ایضا	۸	حیلہ	حیلے
۹۹	۲۱	زبان	زبان
۱۰۳	۱۲	وژ	دژ
۱۰۴	۲۱	کے کان	کی کان
۱۰۵	۱	قلعہ	قلعے
ایضا	۲	قلعہ	قلعے
ایضا	۳	رونے	روپے
ایضا	۱۲	بر	پر
ایضا	۱۵	کے	کی
۱۰۸	۱۶	جارو	چارو
ایضا	ایضا	کھاں سے	کھاتے
ایضا	ایضا	چاو	چارو
ایضا	۱۹	زمہ	ذمّے
۱۰۹	۸	رکھنا	رکھنے
ایضا	۱۸	دے	دیئے
۱۱۲	۴	زمانے	زمانہ
ایضا	۵	زمانہ	زمانے
ایضا	۱۱	لر	کر
۱۱۷	۱۶	کرتا	کرتی
ایضا	۱۹	اُسکے	اُسکی
۱۱۸	۲	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۱	پاندہ پکاری	پاندہ نگاری
ایضا	۱۳	نا	نے
ایضا	ایضا	قعبہ	قصبے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۶	ماپلے	ماپاہ
۱۱۹	۶	بھی	ہی
ایضا	ایضا	اُنھون نے	وے
ایضا	۱۶	جھمرتے	چھمرتے
۱۲۰	۱۶	رلے	کے
ایضا	۱۸	رکھے تھے	رکھی تھی
۱۲۱	۳	تھین	نھین
ایضا	ایضا	طیاو	طیار
ایضا	۱۲	دئی	دی
ایضا	۲۰	جلے	چلے
۱۲۳	۹	تھا	تھی
ایضا	۱۵	دیکھا	دکھا
۱۲۴	۲۱	اُوسے	اُسے
۱۲۵	۵	ضور	منصور
ایضا	۱۲	اپنے	اپنی
ایضا	۱۸	کئی	کی
۱۲۷	۱	زتماز	نفاذ
ایضا	۶	پپچھلے	پچھلے
۱۲۹	۱۷	راجونکی	راجاؤنکی
۱۳۱	۷	چرونی	چرولی
ایضا	ایضا	ہرونی	ہرولی
ایضا	۸	ہروفی	ہرنی
۱۳۳	۱۴	فاصلہ	فاصلے
۱۳۴	۱۰	مقتصنی	مقتضی
۱۳۵	۲	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۲	مادہو	مادھو
ایضا	۱۶	پیے	پی
ایضا	۲۱	کی	کے
۱۳۶	۱۵	سینہ	سینے
ایضا	۲۱	بثت	پشت
۱۳۹	۲	سولا	سالا
۱۴۱	۲	کی	کے
۱۴۲	۹	زمرہ	زمرے
ایضا	۱۲	بہادر کے	بہادر کی
ایضا	۱۸	خان کے	خان کی
۱۴۴	۴	تیرا سی	ترا سی
ایضا	۱۴	ملاحظہ	ملاحظے
ایضا	۱۹	جسکے	جسکی
۱۴۸	۲	جسکے	جسکی
ایضا	۱۶	کرہ	گڑھ
ایضا	۲۱	دھارواڑکے	دھارواڑکی
۱۴۹	۸	فتنہ	فتنہ
۱۵۰	۱۰	ببت	ثبت
ایضا	۱۷	اپنے	اپنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۸	ہمین	نہین
۱۵۲	۱۰	سانھ	ساتھ
۱۵۴	٦	اُٹھا	اُٹّھا
ایضا	ایضا	جھہم	جہنم
ایضا	۱۰	کر	کے
ایضا	۲۱	ہمین	نہین
۱۵٦	۱۳	کی	کے
۱۵۹	۷	سائے	سایۂ
ایضا	۱۲	گو	کو
۱٦۱	۷	بزگوا	بزرگوار
ایضا	۱۰	بیچی	بیچے
ایضا	۱٦	اُسکی	اُسکے
۱٦۳	۵	درخشان کے	درخشانکی
۱٦۵	٦	بالاگھات کے	بالاگھاٹکی
ایضا	۱۳	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۷	اُسکی	اُسکا
ایضا	ایضا	گذری	گذرا
ایضا	۲۰	کے	کی
۱٦۸	۱۵	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱٦	تھی	تھین
۱٦۹	۱٦	حیلہ	حیلے
۱۷۰	۱۸	خزانہ	خزانے
۱۷۴	۳	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	ایضا	اپنی	اپنے
۱۷۵	۲	سر	بسر
ایضا	۱۴	خانہ	خانے
۱۷٦	۸	خیمہ	خیمے
۱۷۷	۱	جیسے	جینے
ایضا	۴	ہفتہ	ہفتے
ایضا	ایضا	عشرہ	عشرے
ایضا	۱۴	پیادہ	پیادے
۱۷۹	۳	پروانہ	پروانے
ایضا	۱۲	مظفر	مضطر
ایضا	۲۰	قلعہ	قلعے
۱۸۰	۵	ہاتھیون نے	ہاتھی
۱۸۱	۱۸	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱۹	مقابلہ	مقابلے
۱۸۳	۱٦	کی	کے
۱۸۴	۱۴	کے	کی
ایضا	۱۸	نوشکانہ خانہ	نوشکانخانے
۱۸٦	۱۰	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۴	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۵	قلعہ	قلعے
۱۸۸	۳	نحوت	نخوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	ابتکبار	استکبار
۱۹۱	۴	ابروی	آبروی
۱۹۳	۱۱	اُٹھایاتھا	اُٹھائی تھی
ایضا	۱۳	تمہاراے	تمہارے
۱۹۴	۱۲	قلعہ	قلعے
۱۹۵	۱	قلعہ	قلعے
ایضا	۵	قلعہ	قلعے
ایضا	۸	قلعہ	قلعے
ایضا	۹	گولہ	گولے
ایضا	۱۰	قلعہ	قلعے
۱۹۷	۱	قلعہ	قلعے
۱۹۹	۱۶	قلعہ	قلعے
۲۰۰	۸	اذوقہ	اذوقے
۲۰۱	۱۲	قاعدہ	قاعدے
۲۰۲	۱	سواز	سوار
ایضا	۱۹	اذوقہ	اذوقے
۲۰۵	۷	مصالحہ	مصالحے
۲۰۷	۱۳	معروضہ	معروضے
ایضا	۲۱	روبی	روپی
۲۱۱	۳	داحل	داخل
ایضا	۱۰	صلخ	صلح
۲۱۲	۲	تشغی	تشفی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۱	۱۸	ترک راو	ترک راونے
۲۲۳	۱۷	لے	سے
۲۲۴	۴	نیگات	ینگت
ایضا	۱۹	معروضہ	معروضے
۲۲۵	۷	اندیث	اندیشے
ایضا	۸	اپنے	اپنی
ایضا	۱۴	معروضہ	معروضے
۲۲۶	۱	معروضہ	معروضے
ایضا	۱۴	اذوقہ	اذوقے
ایضا	۱۶	مثویات	مثوبات
۲۲۷	۱۶	او	اور
ایضا	۲۰	کی	کے
۲۳۱	۷	حیمہ	خیمہ
ایضا	۸	حلم	حلیم
۲۳۲	۵	کے	کی
۲۳۳	۱۴	بہالت	جہالت
ایضا	۱۶	نرلھا	نرکھا
۲۳۵	۹	باھر	باہر
۲۳۶	۱	لو	کو
۲۳۸	۲۰	ملا	بلا
۲۳۹	۲۰	منل	مثل
۲۴۳	۹	کے	سکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۰	ازوقہ	ازوقے
۲۴۴	۱۸	ایسے	ایسی
ایضا	۲۰	بھرنے	بھرتے
۲۴۹	۸	لئیے	گئیے
۲۵۳	۳	جبا	جانا
ایضا	۱۹	کی	کے
۲۵۶	۳	پالہ	پالے
ایضا	۱۶	ازوقہ	ازوقے
۲۵۷	۱۳	کوتہ	کوتے
۲۵۹	۲۱	بر	پر
ایضا	ایضا	برشاوین	برساوین
۲۶۳	۱۹	کی	کے
۲۶۳	۱	لھول	کھول
۲۶۴	۳	ازوقہ	ازوقے
ایضا	۱۷	ترا	پرا
۲۶۵	۱۹	۶ سکوتہ	۶ سکوتے
۲۶۶	۱۰	اُس سے	اُسّے
ایضا	۱۴	یک	ایک
۲۶۸	۲۱	دروازہ	دروازے
۲۷۰	۸	ارادہ	ارادے
۲۷۱	۱	شاکوتہ	شاکوتے
۲۷۲	۴	او	اور
۲۷۴	۲۰	ماتن	پاتن
۲۷۸	۴	سلتا	سکتا
۲۷۹	۱۲	عمل	عمل مین
۲۸۱	٦	کھر	گھر
۲۸۲	۷	رکھبن	رکھین
ایضا	۲۰	حوالہ	حوالے
۲۹۰	۱۴	بنوبی	جنوبی
۲۹۱	۱۷	مسلج	مسلح
۲۹۴	۲	انلریزوان	انگریزون
ایضا	۷	ستمکری	ستمگری
ایضا	۸	کئی	گئی
۲۹۵	۱۱	جست	چست
۲۹۶	۱۴	ایل	ایک
۲۹۸	۷	ور	اور
ایضا	۸	بہ	بھ
۳۰۰	۱۲	بیٹھتے	بیٹھتے
۳۰۱	۱۰	اُنکے	اُنکی
۳۰۴	۱۹	نیزد	نیزے
۳۰۵	۱	نورگ	توزگ
ایضا	۱۴	بنتی	بختی
۳۰۶	۴	کی	کے
ایضا	۱۳	ہوانا	ہونا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	سینہ	سینے
۳	۱۰	شادیانہ	شادیانے
۳	۱۰	حملہ	حملے
۲	۱	سرگردگی	سرکردگی
۱	۲	شونقر	سونقر
۲	۱	با	باہم
	۱	یک	ایک
۲	۶	خیمہ	خیمے
ا	۱۹	سیسامین	سیناپٹن
۳	۱۰	ایسے	اپنے
ا	ایضاً	بھتیجے	بھانجے
۱	۱۰	انا ریز	انگریز
۱	۳	مضوبہ	مضوبے
۲	۱۹	لردیا	کردیا
	۳	طبقہ	طبقے
۱	۲	س	اس
۱	۱۸	بّر	بّرا
	۱	قلعہ	قلعے
	۱	گی	کی
	۷	جنک	جنگ
	۱۰	معالج	معالح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۲۰		ہو
۳۴۹	۱۰	سوارن	سوارون
ایضاً	۱۸	سرانجام	سرانجام
۳۵۲	۳	اذوقہ	اذوقے
۳۵۹	۷	طرج	طرح
۳۶۳	۱۲	انلریز	انگریز
ایضاً	۲۱	ما	نا
۳۶۶	۲	کوج	کوچ
۳۷۰	۱	خوابکاہ	خوابگاہ
ایضاً	۱۳	ھر	پھر
۳۷۴	۲	ہی کہ بس	ہی کہ اب اِس
۳۷۵	۶	مابت	ثابت
۳۷۶	۲۱	حربف	حریف
۳۷۸	۲	لرے	لڑنے
۳۷۹	۱۴	سوقت	اُسوقت
۳۸۶	۳	تارنا	اُتارنا
ایضاً	۲۱	آتھ	آٹھ
۳۹۶	۵	طتار	طیّار
۳۹۸	۱	انلریز	انگریز
ایضاً	۱۴	پرا	پرّا
۴۰۰	۲۱	عیساٗ	عیسائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۱	۲۱	کہی	کی
۴۰۲	۲	ش	ت
۴۰۵	۱	خامدان	خاندان
۴۰۷	۲۱	ر	کہ
۴۰۸	۱	بادریون	پادریون
۴۱۷	۱۵	بینے	اپنے
۴۲۳	۱۰	نکہبان	نگہبان
۴۲۸	۱۰	سپاہون	سپاہیون
۴۳۲	۴	گزارس	گزارش
ایضاً	۱۵	دیکھے دیکھے	دیکھتے دیکھتے
۴۳۳	۱۱	اُسکا	اُسکی
ایضاً	۲۱	لمپنی	کمپنی
۴۳۹	۱	روسے	روپیئے
۴۴۴	۲۱	جوتھہ	چوتھہ
۴۴۷	۳	بن	بن
۴۵۱	۲۰	مصالحہ	مصالحے
۴۵۲	۲۱	بھر	بھی
۴۵۴	۱۷	ستارہ	ستاریکو
۴۶۰	۱	بر	پر
ایضاً	ایضاً	ضر	ضرور
ایضاً	۲۰	مور	نامور
۴۶۴	۱	ـر	پر
۴۷۱	۱	لئے	گئے
۴۷۳	۱۶	افروختۂ	افروختہ
۴۷۶	۱۰	گہبراگئے	گھبراگئے
۴۷۷	۱۲	جنگلپیط	جنگلپیت
۴۸۰	۱۷	رلھنے	رکھنے
۴۸۲	۱۰	کے	کی
۴۸۳	۲۱	دنا	دیا
۴۸۵	۱۰	ہوی	ہوئی
۴۸۸	۱۶	پشت	پشت مبارک
۴۸۹	۱	اپیش	پیش
ایضاً	۱۵	لچھ	کچھ
ایضاً	۲۰	لچھ	کچھ
۴۹۲	۹	نرلھتا	نرکھتا
۴۹۸	۸	گیا	گیا
۵۰۰	۵	حون	خون
۵۰۲	۵	لے	نے
۵۰۹	۱۳	فرناستانی	فرنگستانی
۵۱۰	۲	مہجون	معجون
ایضاً	۴	بر	پر
۵۲۵	۲۱	پینچا	پہنچا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥	١	موصوف و	موصوف
سا	٢١	کے	کے
٥	١٠	پہنج	پہنچ
٥	١٥	کر	کرے
٥	١٩	شتی	پشتی
٥	١٨	لی	کی
	٩	بور	پور
	٨	گئ	گئی
	٣	پشاکین	پوشاکین
ا	٩	ہور	ہوکر
	١٠	فتہ	فتح
	١٠	گھبرا	گھبرا
	١	کاہ	گاہ
	١	لو	کو
	٤	سلطان کے	غنیم کے
	١٠	اسنے	اسے
	٢١	ماصر	حاضر
	١٤	جلی	جاکی
	١٤	ھمم	کھمم
	٨	ساتھ	ساتھ لے
		کرے	کرکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥٦٤	١	لھول	کھول
ایضاً	٤	ہو لئے	ہو گئے
ایضاً	ایضاً	حابک	چابک
٥٦٥	٢٠	سے	کے
ایضاً	٢١	ہراو اپر	ہراول پر
٥٦٦	١٥	پر	پڑے
٥٦٧	٥	منگال	ستی منگال
٥٧٠	٨	بو	پو
٥٧١	١٦	لچھ	کچھ
٥٧٣	١٣	طرف	طرفہ
٥٨٢	١	لولوان لی	لوگون کی
٥٨٥	٢١	لو	کو
٥٩٢	١	لئے	گئے
٥٩٤	٩	لرے	کرے
٥٩٥	١٦	شادی	سال
٥٩٦	٨	لبچھری	کچہری
ایضاً	ایضاً	ہزار	چار ہزار
ایضاً	١٦	ساطین	سلاطین
٥٩٧	٩	پھول	بھول
٦٠٠	٢١	تدبر	تدبیر بن
٦١٥	٣	اسلام حمت	اسلام وحمیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱۷	۸	لردیتا	کردیتا
۶۱۹	۱۰	توبون	توپون
۶۲۰	۱۶	لھو	کھول
۶۲۲	۱۰	بحرم	محرم
۶۲۴	۱	سلام	سلام
۶۲۵	۱۷	یچے	نیچے
۶۲۶	۶	نشن	نشان
۶۲۷	۱	مازندرن	مازندران
ایضا	۵	دوسے	دوسرے
ایضا	۱۶	لے	کے
۶۲۸	۱۲	اکبسوبن	اکتیسوین
۶۳۲	۱	انجام	گنجام
۶۳۶	۱	جارون	چارون
۶۳۹	۱	مادانی	نادانی
۶۴۹	۳	کاری ساز	کارتی ساز
۶۵۵	۳	پن سی	پان سی
۶۵۸	۱۷	سونے	جونے
۶۶۰	۴	لاکھ	لاکھ
۶۶۱	۳	ہندودن	ہندوون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶۲	۲	خاف	خلاف
ایضا	۲۱	بھبھکر	پھونکر
۶۶۳	۳	کے	کی
ایضا	۱۰	کے	کی
۶۶۵	۳	پر	کا
ایضا	۵	ور	اور
ایضا	۶	کے	کی
۶۸۰	۲۱	تظعیم	تعظیم
۶۸۲	۱۰	سپگار	ستگار
۶۹۱	۴	عدا	اعدا
۶۹۳	۱	لتی	گنتی
۷۱۲	۱۹	ہے	ہو
۷۱۳	۱	ء	ہم
۷۲۸	۴	تے	ملے
۷۳۰	۱۷	بھالتے	بھاگتے
۷۳۴	۱	پرسے	پرتے
۷۴۷	۱۹	طیقہ	طریقہ
۷۴۹	۱۳	مترک	متبرک
۷۵۲	۳	کدبیٹے	کہد بیٹے